مجاہدِ اعظم حضرت محمدؐ بن قاسمؒ کے رفقا یعنی شامی مجاہدین کے حالات پر مشتمل

تاریخ ارائیاں

علمی کتاب خانہ ○ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

جلد اوّل	[illegible]	تعداد ۔۔۔ ۱۱۰۰
جلد دوم	[illegible]	تعداد ۔۔۔ ۱۱۰۰
جلد سوم	[illegible]	تعداد ۔۔۔ ۱۱۰۰
جلد چہارم	[illegible]	تعداد ۔۔۔ ۱۱۰۰

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اقبالؒ

طابع: [illegible] — [illegible]

Marfat.com

فہرست مضامین تاریخ ارائیاں (طبع چہارم)

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	فرمودۂ رسولؐ (مصنف)	۱	۱۶	سرزمین سندھ اور عرب مجاہدین	۵۹
۲	احادیث رسولؐ (پبلشر)	۲	۱۷	دیبل زمانۂ قدیم میں	۶۰
۳	دیباچہ وابیل طبع چہارم	۵	۱۸	دیبل موجودہ ایام میں	۶۰
۴	دیباچہ طبع سوم	۶	۱۹	مذکورہ جہازوں پر بحری قزاقوں کا حملہ	۶۱
۵	تعارف (پہلا ایڈیشن)	۸			
۶	حرفِ اول (دوسرا ایڈیشن)	۱۰	۲۰	حجاج کی طرف سے کاروائی	۶۲
۷	پیشِ لفظ (سردار محمد شفیع)	۱۱	۲۱	حجاج کا دربارِ خلافت سے دوبارہ جہاد کی اجازت طلب کرنا	۶۲
۸	گذارش از ناشر (سردار محمد)	۱۹			
۹	جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔	۲۴	۲۲	اریحا	۶۴
			۲۳	اریحا کے قدیم نام اور معنی	۶۶
۱۰	تاریخ ارائیاں پر تبصرے	۲۷	۲۴	اریحا خلفاء بنی امیہ کے دور میں	۶۸
۱۱	پہلا حصہ - ارائیں قوم تاریخی حقائق	۴۱	۲۵	لشکرِ اسلام کے حملہ کا پس منظر	۷۱
			۲۶	ایک تاریخی شہادت	۷۲
۱۲	باب اول: ارائیں قوم کا تاریخی پس منظر قبیلۂ قریش۔	۴۲	۲۷	چند شامی کمانڈر	۷۳
			۲۸	محمد بن قاسم کا سالار لشکر مقرر ہونا۔	۷۵
۱۳	تلخ حقیقتیں	۵۰	۲۹	لشکرِ اسلام کی روانگی۔ دیبل کی فتح	۷۶
۱۴	حکومتِ بنوامیہ	۵۶			
۱۵	عربوں کی سندھ میں آمد خطۂ پاک سندھ	۵۸	۳۰	راجہ داہر کا ردعمل	۷۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱	نیرون کوٹ کی فتح	۷۹
۳۲	سیوستان کی فتح	۸۰
۳۳	حجاج کا نہایت اہم خط	۸۰
۳۴	محمد بن قاسم کی پیشقدمی	۸۲
۳۵	محمد بن قاسم کی سفارت	۸۴
۳۶	حجاج کا خط	۸۶
۳۷	راجہ داہر کی پیشقدمی۔	۸۷
۳۸	محمد بن قاسم اور حجاج کی خط و کتابت	۸۹
۳۹	راجہ داہر سے لشکر اسلام کی جنگ	۹۱
۴۰	آخری معرکہ	۹۳
۴۱	محمد بن قاسم کا لشکر کو آراستہ کرنا	۹۴
۴۲	راجہ داہر کی بہادری	۹۶
۴۳	داہر کا قتل	۹۷
۴۴	حجاج کے پاس داہر کا سر بھیجنا۔	۹۸
۴۵	فتح برہمن آباد	۹۹
۴۶	مزید فتوحات	۱۰۱
[illegible]	شامی سیاست اور محمد بن قاسم کا انجام	۱۰۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۸	سلیمان کی تاریخی غلطیاں	۱۰۳
۴۹	محمد بن قاسم کا دردناک انجام	۱۰۶
۵۰	چند تاریخی شہر: اروڑ، راوڑ، اوچ وغیرہ۔	۱۰۷
۵۱	شامی سیاست کے دوررس نتائج	۱۰۹
۵۲	منصورہ کی ریاست کا ایک جائزہ	۱۱۳
۵۳	منصورہ اور خاندان بنو ہبار	۱۱۴
۵۴	المنصورہ سے برآمد ہونے والے سکے۔	۱۱۶
۵۵	المنصورہ اور قرآن مجید	۱۱۷
۵۶	المنصورہ کی تباہی	۱۱۷
۵۷	سرزمین سندھ پر بنو امیہ کے گورنر	۱۱۸
۵۸	باب دوم: ارائیں قوم کے متعلق دوسرے نظریات	۱۱۹
۵۹	انتہائی گمراہ کن۔ کہ ارائیں یہودی ہیں۔	۱۱۹
۶۰	آرین نسل؟	۱۲۲
۶۱	ایرانی نسل؟	۱۲۲
۶۲	ہندی نژاد؟ ...	۱۲۴

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
٦٣	عربی النسل ؟	١٣٤
٦٤	پہلا نظریہ عربی النسل	١٣٦
٦٥	آلِ سلیم الراعی	١٣٨
٦٦	سلیم التواریخ	١٣٩
٦٧	فتح نامہ سندھ	١٤٣
٦٨	دوسرا نظریہ ۔ آلِ ذُوِرعین	١٥٤
٦٩	تیسرا باب ۔ ارائیوں کی گوتیں ۔	١٦٠
٧٠	ارائیوں کی چند مشہور گوتیں	١٦٤
٧١	چوتھا باب ۔ دورِ ابتلاء	١٦٦
٧٢	قرامطہ کا فتنہ	١٦٩
٧٣	سندھ کی اقتصادی تاریخ مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ	١٧٦
٧٤	ہماری ہمسایہ قومیں ۔	١٨١
٧٥	ارائیوں کی چند خصوصیات	١٨٤
٧٦	باب پنجم ۔ تدریجی نقل مکانی	١٩٠
٧٧	باب ششم ۔ قیام پاکستان سے قبل چند ارائیں خاندانوں کا تذکرہ ۔	٢٠٦
٧٨	حصہ دوم ۔ قوم میں بیداری ۔ انجمنیں اور جلسے	٢٦٣

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
٧٩	باب ہفتم ۔ قوم میں بیداری انجمنیں اور جلسے ۔	٢٦٥
٨٠	انجمن راعیان ہند و پاکستان	٢٦٥
٨١	متحدہ ہندوستان میں برادری کا آخری اجتماع	٢٦٨
٨٢	انجمن ارائیاں پاکستان لاہور	٢٩٠
٨٣	ارائیں گریجوایٹس (اوج) پاکستان	٢٩١
٨٤	انجمن فلاح راعیان، لاہور	٢٩١
٨٥	فرینڈز میوچل بینیفٹ سوسائٹی ۔ لاہور	٢٩٢
٨٦	انجمن ارائیاں ماڈل ٹاؤن لاہور ۔	٢٩٣
٨٧	انجمن ارائیں خواتین، لاہور	٢٩٤
٨٨	انجمن ارائیاں گجرات	٢٩٥
٨٩	تنظیم الراعی اوکاڑہ	٢٩٥
٩٠	حزب ارائیاں، راولپنڈی	٢٩٧
٩١	انجمن راعیان، کوئٹہ	٣٠١
٩٢	ممبران تنظیمی کمیٹی برائے انعقاد الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر	٣٠٢
٩٣	تنظیمی سفر ساہیوال سے	٣٠٢

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	میرپور تک	
۹۴	عہدہ داران انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر	۳۰۵
۹۵	انجمن ہائے پنجاب و آزاد کشمیر کے صدر و سیکرٹری صاحبان کے پتے۔	۳۰۶
۹۶	انجمن ارائیاں گوجرانوالہ..	۳۱۲
۹۷	مختصر روئداد اجلاس کنونشن انجمن ارائیاں سیالکوٹ	۳۱۷
۹۸	انجمن ارائیاں ضلع جہلم	۳۲۴
۹۹	آل سندھ تنظیم ارائیاں کا قیام	۳۲۶
۱۰۰	عہدہ داران انجمن ارائیاں ضلع سانگھڑ	۳۲۹
۱۰۱	انجمن اتحاد ارائیاں کراچی	۳۲۹
۱۰۲	انجمن ارائیاں بھٹہ ضلع لاڑکانہ	۳۳۰
۱۰۳	انجمن ارائیاں شاہجہاں پور لانڈھی کراچی	۳۳۱
۱۰۴	انجمن اتحاد ارائیں پاکستان بھیم پورہ نزد گلشن مسجد نشتر روڈ کراچی	۳۳۲
۱۰۵	انجمن اتحاد ارائیں کراچی	۳۳۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۶	متصل بلال مسجد لانڈھی کراچی۔	۳۳۳
۱۰۷	کاروائی اجلاس انجمن ارائیاں ضلع رحیم یار خاں	۳۳۵
۱۰۸	الراعی مارکیٹ لیاقت پور کا افتتاح	۳۳۷
۱۰۹	انجمن ارائیاں ضلع رحیم یار خاں کے عہدیدار	۳۳۸
۱۱۰	عہدیداران تحصیل رحیم یار خاں	۳۳۸
۱۱۱	عہدیداران انجمن ارائیاں شہر رحیم یار خاں و ممبران	۳۳۸
۱۱۲	انجمن ارائیاں ڈیرہ غازیخاں	۳۳۹
۱۱۳	انجمن ارائیاں جام پور	۳۴۰
۱۱۴	انجمن ارائیاں وہاڑی	۳۴۰
۱۱۵	انجمن ارائیاں گوجرہ ضلع لائلپور۔	۳۴۱
۱۱۶	انجمن ارائیاں ضلع گوجرانوالہ فضل فروٹ مارکیٹ	۳۴۱
۱۱۷	ایڈھاک کمیٹی انجمن ارائیاں قصور۔	۳۴۳
۱۱۸	تنظیم انجمن ارائیاں تحصیل قصور	۳۴۴

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۱۹	تنظیم تحصیل چونیاں	۳۳۳۳	۱۱۳۵	تحصیل پنڈی گھیب	۳۳۵۹
۱۱۲۰	تنظیم انجمن الرائیاں قصبہ ستی قصور	۳۳۳۵	۱۱۳۶	انجمن الرائیاں کھیوڑہ	۳۳۶۰
			۱۱۳۷	انجمن الرائیاں چھاچھی	۳۳۶۱
۱۱۲۱	انجمن الرائیاں ٹھکر کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	۳۳۳۵	۱۱۳۸	انجمن الرائیاں بیگسل حسن ابدال	۳۳۶۳
۱۱۲۲	انجمن الرائیاں میانوالی	۳۳۳۶	۱۱۳۹	جہانگیر ... سوسائٹی تحصیل ...	۳۳۶۴
۱۱۲۳	جنرل ... الرائیاں ضلع مظفرآباد آزاد کشمیر	۳۳۳۹	۱۱۴۰	ارائیں ... ملکوال ضلع گجرات	۳۳۶۵
۱۱۲۴	ارائیں سوسائٹی اسلام آباد	۳۳۴۰			
	ضلع کیمبلپور کی ارائیں برادری	۳۳۴۰	۱۱۴۱	الراعی سٹوڈنٹس ... پنجاب یونیورسٹی لاہور	۳۳۶۶
۱۱۲۵	انجمن الرائیاں پنڈ ... تحصیل تلہ گنگ	۳۳۴۳	۱۱۴۲	انجمن الرائیاں سوہاوہ تحصیل و ضلع جہلم	۳۳۶۸
۱۱۲۶	انجمن الرائیاں ڈھوڈٹ تحصیل تلہ گنگ	۳۳۴۵	۱۱۴۳	انجمن الرائیاں ...	۳۳۶۹
۱۱۲۷	ارائیں سوسائٹی تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبلپور	۳۳۵۱	۱۱۴۴	انجمن الرائیاں ڈھیری تحصیل پنڈ دادنخان	۳۳۷۱
۱۱۲۸	ارائیں سوسائٹی تلہ گنگ سٹی	۳۳۵۶	۱۱۴۵	انجمن الرائیاں ...	۳۳۷۲
۱۱۲۹	ارائیں سوسائٹی ملتان کینٹ	۳۳۵۸	۱۱۴۶	انجمن الرائیاں ... ضلع ...	۳۳۷۳
۱۱۳۰	ارائیں سوسائٹی لیہ	۳۳۵۸	۱۱۴۷	انجمن الرائیاں ...	۳۳۷۴
۱۱۳۱	ارائیں سوسائٹی گکھڑ	۳۳۵۹		تحصیل پنڈ دادنخان	
۱۱۳۲	ارائیں سوسائٹی نیپری	۳۳۵۹	۱۱۴۸	انجمن الرائیاں ... ضلع جہلم	۳۳۷۶
۱۱۳۳	پاکستان کے چند ممتاز افراد	۳۳۵۹			

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴۹	ارائیں ایجوکیشن پنڈ دادنخاں	۳۶۷		باب ہشتم:-	
			۱۶۲	قومی یکجہتی	۳۷۷
۱۵۰	انجمن ارائیں پنن وال تحصیل پنڈ دادنخاں	۳۶۸	۱۶۳	انجمن ارائیان پاکستان کا عارضی دستور	۳۷۷
۱۵۱	انجمن ارائیان بوڑیاں تحصیل جہلم۔	۳۶۹	۱۶۴	انجمن ارائیان کے مقاصد	۳۸۰
۱۵۲	انجمن ارائیاں دہر بالہ جالپ	۳۶۹	۱۶۵	حصول مقاصد کے لئے طریق کار اور اس کے ذرائع	۳۸۲
۱۵۳	چودھری محمد یعقوب صدر انجمن ضلع جہلم کا دورہ	۳۶۹	۱۶۶	تنظیم	۳۸۲
۱۵۴	کونسل انجمن ارائیاں شہر جہلم	۳۷۰	۱۶۷	کاروائی میٹنگ بتاریخ ۲۸/۵/۶۶ بمقام ڈگری ضلع تھرپارکر	۳۸۷
۱۵۵	" " تحصیل جہلم	۳۷۰			
۱۵۶	" " تحصیل چکوال	۳۷۰	۱۶۸	پیغام سردار محمد شفیع سابق صدر آل انڈیا ارائیں کانفرنس ۱۹۴۷ء کنوینر انجمن ارائیان سندھ ۱۹۶۷ء	۳۸۸
۱۵۷	" " تحصیل پنڈدادنخاں	۳۷۰			
۱۵۸	انجمن اتحاد ارائیں لانڈھی کالونی کراچی	۳۷۱			
۱۵۹	کاروائی اجلاس عہدیداران انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر منعقدہ ۳۰ جنوری ۱۹۷۷ء	۳۷۱	۱۶۹	پاکستان کی تعمیر میں ارائیوں کا حصہ (ایک مختصر جائزہ)	۳۹۹
			۱۷۰	لمحۂ فکریہ۔ ارائیں برادری کا پس منظر۔ سندھ وہند میں ان کی صدسالہ مشغولیت اور اس کے نتائج۔	۴۰۵
۱۶۰	تعزیتی قرارداد نمبر۱ تعزیتی قرارداد نمبر۲	۳۷۴			
۱۶۱	انجمن ارائیان لائل پور	۳۷۵	۱۷۱	ارائیں برادری کا ذہنی تجزیہ	

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	از مرزا محمد شفیع	۴۰۷
۱۶۲	۱۹۱۵ء کا ارائیں انجمن کا اجلاس انگریزوں سے فوج میں بھرتی کرنے کی اپیل اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا جائزہ۔	۴۱۶
۱۶۳	لائحہ عمل دستاویز برائے اجلاس انجمن ارائیاں لائل پور مؤرخہ	۴۲۱
۱۶۴	قومی نصب العین۔ از مرزا محمد	۴۲۴
۱۶۵	قومی جریدے اور قومی تاریخ	۴۲۵
۱۶۶	**نواں باب۔ قومی کردار**	۴۴۰
	ہمارے اولیاء، علماء اور شہداء	
۱	حضرت شاہ عنایت قادری شطاری لاہوری	۴۴۱
۲	حضرت شاہ سید سرمست سہروردی سیالکوٹی	۴۴۴
۳	شاہ الٰہی بخش قادری قاضی جالندھری	۴۴۵
۴	سائیں باقی شاہ ابوالخیر لاہوری	۴۴۶
۵	حافظ اللہ بخش ڈھولنوال لاہور	۴۴۷
۶	مولوی غلام مرتضیٰ لاہوری	۴۴۷
۷	میاں خاکی شاہ ولد حسن ہوشیارپوری	۴۴۷
۸	بابا ماہی شاہ، دسوہہ، ہوشیارپور	۴۴۷
۹	حضرت میاں نصر اللہ	۴۴۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰	حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی۔	۴۴۸
۱۱	شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری	۴۴۸
۱۲	حضرت سائیں کرم الٰہی رکانوالی سرکار	۴۵۰
	ہمارے دین کے خادم	۴۵۲
۱	خیر المدارس۔ ملتان اور دیگر علماء	۴۵۲
۲	چودھری غلام محمد کراچی	۴۵۵
۳	مولانا جان محمد بھٹو۔	۴۵۶
۴	مولوی نور محمد حقانی لودھیانوی	۴۵۶
۵	حکیم محمد ابراہیم ولد میاں	۴۵۶
	مستقیم فیروزپوری	۴۵۶
۶	مولوی حافظ عبدالسلام، ٹوہانہ، حصار	۴۵۷
۷	مولوی حکیم عبداللہ شاہ کرنالی	۴۵۷
۸	مولوی محمد ابراہیم کرنالی	۴۵۷
۹	مولوی احمد، نورآباد، سانگھڑ	۴۵۷
۱۰	مولوی حافظ مظہر الدین	۴۵۷
۱۱	حکیم رحیم اللہ گڑھی رحیم اللہ لاہور	۴۵۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
١٢	حکیم مہر مراد بخش لاہوری	٣٥٥	٢٩	مولوی عبد اللہ لودھیانہ	٣٦٣
١٣	حکیم مولوی غلام رسول آوان گھوڑے شاہ ضلع ہوشیارپور	٣٥٥	٣٠	مولوی عبد العزیز لودھیانہ	٣٦٣
			٣١	شیخ اللہ دادو سرسہ حصار	٣٦٣
١٤	حکیم مولوی محمد بخش	٣٥٦	٣٢	مولوی محمد سلیمان ننگل پور حصار	٣٦٣
١٥	حکیم نتھا جی صاحب	٣٥٧			
١٦	ڈاکٹر عبد الستار گوجرانوالہ	٣٦٠	٣٣	حاجی سید ا... حصار	٣٦٣
١٧	حکیم مولوی ابراہیم شاہ جیون ملتان	٣٦١	٣٤	حافظ پیر محمد چشتی نظامی پٹیالہ	٣٦٣
١٨	حکیم قاضی رحمت اللہ بٹالوی	٣٦١	٣٥	حضرت حاجی شاہ جی میاں عبد اللہ شاہ تھانیسری	٣٦٣
١٩	میاں ولی محمد تونسوی ڈیرہ غازی خان	٣٦١	٣٦	مولوی اللہ بخش خان گڑھ مظفر گڑھ، حاجی کریم داد جتوئی، مولوی محمد صالح جتوئی	٣٦٥
٢٠	سائیں قطب شاہ و سائیں حوتے شاہ جالندھر شہر	٣٦١	٣٧	ریاست بہاولپور	٣٦٥
٢١	میاں عالم شاہ نور محل	٣٦١	٣٨	ضلع پیلی بھیت	٣٦٥
٢٢	بابا مقیم شاہ	٣٦١	٣٩	ضلع لاہور	٣٦٥
٢٣	حافظ مولوی حکیم محمد بخش گنگوہی	٣٦٢	٤٠	ضلع گوجرانوالہ۔ مولوی نور الٰہی تتکوہا	٣٦٥
٢٤	مولوی محمد مسلم گڑھا دستہ الہ	٣٦٢			
٢٥	فیضے شاہ نور محل	٣٦٣	٤١	ضلع جالندھر	٣٦٦
٢٦	مولوی محمد ابراہیم ایوٹ ریاست کپورتھلہ۔	٣٦٣	٤٢	حضرت صوفی علی احمد نقشبندی مجددی۔	٣٦٦
٢٧	مولوی محمد ... لدھیانہ	٣٦٣	٤٣	حافظ رحیم اللہ جلال آباد کرالہ ضلع مظفر نگر	٣٦٨
٢٨	مولوی محمد ...	٣٦٣			

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۴	حکیم کریم بخش، باغبانپورہ	۴۶۹	۶۱	مولانا محمد سلیم خیر پوری	[illegible]
۴۵	مولوی ابراہیم، منگالہ حصار	۴۶۹	۶۲	مولوی عبد الغنی کرنالوی	[illegible]
۴۶	حاجی مولوی فتح محمد تھانہ	۴۶۹	۶۳	حضرت علامہ [illegible]	[illegible]
	بھون،			مراد۔	
۴۷	منشی خاں سندھی صفی	۴۶۹		ہمارے دانشور، حکماء، قومی	[illegible]
۴۸	صوفی اکبر علی جالندھری			کارکن، مجاہد، شہید	
۴۹	منشی ابراہیم عشرت انبالوی	۴۷۰		سیاسی، ادباء، تاجر،	
۵۰	قاضی فتح محمد انبالوی	۴۷۰		صنعت کار۔	
۵۱	مولوی نور محمد حقانی لودھیانوی	۴۷۰	۱	انجمن اسلام لندن	[illegible]
۵۲	فلک پیما	۴۷۰	۲	آل انڈیا مسلم لیگ	[illegible]
۵۳	مولانا عبد الرشید نسیم المعروف	۴۷۰	۳	میاں عبد العزیز کا کارنامہ	[illegible]
	علامہ طالوت		۴	غازی علم الدین شہید اور	[illegible]
۵۴	مولانا خلیل اللہ خیر پوری میرس	۴۷۱		میاں سر محمد شفیع	
۵۵	مولانا بشیر احمد، پسرور،	۴۷۱	۵	غوثیہ اسلامیہ کالج، وزیر	[illegible]
	سیالکوٹ		۶	آوینہ بیگ	[illegible]
۵۶	مولانا امجد علی	۴۷۱	۷	میاں محمد وارث کمانیہ	[illegible]
۵۷	مولانا مفتی دین احمد۔ اخلاص	۴۷۲		شمع آزادی کے پروانے۔	[illegible]
	ہوشیارپور۔			تحریک مجاہدین کے [illegible]	
۵۸	مولانا امجد علی اعظمی	۴۷۴		جانباز	
۵۹	مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ	۴۷۵	۸	مولوی محمد جعفر تھانیسری	[illegible]
	النعیمی القادری		۹	محمد حسین۔ ایک گمنام مجاہد	[illegible]
۶۰	مولانا محمد ابراہیم	۴۷۸	۱۰	سردار محمد شفیع۔	[illegible]

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱	خاندان صوفی محمد اکبر علی	۵۰۹
۱۲	میاں عبدالعزیز بیرسٹر (مرحوم)	۵۱۴
۱۳	ڈاکٹر کیپٹن عبدالحفیظ	۵۲۲
۱۴	کیپٹن ظفر حسن ایبک	۵۲۸
۱۵	میاں بشیر احمد بیرسٹر	۵۲۹
۱۶	ڈاکٹر عبدالعزیز	۵۳۵
۱۷	میجر عصمت اللہ (مرحوم)	۵۳۶
۱۸	کیپٹن انوار الحق شہید	۵۳۷
۱۹	میاں محمد سلیم جاوید (تمغہ جرات) شہید	۵۳۸
۲۰	چودھری محمد علی (سابق وزیراعظم)	۵۳۹
۲۱	حضرت پیر نور محمد (عثمان گنج لاہور)	۵۴۲
۲۲	حکیم حافظ مولوی محمد بخش	۵۴۵
۲۳	حضرت مولانا عبیداللہ درخواستی	۵۴۶
۲۴	قاری عظیم اللہ پانی پتی	۵۴۷
۲۵	میاں محمد شوکت لطیف آباد حیدر آباد۔	۵۴۸
۲۶	میاں عبدالباری	۵۵۰
۲۷	میاں اللہ بخش مرحوم	۵۵۴
۲۸	فلائٹ لفٹیننٹ حبیب شہید	۵۵۹
۲۹	چودھری غلام محمد	۵۶۲
۳۰	چودھری نور محمد	۵۶۲
۳۱	میاں چراغ دین ولد میاں نظام الدین۔	۵۶۳
۳۲	میاں امام الدین مرحوم	۵۶۳
۳۳	منشی نبی بخش نایاب	۵۶۴
۳۴	سابق ایڈمرل حاجی محمد صدیق چودھری۔	۵۶۹
۳۵	الحاج محمد اسحاق حنیف مرحوم	۵۷۲
۳۶	حافظ محمد حلیم (ملک التجار)	۵۷۴
۳۷	میاں افتخار الدین مرحوم	۵۷۵
۳۸	محترمہ لیڈی شفیع	۵۷۷
۳۹	ڈاکٹر نذیر احمد (ہومیوپیتھ مرحوم)	۵۷۷
۴۰	مولانا قاضی محمد ابراہیم کرنالیؒ	۵۷۸
۴۱	حاجی کالے خاں پانی پتی	۵۷۹
۴۲	الحاج ملک محمد بشیر (مرحوم)	۵۷۹
۴۳	سردار احمد علی	۵۸۱
۴۴	سی۔ ایم لطیف	۵۸۲
۴۵	میاں عزیز الدین	۵۸۴
۴۶	میاں فضل محمد عبدالقیوم	۵۸۵
۴۷	چودھری جمال الدین	۵۸۸
۴۸	ممتاز لیاقت	۵۸۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۹	چودھری عبدالخالق عربی	۵۹۰	۷۱	چودھری محمد سلیم	۶۴۲
۵۰	چودھری عبدالحق بیرسٹرایٹ لاء	۵۹۰	۷۲	میاں طفیل محمد	۶۴۳
۵۱	خان بہادر میاں محمد یوسف	۵۹۵	۷۳	ظفر حسن ایبک	۶۴۵
۵۲	سردار فیملی گنجہ کلاں لاہور	۶۰۰	۷۴	چودھری عبدالغفور	۶۴۵
۵۳	الحاج مولوی پیر محمد	۶۰۸	۷۵	ارشاد احمد	۶۴۶
۵۴	ڈاکٹر سر میاں محمد شفیع (مرحوم)	۶۰۹	۷۶	خان بہادر۔ میاں اللہ بخش	۶۴۶
۵۵	منیر احمد ارائیں (مرحوم)	۶۲۳		مرحوم	
۵۶	قدرت اللہ شہاب	۶۲۵	۷۷	میاں منظور حسین ایڈووکیٹ	۶۴۶
۵۷	میاں محمد شفیع (م۔ش)	۶۲۹	۷۸	چوہدری حبیب اللہ	۶۴۷
۵۸	ڈاکٹر محمد انوار الحق	۶۳۱	۷۹	چوہدری محمد صدیق راگی	[illegible]
۵۹	چوہدری عبدالعزیز خالد	۶۳۲	۸۰	مسکین علی حجازی	[illegible]
۶۰	نذیر احمد چودھری	۶۳۴	۸۱	ڈاکٹر محمد صابر	۶۴۷
۶۱	عبدالغفور چودھری	۶۳۴	۸۲	ڈاکٹر محمد سعید زاہد	[illegible]
۶۲	ڈاکٹر میاں امداد حسین	۶۳۵	۸۳	چودھری محمد اصغر	۶۵۰
۶۳	عبدالحمید امر	۶۳۵	۸۴	میاں عبدالعزیز گورداسپوری	۶۵۰
۶۴	پروفیسر محمد رفیع الدین	۶۳۶	۸۵	چوہدری الطاف حسین	۶۵۱
۶۵	پروفیسر چودھری شبیر محمد	۶۳۷	۸۶	میجر محمد افضل ملک	۶۵
۶۶	پرویز اے شامی	۶۳۷	،	شہید	
۶۷	میاں منظور احمد	۶۳۸	۸۷	مسٹر جاوید الطاف	۶۵۲
۶۸	چودھری محمد اسلم سلیمی	۶۳۹	۸۸	مسٹر ظفر الطاف	[illegible]
۶۹	مولانا جان محمد بھٹو	۶۴۰	۸۹	محمد بشیر حسین (مرحوم)	۶۵۳
۷۰	میاں محمد شوکت	۶۴۱	۹۰	غنچہ بیگم صوفی	[illegible]

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۱	حکیم محمد شریف جامعی	۶۵۳	۱۱۰	سیٹھ محمد اسحاق	۶۶۷
۹۲	ڈاکٹر چوہدری حسن عزیز	۶۵۴	۱۱۱	کرنل حیدر علی	۶۶۷
۹۳	چوہدری الہی بخش	۶۵۴	۱۱۲	محترمہ غلام فاطمہ (مرحومہ)	۶۶۸
۹۴	محمد طفیل	۶۵۵	۱۱۳	میاں عبدالصمد (مرحوم)	۶۶۸
۹۵	چوہدری فتح محمد شیفتہ (مرحوم)	۶۵۶	۱۱۴	چودھری عبدالعزیز	۶۶۹
۹۶	چوہدری بدر الدین	۶۵۷	۱۱۵	میاں عبدالقادر فریدالزماں	۶۷۰
۹۷	محمد منیر عالم شہریار	۶۵۸	۱۱۶	میاں عبدالحی	۶۷۰
۹۸	لفٹیننٹ جنرل، سلیم احمد میاں	۶۵۸	۱۱۷	حافظ نور محمد	۶۷۱
۹۹	لفٹیننٹ کرنل ایم قمرالدین ڈاکٹر	۶۵۹	۱۱۸	حاجی عبدالکریم	۶۷۱
			۱۱۹	میاں عبدالقدوس شمس الزماں	۶۷۱
۱۰۰	ڈاکٹر میاں بشیر احمد (مرحوم)	۶۶۰			
۱۰۱	میاں الطاف شوکت	۶۶	۱۲۰	چوہدری عبدالعزیز یوسف الزماں	۶۷۱
۱۰۲	میاں عطا الحق	۶۶۱			
۱۰۳	چوہدری محمد اسلم	۶۶۲	۱۲۱	چوہدری عبدالرحیم	۶۷۲
۱۰۴	چودھری فضل محمد فضل جالندھری۔	۶۶۲	۱۲۲	چودھری محمد فضل کریم	۶۷۲
			۱۲۳	حاجی میاں امانت علی	۶۷۳
۱۰۵	چودھری سلطان احمد (مرحوم)	۶۶۳	۱۲۴	ڈاکٹر میاں محمد شفیع	۶۷۳
۱۰۶	مولوی محمد علی لاہوری	۶۶۳	۱۲۵	میاں منور الدین	۶۷۴
۱۰۷	میاں نصیر احمد (مرحوم)	۶۶۴	۱۲۶	ڈاکٹر محمد حسین چودھری	۶۷۵
۱۰۸	محترمہ نفیس اقبال	۶۶۵	۱۲۷	چوہدری عبدالباری	۶۷۵
۱۰۹	شاہکوٹ کے دو معزز خاندان	۶۶۶	۱۲۸	میاں بشارت علی	۶۷۷
			۱۲۹	ظفر عالم صاحب	۶۷۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۰	ڈاکٹر ایم لطیف اختر	[illegible]		شمس الدین المعروف بہ	[illegible]
۱۳۱	چوہدری محمد رشید احمد جیولر	[illegible]		شمس المراحی	
۱۳۲	میاں فقیر محمد ندیم پارک	[illegible]	۱۵۰	پروفیسر محمد عزیز لطیف ایڈووکیٹ	[illegible]
۱۳۳	محمد شریف جلیس	[illegible]	۱۵۱	نسیم حجازی	[illegible]
۱۳۴	شیخ الدین ولی	[illegible]	۱۵۲	مقصود سیفی صاحب	[illegible]
۱۳۵	حاجی مبارک علی	[illegible]	۱۵۳	عبدالرشید تبسم	[illegible]
۱۳۶	طارق عبدالرحمٰن الحجی لیاقت	[illegible]	۱۵۴	حنیف رامے	[illegible]
	پنجاب و آزاد کشمیر۔ الحاج		۱۵۵	چوہدری محمد اکبر	[illegible]
	چوہدری محمد قاسم		۱۵۶	مولانا محمد اسحاق نقشبندی	۷۰۳
۱۳۷	پروفیسر رضا اللہ	[illegible]	۱۵۷	علی اصغر چوہدری	۷۰۳
۱۳۸	محمد ارشاد چوہدری	[illegible]	۱۵۸	میاں شاہ محمد حریر	۷۰۳
۱۳۹	میاں عبدالحق	[illegible]	۱۵۹	میاں محمد شفیع	۷۰۳
۱۴۰	میاں نسیم احمد	[illegible]	۱۶۰	مصنف کے متعلق	۷۰۳
۱۴۱	پروفیسر ڈاکٹر غلام نبی	[illegible]	۱۶۱	خاندان مولوی عبدالحق مرحوم	۷۰۴
۱۴۲	پروفیسر ڈاکٹر اعتقاد الرحمٰن	[illegible]	۱۶۲	میاں حبیب الرحمٰن	۷۰۵
۱۴۳	پروفیسر حقیقت علی چوہدری	[illegible]	۱۶۳	چوہدری محمد یوسف	۷۰۹
۱۴۴	میاں محمد امین رضوالحق	[illegible]	۱۶۴	خالہ صاحبہ میاں عبدالرب	۷۰۹
۱۴۵	مسٹر امتیاز احمد	[illegible]	۱۶۵	محمد ابراہیم نسیم اللہ	۷۱۰
۱۴۶	سر شاہنواز خان بھٹو	[illegible]	۱۶۶	میاں محمد حنیف	۷۱۱
۱۴۷	ذوالفقار علی بھٹو	[illegible]	۱۶۷	میاں عبدالرشید تیلی والا	[illegible]
۱۴۸	ممتاز علی بھٹو	[illegible]	۱۶۸	محمد حنیف رامے	۷۱۱
۱۴۹	چند اہل قلم کا مختصر تعارف	[illegible]	۱۶۹	ڈاکٹر بشیر احمد چوہدری	۷۱۳

Marfat.com

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۷۳۲	ملک حق نواز میانوالی	۱۹۱	۷۱	چودھری محمد شریف	۱۷۰
۷۳۲	ارائیں پن فرینڈز کلب	۱۹۲	۷۱۴	چودھری محمد صفدر ایمن	۱۷۱
۷۳۴	میجر فتح محمد صابر نظامی	۱۹۳	۷۱۴	میاں غلام رسول	۱۷۲
۷۳۸	محمد فاروق ایڈووکیٹ	۱۹۴	۷۱۴	چودھری ظفر عالم	۱۷۳
۷۳۹	چودھری محمد صدیق ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ	۱۹۵	۷۱۵	چودھری محمد رفیق	۱۷۴
			۷۱۶	چودھری فرزند علی اختر بھدرو	۱۷۵
۷۴۰	حکیم علامہ محمد حسین عرشی	۱۹۶	۷۱۷	خلیفہ خالد ایمن مخفی ایڈووکیٹ	۱۷۶
۷۴۱	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری۔	۱۹۷	۷۱۸	پروفیسر ملک محمد ارشد	۱۷۷
			۷۱۸	ڈاکٹر میاں محمد اسلم	۱۷۸
۷۴۱	وفا انبالوی	۱۹۸	۷۱۹	عبدالرؤف راشد	۱۷۹
۷۴۳	محمد عاشق اصغر	۱۹۹	۷۱۹	چودھری محمد شفیع نبینڈ ریکلیمیشن آفیسر	۱۸۰
۷۴۳	چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری	۲۰۰	۷۲۰	ڈاکٹر طاہر شفیع	۱۸۱
۷۴۴	میاں سعید احمد	۲۰۱	۷۲۱	چودھری محمد شریف (گجرات)	۱۸۲
۷۴۵	چوہدری جہانگیر علی	۲۰۲	۷۲۲	ڈاکٹر کریم اللہ	۱۸۳
۷۴۶	ڈاکٹر محمد بشیر چودھری ڈائریکٹر جنرل سائل سروے	۲۰۳	۷۲۲	آزاد کشمیر	۱۸۴
			۷۲۳	آزاد کشمیر اور ارائیں برادری	۱۸۵
۷۴۸	ملک محمد حسین (سانڈہ)	۲۰۴	۷۲۷	بشیر احمد چوہدری ایم اے	۱۸۶
۷۴۹	شفیق جالندھری	۲۰۵	۷۲۷	محمد صادق بھٹہ قصوری	۱۸۷
۷۵۰	نثار احمد ملک	۲۰۶	۷۳۰	رشید آفریں سیالکوٹی	۱۸۸
۷۵۱	میاں صلاح الدین المعروف مہر ملا۔	۲۰۷	۷۳۰	میاں فیملی کنگرہ جالندھر	۱۸۹
			۷۳۲	ملک عطا محمد عیسیٰ خیل	۱۹۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰۸	میاں امتیاز احمد	۷۵۲
۲۰۹	انجمن ارائیاں جڑانوالہ	۷۵۲
۲۱۰	ضلع رحیم یار خاں (نامور شخصیتوں کے تعارف)	۷۵۳
۲۱۱	چودھری برکت علی مرحوم	۷۵۴
۲۱۲	چودھری بشیر احمد بیتاب	۷۵۴
۲۱۳	ایک مہاجر خاندان (لدھیانہ)	۷۵۵
۲۱۴	میاں عبدالکریم ولد میاں محمد علی	۷۵۶
۲۱۵	محمد سلیمان	۷۵۷
۲۱۶	بلوچستان	۷۵۸
۲۱۷	پیلی بھیت (یو-پی) میں ارائیں برادری۔ مختصر جائزہ (پروفیسر شفیق)	۷۵۸
۲۱۸	چودھری رحمت اللہ	۷۶۰
۲۱۹	مہاجرین پیلی بھیت ؛ حافظ محمد اسحٰق۔	۷۶۵
۲۲۰	میاں محمد صدیق	۷۶۵
۲۲۱	حاجی ابراہیم صاحب	۷۶۶
۲۲۲	اسرار الحق صاحب	۷۸۵
۲۲۳	میاں مقبول احمد کھہرلوی	۷۸۵
۲۲۴	محمد ارشد صاحب	۷۸۶
۲۲۵	محمود احمد صاحب	۷۸۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۲۶	محمود احمد صاحب	۷۸۸
۲۲۷	موندیا نبی بخش۔ بریلی	۷۸۱
۲۲۸	موضع اودے پور پیلی بھیت۔	۷۸۹
۲۲۹	موضع کیمریا۔ پیلی بھیت	۷۹۰
۲۳۰	ڈاکٹر عبداللہ	۷۹۰
۲۳۱	ڈاکٹر مشتاق احمد	۷۹۱
۲۳۲	ڈاکٹر سلیم محمود سلیم	۷۹۱
۲۳۳	میاں شوکت علی ممتاز قصور۔	۷۹۲
۲۳۴	پروفیسر حاجی نعمت علی	۷۹۳
۲۳۵	ایک ارائیں خاندان، کنگ ارائیاں۔ جالندھر	۷۹۵
۲۳۶	مولوی خاندان گڑھا دہنڈہ جالندھر۔	۷۹۷
۲۳۷	خاندان چوہدری گل محمد۔ بازید پور۔	۷۹۹
۲۳۸	ارائیں برادری۔ پنڈدادنخاں کے چند صاحب حیثیت افراد۔	۸۰۰
۲۳۹	ہمارے مکتبے اور چند دیگر کاروباری ادارے	۸۰۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۴۰	ارائیں ویلفیئر سوسائٹی راولپنڈی۔	۸۱۳
۲۴۱	لائل پور کے کوائف	۸۱۶
۲۴۲	مختصر فہرست ناموران قوم (قیام پاکستان سے قبل) قیام پاکستان کے بعد	۸۲۴
۲۴۳	انجمن فلاح راعیان لاہور	۸۳۴
۲۴۴	فرینڈز میوچل بینیفٹ سوسائٹی	۸۳۶
۲۴۵	مرکزی انجمن راعیان سندھ	۸۳۹
۲۴۶	محکمہ تعلیم سندھ	۸۴۰
۲۴۷	ڈاکٹر صاحبان سندھ	۸۴۲
۲۴۸	وکلاء کرام سندھ	۸۴۲
۲۴۹	سرکاری عہدہ داران	۸۴۳
۲۵۰	سیاسی و سماجی شخصیتیں	۸۴۶
۲۵۱	معززین	۸۴۷
۲۵۲	راعی وکلاء قصور	۸۵۵
۲۵۲	ممبران، اوچ، پاکستان	۸۵۶
۲۵۴	حزب ارائیاں، راولپنڈی	۸۸۱
۲۵۵	چیدہ چیدہ ممبران	۸۸۲
۲۵۶	تعارف مزید معززین	۸۸۸
۲۵۷	بریلی، پیلی بھیت، رام پور،	۸۹۵
	نینی تال کے چند مہاجر	
۲۵۸	چند اور نام معززین	۸۹۶
۲۵۹	مزید ممبران، اوچ، پاکستان۔	۹۰۳
۲۶۰	**پیغامات:-**	
	(۱) از سردار محمد عالم	۹۰۴
	(۲) رفیق اختر چوہدری مظفر آباد۔	۹۰۴
	(۳) میاں محمد شفیع (م ش)	۹۰۶
۲۶۱	مصنف کا پیغام برادری کے نام۔	۹۰۷
۲۶۲	تاریخ ارائیاں۔ سید اکرام حسین شاہ	۹۰۸
	ضمیمہ	
۲۶۳	انجمن ارائیاں بھیرہ	
۲۶۴	انجمن ارائیاں ڈسکہ	
۲۶۵	انجمن ارائیاں گوجرانوالہ	
	مختصر تعارف ارائیاں شاہجہانپور، یو۔پی	

Marfat.com

فرمودۂ رسولؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(از علی اصغر چودھری)

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا :

"یا رسول اللہ ! اپنی قوم سے محبت رکھنا بھی عصبیت میں داخل ہے ؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

نہیں ! بلکہ عصبیت یہ ہے کہ انسان ظلم و بے داد میں اپنی قوم کا مددگار رہو" . (ابن ماجہ)

ورثلہ بن اشفع رضؓ نے عرض کیا :

"یا رسول اللہؐ ! عصبیت کیا ہے ؟"

فرمایا "ظلم میں اپنی قوم کا مددگار ہونا ."

حضورؐ کا ارشاد ہے .

" جو شخص لوگوں کو عصبیت کی دعوت دے، وہ ہم میں سے نہیں .
اور جو کوئی عصبیت کی بنا پر مقاتلہ کرے وہ ہم میں سے نہیں، اور
جو شخص عصبیت پر جان دے وہ ہم میں سے نہیں ."

Marfat.com

احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

(از سردار محمد (پبلشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

۱۔ عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصابتان من اُمّتی حررھما اللہُ من النار عصابۃ تغزُوالہند وعصابۃ مع عیسیٰ بنِ مریم علیہما السّلام۔

(نسائی جلد ۲ ص۵۲ غزوۃ الھند)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے دو گروہوں کو اللہ نے آگ سے بچا لیا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جو ہند کے خلاف جہاد کرے گا اور ایک گروہ جو حضرت عیسیٰؑ کا ساتھ دے کر یہود پر جہاد کرے گا۔ (نسائی جلد ۲ ص۵۲ غزوۃ الھند)

۲۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال وعدنا رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وسلم غزوۃ الہند فان ادرکتھا اُنفِقُ فیہا نفسی و مالی فان اُقتَلُ کنت من افضل الشھداء فان اَرجِعُ فانا ابوھریرۃُ المحرَّی

(نسائی جلد ۲۔ صفحہ ۵۲ غزوۃ الھند)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں سے) وعدہ فرمایا جہادِ ہند میں (بخشش کا) اگر میں (ابوہریرہؓ) نے اس جہاد کا وقت پایا تو میں اس میں اپنی جان و مال صرف کروں گا۔ اگر میں شہید ہوگیا تو افضل الشہداء ہوں گا اور اگر زندہ لوٹ آیا تو میں ایسا ابوہریرہ ہوں گا جو سزائے آخرت سے آزاد ہوگا۔ (نسائی جلد صفحہ ۵۲ غزوۃ الھند)

Marfat.com

۳۔ إِذَا ضَنَّ النَّاسُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَتَبَايَعُوْا بِالْعِيْنِ وَ اتَّبَعُوْا أَذْنَابَ بَقَرٍ وَتَرَكُوْا الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهِمْ بَلَاءً فَلَنْ يَرْفَعَهُ حَتّٰى يُرَاجِعُوْا۔ (سنن ابی داؤد)

جب تم مال و دولت میں بخل کرنے لگو گے اور عین کی خرید و فروخت کرنے لگو گے اور گائے بیل کی دُمیں تھام لو گے اور جہاد چھوڑ دو گے۔ اللہ تعالیٰ تم پر ذلت ڈالے تو یہ ذلت دُور نہ ہو گی جب تک تم اپنے دین (یعنی جہاد فی سبیل اللہ) کی طرف لوٹ نہ آؤ۔

ان احادیث پر یکے بعد دیگرے غور کریں۔

پہلی حدیث میں یہ بات دی گئی ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہوں کو جنّت کی اور دوزخ کے عذاب سے نجات کی خوشخبری ہے۔ ایک گروہ اُن فوجی جوانوں کا ہے جو ہندوستان کے ساتھ جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ وُہ ہو گا جو یہودیوں کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی قیادت میں جہاد کریگا۔ ان میں سے پہلا گروہ تو خوش قسمتی سے ہمارے ہی آباء و اجداد کا تھا جس نے حضرت محمد بن قاسمؒ کے ساتھ سندھ پر حملہ آور ہو کر اس کو فتح کیا اور محمد بن قاسمؒ کے بعد ہندوستان میں ہی اِدھر اُدھر پھیل گئے اور واپس نہیں گئے اور آرائیں برادری کے افراد کہلائے۔ یہ سب عربی النسل ہیں۔ دوسرے گروہ میں جو خوش نصیب ہو گا وہ شامل ہو جائے گا۔ البتہ ہر مسلمان کو اس بات کی تمنا رکھنی چاہیئے کہ جس شخص کو ہم میں سے اللہ تعالیٰ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نصیب کرے اُسے اُن دونوں بزرگوں کی معیت میں جہاد کی توفیق بخشے، جیسے ہمارے آباؤ اجداد کو پہلے بخشی تھی۔

دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون بزبان حضرت ابُو ہریرہؓ مشہُور صحابی رسُول صلی اللہ علیہ وسلم دُہرایا گیا ہے۔ انہوں نے ہندوستان کے ساتھ جہاد کی فضیلت آنحضرتؐ سے سُنی ہُوئی تھی۔ وُہ خود فرماتے ہیں بلکہ آرزو کرتے ہیں کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے وُہ وقت نصیب فرمایا جب ہندوستان سے جہاد کیا جائے تو میں اپنی جان و مال سے اُس میں شرکت کرونگا پھر اگر میں شہید ہو گیا تو افضل الشہداء بنوں گا اور اگر زندہ لوٹ آیا تو ایسا غازی

Marfat.com

بنوں گا جسے دُنیا میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جنت کی خوشخبری مل چکی ہے۔

اب تیسری حدیث ہماری ہی گویا داستان عبرت انگیز ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ جب مسلمان اپنے فریضۂ جہاد کو بھول کر مال و دولت کی حرص میں مبتلا ہو کر تجارت یا کھیتی باڑی میں ایسے منہمک ہو گئے کہ بخل کرنے لگے اور اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا اور جہاد کرنا تو درکنار بلکہ جہاد کا خیال بھی دل سے نکل گیا تو ذِلّت ڈال دی جائے گی، اور یہ ذِلّت اُس وقت تک دُور نہ ہو گی جب تک اپنے اصل فریضہ یعنی جہاد کو دوبارہ اختیار نہ کریں۔

یاد رکھیئے اگر دنیا میں عزت اور ناموری حاصل کرنا ہے تو ایثار و قربانی اور جہاد کا سبق پھر یاد کرنا ہو گا۔ دنیا میں کوئی قوم ان اوصاف کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ ہمیں اپنے پروگراموں میں اس بھولے ہوئے سبق کا اعادہ کرتے رہنا چاہئے۔ اپنی نئی نسل کو اسلامی تعلیم بھی دیجئے اور ان میں جہاد کا جذبہ پیدا کریں اور فوج میں شامل ہونے کی ترغیب دیجئے۔ اسلام، قوم اور ملک پر اپنی جانیں نثار کریں۔

سردار محمد
علمی کتاب خانہ، کبیر سٹریٹ، اُردو بازار
لاہور

Marfat.com

دیباچہ واپیل طبع چہارم

تاریخ ارائیاں کا چوتھا ایڈیشن پیش کرتے ہوئے مجھے بے حد خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اللہ جل شانہ، نے حقیر کی اس قلمی مساعی کو برادری میں شرف مقبولیت عطا فرمایا ہے اور ملک بھر کے علمی حلقوں نے تنقید کے مختلف پہلوؤں پر جانچ کر اسے مستند اور عظیم تاریخی کارنامہ قرار دیا ہے جیسا کہ آپ تبصروں میں پڑھ چکے ہیں غیر ارائیں اہل علم حضرات نے بھی اس تاریخی دستاویز کو سراہا ہے۔ میرے پاس اس وقت تک پاکستان کے کونے کونے سے بے شمار خطوط ایسے آئے ہیں جن میں مجھ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ میں بطور اپیل یہ بطور برادری کے لئے بطور لائحہ عمل پیش کروں ان خطوط لکھنے والوں میں برادری کے ہر طبقہ اور ہر شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے افراد شامل شامل ہیں جس سے یہ بات از خود ثابت ہو جاتی ہے کہ بحیثیت مجموعی یہ پوری برادری کی دلی آواز ہے۔ اس اپیل کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ صوبہ سندھ اور بلوچستان میں سندھی۔ بلوچی۔ اُردو اور پنجابی بولنے والے ارائیں سب اپنے نام کے ساتھ لفظ ارائیں لکھتے ہیں جس سے الفت اور برادرانہ پن کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اسلئے پورے ملک میں برادری کا ہر فرد اپنے نام کے ساتھ ارائیں لکھے تاکہ باہمی تعارف اور یگانگت کی راہ ہموار ہو۔

۲۔ ملک کے چاروں صوبوں میں ارائیں کا املا ارائیں ہی لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ محمد بن قاسمؒ کے زمانہ کے وُہ ارائیں جو ہمیشہ سندھ میں ہی رہے اور خالص سندھی ہیں وہ بھی اپنے نام کیساتھ اور ذات کیلئے ارائیں ہی لکھتے ہیں۔ ارائیں کا املا ہمزہ سے لکھنا ہی تاریخی حقائق سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے جو لوگ الرّاعی۔ اراعیں اور سلیمی لکھتے ہیں، وہ تاریخی حقائق سے ناواقف ہیں، اس لئے ہم انہیں مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ برادری کے سوادِ اعظم کی طرح خود کو ارائیں ہی لکھیں۔

۳۔ تاریخ ارائیاں کو برادری کے ہر فرد تک پہنچانے کیلئے انتھک کوشش کی جائے کیونکہ برادری کی بہبود تنظیم اور ترقی کیلئے اس کا مطالعہ بڑے بڑے نمائندہ جلسوں سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا ہے۔ بالخصوص نئی نسل کے ہر نونہال کے پاس تاریخی دستاویز کا ایک ایک نسخہ ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ وہ ان تاریخی حقائق کی روشنی میں اپنا نصب العین متعین کر کے خود اپنے لئے اپنی برادری اور ملک و ملت کے لئے مفید ثابت ہو سکیں۔

علی اصغر چودھری ارائیں ہاؤس محلہ اللہ یار، ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ

دیباچہ

(تیسرا ایڈیشن)

الحمدللہ! برادری نے ناچیز کی اس علمی خدمت کو بے حد پسند کیا ہے اور پاکستان کے کونے کونے سے آنے والے لاتعداد خطوط بلاشبہ سرمایۂ افتخار ہیں۔ اس تاریخ کے مطالعہ کے بعد برادری کی بے شمار انجمنیں وجود میں آگئی ہیں، جن کی بدولت جمود اور احساس کمتری دُور ہوا اور "بہبود ارائیاں" کی راہ ہموار ہو چکی ہے، برادری کی بہبود درحقیقت قوم اور ملک کی بہبود کا زینہ ہے کیونکہ باصلاحیت افراد متموّل اشخاص اور اہل سیرت و کردار ہی ملک کی فلاح کے ضامن ہوتے ہیں۔

دوسرا ایڈیشن ملک بھر کے اہل علم سے داد حاصل کر چکا ہے۔ کراچی اور سندھ یونیورسٹی میں یہ حوالہ کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس کا تیسرا ایڈیشن نئی معلومات کا حامل ہے۔ مزید ریسرچ کے بعد کئی نئے گوشے اُبھرے ہیں اور میرے قلمی معاونین نے ملک کے مختلف علاقوں سے نہایت بیش قیمت معلومات فراہم کی ہیں۔ بعض دوستوں نے چند اعتراضات کر کے میرے لئے غور و فکر اور تحقیق و تدقیق کی نئی راہیں کھول دیں۔ میں ان کا بھی شکرگزار ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تیسرا ایڈیشن بہت زیادہ مفید اور مقبول ہوگا۔

مالی مشکلات کو دُور کرنے کے لئے جناب چودھری ظفر عالم صاحب ۳۔ کالول روڈ، پیارک بروک، برنگھم۔ چودھری محمد عاشق اصغر صاحب ۶۸ بی۔ بلیک اسٹاک روڈ لنڈن نمبر ۱

Marfat.com

اور سیٹھ محمد اسحاق صاحب سانگھڑ نے بھرپور تعاون کیا ہے۔ ان حضرات کے مالی تعاون سے اس ناچیز نے "تاریخ سندھ کا گم شدہ باب یعنی قوم ارائیں کا تاریخی پس منظر" لکھ کر اہل سندھ کو ارائیں برادری کی اہمیت سے روشناس کرایا اور ہندوستان کے مختلف اضلاع بالخصوص یوپی سے آنے والی برادری کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کے لئے لائحہ عمل پیش کیا تھا جسے بے حد سراہا گیا ہے۔

اس ایڈیشن کی تدوین اور اشاعت کے سلسلے میں محترم جناب الحاج مولوی سردار محمد صاحب مالک علمی کتاب خانہ کی محنت شاقہ، ذاتی دلچسپی اور برادری سے حد درجہ کی ہمدردی کا مصنف کو نہ صرف احساس بلکہ اعتراف ہے اور یہ محض ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ برادری کے لئے اس تاریخی دستاویز کا حصول ممکن ہوا۔

علی اصغر چودھری

ارائیں ہاؤس محلہ اللہ یار ٹنڈو آدم

ضلع سانگھڑ

۲۱ر جولائی ۱۹۷۳ء

Marfat.com

تعارف

(پہلا ایڈیشن)

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (۲۶ الحجرات)

ترجمہ:۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت (حضرت آدم اور حضرت حوا) سے پیدا کیا ہے۔ اور ہم نے تم میں ذاتیں اور گوتیں (SUB CASTES) شناخت کے لئے بنائی ہیں۔ بے شک بہت بزرگ تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

یہ تاریخ صرف قوم ارائیں کا تعارف کرانے کے لئے لکھی جا رہی ہے تاکہ وہ خود کو پہچان سکے اور اس کے متعلق دوسروں کی غلط فہمیاں دور ہوں۔ ہمارا مقصد کسی قوم کی برتری ثابت کرنا یا دوسرے کی تذلیل کرنا نہیں بلکہ تاریخی حقائق پیش کر کے اپنی قوم کو دینی و دنیاوی سربلندی کی طرف دعوتِ عمل دینا ہے تاکہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ملک و قوم کے لئے سرمایۂ افتخار بن سکیں اور جس طرح قرونِ اولیٰ میں انہوں نے دین کی سربلندی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دیا تھا۔ اس گئے گزرے دور میں بھی اسی جانفروشی کے ساتھ اسلام کی خدمت کرتے رہیں کیونکہ اسی میں دنیوی اور اُخروی سعادتوں کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو کامیاب کرے۔ آمین۔

جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے حوالے درج کرنے کی بجائے اقتباسات اس طرح شامل کر دیئے گئے ہیں کہ ربط اور تسلسل قائم رہے اور قاری بار بار حوالہ جات کو دیکھ کر اکتاہٹ محسوس نہ کرے۔ میری یہ کوشش حرفِ آخر نہیں ہے تحقیق کا میدان بہرحال بہت وسیع ہے تاہم کافی عرق ریزی سے کام لے کر معلومات کو اپنی قوم تک پہنچایا ہے اور میں ہر درد مند قاری،

Marfat.com

اہل قلم اور صاحب ثروت سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے دوسرے ایڈیشن کی تیاری کے لئے مفید مشورے، تاریخی مواد اور مزید معلومات بہم پہنچا کر شکر گذاری کا موقع دیتے رہیں گے۔

میں اپنے عزیز دوست چودھری محمد صدیق[1] صاحب بی اے منشی فاضل اسٹینو گرافر سنٹرل انٹیلیجنس بیورو لاہور کا شکر گزار ہوں جن کے تعاون سے اس کتاب کی طباعت و اشاعت پایۂ تکمیل تک پہنچی ہے۔

نو آباد ضلع سانگھڑ
۷ / اپریل ۱۹۶۳ء

علی اصغر چودھری

[1] صاحب موصوف آج کل ڈی۔ ایس۔ پی، سی۔ آئی۔ ڈی لاہور ہیں

حرف اوّل

(دوسرا ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری ناچیز کوشش کو کامیابی کا شرف عطاء کیا اور پہلا ایڈیشن قلیل مدت میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ دوسرے ایڈیشن کی تیاری میں زیادہ محنت سے کام لیا گیا ہے اور مواد بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔

ناموران قوم میں سے محترم جناب سردار محمد شفیع صاحب صدر آخری آل انڈیا ارائیں کانفرنس منعقدہ ۱۹۴۶ء جلال آباد (بجنور) اور محترم جناب میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر بیرون یکی دروازہ لاہور خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ہر ممکن راہنمائی کی ہے نیز پروفیسر محمد ابراہیم ممتاز محل بلڈنگ پیسہ اخبار۔ انار کلی لاہور کی مساعی جمیلہ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے بہت سے اکابر قوم کے سوانح حیات بہم پہنچائے ہیں۔

پہلے ایڈیشن میں تبصروں، مشوروں اور تنقیدوں کی روشنی میں ضروری ترامیم کر دی گئی ہیں۔ چند نئے ابواب بھی شامل ہیں اور ماضی بعید کے اندھیروں میں ڈگمگانے کی بجائے ماضی قریب کو زیادہ اجاگر کیا گیا ہے کیونکہ انیسویں اور بیسویں صدی میں قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں کہیں زیادہ رنگین اور حیرت انگیز ہیں اس لئے ماضی کے ان اوراق میں اپنی برادری کے روشن ستاروں کی نشاندہی کرکے قوم کو ان کی تقلید پر آمادہ کرنا میرے خیال میں بہترین قومی خدمت ہے۔

آزادی اور تقسیم ملک اور دینی تحریکیں ایسے عنوان ہیں، جن کی تفصیل ہماری برادری کے معزز ارکان کی زبانی سن کر آپ ماضی بعید پر فخر کرکے "پدرم سلطان بود" کا نعرہ بلند کرنے کی بجائے دورِ حاضر میں اپنی خدمات پر بجا طور پر نہ صرف فخر کر سکتے ہیں بلکہ ان ستاروں کی ضوفشانی میں اپنی منزل کا تعین بھی کر سکتے ہیں۔

نو آباد ضلع سانگھڑ
۳۱ر مارچ ۱۹۶۶ء

علی اصغر چودھری

Marfat.com

پیش لفظ

(از سردار محمد شفیع عثمان والا ضلع قصور)

تاریخ ہم کو بزرگوں کے حالات سے واقف کر کے دل و دماغ میں ایک بابرکت جوش پیدا کر دیتی ہے، جس قوم کو اپنے تاریخی حالات سے کما حقہ، واقفیت ہوتی ہے وہ اپنے قومی امتیازات اور خصوصیات کو محفوظ اور قائم رکھنے کے لئے کوشاں رہتی ہے۔

مسلمانوں میں ہزارہا مورخ پیدا ہوئے جنہوں نے ہر اہم واقعہ، ہر لڑائی، ہر حملہ، ہر قلعہ کی فتح وغیرہ کے علاوہ اپنے دور کے تمدن و معاشرت پر بڑی جانچ پڑتال سے بے شمار کتابیں لکھیں۔ اس معاملہ میں کوئی دوسری قوم ایسی نہیں جس نے اس کا عشر عشیر بھی کیا ہو۔ وہ ناقابل یقین افسانوں اور لایعنی داستانوں سے ہی دل بہلاتے رہے اسی لئے ہندوستان کی قدیم یا جدید اقوام مثلاً راجپوت اور جاٹ وغیرہ اقوام کے بھی ابتدائی حالات پر ایسا دبیز پردہ پڑا ہوا ہے کہ وسیع ذرائع رکھنے کے باوجود نہ کسی ہندو مؤرخ مثلاً منشی کے ایم پانیکار، لالہ جیت رائے، سُبحان رائے وغیرہ اور نہ یورپین مؤرخ جیسے لیتھراج، مارسڈن، ملکم اور ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر، اس کو چاک کر سکے۔

جب مسلمانوں پر تنزل و ادبار کی گھٹائیں چھا گئیں تو ان مسلمان مؤرخین کی کوششوں میں بھی وہ پہلی سی مستعدی نہ رہی۔ اُن کے شاگرد (یعنی یورپین مؤرخین نے یہ ذوق اور سلیقہ انہی سے لیا، جس پر وہ اب گامزن ہیں) مسلمان مؤرخوں کی قدیم تاریخیں عربی زبان میں ہیں جو زیادہ تر غیر مطبوعہ ہیں۔ اُن میں صرف چند ایک طبع ہوئیں اور بہت ہی قلیل سے بعض حصوں کا ترجمہ اردو زبان میں شائع ہو سکا۔

یہ غیر مطبوعہ عربی زبان میں قلمی تاریخیں مختلف کتب خانوں اور مختلف اسلامی ملکوں کی لائبریریوں میں بکھری ہوئی ہیں۔ کچھ کتابیں یورپین بھی اپنی لائبریریوں کے لئے یورپ لے گئے۔ اسی بناء پر علامہ ڈاکٹر محمد اقبال بانگ درا میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنے

Marfat.com

پر مجبور ہوئے۔ سہ

نگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی!
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

ارائیں برادری کی بارہ سو سالہ پرانی اور ابتدائی تاریخ کو مستند پرانی تاریخوں میں بالتفصیل ڈھونڈنا کوئی آسان بات نہیں۔ جبکہ پرانی تاریخیں اور جملہ یادداشتیں عربی زبان میں غیر مطبوعہ ہونے کے علاوہ مختلف اسلامی ملکوں کے کتب خانوں اور لائبریریوں میں ہیں۔

ہر حملہ اور ہر لڑائی کی مفصل روئیداد مرتب کرنے کا کام حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہی شروع ہو گیا تھا جسکو بنی اُمیہ کی حکومت نے بڑی وسعت دی۔ اندلس (سپین) سے لے کر چین کی دیوار تک پھیلی ہوئی اس عظیم قوم نے ہر خطہ اور ہر ملک کی فتح کی مفصل روئداد اور جزدی باتوں تک کا ریکارڈ اپنے مرکزی دفتروں میں رکھا۔

اس کے علاوہ اُن صوبوں میں بھی یہ ریکارڈ رکھا جاتا تھا جن صوبوں کے عاملوں کی زیر ہدایت کوئی نیا ملک اور خطہ فتح کیا گیا ہو، اس کا اندراج بھی ہوتا تھا۔

اُس زمانہ میں اہلِ علم اور مؤرخ بھی تاریخی واقعات کو قلم بند کر کے اپنے پاس محفوظ رکھتے علاوہ ازیں مسلمان سیاحوں نے کئی ملکوں میں جا کر ہر بات کی اپنے طور پر تحقیقات کر کے تاریخیں مرتب کیں۔

بنو اُمیہ کے دور میں کئی صوبوں کے وائسرائے حجاج بن یوسف تھا سندھ کا راجہ داہر ایک ظالم انسان تھا جس نے بنی اُمیہ کی سلطنت کے باغیوں کو پناہ دینے کے علاوہ راجہ سراندیپ کے آٹھ جہازوں کو جو خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں تحائف لے جا رہے تھے جن میں بہت سے عرب مرد، عورتیں اور بچے بھی تھے، دیبل کی بندرگاہ پر لوٹا اور قید کر لیا۔ اس پر حجاج نے راجہ داہر کی تادیب کے لئے پہلے عبداللہ اسلمی کو تھوڑی سی فوج دے کر، پھر بدیل حجازی کو چار ہزار فوج دے کر سندھ بھیجا۔ یہ دونوں مہمیں ناکام ہوئیں تو حجاج کی آنکھیں کھلیں کہ راجہ داہر پوری تیاری کر چکا ہے۔ اب یہ کوئی معمولی مہم نہیں رہی جو اپنے طور پر

Marfat.com

انجام دی جا سکے۔

اس پر حجاج بن یوسف نے خلیفہ ولید کی امداد اور اجازت سے چھ ہزار شاہی فوج جو قابل بھروسہ اور بڑی بہادر سمجھی جاتی تھی اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کی ماتحتی میں سندھ بھیجی۔ حضرت عمرؓ کے وقت رومی عیسائیوں سے فتح کئے ہوئے شام و فلسطین وغیرہ امیر معاویہؓ عامل تھے۔ انہوں نے خلیفہ عمرؓ کی اجازت سے سلطنت کے استحکام کے لئے شام و فلسطین وغیرہ کے نہایت اہم جنگی مقامات پر عربوں کے چیدہ چیدہ ہزاروں بہادر خاندانوں کو معہ اہل و عیال لا کر فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ جس طرح عراق اور ایران میں کوفہ اور بصرہ وغیرہ میں قائم کی گئیں تھیں۔ حالانکہ ایران و عراق وغیرہ میں مجوسی سلطنت بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ عیسائی رومیوں کی تو نصف سلطنت معہ اپنے دارالخلافہ قسطنطنیہ کے قائم تھی اور عیسائی رومیوں کا سمندر کے راستے اپنے زبردست بحری بیڑہ سے اپنے مقدس و متبرک مقام یوروشلم (بیت المقدس) کو لینے کے لئے حملہ آور ہونے کا بھی خطرہ تھا۔ قدیم ایام سے رومیوں کی فوجی چھاؤنی اریحا جس کا قبل مسیح الرہا اور اس سے پہلے اوڈیسہ نام تھا، میں جو ایک نہایت ہی اہم جنگی مقام تھا چلی آتی تھی جس کو مسلمانوں نے حال ہی میں فتح کیا تھا۔ اس کے علاوہ سمندر کے راستہ بیت المقدس پر حملہ کو روکنے کا یہ موزوں ترین مقام تھا اور مصر یا شمالی افریقہ کی طرف فوج بھیجنے کے لئے موزوں اور قریب ترین جگہ تھی۔ اس لئے امیر معاویہؓ نے اریحا چھاؤنی میں بہادر عربوں کی زبردست فوج رکھی اور اس کو مستقل طور پر ایک مضبوط طاقت کا مرکز بنایا۔ یہی مرکز کی فوج بنی امیہ کی حکومت کے قیام کے بعد شاہی فوج کہلاتی تھی۔ سندھ میں محمد بن قاسم کے ماتحت جو شاہی فوج گئی وہ زیادہ تر اریحا کی چھاؤنی سے گئی اور اندلس (سپین) کو فتح کرنے کے لئے موسیٰ بن نصیر کی فوج کا بڑا حصہ بھی اسی چھاؤنی سے خلیفہ ولید نے بھیجا تھا۔ خلیفہ ولید کی وفات کے بعد سلیمان خلیفہ بنا۔ وہ حجاج اور موسیٰ سے سخت ناراض تھا۔ حجاج فوت ہو چکا تھا اسکے بھتیجے محمد بن قاسم اور موسیٰ بن نصیر کی گرفتاری عمل میں آئی!!

سندھ اور اندلس (سپین) کو شام سے گئی ہوئی شاہی فوج کو واپس عرب یا شام

Marfat.com

آنے کی سخت ممانعت کی گئی کہ کہیں یہ اپنے ہر دلعزیز سپہ سالاروں پر کی گئی سخت۔ زیادتی اور ظلم پر واپس شام میں آکر شورش برپا نہ کردیں۔ موسیٰ کو شام سے جو فوج اُندلس فتح کرنے کے لیئے بھیجی گئی تھی وُہ اُندلس سے اور محمد بن قاسم کی ہمراہی میں شاہی فوج کو سندھ سے واپس عرب یا شام جانا نصیب ہی نہیں ہؤا۔

چونکہ خلیفہ ولید کے دَور میں اُندلس کی فتح اور سندھ کی فتح دو نہایت ہی اہم تاریخی واقعات ہیں جو سرکاری یادداشتوں کے علاوہ ہر مؤرخ نے جو اس وقت موجود تھے یا قریب کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بالتفصیل لکھے جو قاہرہ، مراکش، الجزائر، بیروت اور دمشق وغیرہ کے کتب خانوں اور لائبریریوں میں عربی زبان میں قلمی کتابوں میں بہ آسانی ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔

سندھ میں سیّد پیر محب اللہ کی گوٹھ پیر جھنڈا نزد سعید آباد ضلع حیدر آباد کے پُرانے کتب خانہ میں مَیں نے محمد بن قاسم کے قریب کے زمانے میں لکھی ہوئی عربی زبان میں قلمی تاریخیں خود وہاں جاکر دیکھیں

اب سے پچپن سال پہلے صوفی محمد اکبر علی صاحب نے سلیم التواریخ کے نام سے برادری کے چند سرکردہ خاندانوں کی ڈائریکٹری لکھ کر قوم کو ایک دوسرے سے روشناس کرایا جس کے لیئے برادری انکی بے حد ممنون ہے۔ انہوں نے اس ڈائریکٹری میں چند سطروں میں اس بات کی بھی نشاندہی فرمائی کہ قوم ارائیں کے بزرگ سندھ کے فاتح محمد بن قاسم کی فوج میں تھے۔ اس نشاندہی سے تحقیق و تجسّس کی راہ آسان ہوگئی۔

جناب علی اصغر چوہدری بی اے بی ٹی نے تن تنہا بے سرو سامانی کے عالم اور ہزاروں پریشانیوں کے جُھرمٹ میں محصور رہ کر بڑی محنت اور جانفشانی سے ارائیوں کی ابتدائی تاریخ کا مواد طبع شدہ مستند تاریخوں سے اکٹھا کر کے تاریخ قوم ارائیں مُرتب کی تھی جس کو چوہدری سردار محمد صاحب ارائیں مالک علمی کتاب خانہ اردو بازار لاہور نے دیدہ زیب صورت میں شائع کیا تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ سکولوں، کالجوں کی کتابوں کی طرح یہ جلد نہیں بکے گی۔ ہو سکتا ہے کہ سالہا سال تک بھی یہ نہ بک سکے گو کتاب تو بڑے پایہ کی تھی لیکن ابتدائی تاریخ کے متعلق برادری کی تڑپ اور پیاس سے یہ ناواقف تھے۔ انہوں نے دوسرا ایڈیشن محض برادرانہ جذبہ کے ماتحت شائع کیا کہ کوئی تو پڑھ کر برادری کی تاریخی عظمت سے آشنا ہوگا۔

Marfat.com

یہ تو خدا کا فضل ہوا کہ جوں جوں برادری کو اس کتاب کے شائع ہونے کا علم ہوا یہ بکنی چلی گئی۔ دوسرے ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد انہوں نے تیسرا ایڈیشن شائع کیا وہ بھی فروخت ہوگیا اور مانگ اور زیادہ بڑھ گئی۔ اب اُن کو اندازہ ہُوا کہ ارائیں برادری اپنے آباؤ اجداد کے حالات معلوم کرنے کے لئے کتنی بے چین اور کس قدر تڑپ رکھتی ہے۔ اور اب یہ بات اُن پر واضح ہوئی۔ ع اگر نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اُدھر علی اصغر چوہدری مزید ریسرچ اسی جذبہ اور انہماک سے بدستور کرتے رہے۔ جب بہت سے تاریخی حقائق اور مزید حالات کا کافی مواد وہ جمع کر چکے تو اسے چوتھے ایڈیشن میں شامل کرنا ضروری سمجھا اور اس کتاب کو نئے سرے سے پھر مرتب کیا۔ کئی ترمیموں اور بہت سے اضافہ کے ساتھ اس کو ترتیب دیا۔ اب یہ تاریخ قوم ارائیں پہلے ایڈیشنوں سے بدرجہا بہتر، زیادہ مستند اور معیاری تاریخ کی صورت میں مرتب ہوئی ہے۔

مَیں علی اصغر چوہدری کی ہمت، لگن اور سخت محنت کی داد دیتا ہوں جو بارہ سو سالہ ملبہ کو ہٹانے اور تاریخی حقائق واضح کرنے میں دیوانگی کی حد تک اسی طرح مصروف رہے ہیں جس طرح کوئی فرہاد اکیلا ہی پھاوڑے سے ہڑپہ اور منجو ڈارو کے پرانے غرق شدہ شہروں کے ملبہ کو ہٹانے اور شہروں کو برآمد کرنے میں مصروف ہو۔

علی اصغر چوہدری کی حوصلہ افزائی کرنا برادری کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اُن کو مالی مدد دی جائے، قومیں ایثار و قربانی سے ہی زندہ ہوتی ہیں۔ برادری کے متموّل آدمیوں کا فرض ہے کہ فراخدلی سے انکی مدد کی جائے۔

" قوم ارائیں کے اس چوتھے ایڈیشن کو ہر تعلیم یافتہ ارائیں ضرور خرید کر اپنے گھر میں رکھے تاکہ سب چھوٹے بڑے اور ہماری نئی پود اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ سے آگاہ ہو اور اُن کو اپنے کردار کو اُستوار کرنے کی ترغیب مل سکے۔

میں بینیفٹ سوسائٹی اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور کے ممبران اور تعلیمیافتہ ارائیوں کی نئی جماعت " ادج "، کے جملہ ممبران کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ تاریخ ارائیاں کے اس چوتھے ایڈیشن کو ضرور خرید کر خود پڑھیں اور گھر میں سب کو پڑھنے کی ترغیب دیں تاکہ سب کو

Marfat.com

اپنے آبا و اجداد کی ہمت اور عظمت کا علم ہو سکے اور افسردگی و پژمردگی کافور ہو سکے۔

اس کتاب میں ارائیں برادری کے آبا و اجداد کا تذکرہ ہے جو ملک ہند کے ایک حصہ سندھ میں سب سے پہلے فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے تھے، جہاں پتھر کے بتوں اور مٹی کے مادھوؤں کی پرستش ہوتی تھی۔ بموجب سفرنامہ چینی سیاح ہیونگ سیانگ "کوئی ایسا گھر نہیں تھا، جہاں بت نہ ہو"۔ جہاں شرافتِ انسانی کی ادنیٰ سی رمق بھی باقی نہیں رہی تھی۔ جہاں بھائی کی حقیقی بہن سے شادی کرنا بھی کوئی معیوب نہیں رہا تھا۔ جہاں لوٹ مار، مار دھاڑ راجگان کا شیوہ تھا۔ جہاں غریب کی دنیا برباد اور مقتدر شتر بے مہار ہو چکا تھا۔ عرب دنیا سے براہِ راست اسلام کا پیغام لانے والے ارائیں برادری کے آبا و اجداد اپنے ہمراہ ایسی نئی تہذیب، نیا انداز اور نیا دستور لائے جس کی ادنیٰ سی جھلک بھی اس ملک نے نہیں دیکھی تھی وہ عدل و انصاف کا ترازو، اطمینان قلب کا نسخہ، شرافت انسانی کا نمونہ اور توحید کا پیغام اس ملک میں لائے تھے۔ اس کے تین سو سال بعد مسلمان فاتحوں کی آمد کا سلسلہ شمال کی طرف سے ترکوں، افغانوں اور مغلوں کا شروع ہوا وہ قومیں خود سیکنڈ ہینڈ ذریعے سے اسلام لائی تھیں، گو ان کے طور طریقوں اور جہاں بانی میں اپنے آبا و اجداد کی پرانی خو بو کی بھی کچھ آمیزش تھی، تاہم انہوں نے بھی اس ملک کو شرفِ انسانی اور تہذیب اسلامی سے روشناس کرانے میں بڑا کام کیا۔ بزرگانِ دین نے بھی توحید سے آشنا کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن براہِ راست عرب سے اسلام کا پیغام لانے والے اولین فاتح محمد بن قاسم اور اس کی فوج کا ایفائے عہد، پاکبازی اور حسن سلوک دیکھ کر جہاں ہزاروں غیر مسلم اسلام لے آئے، وہاں کاکا اور موکا بن بسایا جیسے علاقوں کے والی اور راجہ داہر کے مشہور وزیر سی ساگر جیسے بلند مرتبہ غیر مسلم، محمد بن قاسم کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ابھی راجہ داہر اپنے دارالحکومت میں مقابلہ کی تیاریوں میں ہی مصروف تھا کہ محمد بن قاسم نے جو وفد اتمام حجت کے لئے راجہ داہر کے پاس بھیجا اس کا سربراہ جو بھیجا گیا تھا۔ وہ دیبل کا ایک مشہور عالم فاضل پنڈت تھا جس نے محمد بن قاسم اور اُسکے ہمراہیوں کی بلند صفات دیکھ کر اسلام قبول کر لیا تھا، جس کا نام محمد بن قاسم نے اس کی علمی فضیلت دیکھ کر

Marfat.com

مولانا اسلامی رکھا تھا۔

محمد بن قاسم کی معطلی اور گرفتاری پر قدیم غیر مسلم سندھیوں کے گھروں میں کہرام مچ گیا۔ انہوں نے محمد بن قاسم کے بت بنائے اور اس کو واجب پرستش قرار دیا۔ اور محمد بن قاسم کی فوج کو دیوتاؤں سے تشبیہ دی۔ ان اوّلین فاتحوں کے بعد ترکوں افغانوں اور مغل حکمرانوں کے ہاتھ پر نہ کسی نے اسلام قبول کیا نہ حکمرانی سے ہٹائے جانے پر غیر مسلموں کے گھروں میں کہرام مچا اور نہ ترکوں افغانوں اور مغلوں کی فوج کو دیوتاؤں کا درجہ یہاں کے غیر مسلموں نے دیا۔

ان اولین فاتحوں کی اولاد جو آج ارائیں قوم کے نام سے پکاری اور پہچانی جاتی ہے، ایک ہزار دو سو سال یہاں رہنے اور یہاں کی غیر مسلم اقوام سے میل ملاپ نے ان کو بہت کچھ تبدیل کر دیا ہے، تاہم آج بھی جملہ مسلم اقوام سے نرالی خصوصیات ان میں موجود ہیں۔ ان میں شرافت، جذبۂ محنت، صبر و تحمل، خدا پرستی اور مذہب کے ساتھ وابستگی دوسری مسلم اقوام سے زیادہ دکھائی دیتی ہیں۔

اس ملک میں اوّلین فاتحوں کی اولاد جو براہِ راست عرب دنیا سے اسلام کا پیغام لائے جنہوں نے تہذیب اسلامی کے پھول بکھیرے اور پیغام توحید کی خوشبو سے اس ملک کو معطر کر دیا اور آج بارہ سو سال کے بعد بھی کچھ کچھ شرافت کا جوہر تھامے چلی آتی ہے۔ اُن پر دوسری اقوام سے زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ جو پیغام اور اسلامی تہذیب اُن کے بزرگ لائے تھے اُن کی اولاد کو وہی نظام اور وہی دستور زندگی رائج کرنے میں پیش پیش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حضور سرور کائنات ؐ نے ہند کے ساتھ جہاد کرنے والوں کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اب بت جھڑ کا وقت قریب آچکا ہے۔ پرانی صفیں لپیٹی جانے والی ہیں اور نئی صفیں بچھانے کا کرۂ ارض پر قدرت کی طرف سے اہتمام ہو رہا ہے۔ ایسے نازک ترین وقت میں اسلام کا دامن مضبوطی سے تھام کر ہم اپنی تنظیم کریں۔ نئی پود کو تعلیم کے ساتھ با اخلاق بنانے پر پوری پوری توجہ دیں۔ حضور سرور کائنات نے اس زمانہ اور مستقبل قریب

Marfat.com

کے متعلق جو سینکڑوں حدیثوں میں واضح طور پر فرمایا ہے اس کو پڑھ کر غور و فکر کریں۔ طوفان کی آمد آمد ہو تو قافلہ اکٹھا ہو جاتا ہے، منتشر رہنا، امن کی حالت میں تو ذلت و رسوائی کا موجب ہے اور طوفانی موسم میں موت کے مترادف۔

آخر میں مَیں ایک حدیث کا ترجمہ جو علامہ اقبال نے شعروں میں کیا تھا لکھتا ہوں تاکہ اس مُلک میں اوّلین عرب فاتحوں کی اولاد مستقبل کے پردوں میں اپنی پوزیشن سمجھ لے۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کرے۔

سُنا دیا گوشِ منتظر کو حجاز کی خامشی نے آخر
جو عہد صحرائیوں سے باندھا گیا تھا پھر اُستوار ہو گا
نکل کے صحرا سے جس نے رُوما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ قدسیوں سے مَیں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا

سردار محمد شفیع

عثمان والا ضلع قصور

Marfat.com

گذارش از ناشر

کتاب کے تیسرے ایڈیشن میں قوم کے کافی نامور افراد کا اضافہ کیا گیا تھا اور دوسرے ایڈیشن کی بے ترتیبی بھی کسی حد تک دُور ہو سکی تھی کیونکہ بعض اہم شخصیتوں کے کوائف کتاب کی کتابت ختم ہونے کے بعد موصول ہوئے یا بعض مجھے خود تیار کرنے پڑے۔ اُن میں سر میاں محمد شفیع اور چوہدری عبدالعزیز خالد انکم ٹیکس کمشنر لاہور، دیگر نامور اصحاب اور بزرگ شامل ہیں۔ اب اس چوتھے ایڈیشن میں کوشش تو کی جائے گی کہ ترتیب میں مزید اصلاح ہو جائے لیکن ہمارے بھائیوں کی بے توجہی اور بعد از وقت مواد بھیجنے کی عادت کے پیش نظر دیر سے آنے والے کوائف کا نمبر مجبوراً بعد میں ہی رکھنا پڑے گا۔

چوتھے ایڈیشن کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے بڑی محنت اور کاوش سے تاریخی مواد میں نہ صرف اضافہ کیا ہے بلکہ اعتراضات کے جوابات سلجھے ہوئے انداز میں دئیے ہیں۔ اُمید ہے کہ اب شکوک و شبہات کا نہ صرف ازالہ ہو جائے گا بلکہ اس نظریئے کی حیثیت کو یقین کے درجہ میں قبول کر لیا جائے گا۔ یہ کام ایک ضرورت کے تحت کرنا پڑا کیونکہ جن بھائیوں نے قوم کے پہلے بزرگ مصنف حضرت صوفی اکبر علی صاحب کی کتاب پڑھی تھی وہ معترض ہی نہیں بلکہ اُن میں سے ایک دو نے اس موجودہ نظریئے کے خلاف پمفلٹ شائع کر دئیے جو محض غلط فہمی پر مبنی تھے کیونکہ اُنہوں نے کتاب کا مطالعہ غور سے نہیں کیا تھا (عرب سے آنے کے دونوں قائل تھے)۔ اُمید ہے کہ اگر انہوں نے اس چوتھے ایڈیشن کو پڑھ کر غور کیا تو اُن کی اب تسلی ہو جائے گی۔

اس ایڈیشن میں موجودہ دَور کی بہت سی اہم شخصیتوں کے کوائف جہاں مُصنف نے مزید ارسال کئے ہیں، مجھے بھی پہنچتے رہے ہیں۔ مزید پنجاب میں برادری کے اجلاسوں میں کوائف بھیجنے کی اپیل بھی کرتا رہا ہوں، اس لئے نئے کوائف کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

Marfat.com

مختلف اجلاسوں کی کارروائیاں بھیجنے کی فرمائش بھی کرتا رہا ہوں۔ یہ اضافہ بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے قوم میں بیداری کا پتہ چلے گا اور جو ابھی نیم بیدار ہیں اُن میں نیا جوش پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔

کتاب کے آغاز میں مصنف نے فرمودۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے جو احادیث پیش کی ہیں وہ بہت اہم ہیں۔ اُن میں بہت بلند تعلیم دی گئی ہے اور برادری کے افراد کی غلط فہمیوں یا غلط روش کی اصلاح میں بڑی مُمد ثابت ہوگی۔ ہماری برادری کے اکثر افراد افراط و تفریط کا شکار رہے ہیں۔ برادری کے کاموں میں حصّہ لینے کو یا تو خلافِ اسلام سمجھ لیتے ہیں یا اِس طرف حد سے زیادہ انہماک سے تعصّب کا شکار ہو کر دوسری برادریوں کے مسلمان بھائیوں سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں جیسا کہ دوسری برادریوں کے بھائی بہت سے اِس مرض کا شکار ہو چکے ہیں۔ ایسا تعصب جو اسلامی اخُوّت کو بالکل ختم یا بہت کم کر دے یقیناً خلافِ اسلام ہے۔ صحیح مسلک یہی ہے کہ رشتہ داری کے حقوق عام مسلمان بھائیوں سے کچھ زیادہ ہیں لیکن اُن سے نفرت یا اُن کے حق کو دبانا اور اُن کے حقوق کی ادائیگی سے تغافل، یہ گناہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو بھائی ہی سمجھنا چاہیئے اور آپس میں محبّت والفت سے سرشار ہو کر ایک دوسرے کی مدد کرتے رہنا چاہیئے البتہ اس مقولہ کو ضرور ذہن میں رکھیئے: 'اول خویش، بعدہٗ درویش'۔

فرمودۂ رسُولؐ کے بعد سلسلہ شریعنی بندہ نے بھی تین احادیث مع ترجمہ پیش کی ہیں اور اُن کی کچھ تشریح بھی کر دی ہے۔ یہ احادیث بھی انتہائی اہم مضمون 'جہاد' کی حامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی عموماً اور ہماری برادری کی خصوصاً ذِلّت و ادبار کا سبب صرف فریضۂ جہاد سے انتہائی غفلت ہی ہے اور حدیث شریف میں بھی اس ذِلّت کی وجہ یہی دی گئی ہے۔ علوم، سائنسی علوم خصوصاً، مسلمانوں کی سرپرستی ہی میں ترقی کے منازل طے کرتے رہے اور یہ اُس وقت کی بات ہے جب ان علوم سے فریضۂ جہاد کی ادائیگی کی خدمت لیتے تھے۔ بغداد اور غرناطہ ان علوم کے مراکز تھے۔ جب مسلمانوں نے جہاد سے غفلت کی، اُن سے علوم بھی گئے اور سلطنتیں بھی گئیں اور ذِلّت اِن کا مقدر بن گئی اور یہی علم اغیار

Marfat.com

کے پاس چلا گیا اور فریضۂ جہاد کے بدلے محض جہانبانی کے لئے علوم کی پرورش ہونے لگی اور ایٹم بم، ہائیڈروجن بم تیار ہو گئے اور کیا کیا ایجادات ابھی اور ہوں گی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کیا کیا تباہی کے سامان تیار ہوں گے۔ لیکن اپنے فرض کو سمجھنا چاہئے۔ عزت سے وہی رہ سکتا ہے جو اس فریضہ کو دوبارہ اختیار کرے اور قرآن کے حکم کے مطابق: وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ (ترجمہ) اور اے مسلمانو! تم تیار رکھو، جتنی تم میں طاقت ہو، قوت، گھوڑے (جہاد کے لئے) باندھنے سے (یعنی سامان حمل ونقل) جس سے تم خدا کے دشمن اور اپنے دشمن پر اپنا رعب قائم کر سکو۔ ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اغیار تو مسلمانوں پر اپنا رعب قائم کرنے کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں اور مسلمان مرعوب ہو کر اُن کے رحم و کرم پر جی رہے ہیں، حالانکہ حکم تو ہمیں دیا گیا تھا کہ ہم اتنی تیاری کریں کہ ہمارا رعب دوسروں پر قائم رہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جناب میاں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا نام تیسرے ایڈیشن میں درج نہیں کیا گیا تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ میرے محترم بھائی میاں محمد شفیع (عرف م۔ش، جو ایک نامور پرانے صحافی ہیں اور آجکل ایک بہت بڑے پریس کے مالک بھی ہیں (پاکستان پرنٹنگ ورکس۔ لاہور) نے بیان فرمایا تھا کہ انکے دوست نے جناب وزیر اعظم صاحب سے دریافت کیا تھا کہ کیا آپ ارائیں برادری کے فرد ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ وہ راجپوت ہیں۔ میاں صاحب موصوف کو تو اب بھی غلط فہمی ہے کہ بھٹو صاحب نے ایسا ہی کہا تھا۔ لیکن محترم وزیر اعظم کے نام کے اخراج پر بہت اعتراضات کئے گئے ہیں اور مصنف نے لاڑکانہ سے تمام خاندان مع وزیر اعظم صاحب، کے کوائف بھیجے ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ آنجناب ارائیں برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ میاں محمد شفیع کے دوست کو جواب کے سمجھنے میں غلط فہمی ہو گئی ہوگی، جس سے انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ وہ راجپوت ہیں۔ چنانچہ اس

Marfat.com

ایڈیشن میں اس تمام خاندان کے کوائف درج کئے جا رہے ہیں۔ پچھلے ایڈیشن میں اُن کے نام کو نظر انداز کرنا صرف اس وجہ سے تھا کہ اس سے پہلے ایڈیشن میں مصنف صاحب نے ایک دو نام برادری کی فہرست میں غلط فہمی سے شامل کر دئے تھے۔ میں نے اُن کے متعلق تحقیق نہ کی۔ اُن ناموں پر اعتراضات ہوئے کہ کیا غیر برادری کے بڑے آدمیوں کے نام درج کر کے اپنی برادری کا نام اُونچا کرنے کی کوشش کرتے ہو؟ اُن ناموں کے متعلق چونکہ معلوم ہو گیا کہ وہ ہماری برادری سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان سب کو خارج کر دیا گیا تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے۔ وزیر اعظم صاحب کے نام کے متعلق بھی چونکہ ایک معتبر صحافی بھائی نے بتایا تھا (گو ہم اب سمجھتے ہیں کہ غلط فہمی ہو گئی تھی) اس کا اخراج بھی ہو گیا اور اب معتبر شہادتوں سے دوبارہ درج کر رہے ہیں۔ پبلشر کی حیثیت سے مجھ پر بھی ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ صحیح نام چھپیں، غلط نہ چھپیں۔

آخر میں میں نے پروفیسر محمد شفیق صاحب جالندھری، شعبۂ صحافت پنجاب یونیورسٹی کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے نہ صرف تمام کتاب کی از سر نو پروف ریڈنگ کر دی بلکہ کتاب کی ترتیب کے متعلق بہت قیمتی مشورے دیئے۔ قریباً اسی ترتیب کے مطابق اب تمام کتاب کو ڈھالا گیا ہے۔ یہ کام بڑا محنت طلب اور بہت وقت کا بھی متقاضی ہے۔ مصنف صاحب تو بہت دور بیٹھے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ ان کی صحت کی خرابی (کیونکہ وہ بلڈ پریشر اور دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ کی وجہ سے ان پر کام کا زیادہ بوجھ ڈالنے سے گریز کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مکمل طور پر ان بیماریوں سے شفا بخشے، آمین۔ ناظرین کتاب بھی ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

ترتیب کی تبدیلی میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ارائیں قوم کی تاریخ کو ہی پہلے شروع کر دیا گیا ہے۔ غیر صحیح اور غلط نظریات اور ان کی تردید میں دلائل وغیرہ کو بعد میں لایا گیا ہے۔ بہت سے دوسرے دوستوں نے بھی ایسا ہی مشورہ دیا تھا۔ باقی کتاب میں بھی اسی طرح کافی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ تاریخی مواد میں کافی اضافہ

58900

Marfat.com

کیا گیا ہے۔ منصورہ کے کھنڈرات کے فوٹو بھی شامل کتاب کئے گئے ہیں۔ امید ہے اب ترتیب پہلے سے زیادہ بہتر ہوگی۔

مزید اصلاح کے مشورے شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائیں گے۔

پچھلے ایڈیشن میں بھی اور اب پھر میں اپنے محترم بھائیوں کو ایک دو ایسے اشخاص سے بچنے کی درخواست کرتا ہوں جو مختلف ہتھکنڈوں سے ڈائریکٹری کا نام لے کر پیشگی رقوم وصول کر رہے ہیں۔ کئی سال گذرنے پر بھی اس کا کوئی وجود قائم نہیں ہوا۔ جو پہلے فریب میں آچکے اُن کا روپیہ تو ہضم ہو ہی گیا، نئے بھائی کم ازکم پیشگی رقوم کی ادائیگی سے بچ جائیں تو بہتر ہے۔ آئندہ کم ازکم یہ سوچ لیں کہ ڈائریکٹری کے نام پر پیشگی رقم ہرگز نہ دی جائے۔

کتاب کے چوتھے ایڈیشن میں کتابت کا کام میرے محترم دوست (قومی تحریکوں کے پرانے ساتھی) منشی میاں علم الدین صاحب نے کیا ہے جو میرے ہم عمر (یعنی اکھتر بہتر سال کے) جوانی سے لیکر ساٹھ سال تک بڑی زود نویسی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں لیکن اب بیماری اور عمر کے تقاضے سے آہستہ آہستہ کام کرتے ہیں۔ اپنی برادری کے فرد ہیں۔ ان کے دونوں لڑکے بھی خوشنویس ہیں۔

کتابت کا بقایا کام منشی خلیل احمد صاحب بٹ جو علمی کتاب خانہ کے خصوصی خوشنویس ہیں سرانجام پایا ہے۔

یکم مارچ ۱۹۷۷ء — سردار محمد

علمی کتاب خانہ۔ کبیر سٹریٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور

Marfat.com

جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے

۱۔ چچ نامہ	مطبوعہ: سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد
۲۔ تحفۃ الکرام	" " " "
۳۔ قدیم سندھ	" " " "
۴۔ سندجي دربار	" " " "
۵۔ سندجي اقتصادی تاریخ	" " " "
۶۔ تاریخ معصومی	" " " "
۷۔ جنت السندھ	" " " "
۸۔ تاریخ ریگستان	" " " "
۹۔ تاریخ کلہوڑہ	" " " "
۱۰۔ لُبّ تاریخ سندھ	" " " "
۱۱۔ آئینہ قدیم سندھ	" آر۔ایچ۔احمد برادرس "
۱۲۔ خطبہ پاک اوچ	" اردو اکیڈمی بہاولپور
۱۳۔ تاریخ اسلام اکبر شاہ خاں	" نفیس اکیڈمی کراچی
۱۴۔ آئینہ حقیقت نما "	" " "
۱۵۔ خلافت بنو امیہ حصہ دوم	" " "
۱۶۔ سلیم التواریخ	" " "
۱۷۔ تاریخ آل ذورعین	" منشی محمد ابراہیم محشر انبالوی
۱۸۔ عجائب الاسفار	" نفیس اکیڈمی کراچی
۱۹۔ تذکرہ صوفیائے سندھ	" اعجاز الحق قدوسی

Marfat.com

۲۰۔ ہسٹری آف سیریا بمعہ لبنان اور فلسطین	پروفیسر فلپ کے حتی
۲۱۔ تاریخ فیروز شاہی	شمس سراج عفیف۔ نفیس اکیڈمی کراچی
۲۲۔ فتوح البلدان بلاذری	" " "
۲۳۔ عبرت کدہ سندھ	" " "
۲۴۔ تاریخ فرشتہ	محمد قاسم فرشتہ
۲۵۔ اقبال نامہ جہانگیری	مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی
۲۶۔ ماہنامہ الرّاعی لاہور کے مختلف شمارے	
۲۷۔ مذاہب اسلامیہ	" ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور
۲۸۔ حقیقت قوم کمبوہ	محمود عباسی
۲۹۔ شارٹ ہسٹری آف سراسنز	جسٹس امیر علی
۳۰۔ الہارون	عمر ابو نصر
۳۱۔ المامون	شبلی نعمانی
۳۲۔ دس بڑے مسلمان	شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی
۳۳۔ امیر معاویہ	انیس ذکریا
۳۴۔ سرگزشت مجاہدین	غلام رسول مہر
۳۵۔ ابوبکر صدیق ؓ	محمد حسین ہیکل
۳۶۔ عمر فاروق اعظم ؓ	"
۳۷۔ آب کوثر	شیخ محمد اکرام
۳۸۔ موج کوثر	"
۳۹۔ رود کوثر	"
۴۰۔ کالا پانی	مولانا محمد جعفر تھانیسری

Marfat.com

۴۱۔ آزادیِ ہند	مولانا ابوالکلام آزاد
۴۲۔ الفاروق	شبلی نعمانی
۴۳۔ ۱۸۵۷ء	میاں محمد شفیع
۴۴۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ	ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری
۴۵۔ تاریخ اسلام	شاہ معین الدین ندوی
۴۶۔ صحافت (پاک و ہند میں)	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید
۴۷۔ عہد لارڈ مونٹ بیٹن	ایلن کیمبل جانسن
۴۸۔ نقوش شخصیات نمبر ۴۹۔ نقوش آپ بیتی نمبر	محمد طفیل
۵۰۔ خطۂ پاک اوچ	سعود حسن شہاب
۵۱۔ برہانپور کے سندھی اولیا	سندھی ادبی بورڈ
۵۲۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی	مناظر احسن گیلانی
۵۳۔ الزبیر آزادی نمبر	بہاولپور اکیڈمی
۵۴۔ سیارہ کراچی	عبدالعزیز خالد نمبر
۵۵۔ باپ اور بیٹی (انگریزی)	بیگم شاہنواز
۵۶۔ مسلم لیگ کا دور حکومت	صفدر محمود
۵۷۔ تبلیغی جماعت کا تاریخی جائزہ	محمد ایوب قادری
۵۸۔ دی عرب کنگڈم آف المنصورہ	سندھ یونیورسٹی شعبۂ سندھیالوجی

Marfat.com

پہلے ایڈیشن پر چند تبصرے

۱۔ روزنامہ انجام کراچی ۔ مورخہ ۲ر فروری ۱۹۶۴ء

اس کتاب میں ہند و پاکستان کی مشہور قوم "ارائیں" کی تاریخ پیش کی گئی ہے مصنف نے تاریخی شواہد کی روشنی میں ثابت کر دیا ہے کہ یہ قوم محض سبزی فروش نہیں ہے بلکہ اس نے زندگی کے ہر شعبے میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں ۔ اس قوم نے بڑے بڑے مجاہد، مبلغ علماء اور تجار پیدا کئے ہیں ۔ جنہوں نے اپنی نسلی برتری اور ذاتی صلاحیت کی بناء پر قابل قدر کارنامے انجام دیئے ہیں ۔ انہوں نے ارائیں قوم کی جو خوبیاں گنوائی ہیں وہ بہت قابل قدر ہیں ۔ کتاب کا وہ حصہ جس میں اس قوم کے علماء، حکماء اور اولیاء کا مختصر تذکرہ ہے خاص توجہ کا مستحق ہے ۔ اس میں تقریباً چالیس مشاہیر کے حالات دئے گئے ہیں ۔

۲۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۔ مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۶۴ء

کتاب خاصی معلومات افزا ہے لیکن ضخامت کے پیش نظر قیمت زیادہ ہے ۔

۳۔ جناب صفدر سلیمی صاحب سابق پبلسٹی انچارج خاکسار تحریک اور حال ایڈیٹر ماہنامہ "طلوع اسلام" لاہور اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں ۔

" آپ کی سعی و کاوش قابل داد ہے ۔ میں اس کے لئے ہدیہ سپاس پیش کرتا ہوں ۔"

۴۔ ماہنامہ الرائی لاہور ۔ ماہ مئی ۱۹۶۴ء (ایڈیٹر عبدالرشید تبسم ایم ۔ اے)

ارائیوں کے اوّلین جدِ امجد کون بزرگ تھے مختلف زمانوں میں ان کی نسل کس پیمانے پر اور کن حالات میں پھلی پھولی ۔ اس نسل نے کہاں کہاں اور کیوں نقل و حرکت کی ۔ اس قسم کے بے شمار سوال اہل فکر ارائیوں کے ذہن میں اکثر پیدا ہوتے رہتے ہیں پھر ارائیوں نے اپنی خدا داد غیر معمولی قابلیت ہیں، محنت شاقہ، خلوص اور استقلال سے گزشتہ کئی صدیوں میں برصغیر ہند و پاکستان کے ہر شعبہ حیات جیسے تعلیم، علم و ادب، سیاست، صنعت، زراعت، سپہ گری، مذہب، روحانیت، وقتاً فوقتاً ایسے کارنامے سرانجام دیئے اور ملک و ملت کے وقار میں کچھ اس انداز سے اضافہ کیا کہ غیر ارائیں مسلمان بلکہ اس برصغیر کے

Marfat.com

بعض غیر مسلم اہل فکر بھی حیران ہو کر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے رہے کہ اتنا زرخیز دماغ رکھنے والے اس ارائیں قبیلے کی صحیح تاریخ کیا ہے لیکن اس جذبہ تجسس کی بنیاد محض حیرانی پر ہوتی رہی۔ اس لئے تحقیق کا یہ ذہنی خلجان ہمیشہ عارضی اور محض وقتی ثابت ہوتا رہا۔ اس کا اظہار مجلسی گفتگوؤں اور تاریخ کی بعض دوسری کتابوں میں چند اشاروں تک محدود رہا اور بس۔ ارائیں قبیلے کی تاریخ پر کوئی معتبر کتاب یا جامع مضمون کبھی نہ لکھا گیا اور نہ اس باب میں کوئی "ریسرچ" ہوئی۔ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے اپنے مورخانہ انداز میں کچھ ضرور نشاندہی کی۔ مگر نشاندہی بہرحال نشاندہی ہے۔ اسے مکمل تاریخ نہیں کہا جا سکتا۔

گزشتہ چالیس سال میں ارائیں قوم کی تاریخ کے متعلق کچھ خیال پیدا ہوتا رہا۔ چنانچہ صوفی اکبر علی جالندھری مرحوم نے سلیم التواریخ اور منشی محمد ابراہیم صاحب محشر انبالوی نے آلِ ذرعین لکھ کر ارائیں قبیلے کی تاریخ مرتب کرنے کی کوشش کی جو بہرحال غنیمت تھا۔

اس مضمون پر اب ایک تیسری کتاب معرض وجود میں آئی ہے یہ کتاب "تاریخ قوم ارائیں" کے نام سے جناب علی اصغر چوہدری بی اے بی ٹی نے تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کے تحت چند عنوان موجود ہیں مصنف نے پہلے باب میں جو گیارہ مضامین پر مشتمل ہے۔ ان تمام نظریات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے جو ارائیں قبیلے کے آغاز سے متعلق وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہے ہیں۔

آپ کا پیش کردہ خیال یہ ہے کہ ارائیوں کے مورث اعلیٰ ملک شام کے علاقہ اریحا کے باشندے تھے۔ یہ علاقہ دمشق کے متصل ہے۔ اریحا سے ہندوستان آنے والے لوگوں کو "اریحائی" کہا جانے لگا۔ بعد میں یہ لفظ "اریحائی" صوتی تبدیلی سے "ارائیں" بن گیا۔ جو آج تک مروج ہے۔

مصنف نے یہ کتاب عربی، فارسی اور اردو کی اکتیس معتبر کتب تاریخ مطالعہ کرنے کے بعد تصنیف کی ہے جن کی فہرست کتاب کے شروع میں دی گئی ہے۔

تاریخ قوم ارائیں کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مصنف نے اس پر

Marfat.com

بڑے خلوص کے ساتھ محنت کی ہے۔ اور بہت سے ماخذوں سے اہم مواد اکٹھا کر کے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے کتاب کی عبارت میں تسلسل ہے اور مضامین باہم مربوط ہیں۔ مصنف نے یہ کتاب مرتب کرنے وقت مختلف ادوار کی معاشرتی حالت بھی بیان کر دی ہے جس سے قاری کے علم میں خاصا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے مضامین "اریجائی گروہ" "اریجا سے سندھ تک" اور "ارائیوں کی چند خصوصیات" خاص طور پر اہم اور بہت دلچسپ ہیں۔ تاہم جیسا کہ مصنف نے خود کتاب کے آخر میں "اپیل" کے زیر عنوان اعتراف کیا ہے، اس کتاب کو ارائیں قوم کی مکمل تاریخ نہیں کہا جا سکتا اور نہ یہ کتاب ہماری تاریخ کے تمام تقاضے پورے کرتی ہے لیکن اس میں وہ مواد ضرور موجود ہے جس پر قبیلے کی تاریخ استوار ہو سکے ہمیں یقین ہے کہ فاضل مصنف اپنی مساعی جاری رکھیں گے اور دوسرے ایڈیشن میں زیادہ جامعیت پیدا کر سکیں گے۔

کتاب کے گرد پوش پر سبزہ ہل، تابناک پتوں والے پودے کی تصویر دی گئی ہے جو ارائیں قبیلے کے جذبۂ جفا کشی، ذوق زراعت و باغبانی کی مظہر ہے۔ مصوری کے اس شاہکار نے کتاب کو بہت دیدہ زیب اور معنی خیز بنا دیا ہے۔ اس کتاب کی قدر و قیمت یقیناً بڑھ گئی ہے۔ اس تصویر میں اگر ایک کھلی ہوئی کتاب بھی شامل ہوتی تو ہماری رائے میں ارائیں قبیلے کا پورا کردار اس تصویر سے نمایاں ہو جاتا۔ اس لئے کہ تعلیم اور علم و مذہب کے میدان میں بھی اس قبیلے کی فتوحات بہت ہیں۔

ان فروگزاشتوں کے باوجود جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ ہماری رائے میں "تاریخ قوم ارائیں" ایک بہت قابل قدر کتاب ہے اور اس کا ہر پڑھے لکھے ارائیں گھر میں موجود ہونا ضروری ہے ہمیں یقین ہے کہ مصنف نے جس خلوص، عرق ریزی، قابلیت اور مالی ایثار سے یہ کتاب پیش کی ہے۔ ارائیں قبیلہ اس کی قدر کرے گا۔ اس کتاب کی تسوید سے پہلے مصنف کو ریسرچ پر جتنی محنت کرنی پڑی ہوگی اس کے مقابلے میں کتاب کی قیمت نہایت واجبی ہے۔

۵:۔ سردار قوم جناب سردار محمد شفیع صاحب صدر آخری آل انڈیا ارائیں کانفرنس منعقدہ ۵-۶-۷ مارچ ۱۹۴۷ء بمقام جلال آباد (بجنور) اپنے مکتوب گرامی مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۳ء (نواب شاہ) میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

اخوی۔ محترمی جناب چودھری صاحب۔ السلام علیکم۔ گرامی نامہ کے ساتھ کتاب مل گئی۔ بہت بہت شکریہ۔ آپ نے کافی محنت فرمائی ہے۔ علم تاریخ سے نابلد لوگوں کی طرف سے بعض غیر معتبر جاہلانہ تحریروں کا جواب دینا بھی ضروری تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہماری برادری مدت مدید اور عرصہ ہائے دراز سے ایک عالمگیر احساس کہتری کا شکار ہے۔ پولٹیکل حالات سے مجبور ہو کر ہماری برادری عام طور پر صدیوں کاشتکاری میں ایسی مبتلا ہوئی کہ اس سے وہ حکمرانی سے کنارہ کش رہ کر عافیت اور گمنامی کی زندگی تو گزار سکے لیکن اس شغل سے جو خرابی لازمی طور پر مسلط ہونی چاہیئے تھی وہ ہو کر رہی۔ اس لئے فطرت انسانی کے نباض حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشتکاری اور آلات کشاورزی کو دیکھ کر ہمت افزا الفاظ نہیں فرمائے تھے۔ اس کا نتیجہ احساس کہتری کی صورت میں آپ برادری میں ہر جگہ دیکھ رہے ہیں پھر صدیوں ایسی شخصی حکومتوں کے ماتحت کاشتکاری میں مبتلا ہونے سے جن کے ظلم کا تختہ مشق کاشتکار ہی رہے ہیں۔ احساس کہتری کے سوا ان کے دل و دماغ پر اور کیا مسلط ہو سکتا ہے۔ اس احساس کہتری کو دور کرنا آج برادری کی اصل خدمت ہے اگر ہم صرف ان واقعات اور ان بہادرانہ کارناموں کو جمع کر کے کتابوں کی صورت میں شائع کردیں گے جو گزشتہ پچاس سال سے عوام کی آنکھوں کے سامنے گزرے ہیں اور جن کی صدا آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے، تو نہ صرف برادری احساس کہتری سے شفا پا جائے گی۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی جو آج بہادری کے غلط اور من گھڑت دعویدار بنتے ہیں اور چوپالوں میں بیٹھ کر ڈینگ ہانکتے ہیں سرنگوں ہو جائیں گے۔ جس کو اشارۃً اختصار سے بتانا چاہتا ہوں۔

(۱) مشترکہ ہند میں جتنی آزادی کی تحریکیں اٹھی ہیں، ان کا آپ جائزہ لیں تو حیران رہ جائیں گے پہلی تحریک سید احمد شہیدؒ کی تھی جو مجاہدین کی صورت میں اس صدی عیسوی کے وسط تک زندہ رہی۔ اس میں شمالی ہند سے جا جا کر جہاد کرنے والے ساٹھ فیصدی سے زیادہ ارائیں تھے۔ امیر جماعت مجاہدین ہند مولوی فضل الٰہی صاحب جو پاکستان بننے کے بعد یاغستان سے پاکستان تشریف لے آئے اور ۱۹۵۰ء میں فوت ہوئے۔ ان کا سب سے زیادہ قابل اعتماد سیکرٹری میں تھا۔ ۱۹۲۰ء میں جب خلافت کمیٹیاں قائم ہوئیں اور خفیہ تحریک سے بلند ہو کر علانیہ تحریک حکومت انگریز کے خلاف اٹھی،

Marfat.com

ن خلافت کمیٹی میں شامل ہوا اور ۱۹۴۷ء یعنی پاکستان بننے تک آزادی کی تحریکوں میں پیش پیش رہا۔ خلافت کمیٹی ۱۹۲۹ء میں ٹوٹی تو جن لوگوں میں دم خم بدستور موجود تھا۔ انہوں نے مل کر مجلس احرار قائم کی۔ میں اس کی آل انڈیا ورکنگ کمیٹی کا ممبر اور مشترکہ ہندوستان بھر کے جیوش احرار کا سالارِ اعظم بھی تھا۔ چڑیوں کو بازوں سے لڑانے کا فرض میرے ہی ذمہ تھا۔ یہ نہ صرف آنکھوں دیکھا حال ہے بلکہ خود بیتی داستان ہے۔

(۲) تحریک پنجاب میں پنجاب سے اکثر جو لوگ یاغستان کو ہجرت کر جاتے اور جہاد کرتے ان میں ساٹھ فیصدی سے زائد ارائیں تھے۔ مولوی ولی محمد اور مولانا فضل الٰہی وغیرہ کی کوششیں زیادہ تر ارائیوں ہی کے علاقوں میں ہوتی رہیں۔

(۳) تحریک خلافت میں پنجاب سے قید ہونے والوں میں زیادہ تعداد ارائیوں کی ہی تھی اور خلافت کمیٹیوں میں زیادہ تر پُرجوش ممبر بھی ارائیں ہی تھے۔

(۴) خلافت کمیٹیوں کے ٹوٹ جانے اور سرد ہو جانے پر ارائیں ہی آگے بڑھے اور انہوں نے مجلس احرار کے نام سے خلافت کمیٹیوں کے ان ورکروں کو جو مایوس ہو کر گھر میں بیٹھ گئے تھے جمع کر کے اینٹی انگریز پارٹی احرار کے نام سے بنائی جس کے آل انڈیا صدر مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی (ارائیں) اور میں سالارِ اعظم ہند اور میرے علاوہ اور بھی ممبران ورکنگ کمیٹی زیادہ تر ارائیں ہی تھے۔ اسی بناء پر ہمارے دوست چودھری افضل حق مرحوم جو راجپوت تھے، کہا کرتے کہ یہ مجلس احرار ہے یا ارائیں جماعت ہے۔

(۵) ۱۹۳۱-۳۲ء میں تحریک کشمیر مجلس احرار نے شروع کی۔ پچاس ہزار آدمی قید ہوئے۔ ان میں چالیس فیصد وہ کشمیری تھے جو اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ لاہور، امرتسر اور سیالکوٹ وغیرہ میں رہتے تھے۔ چالیس فیصد پنجاب کے ارائیں تھے اور بیس فیصد باقی دوسری مسلمان قوموں میں سے تھے۔

(۶) احرار نے اس کے بعد آزادی کے لئے کئی دفعہ اقدام کیا۔ ہر دفعہ میں جیل جانے والوں میں اکثریت ارائیوں کی رہی۔ آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے کہ مسلمان جاٹ آزادی کی کسی تحریک میں نمایاں ہو کر سامنے نہیں آئے تحریک مجاہدین میں تو یہ بالکل شامل نہیں ہوئے بلکہ اکثر ان

Marfat.com

کے لیڈر خواہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہوں، سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کی تحریک کو بدنام کرتے رہے اور آج تک بدنام کر رہے ہیں۔

ارائیں جو حقیقی بہادر ہیں اپنے ہزاروں فرزندوں کے کارہائے نمایاں دیکھ کر اور عظیم قربانیاں دے کر بھی کم ہمت بنے بیٹھے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ احساسِ کہتری نے ان کے دل و دماغ پر قبضہ کر رکھا ہے جو شعور پیدا ہی نہیں ہونے دیتا۔ ارائیوں نے اپنے لیڈر وہ بنائے جو کم ہمت تھے یا خوشامدی اور بزدل تھے۔ وہ آزادی کی تحریکوں میں ارائیوں کی شمولیت کا حال اور اہمیت بتا ہی نہ سکتے تھے کیونکہ اس طرح تو ان کی نمبرداری اور سرداری ختم ہوتی تھی۔ قوم خواہ کتنی ہی بہادر کیوں نہ ہو اس کے کارنامے لیڈر کے کردار سے ہی نمایاں ہوں گے۔ اگر لیڈر کسی قوم کا بزدل ہوگا تو پوری قوم ہی بزدل اور کم ہمت تسلیم کر لی جائے گی۔ مجھے اور میری برادری کے ان لوگوں کو جو آزادی کی تحریکوں میں پیش پیش تھے، اتنی فرصت ہی نہ تھی کہ برادری کی طرف متوجہ ہوں۔ مجھے ارائیوں نے کئی دفعہ کہا کہ آپ ارائیوں کی صدارت قبول کر لیں، مگر میں نے ہر بار انکار کیا۔ آخر ۱۹۴۷ء میں ان کے انتہائی اصرار پر ہی میں نے صدارت قبول کر لی۔ یہ اجلاس مارچ ۱۹۴۷ء میں ہوا اور یہ آخری آل انڈیا ارائیوں کا اجلاس تھا۔

مجھے اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے جذبات کی بجائے صحیح واقعات کو اہمیت دی اور تحریک مجاہدین اور اس کے ایک دو ورکروں کا ذکر فرمایا۔ آپ نے تاریخ میں جو کچھ لکھا ہے، بہت خوب لکھا ہے اور ابھی اس میں کافی اضافے کی گنجائش ہے۔ بہرحال آپ نے یہ تاریخ لکھ کر قوم پر احسان کیا ہے۔

(سردار محمد شفیع)

Marfat.com

تاریخ ارائیاں کے گذشتہ ایڈیشنوں پر چند مزید تبصرے

۱۔ انجمن ارائیاں جہلم کے صدر حاجی محمد لطیف صاحب (بحوالہ مکتوب نمبر ۱۸۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۷۲ء)

"میں اور میرے تمام ساتھی جو انجمن ارائیاں جہلم کے خادم ہیں۔ آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کیونکہ آپ نے یہ کتاب لکھ کر برادری پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو حرف بہ حرف پڑھا ہے۔ آپ نے کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے۔ قوم ارائیں کی تاریخ کو جس طرح آپ نے اجاگر کیا ہے۔ اب تک کسی قوم کے فرد نے ایسا انکشاف نہیں کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کرنے سے تاریخ قوم ارائیں کے علاوہ تمام خلفاء اسلامی کے عہد کی بھی سیر حاصل واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس کارنامے پر انجمن ارائیاں جہلم آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہے"۔

۲۔ چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب بساط ادب۔ چوک انارکلی لاہور (بحوالہ مکتوب مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء)

"تاریخ قوم ارائیں لکھ کر آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے اور اب بھی اچھا کام کر رہے ہیں اس پر مزید توجہ فرمائیں کیونکہ قوموں کی تاریخیں بار بار نہیں لکھی جاتیں اور نہ کوئی اتنی محنت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو وقت اور سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ تو اسے ضرور اس مقصد کے لئے صرف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں"۔

۳۔ ڈاکٹر چودھری فضل محمد صاحب بنیادی ممبر "اوج" پاکستان۔ ۵۰ اتحاد کالونی ڈاک خانہ شاہ نور۔ ملتان روڈ۔ لاہور (بحوالہ مکتوب مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء)

"آپ کی بیش قیمت کتابیں (تاریخ قوم ارائیں) ہم لوگ اوج کی لائبریری میں رکھیں گے تاکہ سب لوگ ان کو پڑھ کر فائدہ اٹھائیں۔ آپ کی اس کتاب سے ایک بات اور بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ اچھے ارائیں ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت عمدہ پاکستانی شہری بھی ہیں۔ جس کے دل میں ملک کا درد سمایا ہوا ہے اور مذہب کے آئینہ میں دنیا کو دیکھتے ہیں۔ اسی قسم کے نظریات میرے بھی ہیں۔ پاکستان کی خدمت کرنا اولین فرض ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ارائیں برادری کی خدمت بھی کی جائے تو اصل میں پاکستان کو بہتر بنانا ہے اس سلسلہ میں ہم

Marfat.com

ہر وہ کوشش کر رہے ہیں۔ جو کر سکتے ہیں۔ آپ کی اس تاریخ نے برادری کا احساس کمتری دور کر دیا ہے اور اب کچھ لوگوں نے اپنے ناموں کے ساتھ ارائیں لکھنا شروع کر دیا ہے۔

۴۔ الحاج محمد اسحاق نقشبندی صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ نسیم جہلم (بحوالہ نسیم)

آپ نے ارائیں برادری کی مستند تاریخ لکھکر بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس سے برادری میں تنظیم۔ تعارف اور اتحاد کی راہ ہموار ہوگی اور احساس کمتری دُور ہوگا۔ اس عظیم تاریخی دستاویز پیش کرنے پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں"۔

۵۔ جنرل سیکرٹری انجمن اتحاد ارائیاں۔ لانڈھی کالونی متصل بلال مسجد ۶۳/۱۔ ۵ سی کراچی (بحوالہ مکتوب ۱۱ فروری ۱۹۷۵ء)

آپ کی تاریخ ارائیاں ہمارے لئے ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے سے جو خوشی ہم لوگوں کو ہوئی ہے اس کا اندازہ شاید آپ بھی نہ کر سکیں۔ ہم لوگ اپنی تاریخ سے تقریباً نابلد تھے۔ اب ہم اس پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

۶۔ چوہدری محمد رفیق صاحب ایم۔ اے، ایم ایڈ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر مظفر آباد آزاد کشمیر (بحوالہ مکتوب مورخہ ۲ جنوری ۱۹۷۶ء)

"تاریخ ارائیاں کے تیسرے ایڈیشن کے بعد سے چوتھے ایڈیشن کا بے تابی سے منتظر رہا ہوں امید ہے آپ نے چوتھا ایڈیشن طبع کرا لیا ہوگا۔ براہ کرم ایک کاپی ضرور بھیجدیں"۔

۷۔ سردار عبد العلیم صاحب ایڈووکیٹ ساہیوال (سابق وزیر مملکت برائے سرحدی امور حکومت پاکستان) (بحوالہ مکتوب ۱۱ نومبر ۱۹۶۷ء)

آپ کی گرانقدر تصنیف نے جس طرح ارائیں برادری سے احساس کمتری کو دُور کیا ہے اس کا اندازہ مجھے اپنے مؤکل کے ذریعے ہُوا جس نے دفتر میں داخل ہو کر تاریخ قوم ارائیں کو میرے میز پر زور سے مارتے ہوئے کہا۔ سردار صاحب ارائیں ہونے پر جس قدر فخر میں اب محسوس کر رہا ہوں اس سے پیشتر کبھی اس کا احساس بھی نہ ہُوا تھا۔ کسی قوم کی تاریخ اس قدر مستند اور مکمل نہیں ہو سکتی۔ میں نے اپنے مؤکل سے لے کر اس کتاب کا بغور مطالعہ کرکے کئی روز

Marfat.com

بعد اسے واپس کی۔ میں اس کارنامے پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور آئندہ ایڈیشن کو اور زیادہ جامع اور مضبوط بنانے کیلئے چند مشورے بھیج رہا ہوں"

نوٹ:۔ سردار صاحب خود بھی ارائیں برادری کے ایک فرد ہیں۔

۸۔ پروفیسر محمد ارشد صاحب ایم اے گورنمنٹ کالج ناظم آباد۔ کراچی (بحوالہ مکتوب مورخہ ۸ر جنوری ۱۹۷۴ء)

"تاریخ ارائیاں کی ترتیب و تدوین اور اس کے لئے تحقیق و تدقیق کا اندازہ اہل علم ہی کر سکتے ہیں۔ میں آپ کی اس سعی و کاوش کا معترف ہوں اور اس تاریخی دستاویز کو نہ صرف کراچی میں اپنے دوست احباب کو مطالعہ کیلئے دیا ہے بلکہ اس کی چند کاپیاں اپنے آبائی گاؤں پیلی بھیت (یوپی) میں بھی بھیجی ہیں۔ کیونکہ وہاں ہماری برادری ابھی تک کثیر تعداد میں آباد اور وجاہت سے سکونت پذیر ہے۔" میں یوپی کی ارائیں برادری کے ان چند معززین کے ایڈریس بھیج رہا ہوں جو اس وقت پاکستان میں آباد ہیں"۔

۹۔ چودھری محمد اقبال سلیم گاہندری مالک نفیس اکیڈمی۔ اسٹریچن روڈ کراچی (بحوالہ مکتوب ۷ر اگست ۱۹۷۳ء)

آپ کی محنت قابل داد ہے۔ آپ نے یہ تاریخی دستاویز مرتب کرکے برادری کی بہبود کے لئے نئی راہ کھول دی ہے۔ میری لڑکی نفیس اقبال آج کل کیلیفورنیا میں پی ایچ ڈی کر رہی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ یہاں کیلیفورنیا میں آرائیوں کے بڑے بڑے زرعی فارم اور باغات ہیں۔ اور اس علاقہ میں وہ بڑی وجاہت سے آباد ہیں"۔

۱۰۔ محمد یٰسین تمنا صاحب جنرل سیکرٹری ارائیں برادرز ایسوسی ایشن ضلع سرگودھا (بحوالہ مکتوب ۳ر مارچ ۱۹۷۲ء)

"ہماری پوری ایسوسی ایشن آپ کو تاریخ قوم ارائیں لکھنے پر مبارکباد پیش کرتی ہے۔ آپ نے ہمیں اپنے اسلاف سے اس طرح روشناس کرا دیا ہے کہ ان کے نقوش پا کی بدولت ہم بھی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔

۱۱۔ میاں محمد شریف جلیس پروپرائٹر ارائیں کارپوریشن سرگودھا جنرل

Marfat.com

سیکرٹری انجمن ارائیاں سرگودھا۔ (بحوالہ مکتوب ۱۱ر مارچ ۱۹۷۱ء اور ۵ اگست ۱۹۷۲ء)

"آپ کی لکھی ہوئی کتاب "تاریخ قوم ارائیں" پڑھی جس سے سکون قلب نصیب ہوا اور میں نے محسوس کیا ہے کہ ابھی ہماری قوم میں "محبّ قوم" افراد موجود ہیں۔ میں آپ کو اپنی طرف سے اور سابق انبالہ حال سرگودھا کی دس ہزار ارائیں برادری کی طرف سے تاریخ قوم ارائیں لکھنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ کو سرگودھا آنے کی دعوت دی جائے تو کیا اپنا قیمتی وقت قربان کر کے آپ یہاں تشریف لا سکیں گے تاکہ ہم اس جگہ ایک عظیم الشان جلسہ کر کے آپ کو برادری سے خطاب کرنے کا موقع فراہم کر سکیں یہ ہماری دلی تمنا ہے ـــــ ہم نے پچھلے دنوں ارائیں ہاؤس تعمیر کر کے چودھری جہانگیر علی صاحب ایم این اے (حال وزیر صحت و منصوبہ بندی حکومت پاکستان) سے افتتاح کرایا تھا۔ اب سال رواں کے آخر تک ایک ارائیں بلڈنگ انشاء اللہ مکمل کر لی جائے گی تاکہ طلبا اور طالبات کے لئے دینی تعلیم کا بہترین بندوبست کیا جائے۔

۱۲۔ میاں محبوب جاوید ایڈووکیٹ چیف ایڈیٹر کہانی ڈائجسٹ رحمان بلڈنگ کچہری بازار لائلپور (بحوالہ مکتوب مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۷۴ء)

"آپ نے تاریخ ارائیاں لکھ کر بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے، لیکن ناشر کو اپنی مرضی سے اس میں کچھ ترمیم و تنسیخ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بھٹو صاحب کے حالات کا حذف کر دینا اور حسن بصریؒ کا تذکرہ شامل کر دینا ناشر کی زیادتی ہے۔ چند مشورے ارسال خدمت ہیں تاکہ چوتھے ایڈیشن کو مزید مفید اور مبسوط بنایا جا سکے"۔

۱۳۔ میاں محمد اقبال سیکرٹری جنرل "دی ارائیں ویلفیئر سوسائٹی" راولپنڈی (بحوالہ مکتوب مورخہ ۸ر اپریل ۱۹۷۴ء)

"چودھری صاحب اس عظیم تخلیقی و تحقیقی کارنامے پر ہم سب لوگ آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور آپ سے امید رکھتے ہیں کہ پاکستان بھر کے ارائیوں کی تنظیم اور بہبود کے لئے مفید اور ٹھوس لائحہ عمل سے ہمیں بھی نوازیں"۔

۱۴۔ جناب محمد علی اصغر صاحب منڈی حاصل پور (بحوالہ مکتوب مورخہ ۲۴ر ستمبر ۱۹۷۲ء)

Marfat.com

آپ کی قابل قدر کتاب "ارائیں قوم کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے تاثرات نہ لکھ سکا تھا گذشتہ دنوں برادر محترم چودھری شبیر احمد مکتبہ میری لائبریری لاہور کے ہاں کسی مبسوط کتاب تاریخ ارائیں کے سلسلہ میں ان سے فرمائش کر رہا تھا وہاں سے آپ کی ایک تصنیف "تاریخ سندھ" کا گم شدہ باب یعنی قوم ارائیں کا تاریخی پس منظر" مل گئی۔ اس مختصر سے کتابچہ سے میں بہت متاثر ہوا۔ اس سلسلہ میں آپ کی دونوں کتب گو قابل قدر کاوش ہیں لیکن ابھی ان میں اکابرین قوم ارائیں اور عمائدین کے مفصل تذکروں کی ضرورت ہے۔ اُمید ہے آپ اپنے وقت کو اس کے لئے صرف کر کے آئندہ ایڈیشن ایک مفصل اور مبسوط تیار کرینگے کہ موجودہ دور کی ایک یادگار شائع ہو جائے۔

۱۵۔ جناب طفیل احمد صاحب ایم اے۔ مکان نمبر ۲۵۲/۱۳ خیبر ہوٹل سٹریٹ صدر بازار پشاور (بحوالہ مکتوب مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۷۲ء)

آپ کی خدمت قابل داد ہے۔ ہر نسل میں کوئی ایک دو آدمی ہوتے ہیں جو علم کی جوت جگاتے ہیں۔ پچھلی نسل میں صوفی اکبر علی جالندھری اور ابراہیم محشر انبالوی نے یہ فرض سنبھالا تھا اس نسل میں آپ نے یہ فرض سنبھالا ہے۔ افسوس ہے جو لوگ ارائیں بلڈنگ سنبھالے بیٹھے ہیں۔ وہاں نہ کوئی لائبریری ہے جس سے ریسرچ میں مدد مل سکے نہ کوئی مرکزیت ہے"۔

۱۶۔ جناب حاجی محمد اکبر زار ۱۸۵۸ اچے بروک ڈرائیو سین پیڈرو کیلیفورنیا یو ایس اے (بحوالہ مکتوب مورخہ ۷ مئی ۱۹۷۲ء)

"میرے قیام انگلستان کے دوران آپ کی کتاب تاریخ ارائیں مطبوعہ ۱۹۶۳ء دوستوں کی معرفت میرے ہاتھ آئی۔ پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ آج بھی ہماری برادری کے لوگ اپنی قومی سربلندیوں کے ساتھ موجود ہیں۔ آپ کی ارائیں برادری سے دلچسپی اور اس کی تاریخ کی تحقیق کے لیے جو محنت شاقہ کی گئی ہے۔ وہ واقعی قابل تعریف ہے۔ جس کے لئے میں سچے دل سے آپ کا شکر گذار ہوں"۔

۱۷۔ جناب ظفر عالم صاحب چودھری ۳۰ کالویل روڈ۔ پارک بروک برمنگھم ۱۲۔ انگلینڈ (بحوالہ مکتوب مورخہ ۷ مئی ۱۹۷۲ء)

"جس دن سے تاریخ قوم ارائیں" ملی ہے کوئی نہ کوئی اسے مطالعہ کے لئے لے جاتا رہا تھا

Marfat.com

اور اب موقع ہے کہ اطمینان سے اس کا مطالعہ کروں۔ اس قدر معلومات جمع کرنا بہت دشوار کام ہے۔ جسے آپ نے بڑی خوبی سے سرانجام دیا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد ہمارا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے۔ اور اب ہمیں کوئی بھی احساس کمتری میں مبتلا نہیں کر سکتا بلکہ ہم ہر معترض کا دندان شکن جواب دے سکتے ہیں۔ یہاں ارائیں برادری کے افراد کثرت سے آباد ہیں اور یہ کتاب انہوں نے اپنے طور پر بھی میری تحریک پر پاکستان سے منگوائی ہے۔ میں یہاں کے حالات لکھ کر آپ کو بھیج رہا ہوں"۔

۱۸۔ جناب محمد عاشق اصغر۔ ۶۸ ڈی۔ بلیک اسٹاک روڈ لندن نمبر ۴ (بحوالہ مکتوب ۱۱ نومبر ۱۹۶۸ء)

"آپ کی تصنیف کا مطالعہ کرنے کے بعد بے حد خوشی ہوئی، مجھے بہت مدت سے آرزو تھی کہ قوم ارائیں کی تاریخ کا سراغ لگایا جائے، آپ نے میرے ذوق کو تسکین بخشی ہے۔ اس عظیم کارنامہ پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، یہ کتاب اب دوستوں میں گشت کر رہی ہے حتیٰ کہ اس کی جلد بھی اکھڑ گئی ہے۔ میں آپ کو انگلینڈ میں آباد ارائیوں کے کوائف سے جلد ہی آگاہ کرونگا"۔

۱۹۔ میاں محمد شوکت صاحب سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی سندھ ۲۶۶ سی لطیف آباد حیدرآباد (بحوالہ مکتوب ۸ اپریل ۱۹۷۴ء)

آپ کی گرانقدر تصنیف قابل داد ہے۔ ارائیں برادری کا تعارف کرانے میں اس سے بہتر اور کوئی دستاویز نہیں ہے۔

۲۰۔ ڈاکٹر میاں نیاز احمد صاحب ۵۲ ہیری سن سٹریٹ نیویارک ۱۳۷۹۰ یو۔ ایس۔ اے

"آپ کی قابل قدر تصنیف نظر سے گذری آپ کو اس پر مبارکباد پیش نہ کرنا بخل ہوگا"

۲۱۔ جناب اللہ بخش بھٹو (مرحوم) جنرل سیکرٹری انجمن ارائیاں (بھٹہ) ضلع لاڑکانہ (بحوالہ مکتوب مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۵ء)

(مورخہ ۱۵ مارچ کو لاڑکانہ ٹاؤن ہال میں انجمن کا اجلاس جناب ممتاز بھٹو صاحب کی صدارت میں ہو رہا ہے جس میں آپ کو اور سردار محمد شفیع صاحب کو خصوصی دعوت ہے۔) پھر ۲۰ مارچ ۱۹۶۵ء والے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ آپ کی کتاب تاریخ قوم ارائیں اب نظر سے گذری ہے، جس سے ہمیں ارائیوں کی صحیح تاریخ سے واقفیت حاصل ہوئی۔ اس قابل قدر محنت پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

Marfat.com

افسوس ہے یہ کتاب اگر ۵ ارمارچ والے اجلاس سے پہلے موصول ہو جاتی تو میرا استقبالیہ کسی اور رنگ کا ہوتا اور میں کھل کر تاریخ پر روشنی ڈال سکتا۔ انشاء اللہ دوسرے اجلاس میں ایسا کروں گا۔"

۲۲۔ جناب میاں اللہ بخش صاحب ایم اے (مرحوم) ریٹائرڈ چیف کنزرویٹو جنگلات پیر محل ضلع لائلپور (مکتوب انگریزی ۱۱ مارچ ۱۹۶۴ء)

"آپ کی قابل قدر تصنیف نے ارائیں برادری کی تاریخ کو نہایت مستند حوالوں سے واضح کر دیا ہے۔"

۲۳۔ جناب عبدالجبار صاحب سروے آفیسر سیکرٹری ارائیں سوسائٹی اسلام آباد (بحوالہ مکتوب انگریزی مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء)

"آپ کو جواب لکھنے سے پیشتر میں نے ضروری سمجھا تھا کہ انجمن کا ہنگامی اجلاس بلا کر اس میں تاریخ پر گفتگو کی جائے۔ آخر دسمبر میں یہ میٹنگ ہوئی اور اس میں آپ کے اس گرانقدر تحفہ پر گفت وشنید ہوئی یقین جانیئے ہماری انجمن کے ہر ممبر نے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا ہے کہ اس قدر محنت و کاوش سے آپ نے ایک مستند و جامع اور مفصل تاریخ قوم ارائیں لکھ کر برادری پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کا کتابچہ "تاریخ سندھ کا گم شدہ باب یعنی قوم ارائیں کا تاریخی پس منظر" ہر ممبر کو تحفۃً پیش کیا گیا۔ جس کا وہ شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو اس قدر محنت تحقیق اور تدوین پر مبارک باد دیتے ہیں کہ آپ نے نہایت قیمتی معلومات کا ایک نادر ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ براہِ کرم آئندہ بھی ہمیں یاد رکھئے۔" (واضح رہے کہ یہ اسلام آباد میں سب سے زیادہ قابل قدر۔ اہل علم اور ممتاز عہدیداروں کی سوسائٹی ہے)

Marfat.com

Marfat.com

پہلا حصّہ

ارائیں قوم

تاریخی حقائق

Marfat.com

باب اوّل

ارائیں قوم کا تاریخی پس منظر

قبیلہ قریش

ہم سب سے پہلے ارائیں قوم کے متعلق مستند تاریخی شہادت پیش کرتے ہیں کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے تھے۔ پھر ان کی اس ملک میں آمد کے حالات تفصیل سے بیان کریں گے۔ چونکہ یہ عربی النسل ہیں، اس لیے ان کی اصل یعنی قبیلہ "قریش" سے اس کی ابتدا کی جاتی ہے اور سلسلہ وار تمام حالات درج کیے جاتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے مشہور مورخ اسلام مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "آئینہ حقیقت نما" کے صفحہ ۱۶۶، ۱۶۷ پر "مسلم فاتحین کے سندھ پر احسان" کے عنوان سے سندھیوں کے رہن سہن، مہمان نوازی جو کہ عربوں کا خاصہ ہے اور سندھی رسم الخط کا ذکر کرتے ہوئے بہت سی قوموں کا ذکر کرتے ہیں اور انہیں خالص عربی گردانتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بعض قومیں بہت سے لوگوں کے خیال میں ہندی قومیں سمجھی جاتی ہیں حالانکہ وہ خالص عربی قومیں ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر ارائیں قوم ہے۔ ذیل میں ہم پورا اقتباس درج کرتے ہیں۔

Marfat.com

"ان شامی لوگوں کو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ملک شام میں واپس جانا نصیب نہ ہوا اور مجبوراً یہیں اقامت اختیار کرنی پڑی۔ خلافت عباسیہ کے زمانے میں ان پر مصائب آئے۔ پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی۔ منصورہ کی خود مختار ریاست کا قیام پھر ان کے لئے راحت و اطمینان کا زمانہ تھا۔ اس ریاست کی بربادی پھر ان کے لئے مصائب و نوائب کا نزول تھا۔ کچھ کوہ سلیمان کی طرف متوجہ ہو گئے کچھ ملتان میں آکر آباد ہو گئے اور جہاں کسی کے سینگ سمائے چلے گئے۔ ملتان میں اگرچہ قرامطہ کا طوفان آیا اور اس طوفان میں ملتان کا مرکزی مندر بھی قرامطہ کے ہاتھوں تباہ ہوا۔ لیکن محمود غزنوی نے جلد ہی اس فتنہ کو فرد کر دیا اور اس طرح ان عربی باقیات میں شام سے آئی ہوئی نسلوں کو زیادہ تر ملتان میں ہی جمع ہونا پڑا۔ چند ہی روز بعد پنجاب کا تمام ملک غزنی سلطنت کا صوبہ بن گیا اور مستقل طور پر محمود غزنوی نے اسلامی حکومت قائم کر دی۔ ملتان سے اکثر قبائل پنجاب کی طرف چلے آئے۔

ارائیں

ان ہی قبائل میں ایک قبیلہ وہ تھا جو شام کے علاقہ اریحا سے آیا تھا اور اریحائی کہلاتا تھا۔ پنجابی لہجے اور تلفظ نے اس کو ارائیں بنا دیا۔ ان تمام مذکورہ حوادث اور تغیرات کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا کہ یہ لوگ پنجاب کے سرسبز و شاداب علاقے میں آکر افغانی فاتحوں اور ہندو مفتوحوں سے بے تعلق رہ کر زراعت و کاشتکاری میں مصروف ہو جائیں اور اپنے تجربات کو کام میں لائیں جو ریاست منصورہ کی سرسبزی و شادابی کے لئے وہ کام میں لاچکے تھے۔ عرب کا ملک زرعی ملک نہیں ہے۔ لیکن عربی قومیں جہاں بھی زرعی ملک میں گئیں وہ سب سے بہتر کاشتکار اور نہایت قابل کسان ثابت ہوئیں۔ یہی عربی قومیں جب اندلس پہنچیں تو انہوں نے اندلس کو گل و گلزار بنا دیا اور ایک چپہ بھر زمین ایسی نہ چھوڑی جہاں کھیتی اور سرسبزی نہ ہو۔ جب اندلس سے بیدخل ہوئے تو وہ ملک پھر بنجر اور ویران نظر آنے لگا۔ آج تک اس سرزمین اندلس میں وہ سرسبزی واپس نہیں آئی جو عربوں نے وہاں پیدا کر دی تھی۔ اسی طرح عربوں نے منصورہ کو گلزار بنا دیا تھا۔"

Marfat.com

اللہ اللہ کس قدر روح فرسا تھا وہ نظارہ جب عرب کے ریگزاروں میں. بنو جرہم کا قبیلہ پانی کی تلاش میں سرگرداں تھا پیاس کے مارے ان کی زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو چکی تھیں. بیم دیاس کی کش مکش میں مبتلا یہ قافلہ اپنے لامتناہی سفر پر رواں دواں تھا. اگرچہ چلچلاتی ہوئی دھوپ کی وجہ سے قافلہ کی رفتار سست پڑ چکی تھی تاہم زندہ رہنے کی آرزو میں ان کے قدم بڑھتے ہی جاتے تھے ان کا جواں ہمت سردار شمال کی طرف ٹکٹکی باندھے نہایت خاموشی سے کچھ دیکھ رہا تھا. اتنے میں عقب سے کسی نے پکار کر کہا: "وہ دیکھو کوہ بوقبیس پر پرندوں کا ایک غول منڈلا رہا ہے." یہ سنتے ہی ہر مرد و زن کی نگاہ بے اختیار اس طرف اٹھ گئی. کچھ دیر تک لوگ انہیں دیکھتے رہے اور جب وہ درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گیا تو سردار نے با آواز بلند کہا ـ "پانی". یہ صدا گویا صور اسرافیل تھی جس نے اس منتشر قافلہ کو یکایک ایک مرکز پر جمع کر دیا. پانی کے تصور نے ان کی ڈوبتی ہوئی نبضوں میں زندگی کی لہر دوڑا دی. سردار نے ان کی طرف نگاہ غلط انداز سے دیکھا اور اپنی ناقہ کا رخ اس طرف پھیر دیا. جس کے خیال میں پرندوں نے پانی کی نشان دہی کی تھی.

قافلہ جب کوہ بوقبیس کے دامن میں پہنچا تو دیکھا کہ اس سنسان وادی میں ایک عورت اپنے ننھے بچے کو گود میں لئے جھونپڑی میں بیٹھی ہے اور اس کے دروازہ پر ایک چشمہ ابل رہا ہے. قافلہ رک گیا. سردار نے آگے بڑھ کر اس کی خدمت میں آداب عرض کیا اور نہایت لجاجت سے کہا.

"محترمہ! کیا یہ پانی پینے کی اجازت ہے."

"بے شک" اس خاتون نے جواب دیا.

قافلہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی. اونٹوں سے سامان اتارا گیا اور لوگ پانی پینے لگے. جب لوگ پانی پی چکے تو اونٹوں کو پلایا گیا. پھر قافلہ درختوں کے سائے میں سستانے لگا. لوگ سنسان جنگل میں اس محترم خاتون کو یوں یکہ و تنہا اور بے یار و مددگار دیکھ کر حیران ہو رہے تھے سردار نے پانی پینے کے بعد پھر ان کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا.

Marfat.com

"محترمہ! آپ کون ہیں؟"

اس پر وہ خاتون بولیں۔ "میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہاجرہ ہوں اور یہ اُنکے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ ہیں۔ وہ ہمیں اللہ کے حکم سے یہاں چھوڑ گئے ہیں اور اللہ نے ہماری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔"

پھر سردار کو زمزم۔ کے وجود میں آنے کا واقعہ سُنایا جس پر سردار نے فرطِ عقیدت سے سر جُھکا لیا اور نہایت عاجزی سے بولا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس جگہ مستقل طور پر آباد ہو جائیں۔"

خاتون نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا۔ "تم اس شرط پر آباد ہو سکتے ہو کہ یہ چشمہ میری ملکیت میں رہے گا اور میرا بچہ اس بستی کا سردار ہو گا۔"

"ہمیں منظور ہے" سردار نے ان کا شکریہ ادا کیا اور واپس قافلہ میں آ گیا۔

عرب کے ریگزاروں میں پانی سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے۔ جب قافلہ والوں کو یوں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ مل گیا تو انہوں نے جنگل سے لکڑیاں اور کھجور کے پتے اکٹھے کر کے جھونپڑیاں بنالیں اور اس ویرانے میں آبادی بڑھنے لگی۔ یہی آبادی آج مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر پندرہ برس تھی کہ ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ وہ اداس ہو گئے اور انہوں نے چاہا کہ مکہ چھوڑ دیں ملک شام کی طرف ہجرت کر جائیں جہاں ان کے والد محترم اور دوسرے اعزہ آباد تھے۔ جب بنو جرہم کو یہ معلوم ہوا کہ بستی کا نوجوان سردار ہجرت کر جانے کا ارادہ کر رہا ہے تو انہوں نے سوچا کہ ایسے نیک اور سعادت مند نوجوان کا چلے جانا ہماری بدبختی ہے۔ ان کو روک لو۔ یہ اکیلے ہیں۔ ان کی شادی کر دو تاکہ انہیں ایک سہارا مل جائے۔ ان کی اس تجویز کو حضرت اسمٰعیل نے بھی قبول کر لیا اور عمارہ بنت سعید قوم عمالقہ (وہ عمالقہ نہیں جن پر عذاب آیا تھا) سے ان کا نکاح کر دیا۔

ایک روز حضرت اسمٰعیل کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ جب بیٹے کو موجود نہ پایا تو عمارہ سے کہہ گئے "تمہارے

Marfat.com

شوہر جب گھر آئیں تو ان سے کہہ دینا کہ گھر کی چوکھٹ بدل دو۔"

شام کو جب حضرت ابراہیم گھر آئے تو بیوی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تشریف لانے کا ذکر کیا اور جب یہ کہا کہ وہ جاتے ہوئے کہہ گئے تھے "گھر کی چوکھٹ بدل دینا" تو آپ نے سمجھ لیا کہ عمارہ پھوہڑ ہے اس لئے والد محترم کو ناپسند ہے۔ پس انہوں نے باپ کی نصیحت پر عمل کیا اور گھر کی چوکھٹ بدل دی یعنی عمارہ کو طلاق دے دی اور اس کے بعد قبیلہ جرہم میں سیدہ بنت مضاضؓ سے شادی کر لی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بار پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی غیر حاضری میں تشریف لائے تو سیدہ نے ان کی خوب خاطر تواضع کی اور نہایت سلیقہ شعاری کا ثبوت دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور جاتے ہوئے کہہ گئے "اسمٰعیل (علیہ السلام) سے کہنا کہ گھر کی چوکھٹ کی حفاظت کرے"۔ جب شام کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام واپس آئے تو سیدہ نے سارا واقعہ سنایا۔ اس پر آپ بہت خوش ہوئے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے۔ اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر میں ہی موجود تھے۔ باپ بیٹا ایک دوسرے کو مل کر بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتایا کہ ارشادِ الٰہی کے مطابق اب خانہ کعبہ کی تعمیر ضروری ہے چنانچہ دوسرے دن ان بنیادوں کی تلاش ہوئی جن پر حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر اٹھائی تھی مگر طوفان نوح اور امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں ان کا وجود تک نہ رہا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان بنیادوں کی نشاندہی کر دی اور باپ بیٹا اس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے۔

اللہ اللہ کس قدر رشک کا مقام ہے۔ اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام پتھر ولا کو ایک دوسرے پر رکھ کر چنائی میں مشغول ہیں۔ ان کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر اور گارا لانے میں مشغول ہیں۔ دونوں اللہ کی حمد کے ترانے گاتے اور اس گھر کی تعمیر کرتے ہیں اور باآواز بلند یہ دعا بھی کرتے جاتے ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

جب دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور تعمیر کے کام میں دقت پیش آئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کام کرنے لگے۔ یہی وہ مقام ہے جسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ جب تیار ہونے کے قریب ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ۔ چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام کی رہبری میں جبل ابوقبیس سے حجرِ اسود اٹھا لائے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو مقام رکن پر رکھ دیا۔ یہی حجرِ اسود ہے جسے طوافِ کعبہ کے وقت بوسہ دیتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ نے اپنے دوست کی محبت کو آزمانا چاہا اور انہیں اپنے لختِ جگر کو قربان کرنے کا اشارہ کیا۔ جب باپ نے بیٹے سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے سر جھکاتے ہوئے کہا "آپ اپنا کام کریں۔ مجھے انشاء اللہ آپ فرمانبردار پائیں گے"۔ چنانچہ ایک دن سورج نے دیکھا کہ جبلِ ابوقبیس کی اوٹ میں اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر لٹا رکھا ہے اور چھری ان کے گلے پر چلا رہے ہیں — شیطان ایسی فرمانبرداری کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ عرش پر خلیل اللہ کی محبت کے تذکرے ہونے لگے اور ذبیح اللہ کی فرمانبرداری کے چرچے حور و ملائک میں پھیل گئے۔ حضرت جبرئیل امین مینڈھا لے کر حاضر ہوئے اور ارشادِ الٰہی کے مطابق اسے اللہ کی راہ میں قربان کر دیا گیا۔

اللہ اپنے دوستوں کے تذکرے قیامت تک زندہ رکھتا ہے چنانچہ حضرت خلیل اللہ کی محبت اور ذبیح اللہ کی فرمانبرداری کو قربانی کی صورت میں سُنتِ ابراہیمی بنا دیا گیا۔

حضرت بی بی ہاجرہ کی اس سعی کو جو انہوں نے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ پہاڑیوں پر کی تھی حج کا رکن قرار دیا اور باپ، ماں اور بیٹے کی مستقل یاد کو ہر سال حج کے موقع پر تازہ کرنے کی حکم دے کر اللہ نے اپنے دوستوں کی وہ قدر افزائی کی کہ شیطان اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تو حج اور قربانی کے بعد ملکِ شام واپس چلے گئے اور جب تک زندہ رہے ہر سال خانہ کعبہ کی زیارت اور حج کو آتے رہے مگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مستقل طور پر مکہ معظمہ میں ہی مقیم رہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت کو وہ برکت دی کہ مکہ میں ان کا سمانا محال ہو گیا اور وہ سارے حجاز میں پھیل گئے۔ خانہ کعبہ کی تولیت اور مکہ معظمہ کی سرداری بھی ان کی نسل میں قائم رہی۔ ان کے بیٹے قیدار کی نسل میں ایک شخص عدنان ہوا ہے جس کی اولاد

Marfat.com

بنی اسمٰعیل کے تمام مشہور قبائل پر مشتمل ہے۔ انہی کی نسل میں سے فہر بن مالک تھے جن کو قریش بھی کہتے ہیں۔

اگلے صفحہ پر ہم قریش کی اولاد کا شجرہ نسب لکھتے ہیں تاکہ ہمیں اپنی قومی تاریخ کو جاننے میں آسانی ہو اور کسی غلط فہمی کا اندیشہ نہ رہے کیونکہ تاریخی پس منظر کو جاننے کے لئے یہ شجرہ نہایت ضروری ہے۔

Marfat.com

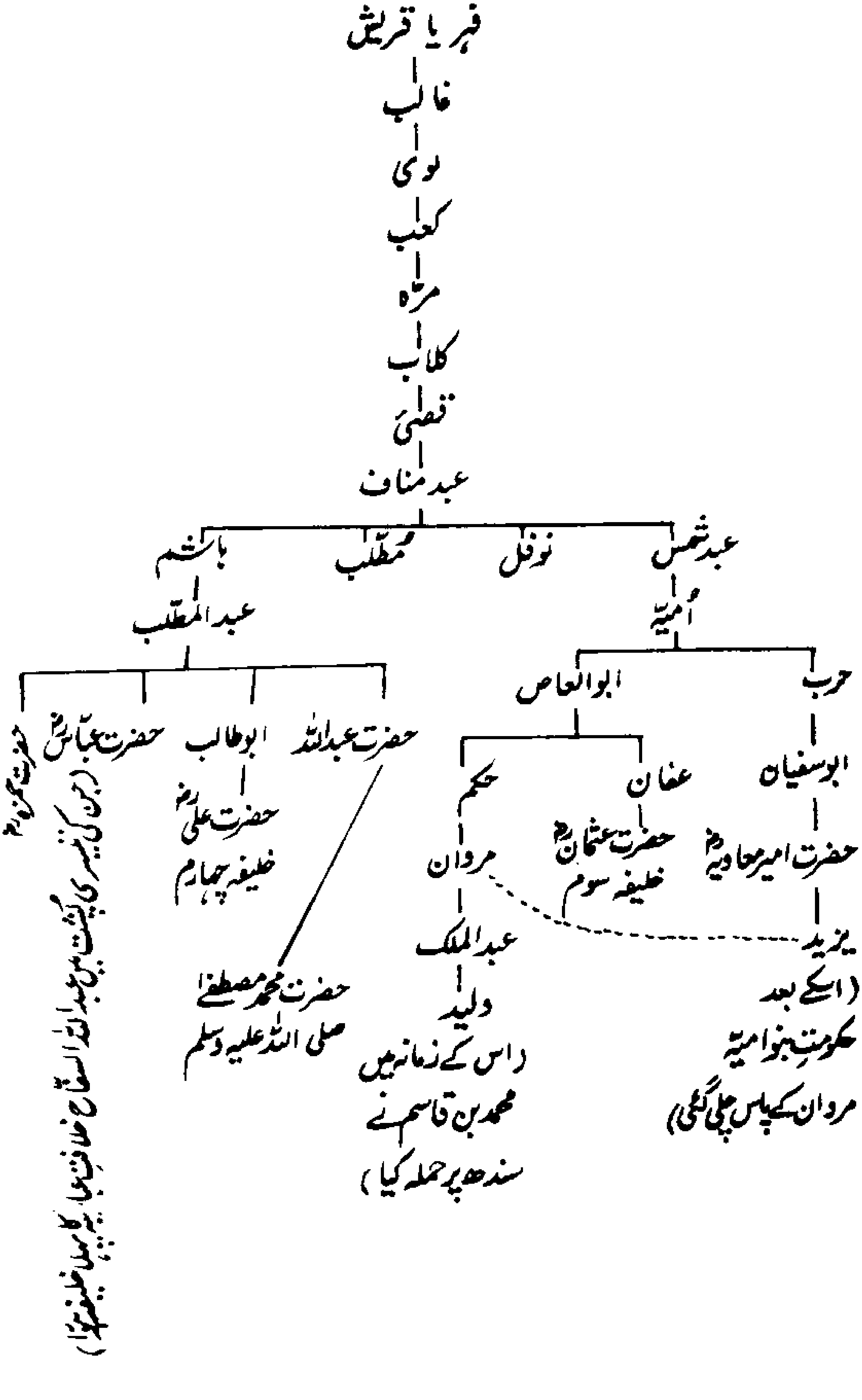
فہر یا قریش
غالب
لوی
کعب
مرہ
کلاب
قصیٰ
عبد مناف
عبد شمس
نوفل
مطلب
ہاشم
امیہ
عبد المطلب
حرب
ابوالعاص
ابوسفیان
عفان
حکم
حضرت امیر معاویہ رض
حضرت عثمان رض
خلیفہ سوم
مروان
یزید
(اسکے بعد
حکومتِ بنو امیہ
مروان کے پاس چلی گئی)
عبد الملک
ولید
(اس کے زمانہ میں
محمد بن قاسم نے
سندھ پر حملہ کیا)
حضرت عبداللہ
ابوطالب
حضرت عباس رض
حضرت حمزہ رض
حضرت علی رض
خلیفہ چہارم
(جن کی تیسری پشت میں عبداللہ السفاح خاندانِ بنو عباس کا پہلا خلیفہ ہوا)
حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نوٹ: عبد شمس کے سپرد حاجیوں کی آب رسانی، چندہ یا ٹیکس کی وصولی اور حاجیوں کی میزبانی کا کام تھا مگر اس نے کچھ عرصہ بعد یہ عہدے اور حقوق اپنے بھائی ہاشم کو دے دیئے جو بہت بڑے تاجر تھے۔ عبد شمس کا بیٹا امیہ اپنے چچا کے اقتدار اور شہرت کو خود حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ نیز اپنے باپ کے دیئے ہوئے عہدے بھی واپس لینے کا خواہاں تھا۔ اسی وجہ سے دونوں میں رنجش پیدا ہو گئی جو کئی انقلابات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

تلخ حقیقتیں

آنحضرت صلعم سے پہلے عرب کی تمام قوت و شوکت کا اصلی مرکز قریش کا قبیلہ تھا۔ اگرچہ قریش میں بھی کئی چھوٹے چھوٹے حصے ہو گئے تھے تاہم برابر کے حریف صرف بنو ہاشم اور بنو امیہ تھے۔ اور جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جمعیت اور ملکی اقتدار میں بنو امیہ کا پلہ بنو ہاشم سے بھاری تھا۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے بنو ہاشم فخر و اعزاز میں اپنے حریفوں سے نمایاں طور پر ممتاز ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد جب خلافت کی نزاع پیدا ہوئی تو گو فوری طور پر حضرت صدیق اکبرؓ پر اتفاق عام ہو گیا تھا۔ مگر بنو ہاشم دیر تک اپنے دعوے پر قائم رہے اور ان کو اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس دونوں ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ کی باضابطہ ولی عہدی نے بنو ہاشم کو ایک دفعہ پھر مایوس کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے قریب چھ شخصوں کو چنا جن کی حاکمانہ لیاقتیں ان کے نزدیک ایسی مساویانہ تھیں کہ وہ کسی کے حق میں ترجیح کا فیصلہ نہ دے سکے۔ حضرت علیؓ بھی ان منتخب لوگوں میں شامل تھے۔ اور جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جو اس نزاع کو طے کرنے کے لیے ثالث مقرر ہوئے تھے، حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ لیا تو حضرت علیؓ نے صبر جمیل کیا۔ چونکہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نہ ہاشمی تھے نہ اموی، اس لیے ان کے عہد خلافت تک بنو امیہ اور بنو ہاشم دونوں ہی خاندان خلافت میں کچھ حصہ نہ رکھتے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنو امیہ کے ہاتھوں میں دے دیئے۔ حضرت امیر معاویہؓ تو حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت سے ہی شام کے گورنر تھے لیکن اس

Marfat.com

عہد میں ان کا اقتدار اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ وہ شام کے مستقل فرمانروا سمجھے جانے لگے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دوران بنی امیہ ملکی اور مالی دونوں حیثیت سے بہت طاقت ور تھے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہوئے لیکن اہل شام نے آپ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جن کی وجوہات پر ہم آئندہ ابواب میں بحث کریں گے۔ صرف اہل شام نے ہی نہیں بلکہ کئی جلیل القدر صحابہ نے بھی آپ کے خلاف علم اختلاف بلند کیا۔ اور اس طرح تمام عالم اسلامی میں ایک انتشار پیدا ہو گیا۔ آخر کار حضرت علیؓ کو بھی جام شہادت نوش کرنا پڑا اور ان کی شہادت کے بعد تمام مملکت اسلامیہ پر حضرت امیر معاویہؓ کا تسلط ہو گیا اور وہ بلا شرکت غیرے حکومت کرنے لگے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ انہوں نے بڑی مضبوطی اور عمدگی سے حکومت کی۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ ہی میں حضرت معاویہؓ شام کے معرکوں میں ہمیشہ آگے آگے رہتے تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی جہاد کیا۔ قیساریہ کا عظیم الشان معرکہ انہوں نے ہی سر کیا تھا۔ اس ہولناک جنگ میں دشمن کے اسی ہزار آدمی مارے گئے تھے اور حضرت امیر معاویہؓ کا رعب و دبدبہ اس علاقے کے تمام رومیوں پر ہمیشہ کے لئے طاری ہو گیا تھا۔ دمشق فتح ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نے یزیدؓ بن ابوسفیان (حضرت امیر معاویہؓ کے بڑے بھائی) کو شام کا گورنر مقرر کر دیا اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی جگہ حضرت امیر معاویہؓ کو شام کا گورنر بنا دیا گیا۔

حضرت امیر معاویہؓ کو ان کی بیدار مغزی، دور اندیشی، معاملہ فہمی اور ملکی انتظام کی مہارت کی وجہ سے "کسریٰ عرب" کہا جاتا تھا۔ اور عاقلان عرب میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کا ابتدائی زمانہ تو بہت امن و عافیت اور آرام و سکون سے گزرا۔ مگر بعد میں مفسدوں اور فتنہ پردازوں نے ایسے جھگڑے بکھیڑے نکال کر کھڑے کر دیئے جو بڑھتے ہی رہے اور ملک کا امن غارت ہو گیا۔ چونکہ حضرت امیر معاویہؓ نہایت صاحب الرائے اور دور اندیش تھے اس لئے حضرت عثمانؓ نے ان کو مشورہ کے لئے بلایا۔ حضرت معاویہؓ بڑی احتیاط سے دمشق میں بیٹھے پوری مملکت اسلامیہ کی سیاست کا گہری نظر سے جائزہ لے رہے تھے خلیفہ وقت کے بلانے پر فوراً حاضر ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو یہ مشورہ دیا کہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے حالات نے بہت نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ موجودہ واقعات کو دیکھ کر میرا یہ اندازہ ہے کہ حالات

Marfat.com

سدھرنے کی بجائے اور بگڑ جائیں گے۔ اس صورت میں مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے لہذا آپ میرے ساتھ دمشق تشریف لے چلیں۔ جب حالات سدھر جائیں گے تو آپ بے شک مدینہ واپس تشریف لے آئیں۔ مگر جواب میں حضرت عثمان رضؓ نے کہا "میں دیارِ نبی صلعم چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا۔"

اس جواب کو سن کر حضرت معاویہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ مدینۃ النبی صلعم چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے تو کم از کم یہ ضرور کریں کہ فوج کا ایک مضبوط دستہ اپنی حفاظت کے لئے مقرر فرمائیں تاکہ وقت آنے پر آپ کی جان محفوظ رہے۔ اور آپ کو دشمن گزند نہ پہنچا سکیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے فرمایا "معاویہؓ! میں اپنی ذات کے لئے بیت المال پر ایک فوجی دستے کی تنخواہ کا بار نہیں ڈالنا چاہتا۔ اس لئے مجھے تمہاری یہ تجویز منظور نہیں۔"

اس پر حضرت امیر معاویہؓ آبدیدہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے اور یہ کہتے ہوتے باہر نکل آئے کہ امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ پر فضل کرے۔ جب آپ میری کوئی بات مانتے ہی نہیں تو پھر مجھے آپ کے خون کا قصاص لینا ہی پڑے گا۔ "حضرت عثمان نے جواب دیا کہ اس وقت کا مسئلہ اس وقت دیکھا جائے گا۔" اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ دمشق چلے گئے اور فتنہ پردازوں کی کارروائیاں جاری رہیں حتیٰ کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

کوفہ۔ بصرہ اور مصر کے باغیوں نے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے گناہ شہید کر دیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس بیعت کا سب سے بڑا محرک عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو بظاہر مسلمان بن گیا تھا مگر باطن میں اسلام اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ حضرت عثمانؓ کے خلاف فتنہ بھی اسی کا اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے مدینہ کے بعض اکابر سے حضرت علیؓ کے لئے جبراً بیعت لی اور کہا اگر بیعت نہ کرو گے تو تمہاری گردنیں تلوار سے اڑا دی جائیں گی۔ اس موقع پر خاص طور پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ اہل شام میں سے (جن میں حضرت امیر معاویہؓ بھی شامل تھے) کسی نے بھی حضرت علیؓ کی بیعت نہ کی اور وہ آخر وقت تک آپ کے خلاف رہے۔

حضرت علیؓ نے خلیفہ ہوتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حضرت امیر معاویہؓ کو امارتِ شام سے معزول کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس پر حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو اس ارادہ سے باز رہنے کی تلقین کی بلکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو جب شام کی گورنری پر

Marfat.com

حضرت علیؓ نے مقرر کرنا چاہا تو انہوں نے کہا "معاویہؓ کے قدم شام میں اس مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں کہ ان کو وہاں سے اکھاڑنا بظاہر ناممکن ہے اور کوئی شخص بھی جو وہاں امیر بنا کر بھیجا جائے گا۔ معاویہؓ کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لہذا مجھے اس خدمت سے باز رکھیں۔"

اس پر حضرت علیؓ نے سہل بن حنیف کو شام کی گورنری اور حضرت معاویہؓ کی معزولی کا پروانہ دے کر روانہ کیا مگر شام کی سرحد پر چند سواروں نے انہیں دھمکا کر واپس کر دیا۔ اس عرصہ میں جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا۔ اس جنگ میں حضرت امیر معاویہؓ بالکل الگ تھلگ رہے۔ اس جنگ کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو بیعت کرنے کے لئے خط بھیجا، جس کا جواب حضرت معاویہؓ نے یہ دیا کہ میری بیعت اس امر پر منحصر ہے کہ آپ قاتلان عثمانؓ کو سخت سزا دیں۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کا قصاص کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس لئے تمام اسلامی ممالک میں نہایت شدت سے اس کا مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ بدقسمتی سے قاتلان عثمانؓ کا بہت بڑا گروہ حضرت علیؓ کے لشکر میں موجود تھا اور باغیوں کا لیڈر محمد بن ابوبکر حضرت علیؓ کا زیادہ منظور نظر تھا۔ اسے حضرت علیؓ نے مصر کا گورنر بنا دیا تھا۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی باہمی چپقلش کو دیکھ کر بعض صحابہؓ کو بڑا دکھ ہوا۔ حضرت ابودرداؓ اور حضرت ابو امامہ باہلیؓ دو معزز صحابی حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ جب حضرت علیؓ آپ سے ہر بات میں افضل ہیں، وہ آپ سے پہلے اسلام لائے۔ آپ سے زیادہ انہوں نے آنحضرت صلعم کی خدمت کی۔ پھر آپ ان سے کیوں جھگڑا کرتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی تمام تقریر کا یہ جواب دیا۔

"ہمارا اور علیؓ کا جھگڑا صرف عثمانؓ کے قصاص پر ہے۔ اگر علیؓ ان قاتلوں اور فتنہ پردازوں کو قرار واقعی سزا دیں جنہوں نے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے گناہ شہید کیا ہے تو اس کے بعد میرا اور ان کا کوئی جھگڑا نہ رہے گا میں فوراً ان کی بیعت کر لوں گا۔ لیکن جب تک قاتلان عثمانؓ لشکر علیؓ میں موجود ہیں اس وقت تک میں ان کی بیعت کس طرح کر سکتا ہوں جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ قاتلوں کی پشت پناہ بنے ہوئے ہیں۔ نہ انہوں نے قتل عثمانؓ کی تحقیق کی اور نہ کسی مجرم کو سزا دی۔ قاتلان عثمانؓ تو علیؓ کے لشکر میں ہیں۔ اگر وہ ان کو گرفتار کر کے عثمانؓ کے قصاص میں قتل کر دیں یا میرے حوالے کر دیں تو میں

Marfat.com

سب سے پہلے ان کی بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے ان کی فضیلت سے ہرگز انکار نہیں۔"
حضرت معاویہؓ کی یہ گفتگو سن کر دونوں بزرگ صحابی حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے صورت واقعہ بیان کی۔ جب حضرت علیؓ کے لشکریوں کو معلوم ہوا کہ دمشق سے دو صحابی آئے ہیں اور انہوں نے حضرت معاویہؓ کی یہ گفتگو حضرت علیؓ سے دہرائی ہے تو یہ سنتے ہی حضرت علیؓ کی فوج میں سے پورے بیس ہزار آدمی باہر نکل آئے اور نعرے لگانے شروع کر دیئے ا
"ہم ہیں قاتلان عثمانؓ۔ ہم سب نے مل کر عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ چڑھا دو ہم سب کو پھانسی پر اور قتل کر دو ہم میں سے ہر ایک کو۔"

اس پر حضرت علیؓ نے دونوں صحابیوں سے فرمایا،
"دیکھا تم نے۔ بتاؤ میں ایسی حالت میں کیا کر سکتا ہوں۔"

بغاوت اور سرکشی کا یہ مظاہرہ دیکھ کر حضرت ابو دردا اور حضرت ابو امامہؓ حیران رہ گئے۔
"کاش! قاتلان عثمان کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تاکہ بعد میں قتل و خون کا بازار گرم نہ ہوتا
غرض حضرت معاویہؓ کی طرف سے قصاص عثمانؓ کا مطالبہ اور حضرت علیؓ کی طرف سے ان کی معزولی یا بیعت کرنے کا مطالبہ آخر کار جنگ صفین پر منتج ہوا اور ثالثی تک نوبت پہنچی مگر یہ مشن بھی ناکام رہا۔ چنانچہ آخر میں بقول طبری حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کو لکھا کہ بہت ہو چکی۔ آؤ اب صلح کر لیں۔ میرے پاس شام اور مصر ہے اور آپ کے پاس حجاز، یمن، الجزیرہ اور عراق، فارس و کرمان رہیں۔ نہ آپ میرے ملک پر حملہ کریں نہ میں آپ کے مقبوضات پر چڑھائی کروں۔ حضرت علیؓ نے ملک میں عام بدنظمی اور بے چینی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے خوشی سے منظور کر لیا اور صلح کا معاہدہ لکھا گیا۔ اگرچہ دونوں فریق آرام سے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے مگر ایک لاکھ کے قریب مسلمانوں کا خون ناحق بہانے کے بعد۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ان کے بڑے فرزند حضرت حسن رضی اللہ عنہ عراقیوں کے خلیفہ بنے مگر ان کو بھی ان کے والد محترم کی طرح چین نہ ملا اور ان کے ساتھ بھی ان کے مریدوں نے نہایت ناشائستہ سلوک کیا۔ ان کے نیچے سے ان کا مصلّٰے کھینچ لیا۔ ان کے جسم پر سے ان کی چادر اتار لی ان کے خیمے سے ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ ران پر کاری زخم لگایا۔ غرض آپ کو بے حد

Marfat.com

پریشان کیا گیا۔ اپنے ساتھیوں کی یہ بے وفائی اور کوفہ والوں کی دغا بازی دیکھ کر آپ پچاس لاکھ درہم سالانہ وظیفے کے عوض حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہوگئے۔ اور باقی عمر امن و عافیت سے گزار دی۔

اب حضرت امیر معاویہؓ بلا شرکت غیرے ساری اسلامی سلطنت کے حکمران تھے۔ ان کی توجہ اب فتوحات کی جانب مبذول ہوگئی اور انہوں نے جلد درمیان میں بیٹھ کر ایک طرف بحر اوقیانوس تک اور دوسری طرف افغانستان تک اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ مشرق میں بلخ ہرات، خراسان، کابل، قلات اور افغانستان وغیرہ کو فتح کیا۔ مغرب میں بحیرہ روم کے قیمتی جزیرے روڈس اور سسلی پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد انطاکیہ اور قسطنطنیہ پر بھی حملہ کیا۔

آج جو لوگ حضرت امیر معاویہؓ کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتے اور نام لیتے بھی ہیں تو لعن طعن کرتے ہیں ان کیلئے شاید یہ بات بہت عجیب ہوگی کہ جو اصحاب رسول اللہ صلعم حضرت علی کے نہایت ہمدرد معاون اور مددگار تھے اور جن سے زیادہ دشمن اور مخالف امیر معاویہؓ کا اور کوئی نہیں ہو سکتا وہ حضرت معاویہؓ کی قسطنطنیہ پر بھیجی ہوئی اس فوج میں نہایت خوشی سے شامل ہوئے تھے مثلاً حضرت علیؓ کے چچازاد بھائی اور ان کے سچے خیر خواہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت علیؓ کے عقیدت مند اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق حضرت ابوایوب انصاریؓ اور حضرت علیؓ کے فرزند دلبند حضرت امام حسینؓ۔

اس جنگ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ وفات پا گئے تو ان کی وصیت کے مطابق سالار لشکر یزید بن معاویہؓ نے ان کا جنازہ آگے رکھ کر کوچ کا حکم دیا اور لڑتے بڑھتے قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے پہنچ گئے۔ آگے راستہ نہ تھا اس لئے میزبان رسول اللہ صلعم کو زمین کے وہیں دفن کر دیا لیکن قیصر سے یہ بات کہہ دی کہ ہم نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مقدس صحابی کو یہاں دفن کیا ہے اور اگر تم نے قبر کی ذرا بھی بے حرمتی کی تو یاد رکھنا کہ شام میں عیسائیوں کے جتنے گرجے ہیں سب مسمار کر کے برابر کر دوں گا۔

یہ قہری نوٹس سن کر قیصر روم حیران رہ گیا۔ اور اس وقت سے لے کر کسی بھی عیسائی بادشاہ کو مجال نہ ہوتی کہ قبر ابی ایوب کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکتا۔ قبر آج تک موجود ہے اور مرجع

Marfat.com

خاص وعام ہے۔ خاندان عثمانیہ کے ہر سلطان کی تاجپوشی کی رسم اس پُرنور مقبرہ پر ادا ہوتی تھی۔ اس سلسلہ میں یہ حدیث بھی یاد رہنی چاہیئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوگا وہ مغفرت یافتہ ہے" (بخاری) اسی لئے نامور صحابہ نے اس میں شرکت کی تھی۔

عمر ابو نصر مشہور عربی مورخ لکھتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی بلند شخصیت گوناگوں صفات کی حامل تھی۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے سیاستدان، زبردست مدبر، بے انتہا حلیم، نہایت بردبار اور بے نظیر عقل ودانش کے مالک تھے۔ یہ صفات ایسی ہیں جو شاذونادر ہی کسی آدمی میں جمع ہوتی ہیں ہم یہاں حضرت معاویہؓ کو خراج عقیدت پیش نہیں کر رہے۔ بلکہ ضروری باتیں درج کر رہے ہیں تاکہ آپ کو حالات سے پوری پوری واقفیت ہو جائے۔ لیکن ہم دوسرے تمام امور کو چھوڑ حضرت معاویہؓ کی مہمان نوازی، سخاوت اور آبادکاری کے متعلق کچھ لکھتے ہیں تاکہ آپ آئندہ ابواب کی اہمیت سمجھ سکیں۔

حضرت امیر معاویہؓ مسلمانوں میں جہازرانی اور جنگی بحری بیڑہ بنانے کے موجد ہیں۔ ان کا جنگی بیڑا اتنا مضبوط تھا کہ اس میں سترہ سو جنگی جہاز تھے جن کے بل بوتے پر انہوں نے قیصر روم کی بحری افواج کو شکست دے کر بحیرہ روم پر قبضہ کر لیا تھا۔ انہوں نے فوجی چھاؤنیوں اور قلعوں کے علاوہ بہت سی نئی بستیاں بھی آباد کیں اور انہیں عموماً ایسی جگہوں پر بسایا جہاں دشمن کی سرحدیں قریب پڑتی تھیں تاکہ اپنے ملک کی حفاظت ہوتی رہے۔

حکومتِ بنو اُمیہ

خاندان بنو اُمیہ میں حضرت امیر معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خود اپنے زور بازو سے شام میں مستقل حکومت قائم کی اور آخر میں اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنایا پھر تمام عرب سے اس کے لئے بیعت لی۔

خاندان بنو امیہ کی سیاسی تاریخ درحقیقت حضرت امیر معاویہؓ کے عہد سے شروع ہوتی ہے لیکن حضرت امیر معاویہؓ نے جو حکومت قائم کی تھی۔ اس نے بہت تھوڑی عمر پائی۔ اگرچہ

Marfat.com

یزید ان کا جانشین تھا۔ لیکن اس کی وفات کے بعد ہی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مستقل طور پر دعویٰ خلافت کیا اور شام کے سوا تمام دنیائے اسلام ان کے قبضہ اقتدار میں آگئی۔ شام اور مصر کے لوگوں نے معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن چند ہی دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنی نیک نفسی سے کسی کو جانشین نہ بنایا۔ اب یہ دونوں ملک بھی گویا حضرت عبداللہؓ بن زبیر کے حلقۂ اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اور بنو امیہ کا نام بظاہر صفحۂ ہستی سے مٹ گیا مگر دفعتہً بنو امیہ کی سیاسی تاریخ کا دوسرا دور شروع ہوا۔ جو پہلے سے زیادہ پُرعظمت، زیادہ وسیع اور زیادہ شاندار تھا۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہی کے زمانہ میں خاندان بنو امیہ میں مروان بن الحکم نے بغاوت کر کے شام و مصر پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اس نے اس قدر کم زمانہ پایا کہ اس کے زمانہ میں اس خاندان کو سیاسی استقلال حاصل نہ ہو سکا۔

مروان کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک تخت نشین ہوا۔ جس نے حکومت کا اصل ڈھانچہ قائم کیا۔ اس نے مستقل طور پر اکیس سال تک حکومت کی۔ جس میں سات آٹھ سال اگرچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ خانہ جنگی میں صرف ہو گئے لیکن چودہ سال تک اس نے نہایت اطمینان سے دنیائے اسلام پر تنہا حکومت کی۔ تاریخ اسلام میں بنو امیہ اور بنو عباس باہم حریف مقابل ہیں۔ لیکن بنو امیہ کو نہ صرف بنو عباس بلکہ تمام فرمانروایان اسلام پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے اسلامی حکومت کے حدود کو اپنے زور بازو سے اس قدر وسیع کر دیا کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

خلفائے راشدین کے زمانہ تک صرف عرب، شام، مصر اور ایران اسلام کی حدود سلطنت میں داخل تھے۔ لیکن خلفائے بنو امیہ نے اپنے دور حکومت میں اس نقطہ کو دائرہ اور اس حباب کو دریا بنا دیا تھا۔ انہوں نے ایک طرف تو افریقہ اور مغرب کے تمام شہروں کو فتح کر کے اندلس کو اسلامی یادگاروں کا سب سے بڑا مرکز بنا دیا تھا اور دوسری طرف مشرق میں سندھ، کابل اور فرغانہ کو فتح کر کے سرزمین چین میں اپنا جھنڈا نصب کیا۔ روم کی طرف بڑھے تو قسطنطنیہ کی چار دیواری تک پہنچ کر دم لیا۔ جزائر میں قبرص، روڈس وغیرہ کو فتح کر لیا۔ غرض مشرق مغرب اور شمال جنوب، عرب، عجم، تاتار، ترک، چینی اور ہندی تمام قوموں نے ان کے آگے

سر جھکا دیا اور تمام ممالک ان کے زیر نگیں ہو گئے۔
حکومت بنو امیہ کا رقبہ اندلس کے آخری گوشوں سے لے کر سندھ تک پھیلا ہوا تھا اور ادھر بلادِ روم سے شروع ہو کر چین کی دیواروں تک ختم ہوتا تھا۔ اس طرح گویا اس وقت دمشق کا پایۂ خلافت افریقہ اور ایشیا کے بر ہائے اعظم کا مرکز تھا۔ بنو امیہ کے بعد کسی دوسری مسلمان حکومت کو اتنی وسیع سلطنت نصیب نہیں ہوئی۔

عربوں کی سندھ میں آمد (خطہ پاک سندھ)

برصغیر ہند و پاک میں بلاشبہ یہ فخر خطۂ پاک سندھ کو حاصل ہے کہ اسلام کی روشنی اسی راستے سے اس ملک میں پھیلی۔ باب الاسلام کی یہی وہ مقدس سرزمین ہے جس نے بقول بعض مورخین صحابہ کرامؓ کے قدم چومے اور مجاہد اعظم حضرت محمد بن قاسمؒ کے لشکر میں تو بہت سے تابعین اور تبع تابعین بھی موجود تھے۔ جن کے مقدس جسم اس خاک میں مدفون ہیں۔ یہاں لشکر اسلام کے مبارک قدموں کے نقوش قدیم کھنڈرات کی صورت میں اب بھی موجود ہیں۔ نخل عرب — کھجور — ان مجاہدوں کی نہایت شیریں یادگار اس سرزمین کے اکثر و بیشتر حصوں میں جلوہ فگن ہے۔
صوفی شعراء حضرت شاہ عبداللطیف حضرت سچل سرمست اور حضرت لال شہباز قلندر کے نغموں سے گونجنے والی یہ سرزمین ہمیشہ امن و آشتی کا گہوارہ رہی ہے حضرت شیخ عبدالرحیم گرہوڑی کی پیش گوئیاں آج بھی اس سرزمین میں زبان زد عام ہیں۔ اپنی قدامت اور تہذیب و ثقافت کے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اپنی موجودہ معیشت و معاشرت اور زراعت و کاشت کی بوقلمونیوں سے حد درجہ جاذب نظر ہے اور یہ اسی جذب کا لازمی کرشمہ ہے کہ بے شمار قومیں باہر سے یہاں وارد ہوئیں اور اسی خطۂ پاک کا ایک ناقابل تقسیم جزو بن کر رہ گئیں لیکن اس کے جذب و دعوت میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

کے بیشتر خاندان حضرت محمد بن قاسم کے زمانے سے یہیں آباد ہیں کچھ نقل مکانی کر کے دوسرے علاقوں میں چلے گئے اور استدادِ زمانہ کے ہاتھوں وقتاً فوقتاً پھر اسی خاک پاک کا م کب بنتے رہے۔ بالائی سندھ میں خصوصاً لاڑکانہ قدیم ارائیوں کا گڑھ ہے جس میں ابھی ماضی

قریب تک نہروں کے نام ارائیں واہ اور قصبوں کے ارائیں دیہہ ہوا کرتے تھے۔
۱۹۰۰ء کے قریب پنجاب سے ارائیوں کے کئی خاندان تھرپارکر اور سانگھڑ کے اضلاع میں آکر آباد ہوئے۔ اور ۱۹۴۷ء کی ہجرت کے بعد تو سندھ کا کوئی علاقہ ایسا نہیں رہا جس میں ارائیں کم یا زیادہ آباد نہ ہوں۔ یہ اپنی امن پسندی دینداری اور محنت کی بدولت نہایت عزت سے وقت گزار رہے ہیں۔ یوپی کی طرف سے آنے والے ارائیں زیادہ تر تجارت پیشہ ہیں اور کراچی، حیدرآباد اور سکھر میں آباد ہیں۔ یہ قوم اس خطہ پاک میں آکر سکون محسوس کرتی ہے کیونکہ یہاں کے ہر گل وگلزار سے انہیں اپنے آباؤ اجداد کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔

سرزمین سندھ اور عرب مجاہدین

• عبدالملک بن مروان کے عہد میں، جو بنو امیہ کا ایک جلیل القدر خلیفہ ہو گزرا ہے۔ راجہ داہر والئ سندھ نے سلطنت اسلامیہ کے دو باغیوں، محمد اور معاویہ علافی کو اپنی پناہ دے کر لڑائی کا سبب پیدا کیا تھا اور حجاج بن یوسف ثقفی جو عبدالملک کی طرف سے عراق کا گورنر تھا، چاہتا تھا کہ اس کا بدلہ لے مگر خلیفہ نے اس کی اجازت نہ دی۔ تاہم ان ہی دنوں میں ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے تاریخ کا رخ بدل کے رکھ دیا۔ تفصیل اس کی مندرجہ ذیل ہے۔

اس زمانہ میں جزیرہ سراندیپ اور علاقہ مالابار میں مسلمان بکثرت آباد تھے جن میں عرب تاجروں کی غالب اکثریت تھی۔ لکادیپ اور مالدیپ کے جزیروں میں بھی مسلمانوں کی کافی تعداد تھی۔ سراندیپ کا راجہ مسلمان ہو چکا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ اس کا سلوک عمدہ تھا۔
سلطنت اسلامیہ اب چونکہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی۔ لہٰذا سراندیپ کا راجہ اپنی حفاظت اور عافیت کے لئے بھی اس بات کی ضرورت محسوس کرتا تھا کہ وہ سلطنت اسلامیہ سے باقاعدہ تعلق پیدا کرے۔ چنانچہ راجہ نے حجاج بن یوسف ثقفی گورنر کی عنایات کو اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے آٹھ جہازوں کا ایک بیڑہ تیار کیا۔ ان جہازوں میں سراندیپ کے قیمتی تحائف لادے گئے اور وہاں کے رہنے والے مسلمانوں اور سوداگروں میں سے بعض اشخاص بھی جو اپنے وطن جانے اور حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہونے کے لئے بے چین تھے، ان جہازوں میں سوار ہو گئے نیز بعض عرب سوداگروں کی بیوائیں اور ان کے یتیم بچے جو واپس اپنے وطن جانے

Marfat.com

کے خواہاں تھے، ان کو بھی ان جہازوں میں سوار کرا دیا گیا۔ حجاج کے لئے یہ بیڑہ جو قیمتی تحائف کے علاوہ عازمین حج، یتیموں اور بیواؤں کو بھی وطن واپس لا رہا تھا نہایت بیش قیمت تھا۔

یہ جہاز جب بحیرہ عمان میں داخل ہوئے تو باد مخالف نے ان کو سمندر میں آوارہ اور بے قابو کر کے ساحل دیبل پر پہنچا دیا۔ دیبل سندھ کی سب سے بڑی بندرگاہ اور راجہ داہر کے مشہور شہروں میں سے ایک شہر تھا۔ جہاں راجہ کا گورنر اور سپہ سالار رہتا تھا۔

آگے بڑھنے سے پیشتر ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کو دیبل کا کچھ حال بتائیں تاکہ آئندہ واقعات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

دیبل زمانہ قدیم میں

یہ شہر قدیم زمانہ میں سندھ کی سب سے زیادہ مشہور بندرگاہ تھی اور خاصا بڑا شہر تھا جس میں راجہ داہر کا گورنر اور سپہ سالار رہتا تھا۔ اس کے وسط میں ایک مندر تھا جس کے کلس پر ایک چھوٹا سا بت تھا اور اس کے اوپر ایک پھریرا لہراتا رہتا تھا۔ بلاذری کی روایت کے مطابق مسلمان فاتحین میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے زمانے میں عمان کے گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی نے اپنے بھائیوں مغیرہ اور حکم کو ایک لشکر دے کر ہندوستان پر حملہ کی غرض سے بھیجا تھا جنہوں نے دیبل پر حملہ کیا تھا۔ ان کے بعد محمد بن قاسم نے ۷۱۲ء (یعنی ۹۱ھ) میں اسے مکمل طور پر فتح کر کے اسلامی سلطنت کا ایک حصہ بنا دیا تھا جب عربوں کی حکومت کو زوال آیا تو دیبل کی عظمت بھی گہنا گئی اور اس کی اہمیت کم سے کم تر ہوتی چلی گئی — حتیٰ کہ آج اس کا نام بھی مٹ گیا ہے حالانکہ چھ سو سال تک اس کی عظمت کا ڈنکا بجتا رہا اور سندھ کی سیاسی اور اقتصادی تاریخ اس سے وابستہ رہی تھی۔

دیبل موجودہ ایام میں

آجکل کی تحقیقات اور محکمہ آثار قدیمہ کی رپورٹوں کے مطابق موجودہ بھنبھور ہی دیبل تھا۔ ۱۹۵۱ء میں بھنبھور کی کھدائی کی گئی اور اس میں سے جو چیزیں دستیاب ہوئی تھیں، ان میں سے بیشتر عربی دور کی یادگاریں ہیں۔ عربی خط نسخ اور خط کوفی میں لکھی ہوئی پتھر کی تختیاں اور منصور بن جمہور الکلبی کے عہد حکومت کے سکے ملے ہیں واضح رہے کہ منصور نے بنی امیہ کے زوال کے وقت تقریباً ۷۴۸ء یعنی ۱۳۰ھ میں عراق سے آکر یہاں اپنی خود مختار سلطنت قائم کی اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ اس کا دار الخلافہ منصورہ تھا اور دوسرا بڑا مرکز

Marfat.com

دیبل تھا۔ جس پر اس کے بھائی منظور بن جمہور نے قبضہ کیا تھا۔ یہ جگہ دھابے جی ریلوے اسٹیشن سے تقریباً ایک میل جنوب مشرق میں واقع ہے اور اس کے متصل وسیع سمندر ہے۔ شمال مغرب کیطرف ٹیلے ہیں جن میں یہ شہر مدفون ہے۔ اس وقت تک قلعہ، مندر اور مسجد کھدائی سے برآمد ہو چکے ہیں۔ نیز جو چیزیں دستیاب ہوئیں، ان کو ایک عجائب گھر میں رکھا گیا ہے تاکہ تاریخی نوعیت کے یہ نوادر ضائع نہ ہونے پائیں۔ یہ عجائب گھر وہیں موجود ہے۔ ان نادرات میں عربی رسم الخط میں لکھی ہوئی تختیاں سکے، ہتھیار اور مورتیاں شامل ہیں۔ کچھ ظروف بھی ہیں۔ جن سے قدیم ترین معاشرت پر روشنی پڑتی ہے یہاں تہذیب کے کئی دور دفن ہیں۔

ان کھنڈرات میں سے کسی اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو پورے شہر اور اس کی جغرافیائی حدود کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ بندرگاہ کی اہمیت اور مسلم فاتحین کی جانثاریوں کا نقشہ بھی تصور میں آجاتا ہے اس بندرگاہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا گیا ہے اور مسلم فاتحین کا اس پر قبضہ کر لینا ان کی بہادری کا بہت بڑا ثبوت تھا۔ ابھی تک اس شہر کی مکمل کھدائی نہیں ہو سکی اور نہ اسکی مکمل تباہی کے اسباب کا پتہ چل سکا ہے۔ امید ہے جب کھدائی ہو جائے گی تو کئی حیرت انگیز انکشافات ہوں گے۔

مذکورہ جہازوں پر بحری قزاقوں کا حملہ

جب یہ جہاز دیبل کی بندرگاہ میں داخل ہوئے تو بحری قزاقوں نے جو راجہ داہر کے نمک خوار تھے، انہیں لوٹ لیا۔ عورتوں بچوں اور مردوں کو لونڈی غلام بنا لیا اور جہازوں کو بحری بیڑے میں شامل کر لیا۔ ان مظلوموں میں سے ایک یا دو آدمی بچ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے جنہوں نے عراق میں جا کر اس واقعہ کی اطلاع حجاج کو دی اور یہ بھی کہا کہ ایک عورت نے گرفتاری کے وقت پکار کر کہا تھا "اغثنی یا حجاج" (اے حجاج میری مدد کر)، یہ سن کر حجاج بے اختیار لبیک کہہ اٹھا

ان جہازوں میں سراندیپ کے راجہ کے جو ملازم تھے، انہوں نے ان ظالم قزاقوں کو بہتیرا سمجھایا کہ یہ جہاز ہمارے راجہ کے ہیں اور اس نے ہمیں سفیر بنا کر بھیجا تھا مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور سب کو گرفتار کر لیا۔

یہ واقعہ سن کر حجاج کو بہت ملال ہوا اور اس نے راجہ داہر کو لکھا کہ تمہارے آدمی بے گناہ

Marfat.com

مردوں، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے اور جہازوں پر مع مال و اسباب کے قبضہ کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں لہذا جہاز، ان کا مال و اسباب اور سب قیدی ہمارے پاس واپس بھجوا دیئے جائیں اور ظالموں کو سزا دی جائے۔ مگر راجہ داہر نے حجاج کا یہ نامہ پڑھ کر بڑی بے پروائی سے جواب لکھا کہ ان قزاقوں پر ہمارا کچھ زور نہیں چلتا۔ تم خود آکر اپنے قیدی چھڑا لو اور اپنا مال و اسباب لے جاؤ۔ حالانکہ راجہ کی یہ بات بالکل غلط تھی کیونکہ یہ تمام قیدی الور کے قلعہ میں موجود تھے اور وہاں سے ہی مسلمانوں نے ان کو لڑائی کے بعد چھڑایا تھا۔

حجّاج کی طرف سے کاروائی

حجاج کے پاس جب راجہ داہر کا یہ نامعقول جواب پہنچا تو اس نے عبداللہ بن نبہان اسلمی کو فوج دیکر روانہ کیا تاکہ دیبل پر قبضہ کرلے مگر عبداللہ کو شکست ہوئی اور وہ شہید ہوگیا۔ اس کے بعد بدیل بن طہفۃ البجلی کو بھیجا مگر اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ اب حجاج کی آنکھیں کھلیں کہ سندھ کا راجہ داہر جنگ کی کافی تیاری کرچکا ہے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے خاص بندوبست کی ضرورت ہے اسی اثناء میں عبدالملک فوت ہوگیا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا ولید خلیفہ ہوا۔ حجاج نے اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ پہلے تو خلیفہ نے انکار کردیا۔ تاکہ مسلم مجاہدین کا بلا وجہ جانی نقصان نہ ہو اور خزانہ پر مالی بوجھ بھی نہ پڑے۔ لیکن جب حجاج نے یقینی طور پر فتح حاصل کرنے کے لئے اپنی ذات پر بہت سی پابندیاں عاید کرلیں تو خلیفہ نے بمشکل راضی ہوکر حملہ کرنے کی اجازت دے دی۔ ہم ذیل میں چچ نامہ سے یہ واقعہ مفصل طور پر نقل کرتے ہیں۔

حجاج کا دربار خلافت سے دوبارہ جہاد کی اجازت طلب کرنا

ابوالحسن مدائنی نے بشیر بن خالد سے روایت کی ہے کہ بُدیل کے قتل ہوجانے کے بعد حجاج نے خلیفہ ولید کے پاس ایک خط بھیجا جس میں ہندوستان کے فتح کرنے کی اجازت طلب کی لیکن خلیفہ نے لکھا کہ وُہ قوم جاہل اور ملک دُور ہے۔ لشکر اور اسلحہ وغیرہ کی تیاری اور بندوبست پر بھی بڑی رقمیں خرچ ہونگی اور بیت المال پر بڑا بوجھ پڑے گا۔ جو سخت خراب بات ہے چنانچہ اس معاملے میں توقف کرنا چاہیئے کیونکہ جب بھی لشکر جاتا ہے مسلمان ہلاک

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔اس کے لئے کوئی تدبیر سوچنی چاہیئے۔

حجاج نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ "اے امیرالمومنین کتنی مدت گذر گئی ہے کہ مسلمان قیدی کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہیں اور اسلام کا لشکر ایک مرتبہ شکست کھا چکا ہے جس کا بدلہ لینا اور مسلمانوں کو آزاد کرانا ضروری ہے اور خط میں جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ولایت دُور ہے اور لشکر کی تیاری اور انتظام پر بے فائدہ رقم خرچ ہو گی تو اس کے لئے عرض ہے کہ ہمارے پاس اسباب اور ہتھیار وغیرہ سب کچھ پہلے سے ہی موجود ہیں اور زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔ تاہم اگر کوئی خرچ وغیرہ کی بار بار تکلیف ہوئی تو اس کو رفع کرنے کا ذمہ میں اپنے سر لیتا ہوں اور اس بات کا ذمہ دار بھی ہوتا ہوں کہ دارالخلافہ کے خزانہ سے اس لشکر پر جتنی رقم خرچ ہو گی اس سے دگنی سہ گنی رقم خزانے میں ۔۔ کہ خدا تعالیٰ اسے بھرپور رکھے ۔۔۔ داخل کرائی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلیفہ ولید نے حجاج کا خط پڑھ کر جہاد کی اجازت دے دی جس کے جواب میں حجاج نے مندرجہ ذیل عرضداشت دربار خلافت میں بھیجی۔

"اے امیرالمومنین آپ کے اجازت نامہ سے مشرف ہُوا ہوں اب آپ مہربانی کر کے شام کے سرداروں میں سے چھ ہزار کو حکم فرمائیں کہ جنگ کے ہتھیاروں اور دوسرے ساز و سامان کے ساتھ اس لشکر کی طرف روانہ ہوں۔ یہ لوگ ایسے نامور ہوں کہ جنگ کے وقت ان میں سے ہر ایک کا نام مجھے معلوم ہے اور وہ میری موافقت کریں اور لڑائی سے مُنہ نہ موڑیں"۔

ابوالحسن مدائنی نے اسحاق بن ایوب سے روایت کی ہے کہ حجاج کی تحریر پر شام کے امیروں کے فرزندوں میں سے ایسے چھ ہزار جوان کہ جن کے ماں باپ زندہ تھے اور پوری تیاری کر سکتے تھے اور وہ نامور بہادر کہ جو اپنے ننگ و نام کی خاطر میدانِ جنگ میں جم کر محمد بن قاسم سے وفاداری دکھا سکتے تھے آ کر حاضر ہوئے۔

ان پیراگرافوں پر غور کریں اور اندازہ لگائیں کہ خود حجاج کو بھی اس مہم کی سنگین نوعیت کا کس قدر احساس تھا اور اسے یقین تھا کہ جب تک شجاع ترین مجاہدین اس مہم میں شامل نہ ہوں گے، کامیابی ہرگز نہ ہو گی۔ ابوالحسن مدائنی کی روائت ہے کہ حجاج کے اس خط کے پہنچنے پر دربا-

Marfat.com

خلافت کے حکم سے شام کے بہادروں میں سے ایسے چھ ہزار مجاہد منتخب کئے گئے جو نامور تھے اور اپنی بہادری، جوانمردی اور وفاداری میں ضرب المثل تھے کیونکہ ایسے ہی مجاہدین فی الحقیقت اس قسم کی مہم کے لئے موزوں ہو سکتے تھے۔ جنت السندھ میں لکھا ہے۔

"سندھ پر جس عربی لشکر یعنی (محمد بن قاسم کے ساتھیوں) نے حملہ کیا تھا، اس میں عراقی، شامی، یمانی اور حجازی افسر تھے ان میں سے کئی ایسے بزرگ تھے جنہوں نے صحابہ کرام کی مبارک صحبتوں سے فیض اٹھایا تھا اور بعض ایسے تھے جنہوں نے تابعین سے اکتساب فیض کیا تھا۔ اس لئے ان کی حکومت میں اسلامی روح تھی۔ اس لشکر میں قریش بنو امیہ، بنو کلب، بنو قیس، بنو اسد، بنو تمیم، بنو سلیم، ربیع، شیبانی، عمانی، ازدی اور یمن اور حجاز کے شریف مجاہد شامل تھے جنہوں نے یرموک اور مدائن جیسے خونریز معرکوں میں قیصر و کسریٰ کی عظمت کو خاک میں ملا دیا تھا۔"

ان منتخب ہونے والے سرداروں اور جوانمردوں میں ایک معقول تعداد اریحا کے رہنے والوں کی تھی جو ارائیں قوم ہی کے آباؤ اجداد تھے اسی مناسبت سے ہم اریحا کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہیں تاکہ اس کی اہمیت اور ان مجاہدوں کی عظمت معلوم ہو سکے۔

اریحا

اس عنوان کے تحت مفصل لکھنے سے پیشتر ہم آپ کو ماہنامہ اردو ڈائجسٹ بابت ماہ مئی ۱۹۶۲ء میں "اردن" کے چند اقتباسات کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں جس میں مضمون کے مصنف جناب امین اللہ وثیر نے اریحا کے متعلق لکھا ہے:۔

"اردن وہ مقدس سرزمین ہے جہاں مسلمانوں کا قبلہ اوّل مسجد اقصیٰ واقع ہے (واضح رہے کہ ۱۹۶۷ء کے بعد اس پر اسرائیل کا قبضہ ہے) جہاں بیت اللحم ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے اور جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مرقد ہے۔ اس سرزمین سے دنیا بھر کے مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقیدت مندانہ جذبات

Marfat.com

نقشہ سندھ وردریائے سندھ کے ...

بنجب و عرب حکومت ...

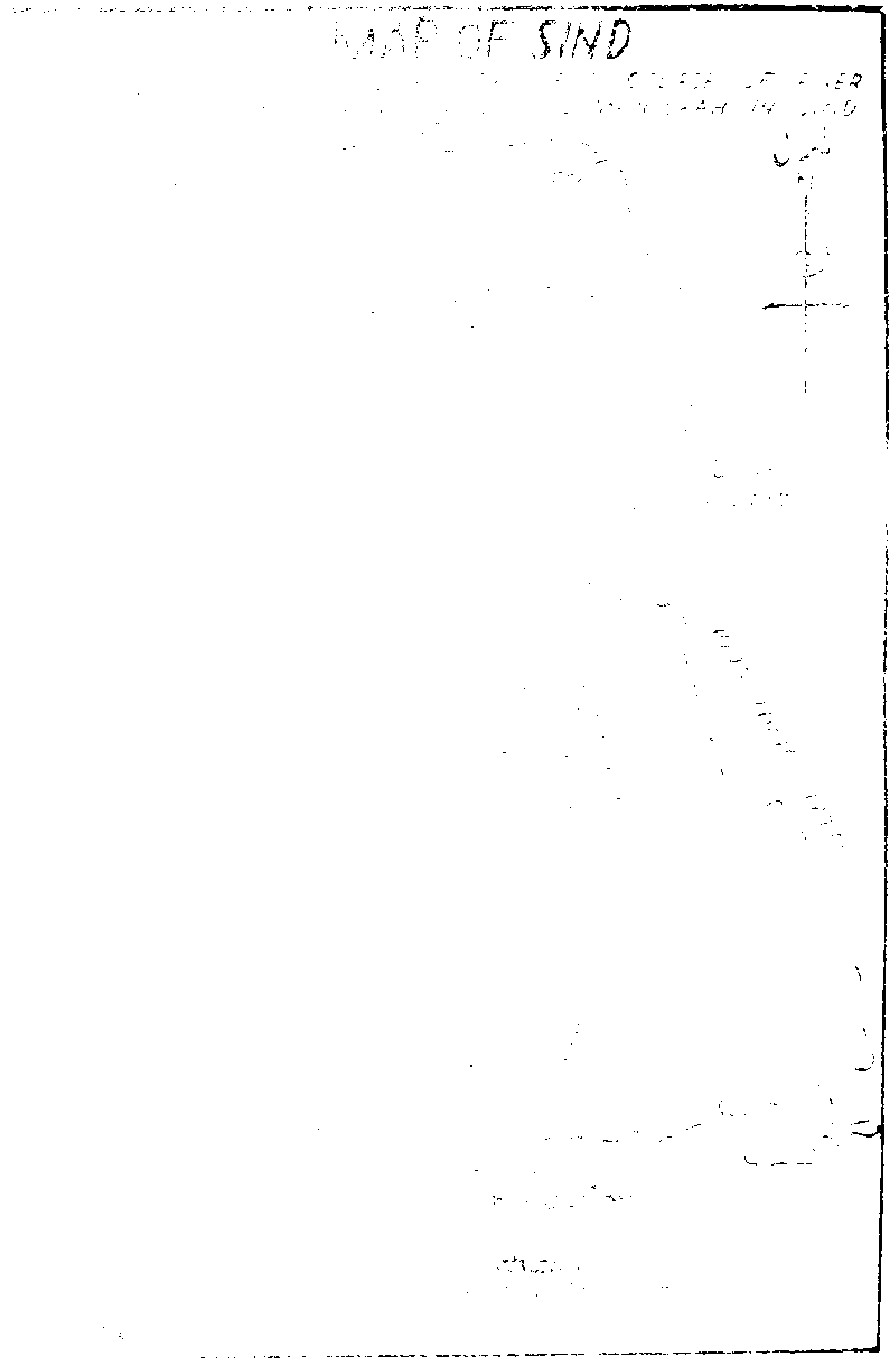

Marfat.com

SHOWING THE ...

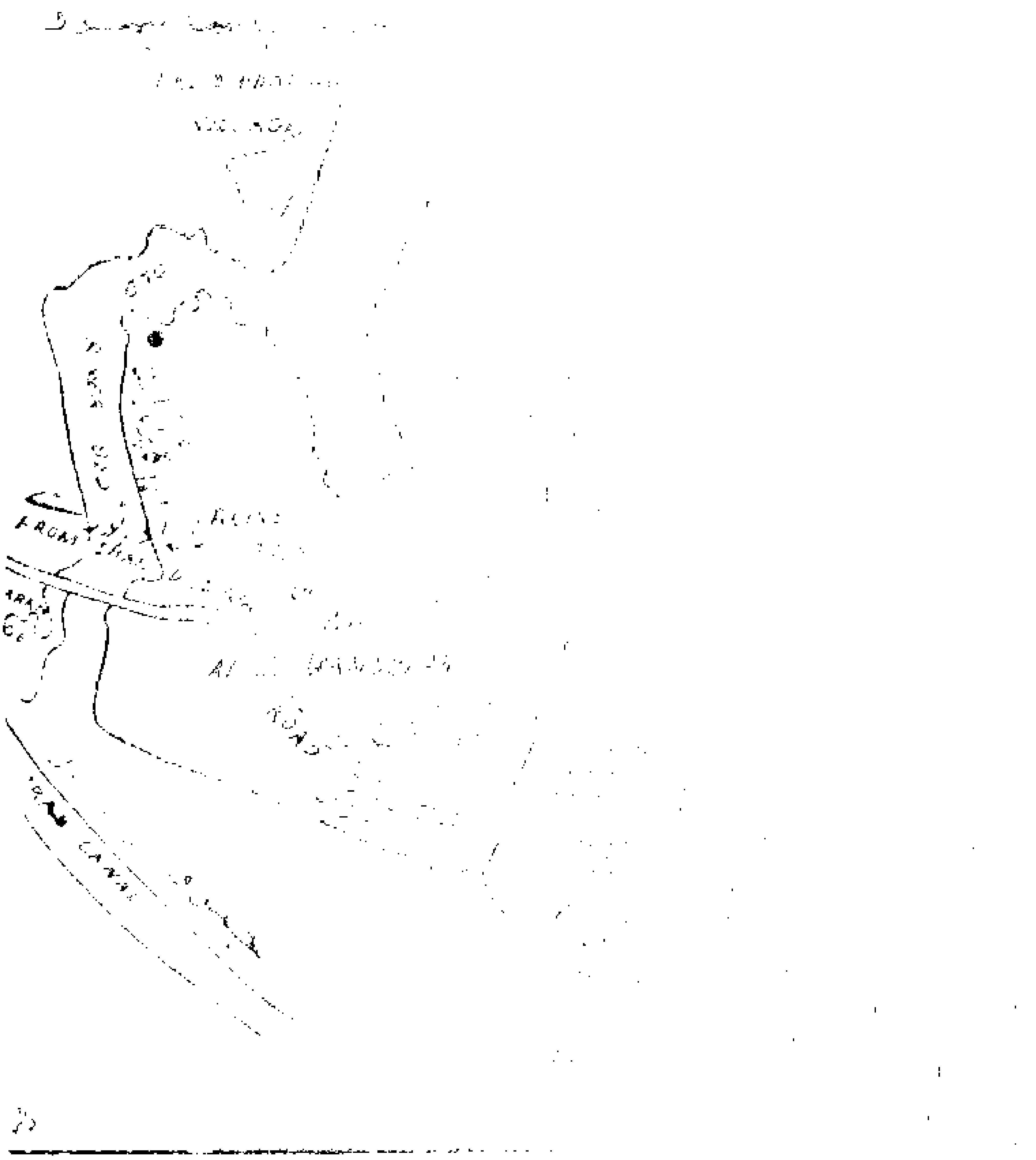

Marfat.com

Marfat.com

المنصورہ کے کھنڈرات: پرانا بند یا پشتہ

Ruins of Al-Mansurah
OLD EMBANKMENT

Marfat.com

Marfat.com

المنصورہ کے قبرستان اور اس میں ایک مقبرہ

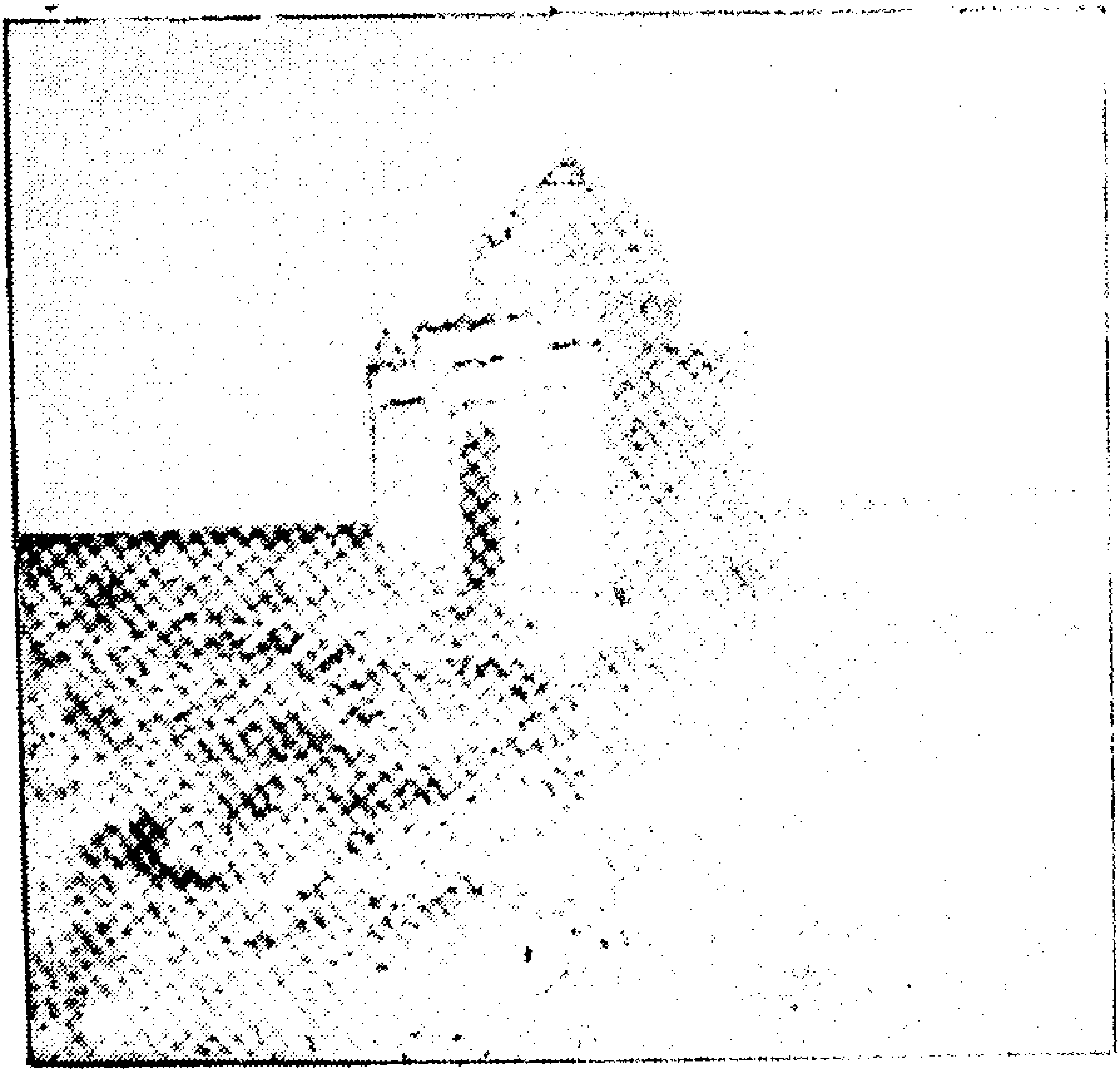

Site of Al-Mansurah

THE TOMB AND GRAVEYARD

Marfat.com

Marfat.com

المنصورہ کے کھنڈرات۔ وہ سُرنگ جس کے متعلق خیال تھا کہ وہاں خزانہ ہے

Ruins of [illegible]
THE TUNNEL SUPPOSED TO HAVE
CONTAINED TREASURE

Marfat.com

وابستہ ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے اردن شام ہی کا حصہ ہے اور شام، لبنان فلسطین اور اردن دراصل ایک ہی طبعی وحدت کے مختلف اجزا ہیں۔ عظیم شام شمال میں ترکی سے لے کر جنوب میں مصر کی حدود تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ علاقہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب اور برگزیدہ پیغمبروں کی جائے پیدائش اور گہوارہ رہ چکا ہے، یہاں سے انوارِ الٰہی کی شعاعیں انسانیت کو پیغام نور و ہدایت دیتی رہی ہیں۔

آثار قدیمہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ اردن انسان کا قدیم ترین مسکن ہے کہا جاتا ہے کہ اریحا کا شہر جو اب بھی بحر مردار کے قریب پچاس ہزار انسانوں کی بستی ہے، دنیا میں سب سے پرانا مسکن انسان ہے۔ اس شہر کے آثار سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کی بنیاد تقریباً آٹھ ہزار سال پیشتر رکھی گئی تھی۔ پانچ سو سال قبل مسیح میں بھی اس علاقہ کے باشندے تانبے کا استعمال جانتے تھے اور مختلف علوم و فنون اور صنعتوں سے واقف تھے ان کی تہذیب بڑے اونچے درجے کی تھی اور انہوں نے بڑے بڑے عظیم الشان شہر بسائے تھے۔

۱۹۱۸ء میں عربوں اور انگریزوں نے مل کر ترکوں کا مقابلہ کیا اور سارے شام سے انہیں نکال دیا جنگ کے خاتمے پر انگریزوں نے عربوں سے غداری کی اور سارے عرب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کچھ دیر بعد اردن کی حیثیت سے ایک ملک نقشہ عالم پر نمودار ہوا۔

اریحا انسانی آبادی کا قدیم ترین شہر بحرِ مردار کے قریب واقع ہے۔ یہاں سیاحوں کے لئے بڑے بڑے ہوٹل تعمیر کئے گئے۔ یہاں اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے تعمیر کردہ قلعے کے آثار آج تک موجود ہیں۔ اس شہر کے قدیم ترین زمانہ کے آثار بھی سیاحوں کے لئے بڑی دلچسپی کا باعث ہیں۔ اریحا کی آبادی تقریباً پچاس ہزار ہے۔

(نوٹ) اریحا پر ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے قبضہ کر لیا تھا اور اب بیت المقدس، بیت اور اریحا سب اسرائیل کے شہر ہیں۔

Marfat.com

اریحا کے قدیم نام اور معنی

اریحا کو جریکو (JERICHO) یا یریحو بھی کہتے ہیں۔ یہ دریائے اردن کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ بنی اسرائیل نے مصر سے آکر فلسطین میں سب سے پہلے اسی شہر پر حملہ کیا تھا اور بائبل کے بیان کے مطابق حملے کے ساتھ ہی اس کی فصیل گر گئی تھی۔

اریح کے لغوی معنی خوشبو کے ہیں۔ اور اریحا کا ترجمہ بوستان ہونا چاہیئے یہ نام اسی علاقہ کی سرسبزی، زرخیزی اور گل وگلزار کی بہتات کا ثبوت ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ یہ ہمیشہ نہایت سرسبز و شاداب رہا ہے اور میلوں تک خوبصورت پھولوں کی وجہ سے جاذب نظر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے بنوامیہ نے اس کو چھاؤنی میں تبدیل کر لیا تھا۔

۱۔ پروفیسر فلپ کے ہٹی اپنی مشہور کتاب تاریخ شام، لبنان اور فلسطین -HISTORY) OF SYRIA) دوسرا ایڈیشن مطبوعہ لنڈن میں اریحا کے متعلق رقمطراز ہیں

اریحا، یریحو (JERICHO) اور ریحو سب اریحا ہی کے نام ہیں۔ جو مختلف ادوار میں استعمال ہوتے رہے ہیں۔ انہوں نے صفحہ نمبر ۸ اور صفحہ نمبر ۱۲۸ پر جو نقشے دیئے ہیں۔ ان میں اس شہر کی جغرافیائی پوزیشن بالکل واضح ہے۔ یہ یروشلم (بیت المقدس) سے دمشق جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ اسرائیل اور عرب کی گذشتہ جنگ کے دوران روزنامہ جنگ کراچی میں ایک تصویر شائع ہوئی تھی جس میں ایک سڑک پر ٹینک کھڑا ہے۔ ایک سپاہی اس ٹینک کے سامنے ہے سڑک پر میل اور شہر بتانے والا کھمبا جھکا ہوا ہے۔ اس کے اوپر انگریزی میں (JERICHO) اور عربی رسم الخط میں اریحا لکھا ہوا ہے اور اس تصویر کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

(بیت المقدس کے پرانے شہر کے قریب جبل الزیتون اور اریحا کو جانے والے روڈ پر ٹینک کے ساتھ پہرہ دیا جارہا ہے۔)

یہ شہر دنیا کا سب سے قدیم شہر ہے۔ صفحہ ۱۸

یریحو (چاند کا شہر) موجودہ نام اریحا صفحہ ۱۸ فٹ نوٹ۔

Marfat.com

یریحو سے قبل از تاریخ کے زمانہ کے آثار قدیمہ اور نادر نقوش برآمد ہوتے ہیں۔ صفحہ ۱۵
اریحو کی دیواریں زلزلہ سے گر گئیں۔ صفحہ ۴۰
اریحو کی زرخیزی نے ملکہ قلوپطرہ کو اپنی جانب متوجہ کیا اور ملکہ اسے دیکھ کر اس قدر مسحور ہوئی کہ اس نے وہاں باغات لگائے۔ صفحہ ۱۰۷
وہاں کے قدیم لوگ اپنے مردہ بچوں کو مرتبانوں میں بند کر کے فرش کے نیچے دفن کر دیتے تھے۔ صفحہ ۱۲۳

۲:۔ گذشتہ صفحات میں آپ نے سراج نظامی صاحب کے مضمون "صلیبی جنگیں" جو سیارہ ڈائجسٹ ماہ ستمبر ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا تھا، میں پڑھا ہے کہ صلاح الدین کے ان جنگی منصوبوں پر عمل کیا گیا اور مندرجہ ذیل مشہور مقامات مسلمانوں کے قبضے میں آگئے (ان شہروں کی فہرست میں المعین اور اریحا دونوں کے نام آتے ہیں۔)

۳:۔ روزنامہ جنگ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۶۷ء میں بزمی انصاری صاحب کا ایک مضمون "اسلام کا قبلہ اول" شائع ہوا تھا جس کا ایک اقتباس ہدیہ قارئین ہے۔

"علامہ جلال الدین سیوطی مسجد کے بارے میں لکھتے ہیں۔ اکثر لوگوں کا اتفاق ہے کہ محراب ذکریا علیہ السلام مسجد اقصیٰ کے شرقی رواق کے اندر ہے۔ اس محراب میں حضرت ذکریا علیہ السلام ولادت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل رات دن عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ حضرت ذکریا علیہ السلام حضرت مریمؑ کے قریبی عزیز تھے اور اسی نسبت سے انہوں نے حضرت مریمؑ پر بہتان لگانے والوں کے خلاف ان کی زبردست حمایت کی تھی اور افترا پردازوں کے منہ بند کر دیئے تھے۔ اریحا کے قدیم تاریخی شہر کے قریب دریائے اردن میں حضرت ذکریا علیہ السلام کے فرزند حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جن کا مزار اقدس دمشق کی جامع مسجد کے اندر واقع ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بپتسمہ دیا تھا۔

۴:۔ تفہیم القرآن جلد اول از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ ۶۰ پر ایک نقشہ "بنی اسرائیل کی صحرا نوردی" کے عنوان سے دیا گیا ہے۔ اس کے فٹ نوٹ کا ایک اقتباس

Marfat.com

اقتباس پڑھیے۔

"کوہ عباریم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا اور ان کے بعد ان کے خلیفہ اوّل حضرت یوشع بن نون نے مشرق کے دریائے اردن کو پار کر کے شہر اریحو (اریحا) کو فتح کیا۔ یہ فلسطین کا پہلا شہر تھا جو بنی اسرائیل کے قبضے میں آیا۔"

۵: ہفت روزہ ایشیا لاہور ۹ جولائی ۱۹۶۷ء میں مولانا مودودی کے سفرنامہ ارض القرآن کا ایک چھوٹا سا اقتباس تھا جس میں بیت المقدس کی طرف سے اس سفر کرنے کا ذکر تھا جو انہوں نے جنوری ۱۹۶۰ء میں کیا تھا۔ اس کا ایک حصہ پڑھیے۔

"دریائے اردن کو پار کرنے کے بعد ہم فلسطین میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلا شہر جو اس کے بعد ہمارے راستے میں آیا اریحا تھا۔ یہ ایک بہت ہی قدیم شہر ہے۔ کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہ شہر اسی طرح آباد تھا۔ غور کے علاقہ میں ہونے کی وجہ سے یہ نہایت سرسبز و شاداب ہے۔ اس میں ہر طرف پھلوں کے باغات نظر آتے ہیں۔ اریحا کے قریب ہی فلسطینی مہاجرین کا وسیع کیمپ ہے۔"

اریحا خلفائے بنو اُمیّہ کے دَور میں

اس علاقہ پر سب سے پہلے حضرت امیر معاویہؓ کی توجہ مبذول ہوئی۔ کیونکہ آپ حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے زمانے سے ہی شام کے گورنر تھے اور دمشق آپ کا دارالخلافہ تھا۔ اریحا کا علاقہ دمشق سے متصل بیت المقدس تک پھیلا ہوا تھا اور اس کا صدر مقام اریحا اپنی جغرافیائی حدود کی وجہ سے نہایت اہم تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ رومیوں کے مقابلہ پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار تھے۔ خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کے عہد میں آپ نے بلادِ روم میں آگے بڑھ کر بہت سی شاندار فتوحات حاصل کیں اور بحری جنگوں کی داغ بیل ڈالی۔ خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کے زمانہ میں باہمی نزاع کی وجہ سے اگرچہ فتوحات تو نہ ہو سکیں مگر ان کی شہادت اور حضرت امام حسنؓ کی دست برداری کے بعد فتوحات کا یہ سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت امیر معاویہؓ مسلمانوں میں جہاز رانی اور جنگی بحری بیڑہ بنانے کے موجد ہیں۔ ان کا یہ جنگی بحری بیڑہ اتنا مضبوط تھا کہ اس میں سترہ سو جنگی جہاز تھے۔ جن کے بل بوتے پر انہوں نے قیصر روم کی بحری افواج کو شکست دے کر بحر روم پر قبضہ کر لیا تھا۔ انہوں نے فوجی چھاؤنیوں اور قلعوں کے علاوہ بہت سے نئے شہر بھی آباد کئے۔ اور انہیں عموماً ایسی جگہ بسایا جہاں دشمن کی سرحدیں قریب پڑتی تھیں تاکہ اس طرح اپنے ملک کی حفاظت ہوتی رہے۔

آپ کا دارالخلافہ دمشق تھا جو ارض شام میں دل کی حیثیت رکھتا تھا اور دمشق کا ایک دروازہ اس وقت سے آج تک باب اریحا کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ اس کا رُخ اریحا کی طرف ہے اس سے اریحا کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ اس وقت چونکہ گھوڑ سوار اور ناقہ سوار فوجیں ہوتی تھیں اور فوج جب شہر میں داخل ہوتے تھے تو بے تحاشا بھاگتے آتے جس سے اکثر لوگ کچل کر مر جاتے تھے اس لئے بھی فوجیوں کا دمشق جیسے شہر سے دور رکھنا ضروری تھا۔ نیز چھاؤنیاں ہمیشہ بڑے شہروں سے دور کھلی آب و ہوا میں ہوتی تھیں تاکہ شہروں کے مفاسد سے محفوظ رہیں البتہ چھاؤنی بناتے وقت اس جگہ کی جغرافیائی پوزیشن اور دشمن کی حدود کو ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مختلف چھاؤنیوں میں فوج کے مختلف یونٹوں کا قیام بھی ان ہی حالات پر غور و فکر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پہاڑی اور میدانی علاقوں میں فوج کو رکھتے وقت سپاہیوں میں سردی اور گرمی کی برداشت اور مناسب اسلحہ کی فراہمی پر غور کرنا اشد ضروری ہوتا ہے۔ نیز دارالخلافہ کے پاس والی چھاؤنی میں صرف ایسی فوج رکھی جاتی ہے جو بہادر، تجربہ کار اور وفادار ہو۔

ملک شام میں رومی حکمرانوں کی بنیادیں بہت مضبوط تھیں مگر حضرت خالدؓ کے ہاتھوں پے درپے شکستیں کھانے کے بعد ہرقل کی افواج بڑی حسرت و یاس سے شام کا ملک چھوڑنے لگیں تاہم ان کا مکمل اخراج اور استیصال حضرت امیر معاویہؓ کے عہد حکومت میں ہوا۔ اسی لئے تو انہوں نے اریحا کے علاقہ کو پسند کر کے یہاں عظیم الشان چھاؤنی کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کی جغرافیائی حدود کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علاقہ دمشق کے متصل واقع ہے۔ اس کے شمال مغرب میں بلاد روم اور کھلا سمندر ہے۔ جہاں سے رومی حملہ آوروں کا ہر وقت خطرہ رہتا تھا۔ قریب ہی بیت المقدس ہے جس پر قبضہ برقرار رکھنے کے لئے نہ صرف قیصر روم بلکہ پورا یورپ ہر وقت بے چین رہتا تھا۔ شمال مشرق اور

Marfat.com

جنوب مغرب میں ایران، عراق اور عرب کی حکومتیں تھیں جن میں بنوامیہؓ کے مخالفین کا زور تھا اور آئے دن سازشیں ہوتی رہتی تھیں۔ اس لئے شاہی فوجی چھاؤنیوں کو مضبوط رکھنے میں ہی بنوامیہؓ کی بقا کا راز مضمر تھا اور اریحا چونکہ دمشق کی قریب ترین چھاؤنی تھی لہذا اس کے استحکام کی زیادہ ضرورت تھی۔ غرض اریحا کا استحکام نہ صرف بلاد روم کے حملہ آوروں کو شام سے دور رکھنے کے لئے ضروری تھا بلکہ خود دمشق کے خلاف ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی خطرے کے سدباب کا کام بھی دیتا تھا۔

اریحا کی اس اہمیت کے پیش نظر وہاں ایسے لوگوں کو آباد کیا گیا جو بنوامیہ کے اعلیٰ خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے یا جن کی بنوامیہؓ سے وفاداری ہمیشہ سے مسلّم تھی۔ ان میں بنوامیہؓ اور ان کے ہمدرد قبائل شامل تھے۔ جیسے بنوکلب جو حضرت امیر معاویہؓ کے سسرال تھے اور انہوں نے یزید کی شادی بھی اسی قبیلہ میں کی تھی۔ تاکہ ایک زبردست قبیلہ کی حمایت انہیں ہر وقت حاصل رہے اس کے علاوہ بنی سلیم، بنواسد، بنوقیس، اور حجازی قریشی وغیرہ بھی شامل تھے لیکن غالب اکثریت بنوکلب بنوسلیم اور بنوامیہؓ کی تھی۔

ان لوگوں کو سارے علاقے میں جاگیریں عطا کی گئیں جس کی وجہ سے اس کی سرسبزی قابل رشک تھی۔ ان دنوں ہر قبیلہ اپنے اپنے سردار کے ماتحت منظم ہوتا تھا۔ اور سپہ سالار اعظم ان سرداروں کے نام احکام صادر کرتا تھا جن کی تعمیل میں یہ سردار اپنے جوانوں کو دشمن سے لڑاتے تھے سرکاری اور شاہی فوج کے سرداروں اور افسروں کو جاگیریں اور زمینیں عطا کی جاتی تھیں تاکہ وہ ان پر محنت کر کے اپنا گذارہ کریں۔ کیونکہ جنگ کے ایام کے بعد زیادہ عرصہ ان کو اپنی جاگیروں پر ہی رہنا پڑتا تھا اور مال غنیمت کے علاوہ ان جاگیروں سے زرعی پیداوار حاصل کرنا ان کے لئے سامان معیشت کا مستقل ذریعہ تھا۔ یہ لوگ جہاں میدان جنگ میں حیرت انگیز کارناموں کا باعث تھے۔ وہاں زرعی اراضی میں بھی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے تھے۔ یہ جوانمرد بڑی رئیسانہ زندگی گذارتے تھے۔ غرض اریحا میں چیدہ چیدہ، بہادر، نامی گرامی سردار، شجاع ترین شہسوار اور عالی خاندان کے چشم و چراغ جمع ہو گئے تھے۔

Marfat.com

لشکرِ اسلام کے حملہ کا پس منظر

گذشتہ صفحات پر غور کرنے سے چند باتیں بالکل واضح ہو جاتی ہیں :-

۱: مسلمانوں کے پہلے لشکر کا شکست کھا جانا اور بُدیل کا شہید ہو جانا حجاج کی غیرتِ اسلامی کے لئے چیلنج بن گیا تھا۔

۲: مسلمانوں کا کافروں کی قید میں رہنا حجاج کو بے قرار رکھتا تھا۔

۳: خلیفہ ولید بن عبدالملک اسلامی لشکر کی شکست اور مسلمانوں کی شہادت کا واقعہ سن کر انتقام لینے سے مایوس ہو چکا تھا۔ اس کے خیال میں مسلمانوں کی جانیں اور مال خواہ مخواہ ضائع کرنا اور اس قدر دُور دراز علاقہ میں فوجوں کو بھیجنا سراسر نقصان بلکہ حماقت کے برابر تھا۔

۴: حجاج کو مسلمانوں کی جانبازی اور بہادری پر پورا پورا یقین تھا اس لئے اس نے اپنی ذات پر پابندیاں عاید کر کے خلیفہ سے اجازت طلب کی۔

۵: حجاج کی نگاہ میں دیبل کی فتح، مسلمان قیدیوں کی رہائی، بُدیل کی موت کا انتقام اور لشکرِ اسلام کی شکست کا بدلہ صرف اسی صورت میں ممکن تھا کہ شام کے نامور سپاہیوں کا لشکر بھیجا جائے۔

۶: اس نے شامی سرداروں کا لشکر دربارِ خلافت سے طلب کیا اور یہ شرط رکھ دی کہ وہ نامور ہوں، وفادار ہوں، جم کر لڑنے والے ہوں۔ اور اُن کے نام تک آئے معلوم ہوں۔

۷: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شام کے سرداروں کی فوج شاہی فوج تھی جس پر مشکل کی گھڑی میں اعتماد کیا جا سکتا تھا۔

۸: اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ عام سپاہی نہ تھے بلکہ سردار تھے۔

۹: اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ امیر اور جاگیر دار تھے کیونکہ اسلحہ اور دوسرا ضروری جنگی سامان فراہم کرنا حکومت کی بجائے خود ان سرداروں کی اپنی ذمہ داری تھی، اور ظاہر ہے کہ غریب آدمی یا عام سپاہی خواہ وہ کتنا ہی بہادر کیوں نہ ہو، لڑ تو سکتا ہے لیکن شام سے دیبل تک پہنچنے کے لئے ضروری سامان اور جنگی اسلحہ فراہم نہیں کر سکتا تھا۔

Marfat.com

۱۰: شامی سرداروں کا نامور، بہادر اور امیر ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ انہیں حکومت کی طرف سے زرخیز علاقوں میں وسیع جاگیریں دی گئی ہوں گی، جہاں وہ اُونٹ اور گھوڑے پالتے، اپنے اہل و عیال کا گذارہ کرتے، خوشحال زندگی گذارتے، اسلحہ اور ضروری سامانِ جنگ وغیرہ جمع رکھتے، اور اپنا لہو گرم رکھنے کے لئے فوجی مشقیں کیا کرتے تھے۔

۱۱: یہ لوگ انگریزی حکومت کے (KNIHTS) کی مانند تھے اور فیوڈل ازم (FEUDAL ISM) جیسی زندگی گذارتے تھے۔

۱۲- یہ لوگ پُشت ہا پُشت سے جنگجُو تھے اُن کے فرزند اور اہالی موالی سب سپاہی ہوا کرتے تھے۔

۱۳- حکومت وقت نازک ترین گھڑیوں میں ان مجاھدین سے کام لیتی تھیں اور تاریخ ثابت کرتی ہے کہ یہ لوگ کسی معرکے میں بھی ناکام نہیں لوٹے۔

۱۴: یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سردار کسی ایک قبیلے سے تعلق نہیں رکھتے تھے بلکہ کئی قبیلوں کے چشم و چراغ تھے اور بروایت "جنت السندھ" اُن میں صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) شامل تھے، جو قبیلہ۔ بنو کلب۔ بنو ازد۔ بنو امیہ، بنو قیس، بنو نزار، انصاری، ثقفی، بنو تمیم وغیرہ وغیرہ بہت سے قبائل کے لوگ شامل تھے۔

۱۵: یہی وہ حقائق ہیں جن کی روشنی میں مؤرخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی کی معرکۃ الآراء تصنیف "آئینۂ حقیقت نما" کے صفحہ ۱۶۹-۱۶۸ کا اقتباس جس میں ارائیوں کو اریحا کے سرداروں کی نسلیں قرار دیا ہے، یہاں درج کرنا ضروری تھا۔

ایک تاریخی شہادت

اب آپ اندازہ کیجئے کہ اریحا والوں کو اس مہم پر بھیجنا کس قدر ضروری تھا کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ شاہی معتمد اور بہترین جنگجو کی حیثیت سے معروف تھے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف ہند و پاک کے مشہور مؤرخ اسلام مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے اپنی معرکۃ الارا تصنیف "آئینۂ حقیقت نما" کے صفحہ ۱۶۶ پر "مسلم فاتحین کے سندھ پر احسان" کے عنوان سے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

" اوپر کئی جگہ محمد بن قاسم کے ہمراہیوں کا ذکر آچکا ہے۔ کہ وہ شامی اور عراقی گروہوں پر مشتمل تھے۔ شامی لوگ سب سے زیادہ با اعتماد اور خلافت بنو امیہ کے حامی اور ہمدرد تھے۔ ان ہی لوگوں کو شاہی فوج اور شاہی قوم سمجھا گیا تھا۔ یہ عموماً بنی امیہ

Marfat.com

اور حجازی تھے۔ ان لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ملک شام کے مقام اریحا میں آباد تھی اور حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کے ساتھ جو چھ ہزار فوج بھیجی تھی۔ اس میں ایک معقول تعداد اریحا کے باشندوں کی تھی۔

جب یہ چھ ہزار عالی خاندان، بہادر اور وفادار اور منتخب نوجوان حجاج کے پاس جمع ہوگئے تو اس نے اپنے نوجوان عزیز محمد بن قاسم کو جو شیراز کا گورنر تھا، بلا کر ان کا سپہ سالار مقرر کیا اور کہا۔

"میں نے شجاع ترین مردوں کا لشکر اکٹھا کر کے تمہیں اس کا سالار مقرر کیا ہے تاکہ تم فتوحات حاصل کر کے خلیفہ کی نظروں میں اپنا وقار قائم کرو مگر دیکھنا ان مجاہدوں کی دل آزاری نہ کرنا بلکہ ہر معاملہ میں ان سے مشورہ لینا اور ان کی بات ماننا کیونکہ یہ سب صائب الرائے اور تجربہ کار ہیں۔.."

چند شامی کمانڈر

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو چند شامی سرداروں کا مختصر سا تعارف کرائیں تاکہ آپ کو ان کی جوانمردی کا کچھ علم ہو سکے۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو اس شامی لشکر اور چند شامی سرداروں کا مختصر سا تعارف کرائیں تاکہ آپ کو ان کی جوانمردی کا کچھ علم ہو سکے۔

عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی

نہایت تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ اس نے ۸۲ھ میں "دیر الجماجم" والی جنگ میں عبدالرحمٰن بن الاشعث کو شکست دی تھی اس وقت یہ میمنہ کا سپہ سالار تھا۔ وہ خود بہت بہادر تھا اور بہادروں کا قدردان

Marfat.com

تھا۔ وہ بنو امیہ کا نہایت وفادار افسر تھا۔ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد جب یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے عبدالرحمٰن کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ اس وقت اس نئے خلیفہ کے خلاف ہر جگہ عام شورش ہو رہی تھی۔ اس لئے عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھے خراسان کی گورنری سے یہ بات زیادہ عزیز ہے کہ میں آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں۔ چنانچہ یزید بن ابی مہلب کی بغاوت اس نے فرو کی تو مسلمہ بن عبدالملک نے جو اس وقت عراق کا وائسرائے تھا، عبدالرحمٰن کو اس کے کارہائے نمایاں کے اعتراف کے طور پر بصرہ کا گورنر بنا دیا۔

سفیان بن الابرد الکلبی

یہ بہت تجربہ کار اور دلیر سپہ سالار تھا۔ اس نے خلیفہ عبدالملک کے دور میں خارجیوں کو پے در پے شکستیں دے کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے ۷۶ھ میں شبیب خارجی نے حجاج کو شکست دے کر بھگایا تھا۔ اس کے بعد ہی خلیفہ عبدالملک نے سفیان کو چار ہزار فوج دے کر روانہ کیا جس نے ابن الاشعث کو شکست فاش دی۔ اس واقعہ کے بعد سفیان حجاج کا منتخب اور چہیتا کمانڈر بن گیا۔ اس نے خارجیوں کے لیڈر قطری بن الفجاۃ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا۔ پھر دماوند اور طبرستان پر قبضہ کر کے وہاں اپنے قدم مضبوط کئے پھر دیر الجماجم والی جنگ میں حجاج کی فوجوں کے دستوں کا کمانڈر ہو کر بہادری کے جوہر دکھائے۔ سفیان ۷۶ھ سے لے کر ۹۲ھ تک سپہ سالار رہا۔ اور جب حجاج نے اسے محمد بن قاسم کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا تو اس وقت تک اسے عرب افواج کی سپہ سالاری اور مختلف محاذوں کی لڑائیوں کا سولہ سالہ تجربہ ہو چکا تھا۔ اس سے اس کی اہمیت اور بہادری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

قطن بن برک الکلبی

حجاج کی طرف سے اس کا اپنا چچیرا بھائی حکم بن ایوب بصرہ کا گورنر تھا لیکن جب عبدالرحمٰن بن الاشعث نے بغاوت کی تو اس نے اسے گورنری سے معزول کر دیا کیونکہ وہ اس بغاوت کو کچلنے میں ناکام رہا تھا۔ قطن نے اس بغاوت کو فرو کرنے میں حجاج کی بہت مدد کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ حجاج کہا کرتا تھا "قطن نے مشکلات میں ہماری مدد کی اور وہ عزت والا اور لائق ہے۔"

Marfat.com

نباتہ بن حنظلہ کلبی زبردست شہسوار، سپہ سالار اور جوانمرد ہونے کے ساتھ ساتھ حیرت انگیز سیاسی سوجھ بوجھ کا مالک تھا۔ اس لئے محمد بن قاسم نے سندھ کے مقامی امراء سے تعلقات پیدا کرنے کے لئے نباتہ سے ہی زیادہ کام لیا تھا۔

زیاد ازدی یہ بھی زبردست جنگجو اور بہادر سپاہی تھا۔

حکیم بن عوانہ کلبی زبردست سیاسی سوجھ بوجھ کی وجہ سے سندھ کے راجے اس کی وساطت سے محمد بن قاسم سے رابطہ پیدا کرتے تھے۔ اپنی جوانمردی، تجربہ کاری کی بنا پر ۱۱۰ھ میں سندھ کا گورنر بنایا گیا۔ یہ ۱۲۱ھ تک سندھ کا گورنر رہا اور ۱۲۲ھ میں سندھ میں ہی شہید ہو گیا۔

ان کے علاوہ کئی اور بھی کمانڈر تھے مگر ہم زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ ان سرداروں کے ساتھ ان قبیلوں کے لوگ بھی ایسے ہی بہادر تھے۔

محمد بن قاسم کا سالارِ لشکر مقرر ہونا

محمد بن قاسم بن حکم بن ابی عقیل ثقفی، ۷ اشعبان ۷۴ھ میں دمشق میں پیدا ہوا تھا۔ ان کا والد قاسم بن محمد خلافت بنو امیہ کا ایک ممتاز امیر تھا۔ محمد بن قاسم ابھی کمسن ہی تھا کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا لیکن والدہ کی تربیت اور خاندانی روایات نے انہیں شروع ہی سے مردِ مجاہد بنا دیا تھا اور وہ جوانی میں ہی دمشق کی فوج میں بھرتی ہو گئے، جہاں اُن کی قابلیت کے جوہر کھلے۔ ولید بن عبدالملک جب بھی فوج کا معائنہ کرتا محمد بن قاسم سے بجید خوش ہوتا اور عزت افزائی کرتا تھا۔ ۱۴ سال کی عمر میں وہ ایک فوجی عہدیدار بن گئے تھے وہ نہایت خوبصورت اور سڈول جسم کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں فولادی قلب جگر دے رکھا تھا۔ وہ خلیق، ملنسار اور شیریں بیان تھے اور نوعمری میں ہی انہوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا لیا تھا۔ سترہ سال کی عمر میں آپ کو شیراز کا گورنر مقرر کیا گیا جہاں آپ نے نہایت عدل و انصاف اور قابلیت سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا۔

حجاج نے خلیفہ ولید بن عبدالملک سے دوبارہ جہاد کی اجازت حاصل کرنے کے بعد

Marfat.com

اسلامی لشکر کا سالار محمد بن قاسم کو مقرر کیا اور انہیں ضروری ہدایات دیکر روانگی کا حکم دیا۔ حجاج نے ابوالاسود جہم بن زحر کی ماتحتی میں چھ ہزار شامی سرداروں اور مجاہدوں کا لشکر شیراز کی طرف روانہ کیا۔ یہ وُہ لوگ تھے جن کے آباؤ اجداد نے قسطنطنیہ کی دیواریں تک ہلادی تھیں مدائن کے قصر ابیض میں زلزلہ پیدا کر دیا تھا۔ یہ لوگ شریف، بہادر، جانباز اور اعلیٰ سیرت و کردار کے لوگ تھے، اس دستے پر حجاج کو پورا اعتماد اور فتح کا یقین تھا۔ یہ لشکر شیراز پہنچکر خیمہ زن ہوُا، اسی اثنا میں چھ ہزار عراقی شتر سوار فوج خزیمہ بن مغیرہ کی سرکردگی میں شیراز پہنچ گئی اس طرح اسلامی لشکر کی تعداد بارہ ہزار تک ہو گئی جس کے ساتھ تین ہزار باربرداری کے اونٹ تھے۔ لشکریوں کے لئے کھجور، سرکے میں تر کی ہوئی روئی کے علاوہ سُوئی دھاگا تک موجود تھا۔ روانگی کے وقت حجاج نے محمد بن قاسم کو تاکید کی کہ اپنی نقل و حرکت سے برابر مطلع کرتے رہیں اور اس کے احکام کی تعمیل میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں۔

لشکرِ اسلام کی روانگی

جمعہ کے روز حجاج نے خطبہ دیا اور محمد بن قاسم کو سوار کر کے صدقات دینے اور لشکرِ اسلام کو کثیر مال و اسباب سے مستحکم کر کے سندھ کے جہاد پر روانہ کیا۔ حجاج نے ابن مغیرہ کو کشتیوں کا نگران مقرر کر کے اسے تاکید کر دی کہ انہیں نقصان نہ پہنچے۔ چنانچہ اس کی ماتحتی میں عراقی لشکر سمندر کی راہ سے دیبل کی طرف روانہ ہوُا لیکن محمد بن قاسم ارمابیل اور مکران سے سندھ میں وارد ہوئے۔

حجاج نے شیراز سے محمد بن قاسم کی روانگی کے بعد شامی امیرالبحر جعونہ کی نگرانی میں جہازوں کا ایک مضبوط دستہ خوراک اور جنگی سامان کے ساتھ دیبل کی طرف روانہ کر دیا، ان جہازوں میں آلاتِ جنگ کے ساتھ ساتھ قلعہ شکن منجنیقیں بھی تھیں، جن میں مشہور منجنیق "عُروسک" بھی شامل تھی، جسے پانچ سو آدمی مل کر چلاتے تھے۔

دیبل کی فتح

۹۲ھ کو محمد بن قاسم دیبل پہنچے اور کشادہ میدان میں خیمے لگائے اسی اثنا میں بحری بیڑہ بھی آپہنچا۔ یہ شہر سندھ کی سب سے بڑی

Marfat.com

بندرگاہ اور تجارتی منڈی تھی۔ بڑے بڑے ہندو تاجر اس میں رہتے تھے۔

اُس وقت راجہ داہر کے دو بیٹے کیشب اور جیسنہ قلعہ کے اندر موجود تھے، جنہوں نے لشکرِ اسلام کا مقابلہ کیا۔ وُہ سمجھتے تھے کہ جس طرح بُدَیل شہید اور اس کے لشکر کو شکست ہوئی تھی۔ یہی حشر اُس لشکر کا بھی ہوگا اس لئے اُنہوں نے بڑے اعتماد سے جنگ کی ابتدا کی۔

ابو الحسن مدائنی نے بنو تمیم کے آزاد کردہ غلام ابو محمد سے روایت کی ہے کہ "محمد بن قاسم دیبل کے نواح میں آکر منزل انداز ہُوا اور لشکر نے خندقیں کھود کر علم لہرایا۔ نقارے بجائے اور جو جیش جس مقام پر مامور کیا گیا تھا وُہ وہیں جما رہا۔ پھر منجنیقیں باہر نکال کر سیدھی کی گئیں۔ ایک منجنیق خاص امیر المومنین کی تھی جس کا نام عروسک تھا۔ یہ اتنی بڑی تھی کہ جب پانچ سو آدمی اس کے لنگر کو کھینچتے تھے۔ تب اس میں سے پتھر چھوٹتا تھا۔

" دیبل کے وسط میں ایک بلند و بالا بُت خانہ تھا اُس کے اُوپر ایک گنبد تھا جس پر ریشم کا سبز پرچم آویزاں تھا۔ بُت خانے کی بلندی چالیس گز تھی اور اس کا کلس بھی چالیس گز اونچا تھا۔ جب اہلِ قلعہ نے اسلامی لشکر دیکھا تو بُت خانہ کا پرچم کھول کر جنگ کے لئے مستعد ہو گئے، لیکن ہمیں جنگ کی اجازت نہ تھی۔

اس طرح سات دن گذر گئے۔ آخر آٹھویں دن اجازت کا پروانہ آیا۔ محمد بن قاسم نے لشکر درست کرکے حملہ کیا جس کی وجہ سے قلعہ والوں نے قلعہ کے اندر جاکر پناہ لی۔ اچانک ایک برہمن قلعہ کے اندر سے نکل کر آیا اور امان طلب کرکے کہنے لگا۔ " امیر عادل سلامت رہے ہمارے نجوم کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ملک سندھ لشکرِ اسلام کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ لیکن اس بُت خانے کا پرچم ایک طلسم ہے اور جب تک یہ برقرار ہے یہ قلعہ ہاتھ آنا محال ہے۔ اس لئے اس بُت خانے کی چوٹی مسمار کرنے کی کوشش کریں تاکہ اس کا جھنڈا پارہ پارہ ہو جائے اور فتح حاصل ہو"۔

اس پر محمد بن قاسم نے جعونہ السلمی منجنیقی کو بُلا کر کہا کہ اگر تو بُت خانے کا یہ پرچم اور سر کہیں گرا دے تو تجھے دس ہزار درہم انعام دونگا۔ جعونہ نے عرض کیا آپ اجازت دیں، مَیں انشاءاللہ اس کے پرخچے اڑا دونگا۔ چنانچہ اُسے اجازت دے دی گئی۔

Marfat.com

اتنے میں ایک برہمن نے آکر کہا کہ اے امیر میں مسلمان قیدیوں پر پہرہ دار ہوں۔ اگر آپ مجھے امان دیں تو میں جاکر ان کو تسلی دوں اور سب کو ایک جگہ جمع کر لوں۔ اس پر محمد بن قاسم نے اِسکو امان لکھدی۔

دیبل کے محاصرہ کو آج نواں دن تھا جعونہ نے مناسب جگہ کا انتخاب کر کے عروسک کو چلایا تو پہلے ہی وار میں بیرک پلٹ گئی۔ دوسرا پتھر چھوڑا تو جھنڈا اور کلس دونوں ہی ریزہ ریزہ ہوگئے۔ اہلِ دیبل یہ دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے۔

اب محمد بن قاسم نے جہم بن زحرالجعفی کو مشرق، عطا بن مالک القیسی کو مغرب، نباتہ بن حنظلہ کو شمال اور عون بن کلیب دمشقی کو جنوب کی طرف مامور کیا تاکہ دیبل کا محاصرہ سختی سے کیا جائے۔ پھر ذکوان بن علوان البکری، خریم اور ابن مغیرہ کو قلب میں رکھ کر بصرہ کے ایک ہزار جنگجو مرد اپنے زیر کمان رکھے، پھر جنگ کا نقارہ بجایا۔

سب سے پہلے جو شخص قلعہ پر چڑھا وُہ کوفہ کا صعدی بن خریمہ تھا اور اس کے بعد دوسرا شخص بصرہ کا عجل بن عبدالملک بن قیس (العبدی) تھا۔ جب لشکرِ اسلام قلعہ کے اُوپر چڑھ گیا تو اہلِ دیبل نے دروازہ کھول کر امان طلب کی اس پر محمد بن قاسم نے فرمایا "مجھے امان کا حکم نہیں ہے۔" پھر ہتھیار بندوں کا قتل عام تین دن تک جاری رہا۔ (فتح نامہ سندھ اردو ایڈیشن صفحہ ۱۴۳)

راجہ داہر کے بیٹے اور کچھ فوجی راتوں رات قلعہ سے بھاگ گئے۔ فتح دیبل کے بعد محمد بن قاسم نے اُس شخص کو بُلایا جو مسلمان قیدیوں پر پہرہ دار تھا اور جس نے امان طلب کی تھی جب وُہ حاضر ہوُا تو اس کی نشاندہی پر قیدی مسلمان عورتیں اور مرد اور بُدیل کے سپاہی سب برآمد کر کے رہا کر دیئے گئے۔ اس پہرہ دار کا نام قبلہ تھا جو فتح دیبل کے بعد مسلمان ہو گیا تھا۔ اسے مناسب عہدہ دیا گیا اور حمید بن وداع النجدی کو وہاں کا گورنر مقرر کر کے لشکر اسلام کو کچھ عرصہ تک آرام کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

راجہ داہر کا ردِّ عمل!

جب راجہ داہر کو مسلمانوں کے ہاتھوں دیبل کی فتح کی اندوہناک خبر ملی تو اُس نے اپنے

Marfat.com

بیٹے جیسینہ کو جو نیرون کوٹ میں تھا لکھا کہ فوراً مہران عبور کر کے برہمن آباد میں پہنچ جائے تاکہ قلعہ کی حفاظت کی جا سکے، کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اب لشکرِ اسلام نیرون کوٹ پر حملہ کرے گا۔ محمد بن قاسم اپنے لشکر کے ساتھ نیرون کوٹ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں حجاج کا خط ملا لکھا تھا: (فتح نامہ سندھ صفحہ ۱۵۲۔ ۱۵۵)

"ہمارے دل کے ارادے اور ہمت کا یہی تقاضا ہے کہ تمہیں ہر حال میں کامیابی حاصل ہو، انشاء اللہ تعالیٰ تم کامیاب اور فتح مند ہو گے اور اللہ عزوجل کے احسان سے دشمن دنیا کی سزا اور عاقبت کے عذاب میں ہمیشہ گرفتار اور مغلوب رہیں گے اور یہ بدگمانی ہرگز نہ کرنا کہ دشمن کے ہاتھی اور گھوڑے اور ساز و سامان تمہارے آڑے آئیں گے، تمہیں دوستوں کے ساتھ اچھی طرح وقت گذارنا اور ہر ایک کی عزت و احترام کا خیال رکھنا چاہیئے اور ہر ایک کو تسلی دیتے رہنا چاہیئے کیونکہ ساری ولایت تمہاری ملکیت میں آئے گی۔ جو بھی قلعہ فتح ہو اس میں سے لشکر کی ضروریات کی جو چیز ہاتھ آئے وہ لشکر پر خرچ اور تیاری میں صرف کرنا، کھانے پینے کی ضروری چیزوں سے جتنا ممکن ہو سکے کسی کو روک ٹوک نہ کرنا، ارزانی اور فراوانی کے لئے سعی کرتے رہنا تاکہ لشکر میں غلہ سستا رہے۔ دیبل میں جو کچھ بچا یا گیا ہے اُسے قلعہ میں ذخیرہ کر کے رکھنے کی بجائے لوگوں پر صرف کرنا بہتر ہے کیونکہ ملک فتح ہونے اور قلعوں کے قبضہ میں آنے کے بعد رعایا کے آرام اور باشندوں کی دلجوئی کی کوشش کرنی ہے لو اگر کسان صنعتکار۔ دستکار اور تاجر آسودہ ہونگے تو ملک سرسبز اور آباد رہیگا۔ (بیسویں رجب ۹۳ھ)

نیرون کوٹ کی فتح

دیبل کی فتح کے بعد جب محمد بن قاسم نیرون کوٹ کے قریب پہنچے تو سفر میں سات دن گذر چکے تھے۔ نیرون کوٹ کا حاکم شمنی قلعہ چھوڑ کر راجہ داہر کے پاس گیا ہُوا تھا، اس لئے اہلِ قلعہ نے دروازے بند کر لئے۔ لشکرِ اسلام کو پانی کی سخت قلت محسوس ہوئی محمد بن قاسم نے دو رکعت نماز ادا کر کے دُعا کی۔ اے فریادیوں کے مددگار! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے واسطے سے میری مدد کر۔ خداوند تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کر لیا اور جلد ہی بارانِ رحمت شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ آس پاس کے سب خشک تالاب بھی پانی سے بھر گئے۔ پانچ روز کے بعد شمنی بھی واپس آ گیا اور اس نے لشکرِ اسلام کی فتوحات

Marfat.com

بہادری اور جوانمردی کے پیشِ نظر ایک معذرت نامہ لکھ کر محمد بن قاسم کے پاس بھیج دیا اور قلعہ کے دروازے کھلوا دیئے۔ اب لشکر کو گھاس اور غلہ آسانی سے فراہم ہونے لگا دوسرے دن ثمنی خود بھی حاضر ہو کر امان کا طالب ہوا، جسے امان دے دی گئی۔ نیرون کوٹ میں ایک مسجد بنوا کر محمد بن قاسم لشکرِ اسلام کے ساتھ سیوستان کی طرف روانہ ہوئے۔

سیوستان کی فتح

اس قلعہ کا حاکم داہر کا چچا زاد بھائی بجھرا تھا جس نے اہلِ شہر کی فریاد اور طلبِ صلح کی پرواہ نہ کی اور جنگ کا آغاز کر دیا، لیکن سات دن کے اندر تمام رعایا اس سے بد دل ہو گئی اور لشکرِ اسلام کے ہاتھوں اُسے ذلیل و خوار ہونا پڑا۔ چنانچہ وہ راتوں رات قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور بُدھیہ کے حاکم کاکا بن کوتل کے پاس پناہ لی جس نے لشکرِ اسلام پر شبخون مارنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ آخر بنانہ بن حنظلہ کلبی کی معرفت محمد بن قاسم سے امان طلب کی، جنہوں نے اسے امان دیکر خلعت فاخرہ سے نوازا۔ اور اس طرح ایک دشمن لشکرِ اسلام کا خیر خواہ بن گیا۔

حجّاج کا نہایت اہم خط

اس وقت کی ساری کیفیت کی تفصیل لکھ کر جب محمد بن قاسم نے حجّاج کو بھیجی اور اس سے مستقبل کے لائحہ عمل کے سلسلے میں مشورہ طلب کیا تو حجّاج نے لکھا:

(بحوالہ فتح نامہ سندھ صفحہ ۱۷۵-۱۷۸)

پیارے فرزند محمد بن قاسم! تمہارا تکلفات سے بھرپور خط ملا۔ حالات معلوم ہوئے، بیٹا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ اپنی تدبیر اور عقل سے کام نہیں لیتا۔ اے کاش تو جنگ میں مشرق کے تمام بادشاہوں کو مغلوب کرے، تو اُن پر غالب ہونے سے کیوں عاجز ہے اور دشمن کے شر کا ازالہ کر کے کیوں اس پر مُسلط نہیں ہوتا۔ امید ہے کہ ان کے منصوبے ناکام ہونگے وہ لشکرِ اسلام کی مدافعت کی تجویز مرتب کر رہے ہیں، تو دل کو مضبوط کر اور جس قدر مال خرچ کر سکے کر، اور اس کے مخالفوں کے حق میں بخششوں اور انعامات کی بارش کر، جو بھی کوئی جاگیر یا ملک طلب کرے تو اُسے نا اُمید نہ کر، بلکہ اس کی عرضی قبول کر کے اُسے

Marfat.com

اپنے فرامین اور امان ناموں سے تسلی دے، کیونکہ سلطنت حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں، پہلا صلح، ہمدردی، چشم پوشی اور رشتہ داری۔ دوسرا، دُرست خرچ کرنا اور انعام دینا۔ تیسرا: دشمنوں کی مخالفت کو صحیح طور پر سمجھنا اور مخالفوں کا مزاج معلوم کرنا اور چوتھا رُعب، ہیبت، دلیری، قوت اور دبدبہ۔

ہر طرح سے دشمن کو دفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چھوٹے چھوٹے راجے جو کچھ بھی عرض کریں، انہیں موافق اقرار ناموں کے تسلی دے جب وُہ تیری خدمت میں حاضر ہو کر خود پر خراج مقرر کریں تو پھر جو بھی نقد یا سامان خزانہ میں پہنچائیں، اُسے قبول کرتے رہو، اور سب کو تسلی دیتے رہو۔ اگر کسی کو قاصد بنا کر بھیجنا چاہو، تو پھر ضروری ہے کہ اس کی عقل مذہب دُور اندیشی اور امانت پر تمہیں بھروسہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ خود کو دشمنوں کے اچانک حملوں، حیلوں، آفتوں، فریبوں سے محفوظ رکھنا،

ضروری کاموں کی تکمیل میں دُور اندیشی اور ہوشیاری کے شرائط بجا لانا۔ اور دا ہر سے خبردار رہنا۔ اگر کوئی بھی اپنا معتمد یا معتقد روانہ کرو تو اُسے وصیت کرنا کہ وُہ اس کے دشمن کے میل جول اور ہم نشینی سے کہیں بدل نہ جائے اور اُسے خیر خواہی کی شرط وضاحت سے بتانا کہ اگر پیغام پہنچانے کے لئے راجہ کے سامنے جائے تو سارے سرداروں اور محفل کے بزرگوں کے سامنے بے خوفی سے پیغام دے۔ اس کا جواب اچھی طرح سے سُننا چاہیئے اور کوئی بھی نرمی اور چشم پوشی نہ کرنی چاہیئے۔ قاصدوں کی ہمت دلکش وعدوں سے بڑھانا چاہیئے اور انہیں بتانا چاہیئے کہ تم سارے اسلامی لشکر کے امام اور پیشوا ہو اور سب کی اُمیدیں تمہاری گفتگو سے وابستہ ہیں۔ اس لئے تمہیں چاہیئے کہ پیغام پوری طرح ادا کرو۔ مسلمانوں کا قاصد پاک مذہب والا ہونا چاہیئے تاکہ سخن کو شکوہ کے ساتھ بغیر کسی کمی بیشی کے ادا کرے اور ان کو توحید پر ایمان لانے کی دعوت دے اور انہیں بتائے کہ جو اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کر کے اطاعت کرے گا، اُسے مال، شہر، زمین اور کھیت عطا

Marfat.com

کیے جائینگے اور جو اسلام کے سامنے سر نہ جھکائے تو اُسے کوئی دھمکی دے تاکہ وُہ فرماں بردار رہے اور اگر اس کے باوجود اطاعت سے سرکشی کرے تو پھر اس سے صاف کہہ دے کہ جس صورت میں تم نے اطاعت سے مُنہ موڑا ہے اُس صورت میں جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ لیکن اسے (داہر کو) دریائے مہران عبور کرنے کا اختیار نہ دینا بلکہ کہنا کہ اگر تم تیار ہو تو پھر تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن چونکہ ہم اتنا بڑا سفر طے کر کے آئے ہیں اس لئے ہمیں ہی مہران پار کرنا اور بغیر روک ٹوک کے مقابلے میں آنا ہے۔ تاکہ طرفین کے درمیان شک و شبہ کی مجال نہ رہے۔ جس جگہ بھی دشمن کا مقابلہ کرو وہ جگہ کشادہ میدان ہونی چاہیئے تاکہ مرد مرد کو اور سوار سوار کو برابر جولان دے سکے یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی جب جنگ شروع کرنا تو اللہ پاک کے کرم پر بھروسہ رکھنا اور اس کی رسّی کو مضبوط پکڑنا اور دیکھنا کہ قضا اور تقدیر پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتی ہے اور وہاں کس فریق کی بادشاہی ختم ہونے کا حکم جاری ہوتا ہے اور اگر وہ پیغام بھیجیں اور کہیں کہ مہران سے تم گذرتے ہو یا ہم گذریں تو انہیں اختیار نہ دینا بلکہ کہنا کہ میں پار کر کے آتا ہوں تاکہ تیرا رُعب اور ہیبت دشمن کے دل پر اثر کرے اور وہ کہیں کہ اگر لشکرِ اسلام میں قوت اور طاقت نہ ہوتی تو یوں ہمارے سامنے نہ آتا۔

اس کے علاوہ یہ کہ لشکرِ عرب کی جو جماعت تیری اطاعت میں ہے اُمید ہے کہ اس کے لوگ پیٹھ نہ دکھائیں گے اور جنگ سے مُنہ نہ موڑیں گے بلکہ جی جان کی بازی لگا دیں گے۔ خدائے تعالےٰ پر توکل کر کے شوق سے جنگ کریں گے اور ثابت قدم رہیں گے۔ ان کی نیت لڑائی میں اور تیری اطاعت میں سچی رہیگی تاکہ وہ خدائے عزّ وجلّ کی رضامندی حاصل کر سکیں۔ دریا عبور کرنے کے لئے اس جگہ کو اختیار کرنا جہاں تم مضبوطی کے ساتھ قدم جما سکو اور سیدھی سادی گذرگاہوں سے بھی سمجھ بوجھ کر گذرنا اور دُور اندیشی اور باخبری کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا گذرتے وقت لشکر کو ہوشیار رکھنا اور اس کا میمنہ، میسرہ، قلب، مقدمہ اور ساقہ سیدھا رکھنا، پیادوں اور اکیلوں کو پہلے بھیجنا۔"

محمد بن قاسم کی پیش قدمی

محرم ۹۳ھ (۱۲-۷۱۱ء) میں محمد بن قاسم اشبہار پہنچے۔ یہاں کے لوگوں نے کافی جنگی تیاریاں

Marfat.com

کر رکھی تھیں اور اس کے چاروں طرف خندق کھودی گئی تھی۔ دیہات کے جوانمرد بھی قلعے میں جمع تھے۔ محمد بن قاسم نے قلعے کا محاصرہ کرلیا جو تقریباً ایک ہفتہ تک جاری رہا جس سے اہلِ قلعہ کو اندازہ ہوگیا کہ مسلمان بہت قوی اور کثرت سے ہیں اور ان کا مقابلہ ناممکن ہے اس لئے انہوں نے امان طلب کی جسے منظور کرلیا گیا اور ان پر سالانہ ٹیکس لگا کر حاکم مقرر کردیا گیا پھر کچھ دن آرام کرنے کے بعد دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر راوڑ کی حدود میں داخل ہوئے یہاں ان کی جنگ بیٹ کے حاکم جاہین سے ہوئی۔ راجہ داہر نے جاہین کو لشکرِ اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے بیٹ کا حاکم مقرر کیا تھا لیکن وہ بھی مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا اور راہ فرار اختیار کی۔ یہاں کچھ دنوں تک محمد بن قاسم اپنے اس خط کے جواب کا انتظار کرنے لگے جو انہوں نے راجہ راسل کو لکھا تھا۔ کہ صوبہ کچھ اور رجواتہ (سورٹھ) کی حکومت تم کو دی جاتی ہے اور ان پر تمہاری حکومت تسلیم کی جاتی ہے

جب راسل کا کوئی جواب نہ آیا تو انہوں نے اس کے بھائی موکا بن وسایا کو یہی شرائط لکھیں جو سورٹھ کا حاکم تھا۔ موکا نے لکھا کہ آپ نے جو وعدہ مجھ سے فرمایا ہے میں اس کا شکر گذار ہوں اور آپ کی اطاعت دل وجان سے چاہتا ہوں لیکن جن بادشاہوں کا ہم نے نمک کھایا ہے، ان کی خدمت بھی ہم پر لازم ہے۔ ان سے خیانت کرنا بے وفائی اور نادانی ہے، دوسرے یہ کہ ملک سندھ ہمارا وطن ہے، اور راجہ داہر ہمارا عزیز ہے، اگر وہ سربلند ہوگا تو ہمیں بھی عزت ملیگی لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ ملک اب غیروں کے پاس جانے والا ہے۔ تاہم اگر میں بغیر لڑے آپ کے ساتھ ہوجاؤں تو اپنے خاندان کی نظروں میں ذلیل ہوجاؤں گا البتہ میں اپنی لڑکی کی شادی کے بہانے سے ساکرا جاتا ہوں۔ آپ ایک ہزار سپاہی بھیج کر مجھے گرفتار کریں چنانچہ اس پر عمل درآمد کے بعد جب محمد بن قاسم کے سامنے آیا تو وہ اس کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے اور اس کو کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دے دی، ایک لاکھ درہم بطور انعام اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ پھر اس کے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی خلعت اور گھوڑے عطا کئے۔ نیز موکا کو بیٹ کی حکومت دے دی اور فرمان جاری کیا کہ نسلاً بعد نسل یہ حکومت

Marfat.com

اس کے خاندان میں قائم رہے گی۔

اب محمد بن قاسم دریائے سندھ کو عبور کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے۔ اُدھر راجہ داہر کو جب یہ معلوم ہُوا کہ اس کے حاکم خود اس سے بغاوت کر کے مسلمانوں سے مل رہے ہیں تو اس نے ایک لشکرِ جرار مسلمانوں کے مقابلے پر بھیجا جس نے دریائے سندھ کو عبور کر کے لشکرِ اسلام پر حملہ کر دیا، لیکن مسلمانوں نے اس جوانمردی اور بہادری سے اس کا مقابلہ کیا کہ راجہ داہر کا یہ عظیم لشکر بُری طرح شکست کھا کر فرار ہو گیا۔

محمد بن قاسم کی سفارت

محمد بن قاسم نے داہر سے جنگ شروع کرنے سے پیشتر ایک سفارت بھیجنے کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے شام کے ملک کے ایک بزرگ کو جو مولانا شامی کہلاتے تھے اور جن کا نام کسی تاریخ میں نہیں ملتا، منتخب کیا، پھر ان کے ساتھ مترجم کے طور پر مولانا اسلامی کو جو دیبل کے رہنے والے ہندو تھے اور جنہوں نے محمد بن قاسم کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے مولانا اسلامی کا نام پایا تھا، روانہ کیا تاکہ سفارت کے پیغام اور جواب میں کوئی گنجلک باقی نہ رہے۔ جب یہ دونوں بزرگ داہر کے دربار میں پہنچے اور اس ملک کے رواج کے مطابق راجہ کو سجدہ نہ کیا تو اُسے سخت غصہ آیا اور مولانا اسلامی کو جنہیں وہ پہلے سے ہی جانتا تھا، کہا کہ تم نے آداب شاہی کی خلاف ورزی کیوں کی ہے؟ حالانکہ تم اسی ملک کے باشندے ہو اور ان آداب سے بخوبی واقف ہو، مولانا اسلامی نے جواب دیا کہ میں خدا کے فضل و کرم سے مسلمان ہو چکا ہوں اور مسلمان سوائے خدا کے کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتا۔ اس پر داہر اور زیادہ غضبناک ہو کر بولا، اگر تم سفیر نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کرا دیتا۔

اس کے بعد سفارت کی بات چیت ہوئی اور مولانا شامی نے کہا کہ ہمارے امیر محمد بن قاسم نے تمہیں دو باتوں میں سے ایک اختیار کرنے کے لئے کہا ہے! یا تو تم دریا عبور کر کے ہمارے پاس آؤ اس صورت میں تمہارے لئے راستہ چھوڑ دیا جائے گا یا ہمارے لئے راستہ چھوڑ دو تاکہ لشکرِ اسلام دریا عبور کر کے تمہارا مقابلہ کرے۔

داہر نے یہ پیغام سُن کر اپنے وزیر سیاکر سے مشورہ کیا۔ وزیر نے کہا۔ مہاراج میری

Marfat.com

رائے میں مسلمانوں کو دریا پار کرنے کی اجازت دیکر اس کنارے پر بلوا لینا ہمارے لئے فائدہ مند ہے اس طرف ہمارا قلعہ، فوج اور سب سامان ہے ہمیں ہر وقت مدد مل سکتی ہے لیکن مسلمانوں کی پشت پر دریا ہوگا جہاں سے انہیں نہ کوئی مدد مل سکتی ہے نہ وہ بھاگ کر جا سکتے ہیں۔

اگرچہ راجہ کو یہ مشورہ پسند تھا لیکن اس نے خاندان علافی کے سردار کو بُلایا جو اسلامی حکومت کا باغی تھا اور راجہ داہر کے پاس پناہ گزین تھا۔ یہ سردار محمد بن حارث علافی تھا داہر نے جب اسے ساری بات بتائی اور اپنے وزیر کے مشورے کا بھی ذکر کیا تو اس نے کہا عالی جاہ! میرے خیال میں آپ کے وزیر کی رائے صحیح نہیں ہے، کیونکہ وہ مسلمانوں کی عادات وطبائع سے واقف ہی نہیں۔ اوّل تو محمد بن قاسم بڑی فوج لے کر آیا ہے جس میں بڑے بڑے بہادر اور جوانمرد ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمان جب لڑائی کے لئے نکلتے ہیں تو سر ہتھیلی پر رکھ کر نکلتے ہیں۔ ان کا بھروسہ صرف خدا پر ہوتا ہے اور وہ ہر وقت خدا سے دُعا کرتے رہتے ہیں، کہ الٰہی ہم تیرے بندے ہیں، تیرا دین پھیلانے کی خاطر لڑائی کے میدان میں آئے ہیں۔ اس لڑائی میں شہادت عطا فرما تاکہ ہم اپنے سے دوگنوں کو ماریں۔ جب یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں آتے ہیں، تو وہ اس قدر بہادر ہوتے ہیں کہ لڑائی سے ہرگز مُنہ نہیں پھیرتے۔

میری رائے میں انہیں دریا کے اُس پار ہی رہنے دیجئے اور کشتیوں کے ملاحوں، گنواروں کو دیہاتیوں کو حکم دیجئے کہ وہ غلہ اور دوسری چیزیں ان کے لشکر میں نہ پہنچائیں۔ تاکہ وہ تنگ ہوں۔

داہر نے تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد قاصدوں کو جواب دیا کہ تم جاؤ اور محمد بن قاسم سے کہہ دو کہ مجھے تمہاری کوئی بات منظور نہیں۔ میرا اور تمہارا فیصلہ تلوار ہی سے ہوگا۔ قاصد چلے گئے۔ اُنہوں نے ساری بات سالارِ لشکر سے کہہ دی۔

اِدھر داہر نے زور شور سے تیاریاں شروع کر دیں۔ اُدھر محمد بن قاسم نے کوچ کر کے دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر راوڑ کے قلعے کے مقابل ڈیرے ڈال دیئے اور حجاج کے خط کا انتظار کرنے لگے۔ چند ہی روز بعد انہیں حجاج کا خط مل گیا۔ لکھا تھا:۔

Marfat.com

حجاج کا خط: تم نے جو دریائے سندھ کو عبور کرنے اور داہر کے ساتھ جنگ کے متعلق لکھا ہے سو مجھے خدا کے فضل سے امید ہے کہ تم کامیاب و کامراں ہو گے اور تمہارا دشمن ذلیل و خوار ہو گا، کیونکہ پانچوں نمازوں میں اور جلوت و خلوت میں ہر وقت تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے کامیابی اور امداد کی دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی اور فتح عطا فرمائے اور تمہارے دشمن ذلیل و خوار ہوں، ازل میں جو مقدر ہو چکا ہے۔ پردۂ غیب سے بھی وہی ظاہر ہوتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت تضرع وزاری سے عرض کرتا رہتا ہوں کہ اے خدا تو ایسا بادشاہ ہے کہ تیرے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ لشکرِ اسلام کو اس کی حیثیت سے زیادہ قوت اور کامیابی عطا کر، اللہ تعالیٰ کے کرم سے اُمید ہے کہ تم مقصد حاصل کر کے ہم سے آملو گے البتہ یہ ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو دریا کو عبور کر دو اور تائید الٰہی کی التجا کرتے رہو اور اس کی رحمت کو اپنے لئے پناہ جانتے رہو تاکہ اپنی عقلوں پر غرور کرنے والے شیروں سے وہ تمہیں محفوظ رکھے۔ جب تم دشمن کے مقابل ہو تو رضائے الٰہی پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی پوری شجاعت و ہمت کا مظاہرہ کرو۔

جس وقت دریائے مہران (سندھ) کو عبور کرنا چاہو، تو دریا کے گھاٹ کو اچھی طرح دیکھ لینا اور دریا پار کرنے کا انتظام رکھنا۔ پہلے اس مُلک کے ملاحوں کو جو کشتیوں پر ہوں اپنے پختہ وعدوں سے اپنا مطیع و مخلص بنانا اور انہیں اچھی طرح پہچان لینا۔ پھر دریا کو عبور کرنا۔ چونکہ پانی تمہاری پشت پر ہو گا۔ لہٰذا اس طرف سے تمہارے لئے دشمن کا کوئی خوف نہ ہو گا اور تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ اس کے بعد جب تم ان کے گاؤں اور شہروں اور قلعوں میں داخل ہو گے تو کسی شخص کی بھی مجال نہ ہو گی کہ وُہ تم سے جنگ کر سکے اور وہ ہرگز تمہاری سمت رُخ نہ کریں گے اور اپنی جان و مال کو ہلاکت میں نہ ڈالیں گے۔ جب وُہ بھاگیں تو فوراً اُن کے اسباب اور خزانے پر قبضہ کرنا لیکن خود کو اُن کے دھوکے اور فریب سے بچانا۔ پھر ہر ایک کو اسلام کی طرف بُلانا اور جو اسلام سے مشرف ہو اس کی تربیت کرنا، اس طرح کہ وہاں کوئی دین کا دشمن نہ رہے۔ (۹۳ھ)

حجاج کے اس خط کو پڑھنے کے بعد محمد بن قاسم نے اپنے ساتھیوں کے سامنے ایک

Marfat.com

تقریر کی۔ پھر داہر سے جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ اتنے میں حجاج کا دوسرا خط بھی آ گیا جس میں لکھا تھا:

"مجھے اندازہ ہوا ہے کہ تمہارے دشمن کے سر میں غرور کی ہوا بھری ہوئی ہے لیکن اس سے خوف نہ کرنا۔ اگر وہ صلح کرے اور خراج دار الخلافہ میں پہنچائے تو ٹھیک ہے۔ تم نے داہر سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی ہے تو تمہیں دریا ایسے مقام سے عبور کرنا چاہیئے جہاں کیچڑ یا دلدل نہ ہو اور لشکر کو دریا عبور کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو، بلکہ تم مجھے اوپر سے نیچے بارہ میل تک دریا کی لمبائی اور چوڑائی کا نقشہ بنا کر بھیجو اور اس میں گھاٹ اور کناروں کی نشاندہی کرو۔ اس کے بعد میں جس مقام کو پسند کروں وہاں سے دریا عبور کرو۔"

واضح رہے کہ اس زمانے میں عراق سے سندھ تک سات دن میں ڈاک آتی تھی۔

اس خط کے بعد محمد بن قاسم نے موکا بن وسایا کو بلا کر کہا کہ دریا پار کرنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔

راجہ داہر کی پیش قدمی

جب راجہ داہر کو یہ خبر ملی کہ محمد بن قاسم جیور کے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہے تو وہ ہاتھی پر سوار ہو کر دریا کے کنارے کی طرف روانہ ہوا اور اسلامی لشکر کے سامنے جا پہنچا۔ دریائے سندھ دونوں کے درمیان تھا۔ اس وقت محمد بن قاسم اپنے لشکر کو جنگ کے لئے تیار کر رہے تھے، ایک شامی نے جو ماہر تیر انداز تھا۔ راجہ داہر کو دریا کے دوسرے کنارے دیکھ کر اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا تاکہ اسے ہلاک کر دے لیکن گھوڑا پانی میں نہ اترا اور بھڑک اٹھا۔ داہر نے شامی کو دیکھ کر ایسا تیر مارا جس سے شامی شہید ہو گیا۔

داہر نے وہاں سے واپس ہوتے ہوئے جاہین کو حکم دیا کہ قلعہ بیٹ کے سامنے جو گھاٹ ہے اس پر پہرہ رکھے تاکہ عرب وہاں سے نہ گذر سکیں اور کشتیاں بھی تیار رکھے تاکہ عرب اگر دریا عبور کرنے لگیں تو ان کی پر زور مزاحمت کی جائے، اس حکم کے بعد جاہین مہران کے اس کنارے پر بڑی مستعدی سے ڈٹ گیا۔

اس زمانے میں بعض اسلامی لشکر کے سواروں نے جو سیوستان میں متعین تھے آ کر اطلاع

Marfat.com

دی کہ چندرام ہالہ نے جو سیوستان کا حاکم تھا کچھ ٹھاکروں کو ورغلا کر سیوستان کے قلعے پر قبضہ کر لیا ہے، اور عرب سپاہیوں کو باہر نکال دیا ہے۔ محمد بن قاسم نے محمد بن مصعب کو ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ فوراً سیوستان بھیجا۔ جب محمد بن مصعب وہاں پہنچا تو چندرام نے قلعہ سے باہر نکل کر جنگ کی مگر شکست کھا کر بھاگ نکلا اور قلعے میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر اہل قلعہ نے دروازے بند کر لئے اور وہ مجبوراً جہم کی طرف بھاگ گیا۔

محمد بن مصعب دوسرے روز شہر میں آیا تو معززین نے اس سے معذرت کی اور کہا کہ چندرام زبردستی قلعہ کا حاکم بن بیٹھا تھا، ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں۔ محمد بن قاسم کو اس فتح کی بے حد خوشی ہوئی اور انہوں نے پیغام بھیجا کہ قلعے کی حفاظت کیلئے قابلِ اعتماد لوگ مقرر کرو اور وہاں کے شمنیوں اور تاجروں سے مناسب ضمانتیں لے کر چار ہزار جنگجو اپنے ساتھ لے آؤ چنانچہ محمد بن مصعب قلعے کے محافظ مقرر کر کے چار ہزار مسلح سپاہیوں کے ساتھ محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اسی دن موکا بن وسایا بھی قلعۂ بیٹ کے قریب محمد بن قاسم سے آملا۔

راجہ داہر کو جب یہ معلوم ہوا کہ موکا بن وسایا بھی محمد بن قاسم کی اطاعت قبول کر چکا ہے تو اس نے اپنے بیٹے جیسینہ کو اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے قلعۂ بیٹ روانہ کیا تاکہ وہ دریا عبور نہ کر سکیں۔ جیسینہ پورے سازو سامان کے ساتھ دریائے کوتکہ کے راستے سے کنارے پر جا پہنچا۔ اُدھر محمد بن قاسم جہم اور کرحل کے علاقوں میں داہر کی فوجوں کے مقابل اُترے اور اُنہیں وہاں تقریباً پچاس دن تک رہنا پڑا جس کی وجہ سے لشکر میں غلے اور چارے کی کمی ہو گئی، اور نامناسب چارہ ملنے کی وجہ سے گھوڑوں میں بیماری پھیلی جس سے بے شمار گھوڑے ہلاک ہو گئے۔ راجہ کو اس سے بڑی خوشی ہوئی اور اس نے محمد بن قاسم کو پیغام بھیجا کہ کسی کام کی انتہا کے پیچھے پڑنا نہایت بدبختی اور ذِلت ہے تم نے ہمارے لیئے اور اپنے لئے تنگی پیدا کی ہے۔ اگر صلح کر کے واپس چلے جاؤ تو میں تمہارے لئے رسد کا سامان بھیجوں تاکہ تمہارے ساتھی بھوکے اور بے سروسامانی کی وجہ سے تباہ نہ ہوں، تمہیں خود بھی سوچنا چاہیئے کہ تمہارے پاس کونسا بہادر مرد ہے جو ہمارے مقابل

Marfat.com

ہو کر جنگ کرے گا۔ اگر تم اس (صلح) کے لئے تیار نہیں ہو تو پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

محمد بن قاسم نے اسے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں ان سپہ سالاروں میں سے نہیں ہوں۔ جو اتنی سی بات سے گھبرا کر واپس چلے جائیں۔ تم نے جو اتنے دن تک سرکشی کی ہے۔ اگر تم اس زمانے کا سارا اخراج دارالخلافے میں جمع کراؤ گے، تو پھر ہمارے درمیان صلح ہو سکتی ہے اور خدا تعالیٰ کی مدد سے مجھے توقع ہے کہ میں تمہارا سر عراق لے کر جاؤں گا۔
(بحوالہ تاریخ سندھ از اعجاز الحق قدوسی)

محمد بن قاسم اور حجاج کی خط و کتابت

محمد بن قاسم نے ان تمام حالات کی اطلاع حجاج بن یوسف کو بھیجی۔ حجاج نے طیار نامی ایک شخص کو حالات سے باخبر ہونے کے لئے سندھ روانہ کیا طیار مکران پہنچا، تو اُسے ایک شخص سندھ سے آتا ہوا ملا جس نے اُسے لشکر میں غلے کی کمی اور چارے کی نایابی کے حالات بتائے اور گھوڑوں میں بیماری پھیلنے کی تفصیلات بتائیں۔

طیار اس شخص کو ساتھ لے کر عراق واپس ہوا اور ساری رپورٹ حجاج کو دی جس نے علماء، صلحاء اور متقین سے دعا کی التجا کی اور دو ہزار گھوڑے محمد بن قاسم کو بھجوائے اور ایک خط میں لکھا کہ کشتیاں کسی طرح سے حاصل کر کے ان کا پل بناؤ اور دریا کو عبور کرو۔ محمد بن قاسم نے اسے لکھا کہ خلاف مزاج غذاؤں اور بے وقت کھانے کی وجہ سے لشکر میں اکثر لوگ بیمار ہو گئے ہیں، جس طرح ممکن ہو سرکہ روانہ کریں کیونکہ اس کی بے حد ضرورت ہے۔

خط ملتے ہی حجاج نے دُھنکی ہوئی روئی کو سرکے سے تر کر کے اسے خشک کر دیا اور پھر اس کی گانٹھیں بندھوا کر محمد بن قاسم کو روانہ کیں، نیز اسے لکھا کہ تم ہر کسی کو امان دینے کے شائق ہو جو مجھے ناپسند ہے۔ آزمائش کے وقت جس دشمن سے بھی عداوت یا مخالفت ظاہر ہو، اُسے امان نہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ رذیل اور شریف یکساں سلوک کے مستحق نہیں ہوتے۔ بلکہ دشمن اِسے تمہاری کمزوری سمجھے گا۔ تم دشمن کے مقابلے میں بے کار بیٹھے ہو۔ اگر اسی طرح امان دیتے رہے اور جنگ میں دھوکے کا خیال ہی دل سے نکال دیا

Marfat.com

تو پھر جنگ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے دوسرا راستہ اختیار کیا جائیگا اور یہ طویل کم عقلی ختم کر دی جائے گی۔ (یہ واضح دھمکی تھی)

تمہیں حکومت اور سیاست کے طریقے ہاتھ سے نہ دینے چاہئیں۔ تمہیں عزم صمیم کر کے لشکر کو بہادری اور دُور اندیشی کے لئے حوصلہ دلانا چاہیئے۔ ثابت قدم رہو۔ غفلت نہ کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کے ذکر میں دل و جان اور زبان کو مشغول رکھو۔

تم نے دریا کے بہاؤ کے متعلق جو معلومات بھیجی تھیں، اُن کی بناء پر میری ذاتی رائے یہ ہے کہ دریا کو بیٹ سے عبور کرنا چاہیئے۔

پُل کشتیوں کا بنانا اور جنگ میں اللہ کی مدد اور اسکی نُصرت کو اپنے ہم رکاب سمجھنا۔ جب تم طاقت اور دبدبے سے کام کرو گے تو پھر دشمن کی فوج اور رعایا اپنی جان بچانے اور ذریعۂ معاش حاصل کرنے کی خاطر تمہاری بیعت کرے گی اور مطیع ہو کر اپنے آپ کو تمہارے دربار سے وابستہ کرے گی۔

اس خط کے بعد محمد بن قاسم نے دریا کو عبور کرنے کا مصمّم ارادہ کر لیا اور سلیمان بن نبہان قُشیری کو حکم دیا کہ فوج لے کر راوڑ کے قلعے کے سامنے جائے تاکہ داہر کا بیٹا گوپی اپنے باپ کی مدد کو نہ آسکے۔ سلیمان چھ سو سپاہی لے کر روانہ ہُوا، اس کے بعد عطیہ تغلبی کو پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ اگھم کے راستے پر مقرر کیا تاکہ کندراہ والے علاقے پر پہرہ رہے۔ ادھر قلعہ نیرون کے سردار میگدھنیہ کو حکم دیا کہ راستے میں لشکر کے لئے اناج اور گھاس مہیا کرے۔ محمد بن مصعب بن عبدالرحمٰن کو لشکر کے مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا تاکہ وُہ آگے جا کر راستوں کی حفاظت کرے۔

اسی اثناء میں ذکوان بن علوان البکری پندرہ سو سواروں کے ساتھ بیٹ کے حاکم موکا بن وسایا اور بھٹی ٹھاکروں اور مہران کے مغربی کنارے پر رہنے والے مطیع گنواروں کو ساتھ لے کر حاضر ہُوا اور کہا کہ بیٹ کے علاقے میں ساکرے کے سربراہ بھی تیار ہو گئے ہیں

محمد بن قاسم نے دریائے مہران (سندھ) کو عبور کرنے کی تدبیریں سوچنی شروع کر دیں۔ کیونکہ داہر کا سارا لشکر دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر تھا۔ بہت غور کے بعد محمد بن

Marfat.com

قاسم نے موکا بن وسایا کو کشتیاں فراہم کرنے پر مامور کیا۔ جب کشتیاں جمع ہوگئیں تو یہ تدبیر عمل میں لائی گئی کہ دریا کے مغربی کنارے کے متصل پانی میں کشتیوں کو ایک دوسرے سے باندھ کر ایک قطار بنائی گئی جو اس قدر طویل تھی جس قدر اس مقام پر دریا کی چوڑائی تھی۔ یہ مقام وہ تھا جہاں دریا کا پاٹ بہت کم اور پانی کی روانی بہت تیز تھی۔ پھر اس کا ایک سرا مغربی کنارے پر مضبوطی سے بندھوایا اور دوسرا سرا دریا میں چھوڑ دیا۔ یہ سرا خود بخود مشرقی کنارے سے جا لگا۔ اگلی کشتی کے سپاہیوں نے کنارے پر رسوں اور کیلوں کے ذریعے اس کو ساحل سے باندھ دیا۔ اس طرح کشتیوں کا پل بن گیا اس پل پر سے محمد بن قاسم کی پوری فوج صحیح و سلامت مشرقی کنارے پر آگئی۔ صرف ایک سپاہی تراب نامی جو بنو حنظلہ میں سے تھا، پل میں سے گذرتے ہوئے دریا میں گر کر شہید ہوگیا۔ دریا عبور کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے اپنی فوج کے سامنے ایک تقریر کی اور کہا:

"مجاھدو! دریائے سندھ تمہارے پیچھے ہے اور دشمن کی فوج تمہارے سامنے ہے جس سے عنقریب ہمارا مقابلہ ہوگا تم میں سے جو کوئی واپس جانا چاہتا ہے، ابھی چلا جائے کیونکہ اگر عین جنگ میں کوئی بھاگا تو ہمارے بہادروں کو بزدل بنائیگا۔"

اس تقریر کے بعد پورے لشکر میں سے سوائے تین آدمیوں کے کوئی بھی واپس جانے پر تیار نہ ہوا۔ ان تینوں میں سے ایک نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے جس کا پرورش کرنے والا میرے سوا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ واپس چلا جاؤں، دوسرے نے کہا کہ میری بوڑھی ماں کا کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے۔ تیسرے نے کہا کہ مجھ پر بے حد قرض ہے اور میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے جو قرض ادا کرے۔ محمد بن قاسم نے تینوں کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ (بحوالہ فتح نامہ سندھ صفحہ ۲۲۰)

راجہ داہر سے لشکرِ اسلام کی جنگ

محمد بن قاسم اور راجہ داہر کی فوجوں کے درمیان اب صرف تقریباً دو میل کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ داہر نے پہلے دن اپنے بیٹے جیسنہ کو مقدمۃ الجیش کے طور پر لشکرِ اسلام

Marfat.com

سے جنگ کے لئے بھیجا۔ مگر وُہ تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد بھاگ نکلا اور اس کے بے شمار لشکری قتل ہوئے۔

دوسرے دن داہر کا لشکر اور قریب آیا اور اس نے ٹھاکر چُندھا کو لشکرِ اسلام کے مقابلے پر روانہ کیا۔ دونوں فوجوں میں زبردست مقابلہ ہؤا لیکن ہار جیت کے بغیر ہی دن گذر گیا اور رات کو لڑائی بند کر دی گئی۔

تیسرے دن داہر نے جاہین کو مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ وُہ بڑا بہادر شخص تھا اس نے لشکرِ اسلام کا خوب مقابلہ کیا لیکن قتل ہو گیا اور باقی لشکر بھاگ نکلا۔ داہر کو اس سے تشویش ہوئی تو اس نے اپنے وزیر سیاکر کو بُلا کر اس سے مشورہ طلب کیا۔ سیاکر نے کہا۔

"مہاراج آپ جس روش سے جنگ کر رہے ہیں، وُہ غلط تھا اوّل تو جب عربوں کا لشکر مہران عبور کر رہا تھا اور ٹولیوں میں ہو کر گذر رہا تھا، اُسی وقت آپ کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن اب وُہ اکٹھے ہو گئے ہیں اور آپ جس ٹھاکر کو بھی بھیجتے ہیں وُہ مارا جاتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ساری فوج ملازموں، پیادوں اور سواروں سمیت آپ ہاتھی پر سوار ہو کر مسلمانوں سے جنگ کریں۔ اگر آپ کو فتح حاصل ہوئی تو آپ کا مقصد پورا ہو جائیگا اور آپ کا دشمن دفع ہو جائے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں وہ غالب ہونگے اور پڑوسی بادشاہوں کے طنز سے محفوظ رہیں گے اور آپ کے بیٹوں اور پسماندگان کو کوئی بھی طعنہ نہ دے سکیگا۔"

داہر نے یہ بات قبول کر لی۔

دوسرے دن (یعنی جنگ کے چوتھے دن) داہر کے حکم سے جنگ کا نقارہ بجا کر پرچم لہرایا گیا اور تقریباً پانچ ہزار نامور سوار اور بہادر جنگجو شہزادے اور ساٹھ مست ہاتھی لے کر داہر میدان جنگ کی طرف نکلا۔ بعض کہتے ہیں کہ جنگجو ہاتھی ایک سو تھے اور بیس ہزار زرہ پوش اور سپر انداز پیادے جنگ کے لئے اس کے آگے آگے روانہ ہوئے۔ داہر نے خود ایک مست ہاتھی پر پالکی بندھوائی، اس پر لوہے کا برگستوان (اسلحہ جنگ کی ایک قسم ہے) ڈلوایا پھر خود زرہ پہن کر اور کمان کا چلّہ چڑھا کر اس پر سوار ہؤا۔ اس کے ساتھ پالکی میں دو کنیزیں تھیں ایک اُسے یکے بعد دیگرے تیر دیتی تھی اور دوسری پان پیش کرتی تھی۔ سندھی لشکر میں شہنائیوں اور

Marfat.com

ڈھولوں کی آواز سے بڑا جوش و خروش پیدا ہو رہا تھا۔

اُدھر محمد بن قاسم خود محرز بن ثابت کے ساتھ لشکرِ اسلام کے قلب میں تھا اس نے جہم بن زحرا الجعفی کو میمنہ پر ذکوان بن علوان البکری کو میسرہ پر۔ عطا بن مالک القیسی کو مقدمہ پر اور نباتہ بن حنظلہ کو ساقہ پر مقرر کیا اور پھر لشکر سے مخاطب ہو کر کہا" اے عربو! اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آجائے تو تمہارا امیر محرز بن ثابت ہوگا اور اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو پھر سعید امیر ہوگا۔"

اب باقاعدہ جنگ شروع ہوئی، سب سے پہلے محرز نے حملہ کیا اور ڈٹ کر جنگ کی، حتیٰ کہ نہایت بہادری سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ پھر سعید نے لشکر کو ہمت دلا کر آگے بڑھایا۔ حسن بن محبۃ البکری کا انگوٹھا جنگ کے دوران تلوار کے گھاؤ سے کٹ گیا لیکن مسلمان اس جوش و جذبے سے لڑ رہے تھے کہ اُنہوں نے مست ہاتھیوں کی مشکیں کاٹ کر انہیں واپس لوٹا دیا اس طرح نو ہاتھی واپس بھاگ نکلے۔ کافروں کا لشکر بھی پسپا ہو گیا لیکن اتنے میں رات کا اندھیرا محیط ہو گیا اور جنگ اگلے دن تک ملتوی ہو گئی۔

آخری معرکہ: آخری معرکہ ۱۰ رمضان ۹۳ھ بروز جمعرات راجہ داہر اور لشکرِ اسلام کے درمیان دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر ہوا۔

راجہ داہر نے دس ہزار زرہ پوش سواروں کو اپنے بیٹے جیسینہ کی قیادت میں دیا۔ یہ لوگ اسلحہ جنگ سے لیس تھے۔ انہیں لشکر کے قلب میں مامور کیا گیا تھا۔ اس کے بعد خود داہر لشکرِ اسلام کے سامنے آیا۔ اُس کے پیچھے چاروں طرف ہاتھی کھڑے تھے۔ دائیں جانب جیسینہ ابن ابی ارجن، چھوٹے کوار کا دادا، بڑا کوار، اور داہر کا ہم زاد جیسین اور بائیں جانب بشر بن ڈھول، ابن بشر، دھرسینہ بن داہر، کبنہ کے حاکم کا بیٹا بیل، نائیلو، جولو اور شبہ وغیرہ کھڑے تھے اور ان کے ساتھ سندھ کے چیدہ چیدہ سردار اور نامور بہادر موجود تھے۔

بلادِ سندھ کے سارے دیہاتی اکٹھے کر کے داہر نے اپنی پُشت پر اور تلوار کے دھنی اور نڈر جانباز لشکر کے آگے کھڑے کئے پھر جنگی ہاتھیوں کو بھی میمنہ اور میسرہ میں متعین کر کے باقی دوسرے سوار اور ہاتھی اسلامی لشکر کے مقابلے پر روانہ کئے۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا لشکر کو آراستہ کرنا

محمد بن قاسم نے اسلامی لشکر کی ترتیب اس طرح کی، کہ نباتہ بن حنظلہ کلبی کو میمنہ پر، ذکوان بن علوان البکری کو میسرہ پر مامور کر کے ابو صابر ہمدانی کو علمبردار مقرر کر کے ہاتھیوں کے سامنے صف آرا ہونے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ہذیل بن سلیمان ازدی، زیاد بن حواری ازدی اور دوسرے بہادر شہسواروں جیسے کہ نمیلہ، مسعود بن الشعری الکلبی اور مخارق بن کعب الراسی کو قلب کے سامنے کھڑا کیا۔ اب مقدّمہ کی جنگ شروع کی اور ایک طرف سے اپنے ساتھیوں سمیت محمد بن زیاد العبدی اور بشر بن عطیہ اور دوسری طرف سے محمد بن مُصعب بن عبدالرحمٰن الثقفی اور خریم بن عُروہ مدنی داہر کے مقابل ہوئے۔

جب سارے گھوڑے اور لشکر کے سپاہی اکٹھے ہوئے تب محمد بن قاسم نے اپنے منتخب سواروں کے تین حِصّے کر کے ایک حِصّے کو قلب میں، دوسرے کو میمنہ میں اور تیسرے کو میسرہ میں شامل کر کے باقی دوسروں کو لشکر کے پیچھے کھڑا کیا۔ پھر نفط اندازوں (آگ کے گولے مارنے والوں) کو بھی قلب میمنہ اور میسرہ پر مختلف تعداد میں مامور کر کے سارے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دیا۔ یہ سب کام فجر کی نماز پڑھنے کے بعد مکمل کیا گیا اور پہلی صفوں میں بالترتیب قبیلۂ عالیہ، بنو تمیم، بکر بن وائل، عبدالقیس اور بنو ازد لوگ شامل تھے۔ محمد بن قاسم نے لشکر کی صف آرائی مکمل ہو جانے کے بعد مجاھدوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"اے عرب والو! کافروں کی اس فوج نے جنگ کے لئے ہماری طرف رُخ کیا ہے تم ہمت سے کام لینا کیونکہ وہ اپنے اہل وعیال، مال واسباب اور گھر اور زمین کے لئے لڑ رہے ہیں۔ تم اللہ تعالےٰ کی مدد سے اُن پر حملہ کرو۔ ہم انشاء اللہ قوت الٰہی کے سہارے سب کو خونخوار تلواروں کی خوراک بنا کر ذلیل وخوار کریں گے اور اُن کے مال اور عیال پر قبضہ کر کے کافی غنیمتیں حاصل کریں گے تمہیں ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ دیکھنا پریشان نہ ہونا۔ خاموشی کو اپنا زیور بنانا اور اپنی جگہ پر جم کر دشمن کا مقابلہ کرنا۔ کوئی بھی آدمی قلب

Marfat.com

سے میمنہ اور میمنہ سے میسرہ کی طرف جا کر کسی کی مدد میں مصروف نہ ہو۔ ہر ایک اپنی جگہ اور مرکز پر ڈٹا رہے۔ کیونکہ خداوند عزّ وجلّ ہمیشہ متقیوں کی عاقبت بخیر کرتا ہے۔ ہر وقت زبان پر کلام مجید کی تلاوت جاری رکھنا اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط کا ورد کرتے رہنا۔

(پھر سقوں کو بلا کر کہا) مشکیں پانی سے بھر کر ہر صف میں گشت کرتے رہنا تاکہ کوئی بھی آدمی پانی کی طلب میں اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے (پھر بنو تمیم سے مخاطب ہو کر کہا) اے عزیزو! دشمن تمہارے سامنے آکر ظاہر ہوا ہے اور جنگ کے لئے مُستعد ہو کر آرہا ہے۔ تمہیں بھی پوری طاقت اور سختی سے جدّوجہد کرنی چاہیئے تاکہ تمہارے کاروبار کا نظام درست رہے۔

(پھر سارے لشکر سے مخاطب ہو کر کہا) اے مسلمانو! استغفار زیادہ کرو۔ خداوند عزّ وجلّ نے اُمّتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دو باتوں کی تلقین کی ہے، ایک محمّد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود اور دوسرے گناہوں سے استغفار، تمہیں دلوں کو مضبوط رکھنا چاہیئے۔ تاکہ خدائے عزّ وجلّ دشمن پر غالب کرے۔

اب باقاعدہ جنگ میں سب سے پہلے سلیمان بن نبہان اور ابُوخُصّہ قُشَیری (الکندی) کے آزاد کردہ غلام نے دو سَو منتخب سواروں کے ساتھ داہر کے ٹھاکروں کے ایک دستہ پر حملہ کیا۔ جو تھوڑی دیر میں شکست کھا کر پسپا ہو گیا۔ اُن میں سے بہت سے مارے گئے۔ داہر نے یہ دیکھ کر دوسرا دستہ روانہ کیا لیکن یہ بھی اَبُوخُصّہ کے دستہ کے ہاتھوں شکست کھا کر ذلیل و خوار ہُوا۔

اتنے میں محمّد بن قاسم نے مروان بن اشخم مُنی اور تمیم بن زید قینی کی رکاب میں بہادر سواروں کے دو مضبوط دستے دیکر انہیں راجہ داہر کی فوج کے عقب پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا جنھوں نے اس قدر سُرعت اور ہوشیاری سے حملہ کر دیا کہ کافر حیران رہ گئے۔ جب مجاھدوں نے عقب سے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو کافروں میں بھگدڑ مچ گئی اور اُن پر خوف طاری ہو گیا۔ یہ دیکھ کر محمّد بن قاسم نے اپنے لشکر سے پکار کر کہا: "بہادرو! کافر دو حصّوں میں تقسیم ہو چکے ہیں آگے بڑھ کر حملہ کرو، آج تمہاری کوششوں کا دن ہے۔"

Marfat.com

داہر کی بہادری لشکرِ اسلام کے تابڑ توڑ حملوں کی وجہ سے کافروں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر راجہ داہر نے خود ڈھال لے کر سفید ہاتھی کو آگے بڑھایا۔ اُس کے جلو میں بڑے بڑے سُور ما ہتھیاروں سے لیس موجود تھے۔ داہر نے اپنے ہاتھ سے کئی چکر چلائے جنہوں نے کئی مسلمانوں کے سر تن سے جُدا کر دیئے۔ اسے دیکھ کر شجاع حبشی نے جو بڑا نامور جنگجو تھا، اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی، لیکن یہ گھوڑا ہاتھی کو دیکھ بھڑک گیا۔ مگر حبشی نے اپنے عمامہ سے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر آگے بڑھایا۔ اتنے میں داہر نے موقع پا کر چکر چلایا جس سے شجاع کا سر تن سے جدا ہو گیا اور دھڑ گھوڑے پر لٹکنے لگا۔ داہر کی اس بہادری سے کافروں میں جوش پیدا ہوا اور وہ آس پاس سے سمٹ کر اس قدر جوانمردی سے لڑے کہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار کے آثار پیدا ہو گئے۔ یہ ایسا نازک موقع تھا کہ خود محمد بن قاسم نے گھبرا کر غلام سے کہا: "اَطْعِمِیِ الْمَاءَ" یعنی مجھے پانی پلاؤ۔ لیکن پانی پینے کے بعد اس نے جوش میں آکر لشکرِ اسلام کو پکارا: "اے عربو! تمہارا امیر محمد بن قاسم موجود ہے۔ تم کدھر بھاگتے ہو۔ ڈھالیں سنبھالو اور صبر کرو، کیونکہ کافر شکست کھا چکے ہیں فتح ہماری ہے۔" اس پر سارا لشکر دوبارہ صفوں میں منظم ہو کر لڑنے لگا اور موکا بن وسایا بھی سامنے آکر اپنی فوج سمیت پیادہ ہو گیا۔ اس نازک موقع پر جب لڑائی برابر کانٹے کے تول جاری تھی، محمد بن قاسم نے اپنے ہمراہیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں نام لے کر پکارا اور کہا:

"خریم بن عمرو مدنی کہاں ہے؟ کحلی ذھلی، محمد بن مُصعب بن عبدالرحمٰن اور نباتہ بن حنظلہ الکلبی کہاں ہیں؟ دارس بن ایوب کہاں گیا؟ ابوحُفصہ۔ محمد زیاد العبدی، بتیم بن زید قینی، کہاں ہیں؟۔ دوستو! قرابت دارو، اسلحہ بردارو، شمشیر زنو، پہرہ دارو، نیزے تلواریں اور تیر بارش کی طرح برسنے لگے۔ جب ہتھیار ٹوٹ گئے تو فریقین کشتی میں گتھم گتھا ہو گئے۔ یہ جنگ صبح سے جاری تھی اور شام ہونے تک جاری رہی اس میں بے شمار کافر قتل ہوئے۔ صرف راجہ داہر راجکماروں کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ بچ رہا تھا کہ شام ہونے لگی۔ اتنے میں داہر کے بائیں طرف سے شور برپا ہوا اور عورتوں نے پکار کر کہا کہ اے راجہ ہم تمہاری

Marfat.com

بیویاں ہیں اور عربی لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہو گئی ہیں۔ داہر نے یہ سُن کر للکارا: "ابھی تو میں زندہ ہوں، انہیں کس نے گرفتار کیا ہے؟" اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھی کو لشکر اسلام کی طرف بڑھایا۔

داہر کا قتل محمد بن قاسم نے داہر کے ہاتھی کو آگے بڑھتے دیکھ کر نفط اندازوں کو حکم دیا کہ ہاتھی کی عماری پر آگ کے گولے مارے جائیں۔ کیونکہ اب یہ تبار اوقت ہے نفط اندازوں نے نشانہ لے کر گولے مارے اور داہر کے ہاتھی کی عماری میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے اور وُہ بھاگ کر پانی میں گھس گیا۔ پھر وہاں سے نکل کر قلعے کی طرف پلٹا۔ اتنے میں ایک عرب تیرانداز نے نشانہ لیکر داہر پر تیر چلایا جو اس کے دل پر لگا اور وہیں عماری پر مُنہ کے بل گرا۔ ہاتھی چونکہ آگ کی تپش کی وجہ سے بدحواس ہو چکا تھا اس لئے اُلٹے پاؤں بھاگا اور کئی کافروں کو پاؤں تلے روند ڈالا جس کی وجہ سے لوگ ہاتھی سے دُور ہٹ گئے۔ داہر نے زخمی ہونے کے باوجود ہاتھی سے اُتر کر ایک عرب پر حملہ کر دیا۔ لیکن بہادر عرب نے داہر کے سر پر اس زور سے تلوار ماری کہ اس کے سر کو چیرتی ہوئی شانوں کو دو حصوں میں کر گئی۔

اس اثنا میں اسلامی لشکر لڑتا بھڑتا راوڑ کے قلعے تک جا پہنچا۔ اُدھر کافروں نے موقع پاکر داہر کی لاش کو کیچڑ کے نیچے چھپا دیا۔ تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔

اب کافروں کا زور ختم ہو چکا تھا۔ وُہ اِدھر اُدھر فرار ہونے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد میدانِ جنگ ان سے خالی ہو گیا۔ مسلمانوں نے ان بھاگتے ہوئے کافروں میں سے بے شمار کو قتل کیا۔ روایات میں آتا ہے کہ اس دن قابل بن ہاشم کو سولہ زخم آئے۔ پھر بھی وُہ رجز پڑھتا ہُوا لڑ رہا تھا:-

"دوستو! داہر سے جنگ کرنے سے پیشتر مجھے جام بھر کر دو، پیالہ موت سے پہلے دو کیونکہ وہ آج منتظر نظر آرہی ہے، کل بزم میں سارے احباب موجود ہوں گے۔ لیکن بھائیو کل میرا انتظار نہ کرنا۔"

میدان جنگ میں اب محمد بن قاسم راجہ داہر کی گمشدگی کے متعلق متردّد کھڑے تھے کہ جیش ن اخی عامر بن عبدالقیس نے کہا، "اے امیر! میرا دل گواہی دیتا ہے کہ داہر قتل ہو گیا ہے"

Marfat.com

لیکن محمد بن قاسم ہر کسی سے پوچھتے تھے کہ داہر کہاں ہے؟ اتنے میں ایک برہمن آیا اور امان طلب کر کے کہنے لگا میں داہر کی لاش کی نشاندہی کر سکتا ہوں۔ محمد بن قاسم نے اسے بمعہ اس کے تابعداروں اور فرزندوں کے امان دے دی اس پر برہمن نے کیچڑ کے نیچے سے داہر کی لاش نکالی۔ اُس وقت اس میں سے عطر اور مُشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ پھر اس کا سر کاٹ کر محمد بن قاسم کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی اُسے پہچانتا ہے؟ لیکن کسی نے اثبات میں جواب نہ دیا۔ اس پر ان دو کنیزوں کو لایا گیا جو پالکی میں داہر کے ساتھ تھیں۔ انہوں نے سر کی شناخت کی۔ محمد بن قاسم نے خوش ہو کر اس برہمن کے تین سو رشتہ داروں کو آزاد کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی اس مدد کا شکر ادا کرنے کے لئے دو رکعت نفل ادا کئے۔ اس کے تمام جنگجو قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ تاکہ آئندہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ رہے البتہ دستکاروں، تاجروں اور کسانوں وغیرہ کو امان دیکر آزاد کر دیا۔

بعض روایات کے مطابق راجہ داہر کو قتل کرنے والا عمرو بن خالد تھا یہ شخص قبیلہ بنو کلب کا جوانمرد تھا جو ملک شام کا مشہور جنگجو قبیلہ ہے۔ (بحوالہ فتح نامہ سندھ ص ۴۸۰-۴۸۱)

حجّاج کے پاس داہر کا سر بھیجنا

جنگ کی صعوبتوں سے فارغ ہو کر محمد بن قاسم نے حجاج کے نام مبارک باد کا خط لکھا جس میں اللہ تعالےٰ کی تعریف اور اس کی امداد کا شکریہ کرنے کے بعد اپنے بہادروں کی شان میں کچھ لکھا اور مال غنیمت کا حساب بتایا۔ پھر داہر کا سر صارم بن ابی صارم کے حوالے کر کے بنی قیس میں سے ابو قبیص کو اس کا رفیق مقرر کیا۔ اس کے علاوہ ذکوان بن علوان البکری، یزید بن مجالد ہمدانی، زیاد بن الحواری اور کچھ دوسرے بہادروں کو بھی ان کا ساتھی بنا کر مال غنیمت، لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ حجاج کی طرف روانہ کیا۔ حجاج اس فتح کی خوشخبری سے بے حد خوش ہوا۔ اُس نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ داہر کا سر اس کے سامنے رکھا گیا۔ اس کے تاج اور علم کو اوندھا کر دیا گیا اور قیدیوں کو جوتوں کے پاس بٹھایا۔

حجاج نے کوفہ میں فتح کی منادی کرا دی اور منبر پر چڑھ کر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا اور حضور نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد دولت محمدی کے خدمت گاروں کی بہت تعریف کی اور پھر کہا:

اہل شام و عرب کو سندھ اور ہند کے علاقوں کا فتح کرنا، کثیر مال، مہران کا میٹھا پانی اور بے انتہا نعمتیں جو خدائے عزّ وجلّ نے انہیں عطا کی ہیں، مبارک ہوں۔

پھر لوگوں کو فتح نامہ پڑھ کر سنایا اور خوشیاں منائیں اور جن لوگوں نے جنگ کے موقع پر شاندار کارنامے سرانجام دیئے تھے، انہیں اعلےٰ مرتبوں، قیمتی خلعتوں اور کثیر انعامات سے نوازا اور رنگ برنگ کے مرصع پیراہن پہنا کر مال غنیمت کے ساتھ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے پاس روانہ کیا اور انہیں خاص آدمیوں کی فہرست میں شامل کیا۔ کعب بن مخارق الراسی کو خلیفہ ولید بن عبدالملک نے راجہ داہر کی بھانجی عطا کی، جسے اس نے بیوی بنایا لیکن اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

فتح نامہ سندھ کی روایت کے مطابق داہر کی شکست اور راوڑ کی فتح کے وقت اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا تھا کہ صرف تیس ہزار لونڈی غلام تھے جن میں تیس راجاؤں کی بیٹیاں بھی شامل تھیں۔ (صفحہ ۲۷۲)

راجہ داہر کی شکست کے بعد سب سے بڑی جنگ برہمن آباد میں ہوئی جس کا مختصر سا احوال درج ذیل ہے۔

فتح برہمن آباد

داہر کے قتل ہو جانے کے باوجود اسکے بیٹے جیسینہ کے پاس پندرہ ہزار کی تعداد میں فوج موجود تھی۔ داہر کے وزیر سیاکر نے اسے برہمن آباد جانے کی صلاح دی کیونکہ اس شہر میں بہت بڑا خزانہ مدفون تھا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ سندھ میں برہمن آباد دوسرے نمبر پر بڑا شہر تھا۔ اس کا قلعہ ہندوستان کے مضبوط ترین قلعوں میں شمار ہوتا تھا۔ جیسینہ نے سندھ کے سب راجاؤں اور ٹھاکروں کو داہر کے قتل ہو جانے کی خبر بھیج کر ان سے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے مدد کی درخواست کی۔

ادھر محمد بن قاسم نے عرب گورنروں کو حکم دے دیا تھا کہ جو کوئی امان طلب کرے اور

Marfat.com

اطاعت قبول کرے ان کو پناہ دی جائے اور اُن کے مذہب میں دخل اندازی نہ کی جائے۔ نیز ان لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیا جائے۔ اس اعلان کی وجہ سے داہر کے وزیر سیاکر نے بھی معافی مانگ لی جسے قبول کر لیا گیا۔ اس کے پاس چند مسلمان قیدی بھی تھے (جنت السندھ ص ۱۰۹ کی روایت کے مطابق یہ سراندیپ کے ٹوٹے جانے والے جہازوں سے گرفتار ہوئے تھے) الور اور برہمن آباد کے درمیان دھلیلہ کے حاکم ٹویہ بن دھارن نے جس کے پاس سولہ ہزار کا لشکر تھا، مسلمانوں کا راستہ روکنا چاہا مگر شکست کھائی اور امان کا خواستگار ہوا۔ محمد بن قاسم نے اس جگہ کی وزارت کا قلمدان سیاکر کے حوالے کیا اور خود برہمن آباد کی طرف روانہ ہوئے۔

برہمن آباد کے قلعے کے چار دروازے تھے۔ ان میں سے ہر ایک دروازے پر جیسنہ نے ایک سالار مقرر کر کے کثیر تعداد میں فوج اُن کے حوالے کی اور مضبوطی سے ڈٹ جانے کا حکم دے دیا۔ جیسنہ کی فوج کی مجموعی تعداد جو اُس وقت برہمن آباد میں موجود تھی، چالیس ہزار تھی۔ ماہ رجب ۹۴ھ میں لشکرِ اسلام برہمن آباد کے قریب پہنچا اور خیمہ زن ہو گیا۔ سالارِ لشکر نے انہیں لشکر گاہ کے اِردگرد خندق کھودنے کا حکم دے دیا تاکہ شبخون اور اچانک حملے کی صورت میں لشکری محفوظ رہ سکیں۔

ماہ ذی الحج ۹۴ھ میں جنگ کا آغاز ہوا۔ جیسنہ نے گوریلا جنگ کا طریقہ اختیار کیا، اور آس پاس کے سب علاقوں کو تباہ و برباد کر دیا تاکہ لشکرِ اسلام کو غلّہ اور گھاس وغیرہ نہ مل سکے محمد بن قاسم نے مقدمہ الجیش کے طور پر اپنے سپہ سالاروں میں سے بناتہ بن حنظلہ، عطیہ ثعلبی، صارم بن صارم ہمدانی، عبدالملک مدنی اور موکا بن وسایا کو بہادر سواروں کے دستوں کے ساتھ روانہ کیا تاکہ جیسنہ کی سرکوبی کی جا سکے۔ ان جانبازوں نے اس جوانمردی سے جنگ کی کہ جیسنہ کو شکست فاش ہوئی اور وہ جان بچا کر راجپوتانہ کی طرف بھاگ نکلا۔ محمد علافی جو اسلامی حکومت کا غدار اور جیسنہ کا ساتھی تھا، بھاگ کر کشمیر جا پہنچا، جہاں اس کی موت واقع ہو گئی۔ لیکن اس کے اہلِ خاندان کشمیر میں ہی مستقل طور پر اقامت گزیں ہو گئے جہاں انہوں نے مسجدیں بنوائیں اور اشاعتِ اسلام میں بھرپور حصہ لیا۔ (جنت السندھ صفحہ ۱۱۰)

برہمن آباد کو لشکرِ اسلام نے محاصرہ میں لے رکھا تھا۔ یہاں تک کہ چھ ماہ کے بعد اہلِ قلعہ

Marfat.com

نے دروازے کھول دیئے اور امان طلب کی۔ محمد بن قاسم نے ان پر جزیہ مقرر کر کے انہیں امان دے دی اور ان کے بُت خانے سے کوئی تعرض نہ کیا اور خود اس شہر کا انتظام با اثر آدمیوں کے حوالے کر کے واپس الور کی طرف روانہ ہو گئے۔ برہمن آباد ماہ محرم ۹۴ھ میں فتح ہوا تھا۔

الور میں محمد بن قاسم نے رواح بن اسد کو گورنر مقرر کیا اور موسیٰ بن یعقوب بن طائی بن محمد بن شیبان بن عثمان ثقفی کو شہر کا قاضی بنایا گیا تا کہ عدل و انصاف سے کام چلتا رہے یہ وہی بزرگ ہیں جن کے خاندان میں فتح نامہ سندھ کا عربی میں لکھا ہوا قلمی نسخہ پشت در پشت وراثت کے طور پر منتقل ہوتا چلا آیا تھا اور جن کے ایک پڑپوتے قاضی محمد اسمٰعیل سے الور میں جا کر علی کوفی نے وہ نسخہ حاصل کیا اور پھر اس کا فارسی ترجمہ کر کے ناصر الدین قباچہ کے وزیر عین الملک کے نام معنون کیا، یہی فارسی نسخہ تھا بعد میں جس کا ترجمہ سندھی میں سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد نے سب سے پہلے ۱۹۵۴ء میں شائع کیا۔ اس پر تفصیلی نوٹ ہماری اس کتاب کے صفحات میں موجود ہے۔

مزید فتوحات

سندھ میں سب سے بڑی جنگیں جو لشکر اسلام نے کافروں کے خلاف لڑیں، دیبل، راوڑ اور برہمن آباد کی جنگیں تھیں۔ دیبل میں جیسینہ، راوڑ میں داہر اور برہمن آباد میں پھر جیسینہ اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ مقابل ہوئے مگر شکست کھا کر ذلیل و خوار ہوئے۔ ان جنگوں کے علاوہ چھوٹی چھوٹی جنگیں تو بے شمار لڑی گئیں لیکن چونکہ ان کی تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لئے ہم ان کا تذکرہ نہیں کرتے، البتہ یہ بتانا ضروری ہے کہ برہمن آباد کے بعد محمد بن قاسم نے اُچ، ملتان، کیرج اور قنوج وغیرہ کو بھی فتح کیا اور یوں سندھ۔ پنجاب کا کچھ حصہ اور راجپوتانہ کا کچھ علاقہ محمد بن قاسم کے ہاتھوں فتح ہوا۔ ان فتوحات میں مال غنیمت کا اندازہ تیرہ کروڑ، بہتر لاکھ روپے اور تیس ہزار لونڈی غلام تک پہنچتا ہے۔ حالانکہ ان فتوحات کے لئے حجاج بن یوسف نے دمشق کے شاہی خزانہ سے ساٹھ ہزار درہم خرچ کئے تھے۔ ملک شام میں قصر عمیرا جو بنو امیہ کا حمام تھا، اس کی ایک دیوار پر راجہ داہر کی تصویر بنائی گئی تھی۔

(جنت السندھ صفحہ ۱۱۲)

Marfat.com

ذیل میں ایک اقتباس "آئینۂ حقیقت نما"، صفحہ ۲۷ پیش خدمت ہے۔

" محمد بن قاسم خود تو ملتان سے کشمیر کی طرف روانہ ہؤا اور ابو حکیم شیبانی کو قنوج کی طرف روانہ کیا۔ راجہ چچ نے اپنی شمالی سرحد پر چند صنوبر کے درخت لگا دیئے تھے اور ان درختوں کو سندھ و کشمیر کی حدِ فاصل قرار دیا تھا۔ محمد بن قاسم بھی صنوبر کے ان درختوں تک ہی گیا اور یہاں پہنچ کر زید بن عمرو کلابی کو بطور سفیر قنوج کے راجہ ہری چند پسر راجہ جے مل کے پاس بھیجا۔ مگر قنوج کے راجہ نے اس سفارت سے اچھا سلوک نہیں کیا بلکہ مقابلہ پر آمادہ ہو گیا۔ لہٰذا محمد بن قاسم نے کشمیر سے واپس آکر قنوج کے راجہ کو ایک اور خط بطور اتمام حجت لکھا۔ مگر اس کا نتیجہ بھی خاطر خواہ نہ ہؤا، اسی اثنا میں محمد بن قاسم کی معزولی کا فرمان دربارِ خلافت سے آگیا اور وہ یزید بن ابی کبشہ کو چارج دے کر عراق و شام کی طرف روانہ ہو گیا!"

شامی سیاست اور محمدؐ بن قاسم کا انجام

اس سلسلہ میں چچ نامہ کے شارح ڈاکٹر نبی بخش بلوچ وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی کے تحقیقاتی نوٹ کا خلاصہ چچ نامہ (فتح نامہ سندھ) کے حوالوں سے پیش کرتے ہیں۔

(فتح نامہ سندھ اردو ایڈیشن ۱۹۶۴ مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد صفحہ ۵۲۰-۵۲۱)

خلیفہ ولید کے زمانے میں حجاج کی طاقت عروج پر تھی۔ اس عرصے میں حجاج کی اختیار کردہ سخت گیری کی پالیسی کی وجہ سے ایک تو بعض ایسے خاص لوگ حجاج کی دشمنی کا شکار ہوئے کہ جو خلیفہ ولید کی وفات کے بعد نئے خلیفہ سلیمان کے خاص مشیر اور افسر بنے اور انہوں نے حجاج کے عزیزوں اور خاص آدمیوں سے حجاج کے مظالم کا انتقام لیا اور محمد بن قاسم بھی ان کے اس انتقام کا شکار ہؤا۔ دوسرے یہ کہ جب حجاج اِن خاص افراد کا دشمن ہؤا تو انہوں نے خلیفہ ولید کے بھائی اور ولی عہد سلیمان کے پاس جا کر پناہ لی، جس کی وجہ سے حجاج ذاتی طور پر سلیمان کا دشمن ہو گیا۔ چنانچہ جب سلیمان خلیفہ ہؤا تو اسی عناد کی وجہ سے اس نے اپنے خاص مشیروں کی اس پالیسی کی پشت پناہی کی جس کے مطابق حجاج کا بدلہ اس کے عزیزوں اور خاص آدمیوں سے لیا گیا جس میں محمد بن قاسم سرِ فہرست تھا۔ تیسرے یہ کہ ولی عہد سلیمان سے

Marfat.com

ذاتی عداوت ہونے کی وجہ سے حجاج نے اس کی سیاسی مخالفت بھی کی اور خلیفہ ولید کی اس تجویز کی پُر زور حمایت کی جس کے مطابق سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کر کے اس کی جگہ خلیفہ ولید کے بیٹے عبدالعزیز کو ولی عہد بنایا جانا تھا۔ حجاج کی اس سیاسی عداوت کا بدلہ سلیمان نے خلیفہ بن کر اس کے عزیزوں خاص آدمیوں خصوصاً محمد بن قاسم سے لیا۔ حجاج کی یہی عداوتیں اور مرکزی اقتدار کی یہ تبدیلی ہی محمد بن قاسم کی گرفتاری اور اس کے دردناک انجام کا خاص سبب بھی جن پر مندرجہ ذیل تاریخی حوالوں سے مزید روشنی پڑتی ہے۔

ہم تفصیل میں جانے کی بجائے صرف حوالوں کا نام دے دیتے ہیں:۔

۱۔ حجاج کی مُہلب کے بیٹوں سے دشمنی

۲۔ حجاج کی ولی عہد سلیمان سے ذاتی دشمنی۔

۳۔ ولی عہد سلیمان کے خلاف سیاسی سازش میں حجاج کی شرکت۔

سلیمان کی تاریخی غلطیاں

سلیمان کے خلیفہ ہونے سے مرکزی سیاست میں تبدیلی پیدا ہوئی، حجاج کی وفات کے بعد حجاج کی جگہ خلیفہ ولید نے جس شخص کو مامور کیا تھا سلیمان نے اُسے معزول کر کے اس کی جگہ حجاج کے دشمن اور اپنے ساتھی یزید بن مُہلب کو عراق کا وائسرائے مقرر کیا پچھلے خلیفہ ولید کے سیاسی حامیوں کے خلاف بھی انتقامی کارروائیاں شروع کی گئیں، افریقہ اور اُندلس کے فاتح موسیٰ بن نصیر کو گرفتار کر کے قید میں رکھا گیا۔ سرحد چین اور کاشغر کے فاتح قُتیبہ بن مُسلم الباہلی (جس نے حجاج کے ساتھ خلیفہ ولید کی حمایت کی تھی اور ولی عہد سلیمان کی بیعت ترک کر کے عبدالعزیز بن ولید کی بیعت کی تھی) نے مرکزی سیاست کا ردّ و بدل دیکھ کر بغاوت شروع کر دی مگر اس کی کوئی فوج اُس سے منحرف ہو گئی اور بالآخر وُہ شاہی فوجوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ عبداللہ قشیری کو مکہ کی نظامت سے معزول کیا گیا۔ حجاج کے قبیلہ آل ابی عقیل کے لوگوں اور حجاج کے عزیزوں کی گرفتاری عذاب اور موت کے لئے خاص اہتمام کیا گیا۔ یزید بن مُہلب کے مشورے پر صالح بن عبدالرحمٰن نامی ایک شخص کو سلیمان نے خاص اس مقصد کے تحت عراق کا افسر مال مقرر کیا تاکہ

Marfat.com

وہ آل ابی عقیل کے لوگوں اور حجاج کے متعلقین کو گرفتار کر کے قید میں رکھے اور انہیں سخت عذاب دے کر ہلاک کرے۔ صالح کی حجاج سے ذاتی دشمنی تھی کیونکہ حجاج نے اس کے بھائی کو خارجی ہونے کی وجہ سے قتل کرایا تھا۔ اس وجہ سے وہ ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے پڑ گیا۔

محمد بن قاسم حجاج کا عزیز اور خاص آدمی تھا اور فاتح سندھ ہونے کی وجہ سے قبیلہ آل ابی عقیل میں بھی ممتاز تھا۔ اس کے علاوہ حجاج نے اسے سلیمان کی بیعت ترک کرنے اور عبدالعزیز بن ولید کی بیعت اختیار کرنے کے لئے بھی لکھا تھا۔ اس وجہ سے محمد بن قاسم کو فوراً معزول کر کے اس کی جگہ پر یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو سندھ کا نیا گورنر مقرر کیا گیا۔ سندھ کے اس نئے گورنر کے ساتھ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مہلب کے بھائی معاویہ بن مہلب کو خاص طور پر محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے لانے کے لئے روانہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ قبیلہ عک کے ایک اور شخص کو بھی محمد بن قاسم کے قید ہونے کی صورت میں مزید نگرانی کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

محمد بن قاسم کی گرفتاری

سنیچر کے دن ۱۲ جمادی الآخر ۹۶ھ (۲۳ فروری ۷۱۵ء) کو ولید کا انتقال ہوا اور اسی دن سلیمان نے بیعت لیکر حکومت اور تختِ خلافت پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلیمان کو حجاج کے افسروں اور متعلقین سے خدشہ تھا، اس لئے غالباً محمد بن قاسم کی معزولی، سندھ کے نئے گورنر کی تقرری اور اس کے عملے کی سندھ کی طرف روانگی بھی اسی تاریخ کے فوراً بعد ہوئی ہوگی۔

فتح نامہ کے بیان کے مطابق محمد بن قاسم اس وقت ہندوستان فتح کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا اور اس کا لشکر اُودھاپُر میں منزل انداز تھا کہ اسے دارالخلافہ سے معزولی کا حکم ملا۔ اس حکم کے ملتے ہی محمد بن قاسم واپس ہوا اور اس حکم کی تعمیل میں خود کو نئے گورنر کے سامنے پیش کیا جس نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اپنی گرفتاری کے موقع پر محمد بن قاسم نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔ جس سے نئے گورنر اور اس کے عملے کی روش اور محمد بن قاسم کے تاثرات پر روشنی پڑتی ہے۔

(ترجمہ) ۱۔ کیا پھر مروان کا خاندان (یعنی خلیفہ سلیمان) میری مکمل وفاداری فراموش کر چکا ہے۔ حالانکہ میں اپنی حق تلفی پر صابر ہوں۔

۲۔ ان کے لئے میں نے نیزوں سے حملے کر کے (ایران کے شہر) اسابور اور (مشرق کی طرف)

Marfat.com

سرحدِ ہند (مکران) کا درمیانی ملک فتح کیا۔

۳۔ اور ان کے لئے (ایران میں) جرجان سے لیکر چین (کی سرحد) تک کا درمیانی علاقہ نیزوں کے مسلسل حملوں سے فتح کیا۔

۴۔ (یہاں سندھ میں) اگر میں (اس کے خلاف) مقابلہ کرنے کا فیصلہ کرتا تو کتنے ہی جنگجو مرد اور عورتیں برباد ہو جاتیں۔

۵۔ اور نہ سکسکی فوجیں ہی ہماری حد میں داخل ہوتیں اور نہ ہی عک قبیلہ کا ایک شخص مجھ پر یوں حکم چلاتا۔

۶۔ اور نہ پھر ایک مزدئی غلام (یعنی مُعاویہ بن مُہلب) کا میں تابع ہوتا، مگر افسوس اے دُنیا! تیری اچھوں کے ساتھ برائیاں۔ (چچ نامہ صفحہ ۵۲۷ - ۱۴۱ ۵)

ان اشعار سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی وفاداری اور فرماں برادری کا مکمل ثبوت دیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھ بُرا سلوک نہ کیا جائیگا۔ لیکن اگر اسے انتقامی کارروائیوں کا خوف ہوتا اور وہ مخالفت اور مقابلہ کا فیصلہ کرتا تو اُسے اس کی پوری قوت حاصل تھی اور اس حالت میں شاہی فوج قتل ہوتی اور نئے گورنر ابو کبشہ سکسکی کی فوج سندھ میں داخل نہ ہو سکتی، اور نہ وُہ محمد بن قاسم کو گرفتار کر سکتے اور نہ قبیلہ عک کا ایک معمولی شخص اس کا نگران ہوتا اور نہ وُہ معاویہ بن مُہلب جیسے نروئی (قبیلہ ازد کے) غلام کا تابع ہوتا۔ محمد بن قاسم کے اس بیان میں صداقت تھی۔ سندھ ایک دُور افتادہ ملک تھا جہاں مرکزی طاقت کا زور خشکل سے ہی چل سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اپنی اہلیت اور لیاقت کی وجہ سے وہ نہ صرف عرب فوجوں میں مقبول تھا بلکہ اپنی رواداری، صلح اور انصاف کی وجہ سے اس نے مقامی حکمرانوں، افسروں اور عوام کو بھی اپنا دوست اور ہمدرد بنا لیا تھا۔ اس لیے مقامی باشندے اور اس کی فوج اس کے دست و باز و بن گئے تھے۔

لیکن باوجود اس طاقت اور اقتدار کے محمد بن قاسم نے بغاوت سے مُنہ موڑا، اور فرمان برادری کی راہ اختیار کی۔ اسے گرفتار کرنے کے بعد یقیناً شاہی افسروں نے اس کے ساتھ انتقامی سلوک کیا ہوگا۔ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مُہلب کا بھائی معاویہ بن مُہلب

Marfat.com

کہ جسے خاص طور پر محمد بن قاسم کی گرفتاری کے لئے مامور کیا گیا تھا، وہ محمد بن قاسم کو کھال میں لپیٹ کر اور بیڑیاں پہنا کر لے گیا۔

محمد بن قاسم کی اس تذلیل اور بُرے برتاؤ کے ساتھ اُسے لے جانے کے حادثے نے ملک کے مقامی باشندوں کو بھی رنجیدہ کر دیا چنانچہ بلاذری لکھتا ہے کہ اس پر ہندوستان والے روئے اور گجرات کے شہر کیرا میں محمد بن قاسم کی یادگار میں اس کی تصویریں بنائی گئیں۔

(فتح نامہ سندھ صفحہ ۴۴۵)

محمد بن قاسم نے اپنے ہم عصر شاعر عبداللہ بن عمر العربی کا یہ شعر بھی پڑھا تھا:

(ترجمہ) مجھے ضائع کیا اور کیسے جوان مرد کو ضائع کیا (جو جنگ کے) نازک دن اور سرحد کی حفاظت کے کام آتا۔

محمد بن قاسم کا دردناک انجام

معاویہ بن مہلب نے اپنے قیدی محمد بن قاسم کو لے جا کر عراق کے مرکزی شہر واسط میں عراق کے افسر مال صالح بن عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کیا۔ کیونکہ آل ابی عقیل کے لوگوں کو قید میں تڑپا تڑپا کر ہلاک کرنے کا کام اُس کے سپرد تھا۔ صالح نے ان قیدیوں کو عذاب دینے کے لئے ایک خاص افسر مامور کیا تھا اور چونکہ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مہلب کو حجاج کے خاندان سے اس کے مظالم کا خاص طور سے بدلہ لینا تھا، اس لئے شاید اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صالح نے ان قیدیوں کو عذاب دینے کے لئے اس کے بھائی عبدالمالک بن مہلب کو مقرر کیا لیکن یہ قید و بند اور عذاب محمد بن قاسم جیسے جوانمرد کی ہمت اور حوصلے پست نہ کر سکے اور اس بے بسی کے عالم میں اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

(ترجمہ) ہر چند کہ (اس وقت میں) شہر اور سرزمین واسط میں آہنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوں لیکن (ایسا وقت بھی تھا کہ) میں نے ایران کے کتنے ہی سوار زیر کئے ہیں اور کتنے ہی اپنے جیسے پہلوانوں کو مردانہ وار پچھاڑا ہے۔

چونکہ صالح کو محمد بن قاسم اور دوسروں کو سخت عذاب دیکر تڑپا تڑپا کر ہلاک کرنا تھا اس وجہ سے واسط کے اس ہیبت ناک قید خانے میں محمد بن قاسم اپنے حوصلوں کو قائم

Marfat.com

رکھتا ہوا صبر و شکر ساتھ جاں بحق ہوا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ المناک واقعہ ۹۶ھ (۷۱۵ء) کے نصف میں وقوع پذیر ہوا، بہرحال محمد بن قاسم کا یہ دردناک انجام مرکزی سیاست کی تبدیلی اور نئے حکمرانوں کے جذبۂ انتقام کی وجہ سے ہوا، جس کا داہر کی بیٹیوں کے من گھڑت افسانے سے کوئی تعلق نہیں۔ (فتح نامہ سندھ ۵۴۴-۵۴۷)

اسی قسم کی تحقیقی بحث جنت السندھ صفحہ ۱۱۴-۱۱۵ پر بھی موجود ہے۔

ہم اس موضوع پر آگے بڑھنے سے پیشتر جن شہروں کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں ان کا مختصر سا حال لکھتے ہیں۔

اروڑ یہ ایک قدیم شہر تھا اور رچ سے پہلے راۓ خاندان کے عہد حکومت میں سندھ کا پایۂ تخت تھا۔ یہ اپر سندھ میں موجودہ روہڑی شہر سے تقریباً آٹھ میل جنوب مشرق کی طرف واقع تھا۔ اب تک اس کے کھنڈرات موجود ہیں۔ محمد بن قاسم کے حملہ کے وقت راجہ داہر کا دارالخلافہ یہی اروڑ شہر تھا۔

زاوڑ یہ لوئر سندھ کا ایک شہر تھا۔ جس کے کھنڈرات ناپید ہیں۔ غالباً ٹھٹہ کے کہیں آس پاس تھا۔

برہمن آباد یہ شہر اردشیر شاہ ایران کے گورنر بہمن نے اپنے نام پر اس وقت آباد کیا تھا جب وہ سندھ کا گورنر تھا جسے ایرانیوں کے بعد برہمن خاندان نے اپنے عہد حکومت میں برہمن آباد کا نام دیا۔ اور اس نام سے مدتوں تک مشہور رہا۔ اس شہر سے دو میل کے فاصلے پر عرب فاتحین نے عمر بن محمد بن قاسم کے ایام نظامت میں ایک شہر منصورہ نام کا آباد کیا تھا۔ چنانچہ اس وقت کے لوگ اور عرب مورخین اس نئے شہر کو برہمن آباد جدید اور اصلی برہمن آباد کو برہمن آباد قدیم کے نام سے پکارتے تھے۔

یہ شہر موجودہ شہداد پور سے آٹھ میل جنوب مشرق کی طرف واقع تھا اور جمڑاؤ نہر کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف دلور کے نام سے کھنڈرات کا جو مشہور اور وسیع سلسلہ موجود ہے وہ اس شہر برہمن آباد (قدیم اور جدید) کی یادگار ہے۔ ان کھنڈرات سے عرب حکمرانوں کے سکے اور عربی تہذیب کی کئی نادر اشیاء دستیاب ہوئی ہیں۔ اس جگہ کو مقامی لوگ باہمنیاں کہتے ہیں۔ اسی علاقہ میں جراری گاؤں موجود ہے جو قدیم جلوانی ندی کی مناسبت سے موسوم ہے۔ تعلقہ سنجھورضلع سانگھڑ میں گوٹھ پیتو لغاری

Marfat.com

کے مشرق کی طرف اور جھول کے پاس جھانگڑی کے ٹیل کے مغرب کی طرف والا علاقہ سارا برہمن آباد کے قدیم شہر اور منصورہ کا رقبہ ہے۔ اس جلوالی ندی کی ایک شاخ کی گزرگاہ کا نشان اب بھی ٹنڈو آدم اور بیرانی کے درمیان موجود ہے۔ جہاں آج کل ٹیوب ویلوں پر زراعت ہوتی ہے۔ موجودہ دلو اس شہر کا مرکز تھا۔

اوچ یہ شہر آریاؤں کے بالکل ابتدائی دور میں بھی موجود تھا۔ ماہرین آثار قدیمہ کی رائے ہے کہ اوچ کی موجودہ بنیاد اس قدیم تباہ شدہ بستی کے آثار پر قائم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ عام سطح سے کافی بلند ہے۔ اگر دریائے گھاگرا کی قدیم گزرگاہ میں کھڑے ہو کر دنیا کی مشرقی جانب نظر ڈالی جائے تو کھنڈرات کے نشانات تہ بہ تہ دکھائی دیتے ہیں۔ بالخصوص پختہ اینٹوں کی دیواروں کا سلسلہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ کسی پرانے قلعہ یا قدیم کھنڈرات کی دیواریں ہیں۔ جو مٹی کے ڈھیروں میں سے صاف نظر آ رہی ہیں۔

سلطان محمود غزنوی کا مصاحب خاص اور مشہور مورخ یمینی اوچ کو بہاطیہ کے نام سے یاد کرتا ہے۔ تاریخ مبارک شاہی میں لکھا ہے کہ ۵۷۱ھ میں محمد شہاب الدین غوری نے اوچ پر حملہ کیا تو بہاطیہ نے قلعہ بند ہو کر سلطان سے جنگ کی مگر سلطان نے اسے فتح کر کے اپنے سپہ سالار علی کرماخ کی تحویل میں دے دیا۔

ہندوستان میں ظہور اسلام کے بعد کئی صدیوں تک اوچ کی حیثیت ایک عام شہر کی سی رہ گئی تھی۔ اور ملتان اور منصورہ کے دارالحکومت ہونے کی وجہ سے اس کی امتیازی حیثیت ختم ہو چکی تھی۔ چچ نامہ جو قاضی اسماعیل بن علی اشقی کی عربی تصنیف ہے جو محمد بن قاسم کی فوجوں میں شامل تھا۔ اس کا مترجم علی بن حامد بن ابوبکر کوفی بھی اوچ ہی کا رہنے والا تھا جس نے ۶۱۳ھ میں اس کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔ اسی شہر کا قدیم نام اسکلندہ ہے اور چچ نامہ میں اسے اسی نام سے یاد کیا گیا ہے۔

یہ جگہ بہاول پور میں پنجند کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ ملتان سے اس کا فاصلہ ۷۰ میل اور بہاول پور شہر سے ۳۸ میل ہے اور یہ جگہ بہاول پور شہر کے جنوب مشرق میں ہے۔ دریاؤں کے تعامل پر واقع ہونے کی وجہ سے یہ شہر بہت بڑا تجارتی مرکز تھا۔ نیز اپنے محل وقوع اور جغرافیائی

Marfat.com

ہمیت کی وجہ سے اور علاقہ کی سرسبزی اور شادابی کے باعث حملہ آوروں اور سیاحوں اور تاجروں کیلئے اس میں زبردست کشش تھی۔

ہشام بن عبدالملک اموی کے عہد حکومت ۱۰۵ھ — ۱۲۵ھ میں جب حکیم بن عوانہ الکلبی سندھ کی گورنری پر مامور ہوا، تو اس کی معیت میں قبیلہ بنو امیہ کا ایک شخص منذر بھی تھا۔ جس نے اوچ میں مستقل اقامت اختیار کرلی تھی۔ اس منذر کے پوتے عمر بن عبدالعزیز بن منذر الاسدی نے ۲۴۰ھ میں منصورہ کے خود مختار والی ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اور کچھ عرصہ حکومت اس نسل میں رہی۔ آجکل اوچ ایک ویران سا قصبہ ہے لیکن تاریخی نوعیت کے مقابر، مساجد اور مخطوطے اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔

شامی سیاست کے دُور رس نتائج

سندھ پر شامی سیاست کا اثر

شوال ۹۵ھ میں حجاج کا انتقال ہو گیا مگر ولید نے محمد بن قاسم کو سندھ کی حکومت کا فرمان ملتان میں ہی بھجوا دیا۔ اور ساتھ ہی یہ تاکید کر دی تھی کہ فی الحال مزید پیش قدمی روک دی جائے۔ اس لئے ہم ملک سندھ کو چھوڑ کر پہلے ملک شام کی سیاست کا کچھ حال بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہاں بساط سیاست پر کئی مہروں کا آمنا سامنا ہو رہا تھا اور ان کے سائے دور دور تک پھیل رہے تھے

حجاج کی وفات کے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ممالک شرقیہ کے تمام گورنروں کے پاس احکام بھیج دیئے تھے کہ اب تم فتوحات اور پیش قدمی کو روک کر خود کو بیرونی خطرے سے محفوظ رکھو۔ مشہور سپہ سالار قتیبہ بن مسلم الباہلی کے پاس بھی جو چین کی طرف فتوحات حاصل کرتا ہوا بڑھ رہا تھا، اسی قسم کا حکم پہنچا اور اس کے قدم رُک گئے۔

ایسے احکام صادر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ولید بن عبدالملک اپنے بھائی سلیمان بن عبدالملک کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا۔ اس کام میں حجاج اور اس کے گروہ کے تمام بڑے بڑے سردار ولید کے طرفدار تھے۔ اور سلیمان کی معزولی کے خواہاں۔ مگر سلیمان کے طرفدار بھی بہت سے سردار اور علما تھے اس لئے ولید کو اپنا ارادہ پورا کرنے میں

Marfat.com

حجاج کی وفات کے سبب سے خطرات نظر آنے لگے تھے اور محمد بن قاسم اور قتیبہ وغیرہ کو ممالک محروسہ کے سرداروں سمیت ضرورت کے وقت کام میں لانے کے لئے فارغ رکھنا ضروری سمجھتا تھا۔ اور جب تک کہ اپنے بھائی سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد نہ بنائے۔ اس وقت تک محمد بن قاسم اور حجاج کے گروہ کے تمام سرداروں کو کسی لڑائی میں مصروف ہونے سے باز رکھنا چاہتا تھا مگر حجاج کی موت کے سات ماہ بعد ۹۶ھ میں ولید بھی فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا کیونکہ ولید ابھی تک اپنے بیٹے کی ولی عہدی کا اعلان نہیں کر سکا تھا۔

سلیمان بن عبدالملک خوب جانتا تھا کہ حجاج میرا سب سے بڑا دشمن تھا کیونکہ وہ مجھے تخت سے محروم رکھنے میں ولید کا معاون تھا۔ لہٰذا سلیمان نے تخت نشین ہو کر تمام حجاجی سرداروں کو معزول کر دیا۔

قتیبہ بن مسلم بھی اسی سلسلہ میں قتل ہوا۔ محمد بن قاسم کو سندھ سے معزول کر کے واپس بلوا لیا اور عراق کے گورنر صالح بن عبدالرحمٰن نے اسے واسط کے جیل خانہ میں نہایت بے دردی سے مروا دیا۔

سلیمان بن عبدالملک نے صرف ذاتی پرخاش کی وجہ سے محمد بن قاسم، قتیبہ بن مسلم، موسیٰ بن نصیر اور اس کے غلام طارق بن زیاد جیسے نامور سپہ سالاروں کو تباہ کر دیا جو مشرق سے مغرب تک اسلامی سلطنت کی وسعت کے لئے محیر العقول کارنامے سرانجام دے رہے تھے۔ جن پر آج بھی تاریخ اسلام کو ناز ہے۔

محمد بن قاسم کے ساتھ جو شامی اور عراقی مجاہدین آئے تھے ان میں سے کچھ شہید ہو چکے تھے جو باقی رہ گئے تھے انہیں وطن واپس جانے سے روک دیا گیا اور خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کا امتناعی حکم آ گیا کہ تمہیں واپس شام میں آنے کی اجازت نہیں ہے اگر آؤ گے تو بلا تامل قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اس کا سبب غالباً یہ تھا کہ محمد بن قاسم کے ہمراہیوں سے خطرہ تھا مبادا شام میں واپس آ کر بغاوت کر دیں۔ غرض انہیں یہیں سندھ میں رہنا پڑا۔

یہ لوگ اپنے بال بچے لے کر نہیں آئے تھے۔ اس لئے کچھ لوگوں نے بڑی دقت کے بعد شام سے اپنے بیوی بچے اور لواحقین منگوا لئے اور دوسروں نے نومسلم عورتوں سے شادی کر لی

Marfat.com

اور اس طرح ان نومسلم سندھی گھرانوں سے تعلقات پیدا کر لیے تاکہ مستقل طور پر سکونت اختیار کرنے میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ چونکہ وہ دربار خلافت کے مردم کش رویہ سے بددل ہو چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ذریعہ معاش کے لیے بھیڑ بکریاں پالنا اور زراعت کرنا شروع کر دیا بادیہ والوں کا ذوق کشت کاری اب ان کے کام آیا اور انہوں نے اپنے تجربات سے کھیتی باڑی کی نئی راہیں متعین کیں۔

محمد بن قاسم چونکہ ہر دلعزیز سپہ سالار تھا اس لیے اس کی بے گناہ موت نے ان مجاہدین کے دل توڑ دیئے اور خلیفہ سلمان بن عبدالملک کے امتناعی حکم نے انہیں سلطنت اور کشورکشائی کے کاموں میں حصہ لینے سے روک دیا اور یہ بالکل قدرتی امر تھا کہ اس قدر ظلم و جبر کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو حکومت وقت سے بے تعلق کر لیں۔ ان حالات میں فاتحین کے قدم آگے بڑھنے سے رک گئے۔ اور مفتوحین نے پھر سے پرنے نکالنے شروع کر دیئے چنانچہ جب محمد بن قاسم کے بعد دوسرے گورنر یزید بن ابی کبشہ کا چارج لینے کے اٹھارویں دن بعد انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ پر نیا گورنر آنے میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی تو راجہ داہر کے بیٹے جیسہ نے برہمن آباد پر یکایک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور شامی و عراقی مسلمانوں نے جو اس ملک کے فاتح تھے محض دربار خلافت کے رویے سے مایوس ہو جانے کی وجہ سے اس کی کوئی مزاحمت نہ کی اور انہیں اس نئی سلطنت کی فکر بھی نہ ہوئی کیونکہ ان نامساعد حالات کے علاوہ ان کا کوئی سردار بھی نہ تھا جس کی وجہ سے ان کا شیرازہ منتشر ہو رہا تھا۔

۹۹ھ میں سلیمان بن عبدالملک کا انتقال ہو گیا اور ان کے بعد حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے۔ ان کے عہد حکومت میں سندھ میں مکمل امن و امان رہا۔ لاکھوں سندھی مسلمان ہوئے لیکن ۱۰۱ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا اور ان کی جگہ یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا جس نے تمیم بن زیاد کو سندھ کا گورنر بنایا۔ وہ بہت رحمدل اور فیاض تھا۔ اس نے سندھیوں کے دل موہ لیے مگر وہ بھی جلد ہی فوت ہو گیا اور اس کے بعد حکیم بن عوانہ کلبی سندھ کا گورنر ہوا۔ جب وہ یہاں آیا تو اس نے دیکھا کہ سندھ کے اکثر علاقوں میں بغاوت پھیل گئی ہے۔ داہر کے خاندان کے باقی ماندہ شہزادے اپنا آبائی ملک حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہندوستان کے ہندو راجہ ان کی مدد پر کمربستہ ہیں۔ نیز نومسلم سندھی مرتد ہو رہے ہیں اور اس تحریک ارتداد نے ان عراقی اور شامی عربوں کو جو یہاں سلیمان بن عبدالملک

Marfat.com

کے حکم امتناعی کے بعد مستقل طور پر آباد ہو گئے تھے، خطرے میں مبتلا کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ بیچارے تھوڑی تعداد میں مختلف شہروں اور قصبوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور اپنے سپہ سالار کے قتل ہو جانے کے بعد نہایت افسردہ خاطر ہو کر اور اپنے ہتھیار کھول کر اپنے بیوی بچوں کی پرورش کے لئے نو مسلموں کے ساتھ کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے تھے۔ ان میں سے بیشتر لوگوں نے اپنے اہل و عیال بھی شام و عراق سے منگوا لئے تھے۔

حکم بن عوانہ کلبی نے گورنری کا چارج لیتے ہی ان تمام عربوں کو مختلف مقامات سے بلا کر ایک جگہ جمع کیا تاکہ یہ منتشر مسلمان خطرہ سے بچ جائیں۔ نیز یہی لوگ چونکہ سندھ کے اولین فاتح تھے اس لئے ان کی بہادری اور تدبر پر اسے اعتماد تھا اور وہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ محمد بن قاسم کا بیٹا عمر بھی تھا۔ حکم بن عوانہ نے جلوالی ندی کے مشرقی کنارے پر شامی اور عراقی عربوں کو جنہیں اس نے مختلف مقامات سے اکٹھا کر لیا تھا۔ ایک جدید بستی میں آباد کر کے اس کا نام محفوظہ رکھا۔

بلاذری کی روایت ہے کہ حکم بن عوانہ نے اس بستی کی بنیاد رکھنے سے پہلے شام کے قبیلہ بنو کلب کے افراد سے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا رکھا جائے۔ کسی نے کہا۔ دمشق کسی نے حمص اور ایک نے تدمر کہا۔ یہ سن کر حکم نے کہا۔ "اے احمق! تجھے موت آتے میں تو اس کا نام محفوظہ رکھتا ہوں"

اب حکم بن عوانہ اور عمر بن محمد بن قاسم کی سرکردگی میں ان شامی اور عراقی عربوں نے پھر سے اپنے ہتھیار سنبھال کر جا بجا فتوحات حاصل کیں اور تمام سرکشوں کو مطیع کیا۔ جب حکم بن عوانہ فوت ہو گیا تو دربار خلافت سے عمر بن محمد بن قاسم کے نام گورنری کا فرمان آ گیا۔ اور اس نے اس جلوالی ندی کے مغربی کنارے پر ایک نیا شہر منصورہ آباد کیا جس سے محفوظہ کی رونق اجڑنے لگی اور منصورہ آباد ہوتا چلا گیا۔ یہاں شامی اور عراقی سردار اپنے بیشتر ہمراہیوں سمیت آباد تھے۔ اس طرح منصورہ گویا سندھ میں اریجائیوں کا پہلا اور مستقل مسکن بن گیا۔ ۱۲۶ھ میں عمر بن محمد بن قاسم کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کی جگہ منصور بن جمہور سندھ کا گورنر مقرر ہوا مگر ۱۳۲ھ میں خلافت بنو امیہ کا چراغ گل ہو گیا اور خلافت عباسیہ کے ہاتھ میں تمام اقتدار آ گیا۔

اس باب کو ختم کرنے سے پیشتر ہم منصورہ کا کچھ حال لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

منصورہ کی ریاست کا ایک جائزہ

المنصورہ سے ارائیوں کا خصوصی تعلق ہے اور یہ ریاست ان کی تاریخی کشمکش میں ایک اہم کردار کی حامل ہے۔ ہم گذشتہ ابواب میں اس کا مختصر تعارف پیش کر چکے ہیں لیکن چند بے حد ضروری حقائق کی نقاب کشائی کے لئے اس علیحدہ باب کا باندھنا تاریخ کے تسلسل کا تقاضا ہے۔ اس لئے ہم ذیل میں اس کی تعمیر و ترقی سے لیکر اس کی تباہی و بربادی کے دور تک اہم واقعات کا سلسلہ پیش کرتے ہیں۔

تاریخی ماخذ اس موضوع پر مسعودی، بلاذری، ابن حوقل، البشاری، المقدسی، الاصطخری اور بعض انگریز مصنفین کے جملہ بیانات کا بہترین مجموعہ ایک کتابی صورت میں اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس کا نام ہے۔ عرب کنگڈم آف المنصورہ۔ (ARAB KINGDOM OF AL-MANSURAH)

جسے محترم جناب ڈاکٹر ممتاز حسین پٹھان ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایل ایل بی نے اپنے پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ کی صورت میں لکھ کر سندھ یونیورسٹی کو ۱۹۶۲ء میں پیش کیا تھا اور جسے سندھ یونیورسٹی کے شعبۂ سندھالوجی نے ۱۹۷۴ء میں شائع کیا ہے۔ اس کی موجودہ قیمت مبلغ ۲۰۰ روپے ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں بعض نایاب نقشے اور تصاویر شامل کر کے اسکی قدر و قیمت کو بہت بڑھا دیا ہے ان میں سے چند تصاویر اور نقشے ہم بھی اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے اپنی کتاب میں شامل کر رہے ہیں۔

اس مقالہ کی افادیت اور اس کے سند ( ) ہونے کا یقین اس وقت ہو جاتا ہے جب گہری نظر اور غور و فکر سے اس کا مطالعہ کیا جائے، کیونکہ صاحب مقالہ نے کوئی بات بغیر مقالہ کے نہیں کہی ہے اور درجۂ اسناد سے گرا ہوا کوئی حوالہ درخور اعتنا نہیں سمجھا ہے۔ حوالہ جات کی کتابوں کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

۱۔ عربی ماخذ کی ۴۲ کتابیں ۲۔ فارسی ماخذ کی ۱۱ کتابیں

Marfat.com

۳۔ صوبہ سندھ کے گزٹیئر ۳ ۴۔ امپیریل گزٹ آف انڈیا ایک
۵۔ ریسرچ جرنلز ۵ ۶۔ انسائیکلوپیڈیا اور ڈکشنریاں ۲
۷۔ انگریزی ماخذ کی ۱۴ کتابیں ۸۔ اُردو ماخذ کی ۴ کتابیں
۹۔ سندھی ماخذ کی ۳ کتابیں۔

اس فہرست پر نظر ڈالنے سے مقالہ کی اسنادی حیثیت کا تعین خود بخود ہوجاتا ہے۔

محمد بن قاسمؒ کی لشکر کشی حجاج نے پہلی دو مہمات کی ناکامی کے بعد محمد بن قاسمؒ کی سرکردگی میں تیسری دفعہ منتخب شدہ شامی اور دوسرے عرب شہسواروں پر مشتمل چھ ہزار کا لشکر روانہ کیا (صفحہ ۴۱)۔ منتخب گھوڑسواروں کا یہ لشکر محمد بن قاسم سے شیراز میں آکر ملا۔ (صفحہ ۴۱) جس میں بدیل، ازدی، مسعود کلبی، مخارق ابن کعب الراسی جیسے جوانمرد اور قابل فخر جرنیل بھی شامل تھے۔ (صفحہ ۴۵)

گویا اس مہم کے خطرات کے پیش نظر حجاج نے بہترین فوجی CREAM OF THE ARMY) کو روانہ کیا تھا اور مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی نے اپنی کتاب "آئینہ حقیقت نما" کے صفحہ ۱۶۶ پر اسی ضمن میں یہ انکشاف کیا ہے کہ اس لشکر میں ایک معقول تعداد اریحا کے باشندوں کی تھی۔ چونکہ اس لشکر کی کشور کشائی اور جانبازی کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کرچکے ہیں لہٰذا اس کا اعادہ کرنے کی ضرورت اب باقی نہیں رہتی۔

منصورہ اور [illegible] بنو ہبار قریش کے ایک قبیلہ بنو اسد کی ایک شاخ بنو ہبار ہے۔ ہبار کا باپ الاسود بن مطلب مکہ کے مشہور ترین رئیسوں میں سے تھا۔ ہبار ابن الاسود فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوگیا تھا اس کی نسل میں بڑے بڑے مجاہد ہوئے جنہوں نے بنو امیہ اور بنو عباس کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ ان مجاہدین میں ہمیں عمر بن عبدالعزیز ہباری کا نام ملتا ہے۔ جس نے منصورہ کی ریاست کو اُس وقت سنبھالا جب عربوں پر سندھ میں دورِ ابتلا تھا اور وہ یمنیوں، مصریوں اور نزاریوں کی ٹولیوں میں بٹ کر

Marfat.com

خانہ جنگی سے مفلوج ہو چکے تھے (یہ عمر بن عبدالعزیز، اموی نہیں ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز بن منذر بن زبیر بن عبدالرحمٰن بن ہبار بن الاسود بن مُطلب بن عبدالعزیٰ)

بلاذری کے بیان کے مطابق منذر ابن زبیر سندھ میں بنوامیہ کے مشہور گورنر حکم بن عوانہ الکلبی کے ساتھ وارد ہوا تھا (صفحہ ۸۷) اور ان کا خاندان سندھ میں اقامت گزین ہو گیا۔ عمر بن عبدالعزیز یہیں پیدا ہوا اور یہیں پرورش پائی۔ حکم بن عوانہ الکلبی خود ملک شام کا رہنے والا تھا اور ظاہر ہے کہ وہاں سے ہی اپنے بہترین مخلص اور بہادر ساتھیوں کو ساتھ لایا ہو گا اور جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں بنوامیہ کے حکمرانوں نے بہترین لوگ زیادہ تر اریحا کے علاقہ میں آباد کر کے اس چھاؤنی کو اپنی خاص شاہی چھاؤنی کا درجہ دے رکھا تھا۔ اس لئے گمان غالب یہی ہے کہ منذر ابن زبیر بھی اسی علاقہ سے تعلق رکھتا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز کے ابتدائی حالات کا پتہ نہیں چلتا لیکن تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنو عباس کے دور خلافت میں جبکہ عمران بن موسےٰ البرمکی سندھ کا گورنر تھا مضریوں اور نزاریوں میں زبردست خانہ جنگی تھی، یہ نزاریوں کا لیڈر بن گیا تھا۔ عربوں کی اس خانہ جنگی میں عباسی گورنر عمران مارا گیا اور عمر بن عبدالعزیز نے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے منصورہ پر قبضہ کر لیا۔ وہ بڑی سیاسی سوجھ بوجھ کا آدمی اور زبردست منتظم تھا اس نے عباسی خلیفہ المتوکل سے عمران کی جگہ سندھ کی گورنری کا پروانہ حاصل کر لیا۔ جسے خلیفہ نے اس لئے خوشی سے منظور کر لیا تھا کہ وہ سندھ کی سیاسی حالت سے پریشان بلکہ مایوس ہو چکا تھا (صفحہ ۸۸) اس نے منصورہ کے امیر کی حیثیت سے ۲۷۰ھ تک تقریباً ۳۰ سال حکومت کی۔ وُہ برصغیر کی مسلم حکومت کی ایک قابل قدر شخصیت تھا اور اپنے نمایاں کارناموں کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ اس کا خاندان منصورہ پر اس وقت تک حکومت کرتا رہا جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۶ھ میں سومنات کی مہم سے واپسی پر اس کا خاتمہ کر کے وہاں اپنا گورنر مقرر کر دیا۔ (صفحہ ۹۰)

اس خاندان کی حکومت کا ذکر کرتے ہوئے المسعودی، الاصطخری اور ابن حوقل

Marfat.com

وغیرہ نے اسے سندھ کا زرّین باب قرار دیا ہے یہ حضرات اس خاندان کے دور حکومت میں منصورہ میں وارد ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چشم دید حالات بیان کئے ہیں۔ تاریخی حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ قرامطہ نے ملتان کی ریاست پر غلبہ پاکر آہستہ آہستہ سندھ میں اپنے داعی اور منّاد بھیجے اور آخر ایک وقت ایسا بھی آگیا کہ خاندان بنو ہبار کا آخری امیر جس کا نام خفیف تھا قرامطہ سے شکست کھا گیا اس لئے سلطان محمود کو سومنات سے واپسی پر قرامطہ کی بیخ کنی کے لئے المنصورہ پر لشکر کشی کرنی پڑی۔

اس طرح سندھ میں عربوں کی آخری ریاست کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ ارائیوں کی تاریخ میں اس ریاست کی تباہی سب سے بڑا المناک حادثہ ہے۔ کیونکہ قرامطہ کا شکار سنّی المذہب ہونے کی حیثیت سے ارائیں ہی تھے۔ اور اس شہر اور حدود ریاست میں ارائیں کثرت سے آباد تھے، اسی لئے محمود غزنوی واپسی پر ارائیوں کے کئی خاندان اپنے ساتھ افغانستان لے گیا تھا جہاں ان کی نسلیں آج تک موجود ہیں۔

المنصورہ سے برآمد ہونے والے سکّے

۱۸۵۴ء میں مسٹر بلاسز (MR. BELLASSIS) نے منصورہ کے آثار کی کھدائی کے دوران چند سکے حاصل کئے تھے جن میں چند کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) چاندی کا ایک سکہ جس کا وزن ۹ گرین ہے۔ اس کے ایک طرف بالله کنده ہے اور دوسری طرف بالله بنو عمرو یه منذر کنده ہے۔ محمد رسول الله عمر

(۲) چاندی کا ایک اور سکہ ہے جس کا وزن ۸.۴ گرین ہے اس کے ایک طرف لا اِلٰہَ الاّ الله وحده لاشریك لهٗ اور دوسری طرف محمد رسول الله۔ الامیر عبد الله کنده ہے۔

(۳) تانبے کے ایک سکے پر بھی یہی عبارت کندہ ہے

اس طرح کے مختلف سائز کے ۱۱ سکّے پائے گئے ہیں منصور بن جمہور الکلبی کے عہد نظامت کے سکّے بھی برآمد ہوئے ہیں جن میں سے ایک تانبے کا سکّہ ہے۔ جس کا وزن

Marfat.com

۲۴ گرین ہے اس پر ایک طرف کلمہ شریف ہے اور دوسری طرف لبسم اللہ ضرب من بالمنصورہ ما امر بہ منصور کندہ ہے۔ (صفحہ ۱۱۵)

المنصورہ اور قرآن مجید برصغیر ہندو پاک میں سب سے پہلے المنصورہ کی ریاست کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے ایک ہندو راجے کے لئے قرآن مجید کا سندھی زبان میں ترجمہ کرایا تھا (۱۴۷-۱۴۶)

المنصورہ کی تباہی منصورہ شہر کی تباہی کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں لیکن اس کے کھنڈرات کو دیکھ کر جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ زبردست زلزلہ نے پورے شہر کی عمارات کو منہدم کر دیا اور چونکہ یہ شہر دریا کے کنارے پر آباد تھا اس لئے زلزلہ کی بدولت دریا نے اپنا رخ تبدیل کر دیا اور سیلاب اور زلزلہ دونوں نے مل کر شہر کو ہمیشہ کے لئے ویران کر دیا۔ اس کے کھنڈرات کو دیکھ کر مسٹر بلاسز نے کہا تھا کہ یہ شہر تو سندھ کا پومپیائی ہے۔ مسٹر بلاسز۔ رچرڈسن کننگھم اور برا دری وغیرہ انگریز محققین اور ماہرین آثار قدیمہ اس بات پر متفق ہیں کہ المنصورہ کی تباہی زلزلہ کی وجہ سے ہوئی تھی۔ (صفحہ ۱۶۲) اور اس تباہی کو مکمل کرنے میں جاٹوں اور نے پورا پورا حصہ لیا کیونکہ یہ لوگ زبردست ڈاکو اور لیٹرے تھے۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ المنصورہ پر قدرتی آفات کی وجہ سے تباہی آگئی ہے تو ان کے غول کے غول لوٹ مار کے لئے حملہ آور ہوئے اور سب کچھ لوٹ کر لے گئے انہوں نے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور بدنصیب ساکنان شہران قیامت خیز ہنگاموں میں جہاں سینگ سمائے بھاگ نکلے (صفحہ ۶۲) کچھ اوچ کی طرف چلے گئے۔ کچھ دریائے سرسوتی کے ساتھ یوپی کی طرف ہجرت کر گئے اور یہ عروس البلاد اب کھنڈرات کی صورت میں درس عبرت دے رہا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔

Marfat.com

سرزمین سندھ پر بنو امیہ کے گورنر

سرزمین سندھ کا فاتح اور پہلا گورنر محمد بن قاسم الثقفی تھا جو ۹۱ھ میں سندھ میں وارد ہوا اور ۹۶ھ میں واسط کے جیل خانہ میں جو عراق میں ہے، بے دردی سے مروا دیا گیا۔

اس کے بعد کے گورنروں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

۱: یزید بن ابی کبشہ (سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں (۹۶ھ سے ۹۶ھ تک) صرف اٹھارہ دن کے لئے۔

۲: حبیب بن مہلب بن ابی صفرہ (۹۶ھ تا ۹۸ھ)

۳: عمرو بن مسلم الباہلی (حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں) (۹۹ھ تا ۱۰۱ھ)

۴: ہلال بن احوز تمیمی (یزید بن عبدالملک کے عہد میں) ۱۰۱ھ تا ۱۰۵ھ)

۵: جنید بن عبدالرحمٰن المرّی) (ہشام بن عبدالملک کے عہد میں)

۶: تمیم بن زید العتبی (ہشام بن عبدالملک دور میں)

۷: حکم بن عوانہ الکلبی (ہشام بن عبدالملک کے عہد میں)

۸: عمرو بن محمد بن قاسم الثقفی ایضاً

۹: یزید بن عرار (ولید بن ہشام کے عہد میں (۱۲۵ھ تا ۱۲۶ھ

۱۰: منصور بن جمہور الکلبی (بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن الحمار کے عہد میں (۱۲۶ھ سے ۱۳۲ھ تک)

اس کے بعد بنی عباس کا زمانہ آیا۔

اس طرح بنو امیہ کی حکومت سندھ پر ۹۲ھ سے لے کر ۱۳۲ھ تک یعنی تقریباً ۴۰ سال تک رہی۔ بنو عباس کا پہلا گورنر عبدالرحمٰن بن ابی مسلم تھا۔ جو سندھ میں آکر منصور بن جمہور سے لڑا اور مارا گیا۔ یہ ابوالعباس، سفاح عباسی کا زمانہ تھا جو بنو عباس کا خلیفہ ہوا ہے۔ اس کے بعد موسیٰ بن کعب تمیمی نے آکر گورنری کا چارج سنبھالا اور آخری گورنر عمر بن عبدالعزیز ہباری تھا جو خلیفہ متوکل کے عہد (تقریباً ۲۴۰ھ) میں تھا۔ اس کے بعد بنو عباس کی حکومت کو بھی زوال آگیا۔ سندھ میں بنو عباس کی حکومت ۱۳۲ھ سے ۲۵۵ھ تک رہی۔

Marfat.com

بابِ دوم

ارائیں قوم کے متعلق دوسرے نظریات

بعض گمراہ کن اور غلط اور بعض ثبوت سے خالی ہیں

اس باب میں ہم بعض دوسرے گمراہ کن اور غلط نظریات یا ایسے صحیح نظریات جو ہیں تو کچھ درست اور کچھ غلط لیکن عدم ثبوت کی بنا پر قابل قبول نہیں ہو سکتے، بیان کر کے اُن کی تردید میں دلائل پیش کرینگے تاکہ ارائیں برادری کے متعلق جو صحیح نظریہ ہم پہلے صفحات میں پیش کر چکے ہیں، پوری طرح واضح ہو کر سامنے آجائے کہ حقیقت میں یہی نظریہ درست اور صحیح ہے۔

۱۔ انتہائی گمراہ کن ــــــ کہ ارائیں یہودی ہیں

اپریل ۱۹۶۲ء کے سندھی ہفت روزہ "خادم وطن" (میرپور خاص) کے ایک شمارہ میں محمد حنیف مہر کا جیلوی (حال ٹیچر زراعت[1] گورنمنٹ جامع ہائی سکول میر پور خاص) کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ ارائیں چونکہ سبزیاں اُگاتے ہیں اور سبزیوں کا مطالبہ یہودیوں نے کیا تھا اس لئے ارائیں یہودی النسل ہیں۔ دراصل یہی مضمون "تاریخ قوم ارائیں" کی ترتیب کا محرک تھا جسے پڑھ کر میں نے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

[1] موصوف کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

اس نظریہ کا کھوکھلا پن اور اس دعویٰ کی دلیل کو بودا ثابت کرنے کے لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم قرآن مجید میں اس واقعہ کی تفصیل ڈھونڈ کر قارئین کی نذر کریں تاکہ اس کا تاریخی پس منظر ان کے سامنے رہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا اور ان کی اولاد اسرائیل کہلاتی ہے۔ انہیں یہودی بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد جب مصر میں قبطیوں کا زور بڑھ گیا اور یہودی کمزور ہوتے چلے گئے تو انہیں غلام بنا لیا گیا اور ان سے بیگار لی جانے لگی۔ یہ غلامی اس قدر سخت تھی کہ یہودیوں کی زندگی اجیرن ہو گئی چنانچہ وہ مدتوں تک ظلم و ستم کی چکی میں پستے رہے، حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور ان کی زیر سرکردگی اللہ تعالیٰ نے اس مقہور قوم کو مصریوں سے نجات دلائی۔ جب یہودیوں کا یہ قافلہ جس کی تعداد کئی لاکھ تھی مصر سے ہجرت کر کے صحرائے سینا پہنچا تو وہاں پانی اور خوراک کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک چٹان سے پانی کے بارہ چشمے جاری کر دیئے تاکہ اسرائیل کا ہر قبیلہ اپنے اپنے چشمہ سے پانی لیتا رہے اور خوراک کیلئے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے دھنیئے کے دانوں کی طرح چھوٹے چھوٹے دانے برسائے جو شہد کی طرح میٹھے اور دودھ کی طرح سفید تھے۔ ان کو من کہتے تھے۔ صبح صبح اہل قافلہ خیموں سے باہر نکل کر انہیں چُن کر کھا لیتے تھے۔ رات کو بٹیر کی طرح کے جانوروں کے غول اڑتے ہوئے آتے اور ان کے خیموں میں گھس جاتے تھے، وہ لوگ ان جانوروں کا گوشت کھاتے تھے۔ یہ جانور سلویٰ کہلاتے تھے۔

جب گھر بیٹھے بٹھائے کافی عرصہ تک من و سلویٰ کھاتے رہے تو بجائے شکر گزاری کے انہوں نے حضرت موسیٰ سے مطالبہ کر دیا کہ "اے موسیٰ! اپنے خدا سے کہو کہ ترکاری، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز وغیرہ جو نباتات زمین سے اُگتی ہیں ہمارے لئے پیدا کرے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ایسی عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو اور اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں تو کسی شہر میں جا اترو، وہاں جو مانگتے ہو مل جائے گا۔ آخرکار ذلت و رسوائی اور محتاجی و بے نوائی اُن سے چمٹا دی گئی اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور اس کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے یعنی نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ جاتے تھے"۔

قرآن مجید کے الفاظ میں بس یہ واقعہ تھا جس میں من و سلویٰ کی بجائے یہودیوں نے سبزیوں کا مطالبہ

Marfat.com

کیا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے کفرانِ نعمت اور سرکشی کے بدلے ان پر اپنا غضب نازل کیا اور وہ صدیوں تک تباہ و برباد ہوتے رہے۔ ان کی مزید نافرمانیوں اور تباہیوں کا ذکر قرآن مجید میں بار بار آیا ہے تاکہ دوسری قومیں ان سے عبرت پکڑیں۔

ہمارے مذکورہ مقالہ نگار نے صرف سبزیوں کا نام پڑھ کر فوراً یہ اندازہ لگا لیا کہ ہو نہ ہو ارائیں ہی وہ مبغوض قوم ہوگی جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ یہ لغزش انہوں نے صرف "سبزیوں" کی وجہ سے کھائی حالانکہ اگر وہ ذرا سوچتے اور گرد و پیش کا مشاہدہ کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ سندھ میں ہندوؤں کی ایک قوم مالی اور اکثر بھیل، کوہلی بھی سبزیاں لگاتے ہیں۔ اب مقالہ نگار کے اصول کے مطابق انہیں بھی لامحالہ یہودی ہی ہونا چاہیئے تھا پھر یہ خصوصیت ارائیوں تک ہی کیوں محدود رہی یہ کوئی اصول نہیں ہے کہ محض سبزی کا نام سن کر ہر سبزی لگانے والے شخص پر یہودیت کا الزام چسپاں کر دیا جائے، خواہ وہ راجپوت، پٹھان اور جاٹ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ بھی کم و بیش سبزیاں لگاتے ہیں اور کھاتے تو سبھی ہیں۔ آخر یہودیوں سے پہلے بھی تو لوگ سبزیاں اگاتے تھے، پھر وہ لوگ کون تھے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہودی جہاں کہیں بھی ہیں اسرائیلی کہلاتے ہیں، اور فلسطین میں ان کی اسرائیلی حکومت بھی اہل یورپ نے قائم کر رکھی ہے۔ نیز یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ یہودیوں سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دوسری قوم سود خور نہیں ہے۔ وہ ہندوؤں اور فرنگیوں سے بھی زیادہ سود خور ہیں اور صرف سود خوری کی وجہ سے ہی انہیں پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں جرمنوں نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ ہٹلر ان کا جانی دشمن تھا کیونکہ انہوں نے جرمنوں کا خون چوس لیا تھا۔ ابھی پچھلے سالوں میں ہی ہٹلر کے ایک ساتھی ایڈلف ایشمین کو یہودیوں نے اس لئے پھانسی کی سزا دی تھی کہ یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کی ذمہ داری ہٹلر نے اس کے سپرد کر رکھی تھی۔

یہودی جہاں کہیں ہوگا سود کا کاروبار بڑے دھڑلے سے چلائے گا۔ گویا سود اور یہودیت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اس حقیقت سے بھی اغماض نہیں کیا جا سکتا کہ خاندانی خصائص کئی پشتوں تک چلتے ہیں اور کوئی نہ کوئی امتیازی خصوصیت ان میں ضرور باقی رہتی ہے۔ اب اگر ارائیں واقعی یہودی النسل ہیں تو ان میں کچھ نہ کچھ سود خوری کا اثر باقی ہونا چاہیئے۔ مگر یہ بات دعویٰ سے کہی جا سکتی ہے کہ

Marfat.com

ارائیوں میں اور کمزوریاں یا خرابیاں بے شک ہوں تو ہوں مگر ان میں سود توری کی لعنت کا شائبہ تک موجود نہیں اور کبھی مثال کے طور پر بھی آپ کسی ارائیں کا نام نہیں لے سکتے جو سود لیتا ہو حالانکہ ان کی ہمسایہ قومیں اکثر و بیشتر چوری چھپے بلکہ اعلانیہ بھی سودی کاروبار کرتی ہیں۔ غرض جب یہودیوں کا قومی کردار سُود خوری ہے تو ہم کیسے باور کر لیں کہ ارائیں یہودی النسل ہیں۔

۲۔ آریہ نسل؟

نظریہ نمبر ۲ کے مطابق ارائیں آرین ہیں اور اسی بناء پر جرمنی میں ان سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے ہاں سے جو طلبہ یا تاجر جرمنی میں جاتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ انہیں وہاں آرین سمجھ کر بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ جرمن خود آرین ہیں۔ مگر اس غلط فہمی کی وجہ صرف دونوں لفظوں کے ہجوں اور تلفظ کا اشتراک و مماثلت ہے۔ یعنی ارائیں اور آرین (ARAIN-ARYAN) چونکہ آریائی قومیں قدیم ترین قوموں سے زیادہ متمدن اور شائستہ تھیں لہٰذا جرمنوں کو اپنے آریا ہونے پر وہ زیادہ ناز ہے۔ مگر آریاؤں کی قدامت اور ارائیوں کو آریا ثابت کرنا محض تضیع اوقات اور دُور کی کوڑی لانے کے مترادف ہے اور چونکہ ہماری تحقیقات میں ارائیں آرین نہیں ہیں لہٰذا اس پر بحث کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ نیز ہندوستان کی تاریخ سے شغف رکھنے والے احباب آریاؤں کی پیشقدمی اور ارائیوں کی نقل مکانی کے فرق سے بخوبی واقف ہیں جس کا ذکر ہم بھی اپنی کتاب کے آئندہ صفحات میں کریں گے۔

بعض احباب کو ایک اور غلط فہمی ہوئی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جرمنی کے گنجان ترین صنعتی علاقہ رائن کے رہنے والے لوگ جب زمانۂ قدیم میں ہندوستان میں وارد ہوئے تو ارائیں یا رائن کہلائے۔ مگر یہ تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کہہ دیا جائے کہ فلاں ملک میں آم کے پیڑ پر سنگترے لگتے ہیں۔ یہ بات اہل علم کے نزدیک مسلمہ ہے کہ مسلمانوں کی فتوحات سے پہلے اہل یورپ کی مشرق میں آمد کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

۳۔ ایرانی النسل؟

نظریہ نمبر ۳ کے مطابق ارائیوں کو ایرانی ہونا چاہیئے اور اس کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ قدیم فارس (موجودہ ایران) میں رائین اور بریز کی وادیاں اپنے تاکستانوں اور کثرت شراب

Marfat.com

کی وجہ سے مشہور تھیں۔ وہاں کے لوگ اُٹھ کر ہندوستان میں آ گئے اور رائیں یا ارائیں کہلانے لگے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایرانی کا لفظ بگڑ کر اور پنجابی لہجے کے مطابق ارائیں ہو گیا ہوگا۔

مگر یہ دونوں دلیلیں بودی ہیں کیونکہ رائین وادی سے اُٹھ کر آنے والے لوگ اہل رائین اور رائینی تو کہلا سکتے ہیں جیسے ایران سے ایرانی، تاتار سے تاری وغیرہ مگر ارائیں نہیں کہلا سکتے۔

ایرانی کا لفظ بگڑ کر ارائیں ہو جاتا اگرچہ قرین قیاس ہے مگر ایران میں لوگ عموماً پیشہ بھی لکھتے ہیں اور ارائیں کوئی پیشہ نہیں ہے۔ راعی تو بے شک حاکم یا چرواہوں کے معنی میں آتا ہے۔ مگر یہ عربی لفظ ہے اور اس کا استعمال فارسی زبان میں کسی قوم کی نمائندگی کرنے کیلئے کبھی نہیں ہوا ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ آج سے تقریباً دس سال پیشتر ایک شخص فخر الراعی نے شاہ ایران پر قاتلانہ حملہ کیا تھا جس کے نام ساتھ راعی کا لفظ مستعمل تھا مگر وہ ذات کا ارائیں نہ تھا بلکہ کسی کام کی خصوصیت کی وجہ سے راعی کہلاتا تھا چنانچہ بحرین کے علاقہ میں راعی کے معنی صاحب یعنی والا کے ہیں جیسے راعی البوسط یعنی پوسٹ ماسٹر۔

نیز ارائیوں اور ایرانیوں کے رسم و رواج اور مسلک میں کوئی چیز بھی مشترک نہیں ہے۔ ایرانی سہل انگار، تعیش پسند اور شیعہ مسلک کے لوگ ہیں مگر ارائیں سخت محنتی، جفاکش، سادگی پسند اور اہل سنت والجماعت ہیں یعنی ایرانیوں کے بالکل متضاد۔

ایرانیوں کا ورود ہندوستان میں شمال مغرب کی جانب سے ہوا ہے اور وہ جنوب مشرق کی طرف بڑھتے گئے ہیں۔ مگر ارائیوں کی نقل مکانی مغرب سے شمال مشرق کی طرف ہوئی ہے جس کا مفصل ذکر ہم کسی دوسرے باب میں کریں گے۔ فی الحال ہم ڈینیل البنٹن مہتمم مردم شماری کی رپورٹ "مردم شماری ۱۸۸۱ء" سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں:

"قصہ کوتاہ، اغلب ہے کہ ارائیں اصل میں جنوبی انڈس (سندھ) سے آئے اور پنجاب کے پانچوں دریاؤں پر پھیل گئے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ارائیں شمال مغرب یعنی ایران کی طرف سے نہیں آئے۔ لہذا ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ ارائیں ایرانی النسل نہیں ہیں۔

Marfat.com

ہندی نژاد ؟

نظریہ نمبر ۲ کے مطابق ارائیں ہندی نژاد ہیں اور اس کے ثبوت میں کافی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ہم پہلے وہ ثبوت فراہم کرتے ہیں جو انہیں ہندی نژاد کہنے پر مجبور کرتے ہیں اور پھر ان کا تاریخی جائزہ لیں گے۔

۱۔ تاریخ قوم ارائیں کی تدوین کے سلسلہ میں جناب پروفیسر محمود عباسی صاحب سابق ہسٹری ڈیپارٹمنٹ علی گڑھ یونیورسٹی اور مصنف "حقیقت قوم کمبوہ" راقم کے نام اپنے مراسلہ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۶۳ء میں لکھتے ہیں :

"جناب من۔ مجھے کسی ایسی کتاب کا نہ کوئی علم ہے جس میں الرّاعی قوم کا حال یا نسب درج ہو اور نہ قبائل عرب میں کوئی قوم یا قبیلہ قوم الرّاعی نام کا تھا اور نہ محمد بن قاسم ثقفی کے ساتھی عرب مجاہدین میں کسی الرّاعی قبیلہ کا کوئی شخص شامل تھا۔ رائیں یا ارائیں ہندی قوم ہے شریف اور کثیر التعداد۔ ان میں اہل علم اور صاحبان وجاہت اشخاص ہوتے رہے ہیں پنجاب اور یوپی میں متعدد مقامات پر ان کی آبادی ہے۔ سابق کاشتکار پیشہ یہی ہے مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہے۔"

اس مراسلہ میں جب راقم نے ارائیوں کے ہندو ہونے کا پڑھا تو فرط استعجاب سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ کیونکہ ساری عمر نہ کبھی کسی ہندو ارائیں کو دیکھا تھا نہ کبھی کسی سے یہ بات سُنی تھی اس لئے مزید وضاحت کی خاطر جناب پروفیسر محمود عباسی صاحب کو لکھا گیا تو انہوں نے اپنے گرامی نامہ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۳ء میں لکھا :

"جناب چودھری صاحب : بجواب استفسار عرض ہے کہ یوپی کے مختلف اضلاع بریلی، پیلی بھیت، رام پور اور مراد آباد میں رائیں یا ارائیں قوم کے لوگ آباد ہیں۔ ان میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل ہیں بعض لوگ کمبوہ قوم سے ان کا نکاس بتاتے ہیں۔ ان میں بہت بہت سی شاخیں ہیں، شاید پچاس سے زائد۔ کمبوؤں میں بھی ہندو، مسلمان اور سکھ مذہب کے لوگ شامل ہیں۔

"ارائیوں کی بڑی تعداد تو پنجاب میں ہے۔ روایتوں میں اوچ کے علاقہ سے ان کا نکاس بتایا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ راجہ کرن کی پانچویں پشت میں کوئی راجہ بھوٹا تھا

Marfat.com

اس کی اولاد بھوٹا رائیں کہلائی۔ بلکہ ایک کبت بھی مشہور ہے کہ محمود غزنوی سے لڑ کر اور بیٹی بسنتی نہ دے کر اوچہ سے نکلے۔ کبت کے الفاظ یہ ہیں:

اوچہ نہ دینا بھوٹیاں چیا بسنتی نار
دانہ پانی چک گیا چا بن موتی ھار

"بعض کہتے ہیں کہ ارائیں راجپوتوں ہی کی ایک شاخ ہے جو کاشتکاری پیشہ کی وجہ سے راجپوتوں سے الگ ہو گئے۔ عربی قبائل سے اس قوم کا کوئی تعلق نہیں اور نہ سلیم الراعی کسی قبیلہ عرب کے سردار کا کہیں کھوج لگتا ہے۔ ہندوستان میں صدہا قومیں باہر سے آئیں اور مرور زمانہ سے یہاں کی قوموں میں گھل مل گئیں۔ ہندوستانی قوموں کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے آپ کو ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے جن میں مختلف اضلاع کی مقامی روایتوں اور کہاوتوں کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔

۲:۔ ہر ضلع کے گزٹیئر دیکھنے سے اس نظریہ کی تائید میں کئی شہادتیں ملتی ہیں۔ ہم سلیم التواریخ کے حوالے سے بہت سے گزٹیروں کے اقتباسات درج کرتے ہیں۔

ہوشیار پور گزٹیئر: "ارائیوں اور سینیوں کی ظاہراً ایک اصل ہے۔ ارائیں مسلمان ہیں اور سینی ہندو۔"

لاہور گزٹیئر: وہ قوم جو قدرت نے زمینداری اور کاشتکاری کے لائق بنائی ہے وہ ارائیوں کی قوم ہے۔ وہ قریباً سب مسلمان ہیں، اگرچہ تحصیل چونیاں میں ایک یا دو ہندووانی گاؤں ہیں۔ کہتے ہیں وہ اور کمبوہ (جو قریباً سب ہندو ہیں) ایک قوم کی نسل ہیں۔"

ڈینیل ابسٹن سابق لیفٹیننٹ گورنر پنجاب و مہتمم مردم شماری نے اپنی "رپورٹ مردم شماری ۱۸۸۱ء میں لکھا ہے:

"ارائیں قوم پنجابی ہے اور سینی قوم ہندوستانی۔ ارائیں سوائے چند قبیلوں کے باقی سب مسلمان ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصل پنجابی قوم ہے جو ملتان کے علاقہ سے آئی ہے۔"

۳:۔ جناب منشی محمد ابراہیم صاحب محشر انبالوی اپنی کتاب "آل ذوزعین" مطبوعہ ۱۹۲۲ء میں لکھتے

Marfat.com

ہیں کہ "شاہان حمیری جو قحطانی النسل تھے۔ ان میں زید الجمہور کا پوتا پریم ذو رعین بہت مشہور و معروف ہؤا ہے۔ وہ ارائیوں کا مورث اعلیٰ ہے۔ اس کے چچا زاد بھائیوں میں حارث الرائش نامی ایک شخص گزرا ہے جس کا زمانہ حیات اسلام سے قبل تقریباً دو ہزار سال پہلے کا ہے۔ اس کے زمانہ میں آل ذو رعین (یعنی اراعیں) ہندوستان میں حملہ آور ہوتی رہی اور پھر یہیں آباد بھی ہو گئی، جو لوگ ہندو رہے یا ہندو ہو گئے وہ ہندو ارائیں ہو گئے اور جو ظہور اسلام کے بعد اسلامی عساکر کے ہمراہ آتے رہے وہ مسلمان تھے اور وہی لوگ مسلمان ارائیں ہیں۔

اس پر ہم تفصیل سے پھر بحث کریں گے۔ اس وقت فقط یہ بتانا ضروری ہے کہ اگر مختشر صاحب کے اس نظریہ کو درست تسلیم کر لیا جائے تو بھی ارائیں ہندی نژاد نہیں ہوتے بلکہ عربی النسل ہوتے ہیں اور چونکہ ہمارا مبحث ہندی النسل ہونا ہے لہٰذا اس نظریہ پر عربی النسل کے عنوان میں بحث کی جائیگی۔

اب مندرجہ بالا نظریات کے خلاف ہم تاریخی ثبوت پیش کرتے ہیں اور سب سے پہلے سلیم التواریخ (صفحہ ۱۳۶-۱۳۹) کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

تحصیل چونیاں میں چند گاؤں بھاگی وال، ڈھینگ شاہ، ڈھولن اور نین وال کے باشندے ہندو ارائیں کہلاتے تھے۔ انہوں نے اپنی غلطی سے واقف ہو کر بندوبست ۱۸۸۵ء کے وقت سرکار انگریزی میں درخواست کی کہ ہم دراصل ہندو جاٹ ہیں جو دہلی کے نواح سے اُجڑ کر یہاں آئے ہیں اور ارائیں قوم کے دیہات میں آباد ہو گئے ہیں اور یہ سمجھ کر کہ ارائیں اور زمیندار کے ایک ہی معنی ہیں ہم کو بھی لوگ ارائیں کہنے لگے اور ہم نے بھی بہ سبب جہالت کے کچھ اعتراض نہ کیا۔ اب ہم کو تحقیق ہو گیا ہے ہمارے بھاٹ اور میراسی اب تک پتہ نشان ہمارے پچھلے گاؤں کا دیتے ہیں جہاں ہماری برادری اب تک جاٹ کہلاتی ہے۔ اس لئے ہمارا نام کاغذات مال میں جاٹ لکھا جائے۔

بعد ثبوت کامل کے مہتمم بندوبست نے کاغذات مال میں ان کو جاٹ لکھنا منظور کر لیا چنانچہ اس کے بعد وہ جاٹ کہلاتے اور لکھتے رہے بلکہ ان میں سے جو لوگ علاقہ ملتان کنارہ نہر سدھنائی تحصیل کبیر والا میں آباد ہوئے قوم جٹ تحریر ہوئے۔ اب اس کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں کہ پانی پت تھانیسر اور پٹیالہ و جیند کی طرف جو کچھ لوگ ارائیں کہلاتے تھے، اس کی وجہ بھی ایسی غلط فہمی ہے۔ علاوہ اس کے ہم کو معلوم ہؤا ہے کہ رلاٹے کوٹ جیند کی طرف ہندو جاٹوں کی ایک شاخ یا گوت (SUBCASTE)

Marfat.com

رائی یا رائے بھی کہلاتی ہے جس کو پنجابی لہجہ کے مطابق رائیں بھی بول دیتے ہیں ممکن ہے بعض کو اس اشتراک لفظ کی وجہ سے غلطی ہوئی ہو۔

اگر وہ چونیاں والا جتھہ اپنی اصلیت ثابت کر کے تصحیح نہ کراتا تو ہم کو زیادہ تحقیق کی تفویش ہوتی۔

اب ہم کو زیادہ تگ و دو کی ضرورت نہیں رہی چونیاں والوں کی یہ دلیل قرین قیاس اور صحیح ہے کہ ہم سکونتی و ہم پیشہ ہونے کے سبب ہمارا یہ نام پڑ گیا تھا۔ دیکھو حجام، نجار، بزاز، بقال، آہن گر، زرگر وغیرہ مسلمان ہیں مگر ان کے ہم پیشہ ہندوؤں کو بھی محض پیشے کی وجہ سے انہی الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

غور کرنا چاہیئے کہ مردم شماری ۱۸۹۱ء سے مردم شماری ۱۹۰۱ء تک دس سال کے عرصہ میں مسلمان ارائیں دس لاکھ سے بارہ لاکھ ہو گئے۔ اس دس سال کے عرصہ میں ہندو رائیں چار ہزار سے گھٹ کر ڈیڑھ ہزار رہ گئے۔ اب بجائے ترقی کے اتنا تنزل محض اتفاقی تو نہیں ہو سکتا۔ یہ کمی صرف اس غلطی کی تصحیح سے ہوئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر تحصیل چونیاں کے باشندگان کے حال میں کیا ہے۔ اس طرح اگر یہ باقی لوگ بھی اپنی غلطی سے واقف ہو گئے تو بجائے ڈیڑھ ہزار کے صفر رہ جائے گا۔

ہندو کاشت کاروں کا ارائیں کاشت کاروں کی آبادیوں میں رہ کر ارائیں مشہور ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ تاریخوں میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ ایک قوم کے آدمی غیر قوم میں دیر تک آباد رہنے سے اسی قوم کے نام سے مشہور ہو گئے۔ تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ خلجی ایک ترک قوم تھے مگر وہ مدت سے افغانوں میں آکر آباد ہو گئے تھے جو سیوستان اور ہند کے درمیان رہتے تھے اور اس سبب سے افغان یا پٹھان شمار کئے جاتے تھے۔

رسالہ خلاصۂ انساب میں ایک خاص فصل لکھی گئی ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

"احوال بعض سادات کہ مشہور بہ افغان شدند" اس فصل میں سید محمد گیسو دراز اور سید محمد اسحاق کا ذکر کر کے ان کی اولاد سے کاکڑ، کرلانی، شیرانی وغیرہ قوموں کا نام لے کر لکھا ہے کہ

"پس ایں جمیع اقوام عظام مذکورہ در اصل سادات شریف النسب ہستند۔ اما بسبب دوستی مع اہل افغاناں و سکونت در ایشاں، داخل ایشاں شدہ مشہور بہ افغاناں گردیدند"۔

ترجمہ: یہ سب قومیں دراصل شریف نسب سادات میں مگر افغانوں میں رہنے اور ان سے میل ملاقات رکھنے کی وجہ سے افغان مشہور ہو گئیں۔

Marfat.com

تاریخ فرشتہ میں خضر خان بن ملک خان کو صرف اس وجہ سے سید لکھ دیا ہے کہ اس کے عادات و اخلاص سادات کے سے تھے اور وہ سیدوں میں رہتے تھے۔

قوم ارائیں میں دو بڑی شاخیں ملتانی اور سرسروال ہیں۔ ہندو رائیوں میں یہ دو شاخیں ہرگز نہیں ہیں۔ وہ اور ان کے بھاٹ یا میراسی صرف سرسہ کی طرف سے آنا بیان کرتے ہیں۔ مگر سرسہ کی طرف سے تو اور بھی بہت سی قومیں نکلی ہیں۔ اوچہ اور سندھ کا نہ وہ نام لیتے ہیں اور نہ ان کے بھاٹ۔

۱۹۱۱ء کے محکمہ مردم شماری کی رپورٹوں سے ایک کتاب پنجاب اور سرحدی صوبہ کی قوموں کے متعلق انگریزی زبان میں سرکاری طور پر تیار ہوئی تھی جس کا نام ہے۔

A GLOSSARY OF THE TRIEES AND CASTES OF THE PUNJAB AND N.W.F.P VOL III-Z

اس کے صفحہ ۲۷۱ پر ہندو رائیوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اس کا ترجمہ ہم یہاں لکھ دیتے ہیں جس سے رہا سہا شک و شبہ بالکل دور ہو جاتا ہے۔

" رائیں کے دو معنی ہیں۔ اوّل ارائیں۔ دوم، جاٹوں کی ایک قوم جو ریاست جیند میں پائی جاتی ہے، منسارام ان کا شدھ ہے۔ اس کی سمادھ بڑیا میں ہے اور وہ چار روٹیاں اور کچھ میٹھی کھیر شادی کے موقع پر نذرانہ چڑھاتے ہیں اور ہر ماہ کی دوسری، دسویں اور پندرھویں شدی کو گائے کا پہلا دودھ چڑھاتے ہیں۔ لدھیانہ ضلع میں بھی یہ لوگ بستے ہیں جہاں وہ شادی کے موقع پر جنڈی کے درخت کو کاٹتے ہیں اور اس کی شاخوں سے کھیلتے ہیں۔ اسے چھٹیاں کہتے ہیں۔"

۴۔ ارائیوں کے راجپوت نہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ارائیوں نے خود کبھی راجپوت ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ حالانکہ اس برصغیر میں راجپوتوں کو مافوق البشر بھی سمجھا گیا ہے (یعنی اگنی کنڈ سے نکلے ہوئے) یہی وجہ ہے کہ جب نائی، تیلی، موچی، جُلاہے، کمہار، میراسی اور بھرائی وغیرہ موقع دیکھتے ہیں فوراً راجپوت کہلانا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء کے بعد جو ہمہ گیر ہجرت ہوئی ہے اس نے نقل مکانی کرنے والوں کو اپنی ذات بدلنے کے تمام مواقع فراہم کر دیئے ہیں کیونکہ سابق برادریاں یا گاؤں نہیں رہے جہاں لوگ ان کی اصلیت سے واقف تھے لہٰذا انہیں راجپوت کہلانے کا موقع مل گیا اور ان گنت لوگوں نے اپنی ذات بدل کر دوسری ذات کا لبادہ فخریہ اوڑھ

Marfat.com

لیا مگر ارائیں وہ واحد قوم ہے جس کے کسی فرد نے اپنی ذات نہیں بدلی اور نہ اس قوم میں کسی دوسری قوم کا کوئی فرد چور دروازے سے داخل ہُوا ہے۔ اس قوم کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اپنے نجیب الطرفین اور PURE BLOOD ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

غرض جب ارائیں خود بھی ان حالات کے باوجود راجپوت کہلانا پسند نہیں کرتے تو انہیں خواہ مخواہ راجپوت کیوں کہا جائے۔

۵۔ یاد رکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ جہاں قومیں نیا مذہب قبول کرتی ہیں وہاں کچھ نہ کچھ جراثیم پچھلے مذہب کے بھی اپنے ساتھ لے کر آتی ہیں۔ اس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ جب ایرانی و رومی بکثرت مسلمان ہوئے تو انہوں نے نت نئی بدعتیں اسلام میں پھیلائیں۔ ان گنت فرقے بنائے اور سیدھے سادے مذہب اسلام کا کچھ ایسا گورکھ دھندا بنا دیا کہ اس وقت سے لے کر آج تک مسلمان ایک مرکز پر متحد نہ ہو سکے بلکہ ہزاروں فرقے بنتے رہے۔

ایرانیوں اور رومیوں کے مسلمان ہو جانے کے بعد پروہت ازم، قیصریت، پاپائیت، وہبیت اور امامت وغیرہ کے نظریوں نے کسی نہ کسی طرح اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اختلافات کو وہ ہوا دی کہ آج تک مسلمان ایک دوسرے کا خون بہانا ثواب سمجھتے ہیں۔ خلق قرآن کا فتنہ جس نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ جیسی بزرگ ہستی کو کوڑوں سے پٹوایا۔ خالص عجمی پیداوار تھا۔

خیر یہ تو تھیں دور کی باتیں، مگر جب ہم اپنی ہمسایہ قوموں کا جائزہ لیتے ہیں تو بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے آبائی مذہب اور خاندانی خصائص کا کچھ نہ کچھ پر تو اب تک محفوظ رکھتی ہیں۔ مثلاً راجپوتوں کے بہت سے فرقے بیوہ کے نکاح ثانی سے کتراتے ہیں، حالانکہ بیوہ سے نکاح ثانی کی ترغیب خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے دی ہے اور قرآن حکیم میں سورۂ نور میں ارشاد ہے۔

"وتم اپنی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔"

صحابۂ کرامؓ کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں مگر ان سب باتوں کے باوجود مسلمان راجپوتوں میں بیوہ کے نکاح ثانی کا رواج بہت کم ہے اور یہی چیز انہیں دوسری قوموں سے ممیز کرتی ہے اگر ارائیں بھی راجپوت یا ہندی النسل ہوتے تو ان کے ہاں بھی کہیں نہ کہیں ایسی مثالیں ضرور ملتیں کیونکہ عصبیت

Marfat.com

اور نسلی امتیاز کے جراثیم کسی نہ کسی کونے کھدرے میں پرورش پاتے ہی رہتے ہیں اور ہر شخص مولانا عبیداللہ سندھیؒ یا مولانا احمد علی لاہوریؒ تو نہیں ہو سکتا جو سکھوں سے مسلمان ہونے کے باوجود خود پشتینی مسلمانوں کے رہنما بنے اور شرک و بدعت کے قاطع اور وحدانیت کے مبلغ ہوئے۔

ہم نے اس ضمن میں صرف نکاح ثانی بیوگان کی مثال پیش کی ہے ورنہ ہندی نژاد قوموں میں مسلمان ہونے کے باوجود کئی رسمیں اکثر ایسی ملتی ہیں جن پر شرک اور بدعت کا اطلاق ہو سکتا ہے اور جو عربی النسل مسلمانوں میں مفقود ہیں۔ اس ساری بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ارائیں ہندی نژاد نہیں ہیں۔

ہماری تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوؤں میں جو لوگ رائیں کہلاتے ہیں وہ دراصل رائی ہیں اور سب راجپوت ہیں اور راجپوتوں میں رائے کا لفظ بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ سندھ میں باغبانی کرنے والی ہندوؤں کی ایک قوم مالی کہلاتی ہے جو راجپوت ہیں۔ چنانچہ انگریزوں کی طرف سے جن ہندوؤں کو اچھی کارکردگی پر کوئی خطاب ملتا تھا انہیں "رائے صاحب" یا "رائے بہادر" کہا جاتا تھا۔ رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اور رائے بہادر بدری ناتھ لاہور کی مشہور ہستیاں تھیں۔ رائے راجو وہ ناظم راجپوت تھا جو حضرت علی ہجویری عرف داتا گنج بخشؒ کے ورود مسعود کے وقت لاہور کا حاکم تھا۔ اس نے حضرت علی ہجویریؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور بعد میں رائے ہندی کے لقب سے مشہور ہوا۔ پرتھوی راج کو رائے پتھورا بھی کہتے ہیں۔ یہی لفظ مسلمان راجپوتوں میں "راؤ" کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ راؤ خورشید علی خان مشہور شخص ہیں۔ یہی لفظ رائے کبھی کبھی رائی کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور رائی پنجابی لہجہ میں بگڑ کر رائیں بن گیا ہے۔ حالانکہ ہندو رائیں دراصل رائی یا رائے ہیں اور راجپوت ہیں۔

مسلمان ارائیوں کی آبادی کا ایک مشہور خطہ سرسہ کے علاقہ میں "بارہ ارائیاں" کے نام سے مشہور تھا۔ اس طرح جہاں راجپوت زیادہ رہتے ہوں گے وہ موضع رائیاں مشہور ہو گیا ہو گا جس طرح سندھ کے علاقہ میں گاؤں زیادہ تر کسی بڑے آدمی کے نام سے مشہور ہو جاتے ہیں یا اس ذات برادری کا نام پڑ جاتا ہے جس ذات کے لوگ اس میں زیادہ آباد ہوں۔ جیسے قیصب جھیم یا دستان گوٹھ اسی طرح رائن (رائے کی جمع) کے گاؤں مشہور ہیں۔ ان گاؤں میں بسنے والے یا وہاں سے نکل کر دوسری

Marfat.com

جگہ آباد ہونے والے لوگ رائی اور پنجاب میں (لہجہ بدلنے کی وجہ سے) رائیں مشہور ہوئے کیونکہ پنجاب میں نُون غُنّہ کا استعمال زیادہ ہے۔ جیسے گائے سے گائیں اور دہی سے دہیں وغیرہ۔

راقم کا ایک ہم جماعت جگدیش چند رائی تھا جس نے مشن ہائی سکول پالم پور ضلع کانگڑہ سے راقم کے ساتھ ۱۹۳۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔ وہ ریاست منڈی سکیت کا رہنے والا تھا جو پالم پور سے غالباً پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس سے جب رائی اور رائیں کے لفظ پر بحث ہوئی تو اس نے بتایا کہ ہم لوگ راجپوت ہیں اور ڈوگرہ کٹوچ اور رانا راجپوتوں کی نسبت ہماری تعداد ضلع کانگڑہ میں کم اور منڈی سکیت میں زیادہ ہے اُس نے نہایت فصاحت سے بتایا تھا کہ رائی ہماری گوت یا SUB CASTE ہے اور ہم رائیں یا ارائیں ہرگز نہیں ہیں اور یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہندو رائی اور مسلمان ارائیں کے تمدن اور معاشرت میں کوئی چیز بھی مشترک نہیں ہے۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ انکشاف اس وقت ہوا جب راقم کو ۲۹ اپریل ۱۹۶۲ء کو سردار احمد علی صاحب صدر انجمن راعیان پاکستان نے اپنے خاندان کا شجرہ نسب دکھایا۔ اس میں بارھویں پشت میں ایک آدمی کے سامنے لکھا ہوا ہے کہ اس نے ریاست منڈی سکیت سے آگے کلو کی رہنے والی کسی ہندو عورت سے شادی کی تھی جو مسلمان ہو گئی تھی۔ اس کے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوئے جب یہ شخص فوت ہو گیا تو وہ عورت بچوں سمیت واپس کلو چلی گئی اور گنگا جا کر دوبارہ ہندو بن گئی اس کے بچے بھی ہندو بن گئے یہی لوگ اور ان کی نسلیں بعد میں رائی یا رائیں کہلائیں۔

اس شجرے اور جگدیش رائی کے بیان میں مطابقت بھی ہے۔ عورت راجپوت تھی۔ اس کے لڑکے ارائیں کے نطفہ سے تھے، وہ رائیں کہلاتے تھے اور ننھیال کی طرف سے اچھوت ہونے کی وجہ سے اچھوت کہلائے کیونکہ اسی ماحول میں رہے اور دوبارہ پھر کبھی انہیں اپنی اصلیت کے متعلق صحیح معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ مگر یہ سب کچھ منڈی سکیت اور کانگڑہ کے راجپوت رائیوں پر منطبق ہو سکتا ہے۔

۶۔ اب ہم جناب محمود عباسی صاحب کے مراسلہ میں مذکور ہوٹھار ائیں اور اس کبت کا ذکر کرتے ہیں، اس ضمن میں آئینہ حقیقت نما صفحہ ۹۱ سے درج کر دیتے ہیں تاکہ اصل مسئلہ پر روشنی پڑے اور غلط فہمی دور ہو جائے حقیقت یہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی کا ملتان پر حملہ کر کے اسے مسخر کر لینے کا ذکر بے شک تواریخ میں موجود ہے مگر اوچھ پر اس کے حملہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ البتہ سلطان شہاب الدین محمد غوری نے

Marfat.com

۱۱۷۵ھ میں ملتان پر حملہ کیا۔ ملاحدہ (قرامطہ) جن کا سب سے زیادہ زور اس وقت ملتان میں تھا) نے سخت مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور اکثر گرفتار و مقتول ہوئے۔ سلطان نے اپنے سپہ سالار علی کرماخ کو ملتان کا حاکم مقرر کیا اور جب ملتان کے مفرور قرامطہ نے اُچہ میں پناہ لی اور اُچہ کا راجہ ان کے ساتھ مل کر سلطان محمد غوری کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا تو راجہ کی بیوی نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر میری بیٹی سے نکاح کرنے کا وعدہ کرو اور میرے مال، زیور اور جائیداد کو نقصان نہ پہنچاؤ تو میں راجہ کا کام تمام کئے دیتی ہوں۔ اس طرح تمہارا کام بہت ہلکا ہو جائے گا۔ سلطان نے جواباً راجکماری سے شادی کر لینے کا وعدہ کر لیا۔ رانی نے راجہ کو ہلاک کر دیا جو خود ہی مغلوب ہونے والا تھا سلطان نے قلعہ اُچہ پر قابض ہو کر اپنے وعدہ کو پورا کیا اور راجکماری سے نکاح کر کے اس کو اپنے ساتھ غزنی لے گیا۔ جہاں دو برس بعد یہ لڑکی فوت ہو گئی۔

یہ اقتباس "آئینہ حقیقت نما" سے درج کرنے کے بعد جب ہم اس کبت پر غور کرتے ہیں تو اس کے معنوں میں ایک بات صاف نظر آتی ہے یعنی بھوٹہ نے اُوچّہ نہ دیا بلکہ بسنتی دے دی۔ غالباً عباسی صاحب نے نار کے لفظ سے غلطی کھائی ہے۔ نار کا مطلب فارسی میں آگ اور پنجابی میں نوجوان لڑکی ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ بسنتی کو جلا دیا مگر اُچہّ کا شہر نہ دیا لیکن اس تاریخی واقعہ کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم اس کبت کا مطلب آسان الفاظ میں کرتے ہیں تو یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ بھوٹوں نے اُچہ نہ دیا بلکہ بسنتی دے دی۔ وہ بیچاری جو موتی کھانے والی تھی یعنی خوش نصیب اور خوبصورت تھی۔ اس کا دانہ پانی اُچہ سے اُٹھ گیا تھا۔ اور یہی بات سلطان محمد غوری کے حملہ سے ثابت ہوتی ہے کہ رانی نے اپنا شہر بچا لیا اور لڑکی فاتح کو دے دی۔ جو اُچہ سے غزنی پہنچ گئی۔

جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں بتا چکے ہیں کہ رائی جاٹوں کی ایک گوت ہے اور جاٹ راجپوت ہیں۔ بھوٹا بھی رائی ہوگا جو پنجابی لہجہ کے مطابق رائیں بن گیا۔ اس کو ارائیوں سے کوئی نسبت نہیں یہ خواہ مخواہ کے مفروضات ہیں جو ارائیوں کی لاعلمی کی وجہ سے ان کے متعلق دوسروں میں مشہور ہو گئے ہیں۔

باقی اُچہ سے ارائیوں کے نکاس کے متعلق ہم "تدریجی نقل مکانی" کے تحت بحث کریں گے اُچہ بے شک ارائیوں کا ایک بہت بڑا مرکز رہا ہے مگر اس کی وجہ منصورہ کی تباہی تھی جس

Marfat.com

کے بعد وہ ملتان اور اُچہ میں آباد ہو گئے تھے۔ یہ ساری کیفیت آپ انشاء اللہ آئندہ باب میں پڑھیں گے۔

سکھوں کی ایک مشہور گوت "بھنگی" تھی جس میں سے مہاراجہ رنجیت سنگھ پنجاب کا حکمران ہو گزرا ہے، جس کی یادگار میں زمزمہ کی توپ کو "بھنگیوں کی توپ" کہہ کر پکارا جاتا ہے جو آج بھی لاہور کے عجائب گھر کے قریب موجود ہے۔ مگر کیا یہ لوگ بھنگی یا چوہڑے یعنی خاکروب ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ لوگ جاٹ سکھ تھے۔ اور جاٹ راجپوت ہوتے ہیں مگر بھنگی تو راجپوت نہیں ہوتے غرض بھنگی گوت اور بھنگی قوم بالکل مختلف ہیں اور کسی صورت میں بھی انہیں ایک نہیں سمجھا جا سکتا اسی طرح راجپوتوں کی گوت اور مسلمانوں میں ارائیں قوم ہرگز ایک نہیں ہو سکتیں۔

اس پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے ہم ایک مستقل عنوان "کیا گوتیں اور لقب مخصوص ہیں" کے تحت چند ایسے حقائق پیش کرتے ہیں جن سے کسی کو انکار کی ہمت نہ ہو گی۔ کیونکہ بعض الفاظ محض پیشے یا صنعت کی وجہ سے مختلف قوموں میں مشہور ہیں، حالانکہ قومیں علیحدہ علیحدہ ہیں مثلاً "شیخ" ایک ایسا لفظ ہے جو بطور لقب بڑے آدمی یا بزرگ کیلئے بولا جاتا ہے اور اس میں کسی ذات کی تخصیص نہیں ہے جیسے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سید تھے مگر ولی اللہ اور غوث اعظم ہونے کی وجہ سے شیخ کہلاتے تھے۔ ارائیوں کا ایک خاندان جو موضع ڈھنگ ضلع پیلی بھیت میں سب سے زیادہ مقتدر تھے ان کے مورث شیخ نذیر احمد تھے۔ اس خاندان کے ہر چھوٹے بڑے شیخ کہلاتے ہیں۔ اب غور فرمایئے سید بھی شیخ، ہندو سے مسلمان ہونے والا بھی شیخ، ارائیں بھی شیخ، سعدی علیہ الرحمۃ بھی شیخ۔ اب اگر ہندو رائی اور مسلمان ارائیں محض اشتراک لفظ کی وجہ سے ایک قوم ہیں تو مذکورہ سید، ہندو، ارائیں اور ایرانی سب ایک قوم کے فرد ہونے چاہئیں۔ مگر سید کا ہندو ہونا تو ایسی انہونی بات ہے جسے قبول کرنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہو گا۔

ہندوؤں میں سُوری تھے جو کرتارپور ضلع جالندھر میں بڑے صاحب حیثیت تھے اور تاریخ ہند میں شیر شاہ کو سُوری کہا گیا ہے، حالانکہ وہ افغان تھا۔ اب یا تو کرتارپور والے ہندو بھی افغان تھے یا شیر شاہ ہندو سُوری ہے کیونکہ دونوں کی گوتیں سُوری تھیں۔ حالانکہ دونوں کی ذاتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے جب شیر شاہ سُوری اور کرتارپور کے لالہ سندر داس ایم۔ اے سوری ذات کے لحاظ سے

Marfat.com

بالکل مختلف تھے۔ ہاں گوتوں کا نام مشترک تھا مگر ایک ہندو کھتری اور دوسرا مسلمان افغان تھا تو آخر ارائیوں نے کون سا ایسا قصور کیا ہے کہ جہاں ہندو راجپوت یا رائی کا نام سنا اسے ارائیں کہہ دیا اور جہاں مسلمان ارائیں دیکھا اُسے راجپوت، جاٹ یا کمبوہ کہہ دیا۔

درحقیقت یہ سب مفروضات اور غلط فہمیاں ہیں جن کو دور کرنے کے لئے یہ تاریخ مرتّب کی جا رہی ہے۔ اگر پھر بھی کسی کی شک دور نہ ہو تو صرف یہ کہہ کر خاموشی اختیار کی جائے گی کہ۔

مُورکھ نوں کی پند نصیحت پتھر نوں کی پالا!
لکھ صابون کمبل نوں ملئے انت کالے دا کالا

۵- عربی النسل ؟

گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ارائیں یہودی یا ایرانی یا ہندی نسل سے تعلق نہیں رکھتے۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ آیا یہ عربی النسل بھی ہیں یا نہیں اس پر بحث کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے ان کی طرز معاشرت کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ان میں عربوں کی خصوصیات موجود ہیں یا نہیں۔ اگر ان میں کوئی بھی عربی خصوصیت نہیں تو پھر اس مسئلہ پر بحث کرنا ہی فضول ہے اور اگر کچھ سراغ عربیت کا مل جائے تو پھر البتہ تحقیق کا فائدہ ہے۔

اگرچہ یہ مثل تو عام مشہور ہے کہ شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے لیکن بقول ڈاکٹر گستاولی بان فرانسیسی مصنف) اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کبھی فاتح قوم کی تعداد کم ہو تو وہ بالکل مفتوح قوم میں مل جایا کرتی ہے۔ ہندوستان کی آب و ہوا اور دوسری قوموں کے میل جول سے ان عربوں کے جسمانی اور اخلاقی خصائص میں بہت کچھ تغیّر و تبدل پیدا ہو گیا ہے۔ جو محمد بن قاسم کے بعد ہندوستان میں مستقل آباد ہو گئے تھے۔ تاہم اگر کھوج لگایا جائے تو مندرجہ ذیل خصائص ارائیوں کو اپنی ہمسایہ اور نو مسلم قوموں سے ممیّز کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ کیونکہ یہ سب عربی نشانات ہیں۔

۱: ان کے گاؤں کی مسجدیں آباد رہتی ہیں۔ ان کی اراضی میں نماز کیلئے چبوترہ ضرور ملتا ہے جس سے ان کی دینی محبّت بالکل اظہر من الشمس ہے۔ ان میں حاجی، مولوی اور عالمہ

Marfat.com

زیادہ ہوتے ہیں۔ اس قوم کے تمام لوگ سُنی یعنی اہل سنت والجماعت ہوتے ہیں اور شیعہ شاید ہی کوئی ہوگا۔ یہ لوگ اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم ضرور دلواتے ہیں۔

۲: یہ لوگ دوسروں سے زیادہ متواضع اور مہمان نواز ہوتے ہیں، جو عربوں کا خاصا ہے۔

۳: ان کا طرز معاشرت نہایت سادہ ہوتا ہے۔

۴: دعوت ولیمہ سنت کے مطابق نکاح کے بعد دیتے ہیں۔ حالانکہ پٹھان اور راجپوت اکثر برادری کو کھانا دے کر برات لے جاتے ہیں۔

۵: نکاح بیوگان میں کسی قسم کا جبر واکراہ نہیں ہوتا بلکہ عربوں کی مانند نکاح کرنے کی بیوہ کو مکمل آزادی ہوتی ہے حالانکہ ہماری ہمسایہ قومیں بیوہ کے نکاح ثانی کو معیوب سمجھتی ہیں۔

۶: طلاق دینے اور نکاح ثانی کرنے کا رواج اب بھی عربوں میں معیوب نہیں سمجھا جاتا، بلکہ ان کا بکثرت رواج ہے۔ ارائیوں میں بھی کسی عورت کو ان بن ہونے کی صورت میں میکے بٹھا بٹھا کر تباہ کرنے کی بجائے اُسے طلاق دے دینے کا رواج ہے۔ جبکہ ہماری ہمسایہ قومیں طلاق دینے کو نکاح ثانی کی طرح معیوب سمجھتی ہیں۔

۷: نسب کی حفاظت ارائیوں سے بڑھ کر کسی دوسری قوم میں نہیں ہے اور عربوں کا یہی خاصہ اُسے دوسری تمام قوموں سے ممیز کرتا ہے۔ یہ لوگ غیر قوم میں شادیاں نہیں کرتے۔ نہ اپنی ذات بدلتے ہیں اور نہ دوسروں کو اس میں گھسنے دیتے ہیں۔

۸: وراثت میں لڑکیوں کو حصہ دینے سے دریغ نہیں کرتے حالانکہ ہماری قومیں خصوصاً سندھ میں محض وراثت کی تقسیم کے خوف سے لڑکیوں کی شادی نہیں کرتیں اور وہ بیچاری ادھیڑ عمر تک بن بیاہی بیٹھی رہتی ہیں۔

۹: ان کے نام بالکل عربی انداز کے ہوتے ہیں اور بعض تو عربوں کی طرح صرف مفرد نام ہوتے ہیں مثلاً ابراہیم، اسمٰعیل، اکبر، موسیٰ، عیسیٰ، بشیر، صدیق، آمنہ، رقیہ، عائشہ، زینب، ہاجرہ، سارہ وغیرہ۔ آجکل مغرب کی تقلید میں لوگوں نے خدا اور رسول کے مقدس ناموں کو چھوڑ کر فیشن ایبل نام رکھنے شروع کر دیئے ہیں اور اکثر عورتوں اور مردوں کے ناموں میں کوئی فرق ہی معلوم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی نام رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

ان سب حقائق سے آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ ارائیں عربی النسل ہیں، اور باوجودیکہ انہیں ہندوستان میں آباد ہوئے بارہ سو سال گزر چکے ہیں مگر اب تک بھی قومی اور آبائی خصوصیات کی کچھ نہ کچھ جھلک ضرور ان میں نظر آجاتی ہے۔

ان حقائق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم بلاخوفِ تردید کہہ سکتے ہیں کہ ارائیں عربی النسل ہیں

۱- پہلا نظریہ عربی النسل

۱- آل سلیم الراعی

قوم ارائیں کی پہلی مطبوعہ تاریخ جس میں ان کی ہندوستان میں آمد سے لے کر ۱۹۱۹ء تک کے حالات لکھے گئے ہیں، صوفی محمد اکبر علی جالندھری کی کتاب "سلیم التواریخ" ہے جو ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ ذیل میں ہم اس کے اقتباسات اس انداز سے درج کرتے ہیں کہ تسلسل اور ربط کے ساتھ ضروری واقعات قلمبند ہو جائیں۔

پہلے آپ اس شجرہ نسب کو ذہن میں رکھیے جو صوفی صاحب نے "تذکرۃ الاخوان فی ذکر عمدۃ البیان" مصنفہ مولانا محمد خان قندھاری سے اخذ کر کے سلیم التواریخ کے آخری صفحہ پر درج کیا ہے، تاکہ آپ کو آئندہ ابواب میں دیئے گئے شجروں کو سمجھنے اور ان سے تعلق رکھنے میں آسانی ہو۔ ہم اس شجرہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرۂ نسب بھی درج کرتے ہیں تاکہ قرابتی تعلق واضح ہو جائے۔

Marfat.com

فہر یا قریش

غالب

لوی

کعب
- کعب
- مرّہ
- کلاب
- قصیٰ
- عبدمناف
- ہاشم
- عبدالمطلب
- حضرت عبداللہ
- حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قیس
- قیس
- عمر
- مغیرہ
- عبدالدار
- حارث
- شیخ سلیم الرّاعی (ارائیوں کے مورث اعلیٰ)
- حبیب الرّاعی
- حلیم الرّاعی (جو محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ آئے)

Marfat.com

آل سلیم الراعی

قوم راعین ان عربوں کی نسل ہے جنہوں نے محمد بن قاسم کی ہمراہی میں سندھ کو فتح کیا تھا۔ جن کی پے در پے فتوحات کی سارے ملک میں دھاک بندھ گئی تھی۔ تفصیل اس کی اس طرح ہے کہ قوم راعین کا بزرگ شیخ سلیم الراعی یزیدی مظالم کی وجہ سے شام کی طرف چلا آیا تھا اور دریائے فرات کے کنارے قیام کر کے عربوں کا آبائی پیشہ گلہ بانی شروع کر رکھا تھا۔ اس گلہ بانی کے سبب یہ بزرگ سلیم الراعی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا بیٹا شیخ حبیب ایک باکمال بزرگ تھا کشف المحجوب (مصنفہ حضرت علی ہجویری عرف داتا گنج بخش لاہوریؒ) میں لکھا ہے کہ شیخ حبیب ابن سلیم الراعی دریائے فرات کے کنارے بکریاں چرایا کرتے تھے۔ شیخ حبیب نے حضرت سلمانؓ فارسی سے فیض حاصل کیا تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ شیخ حبیب اس نسبت سے تابعی بھی تھے۔

جب ملک سندھ پر چڑھائی کا چرچا شام میں پھیلا اور جنگی جوان منتخب ہوئے تو عربوں میں چونکہ غزوات کا ایک نشہ چڑھا رہتا تھا۔ بہت سے جوانوں نے اپنے تئیں پیش کیا۔ اس وقت شیخ حبیب کا باہمت بیٹا شیخ حلیم بھی مع اپنے ہمراہیوں اور قرابتی جوانوں کے آ شامل ہوا۔ اور سندھ کی عظیم فتوحات میں شامل رہا۔

جب خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے محمد بن قاسم کو مروا دیا اور باقی عرب جو سندھ میں تھے، ان کے لئے فرمان بھیج دیا کہ عرب میں واپس نہ آئیں تو وہ مجبوراً سندھ میں رہ گئے تھے۔

اس وقت ان عربوں نے گزر اوقات کے لئے مختلف کام شروع کر دیئے۔ کسی نے زراعت کسی نے گلہ بانی۔ کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ۔ اس وقت یہ لوگ بھی مجبور ہوئے کہ اپنا آبائی پیشہ گلہ بانی اور زراعت شروع کریں اور تلوار کو میان میں کر لیں جو بالکل زنگ آلودہ نہ ہوتی تھی بلکہ بوقت ضرورت اپنی چمک دکھا جاتی تھی۔ یہ لوگ سندھ کی وادی میں گلہ بانی کرنے لگے اور وہیں بود و باش اختیار کر لی بعد میں قبیلے کے دوسرے زن و مرد بھی آکر ملنے لگے۔ یہاں تک کہ خاصا جتھہ تیار ہو گیا۔ یہ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اپنے عرب ساتھیوں میں یہ لوگ راعی یا الرّاعی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

Marfat.com

یہی لفظ راعی ہے جو بعد میں تبدیلی لہجہ کی وجہ سے راعین بولا جانے لگا۔ اور الراعی سے بہ تخفیف تشدید راعیں ہوگیا۔ ایسے بہت سے الفاظ ملتے ہیں جو پنجاب میں نون غنہ کی زیادتی کے ساتھ بولے جاتے ہیں جیسے دہی کو دہیں، گائے کو گائیں، پانی کو پانیں وغیرہ وغیرہ۔ اور ع کی بجائے الف بولنا تو اہل پنجاب کی عام عادت ہے۔

تاریخ فرشتہ میں یہ لفظ راعی ہی لکھا گیا ہے مگر سیر المتاخرین میں رائیں لکھا گیا ہے۔ آجکل رائیں یا ارائیں بھی لکھتے ہیں۔ نسب کے لحاظ سے ان کو آل سلیم یا بنی سلیم کہنا مناسب ہے یا فاروقی اور سلیمی کی طرح سلیمی کہنا بجا ہے۔ ارائیں لفظ سے نفرت کرنا اس کی اصلیت سے ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ راعی کے معنی گلہ بان اور حاکم دونوں کے ہیں اور گلہ بانی تو پیغمبروں کا پیشہ رہا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت موسےٰ علیہ السلام اور خود ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گلہ بانی کی ہے۔ عرب لوگ جہاں گلہ بانی کرتے ہیں وہاں ان اراضیات کے مالک اور ان پر قابض بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کی اپنی چراگاہ نہ ہوگی تو گلہ بانی کہاں کریں گے۔

یہ سارا اقتباس آپ کے سامنے ہے اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے ہم آپ کی خدمت میں سلیم التواریخ کا تاریخی جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ آپ حقائق سے واقف ہو سکیں۔

سلیم التواریخ

یہ صوفی محمد اکبر علی صاحب کی قابل قدر تصنیف ہے، جسے آپ نے ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں امرتسر سے شیخ عبدالعزیز کے پریس سے چھپوا کر اپنے مکان واقع چوک مفتیاں جالندھر سے شائع کیا۔ یہ بڑے سائز کے ۹۴ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں صفحہ ۶۶ سے ۹۴ تک ڈائریکٹری اور برادری کے معززین کا تعارف شامل ہے اور یہی حصہ دراصل زیادہ قابل داد ہے کیونکہ اسے مکمل کرنے کے لئے مصنف کو بقول ان کے تیس سال محنت کرنی پڑی۔ اگرچہ ان تیس سالوں میں صفحہ ۱ سے ۶۵ تک کا مواد بھی شامل ہے لیکن ان صفحات کا انداز تاریخی کم اور تبلیغی زیادہ ہے اور تاریخ قوم ارائیں کی نسبت غیر متعلقہ مواد زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ اس پر تبلیغی رسالہ ہونے کا گمان پیدا ہوتا ہے۔

Marfat.com

چونکہ اسے برصغیر میں ارائیں برادری کی پہلی تاریخ کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اس لئے اس افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی نامعلوم شئے کے متعلق معلومات فراہم کرنا سخت محنت اور غور و فکر کا تقاضا کرتا ہے اور مصنف کی محنت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں ذوق تجسس اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی واسطہ پڑا ہو۔

سلیم التواریخ بالکل پہلی پہلی کوشش ہے اس لئے تاریخی طور پر اس میں کئی سہو ہو گئے ہیں مثلاً صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے:

"آخر کار جون ۷۱۲ء مطابق رمضان ۹۳ھ کو دیبل فتح ہو گیا اور راجہ داہر مارا گیا۔"

حالانکہ راجہ داہر اپنی راجدھانی اروڑ کے بالمقابل دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر قلعہ اور دریا کے تقریباً درمیان میں مارا گیا تھا۔ دیبل کراچی کے پاس ہے اور اروڑ موجودہ روہڑی ریلوے سٹیشن سے جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ لیکن اس قسم کے اغلاط سے چشم پوشی کی جا سکتی ہے۔ تاہم جس چیز نے اس کتاب کی تاریخی حیثیت کو مجروح کر دیا ہے وہ صفحہ ۴۶ کا مندرجہ ذیل پیراگراف ہے۔

"جب ملک سندھ پر چڑھائی کا چرچا شام میں پھیلا اور جنگی جوان منتخب ہونے لگے تو عربوں میں چونکہ غزوات کا ایک نشہ چڑھا رہتا تھا بہت سے نوجوانوں نے خود اپنے تئیں پیش کیا۔ اس وقت شیخ جیب کا باہمت بیٹا شیخ حلیم بھی مع اپنے قرابتی نوجوانوں کے شامل ہوا اور سندھ کی عظیم فتوحات میں شامل رہا۔"

ہمیں افسوس ہے کہ حلیم کے لشکر اسلام میں شامل ہونے کی تاریخی سند نہ دے کر صوفی صاحب نے اس کتاب کی تاریخی حیثیت کو خود مجروح کر دیا ہے کیونکہ اس پوری کتاب کی بنیاد شیخ حلیم کا لشکر اسلام میں شامل ہونے کا واقعہ ہے اور جب یہ واقعہ ہی ناقابل اعتبار ہو تو کتاب کی حیثیت خود بخود کم ہو جاتی ہے۔ اگر یہ واقعہ تاریخی حقائق پر مبنی ہوتا تو مؤرخ اسلام اکبر شاہ خان نجیب آبادی اپنی مایۂ ناز تصنیف "آئینہ حقیقت نما" (جسے مؤرخ نے ۱۰۱ بلند پایہ اردو، انگریزی، فارسی، عربی اور سندھی کتابوں کے حوالوں سے مرتب کیا ہے) کے صفحہ ۱۶۸-۱۶۹ پر "ارائیں" کے عنوان سے کئی پیراگراف نہ لکھتے۔ حالانکہ یہ کتاب ۱۹۲۱ء

Marfat.com

میں شائع ہوئی تھی اور اگر اکبر شاہ خان کا نظریہ غلط ہوتا تو خود صوفی صاحب یا دوسرے اہل علم ارائیں اس کی تردید کرتے لیکن ۱۹۱۹ء سے لیکر ۱۹۸۴ء تک کوئی ایسی شہادت تحریری شکل میں ہمارے سامنے نہیں آئی جس میں نظریۂ اریحا کی تاریخی حقیقت کو چیلنج کیا گیا ہو۔

ہم نے اس سلسلہ میں بے شمار عربی، فارسی اور سندھی و انگریزی کتابوں کے صفحات کھنگال ڈالے ہیں۔ مگر ہمیں حلیم الراعی نام کا کوئی شخص محمد بن قاسم کے ساتھیوں میں اور لشکرِ اسلام کے اعلیٰ سے ادنیٰ سپاہیوں میں نظر نہیں آتا۔ اس لئے ہم پورے وثوق اور شرح صدر کے ساتھ اپنے قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ حلیم الراعی کی لشکرِ اسلام میں شمولیت اور سندھ کی عظیم فتوحات میں اس کے کسی ایک کارنامے کی تاریخی اسناد کے ساتھ نشاندہی کریں۔ اس سلسلہ میں مزید تاریخی جائزہ ہم انشاءاللہ آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔

تاہم ان تمام کمزوریوں کے باوجود ہم اسے ارائیں برادری کے لئے ایک مفید دستاویز سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں ۱۸۵۰ء سے ۱۹۱۹ء تک کے بیشتر ارائیں معززین کے مختصر تذکرے شامل ہیں صوفی صاحب نے جب اس کتاب کو لکھا تھا تو عموماً ارائیوں کو فوج میں بھرتی نہیں کیا جاتا تھا لیکن اسی دوران میں خود صوفی صاحب کی خدمات اور میاں سر محمد شفیع اور میاں عبدالعزیز جیسے بزرگوں کی مساعی جمیلہ سے سرکار انگریزی نے ارائیوں کی فوج میں بھرتی پر سے پابندی ہٹا دی تھی۔ نیز اس کتاب کے مطالعہ سے برادری کے اکثر افراد احساس کمتری سے نجات پا گئے تھے۔ یہ کتاب آج کل تقریباً نایاب ہے کیونکہ ۱۹۱۹ء کے بعد اس کا کوئی ایڈیشن شائع نہیں ہوا۔

اب ہم سلسلہ وار چند معروضات پیش کرتے ہیں تاکہ اس کی تاریخی حیثیت کا جائزہ لیا جا سکے:۔

۱: پہلی قابل اعتراض بات یہ ہے کہ صوفی صاحب نے جو شجرہ پیش کیا ہے وہ مجروح ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوی کی نویں پشت میں سے ہیں اور سلیم الراعی چھٹی پشت میں۔

ان دونوں کے زمانہ میں تین پشتوں کا فرق ہے اس لئے عمر اور زمانہ کا حساب لگایا جائے تو ایک دادا کی چھٹی پشت میں سے کسی کا مسلمان ہونا ناممکن نظر آتا ہے جبکہ اسلام پھیلانے والے اسی دادا کی نویں پشت میں سے ہوئے تھے۔ اس لئے یہ شجرہ اس تاریخی اہمیت کا حامل نہیں ہے

Marfat.com

جس پر صوفی صاحب نے تکیہ کیا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف جناب عبدالرشید تبسم سابق ایڈیٹر الراعی لاہور نے بھی اپنے نوٹ میں کیا تھا۔

۲: صوفی صاحب نے شیخ سلیم الراعی کی مدینہ سے شام کو ہجرت کا سبب یزیدی مظالم لکھا ہے اگر اس کو درست مان لیا جائے تو لامحالہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ شام میں نہیں جا سکتے تھے۔ کیونکہ بنو اُمیہ کا پایہ تخت ہی شام میں تھا اور وہاں کسی ایسے شخص کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی جو بنو امیہ کا دشمن ہو۔ پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص بنو امیہ کے مظالم سے تنگ آکر مدینہ جیسی مقدس جگہ چھوڑ کر چلا جائے اور عراق میں جہاں بنو امیہ کے مخالفین کا ہیڈ کوارٹر تھا نہ جائے بلکہ کسی دوسری جگہ میں جانے کی بجائے شام میں ہی چلا جائے اس سے دو نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں:

(ا) یا تو انہوں نے ہجرت ہی نہیں کی تھی۔

(ب) اور اگر ہجرت کر کے ملک شام میں چلے گئے تھے تو پھر یزیدی مظالم سے تنگ آکر نہیں گئے ہوں گے بلکہ دوسرے حامیان بنو امیہ کی مانند گئے ہوں گے جو ملک شام میں اس لئے جمع ہو رہے تھے کہ وہاں ان کو جاگیریں مل جاتی تھیں اور نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر یزیدی مظالم سے تنگ آکر گئے ہوتے تو ان کا پوتا بنو اُمیہ کے حکمرانوں کے لشکر میں شامل ہو کر ملک سندھ میں نہ آتا۔ کیونکہ محمد بن قاسم کے ساتھی تمام حامیان بنو امیہ تھے۔ نیز اس مہم کی اہمیت کا اندازہ اس خط سے لگایا جا سکتا ہے جو حجاج نے خلیفہ ولید بن عبد الملک کو لکھا تھا اور ولید بن عبد الملک نے جواباً تحریر کیا تھا کہ اس لشکر میں کوئی بھی ایسا فرد نہ جانے پائے جس کی وفاداری کسی درجہ میں بھی مشکوک ہو۔ پھر اس شخص کے پوتے کو کیسے شامل کر لیا گیا جو یزیدی مظالم کے ہاتھوں تنگ آکر مدینہ سے ہجرت کر گیا تھا۔

۳: یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حلیم الراعی کی شخصیت واقعی تاریخی اہمیت کی حامل تھی یا صرف صوفی صاحب کی خوش فہمی تھی۔ کیا اس نام کا کوئی شخص محمد بن قاسم کے ہمراہ سندھ میں بطور سپاہی آیا تھا؟

یہ سوال جہاں بڑا اہم ہے وہاں اس کا جواب تلاش کرنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے

Marfat.com

اور غالباً یہی وجہ ہے کہ صوفی صاحب نے کسی تاریخ کا حوالہ نہیں دیا جس سے ہم ان کے بیان کی صداقت کو جانچ سکتے اور اگر وہاں حلیم الراعی کا نام ملتا تو ہرگز اعتراض نہ کرتے۔

حلیم الراعی کی شخصیت کے خلاف ہمارا یہ کہنا ہے کہ فتوحاتِ سندھ کے متعلق جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اس نام کا تذکرہ کہیں نہیں ہے۔ فتوحات سندھ پر البلاذری میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور بہت مستند بھی سمجھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی کتابوں میں محمد بن قاسم والی مہم کا ذکر آیا ہے مگر اس سلسلہ میں قدیم ترین ماخذ فتح نامہ سندھ عرف چچ نامہ ہے۔ یہ کتاب پہلے عربی میں لکھی گئی تھی پھر فارسی میں اس کا ترجمہ ہوا اور اب سندھی زبان میں اس کا ترجمہ کر کے سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد نے شائع کیا ہے۔ مترجم نے اس پر جا بجا حاشیے بھی لکھے ہیں۔ مگر سندھ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ نے جو محققانہ تبصرے کتاب کے آخر میں لکھے ہیں وہ بہت بیش قیمت اور مفید ہیں، ان سے کتاب کی قدر و قیمت کہیں بڑھ گئی ہے۔

انہوں نے مختلف جگہوں ناموں اور مجاہدوں کی تفصیلات لکھی ہیں اور بعض کے شجرۂ نسب بھی دیئے ہیں، نیز انہیں ایک سو تین کتابوں کے حوالوں سے ترتیب دیا ہے اور ہمارے خیال میں اس سے قدیم اور مستند کتاب فتوحات سندھ پر کوئی دوسری نہیں ہے اس میں خوبی کی ایک بات یہ بھی ہے کہ محمد بن قاسم کے ہمراہیوں کے نام، ان کا شجرہ نسب اور ان کے کمانڈروں کے حالات کافی تحقیقات اور وضاحت سے لکھے گئے ہیں۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ا[illegible] یک تفصیلی نوٹ لکھیں:۔

فتح نامہ سندھ المعروف بہ چچ نامہ

(مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد)

ارائیوں کی تاریخ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے تاریخ سندھ کا مطالعہ ضروری ہے، کیونکہ ارائیں محمد بن قاسم کے ساتھ عرب سے سندھ میں وارد ہوئے فتوحات میں حصہ لیا اور پھر امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں یہاں سے نکل کر شمال مغربی ہندوستان میں پھیل گئے۔

تاریخ سندھ کے متعلق قدیم ترین تاریخوں میں سے مندرجہ ذیل مستند تاریخی کتابیں بہت اہمیت کی حامل ہیں:۔

Marfat.com

۱: احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد الکاتب البغدادی (جو البلاذری کے لقب سے مشہور ہیں) المتوفی ۲۷۸ھ کی مشہور تاریخ "فتوح البلدان" کا باب "فتوح السند"۔

۲: احمد بن داؤد (ابو حنیفۃ الدینوری) المتوفی ۲۸۲ھ کی تاریخ کتاب الاخبار الطوال میں فتح سندھ کے واقعات۔

۳: احمد بن ابی یعقوب اسحاق بن جعفر بن وھب بن واضح الکاتب العباسی الاصفہانی (جو الیعقوبی کے نام سے مشہور ہیں) المتوفی ۲۸۴ھ کی کتاب التاریخ کبیر المشہور بہ تاریخ الیعقوبی میں محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے کسی قدر تفصیلی حالات۔

۴: ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ کی تاریخ الرسل والملوک جسے عرف عام میں تاریخ طبری کہا جاتا ہے اس میں ۳۰۲ھ کے واقعات موجود ہیں۔

۵: ابن اثیر اور ابن خلدون کی کتابیں ان کے بہت بعد کی تصنیفات ہیں اور ان کی اسناد بھی زیادہ تر طبری اور بلاذری سے مروی ہیں۔

طبری نے اپنی تاریخ میں تقریباً پانچ سو روائیتیں مدائنی سے نقل کی ہیں اور ایک جگہ مدائنی کے شاگرد عمر کی روایت بھی مدائنی کے حوالے سے لکھی ہے جس کا اصلی راوی ہندوستان میں محمد بن قاسم کے ساتھ تھا۔ مدائنی کا پورا نام ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف المدائنی ہے اور وہ شمس بن عبد مناف کے خاندان عبدالرحمٰن بن سمرہ کا آزاد کردہ غلام تھا تقریباً ۱۳۵ھ میں بصرہ میں پیدا ہوا، پھر جوان ہو کر مدائن میں آباد ہوا اور المدائنی کہلایا، پھر بغداد میں آگیا جہاں اس نے ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

مدائنی تاریخ اسلام کے واقعات کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے مشرقی ممالک کی فتوحات کے متعلق علیحدہ علیحدہ گیارہ کتابیں لکھیں جن میں سے کتاب ثغر الہند اور کتاب عمال الہند اور کتاب اخبار ثقیف فتوحات سندھ اور ثقفی خاندان کی اس سلسلہ میں خدمات کے متعلق نہایت مستند، اہم اور مفصل ہیں، ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلافت اسلام کے مشرقی ممالک کی فتوحات اور تاریخ سے پوری طرح باخبر تھا اس کے علاوہ جن خاص شخصیتوں کا سندھ کی فتوحات سے تعلق تھا ان کے حالات سے بھی وہ پوری طرح واقف تھا۔

Marfat.com

اس نے ان کو بھی اپنا موضوع بنایا اور ان پر بھی کتابیں لکھیں۔

بحوالہ فتح نامہ سندھ المعروف بہ چچ نامہ اردو ایڈیشن مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد پہلا ایڈیشن اپریل ۱۹۶۳ء ملخص صفحہ ۱-۱۳)

مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ فتوحات سندھ کے متعلق قدیم ترین تاریخی مواد المدائنی کے حوالوں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ گویا سندھ کی فتح اور تاریخ کا پہلا مؤرخ المدائنی ہے

فتح نامہ سندھ المعروف چچ نامہ

یہ کتاب عربی میں لکھی گئی تھی جس کا فارسی میں ترجمہ علی کوفی نے لیا ہے۔ علی کوفی (مولد بہ ۶۱۳ھ) سلطان ناصرالدین قباچہ (۶۰۲ - ۶۲۵ھ) کے دوران حکومت میں ۶۱۳ھ میں۔ اس کے دارالخلافہ اوچ میں آیا جہاں اسے سلطان نے نوازا۔

علی کوفی کا اصلی نام علی بن حامد بن ابی بکر کوفی ہے جو سلطان کے وزیر شرف امام کی تحریک پر ہندوستان کی قدیم تاریخ لکھنے کے خیال سے روہڑی (اروڑ اور بکھر) پہنچے۔ جہاں ان کی ملاقات عربوں کے ایک جلیل القدر خاندان کے بزرگ مولانا قاضی اسمٰعیل بن علی بن محمد بن موسیٰ بن طائی بن یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان بن عثمان ثقفی سے ہوئی اور انہوں نے بتایا کہ اس فتح کی تاریخ ان کے اجداد کی تحریر کردہ حجازی زبان میں ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے جو کہ ان کے خاندان کی میراث کی حیثیت سے ایک سے دوسرے کے ورثہ میں منتقل ہوتی رہی ہے۔ اور چونکہ یہ عربی میں لکھی ہوئی تھی اس لئے عجمیوں (غیر عربوں) میں مقبول و مشہور نہ ہو سکی۔ پس علی کوفی نے اسے فارسی میں ترجمہ کیا اور اس کا نام چچ نامہ رکھا۔

یہ کتاب المدائنی کے حوالوں اور روایتوں سے ترتیب دی گئی تھی اور مولانا قاضی اسمٰعیل کے اجداد نے بھی اسے عرب عالموں کی تصنیف کہا ہے جس کے قلمی نسخے انہوں نے نقل کیا ہے۔ یہ کتاب ان کے خاندان میں دو یا اڑھائی صدیوں تک بطور میراث منتقل ہوتی رہی۔

بعد میں لکھی جانے والی تاریخی کتابیں مثلاً طبقات اکبری، تاریخ فرشتہ، منتخب التواریخ، زبدۃ التواریخ، تاریخ معصومی، بیگلار نامہ وغیرہ سب چچ نامہ کی اسناد اور روایت کا

Marfat.com

حوالہ دیتی ہیں۔

فتح نامہ سندھ (چچ نامہ) کا قدیم ترین نسخہ جو ۱۲۱۶ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس وقت پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے باقی سب نسخے ۱۲۳۰ھ کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔

سندھی ادبی بورڈ نے فارسی نسخہ کا سندھی میں ترجمہ کرایا، جسے جناب ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ نے ۱۰۱ کتابوں کے حوالوں سے ترجمہ تصحیح اور تشریح کرکے اس کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست اس ایڈیشن کے صفحہ ۵۵۴ سے ۵۵۹ تک درج کر دی گئی ہے۔ جسے پڑھنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کی عرق ریزی اور اسناد کی اہمیت کا بخوبی احساس ہوتا ہے۔

سلیم التواریخ صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے۔

"تاریخ الفنسٹن کے صفحہ ۵ پر فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ تاریخ فرشتہ جلد اول صـ کے بموجب نکالے ہوئے عربوں میں سے تھوڑے لوگ افغانستان میں آباد ہوئے۔

"یہ ۴۰۱ھ کا واقعہ ہے جبکہ سلطان محمود غزنوی ابو الفتح (قرمطی) حاکم ملتان کو قید کرکے غزنی میں لے گیا۔ اس افراتفری میں ہماری قوم کا ایک کنبہ بھی افغانستان کی طرف چلا گیا...... اور اچھا عروج پکڑا جس میں زُبیر راعی خصوصاً قابل ذکر ہے۔ جس نے بعہد بابر بادشاہ کاشغر کی فتوحات میں بڑا نام پایا تھا۔ (تاریخ فرشتہ جلد اول صـ۲ عہد بابر بادشاہ)

اس وقت تاریخ فرشتہ کا اردو ایڈیشن ہمارے سامنے موجود ہے جس کا ترجمہ جناب عبدالحی خواجہ ایم-اے نے کیا ہے اور شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے اسے ۱۹۷۴ء میں بار دوم شائع کیا ہے۔ ان دونوں جلدوں کی قیمت مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اس میں پہلا اقتباس تو بیحد تلاش کے باوجود بھی کہیں نظر نہیں آیا۔ البتہ دوسرے اقتباس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

(تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۱۱۲)

ملتان پر حملہ

سلطان محمود اسی سال پھر غزنی سے ملتان آیا اور بڑے قہر و غضب سے ملتان کو فتح کر لیا...... بہت سے قرمطیوں اور کافروں کو موت کے گھاٹ اتارا اور اکثر کے ہاتھ پاؤں کاٹے۔ داؤد بن نصیر (یہی ابو الفتح قرمطی ہے) کو گرفتار کرکے اپنے

Marfat.com

ساتھ غزنی لے گیا اسے وہاں غور کے قلعے میں نظر بند کر دیا۔ داؤد نے اسی قلعے میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔"

اس اقتباس میں "ہماری قوم کے ایک کنبہ" کا کہیں ذکر نہیں ملتا جو سلطان محمود کے ساتھ افغانستان چلا گیا ہو۔ ہم نے سلطان محمود سے سلطان شہاب الدین محمد غوری تک کا سارا بیان لفظ بلفظ پڑھا ہے لیکن کسی ارائیں خاندان کا افغانستان کی طرف جانے کا کوئی ذکر ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

اب اس اقتباس کے تیسرے حصے پر غور کریں جس کے مطابق ہماری قوم کے ایک کنبہ کے فرد زبیر راعی نے کاشغر کی فتوحات میں بڑا نام پایا تھا۔ (بحوالہ سلیم التواریخ)

اس ضمن میں اب تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۵۰۰ کا اقتباس پیش خدمت ہے :-

عبدالرزاق مرزا کی تخت نشینی کا فتنہ

ان بہادروں کے قتل کے بعد دشمنوں کی فوج میں کھلبلی بپا ہو گئی اور بابر شاہ نے مرزا عبدالرزاق کو گرفتار کر لیا۔ بادشاہ نے اس وقت تو اس کو قتل نہ کیا مگر جب بعد میں اس نے سرکشی کی اور فتنہ و فساد بپا کیا تو اس کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اس کا مفصل بیان آگے آئیگا جب خسرو شاہ کی سلطنت بھی ازبکوں کے قبضے میں آگئی تو بدخشاں کے باشندوں نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اور بدخشاں کے ہر گوشے میں ایک ایک خود مختار پیدا ہو گیا۔ ان خود ساختہ سرداروں میں زبیر نام کا بھی ایک آدمی تھا، اس کا لقب راعی تھا۔ یہ سب سے زیادہ قوی اور طاقتور ثابت ہوا۔ جان میرزا نے اپنی بڑی ماں شاہ بیگم کے مشورے پر سلطنت کا سودا کیا اور بادشاہ سے الگ ہو کر بدخشاں کی طرف چل دیا۔ جان میرزا کی والدہ قدیم شاہانِ بدخشاں کی نسل سے تھی۔ وہ بدخشاں کے گرد و نواح میں پہنچی۔ پہلے اپنے بیٹے جان میرزا کو راعی کے پاس بھیجا اس کے بعد خود بھی بدخشاں روانہ ہوئی۔ راستے میں میرزا ابا بکر کاشغری کا لشکر آ رہا تھا اس کے سپاہیوں نے شاہ بیگم کو پکڑ کر ابا بکر کاشغری کے حضور میں بھیج دیا۔ اُدھر جان میرزا زبیر راعی کے پاس پہنچا۔ زبیر راعی نے اس کے پاس ایک آدمی چھوڑ دیا۔ قیدیوں کی طرح اس کو اپنے تحت کر لیا۔ مرزا کے پرانے نوکر یوسف علی کوکلتاش نے سترہ آدمیوں سے ساز باز کی اور ایک

Marfat.com

رات زبیر راعی پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور جان میرزا کو بدخشاں کا فرمانروا بنا دیا۔"

اب آپ خود ہی غور فرمایئے کہ زبیر جو بدخشانی ہے اور جس کا لقب راعی اس لئے ہے کہ وُہ خود مختار سردار ہے، وُہ ارائیں کیسے بن گیا اور اس کا تعلق ہماری قوم کے اس فرضی کُنبے سے کیسے قائم ہو گیا جو بقول سلیم التواریخ محمود غزنوی کے ساتھ فتح ملتان کے بعد افغانستان چلا گیا تھا۔ مصنّف سلیم التواریخ کے سامنے چونکہ الرّاعی کا نظریہ موجود تھا اس لئے جہاں راعی کا لفظ نظر آیا انہوں نے بلا تحقیق اور بلا تامّل اُسے ارائیں سمجھ کر اپنی کتاب میں شامل کر لیا۔ ہمیں حیرت ہے کہ انہوں نے جہانگیر مرزا کے قابل اعتماد ساتھیوں میں سے مہر غیاث الدّین طغائی کو ارائیں کیوں نہ کہا حالانکہ مہر کا لفظ اس کے نام کا ایک جُزو ہے جس کا ذکر صفحہ ۵۶۴ پر موجود ہے۔ اگر وہ طغائی ہونے کی وجہ سے ارائیں نہیں ہو سکتا تو زُبیر بھی بدخشانی ہونے کی وجہ سے ارائیں نہیں ہو سکتا جبکہ محمد قاسم فرشتہ نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ اس کا لقب راعی تھا جو یقیناً سردار کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اُن دنوں (یعنی محمد بن قاسم کی فتوحات کے وقت) ہر قبیلہ اپنا اپنا لشکر لے کر اپنے سردار کی ماتحتی میں شریک جنگ ہوتا تھا اور میمنہ، میسرہ، ہراول یا قلب پر سالار اعظم مختلف قبیلوں کی خصوصیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہیں مقرر کرتا تھا مثلاً جب تیر اندازوں کی ضرورت ہوتی تو بنو ازد کے لوگوں کو وہاں متعین کیا جاتا کیونکہ وہ لوگ بہترین تیر انداز ہوتے تھے۔ اگر الراعی کوئی قبیلہ تھا یا شیخ سلیم الراعی کسی قبیلے کے سردار تھے تو ان کا قبیلہ اب ان کے پوتے حلیم الراعی کی سرکردگی میں شریک جنگ ہوتا اور ظاہر ہے کہ محمد بن قاسم جیسا مردم شناس کمانڈر کسی قبیلے کے سردار اور کسی جمعیت کے کمانڈر کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا، اس نے جہاں دوسرے سرداروں پر کچھ ذمہ داریاں عاید کی تھیں وہاں حلیم الراعی کے سپرد بھی کوئی کام کیا ہو گا۔ نیز محمد بن قاسم چار سال تک سندھ میں رہا تھا۔ اس دوران میں کبھی نہ کبھی حلیم الراعی کا نام اس کے ہمراہیوں میں آنا چاہیئے۔ مگر جب ہم فتح نامہ سندھ عرف چچ نامہ پڑھتے ہیں تو ہمیں بڑی مایوسی ہوتی ہے کیونکہ حلیم الراعی یا کسی دوسرے الراعی کا نام نظر نہیں آتا۔

اب اگر آپ کہہ دیں کہ کشف المحجوب میں شیخ حلیب الراعی کا نام ملتا ہے تو ہم کہیں گے یہ ممکن ہے

Marfat.com

مگر حلیم الراعی کے سندھ میں آنے کا ذکر تو کہیں نہیں ملتا ہمیں حبیب الراعی کی شخصیت سے کوئی واسطہ نہیں ہمیں تو حلیم الراعی کو محمد بن قاسم کے لشکر میں تلاش کرنا ہے مگر کیا کریں ان صاحب کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

ہم یہاں ان تمام مجاہدوں کا نام درج کرتے ہیں جن کا ذکر چچ نامہ میں آتا ہے اور آئندہ صفحات میں ہم ان کی پوزیشن بھی واضح کریں گے اس فہرست میں آپ حلیم الراعی کو تلاش کریں۔

۱: جہم بن زحر الجعفی۔ اس کا باپ زحر کوفہ کے شریف سرداروں اور شہسواروں میں تھا۔ اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ جہم کو ۱۰۱ھ میں قبیلہ باہلہ کے ایک سردار نے ہلاک کر دیا تھا۔

۲: عطیہ بن سعد العوفی۔ بڑا بہادر سردار اور محمد بن قاسم سے بڑی محبت رکھنے والا جوان تھا۔ اس نے ہمیشہ محمد بن قاسم کا ساتھ دیا تھا۔

۳: عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی۔ بہت تجربہ کار سپہ سالار تھا بنوامیہ کا وفادار اور بہانباز افسر تھا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے اسے بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔

۴: سفیان ابن ابرد الکلبی۔ یہ بڑا کہنہ مشق اور دلیر سپہ سالار تھا۔ اسے سپہ سالاری کا سولہ سالہ تجربہ تھا اور بڑی سخت جنگوں میں حصہ لے چکا تھا۔

۵: قطن بن مدرک الکلبی: حجاج کہتا تھا قطن نے مشکلات میں ہماری مدد کی ہے اور قابل عزت اور راست گو ہے۔

۶: جراح بن عبداللہ الحکمی۔ مشہور کمانڈر فاتح آرمینیہ اور خراسان کا گورنر تھا۔

۷: نباتہ بن حنظلہ کلابی منتخب شہسواروں میں سے تھا اور بڑا دانشمند سیاستدان بھی تھا جرجان کی جنگ میں مارا گیا تھا۔

۸: حمید بن وداع البحری۔

۹: تمیم بن زید القینی۔ محمد بن قاسم کی فوج کا ایک مقتدر سردار تھا ۱۰۹۔۱۱۱ھ تک سندھ کا گورنر رہا۔

۱۰: عمرو بن خالد کلبی۔ جس نے راجہ داہر کو قتل کیا تھا۔

Marfat.com

۱۱: الحواری بن زیاد العنکی

۱۲: حکم بن عوانہ الکلبی۔ محمد بن قاسم کا معتمد۔ فوج کا مقتدر سردار۔ سیاسی معاملات میں ثالث۔ تجربہ کار سپاہی ۱۱۱ھ سے ۱۲۱ھ تک سندھ کا گورنر رہا اور یہیں ۱۲۱ھ میں شہید ہوا۔

۱۳: خریم۔ ۱۴: ابن نصیرہ۔ یہ دونوں بحری دستہ کے کمانڈر تھے جو دیبل میں آکر محمد بن قاسم کے لشکر سے مل گئے تھے۔

۱۵: محمد بن مصعب بن عبدالرحمٰن، ۱۶: موسیٰ بن سلام الھذلی، ۱۷: مجاشع بن نوبہ ازدی

۱۸: جعونہ اسلمی۔ منجنیق چلانے کا ماہر جس نے دیبل میں واقع جھنڈے کو منجنیق چلا کر تباہ کر دیا تھا۔

۱۹: عطا بن مالک القیسی۔ ۲۰: عون بن کلیب دمشقی۔ ۲۱: ذکوان بن علوان البکری۔

۲۲: عجل بن عبدالملک بن قیس العبدی۔ ۲۳: سلیمان بن نبہان قشیری۔

۲۴: محرز بن ثابت الدمشقی۔ ۲۵: اویس بن قیس۔ ۲۶: حسن بن محبتہ البکری۔

۲۷: ابو صابر ہمدانی۔ ۲۸: ہذیل بن سلیمان ازدی

۲۹: زیاد بن حواری ازدی ۳۰: مسعود بن الشعریٰ الکلبی

۳۱: مخارق بن الراسبی ۳۲: محمد بن زیاد العبدی

۳۳: بشر بن عطیہ ۳۴: محمد بن مصعب بن عبدالرحمٰن الثقفی

۳۵: خریم بن عروہ مدنی

یہ سب لوگ نباتہ بن حنظلہ۔ ذکوان بن علوان وغیرہ کے ساتھ دس رمضان ۹۳ھ کو راجہ داہر کے مقابل میں صف اول میں لڑنے والے تھے۔

اس وقت فوجی صفوں کی ترتیب مندرجہ ذیل تھی:۔

۳۶: سلیمان بن نبہان

۳۷: ابو فضہ قشیری جو قبیلہ کندی کا آزاد کردہ غلام تھا۔

۳۸: شجاع حبشی۔

۳۹: دارس بن ایوب۔

۴۰: عمرو بن مغیرہ کلابی۔

قبیلہ عالیہ	پہلی صف
بنو تمیم	دوسری صف
بکر بن وائل	تیسری صف
عبدالقیس	چوتھی صف
ازدی	پانچویں صف

(بحوالہ فتح نامہ سندھ صفحہ ۲۴۴ اردو ایڈیشن)

Marfat.com

۴۱: قیس بن عبدالمالک بن قیس الربی ۴۲: خالد انصاری
۴۳: مسعود تمیمی ۴۴: ابن شیبہ جُدیدی ۴۵: فراس عتکی
۴۶: صابر یشکری ۴۷: عبدالمالک بن عبداللہ الخزاعی ۴۸: مہتی بن عکہ
۴۹: الوقا بن عبدالرحمن ۵۰: بلیح۔ بکر بن وائل کا آزاد کردہ غلام۔
۵۱: قیس بن ثعلبہ ۵۲: جنید بن عمرو ۵۳: رواح بن اسد
۵۴: عتبہ بن سلمہ تمیمی

ہم نے فتح نامہ سندھ کے علاوہ دوسری تمام تواریخ کے صفحے بھی چھان مارے ہیں لیکن ہمیں نہ کہیں الرّاعی قبیلے کا سراغ ملا ہے نہ محمد بن قاسم کے ساتھیوں میں حلیم الراعی کا نام نظر آیا ہے۔ حالانکہ سلیم التواریخ کے مصنف نے صفحہ ۴۶ پر لکھا ہے کہ شیخ حلیم شیخ حبیب کا باہمت بیٹا مع اپنے قرابتی نوجوانوں کے آشامل ہوُا اور سندھ کی عظیم فتوحات میں شامل رہا۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس باہمت نوجوان الرّاعی قبیلے کے مورث اعلےٰ سلیم الراعی کے پوتے اور اپنے ہمراہیوں کے سربراہ شیخ حلیم الرّاعی کا نام چچ نامہ میں کہیں نہیں ملتا۔ حالانکہ سلیم التواریخ کی پوری داستان اسی شخص کے گرد گھومتی ہے۔

سلیم التواریخ صفحہ ۵۵ سطر نمبر ۴ پر مزیل لکھا ہے۔ حالانکہ یہ بُدیل ہے۔ اسی صفحہ پر سطر نمبر ۱۵ میں لکھا ہے۔ "رمضان ۹۲ھ کو دیبل فتح ہوگیا اور راجہ داہر مارا گیا۔"

حالانکہ راجہ داہر موجودہ روہڑی کے پاس دریائے سندھ کے جنوب مشرق میں الور کے قلعہ کے متصل مارا گیا تھا۔ (بحوالہ چچ نامہ صفحہ ۲۵۵)

سلیم التواریخ کے صفحہ ۵۹ سطر نمبر ۱۰ میں لکھا ہے:

"لاچار انہوں نے حاکم سے محکومی کی زندگی میں اپنے تئیں بکراہیت بدہد"

یہ محمد بن قاسم کے ساتھیوں کے متعلق لکھا ہے حالانکہ انہوں نے محمد بن قاسم کی موت کے بعد بھی تقریباً ستر سال تک بڑی جوانمردی سے اپنے وجود کو بدستور حکمران کی حیثیت سے قائم رکھا۔ اور منصورہ اور محفوظہ وغیرہ کی ریاستیں ان ہی کے دم قدم سے آباد تھیں۔ سلیم التواریخ کا یہ قیاس اس لئے بھی واقعات کے خلاف ہے کہ اتنے بڑے جلیل القدر اور جوانمرد سپاہی جن میں

Marfat.com

سے ایک ایک فرد بذات خود تاریخ ساز تھا۔ اتنی جلدی محکومی کی زندگی کیسے اختیار کر سکتے تھے جبکہ تمیم ازدی اور حکم بن عوانہ الکلبی کی زیر کمان انہوں نے تقریباً نصف صدی تک کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا تھا۔ تمام تواریخ کے صفحات اس کے گواہ ہیں۔

صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں "تاریخ فرشتہ میں جو تاریخ کی مشہور کتاب ہے اس میں تو یہ لفظ راعی ہی لکھا گیا ہے اور سیر المتاخرین جو آخیر زمانے کی تصنیف ہے رائیں لکھا گیا ہے۔ اب انگریزی عملداری میں بھی جو قوم کا لفظ جابجا تحریر میں آنے لگا ہے تو اصلیت کی ناواقفی کی وجہ سے منشی اور محرر لوگ رائیں یا ارائیں ہمزہ سے ہی لکھنے لگے۔"

تاریخ فرشتہ میں زبیر راعی کی حقیقت تو ہم گذشتہ صفحات میں واضح کر چکے ہیں اور سیر المتاخرین میں ارائیں لکھا جانا خود مصنف سلیم التواریخ کو بھی معلوم ہے لیکن صفحہ ۵۸ پر لکھا ہے۔

"تاریخ سیر المتاخرین سے پایا جاتا ہے کہ قوم ارا‏عین کے کچھ لوگ ۱۱۳۱ھ میں نواح لاہور و شاہجہان سے اُٹھ کر عظیم آباد میں جا آباد ہوئے"

چونکہ مصنف سلیم التواریخ کے سامنے الرّاعی کی وجہ سے راعین کا املا درست تھا۔ اس لئے سیر المتاخرین میں لکھے ہوئے ارائیں کی املا میں تحریف کر کے اسے ارا‏عین بنا دیا ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

صفحہ ۱۹۵ سطر ۱۲ میں لکھا ہے کہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوجہل کو کشتی کے لئے بلایا کشتی کی اور اس کو اُٹھا کر دندھا دے مارا۔"

حضورؐ نے ابوالاسود جمحی اور رکانہ کو بعد بعثت کشتی میں پچھاڑا تھا کیونکہ یہ دونوں آپ کے برحق ہونے کی نشانی کے طور پر کشتی میں جیت کو ضروری سمجھتے تھے۔ آپ سے شکست کھا کر رکانہ تو مسلمان ہو گئے لیکن ابوالاسود نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ابوجہل سے حضورؐ کی کسی کُشتی کا کسی تاریخ میں ذکر نہیں ملتا اور یہ واقعہ حقیقت کے سراسر خلاف ہے۔

یہاں میں ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو رائل بلڈنگ، موہنی روڈ لاہور میں منعقد ہونے والی میٹنگ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جس میں تاریخی قوم ارائیں کے سلسلہ میں بحث ہوئی تھی۔ اس میں مندرجہ ذیل برادران قوم نے شرکت کی تھی۔

۱: ونگ کمانڈر صوفی حمید علی صاحب خلف الرشید صوفی اکبر علی صاحب (مصنف سلیم التواریخ)

Marfat.com

۲: سردار احمد علی صاحب صدر انجمن ارائیاں پاکستان۔ لاہور۔

۳: سردار محمد شفیع صاحب کنوینر انجمن ارائیاں سندھ۔

۴: ڈاکٹر عنایت اللہ سلیمی صاحب (مرحوم) شیخوپورہ۔

۵: چودھری عبدالرشید تبسم ایڈیٹر رسالہ الراعی لاہور۔

۶: پروفیسر میاں منظور احمد صاحب ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) اسلامیہ کالج۔ ربوہ۔

۷: حاجی سردار محمد صاحب پبلشر تاریخ قوم ارائیں (مالک علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور۔)

۸: ماسٹر محمد یوسف صاحب لالہ موسےٰ۔

صدارت کے فرائض صوفی حمید علی صاحب انجام دے رہے تھے۔

ڈاکٹر عنایت اللہ سلیمی صاحب نے پرزور الفاظ میں اریحا والے نظریہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ۔

۱: اریحا یہودیوں کی آبادی تھی جنہیں حضرت عمرؓ نے عرب سے نکلوا دیا۔

۲: اریحا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور کسی تاریخی اہمیت کا حامل نہیں۔

۳: اکبر شاہ خاں مورخ نہ تھے اور آئینہ حقیقت نما کوئی مستند کتاب نہیں۔

۴: سلیم الراعی والا نظریہ ہی صحیح ہے اور اریحا والا غلط وغیرہ وغیرہ۔

مجھے جواب دینے کے لئے کہا گیا تو میں نے کہا۔

۱: اریحا بنو امیہ کے زمانے میں مسلمانوں کا گڑھ تھا اور تاریخ سے ثابت ہے۔

۲: اریحا اب بھی پچاس ہزار نفوس کی آبادی رکھتا ہے اور اس کی تاریخی اہمیت کتب تاریخ شام ولبنان میں دیکھ لیں میں نے اپنی کتاب میں ایک مکمل باب اریحا پر لکھا ہے۔

۳: اکبر شاہ خان تو مورخ تھے اور ان کی کتابیں تاریخ اسلام اور آئینہ حقیقت نما بے شک مستند کتابیں ہیں کیونکہ یہ بے شمار پرانی تاریخی کتابوں کے حوالوں سے لکھی گئی ہیں۔ البتہ صوفی صاحب مرحوم مورخ نہ تھے مگر قوم کے نہایت دردمند اور مخلص انسان تھے جنہوں نے محنت شاقہ سے برادری کے حالات کو جمع کر کے کتابی صورت دی۔ ان کی خدمات کا انکار نہیں اور نہ ان پر ...

Marfat.com

اُسے حرفِ آخر قرار دیا ہے۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب نے کہا تھا کہ ہم نے شجرہ کے مجروح ہونے کا ذکر صوفی صاحب سے کیا تھا مگر جواب میں وہ خاموش رہے اور ہم نے ادب کی وجہ سے سکوت اختیار کیا۔

پروفیسر میاں منظور احمد صاحب اور چوہدری عبدالرشید تبسم ایڈیٹر الراعی اور ماسٹر محمد یوسف صاحب نے میری تائید کی۔ آخر میں صوفی حمید علی صاحب نے بھی فرمایا کہ اباجی مرحوم نے واقعی قوم کی بے لوث خدمت کی ہے لیکن ان کی کتاب کو حرفِ آخر نہیں کہا جا سکتا اور ہمیں اپنی قوم کی تاریخ کو صحیح طور پر مرتب کرنے کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئے۔

۲۔ دوسرا نظریہ

آلِ ذورعین

جناب منشی محمد ابراہیم صاحب محشر انبالوی اپنی کتاب آلِ ذورعین مطبوعہ ۱۹۲۲ء میں لکھتے ہیں کہ ارائیں دراصل قحطانی عرب ہیں اور بریم ذورعین کی اولاد میں سے ہیں ذیل میں ہم ان کا شجرہ نسب بہت سے غیر معروف افراد کا نام حذف کر کے درج کرتے ہیں۔

یہ کتاب ہمیں جناب میاں محمد بخش سندرمی مرچنٹس اینڈ کمیشن ایجنٹس غلہ منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور کی نوازش سے دستیاب ہوئی تھی جس کے لئے ہم ان کے شکرگذار ہیں۔

زید الجمہور یمن کا بادشاہ تھا۔ اس کا پوتا یریم ذورعین ارائیوں کا مورثِ اعلیٰ ہے۔ اس نے یمن میں رعین پہاڑی پر ایک قلعہ تعمیر کیا ہے۔ اس لئے ذورعین سے ملقب ہوا۔ ہندوستان میں یہ لفظ رعین سے راعین ہوا اور پھر راعین سے ارائیں ہوا۔

یریم ذورعین وہ شخص تھا جو ۱۳۵۰ء قبل مسیح پیدا ہوا تھا۔ اس کے چچا کی اولاد میں سے حارث الرائش نامی ایک شخص ہوا جس کے زمانہ سے قوم راعین ہندوستان پر حملہ آور ہو کر آباد ہوتی رہی یعنی اسلام سے تقریباً دو ہزار سال پہلے سے ہندوستان میں آنا شروع ہوئی تھی۔ پھر زمانہ اسلام میں بھی اسلامی لشکر کے ہمراہ آتی رہی ہے۔ یہی لوگ رعین سے راعین اور راعین سے ارائیں کہلانے لگے۔

مصنف نے لکھا ہے کہ رعین کی پہاڑی اب بھی وہاں اسی نام سے پکاری جاتی ہے بلکہ ہاں کا علاقہ ہی رعین کہلاتا ہے۔

Marfat.com

آدم ثانی
حضرت نوح علیہ السلام
|
حضرت سام
|
عابد یا ہود علیہ السلام
|
حمیر
|
سہل

- **کعب الظلم**
  - حارث الرائش
  - زرعہ
    - عوف
      - زید
      - غوث
        - حضرت امام مالک
- **زید الجمہور** (یمن کا بادشاہ)
  - حرث
    - یریم ذو رعین (ارائیوں کا مورثِ اعلیٰ)
      - عبد کلال الاکبر
        - مدثر
          - عبد کلال الاصغر
            - سفیان ذو یجان
              - نعمان ذو رعین (سنہ ۶۳۳ء میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پڑھ کر اسلام لایا)
        - شیبہ
          - ابرہہ (جس نے مکہ پر حملہ کیا تھا)
- **مالک**
  - عدی
    - حضنور (مورث بنی حضنور قبیلہ)

Marfat.com

نعمان ذورعین ۶۳۳ء میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو پڑھ کر اسلام لایا۔ وہ اس وقت یمن کے ایک حصہ کا فرمانروا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ایک ایلچی کے ذریعے اس نے اپنے قبول اسلام کا حال سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں روانہ کیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آئے تو اس وقت شاہان حمیر کا ایلچی حاضر ہوا اور حرث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان ذورعین، معافر اور ہمدان کے نامے خدمت اقدس میں پیش کئے اور زرعہ ذویزن، مالک بن مرۃ رہاوی کا نامہ بھی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام کا حال لکھا تھا۔

واضح رہے کہ نعیم بن عبد کلال ذورعین، حرث بن عبد کلال ذورعین اور نعمان بن عبد کلال ذورعین تینوں بھائی تھے اور شاہان حمیر کے خاندان سے تھے جو قحطانی النسل تھے اور نعمان ذورعین کے ساتھ ہی باقی دونوں بھائی بھی اسلام لائے تھے۔ اس ذورعین کے لقب کا ثبوت ذیل میں درج ہے۔

علامہ ابن الفضل جمال الدین محمد بن مکرم المعروف بہ منظور الافریقی المصری الانصاری کی تصنیف "لسان العرب" مطبوعہ مصر موجودہ کتب خانہ بانکی پور (انڈیا) کی سترھویں جلد کے صفحہ ۴۲ پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

"ورعین جبل بالیمن فیہ حصن، وذورعین ملک ینسب الی ذالک الجبل قال الجوھری ذورعین ملک من ملوک حمیر ورعین حصن لہ وھومن والد الحارث بن عمرو بن سبا وھم آل ذورعین وشعب ذی رعین قال الراجز جاریۃ من شعب ذی رعین حیاکۃ تمشی بعطبین۔"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذورعین کے خطوط کے جواب میں جو نامہ تحریر فرمایا تھا اس کا اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے حرث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر و ہمدان شاہان حمیر کو معلوم ہو کہ میں اس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلچی ہمارے پاس اس وقت پہنچا جب

Marfat.com

ہم رومیوں کی جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں تمہارے ایلچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر ہوئی۔ بے شک خدا نے ہی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ جو مال غنیمت تم کو حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول کا نکالو اور نہری و بارانی زمینوں میں عشر اور جو [illegible] میں سے نصف عشر ادا کرو۔ چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون (تین سال کی اونٹنی) اور تیس میں ایک ابن لبون (تین سال کا اونٹ) اور پھر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ دیا کرو۔ چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائیوں میں سے ایک جذعہ (بچھڑا) زکوٰۃ دیا کرو۔ چالیس بکریوں میں سے ایک بکری اگر وہ تنہا [illegible] سب جنگل میں چرتے ہوں۔ یہ خدا کا فریضہ ہے جو اس نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔

جیسا کہ ہم گزشتہ کسی فصل میں یہ بتلا چکے ہیں، مصنف کا خیال ہے کہ حارث [illegible] کے ساتھ اور اس کے بعد جو رعینی ہندوستان پر حملہ آور ہو کر یہاں آباد ہوتے رہے وہ مشرک تھے [illegible] ہی رہے اور جو اسلام کے بعد یہاں وارد ہوئے وہ مسلمان تھے۔

مصنف کو یہ بھی خدشہ ہے کہ اگر ظہور اسلام سے قبل ذو رعین کا ہندوستان میں داخلہ ثابت کیا جائے تو ہندو ارائیوں کی توجیہہ ناممکن ہے۔ اور پھر آج ارائیوں کی اس [illegible] آبادی کا جواز [illegible] کیونکہ اگرچہ عربی مسلمان آل ذو رعین سے محمد بن قاسم کے ساتھ آئے ہوں تاہم ان کی نسلیں [illegible] بھی پھیل سکتی ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں بلکہ صوفی اکبر علی صاحب [illegible] اور ان کے چند ساتھیوں کی بدولت ہی ارائیوں کے اس نظریہ کو [illegible] جانے کے قائل ہیں۔ جناب میاں سکندر علی صاحب کمیشن ایجنٹ غلہ منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور جن کی وساطت سے یہ تاریخی مواد میسر ہوا تھا خود بھی [illegible] بعض ہندو عربوں کی [illegible] تسلیم کرنے میں متردد تھے۔

اس سارے اقتباس سے دو باتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے

۱۔ ظہور اسلام سے قبل آل ذو رعین کا ہندوستان پر حملہ آور ہونا اور یہاں مستقل طور پر آباد ہو جانا۔

۲۔ آل ذو رعین کا لشکر اسلام کے ساتھ آنا۔

Marfat.com

پہلی بات کے متعلق تو صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ زمانہ قدیم میں عربوں کے ہندوستان پر حملہ کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور نہ کسی ایسی ہمہ گیر مہم کا سراغ ملتا ہے کہ آل ذورعین وقتاً فوقتاً ہندوستان پر حملہ کرتے اور یہاں آباد ہوتے رہے۔ تجارتی قافلوں کا نشان تو ملتا ہے مگر ان کی سرگرمیاں ساحلی علاقوں تک ہی محدود تھیں اور اندرون ملک میں ان کی کوئی رسائی نہ تھی۔

البتہ دوسری بات بہت حد تک قرین قیاس ہے اور ہم یہ بھی اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قدیم زمانہ میں عربوں کا ایک قبیلہ مصر پر حملہ آور ہوا اور وہاں اس نے اپنی حکومت قائم کی جو شاہان راعیہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ چنانچہ "تاریخ تمدن عرب" کے صفحہ ۸۸، ۸۹ پر لکھا ہے کہ عربوں کے قبیلہ نے دو ہزار سال قبل از مسیح مصر میں سلطنت قائم کی جو سلاطین راعیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ یہ مذکور نہیں کہ وہ یمنی تھے یا نجدی۔ مگر راعیہ کے لفظ سے ذہن خود بخود ذورعین کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور بریم ذورعین ۱۲۵۴ سال قبل مسیح پیدا ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے اس قبیلہ کے لوگوں نے مصر میں سلطنت راعیہ قائم کی ہو۔

چونکہ ہمارا مقصد مصر کی سلطنت راعیہ پر بحث کرنا نہیں لہذا ہم اپنے موضوع کی طرف واپس آتے ہیں۔ محمد بن قاسم کے ساتھ جن سرداروں کا نام آتا ہے۔ ان میں ایک سردار مروان بن اشجم یمنی بھی ہے جس کے متعلق فتح نامہ سندھ میں لکھا ہے کہ راجہ داہر کے ساتھ جنگ کے چوتھے اور آخری روز جبکہ لڑائی بہت نازک صورت اختیار کر گئی تھی اور خود راجہ داہر جنگی ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے جاں نثاروں کے ساتھ میدان میں موجود تھا۔ اسوقت محمد بن قاسم نے سخت پریشانی کے عالم میں کعب بن مخارق الراسبی (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) سے بے اختیار پانی مانگا تھا اور اس کے گلے میں باہیں ڈال کر لڑائی کے متعلق اپنی تشویش کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ اس نے محمد بن قاسم کی اس حالت اور الفاظ کا اظہار حجاج بن یوسف کے پاس اس وقت کیا تھا جب وہ مخالف لے کر اس کی خدمت میں پہنچا تھا۔ اس نازک مرحلے پر محمد بن قاسم نے مروان بن اشجم کو بلا کر کہا کہ اب تم اپنے ہمراہیوں سمیت راجہ داہر پر حملہ کرو چنانچہ سالار اعظم کا یہ حکم سن کر وہ اپنے رفیقوں کے ساتھ راجہ داہر کی طرف بڑھا۔ پھر تو دوسرے لوگ بھی ادھر جھپٹے اور لڑائی کا زور باقی اطراف سے گھٹ کر اسی محاذ پر رہ گیا۔ یہ معرکہ ایسا شدید تھا کہ ظہر سے مغرب تک ہوا پر چلتی رہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ داہر قتل ہوا اور اس کی فوج تباہ و برباد

Marfat.com

ہو کر تتر بتر ہو گئی۔ اس گھمسان کے معرکے میں چھ شامی سرداروں اور ایک یمنی سردار کا نام فتح نامہ سندھ میں موجود ہے۔

چونکہ اس یمنی سردار یعنی مروان بن اشحم کا شجرہ نسب اس کتاب میں موجود نہیں ہے۔ اس لیے ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ آل ذو رعین کا سردار ہوگا۔ ہاں اس کے خلاف تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر وہ آل ذو رعین کا فرد ہوتا تو اس قدر بہادر سردار کے نام کے ساتھ ذو رعین کا لفظ ضرور ہوتا۔ کیونکہ آل ذو رعین ہی تو اس وقت تک مقتدر تھے۔

نیز ذو رعین کو صفت نسبتی کی وجہ سے رعینی حسب قاعدہ شامی، عراقی اور یمنی کہلانا ضروری تھا۔ مگر اس صورت حال میں رعینی سے رائیں بن جانا قابل قبول ہی نہیں ہو سکتا۔

غلب ہے کہ یہ یمنی سردار بھی ملک شام کے علاقہ اریحا کا ایک جاگیردار ہو کیونکہ عرب کے بڑے بڑے نامی سردار اور حامیان بنو امیہ کو اریحا کی چھاؤنی میں ہی جاگیریں دی جاتی تھیں اور فتح سندھ والی مہم میں تو خاص طور پر چیدہ چیدہ بہادر اور وفادار جوانمرد ہی منتخب کئے گئے تھے۔ اور اگر اس پر یقین کر لیا جائے تو مروان بن اشحم یمنی کی بجائے اریحائی ہو سکتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ رعین سے رائیں بن جانا تو قابل قبول ہے مگر رائیں کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ الفاظ جب بگڑتے ہیں تو مخفف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر رائیں کی بجائے ارائیں کہلانے میں الف کی ایزادی کا کوئی جواز نہیں ملتا اور یہ سب جانتے ہیں کہ ہماری قوم رائیں نہیں بلکہ ارائیں ہے۔

پس چونکہ اس نظریہ کی تائید میں بھی مضبوط شہادتوں کی کمی ہے لہذا ہم تیسرا نظریہ اریحائی گردہ کا بحث کرتے ہیں۔

Marfat.com

تیسرا باب

ارائیوں کی گوتیں
(SUB CASTS)

کیا لقب اور گوتیں مخصوص ہیں؟

اگر لقب اور گوتیں محض قوموں کے ساتھ مخصوص ہوتیں تو ایک قوم کے القاب وغیرہ دوسری کے ساتھ استعمال نہ ہوتے مگر مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں آپ دیکھیں گے کہ ایسا نہیں ہوتا۔

شیخ: عربی لفظ ہے اور ہر بوڑھے، معزز یا دین دار شخص کے لئے بولا جاتا ہے۔ یوں تو نومسلم اور خوجے سب شیخ کہلاتے ہیں مگر سادات میں حضرت پیران پیر کو بھی شیخ عبدالقادرؒ کہتے ہیں اور ارائیوں میں لاہور کے مشہور خاندان کٹار بنداں کے بزرگ شیخ کے لقب سے پکارے جاتے تھے چنانچہ ان کے پاس جو شاہان مغلیہ کی سندات ہیں ان میں انہیں شیخ کے لقب سے پکارا گیا ہے خاندان شاہ عنایت قادری (جو حضرت بلھے شاہ کے مرشد اور ذات کے ارائیں تھے) کے معززین بھی شیخ کے نام سے مشہور ہیں اور اضلاع مظفر نگر، بریلی اور پیلی بھیت میں بھی ارائیں معززین ہمیشہ شیخ کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ وہاں مہر یا چودھری کا لفظ مروج ہی نہیں ہے۔

شاہ: عموماً سادات کے لئے مستعمل ہے مگر حضرت شاہ عنایت قادری ارائیں ہونے کے باوجود شاہ کہلاتے تھے۔

مُلا: فارسی کا لفظ ہے جس کے لغوی معنے "زیادہ املا کرنے والا" ہیں مگر مرادی معنی میں بہت پڑھا لکھا آدمی۔ علماء کے لئے بھی یہ لفظ مستعمل ہے اگرچہ اس مغرب زدہ دور میں یہ لفظ گالی بن کر رہ گیا ہے جو ہماری انتہائی بدنصیبی ہے۔ علاقہ ملتان میں مُلا خاندان کبیر والا کا مقتدر ارائیں خاندان تھا۔

ملک: عربی لفظ امراء کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ مشرقی پنجاب میں تیلیوں کو بھی ملک کہتے ہیں۔ اعوان بھی ملک کہلاتے ہیں۔ دہلی میں ارائیوں کا ایک خاندان ملک کہلاتا تھا جس میں ملک رحیم بخش ممبر دار او رجاگیر دار تھے۔ لاہور کے علاقہ سانده میں ارائیں ملک کہلاتے ہیں جن

Marfat.com

میں ... تاج الدین سابق اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل پنجاب مشہور شخص ہوئے ہیں۔ بعض ہندو بھی اس لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ ملک گو دھارام دھاریوال میں ۱۶۴۲ء میں تھانیدار تھا۔

مہر: یہ فارسی لفظ مہتر کا مترادف ہے یعنی سردار۔ انگریزی کا لفظ MAYOR بھی اسی سے نکلا ہے ہندو بھی اس لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ مہر مٹھا ولد ڈفرو ہندو جاٹ دھاریوال ساکن ڈھولا کانگنہ ضلع دہلی میں ایک مشہور زمیندار تھا جس کی بیٹی رانی بھوتال اکبر بادشاہ کی بیوی تھی۔ اس کے متعلق یہ کبت بھی مشہور ہے۔

اکبر جیڈ نہ بادشاہ بیربل جیڈ نہ بھٹ

ڈُتے جیڈ نہ سورما مہر مٹھے جیڈ نہ جٹ

سری کرشن جی نے جس آہیر کے گھر پرورش پائی وہ بھی مہر نند تھا۔ ناگ پور کے علاقہ میں ہندو زمیندار مہر کہلاتے تھے۔ کانگڑہ ضلع کی تحصیل ہمیرپور کے قصبہ دھمدل کے مشہور زمیندار مہر کشن دیال اور مہر ٹھاکر دیال ہندو برہمن تھے۔

ارائیوں میں یہ لقب خاص طور پر مروج ہے اور سابق امرتسر، گورداسپور، جالندھر، ہوشیارپور اور لاہور کے علاقوں میں تمام ارائیں مہر ہی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ مغربی پاکستان میں ارائیوں کے لئے مہر بہت مستعمل ہے۔

میاں: یہ لفظ فارسی ہے۔ مہ یا مہا سے نکلا ہے۔ ہندی میں ... کا مطلب بڑا۔ بیٹے مہاراجہ، ہندو راجپوت خصوصاً کانگڑہ ضلع میں میاں کے لقب سے ہی ... جاتے تھے۔ ہندو لوگ مسلمانوں کو عموماً میاں کہہ کر پکارتے تھے۔ قریشی اور خصوصاً قاسمی یا ... امام بھی عموماً میاں ہی کہلاتے ہیں۔ یہ لفظ ادب کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ امرتسر کے ضلع میں کوٹ قادر آباد کے میاں محمد وارث کا خاندان سکھوں کے زمانہ میں سب سے زیادہ مشہور تھا۔ باغبانپورہ لاہور کا میاں خاندان کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ بلکہ ارائیں قوم کے لئے باعث فخر ہے۔

چودھری: ہندی لفظ ہے جس کے معنی ہیں چتر دھر۔ یعنی وہ سردار جس کے سر پہ چتر ہو۔ یہ لقب سب قوموں میں مستعمل ہے اس لئے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔

سردار: فارسی لفظ ہے۔ کابل کے علاقہ میں امراء کے لئے بولا جاتا ہے پنجاب میں مہاراجہ

Marfat.com

رنجیت سنگھ نے اس لفظ کو سکھ امراء کے لئے استعمال کیا تھا اور پھر تو گویا سکھوں کے مخصوص ہو کر رہ گیا جیسے صاحب کا لفظ صرف انگریزوں کے لئے بولا جاتا تھا۔ ارائیوں میں گنجہ کلاں ضلع لاہور کا سردار خاندان (سردار نور محمد صاحب کا خاندان) بہت مقتدر ہے آجکل سردار محمد شفیع اور سردار احمد علی صاحب اس خاندان کے معزز افراد ہیں۔

خان: ارائیوں نے "خان بہادر" کے خطاب کے علاوہ اس لقب کو کبھی استعمال نہیں کیا بلکہ اس سے ہمیشہ گریز کیا ہے۔ (بحوالہ سلیم التواریخ صـ۱۰۲ سے صـ۱۱۲ تک)

آج کل مغربی تعلیم کے تاثر سے اور کچھ تاریخی مقامات کی نسبت سے ارائیوں کے پڑھے لکھے خاندان القاب کے علاوہ اپنے نام کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

حجازی: اریحا میں آباد ہونے والے حجازی بزرگوں کی یاد میں حجازی بھی لکھتے ہیں۔ جیسے پاکستان کے مشہور ناول نگار جناب نسیم حجازی صاحب۔

سلیمی: اریحا کے قبیلہ بنو سلیم کی مناسبت سے سلیمی بھی لکھا جاتا ہے جیسے پاکستان نیوی کے سابق کموڈور، میاں اسلام باری سلیمی صاحب۔

شامی: ملک شام کی رعایت سے شامی بھی کہلاتے ہیں جیسے سندھ یونیورسٹی کے شعبہ تعلیم کے پروفیسر جناب پرویز شامی

سندھ میں ارائیوں کی گوت (SUB CASTE) بھٹو اپنے نام کے ساتھ بھٹو لکھتی ہے اور باقی لوگ ارائیں لکھتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ لقب ہمیشہ معنوی صفت کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے اور ادباً بھی بولا جاتا ہے۔ اس میں کسی قوم یا گروہ کی تخصیص نہیں ہوتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ درزی اور نائی وغیرہ کو بھی خلیفہ ہی کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ شاہان بنو امیہ اور بنو عباس کیلئے استعمال ہوا ہے بھنگی کو جمعدار اور مہتر کہہ دیتے ہیں۔ سقے کو بہشتی اور تیلی کو ملک کہتے ہیں تاکہ ان لوگوں کا دل راضی رہے کیونکہ اگر کسی کو نائی، تیلی، سقہ اور بھنگی کہا جائے تو اس سے اس کا دل رنجیدہ ہو گا۔ اس لئے ہر چھوٹے بڑے کو کسی نہ کسی لقب سے پکارا جاتا ہے تاکہ معاشرے میں اس کی عزت برقرار رہے اور تذلیل و تحقیر نہ ہونے پائے ورنہ سوسائٹی میں سخت فساد رونما ہونے کا اندیشہ ہے چنانچہ ہر روز دیکھتے

Marfat.com

ہیں۔ جب کسی کا نام بگاڑ کر بولا جاتا ہے تو دنگا فساد برپا ہو جاتا ہے اسی لئے تو اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کرو کسی سے تمسخر نہ کرو۔ دوسروں کے گندے نام نہ رکھو چڑانے کے لئے خراب لفظ استعمال نہ کرو کیونکہ ممکن ہے وہ تم سے اچھا ہو۔ اسلام نے معاشرے میں امن و سکون قائم رکھنے کے لئے یہ قیود لگا رکھی ہیں کہ کوئی بھی کسی دوسرے کو برے الفاظ سے نہ پکارے۔

اس ساری بحث کو مدِنظر رکھئے۔ مندرجہ ذیل حقائق پر بھی غور کیجئے۔ اور پھر فرمائیے کہ اگر ہندو رائی ہیں اور مسلمان ارائیں ہیں تو یہ کہاں کی شرافت ہے کہ خواہ مخواہ دونوں کو ایک ہی قوم کے افراد قرار دے دیا جائے؟

۱: دکن میں برہمنی سلطنت بہت مشہور تھی جس کا پایۂ تخت گلبرگہ گولکنڈہ کے قریب تھا۔ بہمنی یا برہمنی کے نام سے ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ برہمنوں کا خاندان ہوگا۔ مگر تمام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ خاندان افغان تھا اور اس نام کی وجہ یہ بھی ہے کہ ظفر خان افغان اصل میں گنگو نام ایک برہمن کا غلام تھا گنگو اس پر بڑی مہربانی کرتا تھا اور اس نے پیش گوئی کی تھی کہ تو بڑا صاحب نصیب ہوگا۔ غرض جب ظفر خاں نے عروج پکڑا تو اس نے اپنے مہربان آقا کی یاد میں اپنا لقب سلطان علاؤ الدین گنگو بہمنی رکھا اور اسی وجہ سے اس کا خاندان تاریخ کی کتابوں میں برہمنی یا بہمنی کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۵۲۶ء میں ڈیڑھ سو برس کی اس سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

۲: شیر شاہ افغان شاہِ ہند سوری تھا مگر کرتارپور ضلع جالندھر میں کمبوہوں کا ایک خاندان بھی سوری کہلاتا تھا۔ ماہوار رسالہ "جوگی" لاہور (پاکستان سے پہلے) کا ایڈیٹر صوفی لچھمن پرشاد تھا۔ [ink blot]سلیم التواریخ کے مصنف صوفی محمد اکبر جالندھری تھے۔

۳: پٹھان اکثر بودھی بھی ہیں اور گوجرانوالہ کے علاقہ میں بھاٹوں کی ایک گوت بھی بودھی ہے اور سی پی میں بودھی ہندو قوم بھی ہے۔

۴: ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ میں علاقہ راولپنڈی کے کئی کمبوہوں نے اپنی گوت سینی لکھوائی تھی اور سینی ضلع ہوشیارپور میں ایک ہندو زمیندار قوم بھی ہے۔ اکثر سینی سکھ ہیں اور بقول لارڈ ڈینیل البسٹن ان کا غلوں سے کچھ بھی واسطہ نہیں۔

Marfat.com

۵: باغ علی عرف بھاگو ساکن کھنڈہ ضلع گورداسپور کی اولاد ارائیں ہونے کے باوجود رائے کہلاتی ہے کیونکہ وہ تحصیل سرسہ میں واقعہ قصبہ رانیہ سے نقل مکانی کر کے رنجیت سنگھ کے زمانے میں یہاں آباد ہو گئے تھے اس لئے رائے مشہور تھے حالانکہ رائے راجپوت بھی ہیں۔

غرض اس بحث سے ہمارا مطلب اب واضح ہو گیا ہے کہ کسی گوت یا لقب یا پیشہ کے اشتراک کی وجہ سے ایسے لوگ ایک ہی قوم کے افراد نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہندو رائی یا رائیں در اصل مسلمان ارائیوں سے بالکل علیحدہ قوم ہیں اور انہیں قوم ارائیں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ غلطی گزٹیر لکھنے والوں اور معترضین نے صرف اس وجہ سے کی ہے کہ لفظ "رائیں" دونوں قوموں میں مشترک تھا۔ ہم اس مسئلہ پر آئندہ ابواب میں بھی انشاء اللہ مزید روشنی ڈالیں گے۔

ارائیوں کی چند مشہور گوتیں

گوت (SUB CASTE) ایک ایسا عرف ہے جو کسی وجہ سے مشہور ہو جاتا ہے اس میں ظرف زماں، ظرف مکاں اور حالات و واقعات کا گہرا دخل ہوتا ہے۔ یوں تو ارائیوں کی بہت سی گوتیں ہیں لیکن ہم صرف چند مشہور گوتوں کے نام لکھتے ہیں۔

رپورٹ مردم شماری ۱۸۸۱ء میں ارائیوں کی مندرجہ ذیل گوتیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں بعض غلط بھی ہیں۔

ملتانی، گھالر۔ منڈا۔ ہانسی۔ بہمن (غلط ہے) بسرو۔ گوہیر۔ بلگوریا۔ گگرو۔ ملانے۔ نین۔ چنڈور۔ ڈھینگے۔ بھٹی (غلط ہے) بھٹہ۔ جنجوعہ (غلط ہے) ڈھڈے۔ رامے۔ گیلن۔ واہند۔ قطب شاہی۔ جتالے۔ چاچڑ۔

لیکن ان کے علاوہ بھی چند اور گوتیں ہیں۔ مثلاً۔

مولے، ڈولے، بھیلے۔ چھچھر۔ رتیے۔ کھتورہ۔ سگی۔ سیال۔ مدھ۔ سمانے۔ ساندہ۔ گنگو۔ ویہرہ۔ رہیل۔ جھونگے۔ پوادھڑے وغیرہ وغیرہ۔

در اصل اَل (پنجابی زبان کا لفظ ہے جو عرف کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے) جب وہ دیر تک کسی خاندان میں مشہور رہتی ہے تو وہ گوت بن جاتی ہے اور یہ خاندان پشت در پشت

Marfat.com

اسی گوت سے پکارا جاتا ہے اور آلیں (عرف) چونکہ بنتی، بدلتی، سنورتی اور بگڑتی رہتی ہیں اس لئے ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے اور یہ کوئی ضروری بات بھی نہیں ہے۔ چند گوتوں کی وجہ تسمیہ البتہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

نین : دریا کے کنارے کو عموماً اور دریائے بیاس کو خصوصاً نین کہتے ہیں۔ ابتداء میں ان کی آبـ ـئے بیاس پر بالخصوص زیادہ ہوگی اور پھر وہاں سے اٹھ کر دوسرے علاقوں میں چلے گئے ہوں گے اس لئے نین کہلائے۔

منڈے : دریا کے منڈ پر رہنے کی وجہ سے مشہور ہوئے۔

جتالے : کسی معرکہ میں جیت جانے کی وجہ سے جتالے کہلائے۔

ڈولے : مچھلی کی ایک قسم ہے۔ قریش بھی دیل مچھلی کو کہتے ہیں۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انکے مورثوں میں سے اعتماد الدولہ معین الدولہ یمین الدولہ وغیرہ کے خطابات ملتے رہے ہوں اور دولے کہلاتے ہوں جو ان پڑھ لوگوں میں ڈولے مشہور ہو گئے ہوں۔

بھٹہ : علاقہ سرسہ جو اب ہریانہ (مشرقی پنجاب) کا علاقہ کہلاتا ہے کے مشہور قصبہ بھٹہ میں رہنے کی وجہ سے بھٹے کہلائے اور جب یہ علاقہ دریائے سرسوتی کے خشک ہو جانے سے تباہ ہوا تو یہ لوگ وہاں سے اٹھ کر شمالی سندھ بہاولپور ملتان کی طرف چلے گئے اور اپنے ظرف معاش کی نسبت سے بھٹے مشہور ہو گئے۔

پوادھڑے : ضلع کرنال کا شمالی علاقہ پوادھ کہلاتا ہے۔ یہ وہاں رہنے کی وجہ سے پوادھڑے بنے۔

کھتورہ : سرسہ کا ایک مشہور گاؤں ہے

چاچڑ : ریاست بہاولپور کا ایک مشہور گاؤں ہے۔

(گویا نین، بھٹہ، پوادھڑہ، کھتورہ اور چاچڑ سب گوتیں اپنے گاؤں یا علاقہ کی وجہ سے مشہور ہوئی ہیں)

رانمے : نیزہ مارنے والا کسی نامور مشہور جنگجو ہوگا۔ (اس کا صحیح املا رمحے ہے)

سیال : کسی نے سانپ پکڑ یا پال لیا ہوگا۔ (گجرات میں سیال خاندان بڑا مشہور ہے)

چونکہ گوتوں کی تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے لہذا ہم قارئین کی معلومات کیلئے مندرجہ بالا بیان ہی کافی سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

چوتھا باب

دورِ ابتلاء

ارجائیوں پر سندھ میں جو مصیبتیں نازل ہوئیں اور جس پامردی سے انہوں نے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا۔ اسے سمجھنے کے لئے ہم پھر دورِ خلافت راشدہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ تاریخی پس منظر قارئین کی نگاہ سے اوجھل نہ ہونے پائے۔

حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان ہوا۔ خلیفہ سوم کی شہادت کی خبر عرب، شام اور مصر میں شائع ہوئی تو ایک آگ بھڑک اٹھی اور تمام عرب بالخصوص قبائل قریش میں ایک جوش پیدا ہوگیا۔ یہ سازش غیر عرب مصریوں، عراقیوں اور ایرانیوں کی دماغی کاوش کا نتیجہ تھی۔ جن کا لیڈر عبداللہ بن سبا تھا۔ یہ سازشی چاہتے تھے کہ عربی حکومت کا جوا اتار کر پہلی سی شان و شوکت بحال کرلیں۔ بنو ہاشم ان کا آلۂ کار بن کر رہ گئے تھے۔ اب تو حضرت علیؓ نے بھی محسوس کیا کہ مدینہ میں نہیں رہ سکتے۔ اس لئے انہوں نے دارالحکومت کوفہ میں منتقل کرلیا۔ کوفہ ارض حجاز سے اتنا ہی دور تھا جتنا ایران سے نزدیک تھا۔ یہی خفیہ سازشوں کا مرکز تھا اور بعد میں بھی ہمیشہ مرکز رہا۔

بنو ہاشم عرب کا اعتماد کھو بیٹھے تھے۔ ان کے ہواخواہ زیادہ نو مسلم مجوسی وغیرہ تھے جب اس کے خلاف ردِ عمل شروع ہوا تو عرب بنو امیہ کے گرد جمع ہوگئے۔ اصل میں یہ جنگ ایک صدی تک جاری رہی یہاں تک کہ بنو امیہ کی حکومت کے خاتمہ پر خلافت عباسیہ قائم ہوگئی۔ یہ عربی حکومت نہ تھی۔ ایرانیوں اور ترکوں کی خلافت تھی۔ جس میں عربی خلیفہ کی وہی حیثیت تھی جو کسی خانقاہ کے پیر کی ہوتی ہے۔ اگرچہ غیر عرب خلافت کے سرپرست تھے مگر سلطنت کی سند اور خرقہ خلفائے عباسیہ صدیوں تک عطا فرماتے رہے۔ تمام خلفائے عباسیہ عجمی لونڈیوں کے بطن سے تھے۔ عرب ملازم کی موجودگی حریم خلافت میں قطعاً ممنوع تھی۔ غرض بساط سیاست پر دو کھلاڑی عرب اور عجم یعنی غیر عرب بالخصوص ایرانی تھے۔ عرب کے مہرے بنو امیہ تھے اور عجمیوں کے بنو ہاشم۔ انگریز مؤرخین نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ اموی خلافت خالص عربی تھی اور اس کا نصب العین اشاعت اسلام

Marfat.com

اور عربی زبان کی ترویج تھا۔ جب ان کا تختہ اُلٹ گیا۔ تو دونوں باتیں نہ رہیں۔

عجمیوں کی سازشیں جاری رہیں اور انہوں نے شیعان علیؓ کی دعوت پر عباسیوں کی مدد کر کے ان کی حکومت کو کامیاب بنا دیا۔ (کیونکہ عام طور پر یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا تھا کہ عباسی بنو امیہ سے حکومت چھین کر بنو ہاشم کے حوالے کر دیں گے مگر حکومت حاصل ہونے ہی انہوں نے بنو ہاشم اور سادات کا بے دریغ خون بہایا)۔ عباسیوں کا پہلا خلیفہ ابو العباس سفاح (خون بہانے والا) تھا جس نے چُن چُن کر امویوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور بالاتفاق ٹھہر گیا کہ خاندان بنو امیہ کا ایک بچہ بھی دنیا میں زندہ نہ رہنے پائے۔ ڈھونڈ ڈھونڈھ کر ان کا پتہ لگایا جاتا تھا اور قتل کر دیے جاتے تھے۔ اس پر بھی عباسیوں کا جوش انتقام ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ خلفائے بنو امیہ کی قبریں اکھڑوائی گئیں اور اگر ایک ہڈی بھی سالم مل گئی تو اسے آگ میں جلا دیا گیا۔ اس ہنگامے میں بنو امیہ کا ایک نوجوان عبدالرحمٰن اندلس بھاگ گیا۔ جہاں اس نے اپنے زور بازو سے وہ عظیم الشان حکومت قائم کی جس نے اندلس پر پانچ صدیوں تک نہایت شان و شوکت سے اپنا ڈنکا بجایا اور سارے یورپ میں علم و ہنر کی روشنی پھیلائی عباسی حکومت اس کو ہمیشہ رشک کی نگاہ سے دیکھا کیے مگر کچھ نہ کر سکے۔

تاریخ اسلام حصہ دوم از اکبر شاہ خاں کے صفحہ ۲۰۸ کا ایک اقتباس پیش ہے جس سے آپ کو اسپانیوں کے آباؤ اجداد کی مشکلات کا کچھ علم ہو سکے گا:

"عبداللہ سفاح نے تمام ممالک محروسہ میں حکم عام جاری کر دیا کہ جو کوئی بنو امیہ میں سے نظر آئے بلا دریغ قتل کر دیا جائے۔ ولایتوں کے والی اور شہروں کے عامل جو عموماً عباسی تھے اپنی اپنی جگہ اس تجسس میں مصروف رہنے لگے کہ کہیں کسی بنو امیہ کا پتہ چلے اور اس کو قتل کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ جس طرح کسی درندہ کا شکار کرنے کے لیے لوگ گھر سے نکلتے ہیں اسی طرح بنو امیہ کا شکار کرنے کے لیے روزانہ لوگ گھروں سے نکلتے تھے۔ بنو امیہ کے لیے کوئی مکان، کوئی گاؤں، کوئی قصبہ اور کوئی شہر جائے امن نہ رہا اور بر سوں ان کو تلاش کر کر کے عباسی لوگ قتل کرتے رہے۔ خراسان کے ابو مسلم نے یہ کام اور بھی زیادہ اہتمام اور ہمت کے ساتھ انجام دیا تھا

Marfat.com

اس نے نہ صرف بنو امیہ بلکہ ان لوگوں کو بھی جنہوں نے کبھی نہ کبھی بنو امیہ کی حمایت یا کوئی خدمت انجام دی تھی، قتل کرا دیا۔ اس قتل عام میں جو لوگ بچ بچ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگ کر جا سکے۔ انہوں نے اپنا بھیس بدل بدل کر نام اور قوم دوسری بتا بتا کر سرحدوں کی طرف رُخ کیا۔ خراسان کے صوبوں اور ولایتوں میں یہ قتل عام چونکہ بہت زیادہ شدید تھا۔ لہذا یہاں جو بنو امیہ اور ان کے ہمدرد قبائل تھے وہ سندھ، کوہ سلیمان اور کشمیر کی طرف بھاگ کر پناہ گزین ہوئے۔ جن لوگوں نے اپنے قبیلوں کے نام بدل دیتے تھے وہ بھی رفتہ رفتہ اسلامی حکومت کی حدود سے باہر نکل آئے کیونکہ ان کو سلطنت عباسیہ کی حدود میں اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا تھا یہ مفرور عربی قبائل جو سندھ، کشمیر اور پنجاب وغیرہ کی طرف بھاگ آئے تھے۔ ان کی نسلیں آج تک ہندوستان میں موجود ہیں مگر اپنے بدلے ہوئے ناموں اور پیشوں کی وجہ سے اپنے عربی نژاد ہونے کو بھول گئی ہیں۔ ''

کشمیر کے بمبہ قبائل ان ہی باقیات بنو امیہ کی یادگار ہیں۔

ظاہر ہے اسلامی دارالحکومت کی پالیسیوں کا اثر تمام ممالک محروسہ پر ہونا لازمی تھا۔ اس لئے بے گناہ سپاہی اور سندھ کے اولین فاتح بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے اور ان پر ظلم و تشدد کا دور شروع ہو گیا۔ چونکہ عباسی خلفاء ہر حالت میں بنو امیہ کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ لہذا سندھ کے اموی گورنر منصور نے عباسی خلیفہ کی بیعت کرنے سے انکار کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور تمام شامی، عراقی اور یمانی جنگجو سردار اس کے طرفدار ہو گئے تاکہ اپنی بقاء کے لئے جدوجہد کریں۔ ادھر عباسیوں کے مشہور گورنر ابو مسلم خراسانی (جو عجمی تھا) نے منصور کو معزول کر کے سندھ پر عبدالرحمٰن نامی ایک سردار کو حاکم بنا کر بھیجا۔ منصور نے اس کا مقابلہ کیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد عبدالرحمٰن مارا گیا۔ ابو مسلم نے عبدالرحمٰن کے مقتول ہونے کی خبر سن کر موسیٰ بن کعب تمیمی کو زبردست فوج دے کر مقابلے کے لئے بھیجا۔ منصور نے سندھ کی مغربی سرحد سے آگے بڑھ کر موسیٰ کو روکا اور معرکہ آراء ہو کر قتل ہو گیا۔ اس لڑائی میں منصور کا بھائی منظور بن جمہور بھی مارا گیا۔ منصور نے جس شخص کو اپنا نائب بنا کر منصورہ میں چھوڑا تھا، اس نے منصور کے قتل ہونے کی خبر سن

Marfat.com

کر تمام شامیوں، عراقیوں اور ارائیوں کو منصورہ سے نکال کر شہر کو ویران کر دیا اور ان کے ساتھ سندھ و بلوچستان کے پہاڑی دریاؤں میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ جہاں منصور کے ہمراہی جو عباسی لشکر کی تباہی سے بچ گئے تھے ان سے آکر مل گئے۔ اب انہیں ہر وقت عباسی حکومت کی طرف سے خطرہ رہتا تھا تاہم انہوں نے بالائی سندھ اور بلوچستان کے کچھ حصوں میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی جس کے آثار اب بھی قدیم ارائیں واہ کے نام سے ملتے ہیں۔

مرحوم میاں عبدالحق صاحب سابق ایم۔ پی۔ اے نے نومبر ۱۹۶۸ء کو ساہیوال میں ایک ملاقات کے دوران راقم کو بتایا تھا کہ نواب امیر محمد خاں مرحوم سابق گورنر مغربی پاکستان نے اپنے دورہ بلوچستان کے دوران ارائیوں کی ان قدیم نہروں کے نشانات دیکھے تھے جو انہوں نے اپنے زمانہ میں تیار کرائی تھیں اور جن کے آثار آج تک موجود ہیں۔ نواب صاحب مرحوم نے نہایت تفصیل سے میاں صاحب کو سب کچھ بتایا تھا اسی طرح لاڑکانہ میں ۱۹۲۰ء سے پہلے تک گاؤں کا نام عام طور پر دیہہ نمبر۔ ارائیں ہوتا تھا اور اپنے نمبروں کی وجہ سے شمار ہوتے تھے جیسے آج کل دیہہ ۴۸ جمڑاؤ، ۹۰ جمڑاؤ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ارائیں بلوچستان اور بالائی سندھ میں خاص طور پر متمکن رہے ہیں۔

اب سندھ کے مختلف علاقوں میں گوٹھ ارائیں یا دیہہ ارائیں کے نام سے قدیم آبادیاں موجود ہیں۔

قرامطہ کا فتنہ

ان ہی دنوں ایک ایسا فتنہ رونما ہوا جس نے ان بدنصیبوں کو کچلنے کی پوری پوری کوشش کی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ جوانمرد اور جواں ہمت نہ ہوتے اور ان کی اولادیں ان کے نقش قدم پر نہ چلتیں تو ایسے تباہ کن حالات میں ہمیشہ کے لئے برباد ہو جاتے بلکہ ان کا نام و نشان تک نہ رہتا مگر انہوں نے اپنی تلواروں اور نیزوں کو زنگ آلود نہ ہونے دیا اور وقتاً فوقتاً اپنی شجاعت سے دشمنوں کے دانت کھٹے کرتے رہے اس فتنہ کے ہاتھوں جو مصائب ہمارے آباؤ اجداد کو برداشت کرنا پڑے، ان کا تذکرہ پیش کرنے سے پہلے ہم قرامطہ کا مذہبی اور تاریخی پس منظر پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کو حالات کے سمجھنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

Marfat.com

حضرت امام جعفر صادقؒ کی وفات کے بعد شیعان علیؓ دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک تو اسمٰعیلی کہلاتے ہیں جو محمد بن اسمٰعیل بن جعفرؒ کو امام تسلیم کرتا ہے اور دوسرا امام جعفرؒ کے بیٹے موسیٰ کاظم کو۔ یہ گروہ امامیہ اثنا عشریہ کہلاتا ہے۔

اسمٰعیلی یہ کہتے ہیں کہ اسمٰعیل امام صاحب کی زندگی میں فوت نہیں ہوا تھا بلکہ دشمنوں کے خوف سے امام صاحب نے اسے چھپائے رکھا اور اس کی موت کو مشتہر کر دیا۔ امامیہ اثنا عشریہ یہ کہتے ہیں کہ اسمٰعیل فوت ہو چکا تھا اور امام صاحب نے اپنا جانشین موسیٰ کاظم کو نامزد کیا تھا۔ یہ اسمٰعیلی بھی بعد میں دو فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ ایک تو خالص اسماعیلیہ کہلایا۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اسمٰعیل فوت نہیں ہوا بلکہ غائب ہے اور وہ قائم منتظر ہے اور کسی وقت اس کا ظہور ہوگا۔

دوسرا فرقہ محمد بن اسماعیل کو امام تسلیم کرتا ہے اور اسماعیل کی موت کا قائل ہے۔ اس فرقہ کو مبارکیہ کہتے ہیں۔ مبارک نامی ایک شخص اسماعیل کا مولیٰ تھا۔ فرقہ خطابیہ بھی اس سے ملحق ہو گیا۔ پھر یہ فرقہ بھی کئی فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ان میں سے ایک قرامطہ ہے جو قرمط نام کے ایک شخص سے منسوب ہے قرامطہ کا زور عباسی خلفاء المکتفی اور المقتدر (۲۸۹ھ تا ۳۲۰ھ) کے عہد میں بہت زیادہ رہا اور اس کے بعد ۳۹۰ھ تک ان کی شورشیں ممالک اسلامیہ کے مختلف حصوں خصوصاً سندھ میں زیادہ رہیں۔

الاحساء سے ایک شخص قرمطی سلیمان بن الحسین نے خروج کیا۔ اس نے مکہ کے حاجیوں پر حملہ کر دیا اور عین اس وقت جبکہ وہ طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ انہیں قتل کر کے ان کی نعشیں چاہ زمزم میں پھینک دیں۔ اس کا مقابلہ کئی دفعہ عباسی سپاہ سے بھی ہوا اور وہ اکثر کامیاب رہا۔ آخر ایک لڑائی میں شکست کھا کر بحرین کی طرف بھاگا جہاں ایک عورت نے اسے پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔

قرامطی شمالی افریقہ، عرب اور عراق کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ چونکہ وہ حجر اسود بھی اکھاڑ کر لے گئے تھے اور حجاج کا راستہ بھی بند کر رکھا تھا اس لئے دنیائے اسلام میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ اسمٰعیل عبیداللہ المہدی شمالی افریقہ میں اپنی سلطنت قائم کر چکا تھا۔ جب اسے اطلاع ہوئی تو بہت برافروختہ ہوا۔ قرمطی اس کے داعی تھے اور بنو فاطمہ کے نام پر شمالی افریقہ میں اپنی سلطنت قائم کر چکے تھے۔ عبیداللہ کے حکم کے مطابق قرمطیوں نے حجر اسود قاضی نیشاپوری کے حوالے کر دیا۔ جس نے اسے پھر سے کعبہ میں نصب کر دیا۔ یہ ۳۲۹ھ کا واقعہ ہے۔ بحرین میں قرامطہ کا بہت زور تھا

Marfat.com

یمن میں بھی ان کا اثر بڑھ گیا تھا اور عراق میں عرصہ تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ خوارزم اور غزنی میں بھی قرامطہ اور باطنیہ کا طوطی کچھ عرصہ تک بولتا رہا۔ ملتان توان کا گڑھ تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے اپنے عہد حکومت میں ان کا قلع قمع کرنے کے لئے خاص جدوجہد کی اور ہزاروں قرمطی تہ تیغ کئے۔

قرامطہ کا مذہب درحقیقت اسلام نہ تھا بلکہ یہ تو ایک سیاسی تحریک تھی جس کا مقصد دنیائے اسلام کو مٹانا اور عربوں کی فوقیت و برتری کو نیچا دکھانا تھا۔ اس تحریک کو چالاک مجوسیوں اور اباحیتوں نے مذہبی جامہ پہنا دیا تھا اور لوگوں کو نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر تکالیف شرعیہ سے آزادی دے کر بتایا جاتا تھا کہ یہ سب باتیں فضول ہیں۔ خدا کو ان کی قطعاً ضرورت نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ محمد بن حنفیہ کو خدا کا رسول منوایا جاتا تھا۔ حضرت علیؓ کی عزت اس لئے کی جاتی تھی کہ علویوں کے غدار اور تمام شیعہ ہمدرد بن جائیں اور مخالفت نہ کریں۔ عام مسلمانوں کا قتل کرنا موجب ثواب بتایا جاتا تھا۔ قتل و غارت اور اپنے ہم مشربوں کے سوا دوسروں کو اذیت پہنچانا کوئی جرم نہ تھا بلکہ عین ثواب سمجھا جاتا تھا۔ حلال اور حرام کی قید کو بھی اٹھا دیا گیا تھا۔ غرضیکہ یہی خاصی لامذہبی اور عیاشی کا نام مذہب رکھ دیا گیا تھا۔ چونکہ جاہل اور غارت گر گروہوں کے مزاج اور خواہشات سے اس مذہب کو خصوصی مناسبت تھی، لہٰذا ہر ملک و قوم کے جاہل اور بدوضع لوگ اس مذہب کو بڑی آسانی سے قبول کر لیتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ فارس، خراسان اور بحرین میں ان کا زور بڑھ گیا تھا۔ شیعوں نے قرامطہ کو عباسیوں اور بنوامیہ کا دشمن دیکھ کر ان کی کوئی مخالفت نہ کی۔ غرض علویوں کی سازشوں اور عباسیوں کی اس پکڑ دھکڑ نے جو انہوں نے بنوامیہ اور سادات کے مقابلہ میں کی تھی، مذہب قرامطہ کے لئے خوب مواقع فراہم کر دیئے تھے اور چاروں طرف ان لوگوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔

اب اس مذہبی اور تاریخی پس منظر کو بیان کر لینے کے بعد ہم ان تاریخی حالات کا تذکرہ کرتے ہیں جو سندھ کی سرزمین پر رونما ہوئے اور جن سے اریجانیوں، شامیوں، حجازیوں کو اس سے دوچار ہونا پڑا کہ وہ خلافت عباسیہ کے معتوب تھے اور قرامطیوں کی لامذہبی کے سامنے جھک جاتے یا ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے تھے۔

ملک سندھ پر پورے چالیس برس تک خلفائے بنوامیہ کی حکومت رہی۔ اس کے بعد نوے سال تک خلفائے عباسیہ کی شہنشاہی کا دور رہا اور ان کے مقرر کردہ گورنر حکومت کرتے رہے۔ [illegible] سے

Marfat.com

۲۵۰ھ تک سندھ میں چھوٹے چھوٹے رئیس خود مختار مگر خلیفہ بغداد کو اپنا آقا تسلیم کرتے رہے — ۲۵۰ھ سے ۲۶۵ھ تک بجائے عباسی خلفاء کے یعقوب بن لیث صفار کی حکومت رہی اور اس نے غیر مقرر شرح سے کچھ لگان اور خراج بھی وصول کیا اور اس کے بعد ملک سندھ خلفائے عباسیہ یا کسی کی شہنشاہی سے بالکل آزاد ہو گیا جس ۔۔ اور منصورہ کی دو وسیع اور طاقت ور خود مختار اسلامی ریاستیں قائم ہو گئیں۔

یہی وہ زمانہ تھا جس میں علویوں اور شیعوں کے طرفداروں نے عجیب عجیب چالاکیوں اور نئی نئی ترکیبوں سے تمام عالم اسلام میں ایک ہلچل مچا رکھی تھی۔ مصر، افریقہ، شام، عراق، خراسان غرض ہر ملک میں عباسیوں کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی تیاریاں ہو چکی تھیں۔ اس لئے ان آزاد و خود مختار اسلامی ریاستوں یعنی منصورہ اور ملتان میں اریحائیوں کی کافی تعداد پھر سے آباد ہو گئی تھی کیونکہ اب خلافت عباسیہ کا ڈر باقی نہ رہا تھا۔ اور یہ لوگ مجموعی طور پر مفسدوں کے مقابلہ میں غالب تھے۔ انہوں نے اب کاشت کاری اور زراعت کا کام شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں ریاستوں اور خصوصاً منصورہ کی شادابی کو قابل رشک بنا دیا۔

محمد بن قاسم نے ۹۳ھ میں سندھ پر حملہ کیا تھا جسے اس وقت تک (یعنی ۳۰۰ھ تک تقریباً دو سو سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور اریحائیوں کی تیسری نسل بڑھ رہی تھی۔ ان کی تعداد کافی ہو چکی تھی۔ اور دوسرے لوگوں میں وہ اریحائیوں کے نام سے ہی پکارے جاتے تھے۔

اسی دوران میں ملتان اور منصورہ کے علاوہ کئی اور چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستیں سندھ میں معرض وجود میں آ چکی تھیں۔ کیونکہ یہ زمانہ طوائف الملوکی کا زمانہ تھا۔ ان نئی ریاستوں کو ان اریحائیوں، شامیوں اور عراقیوں کی اولاد نے قائم کیا تھا جو محمد قاسم کے ساتھ سندھ آئے تھے۔ لیکن خلافت بنو امیہ کے ختم ہو جانے پر پُر آشوب حالات کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے پہاڑوں جنگلوں اور ریگستانوں میں پناہ گزین ہو گئے تھے مگر جب سندھ خلافت عباسیہ کے اقتدار سے آزاد ہو گیا تو ان لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنی حالت کو سدھارنے کے لئے نہایت اولوالعزمی سے کام لیتے رہے۔ مشہور مورخ مسعودی لکھتا ہے کہ ان دونوں ریاستوں یعنی منصورہ اور ملتان میں عربوں کی وجہ سے زراعت خوب ہوتی تھی۔ باغات کی کثرت تھی

Marfat.com

اور ہر جگہ سبزی اور شادابی نظر آتی تھی۔

سنہ ۲۹۰ھ کے قریب شیعوں اور قرامطیوں کا زور سندھ میں یکایک بڑھ گیا اور ملتان میں ان کا طوطی بولنے لگا مگر منصورہ کی ریاست نے اس اثر کو مطلق قبول نہ کیا کیونکہ اس میں محمد بن قاسم کی باقیات الصالحات کی نسلیں زوروں پر تھیں۔ بدقسمتی سے ملتان اور منصورہ اور دوسری تمام سندھی ریاستوں کے درمیان مفسدوں کی درپردہ کوششوں سے نااتفاقی کا طوفان امنڈ آیا اور یہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو گئیں۔ یہ موقع غنیمت جان کر قرامطہ کی ایک زبردست جماعت مکران اور نوشکی کی ریاستوں میں داخل ہو گئی۔ اور وہاں کے بلوچیوں اور رغارت گر قبائل کو ابھار کر ریاست منصورہ کے مغربی حدود پر حملہ کر دیا۔ ادھر سے ملتان کی ریاست (جو کہ قرامطی ریاست تھی) حملہ آور ہوئی۔ اس طرح منصورہ کے خلاف دوسری اور گردی ریاستیں بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان سب نے مل کر ۳۷۵ھ میں منصورہ کی ریاست کا خاتمہ کر دیا۔ جس کے بعد سندھ میں اسلامی رعب اور طاقت کا زوال شروع ہو گیا۔ قرامطہ نے منصورہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور مسلمان خستہ و خوار ہو کر رہ گئے۔ اس سانحہ عظیم کی وجہ سے اربجابیوں کو پھر سے روپوش ہونا پڑا۔ اور جو اس معرکہ دل گداز سے بچ رہے وہ ہجرت کر کے دور دراز علاقوں میں پناہ گزین ہوئے۔

یہ سانحہ اس قدر عظیم اور تباہ کن تھا اور اس کے اثرات اتنے دوررس تھے کہ آج تک سندھ میں ان تحریکوں کی یادگاریں مختلف رنگوں کے جھنڈوں کی صورت میں مکانوں قبرستانوں اور استھانوں پر دکھائی دیتی ہیں۔ آپ سندھ کے دیہات کا دورہ کریں تو آپ کو سفید، سیاہ، سرخ، سبز اور دوسرے رنگوں کے جھنڈے مختلف قبرستانوں، امام باڑوں، درختوں اور مکانوں پر لہراتے نظر آئیں گے۔ جن کی چھاؤں میں اکثر حشیشین (بھنگ پینے والے) کے گروہ خرافات بکتے ہوئے ملیں گے۔ ان سے آپ اگر ان جھنڈوں یا بھنگ نوشی کے متعلق دریافت کریں تو وہ سوائے آباؤ اجداد کی تقلید کے کوئی معقول جواب نہیں دیتے۔

اس سے آپ اندازہ لگایئے کہ راسخ العقیدہ مسلمانوں پر عرصہ حیات کس طرح تنگ کر دیا گیا ہوگا اور اربجابیوں کو زندگی قائم رکھنے کے لئے کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔

Marfat.com

چنانچہ اس زمانے کے ارائیں جو سندھ سے ہجرت کر کے کہیں بھی نہیں گئے بلکہ اندرون سندھ میں ہی چھپتے چھپاتے رہے تھے، اب تک موجود ہیں مگران میں احساس کمتری زیادہ ہے۔ تعلیم کا تقریباً فقدان ہے اور معاشی طور پر بھی پست ہیں۔ لاڑکانہ ضلع کے ایک قدیمی ارائیں مسٹر غلام حیدر ایگریکلچر انسپکٹر ہو کر نوآباد میں آئے تھے۔ جب ان سے اس سلسلہ میں تفصیلی گفتگو ہوئی تو سوائے لاعلمی کے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ یہی حال تھر پارکر ضلع کے ایک قدیمی ارائیں ٹیچر مسٹر گل حسن کا تھا۔

اس ساری تفصیل سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ارائیوں پر پے در پے مصائب نے انہیں ایک جگہ مستقل طور پر آباد نہ ہونے دیا اور منصورہ وغیرہ کی تباہی کے ساتھ ان کے کارنامے بھی مٹ گئے۔ یہ بالکل فطری امر ہے کہ جس گروپ پر متواتر دو سو سال تک ابتلاء کا دور رہے ان کے کارنامے بھی اسی ابتلاء کی نذر ہو جاتے ہیں اور جب ان کی ریاستیں اور مسکن تک تباہ ہو جائیں تو سرکاری ریکارڈ اور کارناموں کے تذکرے (تحریری ہوں یا زبانی) خود بخود مٹ جائیں گے۔ تاہم ایسے تباہ کن حالات سے دوچار ہونے کے باوجود جو قوم زندہ رہے، بڑھے اور پھولے پھلے وہ یقیناً تحسین کے قابل ہے۔ اور بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی خاندانی خصوصیات یقیناً ایسی نادر ہوں گی جن کی بدولت وہ صفحہ ہستی پر نہ صرف زندہ رہی بلکہ اس نے دوسری قوموں میں امتیاز بھی قائم رکھا۔

اس دور ابتلاء میں اور اس کے بعد ہمارے آباؤ اجداد نے جو نمایاں کارنامے سرانجام دیئے ہیں اگرچہ تاریخ کے صفحات ان سے خالی ہیں کیونکہ محمد بن قاسم کے بعد سے لے کر محمد غوری تک کے زمانہ کے متعلق مفصل اور مستند حالات کسی ایک کتاب کی صورت میں نہیں ہیں جس کی نشاندہی کی جائے بلکہ اس مقصد کے لئے مختلف کتابوں، قلمی نسخوں، مخطوطات اور مقامی روایات کے ساتھ ساتھ آثار قدیمہ کا مطالعہ بھی لازمی ہے۔ چونکہ سندھ ہی ہمارا اولین مرکز تھا، یہاں سے ہم لوگ دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً سندھ ہی میں واپس آ کر سکونت بھی اختیار کرتے رہے۔ لہٰذا سب سے زیادہ مستند اور مکمل معلومات سندھ کے علاقہ سے ہی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اگر صوفی صاحب نے سندھی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہوتا یا یہاں کے مقامی اور قدیمی

Marfat.com

ارائیوں سے معلومات حاصل کی ہوتیں تو اغلب ہے کہ وہ سہ
تاریخ لکھتے۔ افسوس ہے کہ ہماری برادری کے کسی فرد نے باب ۔۔ کی کوشش نہیں کی اور اس علاقہ اور یہاں کی برادری کو درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا گیا ۔۔ پر مزید افسوس یہ ہے کہ یہاں کی برادری نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی ہے۔ ہاں انہوں نے یہ قابل فخر کارنامہ ضرور سرانجام دیا ہے کہ سندھ میں ورود کے بعد سے آج تک اپنے نام کے ساتھ ارائیں لکھا ہے اور خود کو ارائیں کہلوایا ہے۔ گویا اس طرح لفظ ارائیں کی تاریخ انہوں نے محفوظ رکھی ہے اور یہ وہی شرف ہے جو کسی دوسرے علاقہ کے ارائیوں کے حصہ میں نہیں آیا ہے۔ وہ سلیم التواریخ والی تھیوری (THEORY) کے قائل نہیں ہیں بلکہ شام کے علاقہ اریحا سے آنے پر متفق ہیں۔

علاقہ سندھ میں انہوں نے محفوظہ اور منصورہ جیسی سرسبز و شاداب بستیاں قائم کیں جن کی کھدائی سانگھڑ کے موجودہ ڈپٹی کمشنر نے شروع کرائی ہے اور آثار قدیمہ کی حفاظت کا بندوبست کیا ہے جب یہ کھدائی مکمل ہو جائے گی تو دیبل کی طرح یہاں کے آثار سے بھی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا اور نادر معلومات حاصل ہوں گی

ضلع لاڑکانہ کے متعلق چودھری نور محمد ارائیں ریٹائرڈ تحصیلدار سکنہ چک نمبر ۲۲ لنک مراد ضلع سانگھڑ نے مجھے بتایا تھا کہ ۱۹۲۰ء سے پہلے کے سرکاری کاغذات میں وہاں دیہات کا نام ارائیں ہوتا تھا۔ جیسے دیہہ ۲۲ ارائیں، دیہہ ۲۴ ارائیں وغیرہ وغیرہ پھر جب سکھر بند والی نہریں نکالی گئیں اور ان کے ذریعے آبپاشی شروع ہوئی تو دیہات کے نام بھی نہروں کے نام پر رکھے گئے اور اب تک سارے سندھ میں عموماً نہروں کے نام پر ہی دیہات کا نام لکھا جاتا ہے۔ جیسے جمڑاؤ نہر سے سیراب ہونے والے تمام گاؤں ۲۲ جمڑاؤ، ۲۴ جمڑاؤ وغیرہ کہلاتے ہیں۔ البتہ سکھر سے کوئٹہ جاتے ہوئے راستہ میں ارائیں روڈ کا اسٹیشن آج تک اپنا اصلی نام لئے ہوئے موجود ہے۔ واضح ہے کہ چودھری نور محمد صاحب لاڑکانہ ضلع کے محکمہ مال میں کافی عرصہ تک ملازم رہے ہیں۔ اس لئے وہ کاغذات انہوں نے خود دیکھے ہیں۔ اب آپ اندازہ لگا لیں [illegible] کس قدر صاحب جاہ تھے۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو ساہیوال میں میاں عبدالحق صاحب مرحوم ممبر قومی اسمبلی اور

Marfat.com

اوچیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال نے مجھے بتایا تھا۔ ایک دفعہ سابق گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خاں نے بلوچستان کی ان کاریزوں (وہ زمین دوز ندیاں جن سے پہاڑی علاقوں میں آبپاشی کی جاتی ہے) کا ذکر کیا تھا جو مقامی لوگوں کی روایات اور کتبوں کے مطابق ارائیوں نے بنوائی تھیں کیونکہ ارائیں زمانہ قدیم میں وہاں حکمران تھے۔ مقامی لوگ کہتے ہیں کہ ارائیں ایک قوم تھی جو یہاں حکومت کرتی رہی ہے اور یہ کاریزیں ان کی بنوائی ہوئی ہیں۔ پھر امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں ان کا اقتدار چھن گیا اور وہ دوسرے علاقوں میں چلے گئے

اوچہ ارائیوں کی تیسری بڑی ریاست تھی جو منصورہ اور محفوظہ کی تباہی کے بعد قائم ہوئی اور یہیں سے اٹھ کر انہوں نے محمود غزنوی اور محمد غوری کی افواج کے شانہ بشانہ مختلف تاریخی جنگوں میں حصہ لیا تھا۔

خدا کی قدرت دیکھیے ارائیوں نے بنجر اور ویران علاقوں کو سرسبز و شاداب بنایا اور جب وہاں سے ہجرت کر گئے تو نہ وہ ریاستیں رہیں اور نہ وہ شادابی باقی رہی بلکہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی لاڑکانہ، بلوچستان اور منصورہ اور محفوظہ کا علاقہ اس قدر شاداب نہیں ہو سکا جتنا ارائیوں نے کیا تھا کیا یہ ان کے فن زراعت سے لگن اور محنت و مشقت کا بین ثبوت نہیں ہے؟ ذیل میں ہم ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔

سنڌ جي اقتصادي تاريخ مطبوعه سنڌي ادبي بورڊ

صفحہ ۴۸۱۔ زمانہ قبل از تاریخ میں کپاس کی کاشت کا تذکرہ ملتا ہے لیکن سبزیوں، میوؤں اور باغوں کی کاشت کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھ میں کھجوروں کی کاشت عربوں نے شروع کی۔ آج بھی روہڑی کے قریب دریائے سندھ کے دونوں طرف نہایت کھجوروں کے باغات موجود ہیں اور روہڑی کے چھوہارے مسقط کی بہترین کھجوروں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اس وقت کے شہزادے اور امراء و رؤسا اپنے باغ عیش و عشرت کے لیے لگواتے تھے، اگرچہ یہ باغ بعد کے مغل دور کے باغات کی طرح نہ تھے۔ تاہم بہت عمدہ باغ تھے۔ عربوں کے ذوقِ کشت کاری نے سندھ کو گلزار بنا دیا تھا

Marfat.com

(صفحہ ۸۴) بکھر موجودہ روہڑی اور سکھر کے درمیان ایک عالی شان تجارتی شہر تھا جو کافی عرصہ تک شمالی سندھ کا دارالخلافہ اور تجارتی مرکز رہا۔ سکھر اور روہڑی اس سے کمتر درجے کے شہر تھے۔

(صفحہ ۱۷۱) زرعی ترقی :۔ ایک چینی فلاسفر کا قول ہے :۔

"کسی قوم کی بھلائی اور خوشحالی ایک درخت کی طرح ہے، جس کی جڑ، زراعت، صنعت شاخیں اور تجارت پتے ہیں۔ اگر جڑ سوکھ گئی تو پتے گر جائیں گے، شاخیں سوکھ کر کمزور ہو جائیں گی اور پورا درخت مُردہ ہو کر گر پڑے گا۔" اس لئے زراعت کی اہمیت مسلّم ہے۔

"اُتم کھیتی، مدھم بیوپار نِکھد چاکری بھیک دَوار"

ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں سیہون، سکھر، بکھر، اوچہ اور ملتان کا ذکر کرنے کے بعد ملتان سے دہلی کی طرف روانگی کے ضمن میں لکھا تھا (عجائب الاسفار   ملتان سے روانہ ہونے کے بعد سب سے پہلے جس شہر میں ہم وارد ہوئے وہ ابوہر تھا یہ بلاد ہند کا پہلا شہر ہے چھوٹا سا لیکن نہایت خوبصورت۔ ابوہر میں عمارتیں وافر اور انہار و اشجار بکثرت ہیں (اس کے بعد وہ بیر، آم، کٹھل، کبرو، جامن، اناج، غلہ، مُونگ، لوبیا اور موٹھ وغیرہ کا ذکر آتا ہے)

(۵۰۳) مزید لکھا ہے : شہر ابوہر سے چل کر ہمارا گذر ایک صحرا سے ہوا، جس کی مسافت ایک دن کی ہے، اس میں ہندو راہزن رہتے ہیں۔

(۵۰۹) اجودھن سے چل کر ہم سرستی[۱] (سرسہ) پہنچے۔ یہ بڑا شہر ہے، یہاں چاول بکثرت ہوتے ہیں اور اچھے ہوتے ہیں اور دہلی بھیجے جاتے ہیں۔ اس شہر کا محاصل بھی بہت ہے۔ پھر سرسے سے ہانسی گئے، یہ ایک خوبصورت اور مضبوط شہر ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں اور فصیل بھی اونچی ہے۔

عربوں کی اسلامی خدمات کے متعلق ایک اقتباس تبلیغی جماعت کا تاریخی جائزہ از محمد ایوب قادری صفحہ ۱۴ سے پیش کیا جاتا ہے

---

[۱] یہ شہر دریائے سرسوتی کے کنارے واقع تھا اسی لئے سرستی کہلانے لگا رفتہ رفتہ سرسہ بن گیا۔ صوبہ دار کا مرکز بھی یہی شہر تھا کیونکہ ابھی تک فیروز شاہ کا بسایا ہوا شہر حصار فیروزہ عالمِ وجود میں نہیں آیا تھا۔

Marfat.com

۹۳ھ/۷۱۲ء میں سب سے پہلے محمد بن قاسم نے سندھ میں اسلامی حکومت کا سنگ بنیاد رکھا، اسلامی ثقافت و مذہب اور نئے نظام حکومت نے اس علاقے میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ سندھ کے پسماندہ لوگوں کو انسانی حقوق ملے اور وہ راجاؤں، ٹھاکروں، پروہتوں اور برہمنوں کی چیرہ دستیوں اور جبر و استبداد سے آزاد ہوئے، محمد بن قاسم نے فتوحات اور قیام حکومت کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کی طرف بھی پوری توجہ دی تربیتی ادارے اور مساجد و مدارس قائم کئے اس سلسلہ میں حجاج بن یوسف کی واضح ہدایات تھیں۔

ہر ایک کو کلمۂ اسلام کی دعوت دیجئے اور جو کوئی اسلام سے مشرف ہو جائے اس کی تربیت کیجئے۔" (بحوالہ چچ نامہ) اس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور یہاں آبادی کا بڑا حصہ مسلمان ہو گیا۔ دیبل کی فتح کے بعد وہاں مسجد تعمیر کی گئی اور مسلمانوں کی آبادکاری کا انتظام کیا گیا۔ محمد بن قاسم کے بعد کے حکمرانوں نے بھی حتےّ الوسع تبلیغ اسلام میں دلچسپی لی۔ ۹۹ھ/۷۱۷ء میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے اکثر راجاؤں کو خطوط لکھے ان میں سے بعض نے اسلام بھی قبول کر لیا۔

تاریخ فرشتہ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز (اردو ایڈیشن صفحہ ۹۱۲) کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

ملتان میں اسلام کا آغاز محمد بن قاسم کے زمانے سے ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم کے بعد محمود غزنوی کے زمانے تک ملتان کی تاریخ کسی کتاب میں نہیں ملتی اور نہ کسی اور ذریعے سے اس ملک کے بارے میں کوئی روایت یا یہاں کے لوگوں کے متعلق کوئی واقعہ معلوم ہوتا ہے' تاریخ یمینی کے ترجمے میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ملحدوں کو شکست دے کر ملتان پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ شہر ایک عرصہ تک غزنوی سلطنت میں شامل رہا۔ جب غزنوی سلطنت مائل بہ زوال ہوئی تو ملتان پر قرامطہ نے دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سلطان معزّ الدین محمد سام نے ملتان پر قبضہ کیا اور ۸۴۷ھ تک یہ شہر شاہان دہلی کے قبضے میں رہا۔

ہندوستان کی حکومت جب افراط و تفریط کا شکار ہوئی تو حاکم ملتان نے دہلی سے قطع تعلق کر کے خود مختار حکومت قائم کر لی اور اس کے بعد چند فرمانرواؤں نے یکے بعد دیگرے ملتان پر حکومت کی۔

Marfat.com

اس باب کو مکمل کرنے سے پہلے ہم چند الفاظ میں اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں تاکہ واقعات کی کڑی گم نہ ہونے پائے۔

سندھ کے اولین فاتحین پر کس قدر بلائیں نازل ہوئیں۔ پہلے تو راجہ داہر سے ٹکر لے کر اسلامی حکومت قائم کی، جس کے صلہ میں انہیں وطن واپس جانے سے روک دیا گیا۔ پھر خلافت عباسیہ کے زمانہ میں ان پر مصائب کے طوفان آئے اور انہیں پہاڑوں میں پناہ لینا پڑی۔ ان کی آئندہ نسلوں نے ایسے ناگفتہ بہ حالات میں آنکھ کھولی تھی کہ الامان۔ منصورہ کی خودمختار ریاست کا قیام پھر ان کے لئے راحت کا زمانہ تھا۔ اس ریاست کی بربادی ان کے لئے دوبارہ لامتناہی مصائب کا پیغام لائی۔ ملتان میں اگرچہ قرامطہ کا طوفان آیا اور بنو امیہ کے زمانہ کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز پڑھنا بند کر دیا گیا اور اس کے مینار گرا دیئے گئے۔ مگر محمود غزنوی نے اس فتنہ کو کچل دیا۔ اریحائیوں نے اس مہم کو سر کرنے میں محمود غزنوی کی بہت مدد کی اور قرامطہ کے خلاف نہایت جانبازی سے لڑے۔ جب محمود نے پنجاب کو فتح کر کے اسے غزنی کا صوبہ بنا لیا تو ان اریحائیوں نے دریائے سرسوتی، بیاس اور ستلج کے کنارے کنارے پنجاب کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ کیونکہ اب انہیں مسلسل جنگوں سے نجات مل چکی تھی (یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ لوگ ارائیوں کو غیر لڑاکا قوم کہتے ہیں حالانکہ انہوں نے متواتر دو سو سال تک جنگیں لڑی ہیں اور اس دوران میں انہیں ایک دن بھی چین نصیب نہ ہوا۔ اس قدر طویل جنگوں کے باوجود جن میں دشمن کی تعداد کا شمار ہی نہ تھا، ارائیوں کا وجود آج تک قائم ہے۔ پھر کیا یہ غیر لڑاکا قوم کہلا سکتی ہے) وہ تلاش معاش کے سلسلہ میں زرخیز زمینوں کی تلاش کرتے پھرتے تھے۔ ان میں بیشتر لوگوں کو محمود غزنوی اور محمد غوری کی طرف سے وسیع جاگیریں بھی عطا ہو چکی تھیں۔

اریحائیوں کے قبائل جن کے آباؤ اجداد کو سندھ میں مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے تقریباً تین سو سال گزر چکے تھے، امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں عرب کم اور ہندی زیادہ ہو چکے تھے۔ اس طویل عرصہ میں انہوں نے ہندی لباس، زبان اور طرز معاشرت کو اپنا لیا تھا اور اب پنجابی لہجہ کے مطابق اریحائی کے بجائے ارائیں کہلاتے تھے۔

پنجاب میں آ کر بھی ارائیوں نے اپنی زرعی قابلیت کا اظہار اس طرح کیا کہ دوسری قومیں جو

Marfat.com

صدیوں سے اس ملک میں رہائش پذیر تھیں۔ انہیں دیکھ کر دنگ رہ گیئں۔ مگر ان کے اس جذبہ اور ذوق کی کسی نے قدر نہ کی حالانکہ زرعی ملک میں زراعت پیشہ لوگوں کو اہمیت دینا ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے لابدی ہے۔ محمد بن قاسم کے ان ساتھیوں کی آئندہ نسلوں نے سیاسی زندگی سے بے تعلق رہنے اور کاشت کاری میں ہمہ تن مصروف ہو جانے کی وجہ سے اپنی سیاسی اور تاریخی حیثیت کو بہت کچھ گھٹا اور مٹا دیا جس کے نتیجہ میں آج وہ اپنی انفرادیت تو قائم رکھے ہوئے ہیں اور تفوق سے کسی حد تک محروم ہو چکے ہیں۔

فن زراعت میں ہماری برادری مشترکہ ہندوستان میں عموماً اور شمالی ہند میں خصوصیت سے بڑی محنتی اور ماہر زراعت سمجھی گئی ہے پنجاب کے ہر بڑے شہر کے میل ہا میل گرداگرد زمین کی سرسبزی ہماری برادری کی صدیوں تک رہین منت رہی۔ مغل شہنشاہوں نے بھی ملک کی زراعت کو فروغ دینے کے لئے ہمیشہ ارائیوں سے کام لیا۔ شہنشاہ شاہجہاں نے جب نئی دلی کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے پنجاب سے ارائیوں کو بلا کر دہلی کے ان اطراف میں آباد کیا جہاں زراعت ہو سکتی تھی۔ دہلی شہر کے گرد و نواح کی سبزی انہی کی بدولت حیرت انگیز مناظر دکھاتی رہی۔ عظیم الشان دہلی شہر مرکزی فوج اور قلعہ میں شہنشاہ کے بے شمار آدمیوں کے لئے موسم بے موسم پھل اور عمدہ اناج انہی کی زراعت کی بدولت میسّر آتا رہا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جسے غیر ملکی لوگ غدر کہتے ہیں، دہلی کی برادری کے بہت سے دیہات ضبط ہوئے اور ان پر انگریز کا خصوصیت سے عتاب نازل ہوا لیکن اس ہنگامے کے بعد دہلی میں انہوں نے پھر اپنے قدم جما لیئے۔ دہلی کی باہمت برادری اپنی زراعت کو پھر اسی معیار پر لے آئی۔ تقریباً نوّے سال بعد یعنی ۱۹۴۷ء میں سب سے پہلے دہلی کی سبزی منڈی اور ہماری برادری کے محلوں پر حملے ہوئے۔ دہلی کی بہادر ارائیں برادری نے حملہ آوروں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ پھر فوج مدّمقابل ہوئی اور ان پر بے تحاشا گولیوں کی بارش کی گئی۔ جب جا کر یہ وہاں سے بے سروسامان نکلے اور پاکستان آنے پر مجبور ہوئے۔

مغل دور میں تمام شاہی باغات حتیٰ کہ لاہور میں مغلوں کا مشہور شالامار باغ ہماری برادری نے لگائے یہی ان کی غور و پرداخت صدیوں کرتے رہے جو آج تک باغبان پورہ برادری کے ایک

Marfat.com

سرکردہ گھرانے کی تحویل میں نسلاً بعد نسلاً چلے آرہے ہیں۔ اسی طرح لاہور شہر کے اردگرد خصوصیت سے دریائے راوی کے کنارے میلوں تک براداری کی مسلسل آبادیاں آج بھی اس بات کا پتہ دے رہی ہیں کہ یہاں کی سرسبزی مدت مدید سے انہی کی رہین منت چلی آرہی ہے۔

انگریزی دور میں بھی ارائیں بہترین کاشت کار اور زراعت کے ماہر تسلیم کئے گئے۔ اسی لیے ہر نئی آبادی مثلاً ضلع لائل پور، ضلع منٹگمری وغیرہ کی داغ بیل ڈالنے کے ساتھ عام طور پر ارائیوں کو آباد کرنا ضروری سمجھا گیا جنہوں نے بنجر علاقوں کو گل وگلزار بنا دیا۔ پاکستان بننے پر زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ میں کوئی تمیز نہ رہی۔ جنہیں زراعت کے پیشہ سے بحیثیت پیشہ براہ راست کوئی تعلق نہ تھا انہیں شہروں کے گرد غیر مسلم زمینوں پر آباد کیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بڑے شہروں میں سبزی نایاب اور گراں ہوگئی۔

یہاں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ سبزی، زرکاری اور اعلیٰ درجے کی کاشت کاری ایک ایسا فن ہے جو برسوں کی مہارت اور سال ہا سال کے عملی تجربے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ہر کاشت کار اسے نہیں سمجھ سکتا نیز ہوشمندی کے ساتھ اس میں سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔

ہماری ہمسایہ قومیں

ہم اس موضوع پر چند تاریخی حوالے بلا تبصرہ پیش کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی خاص قوم قبیلہ یا خاندان کی قدر خدا کے ہاں ہرگز نہیں۔ وہاں تو اعمال صالحہ کی ضرورت ہے پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ع ذات نہ پوچھو سادھ کی پوچھو من کا گیان

مول کرو تلوار کا پڑا رہے کا میان

Marfat.com

ہم اپنی ہمسایہ قوموں سے مراد ہندی نژاد قومیں یعنی جاٹ، راجپوت، کمبوہ وغیرہ لیتے ہیں جن کے متعلق مسٹر کے۔ ایم پانیکار ایم۔ اے اپنی کتاب تاریخ ہند قدیم میں لکھتے ہیں

آٹھویں اور نویں صدی عیسوی (دوسری اور تیسری صدی ہجری) میں راجپوت قوم کا ستارہ چمکا۔ راجپوتوں کا نسب اور ان کی قومیت تاریخ ہند کا لاینحل مسئلہ ہے اور ان کی اصل ابھی تک سربستہ راز بنی ہوئی ہے۔ غالباً زیادہ تر راجپوت قوم مغول یعنی تاتاری فاتحین کی نسل سے ہے۔ قوم کش بھی مرور ایام سے ہندو مذہب اور ہندو تہذیب اختیار کر کے آریہ ورت کے فرزندوں میں داخل ہو چکی تھی۔ بعد میں آنے والے تاتاری قبائل بھی جنہوں نے دولت گپتا کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا اور علاقہ پنجاب میں زبردست حکومت قائم کر لی تھی آریہ مذہب اختیار کر چکے تھے۔ قیاس غالب یہی ہے کہ یہ تاتاری قبائل آریہ مذہب میں داخل ہو کر راجپوتوں کے نام سے مشہور ہو گئے۔ راجپوت روایات کے مطابق یہ قوم اگنی کولا یعنی آگ کی نسل سے پیدا ہوئی ہے۔ پرمر، پڑہار، چوہان، سولنگی چار مشہور راجپوت ذاتوں کا سلسلۂ نسب آگ پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ شاید آگ سے پاک ہونا مراد ہے۔ پاک کرنے کی رسم راجپوتوں کو ہندو مت میں داخل کرتے وقت ادا کی گئی تھی۔ ان ذاتوں کے علاوہ کچھ ایسی ذاتیں بھی راجپوت قوم میں شامل ہو گئی ہیں جو نسلاً ہندوستان کے قدیم باشندوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس دور کی عام طوائف الملوکی اور بے ربطی سے فائدہ اٹھا کر یہ ذاتیں ذی اثر اور ذی اقتدار ہو گئیں اور سیاسی اقتدار نے انہیں راجپوت بنا دیا۔ چندیل، گرھ ویرا اور رہتور راجپوت اسی شاخ سے ہیں یہ تینوں جنوبی راجپوتوں سے ہمیشہ برسرپیکار رہتے تھے۔"

واضح رہے کہ محمد بن قاسم کے حملہ کے وقت اگرچہ راجپوتوں کے عروج کا زمانہ تھا مگر انہوں نے ہر میدان میں عربوں سے شکست کھائی اور راجہ داہر اور پنجاب کے دوسرے راجہ جو راجپوت تھے بری طرح مغلوب ہو گئے۔

Marfat.com

اب ایک دوسرا اقتباس لالہ لاجپت رائے کی کتاب "تاریخ ہند" حصہ اول سے نقل کیا جاتا ہے۔

"اس میں کچھ شک نہیں کہ موجودہ ہندو سوسائٹی کی ورن ووستھا میں بہت سے ایسے آدمی شامل ہیں جو خالص آریہ نسل سے نہیں ہیں اور جن کو ہندوؤں نے اپنے مذہب میں شامل کرکے اپنی سوسائٹی کا معزز ممبر بنالیا۔ اسی طریقہ سے انہوں نے بہت سی ایسی قوموں کو بھی ہندو سوسائٹی میں داخل کر دیا جو اس ملک کے ابتدائی باشندوں گونڈ، بھیل وغیرہ سے ہیں۔ یہ طریقہ نہایت قدیم زمانے سے جاری رہا اور اب تک جاری ہے۔

ہندو سماج میں نئی جاتیاں روز بروز بنتی ہیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے کہ بعض کو اونچا ورن اور بعض کو نیچا ورن کا درجہ دیا جاتا ہے۔ یہ امر بھی تاریخی طور پر ثابت شدہ سمجھ لینا چاہیئے کہ شاک اور یوچی قوم کے بہت سے آدمی جو کہ ترکمانی نسل سے تھے، سن عیسوی کی ابتدائی صدیوں میں اس ملک میں آئے اور ہندو سوسائٹی میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ یورپین محقق اقوام جاٹ، اہیر اور گوجروں کو بھی ان ہی قبیلہ جات میں گنتے ہیں۔ لیکن یہ بحث بہت حد تک فضول ہے ۔۔۔

راجپوتوں، جاٹوں، گوجروں، اہیروں کو ہندو سماج اپنا رکن سمجھتی ہے اور یہ امر کہ وہ کب اور کس طرح ہندو سوسائٹی میں داخل ہوئے بالکل غیر متعلق ہے اور اس پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں جس طرح بیسیوں خاندان برہمنوں کے اصلی آریہ نسل سے نہیں ہیں بلکہ مخلوط ہیں، اسی طرح موجودہ راجپوت بھی ہو سکتے ہیں۔۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ لالہ لاجپت رائے بھی راجپوتوں کو منوجی کی تقسیم ذات کے اصول کے مطابق برہمنوں کی ترتیب دادہ نئی قوم تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرتے اور ان کا منول دتاتاریا غیر آریا مثلاً گونڈ اور بھیل ہونا بھی مانتے ہیں۔

اب ایک اقتباس مورخ اسلام اکبر شاہ خاں کی کتاب "آئینہ حقیقت نما" سے ملاحظہ

Marfat.com

فرمایئے۔

"جب ہندوستان میں بدھوں کی حکومت اور سلطنت کمزور ہو کر رہ گئی اور چھوٹی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی تو برہمنوں نے بدھوں کی حکومت کے ضعف اور اختلال سے فائدہ اٹھاتے اور منوجی کے عہد کے برہمنی اقتدار کو پھر واپس لانے کی کوشش کی۔ اس کوشش کی کامیابی کا انحصار چونکہ بہت کچھ جنگی طاقت پر بھی منحصر تھا۔ منوجی کی تقسیم کے مطابق چھتری (کشتری) لوگ طاقت کے وارث اور جنگی کارناموں کے لئے مخصوص تھے اور برہمن، چھتری، ویش اور شودر کی تقسیم بالکل آبادی اور مذہب کی تقسیم کے مطابق تھی۔ چھتریوں کی نسل کو چونکہ پرس رام تخم سوختت کر چکا تھا۔ لہذا برہمنوں نے اب بدھوں کے مذہب اور حکومت کو مٹانے کے لئے ایک نئی جنگی قوم تیار کر کے اس سے وہ کام لیا جو چھتریوں سے لیا جاتا تھا۔ یہ نئی قوم مغلوں اور تاتاریوں کے جنگجو قبائل اور غیر آریوں یعنی شودروں کے ذی حوصلہ اور بہادر لوگوں کو اپنا ہمدرد اور ہوا خواہ بنا کر تیار کی گئی اور ان کو راجپوتوں کا خطاب دیا گیا۔ یہ مغل تاتار اور غیر آریہ یقیناً وہ لوگ تھے جو ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کا پیشہ رکھتے تھے۔ ان کو برہمنوں نے اپنی سازش میں شریک کر کے باقاعدہ طور پر اپنی قوم اور مذہب کا ایک رکن بنا لیا۔"

یہ ہے راجپوت، جاٹ، کمبوہ، گوجر اور آہیر وغیرہ قوموں کا تاریخی پس منظر جنہیں عربوں نے سال ہا سال تک سندھ کے ہر میدان میں شکستیں دے کر اسلامی حکومت قائم کی۔

ارائیوں کی چند خصوصیات

ہر قوم میں کچھ نہ کچھ خصوصیات ایسی ہوتی ہیں جو انہیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں اور یہ خصوصیات صدیاں گزرنے پر بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود رہتی ہیں۔ ہم ذیل میں چند ایسے خصائص درج کرتے ہیں جو ارائیوں میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

Marfat.com

۱۔ محنتی، نیک چلن اور دیندار

اس قوم کے لوگوں کی یہ خاص صفتیں ہیں۔ وہ حلال روزی پیدا کرتے ہیں، چوری، ڈاکہ زنی، ٹھگی وغیرہ ان کا پیشہ نہیں ہے۔ کاشتکاری میں ایسی محنت کرتے ہیں کہ ایک کنال زمین سے پورا قبیلہ پالتے ہیں۔ تجارت اور ملازمت میں نہایت کامیاب ہوتے ہیں۔

گزیٹیر لاہور ۸۴-۱۸۸۳ء میں لکھا ہے کہ ارائیں مزارعین کی بڑی تلاش اور خواہش کی جاتی ہے۔ یہ لوگ بڑے امن پسند، صلح جو اور مسکین مزاج ہوتے ہیں۔

گزیٹیر لدھیانہ ۸۹-۱۸۸۸ء میں لکھا ہے کہ ارائیں امن پسند اور صلح کار ہوتے ہیں۔

مردم شماری رپورٹ پنجاب ۱۸۸۱ء ۱۹۰۱ء میں لکھا ہے۔ یہ لوگ قابل تعریف کاشتکار ہنر مند اور محنتی ہوتے ہیں۔

ان کی دینداری کا بڑا ثبوت ان کا مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں حصہ لینا ہے چنانچہ احرار، جماعت اسلامی اور تحریک مجاہدین میں بیشتر یہی لوگ تھے۔

سندھ کے قدیم ارائیں اور نئے آنے والے پنجابی آباد کار ارائیں اپنی دینداری، شرافت اور محنت کی وجہ سے ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان کے کھیت تو دوسری قوموں کے لئے نمائشی پلاٹ کا کام دیتے ہیں۔

۲۔ مقدمہ بازی سے احتراز

اگرچہ یہ لعنت اس قوم میں بھی کسی حد تک موجود ہے مگر دوسروں کے مقابلہ میں بہت کم اپنی ہمسایہ قوموں کے مقابلہ میں تو ارائیں مقدمہ باز کہلانے کے مستحق ہی نہیں ہیں۔ ان کے ہاں زیادہ تر فیصلے پنچایتی ہوتے ہیں اور عموماً خاندان کا بڑا بوڑھا ہی جج ہوتا ہے۔

۳۔ نسب کی حفاظت

یہ لوگ اپنی بیٹیاں غیر کفو کو ہرگز نہیں دیتے اور عربوں کا یہ خاصہ انہیں دنیا بھر میں ممتاز رکھتا تھا۔ ارائیں اپنی لڑکیوں کا پیسہ نہیں لیتے۔ اگر کوئی اکا دکا ایسا ظالم ہو بھی تو اس کی وجہ سے قوم کو مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ برخلاف اس کے دوسری قومیں اعلانیہ یا خفیہ لڑکیوں کی سودا بازی کرتی ہیں۔ اور اکثر معقول رقمیں نہ مل سکنے کی وجہ سے رشتے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔ حالانکہ اسلام میں یہ سودے

Marfat.com

بازی قطعاً حرام ہے۔ گزیٹیر لاہور ۸۴-۱۸۸۳ء صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے۔ رسم و رواج میں بڑا فرق یہ ہے کہ ارائیں اپنی لڑکیوں کے عوض روپیہ نہیں لیتے اور کمیوہ لیتے ہیں۔

ارائیں دوسری قوموں سے رشتہ ناطہ اس لئے نہیں کرتے کہ یہ غیر کفو ہیں۔ اس لئے عربوں کی مانند ان میں نسب کی حفاظت اب تک موجود ہے۔ یہی ان کے نجیب الطرفین ہونے کی نشانی ہے۔

۴۔ خوش خلقی اور کفایت شعاری

دوسری قوموں کے لوگ اگرچہ جائداد میں ان سے بڑھ کر بھی ہوتے ہیں۔ مگر فضول خرچی کی وجہ سے ہمیشہ مقروض رہتے ہیں۔ ارائیں متواضع، مہمان نواز اور مسافر پرور ہوتے ہیں۔ تکبر اور غرور ان میں نام کو نہیں ہوتا۔ حالانکہ دوسری قومیں رعونت میں ان سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہیں بلکہ مثل مشہور ہے کہ اگر وہ بھوکے بھی ہوں گے تو بد مزاجی اور تکبر کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ حالانکہ اسلام میں تکبر اور بد مزاجی دونوں سخت ناپسندیدہ گناہ ہیں اور دولت پر ناز کرنے والے کو یاد رکھنا چاہیئے۔

دھن دولت دا مان نہ کریئے مایہ کاگ بنیرے دا
پل وچہ آوے چھن وچہ جاوے سیر کرے چو فیرے دا

ہمارا دل چاہتا ہے کہ پنجابی کے بے شمار مقولے، کبت اور دوہے لکھے جائیں جس سے دوسروں کے کردار پر روشنی پڑے۔ مگر ان کی دل آزاری کی وجہ سے اس ارادے کو ترک کرنا پڑا۔ صرف یہ دوہا:

دھن[۱] گائیں رعیت ارائیں

یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہوگا کہ جس طرح گائے بہترین سرمایہ زمینداری ہے اسی طرح قوم ارائیں بہترین امن پسند آبادی ہے۔

---

[۱] دھن (ہندی) بمعنی مال و دولت

Marfat.com

۵۔ کسب حلال

ہماری قوم کے لوگوں میں بھکاری بالکل نہیں ہوتے۔ یہ مرجائیں گے مگر بھیک نہیں مانگیں گے۔ حالانکہ دوسری اقوام میں یہ بیماری کسی نہ کسی روپ میں موجود ہے۔ مراسی، راول، بھرائی، جوگی اور ٹھگ وغیرہ تو ہر جگہ اس گداگری اور حرام خوری کی وجہ سے بدنام ہیں۔

آج کل تو بعض نقلی سیّد زادوں نے بھی جمالی اور جلالی فقیروں کے رُوپ میں ٹھگی ہی کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔ اگر ہم ماضی قریب کی تاریخ ہند کا مطالعہ کریں تو ۱۸۵۴ء میں لارڈ ولیم بینٹنگ کے زمانہ میں ٹھگوں کا تذکرہ ملتا ہے، جنہوں نے پورے ہندوستان میں لوگوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ اور بڑی مشکلات کے بعد اس کا انسداد ہوا تھا۔ ہم ہنری برٹین کی رپورٹ "ٹھگی و ڈکیتی پنجاب ۱۸۵۴ء" میں سے ان ظالموں کی فہرست پیش کرتے ہیں جنہوں نے ٹھگی اور رہزنی کو اپنا پیشہ بنا رکھا تھا۔ ان اعداد و شمار کو بغور دیکھنے سے پتہ چل جائے گا کہ ہماری قوم کے افراد کسب حلال کے سوا حرام کمائی کی طرف کبھی دھیان تک نہیں کرتے۔

مسلمانوں میں سے:

کشمیری (۳) جولاہا (۱۱) ماچھی (۱) پٹھان (۲۹) تیلی (۱) موچی (۱) لوہار (۱) راجپوت (۵) جٹ (۱) میراسی (۱) فقیر (۱) کنجر (۱) ۔ کل ۵۲

ہندوؤں میں سے

برہمن (۷) کھتری (۲) کلال (۲) جٹ (۳۷) بھاٹ (۱) حجام (۱) سبوڑہ (۳) بتوال (۱) زرگر (۲) بادریہ (۱) کہار (۱) نارنی (۱) ۔ کل ۱۰۱

رذیل اقوام میں سے:

مذہبی سکھ (۲۶۹) چوہڑے (۶۹) سانہنسی (۲۱) چمار (۴) ۔ کل ۲۹۸

میزان کل: ۵۵۱

یہ گرفتار ہو کر سزایاب ہونے والے لوگوں کے اعداد و شمار ہیں ان کو پڑھ کر ہمیں مسرت ہوتی ہے

Marfat.com

کہ ہماری قوم کا ایک آدمی بھی اس ملعون پیشہ سے وابستہ نہیں تھا۔ آجکل بھی چوری اور رہزنی جتنے واقعات ہوتے ہیں ان میں کہیں شاذ و نادر ہی ارائیں قوم کا کوئی فرد ہوگا۔ ورنہ سب دوسری اقوا کے فرد ہوتے ہیں۔

رہزنی، چوری، ٹھگی، گداگری، دھوکا بازی وغیرہ کوئی قابل فخر کام نہیں ہیں اور نہ ہی بہادری کا مظہر ہیں بلکہ انتہائی خباثت اور رذالت اور کمینہ پن کا ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے لوگ سخت مبغوض ہوتے ہیں، حکومت بھی انکی سرکوبی کرنے میں ہر وقت مشغول رہتی ہے۔ پھر اگر دوسری قومیں ان پیشوں کو اختیار کر کے فخر کریں تو ہمیں ان کے ذوق پر بے حد افسوس ہوگا۔ کیونکہ ہم تو رزق حلال کو ہی اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں خواہ کتنے ہی غریب کیوں نہ رہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری قوم میں بٹیر باز، مرغ باز، آوارہ غنڈے، شہدے، شرابی اور بدکار لوگوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

اگر اولوالعزمی اور بہادری کا مطلب چوری، ڈاکہ زنی اور ٹھگی ہے تو ارائیں واقعی اولوالعزم نہیں ہیں۔ اور اگر شرافت، نجابت، بلند حوصلگی اور اجتماعی ارتقا بھی اولوالعزمی کے ضمن میں شمار ہوتے ہیں تو پھر دور کی بات چھوڑیئے پاکستان بننے کے بعد ہی ارائیوں نے جس اولوالعزمی کا ثبوت دیا ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اور اگر پاکستان جیسے زرعی ملک میں کوئی انہیں سبزی اگانے والے یا زراعت کرنے والے کہہ کر اپنی سمجھ میں ان کی توہین کرنا چاہتا ہے تو بے شک کرتا رہے، کیونکہ یہ بات تو وہی کہہ سکتا ہے جو آنکھ کا اندھا ہو اور دنیا بھر کی غذائی حالت سے ناواقف ہو

۶۔ عربی النسل ہونا

ارائیں وہ عربی مہاجرین ہیں جو عرب سے سندھ میں لوٹ مار کی غرض سے نہیں آئے تھے، بلکہ اسلام کی سربلندی اور قوم کے ناموس کی خاطر انہوں نے تلوار اٹھائی تھی۔ وہ سرزمین سندھ میں اسلام کے اولین فاتح اور مبلغ تھے، اور وہ شام کی اس سرزمین سے اٹھ کر آئے تھے جس کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ۔

(اور ہم اسے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کو بچا کر اس سرزمین کی طرف نکال لے گئے جس میں ہم نے دنیا والوں کے لئے برکتیں رکھی ہیں۔)

Marfat.com

اس کی تفسیر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنی کتاب تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں:

"یعنی شام اور فلسطین کی سرزمین اس کی برکتیں مادی بھی ہیں اور روحانی بھی۔ مادی حیثیت سے وہ دنیا کے زرخیز ترین علاقوں میں سے ہے اور روحانی حیثیت سے۔

وہ دو ہزار برس تک انبیاء علیہم السلام کا مہبط رہی ہے۔ دنیا کے کسی دوسرے خطہ میں اتنی کثرت سے انبیاء کرام مبعوث نہیں ہوئے۔"

مہاجرین، مبلغین اور مجاہدین کی قدر تاریخ اسلام سے پوچھئے۔ ان کا ذکر قرآن پاک میں ڈھونڈیئے۔ ارائیں ان فضیلتوں پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ بشرطیکہ خود بھی اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے رہیں۔ انہیں شامی کہلانے میں فرحت محسوس کرنی چاہیئے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا "میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں کہ جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ ایک وہ لشکر جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔"

ہندوستان پر حملہ کرنے والے لشکر کے سپاہی ہمارے ہی آباؤ اجداد تو تھے۔ کیا یہ فضیلت بھی کم ہے۔

Marfat.com

باب پنجم

تدریجی نقلِ مکانی

گذشتہ ابواب میں آپ نے ارائیوں کا عربی النسل ہونا پڑھ لیا ہے اور امید ہے کہ اس وقت تک جن غلط فہمیوں میں آپ مبتلا تھے وہ بھی دور ہو چکی ہوں گی۔ اور آپ ارائیں کہلانے پر فخر محسوس کرنے لگے ہوں گے۔ کیونکہ جب حقیقت سامنے آجاتی ہے اور اپنے نسب کا پتہ چل جاتا ہے تو تمام شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ جس طرح ہمارے آباؤ اجداد نے اسلام کی خدمت کی ہے، اسی طرح ہم اور ہماری نسلیں اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ کیونکہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ (یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے) لہذا اس کرۂ ارض پر کھیتی باڑی کرنے کو ہی مقصد حیات نہ سمجھ لیں بلکہ عاقبت کے لئے زادِ راہ حاصل کرنے کو اپنا منتہائے زندگی بنائیں اور یہ زادِ راہ اللہ اور اس کے محبوب کے بتائے ہوئے طریقہ پر زندگی گزارنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھیئے اسلام ایک ضابطہ حیات ہے جس سے زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی بتائی ہوئی صراط مستقیم پہ چلنے کی توفیق دے۔

ارائیوں کے سندھ میں ورود کے بعد ان پر کیا گزری؟ اس کا حال آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم آپ کو پھر سے بارہ سو سال پیچھے کی ایک جھلک دکھانا چاہتے ہیں تاکہ اپنے آباؤ اجداد کو زندگی کی تگ و دو میں حصہ لیتے اور انقلابات کی وجہ سے نقل مکانی کرتے ہوئے دیکھ سکیں۔

ذیل میں ہم مختلف گزٹیروں اور روایات سے ان کی نقل مکانی کا حال درج کرتے ہیں اور پھر سلسلہ بہ سلسلہ شاہان غزنوی، غوری، تغلق، مغلیہ اور انگریز کے زمانہ میں ان کی سیاسی اور معاشی زندگی کا کچھ تذکرہ کریں گے۔

Marfat.com

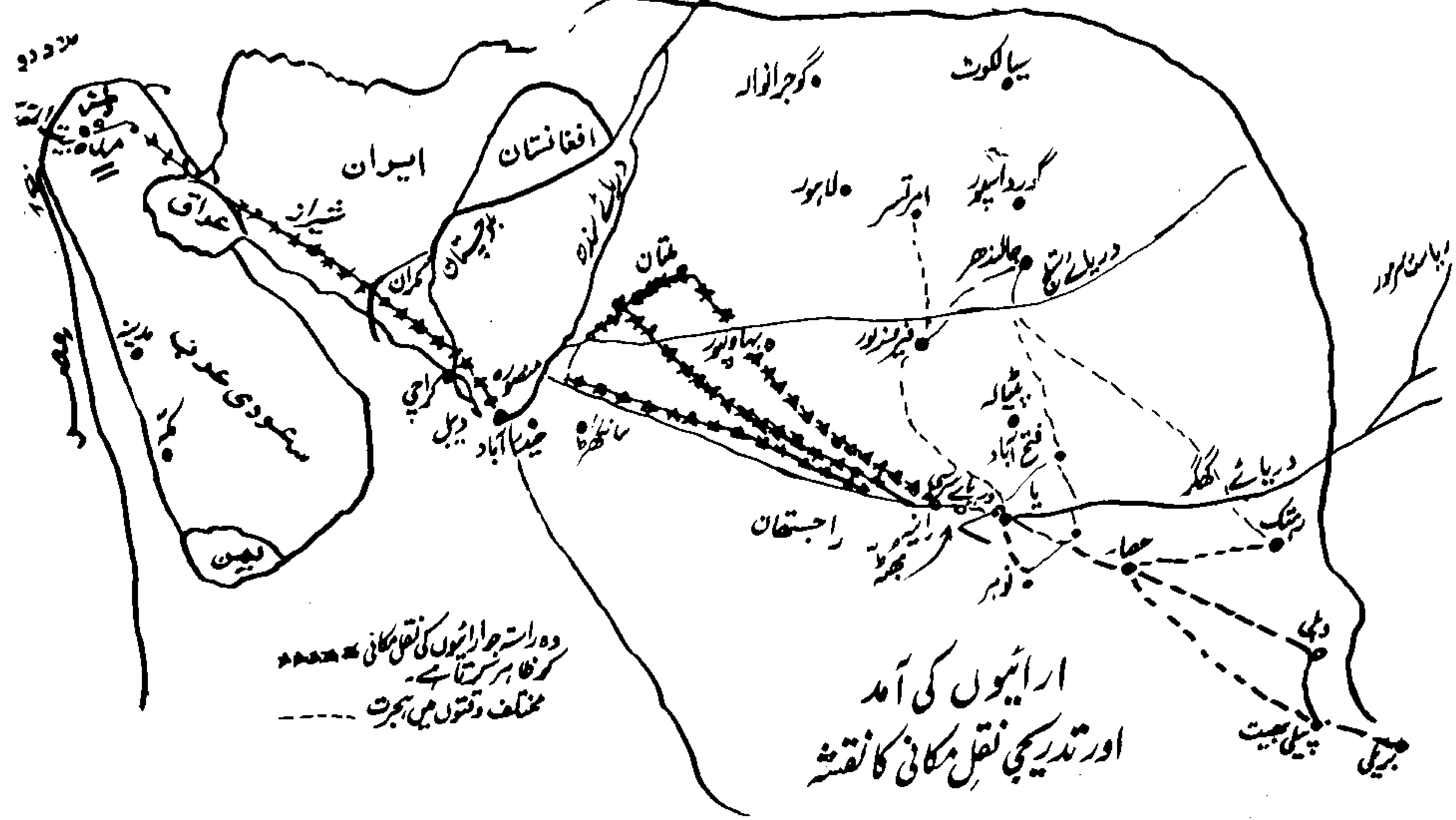

ارائیوں کی آمد
اور تدریجی نقل مکانی کا نقشہ

Marfat.com

۱۔ تاریخ پنجاب مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری میں لکھا ہے کہ پہلے ارائیں اُچہ کے علاقہ میں رہتے تھے آخر پنجاب کی طرف چلے آئے اور اس قدر پھیلے کہ کوئی شہر و قصبہ ان سے خالی نہ رہا۔ ان میں کاشت کار بہت ہیں۔

۲۔ گزیٹر حصار ۱۸۹۲ء میں لکھا ہے۔ سرسہ کے ارائیوں کا بیان ہے کہ وہ ۱۷۸۵ء تک وادی گھگر پر رجبتیر سے ٹوہانہ تک جو تحصیل فتح آباد میں ہے، قابض رہے۔ پھر بھٹی راجپوتوں کی لوٹ مار اور قحط سالی کے پے در پے حملوں نے قبضہ اراضی کو متزلزل کر دیا آخر ۱۷۹۳ء کو شدید قحط سالی کی وجہ سے منتشر ہو گئے۔ اور کثیر تعداد میں جالندھر، ہوشیارپور، بریلی، پیلی بھیت اور رام پور چلے گئے۔

۳۔ گزیٹر منٹگمری ۱۸۸۳-۸۴ء میں درج ہے: اغلب ہے کہ ارائیں مغرب سے آئے ہیں۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ سہارن پور کے ارائیں افغانستان سے ۱۶۵۰ء کے قریب آئے۔

۴۔ گزیٹر لودھیانہ ۱۸۸۸-۸۹ء سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ضلع کے ارائیں ستلج سے از طرف ملتان آئے۔ اغلب ہے کہ یہ لوگ ستلج سے آئے ہوں کیونکہ اس دریا کے کنارے کنارے لاہور اور فیروزپور کی نشیبی زمینوں اور لدھیانہ کے نصف ضلع تک ان کا پتہ چلتا ہے۔

۵۔ گزیٹر جالندھر ۱۸۸۳-۸۴ء میں لکھا ہے: ارائیں سرسہ سے آکر آباد ہوئے۔

۶۔ خلاصہ رپورٹ مردم شماری ۱۸۸۳-۸۴ء میں ہے کہ

(ا) معلوم ہوتا ہے کہ ارائیں اصل پنجابی قوم ہے جو ملتان کے قرب و جوار سے آئی ہے۔

(ب) ہر صاحب لکھتے ہیں: مجھے دریافت ہوا ہے کہ فیروزپور اور لاہور کے ارائیں بھی اپنی اصل کو اچہ یا ملتان بتاتے ہیں۔

(ج) ولسن صاحب کا کہنا ہے کہ فیروزپور، لدھیانہ، انبالہ اور حصار کے ارائیں اپنی اصل کا اچہ یا اس کے گرد و نواح سے پتہ لگاتے ہیں۔

(د) بارکلی صاحب کہتے ہیں کہ ان کے اصل وطن کی وسعت ہانسی، حصار، سرسہ سے ملتان تک بیان کی جاتی ہے اور جالندھری ارائیں حصار کی طرف سے آئے ہوئے ہیں۔

۷۔ ڈینیل ابیٹسن مہتمم مردم شماری ۱۸۸۱ء میں لکھتے ہیں کہ ارائیں اصل میں جنوبی سندھ سے

Marfat.com

آئے اور پنجاب کے پانچوں دریاؤں پر پھیل گئے۔ شروعات میں ان کے ایک حصہ نے دریائے گھگر (سرسوتی) کے اوپر کی طرف حرکت کی جو اس زمانہ میں دائمی دریا تھا۔ اوائل اٹھارھویں صدی میں ایک زلزلہ کے نتیجہ میں جب یہ دریا چند معاونین سے محروم ہو گیا اور اسی وجہ سے یہ دریا خشک ہو گیا تو انہوں نے اضلاع جمنا اور پنجاب کے علاقہ اور ستلج میں پیشقدمی کی

دریائے سرسوتی

جب تک اس دریا پر تفصیلی روشنی نہ ڈالی جائے گی نفس مضمون کو [illegible] نمایاں نہ ہو گا۔ لہٰذا اس دریا کا کچھ حال پیش خدمت ہے

اس دریا کو گھاگھرا، ہاکڑا، وہند اور سرسوتی کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ وادی سندھ کے اس گمشدہ دریا کے بارے میں مورخین کی رائے یہ ہے کہ یہ اٹھارھویں صدی تک سابق ریاست بہاول پور میں بہتا رہا اور آج جہاں وسیع ریگستان ہے۔ وہ علاقہ اس دریا کی گزرگاہ کے قریب ہونے کی وجہ سے نہایت سرسبز اور شاداب خطہ تھا۔ آج جہاں ریت کے تودے اور مٹی کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں وہ کسی زمانہ میں لہلہاتے کھیت تھے۔

انیشنٹ ہسٹری آف انڈیا (ANCIENT HISTORY OF INDIA) میں لکھا ہے کہ وہ وسیع صحرا جو راجپوتانہ اور سندھ کے بہت بڑے علاقے پر محیط ہے، پرانے زمانے میں نہایت عمدہ تھا۔ اس وقت دریائے ہاکڑہ یا وہند (دریائے گھاگھرا) کے نام پر ریاست بہاول پور میں سے گزرتا تھا اور اپنی مختلف سمتوں کو جاتی ہوئی نہروں سے اس وسیع علاقہ کو سیراب کرتا تھا۔

اسلامی عہد میں یہ دریا سندھ اور [illegible] کے درمیان حدِ فاصل کا کام دیتا تھا۔ یہ دریا اٹھارھویں صدی میں بالکل غائب ہو گیا۔ لیکن اس کی قدیم گزرگاہ اور اس کے آس پاس تباہ شدہ شہروں کے کھنڈر آج بھی اس علاقہ کی [illegible] اور ان لوگوں کی خوشحالی کا ثبوت ہیں۔ [illegible] اس کی تائید [illegible] لکھا ہے کہ:

"تاریخی روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ علاقے جو ویران اور بنجر ہو چکے ہیں اور وسیع ریگستان بن گئے ہیں، دریائے ہاکڑا کے خشک ہو جانے کے باعث [illegible] پانی کی نایابی کی وجہ سے یہ دریا خشک ہو گیا۔ اوچ کے اطراف میں بہت سی بستیاں [illegible] موجود ہیں۔ جو اوچ کی طرح اس قدیم دریا کے کنارے آباد تھیں اور جن کی قدامت اوچ سے کسی

Marfat.com

طور پر کم نہیں۔ قلعہ ڈیرا ور قلعہ مروٹ یقینی منارا، مُحمّد واہن اور اسی طرح کی کئی قدیم بستیاں آج بھی بہاول پور میں موجود ہیں۔ ذیل میں ہم تاریخ ریگستان کے چند حوالے پیش کرتے ہیں۔

سندھ میں زلزلوں کی وجہ سے دریاؤں کے رُخ بدل گئے۔ سطح زمین کی حالت تبدیل ہو گئی۔ خشکی سمندر میں اور سمندر خشکی میں بدل گئے۔ چنانچہ ۹۶۲ء میں دریائے سندھ نے اپنا رُخ بدلا اور الور کا ستیا ناس ہو گیا۔ برہمن آباد بھی زلزلے کی وجہ سے ہی تباہ ہوا تھا۔ ۱۸۱۹ء میں سندھ کا زلزلہ سب سے زیادہ شدید تھا جس سے بحیرہ عرب کا ایک حصہ رن کچھ میں تبدیل ہو گیا یعنی خشکی اُبھر آئی۔ (صفحہ ۱۵)

موجودہ رن کچھ بحیرہ عرب کا حصہ تھا جس کے ساحل پہ باری نگر کی بندرگاہ مشہور تھی، جو اب موجودہ ننگر پارکر سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر دیرا ندی کے پاس تھی۔ اس وقت ایک دریا جسے ہاکڑہ کہتے تھے اور جو پنجاب سے آتا تھا اور عمر کوٹ کے پاس سے گذرتا ہوا رن کچھ کے بحیرہ عرب میں گرتا تھا۔ (صفحہ ۱۶-۱۷)

ابو الفضل نے آئین اکبری میں ٹاڈ صاحب نے ٹاڈ راجستھان میں دریائے ہاکڑہ کا ذکر کیا ہے۔ ریاست بہاول پور، جیسلمیر اور تھر کے علاقے میں اس دریا کی گذرگاہ کے آثار اب تک کہیں کہیں موجود ہیں۔ (صفحہ ۲۰)

اس دریا کے علاقہ تھر پارکر میں خشک ہونے کے زمانہ کا تعین کرنا بہت مشکل ہے۔ کیپٹن ایکس لکھتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی میں باری نگر ایک بڑی بندرگاہ تھی۔ (صفحہ ۲۱)

مسٹر ہینری کزنس لکھتا ہے کہ قدیم زمانے سے سندھ میں دو بڑے دریا بہتے تھے۔ ایک وُہ ہے جسے آج کل بھی دریائے سندھ کہتے ہیں اور دوسرے کو مہران۔ ۹۶۲ء میں ایک خوفناک زلزلہ آیا تھا جس نے سکھر اور بکھر والے ٹیلے اور چٹانیں توڑ ڈالیں۔ اسی زلزلے کی وجہ سے دریائے مہران کا بہاؤ الور کی طرف ہو گیا جس نے پورے شہر کو غرق کر دیا۔ (صفحہ ۲۲)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ جتنے پیچ و خم اور جیسا طویل راستہ اس دریا کے حصہ میں آیا ہے اور جس قدر دشوار گزار اس کی گزرگاہ ہے شاید ہی کسی دوسرے دریا میں یہ خصوصیت پائی جاتی

Marfat.com

ہے۔ پرانے تذکروں میں اسے نظر نہ آنے والا دریا (Unseen River) بھی کہا گیا ہے یہ ریاست سرمور (مشرقی پنجاب انڈیا) کی پہاڑیوں میں ضلع انبالہ کے مقام ترد ھ بدری کے پاس سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر تھانیسر اور کوروکشیتر کے پاس سے ہوتا ہوا ضلع کرنال اور پھر ضلع سرسہ میں گھگھر سے مل جاتا ہے۔ وہاں سے اس کو دریائے سرسوتی کے نام سے پکارتے ہیں۔ پھر یہ راجپوتانہ سے گزرتا ہوا پنجند سے تھوڑا آگے جاکر دریائے سندھ سے مل جاتا ہے۔ اس کی گزرگاہ کے نشان آج بھی سیر گڑھ ریاست بہاول پور میں ملتے ہیں۔ یہ دریا ہندوؤں کی کتابوں میں بڑا مقدس سمجھا جاتا ہے اور زیادہ آبادی اس کے کنارے تھی۔ ابن بطوطہ اپنے سفرنامے میں اس علاقے کی زرخیزی کا بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا علاقہ آباد اور شاداب نہیں ہے تاریخ فیروز شاہی میں بھی اس علاقہ کی سرسبزی اور شادابی کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس زمانہ میں علاقہ سرسہ یعنی بھونہ اور قلعہ بھٹنیر کے درمیان ارائیوں کے ۳۶۰ دیہات تھے جن میں بارہ ارائیاں بہت مشہور تھا۔ یہ لوگ رئیسانہ ٹھاٹ کے مالک تھے۔ پھر قحط سالی اور دریا کے خشک ہو جانے کی وجہ سے یہ گاؤں تباہ و برباد ہو گئے اور کچھ لوگ جالندھر، ہوشیار پور، لدھیانہ بریلی اور پیلی بھیت کی طرف چلے گئے اور کچھ ستلج کو عبور کر کے پنجاب میں داخل ہو گئے۔

اب ہم شاہان ہند کے مختلف ادوار میں ارائیوں کی نقل مکانی کا حال سلسلہ وار بیان کرتے ہیں۔

۱۔ محمد بن قاسم ارائیں اس کے ساتھ سندھ میں آئے۔ سندھ کو فتح کیا اور یہیں اقامت پذیر ہو گئے۔ دوسو سال تک بڑے بڑے انقلابات کا شکار ہوتے رہے۔ کبھی سبز زمینوں پر گل و گلزار کھلاتے۔ کبھی لہلہاتی ہوئی کھیتیوں کو چھوڑ کر تلواروں کے جوہر دکھلائے۔ کبھی ملتان، اوچ اور منصورہ کی ریاستیں آباد کیں اور کبھی ریگستانوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں روپوش رہے۔

۲۔ محمود غزنوی قرامطہ کی سرکوبی اور کفر کے استیصال کے لئے ارائیں محمود غزنوی کے شانہ بشانہ لڑے کیونکہ قرامطہ کے ہاتھوں انہوں نے بہت مصائب برداشت کئے تھے اور اب انتقام لینے کی خاطر سب سے پہلے انہوں نے ہی محمود غزنوی کا ساتھ دیا۔ انہوں نے ملتان کی فتح میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ سومنات کی تسخیر میں جانثاری دکھائی۔ تاریخ

Marfat.com

الفنسٹن صفحہ ۵ پر فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ تاریخ فرشتہ جلد اوّل صفحہ ۷ کے بموجب نکالے ہوئے عربوں میں سے تھوڑے لوگ افغانستان میں آباد ہوئے۔ یہ ۳۹۴ھ یعنی ۱۰۰۱ء کا واقعہ ہے۔ جبکہ محمود غزنوی ابوالفتح حاکم ملتان کو گرفتار کر کے غزنی لے گیا تھا۔ سلطان محمود غزنوی کی نوازشات سے متاثر ہو کر ارائیوں کا ایک قبیلہ اس کے ساتھ ہی افغانستان چلا گیا کیونکہ خود سلطان بھی انکی جانثاریوں سے بہت خوش تھا۔ اس کنبہ کا ایک فرد زبیر اریجانی خصوصاً قابل ذکر ہے۔ جس نے تاریخ فرشتہ جلد اوّل صفحہ ۲۰۰ کے مطابق بابر بادشاہ کے عہد میں کاشغر کی فتوحات میں بہت کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے اور جسے جان مرزا کو کتاش کے ایک جانثار نوکر یوسف کوکتاش نے ایک معرکہ میں رات کے وقت ستر جوانمردوں کی مدد سے گھیر لیا تھا مگر وہ تنہا ہونے کے باوجود وہ بڑی بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔

یہ کنبہ پھر ۱۰۱۵ھ (جہانگیر کے عہد حکومت) میں واپس پنجاب آگیا اور وہاں سے بہاولپور میں جا کر آباد ہو گیا۔ غالباً اسی کنبہ کے متعلق گزٹیئر منٹگمری ۸۴-۱۸۸۳ء میں حوالہ دیا گیا ہے۔ جناب عطا محمد ارائیں کمشنر میانوالی کا بیان ہے کہ سابق صوبہ سرحد یعنی ڈیرہ اسماعیل خاں، بنوں، کوہاٹ، مردان اور پشاور میں ارائیں برادری کی کافی آبادی ہے اور خصوصاً مردان اور پشاور کے ارائیں تو وہاں کے برسر اقتدار طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ تاہم اجتماعی لحاظ سے سابق سرحد کے ارائیں باقی قبیلوں سے پس ماندہ ہیں۔ آبادی کے تناسب کا اندازہ صرف آپ ضلع بنوں کی آبادی ہی سے لگائیں جہاں پر بنوں خاص میں تقریباً ۱۰۰ گھر، سرائے نورنگ نزدیک بنوں میں اندازاً ۵۰ گھر لکی مروت میں ۴۰۰ گھر۔ لکی مروت کے شمال کی طرف کے پہاڑ کے دامن میں ہر چند میل کے فاصلہ پر سلسلہ وار ایک، ایک آبادی اور اسی طرح ضلع کی تمام تر آبادیوں میں پندرہ بیس گھر ارائیں برادری کے آباد ہیں اور یہی حالت ڈیرہ غازی خاں کی ہے، لیکن مردان اور پشاور کے اضلاع میں زیادہ ارائیں آباد ہیں اور [illegible] سب جائیداد ہیں

افغانستان میں نر قوم ارائیں کو ایک زبردست دلیر، برسر اقتدار اور [illegible] ہے اور کثرت آبادی کے لحاظ سے بھی سرفہرست نہیں تو دوسرے نمبر پر ضرور ہے۔ وہاں تحریر میں انہیں ارائیں لکھا جاتا ہے اور بولنے میں الرائیں پکارا جاتا ہے۔ افغانستان کے ارائیں عربی، فارسی

Marfat.com

اور پشتو تینوں زبانوں بولتے ہیں اور انہیں عربی النسل سمجھا جاتا ہے۔ اور قوم ارائیں کے علاوہ وہاں پر ایک دوسری قوم کو بھی عربی النسل سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی عربی زبان بولتے ہیں لیکن انہیں ارائیں سے ایک علیحدہ قوم تصوّر کیا جاتا ہے جن کا اکثر پیشہ ریوڑ پالنا ہے۔ لہذا اس قوم کو رُنگ کہتے ہیں۔ پشتو زبان میں گڈریا کو بزنگ کہا جاتا ہے۔ بہرحال افغانستان کے ارائیں اپنے نام کے آگے سردار اور پیچھے خاں کا نائیٹل استعمال کرتے ہیں اور مندرجہ ذیل علاقوں میں ان کی آبادی کثرت سے ہے۔ غزنی، ہرات، زرمان، قندھار، قابل، گردیز، مزار شریف اور بلخ، بخارا، تور کمنڈی نزد حدود روس۔ کابل اور گردیز کے درمیان درگ پہاڑ کا دامن اور اس کے قرب وجوار کا میدانی علاقہ اور خاص طور پر سلاتمگ سے آگے خنجان سے لیکر ایک تک تقریباً ۲۰ میل لمبے علاقے میں تو سب ارائیں آباد ہیں بہرحال جس قدر آبادی قوم ارائیں کی افغانستان کے باشندے وہاں پر بتاتے ہیں [illegible]س لحاظ سے تو پاکستان کی ارائیں برادری سے افغانستان کی ارائیں برادری کسی حد تک زیادہ ہی معلوم ہوتی ہے نیز ان لوگوں کے خیال کے مطابق پاکستان میں جو بھی گوری رنگت کے [illegible] آباد ہیں وہ افغانستان سے وقتاً فوقتاً ہجرت کر کے یہاں آباد ہوتے رہے ہیں۔

۲۔ شہاب الدین محمد غوری

۵۷۱ھ (۱۱۷۵ء) میں جب قرمطیوں کی باغیانہ طاقت کو ختم کرنے کے لئے محمد غوری نے ملتان پہ حملہ کیا تو ارائیوں نے کافی تعداد میں اس کے لشکر میں شامل ہو کر بہادری کے جوہر دکھائے۔ بھ[illegible] کی فتح کے موقع پر انہوں نے بہت سے معرکے سر کئے جن کے صلہ میں سلطان نے انہیں اُچہ اور اس کے گرد ونواح میں جاگیریں دیں۔

اس کے بعد ارائیوں کی دو جماعتوں کا ذکر ملتا ہے۔ ایک ملتانی اور دوسری سرسہ والی کہلاتی ہے۔ ملتانی جماعت میں شیخ باقر بہت نامور ارائیں تھا اور سرسہ والی (جسے خواجہ کھیڑہ میں رہنے کی وجہ سے کھیڑیا بھی کہتے ہیں) میں شیخ محمد اکبر بہت مقتدر شخص تھا۔ انہوں نے تسخیر اُچہ میں سلطان کی بہت مدد کی تھی۔ شیخ اکبر مذکور کی اولاد موضع رانیہ ضلع حصار میں آباد تھی۔ انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد اضلاع ملتان اور منٹگمری میں آباد ہوئی۔

Marfat.com

۴۔ التمش اس کے زمانہ تک یہ لوگ بہت دور دور تک پھیل گئے تھے یعنی دریائے سرسوتی، دریائے بیاس اور دریائے ستلج کے ساتھ ساتھ دونوں کناروں پر ان کی نقل مکانی جاری تھی۔ زراعت اور گلہ بانی اب بھی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ کیونکہ جنگلوں کی مصیبت کسی حد تک دور ہو چکی تھی۔ ملتان اور دیپالپور سے لے کر سرسہ، ہانسی اور جالندھر تک ان کی بستیاں تھیں۔ ان کی محنت نے بنجر زمینوں سے سونا اگلوایا تھا۔ اس لئے رئیسانہ ٹھاٹ سے رہتے تھے۔ ان کی زیادہ بستیاں دریائے سرسوتی کے کنارے آباد تھیں، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ رانیہ (جس کا پہلا نام راجپورہ تھا۔ علی پور ٹبیٹو کھیڑہ، بارنی فتح پور، محمد پور، سالارپور، شاہ پور بیگو، معزالدین وغیرہ۔ ان تمام مواضعات کی کل تعداد تین صد ساٹھ تھی۔

۵۔ محمد تغلق اس کے عہد میں ۷۳۶ھ سے ۷۴۹ھ تک زبردست قحط سالی کا دور رہا اور بدنصیبی سے دریائے سرسوتی خشک ہو گیا۔ اس لئے سب سے زیادہ تکلیف ارائیوں کو ہوئی جن کا ذریعہ معاش اب صرف زراعت تھا۔ ان کی زمینیں بنجر ہو گئیں۔ اور مجبوراً انہیں وسیع پیمانے پر ہجرت کرنی پڑی۔ چنانچہ بہت سے خاندان دریائے ستلج کے آرپار آباد ہو گئے جہاں ان کی بڑی بڑی بستیاں مثلاً تہاڑہ، تلون اور نکودر وغیرہ ۱۹۴۷ء تک آباد تھیں۔ کچھ لوگ قحط سالی کے ایام میں پیلی بھیت اور بریلی چلے گئے تھے۔

۶۔ فیروز تغلق اس کی ماں ابوہر منڈی ضلع فیروز پور کی رہنے والی نومسلم راجپوت عورت تھی اس لئے اس کا لڑکپن اسی علاقہ میں گزرا تھا جو اپنی شادابی کی وجہ سے ہریانہ کہلاتا تھا بلکہ ان دنوں علاقہ حصار بھی ہریانہ کے نام سے مشہور تھا۔ یہ بادشاہ شکار کی غرض سے منٹگمری اور دیپالپور کے جنگلوں میں آیا کرتا تھا۔ اس نے علاقہ حصار (سابق ہریانہ) کو زیادہ سے زیادہ رونق دینے کے لئے نہر جمن غربی نکلوائی تھی جو اب تک موجود ہے۔ اس نے اپنے بیٹے کے نام پر فتح آباد شہر اور اس کے آس پاس اہرادن، لالی، ظفر آباد اور رضا آباد شہر بھی آباد کرائے۔ دریائے گھگر کے کنارے رانیہ کے جنوب میں ایک قلعہ تعمیر کیا گیا تھا۔ اسی علاقہ میں جھیل اسنے کاہی کے اردگرد شکار کی کثرت تھی۔ فیروز شاہ تغلق اکثر شکار کھیلنے اس علاقہ میں جایا کرتا تھا۔ دوران شکار بادشاہ اپنی فوج اور درباریوں سمیت اس علاقہ میں قیام کرتا

Marfat.com

تھا بعدازاں جب دریائے گھگر میں سیلاب کی وجہ سے ارائیوں کے دیہات تباہ ہوئے۔ تو اس قلعہ میں بھی ارائیوں نے سکونت اختیار کرلی۔ اور اس کا نام بادشاہ کی نسبت سے فیروز آباد مشہور ہوگیا۔ ان سب علاقوں میں زیادہ تر ارائیں ہی آباد تھے۔ اس نے دریائے گھگر سے نہریں نکلوائیں تاکہ یہ علاقہ سرسبز و شاداب رہے۔ ان سب علاقوں میں اس وقت رانیہ، سرسہ، بھٹنڈہ اور فیروزپور بڑے بڑے شہر تھے۔ اور ان تینوں میں ارائیوں کی تعداد دوسروں سے بڑھ کر تھی۔ یہی لوگ زمینوں کے مالک تھے۔

اسی بادشاہ نے فیروزپور آباد کرایا تھا چونکہ وہ بہت نیک تھا اور اس کے زمانہ میں مکمل امن رہا۔ اس لیے اس نے زیادہ توجہ شہر آباد کرانے، کاشت کاری کو فروغ دینے اور نہریں نکلوانے کی طرف مرکوز رکھی۔ اس نے اپنا یہ مقصد پورا کرنے کے لیے ارائیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس علاقہ میں جمع کیا، بلکہ ان کے جو خاندان دوسرے علاقوں میں ہجرت کر گئے تھے۔ انہیں دوبارہ بلاکر وہاں آباد کرایا اور سب سے زیادہ عنایات انہی ارائیوں پر کیں جو سرسہ کے اردگرد اجو تک آباد تھے کیونکہ وہ قحط سالی کے باوجود وہاں ہی رہے تھے۔ چنانچہ جگیشر سے لے کر ٹوہانہ تک سو میل طول اور تقریباً دس میل عرض میں ارائیوں نے تین سو ساٹھ سے زیادہ گاؤں آباد کئے اور یہ علاقہ "بارہ ارائیاں" کے نام سے مشہور ہوا۔ ذیل میں تاریخ فیروز شاہی کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں

" اہل زراعت نے اپنے کام میں اس درجہ ترقی کی تھی کہ اگر یہ طبقہ ایک مشت تخم زمین میں بوتا تھا تو ایک کے عوض ستر اور سات سو بلکہ اس سے زیادہ حاصل کرتا تھا"۔ (صفحہ ۱۳۱)

سلطان فیروز شاہ نے فتح آباد اور حصار فیروزہ شہر آباد کرائے اور ان دونوں مقامات میں بے شمار و بکثرت نہریں جاری کی گئیں اور تمام نہریں اسی یا نوے کوس تک جاری ہوئیں نہروں کے درمیان تمام تر قصبات و قریات آباد تھے چنانچہ جیند و قصبہ دھارتھ و شہر ہانسی و تغلق پور عرف سیدم وغیرہ حصہ ملک ان نہروں سے سیراب ہوتے تھے۔ ہر قصبہ اور موضع میں نہریں جاری تھیں اور ان نہروں کے پانی سے رعایا و خلقت کو بے شمار نفع حاصل ہوتا تھا۔

حصار فیروزہ کی شق میں ہانسی واگرودہ و فتح آباد اور سرستی، ساموره و خضر آباد

Marfat.com

و دیگر اقطاعات تک تمام و کمال شامل ہو گئے اور یہ ایک عظیم الشان شہر بن گیا جس میں آبادی و زراعت کی کثرت ہوئی۔ (صفحہ ۹۸/۹۹)

حصار فیروزہ آباد کی تعمیر میں اڑھائی سال صرف کئے اور بادشاہ کے ساتھ رعایا و خلقت نے بھی اس کام میں بے حد کوشش کی فیروز شاہ نے بے حد خوشی و مسرت کے ساتھ حصار میں باغات و اشجار لگائے چنانچہ ان باغات میں ہر قسم کے میوے پائے جاتے ہیں۔ سدا پھل دخیری و نارنگ اسکندر پول اور ہر قسم کے پھول و نیشکر بے اقسام و جنس کے ان باغات میں پائے جاتے تھے۔

بادشاہ نے ایک نہر دریائے جمنا اور دوسری دریائے ستلج سے نکلوائی، ان دونوں نہروں کا دہانہ کرنال کے سنگم سے نکالا گیا اور اسی کوس کے فاصلے تک حصار فیروزہ میں لایا گیا اور بڑے بڑے سرداروں کو اس میں اعلیٰ مکان تعمیر کرنے کے لئے جگہیں دیں۔

ارائیوں کی پرانی بستیاں سالار پور، محمد پور، علی پور، شاہ پور فتح پور، رسول پور، کاسن کھیڑہ، سکندر پور، خواجہ کھیڑا، خیر پور، کنگن پور، راجپورہ (جو بعد میں ایک تاریخی واقعہ کے باعث رانیہ مشہور ہوا) کیسوپورہ، ہارنی، کریوالی وغیرہ دریائے سرسوتی (یعنی گھگر) کے کنارے آباد تھیں۔ دریا میں سیلاب آنے کی وجہ سے یہ بستیاں متاثر ہوتی رہیں۔ دریا کی گذرگاہ بھی تبدیل ہوتی رہی۔ چنانچہ مرور زمانہ کے ساتھ دریائے سرسوتی کا نام گھگر مشہور ہو گیا۔ اور متاثرہ ارائیوں نے نئی آبادیاں قائم کیں جن کے اکثر پرانے نام ہی رہنے دیئے اور بعض نے جدید ناموں سے گاؤں آباد کئے۔ چنانچہ ارائیوں کی آبادیاں معرض وجود میں آگئیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ کریوالی، ہارنی، نکوڑہ، معز الدین، فیروز آباد، رانیہ منگالا، نشار، خیر پور، کنگن پور، سکندر پور، بید والا، موری والا۔ ان آبادیوں میں سب سے زیادہ تعداد میں ارائیں موضع رانیہ میں آباد تھے۔

فیروز تغلق نے ارائیوں کی شرافت، حسن کارکردگی اور جفاکشی کو دیکھ کر اکثر بڑے بڑے سرکاری عہدے ان کو دے رکھے تھے۔

۷۔ ابراہیم لودھی لودھیوں کے زمانہ میں ہماری قوم مقتدر تھی۔ اور راسے ہر لحاظ سے بہت اعزاز حاصل تھے۔ چنانچہ جب بابر نے ہندوستان پر حملہ کیا

Marfat.com

زبانی پت کے میدان میں بابر سے لڑنے کے لئے ابراہیم لودھی کی طرف سے ارائیوں کے جنگجو نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد شامل ہوئی جن کے سالار احمد اور امام دین تھے۔ جو سرسہ کے مشہور رؤسا میں سے تھے ابراہیم لودھی شکست کھا کر مقتول ہوا۔ ارائیوں کی کثیر تعداد ہلاک ہو گئی۔ مگر بابر نے ان بہادروں کی قدردانی کی اور باقی ماندہ خاندانوں کو جاگیریں دے کر اپنا گرویدہ بنا لیا۔ چنانچہ نواح حصار میں بابر کی دی ہوئی جاگیروں پر ارائیں مدتوں قابض رہے۔

شیخ امیر الدین صاحب ارائیں رئیس دیکھ علاقہ رپلی بھیت کی ایک یادداشت سے نقل کر کے مولوی حافظ علاؤ الدین صاحب فرخ جلال آبادی لکھتے ہیں کہ جب ابراہیم لودھی بادشاہ ہند پر بابر نے چڑھائی کی تو شہر سرسہ کے دو ارائیں رئیس احمد اور عثمان اپنے سات ہزار جانثاروں کے ساتھ ابراہیم لودھی کی طرف سے بابر کے خلاف برسرپیکار ہوئے۔ چار دن تک سخت لڑائی ہوئی۔ شاہ محمود احمد، عثمان اور راجہ اودھے پور اپنے کافی ساتھیوں سمیت مارے گئے۔ اس کے بعد بابر سرسہ پر چڑھ آیا۔ پیر محمد اور رکن الدین سرداران قوم ارائیں گیارہ دن تک خوب لڑے مگر مقتول ہوئے۔ اس کشت و خون میں گیارہ ہزار آدمی قوم ارائیں مقتول ہوئے۔ بابر چونکہ بہادر اور فیاض تھا۔ اس لئے اسے بہادروں کی قدر تھی۔ اس نے ارائیوں کے باقی ماندہ سرداروں کو سرسہ میں اپنے جاہ و منصب اور اراضیات پر قابض رہنے دیا بلکہ اپنی طرف سے بھی علاقہ حصار میں اور زیادہ جاگیریں دیں۔ چنانچہ سرسہ کے گرد و نواح دریائے گھگھر اور نہر جمن دوآب کے سرسبز و شاداب علاقوں میں ارائیوں کی کارکردگی ۱۹۴۷ء تقسیم پاک و ہند تک منظر عام پر تھی اور پھر ہجرت کر کے پاکستان میں یہ لوگ اکثر ضلع ملتان میں آباد ہوئے۔

۸۔ شیر شاہ سوری

اس بادشاہ نے زراعت کی ترقی کے لئے بہت کوشش کی اور ارائیوں کی جفاکشی اور امن پسندی سے متاثر ہو کر انہیں دہلی سے امرتسر تک کے علاقہ میں شاہراہ اعظم کے دو رویہ جاگیریں دیں تاکہ یہ علاقہ آباد ہو اور یہاں امن قائم رہے۔ چنانچہ اس شاہراہ کے دونوں طرف بکثرت درخت، کھیت اور آبادیاں ارائیوں کی کارکردگی کا اعلان ۱۹۴۷ء تک کرتی رہیں پھر قیام پاکستان کے بعد ارائیں بھی پاکستان کی طرف ہجرت کر گئے۔

Marfat.com

۹۔ جہانگیر اس کے زمانہ میں ارائیوں نے بہت ترقی کی۔ امرتسر، گورداسپور ہوشیارپور، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ وغیرہ میں بکثرت آباد ہوئے۔ ایک شخص مظہر علی نے قبضہ اُچھ سے آکر پہلے سرہند کے قریب موضع سلیم پور آباد کیا۔ پھر سلیم پور سے قصبہ سامانہ ریاست پٹیالہ میں آباد ہوئے۔ اس کی نسل میں سے حافظ پیر محمد چشتی نظامی بہت مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔

زہرا ریحالی جس کا خاندان محمود غزنوی کے ساتھ افغانستان میں چلا گیا تھا۔ واپس پنجاب آیا اور پھر بہاول پور جاکر آباد ہو گیا۔ علاقہ سرسہ کے موضع کنگن پور کے دو ارائیں سردار محمد اقبال اور مہر منگو اکبری اور جہانگیری عہد کے مشہور حاکم تھے۔ سرکاری جاگیریں بھی ان کے پاس تھیں۔ فیاضی اور رحمدلی میں مہر وزیرا کے متعلق ایک مثل مشہور تھی۔

آیا مہر وزیرا ۔۔۔ سے گھر گھر شیرا

مہر اکبر، مہر وزیرا، مہر محمد، مہر نتھا وغیرہ سب صاحب اعزاز تھے۔ ان کے بعد رستم حاکم، فجا، سلطان، عثمان، سلیمان عرف سلیم اور عمر حیات وغیرہ سرداران قوم بہت مشہور ہوئے ہیں۔

۱۰۔ اورنگ زیب اب تک ارائیوں کی حیثیت ایک حاکم کی سی تھی۔ چنانچہ میاں خاندان باغبان پورہ کے مورث اعلیٰ محمد فاضل نے مہمات دکن میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی مدد کی مدد کر کے نواب کا خطاب حاصل کیا۔ خاندان کٹار بنداں کے مورث اعلیٰ شیخ محمد عارف کو شاندار خدمات کی وجہ سے اورنگ زیب کے ہاں سے یکصد بگیہ اراضی معافی عطا ہوئی جس کی سند آج تک ان کے خاندان میں موجود ہے۔ ضلع گوجرانوالہ کے ایک ارائیں سردار محمد صادق شہنشاہ اورنگ زیب کے درباری تھے، ان کے خاندان میں بھی سرکاری سندات جاگیرین کی آج تک موجود ہیں۔ کریم داد ولد اللہ بخش موضع کنگرہ ضلع جالندھر کی اعلیٰ خدمات کے عوض بادشاہ نے اراضی عطا کی اور اس کی سندات آج تک موجود ہیں۔ خاندان میاں فرید بخش مزنگ لاہور کو بھی اراضی ملی اور سند دی گئی۔

مغلوں کے زوال، مرہٹوں کے حملوں، نادرشاہ کی لوٹ کھسوٹ اور احمد شاہ ابدالی کی یلغار کی وجہ سے ہماری قوم پر پھر بڑی بدبختی آئی۔ کئی خاندان تباہ ہوگئے۔

Marfat.com

البتہ بہادر شاہ ظفر کے عہد میں پھر خاندانوں کو جاگیریں عطا ہوئیں چنانچہ حاجی فقیر بخش پیلی بھیت والوں کو ان کے ہاں سے سند اراضی عطا ہوئی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریزوں نے مکروفریب اور ظلم وستم سے ہندوستان پر قبضہ کر لیا تو سوائے تحریک مجاہدین کے باقی تمام تحریکیں مردہ ہو گئیں اور ہر قوم وملت کے لوگوں نے انگریزوں کی حکومت کے دامن میں پناہ لی۔ چنانچہ ہر قوم کے لوگوں کو انگریزوں کی خدمات کے صلہ میں ... انعام وکرام اور طرح طرح کے اعزازات سے نوازا گیا۔ اس دور میں بھی ارائیوں نے کافی اعزازات حاصل کئے جن کا ذکر مناسب ابواب میں کیا جائے گا۔

واضح رہے کہ ایکٹ انتقال اراضی ۱۹۰۴ء کے مطابق ارائیوں کی زیادہ آبادی مندرجہ ذیل اضلاع میں تھی، جہاں وہ اراضیات کے مالک بھی تھے۔

میرٹھ۔ بجنور، پیلی بھیت، مظفر نگر، دہلی، کرنال، گڑگانوں، حصار، رہتک، انبالہ، فیروزپور، لدھیانہ، جالندھر، ہوشیارپور، کانگڑہ، گورداسپور، امرتسر، لاہور، شیخوپورہ، منٹگمری، ملتان، جھنگ، لائل پور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، جہلم، منٹگمری، اٹک، شاہ پور، میانوالی، ڈیرہ غازی خاں، مظفرگڑھ علاقہ سندھ میں سندھی ارائیں (جو عہد قدیم سے وہاں آباد تھے) زیادہ تر جیکب آباد، لاڑکانہ، حیدرآباد، نواب شاہ اور سکھر اضلاع میں تھے۔ پھر جب سندھ میں آبادکاری کی خاطر اراضی تقسیم ہوئی تو ۱۹۰۰ء سے پیشتر اضلاع تھرپارکر اور سانگھڑ میں ارائیوں نے بہت سے چک آباد کئے۔ جن کی تعداد بے شمار ہے ان کا تذکرہ بھی آئندہ ابواب میں کیا جائے گا۔ گلگت ایجنسی میں بھی ارائیں بہت زیادہ ہیں جنہوں نے جہاد کشمیر میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

۱۱۔ سکھوں کا عہد

ہندوپاکستان کی تاریخ میں اگر کوئی ظلم وستم اور تباہی وبربادی کا زمانہ گزرا ہے تو ماضی قریب میں اس کی بہترین مثال سکھوں کا عہد ہے ان کے ظلم وستم کا نشانہ بھی ارائیں ہی بنے کیونکہ یہ دیہات میں زیادہ آباد تھے اور سکھوں کے وحشی جتھوں کا زور بالعموم دیہات کی طرف ہی رہا۔ جہاں انہوں نے بے گناہ لوگوں پر وحشیانہ ظلم روا رکھے ان کی زمینیں چھین لیں، جائیدادیں ضبط کر لیں اور وہ اودھم مچایا کہ الامان۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ارائیں ہی مقہور ومظلوم تھے بلکہ ہر قوم پر بے پناہ مظالم ہوتے اور سکھا شاہی

Marfat.com

اردو ادب میں محاورہ بن کر تاریخ کی پیشانی پر سکھوں کے عہد کی ایک گھاؤنی اور بدنما نشانی بن گیا۔ بعض بعض مقامات پر جہاں اکثریت ارائیوں کی تھی ان کے ظلم و ستم سے اس لئے محفوظ رہے کہ ارائیوں کی تلوار نے سکھ وحشیوں کے منہ موڑ دیئے۔ ایسے تذکروں کی آپ آئندہ چند مثالیں پڑھیں گے۔

اس عہد میں مہر سلیمان عرف سلیم رئیس بارہ ارائیاں ضلع سرسہ نے راجہ امیر سنگھ والئے پٹیالہ سے لڑ کر خوب دادِ شجاعت دی۔ اور اپنے علاقہ کو بہت دیر تک سکھوں کی دستبرد سے محفوظ رکھا۔ مہر عیسے، مہر اکبر، مہر محمد، مہر عمر حیات نے ریاست پٹیالہ کی طرف سے مقرر کردہ سردار دیوا سنگھ کو اس کی خواب گاہ میں گھس کر قتل کر دیا اور سکھوں کو اس علاقہ میں حکومت قائم کرنے کی بجائے اپنی جان بچانی مشکل ہو گئی۔

دیوا سنگھ کے قتل کا پس منظر یہ ہے کہ موضع رانبہ میں اگرچہ ارائیوں کی کثرت تھی تاہم وہاں غیر ارائیں قوم کے افراد بھی آباد تھے۔ ان میں بعض حاسدوں نے سکھ حاکم سے شکایت کی کہ ارائیں سردار ظاہراً سکھوں کے جاگیردار اور درباری ہیں مگر درپردہ وہ سکھی مذہب کے مخالف ہیں اور امتناعی حکم کے باوجود خفیہ طور پر گائے ذبح کرتے ہیں۔ مہر عمر حیات کے مکان پر چھاپہ مارا گیا اور گائے کا گوشت برآمد ہوا۔ چنانچہ سکھ حاکم نے ارائیوں پر تشدد کیا اور ان کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ اس پر مغتدر ارائیوں نے سکھ حاکم کے مکان پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں وہ قتل کر دیا گیا۔ مگر اس کے بیوی بچوں کو کوئی گزند نہ پہنچایا بلکہ انہیں بحفاظت پٹیالہ پہنچا دیا۔

میاں عاشق محمد اور مہر محکم الدین نواں کوٹ ضلع لاہور، خاندان کشار بنداں کے ایک بزرگ مہر شادی، میاں امام بخش صاحب کاردار، مولوی قادر بخش صاحب باغبان پورہ، حافظ جمال تحصیل شرقپور ضلع شیخوپورہ، میاں محمد وارث ساکن کوٹلی قادر آباد ضلع امرتسر، مہر گھسیٹا ساکن راجہ سانسی ضلع امرتسر، مہر ہونسا ولد نامدار ساکن برج جیوے خاں ضلع منٹگمری۔ جمعدار بالا موضع اب ضلع ہوشیارپور، میاں غلام جیلانی وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ، مہر فاضل ساکن جالندھر شہر کریم داد ولد اللہ بخش موضع کنگرہ ضلع جالندھر، مہر انبیا ولد مہر اعظم ساکن ننگل انبیا، چودھری قطب الدین ساکن بھلود ضلع جالندھر، مہر روڑا ولد مہر باغ علی عرف باگو، ساکن موضع کھنڈہ ضلع گورداسپور ایسے

Marfat.com

نامور شخص ہوئے ہیں جو اپنی بہادری، دانائی اور قابلیت کی وجہ سے اس عہد میں بڑی شہرت کے مالک بنے اور بڑا نام پایا۔

۱۲۔ انگریزوں کا عہد

میاں نبی بخش رئیس باغبان پورہ، سردار نور برہان ساکن گنجہ کلاں ضلع لاہور۔ شیخ الٰہی بخش زمیندار دھندرا ضلع بیلی بھیت، سر محمد شفیع، جسٹس شاہ دین، میاں عبدالعزیز، بیگم شاہنواز، چوہدری محمد صدیق۔ چوہدری محمد علی، میاں افتخار الدین۔ ڈاکٹر کیپٹن عبدالعزیز وغیرہ مشہور ہستیاں ہیں۔

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد ڈائرکٹری تیار نہیں ہو سکی۔ اب بعض افراد قوم اس کام کو پورا کرنے کا عزم ظاہر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو کامیاب کرے۔

Marfat.com

باب ششم

قیام پاکستان سے قبل چند ارائیں خاندانوں کا تذکرہ

ہم ذیل میں قیام پاکستان سے قبل چند ایسے نامور خاندانوں کا ضلع وار ذکر کرتے ہیں جو ہماری قوم کے لئے موجب افتخار ہیں تاکہ ہماری قوم ان کے کارناموں سے واقف ہو اور ترقی کی راہ پہ گامزن ہو کر اپنے خاندان اور ملک و قوم کے لئے فخر کا باعث بن سکے۔ ان میں سے اکثر ہجرت کر کے پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہو چکے ہیں ان کے علاوہ بھی اور بہت سے خاندان ہوں گے۔ جو درج ہونے، جن کو علم ہو، وہ لکھ کر بھیج دیں، آئندہ درج ہو جائیں گے۔

خاندان ملک صاحبان سبزی منڈی دہلی

ان کے اسلاف شیر گڑھ علاقہ منٹگمری میں رہتے تھے، محمد عطاء اللہ نے شاہجہان کے عہد میں فوجی خدمات کے صلہ میں ملک کا خطاب پایا اور دہلی سے چار سو کوس کے فاصلہ پر بہت سی اراضی عطا ہوئی۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں ان کے بیٹے ملک محمد جمیل نے باپ کا عہدہ پایا اور ایک معرکہ جنگ میں کام آیا۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں ملک حسن بخش عرف دھومی بہت مشہور ہو گزرا ہے۔ اس نے اکبر شاہ ثانی اور ایسٹ انڈیا کمپنی میں مستاجری دیہات شروع کی۔ اور لاکھوں کے آدمی بن گئے۔ روشن آرا بیگم کا باغ جو بہادر شاہ ظفر کے عہد تک بالکل ٹھیک تھا ہمیشہ ملک خاندان کی تحویل میں رہا۔ ۱۹۰۳ء میں ملک احمد حسن، مقتدر زمیندار اور قابل ذکر رئیس تھے۔ ملک پور، ساڈھورہ خورد، راجپور، جہاں نما یاقوت پور، وزیر پور، ملندر پور، جھڑودہ، کرجنی، بابلہ وغیرہ گاؤں جو دہلی کے متصل ہیں۔ سب اس خاندان کی ملکیت تھے۔ سبزی منڈی دہلی میں اراضیات، باغات، مکانات اور دکانات بھی اس خاندان کی بہت ہیں۔ چوہدری شمس الدین بھی اس خاندان کے قابل قدر رئیس تھے یہ خاندان انجمن ارائیاں دہلی کا سرپرست تھا۔

دلیؔ کی تباہی کے سلسلہ میں "دلی کی بپتا" از شاہد احمد دہلوی کا لکھا ہوا مضمون جو اردو ڈائجسٹ ماہ اگست ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا تھا، کا ایک اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ آپ کی معلومات میں اضافہ ہو۔

Marfat.com

سبزی منڈی مال دار ارائیوں کی بستی تھی۔ یہاں دو تقسیم ملک کے وقت ایک دم سے بڑا حملہ
کیا گیا۔ حملہ آوروں کی خاکی وردیاں تھیں اور ان کے پاس بندوقیں تھیں۔ لیکن
منڈی والوں نے ان کا ایسا گرما گرم خیر مقدم کیا کہ جلد ٹھنڈے ہو گئے۔ روایت ہے
کہ حملہ آور یہاں ہزاروں کی تعداد میں مارے گئے اور ایک گھر پر بھی قبضہ نہ کر سکے۔
مسلمانوں کے پاس اسلحہ کافی تھا اور انہوں نے باقاعدہ مورچے بنا لئے تھے اور فوجی
تنظیم کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔ سبزی منڈی میں بعض بہت اچھے لوہے کا کام
کرنے والے بھی تھے۔ انہوں نے اپنی مدد سے ہی توپیں اور مشین گنیں بنا لی
تھیں۔ لیکن قضا سے مجبور ہی حکومت کی فوج تیسرے دن نمودار ہو گئی۔ منڈی والے
ان سے بھی مقابلہ کرتے رہے مگر تھوڑی ہی دیر میں انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا
اور ان کے قدم اکھڑ گئے۔ ایک ہنگامہ رستخیز برپا ہو گیا۔ بھاگتے ہوئے آدمی اس طرح
بھن رہے تھے جیسے بھاڑ میں دانے۔ سینکڑوں دب کر مر گئے۔ کچھ بچے کھچے گرفتار
ہو گئے۔ جن عورتوں نے گھر کی دہلیز سے باہر کبھی قدم نہ رکھا تھا، در بدر خاک بسر
ماری ماری پھر رہی تھیں۔ مال متاع، عزت آبرو سب گئی۔ سبزی منڈی میں
مسلمانوں کا بچہ تک باقی نہ رہا۔ (اس کتاب کو حکومت ہند نے ضبط کر لیا ہے)

خاندان حافظان جلال آباد ضلع مظفر نگر

حافظ رحیم اللہ صاحب ایک عالم عامل اور نہایت مبارک بزرگ ہوئے ہیں۔ مولانا شاہ
عبدالعزیز دہلوی سے مستفیض ہوئے تھے۔ اس خاندان میں بہت سے مرد اور عورتیں حافظ قرآن ہیں
اور کئی علماء اور حفاظ نے اس خاندان سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس خاندان میں سے مولانا مولوی حافظ
علاؤالدین صاحب مرحوم کو یہ شرف حاصل ہوا تھا کہ وہ جناب نواب نصر اللہ خاں صاحب بہادر
ولی عہد ریاست بھوپال اور ان کے چھوٹے بھائی نواب زادہ محمد حمید اللہ خاں صاحب بہادر ...
بی اے ایل ایل بی کے اتالیق مقرر ہوئے تھے اور نو سال تک اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے
ادا کیا تھا۔ ریاست کی طرف سے پنشن اور جاگیر بھی ملی تھی۔ ان کے صاحبزادے مولوی
خیرالدین ریاست بھوپال میں تحصیلدار تھے۔

Marfat.com

مختلف خاندان

قصبہ تھانہ بھون میں مولانا مولوی حاجی فتح محمد صاحب کا خاندان، حافظ حاجی نظام الدین صاحب کا خاندان، چوہدری غلام محمد صاحب کا خاندان بہت مشہور و معروف تھے۔

قصبہ کیرانہ میں میاں محمد عاشق صاحب کا خاندان مشہور تھا۔

مظفر نگر شہر میں حافظ خدا بخش کا خاندان مشہور تھا۔ ان کے صاحبزادہ ڈاکٹر حاجی عبدالرحمٰن بہت مشہور شخص تھے۔

سہارن پور میں بہادر ارائیں بہت مشہور تھا۔

ضلع میرٹھ میں سرو ہنہ کے مقام پر منشی رحیم بخش، منشی احمد بخش قابل ذکر تھے۔

روہیل کھنڈ کی ارائیں برادری

یو پی ہندوستان کی ایک کمشنری روہیل کھنڈ کہلاتی ہے جس کا صدر مقام بریلی ہے۔ اس میں پیلی بھیت، نینی تال کا علاقہ ہمالیہ کی ترائی میں واقع ہے۔ اس علاقہ میں ہماری برادری کے بیشمار افراد بہت عظمت اور سطوت والے تھے اور اب بھی ہیں۔ تقسیم ملک سے قبل جناب امتیاز احمد کھر بوی اور جناب سعد احمد منڈبوی ایم ایل اے ہیں اور اب بھی انیس الرحمٰن سکیٹوی ہندوستان میں ایم ایل اے ہیں۔

اس علاقہ میں آباد ہونے والے ارائیں بزرگ ۱۷۵۰ء کے لگ بھگ جالندھر، سرسہ اور فیروز پور سے ہجرت کر کے وہاں پہنچے۔ کیونکہ پنجاب میں سکھوں کی غارت گری زوروں پر تھی اور روہیل کھنڈ پر حافظ رحمت خاں کے عروج کا زمانہ تھا جنہوں نے ان بزرگوں کو بلایا۔ یہ لوگ سرسہ والے کہلاتے تھے۔ ایک قبیلہ نکودر کے پہاڑی علاقہ سے ہجرت کر کے وہاں پہنچا وہ پہاوڑے کہلائے۔ حافظ رحمت اللہ خاں نے ان کو زمینیں دے دیں۔ جنہیں انہوں نے بڑی محنت اور جفاکشی سے گلزار بنا دیا۔ اور ان کی آمدن سے نہایت خوش حال ہو گئے۔ یہ لوگ زیادہ تر شیخ، میاں اور ملک کہلاتے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد انہوں نے سیاست میں بھر پور حصہ لیا۔ چنانچہ ہماری کتاب میں ان خاندانوں کے تذکرے موجود ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور شیخ نذیر احمد ڈانگ والے شیخ

Marfat.com

نور دین موضع سرستی ۔ حاجی قدرت موضع کرگھنہ ۔ شیخ منظور احمد دھنڈری ، شیخ فضل احمد عرف فرخ سیر موضع بھینسا ، شیخ ملّا احمد موضع اودھے پور اپنے زمانہ کے نہایت معتدر اور مشہور و معروف افراد تھے ۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس برادری کے بہت سے افراد نے نمایاں حصہ لیا ۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں اس علاقہ کے ارائیں بزرگوں نے بڑا قابل قدر کارنامہ انجام دیا اور انتخابات میں نمایاں کامیابی کا ذریعہ بنے ۔ ۱۸۶۰ء میں موضع دھنڈری میں شیخ منظور احمد کی سرپرستی میں ارائیں برادری نے ایک دارالعوام کی بنیاد ڈالی ۔ جس نے نصف صدی تک علم و عرفان کی تجلیاں پھیلائیں اور کئی قلوب و اذہان کو منور کیا ۔ پاکستانی افواج کے ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل میاں فہیم الدین ایم ۔ اے اسی مدرسہ کے تربیت یافتہ ہیں ۔ ان کے علاوہ میاں عبدالخالق جیلانی (کراچی یونیورسٹی) میاں محمود احمد منیجر پنجاب کوآپریٹو بنک لاہور بھی اسی سرچشمہ کے فیض یاب ہیں ۔

ارائیں برادری کا ایک کالج ابھی تک پیلی بھیت میں موجود ہے جس کے منتظم احمد جیلانی اور عبدالحفیظ نعیمی ایڈووکیٹ ہیں ۔ اس کالج کے فارغ التحصیل نوجوانوں میں پروفیسر احمد سعید کراچی یونیورسٹی ، جناب طفیل احمد سپرنٹنڈنٹ ایئر ہیڈکوارٹر پشاور ، ایم شفیق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور وغیرہ پاکستان میں گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں ۔

روہیل کھنڈ کی ارائیں برادری نے زیادہ تر ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۵ء میں براستہ کھوکھراپار ہجرت کی اور سندھ میں آباد ہو گئے ۔ کراچی ، حیدرآباد اور سکھر ان کے ہیڈکوارٹر ہیں ۔ بڑے بڑے تاجر اور مال دار لوگ ہیں ۔ اور معقول تعلیم یافتہ افراد نہایت اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ۔

کچھ صاحب حیثیت افراد ابھی تک پیلی بھیت وغیرہ میں اپنی آبائی زمینوں میں مقیم ہیں ۔ انہوں نے ہجرت نہیں کی ۔

خاندان شیخ نذیر احمد رئیس اعظم ڈانگ ضلع پیلی بھیت

یہ خاندان علاقہ بھر میں ہر حیثیت سے ممتاز تھا ۔ ضلع پیلی بھیت میں تقریباً دو تہائی گاؤں اور زمینیں قوم ارائیں کی ملکیت تھے ۔ رئیسانہ ٹھاٹھ تھے ۔ سواری کے لئے ہاتھی تھے ۔ ان میں میاں محمد بخش ، شیخ نذیر احمد ، میاں رحیم بخش اور میاں نبی بخش جو نواح پیلی بھیت میں تھے ، بہت مشہور تھے ۔ شیخ نذیر احمد

Marfat.com

درباری رئیس تھے اور قانون اسلحہ سے مستثنیٰ۔ تیرہ گاؤں کے واحد مالک تھے۔ اس علاقہ میں ان سے بڑھ کر کسی کا اعزاز اور ٹھاٹھ نہیں تھا۔ مولوی غلام مصطفےٰ صاحب اس خاندان میں بہت بزرگ ہوگزرے ہیں۔ بہت سخی بھی تھے۔ علیگڑھ کالج اور انجمن حمایت اسلام لاہور کو بہت چندہ دیا کرتے تھے۔

مختلف

سرسہ ضلع پیلی بھیت میں خاندان شیخ نور محمد صاحب بہت مشہور تھا۔ زمیندار دیندار تھے۔ علاقہ میں ان کا رعب تھا اور دینی مدرسہ جاری تھا۔

کرگھنا میں شیخ عبدالحق، شیخ عبدالرحمٰن، شیخ عبدالغفور پسران حاجی قدرت علی بڑے با اثر زمیندار تھے۔ تین گاؤں کے مالک تھے۔ حاجی صاحب تین سال تک بیت اللہ شریف میں حج کے بعد مقیم رہے دینی مدرسہ بھی جاری کرایا تھا۔

دھنداری میں شیخ منظور احمد ولد ظہور احمد بڑے پایے کے آدمی تھے۔ ملا زادہ کے لقب سے مشہور تھے۔ پندرہ گاؤں کے واحد مالک تھے۔ عالیشان کوٹھی اور مسجد بنوائی تھی۔ سواری کے لئے ہاتھی بھی تھا۔ منظور العلوم کے نام سے دینی مدرسہ بھی جاری کر ایا تھا۔

بھینسا میں شیخ فضل احمد عرف فرخ سیر بڑی جائیداد کے مالک تھے۔ سات گاؤں کے مالک تھے۔ نوابی ٹھاٹھ سے رہتے تھے۔

گوپال نگر میں شیخ نثار احمد اور شیخ عبدالخالق بڑی حیثیت کے مالک تھے۔ کوٹھیاں اور پختہ مکان تھے۔ علاقہ میں ذی اثر تھے۔

خاندان مُلّا زادہ اودھے پور جاگیر ضلع پیلی بھیت

یہ خاندان زمینداری، برادری اور دینداری کے لحاظ سے علاقہ بھر میں اپنی مثال آپ تھا ان میں سے مُلّا احمد کی اولاد نے تین سو سے زیادہ گاؤں زر خرید کئے تھے۔ شیخ الٰہی بخش کو انگریزوں کی طرف سے پانچ ہزار کی جاگیر عطا ہوئی تھی۔ شاہانہ ٹھاٹھ سے رہتے تھے۔

اودھے پور دراصل احمد خاں روہیلہ کی جاگیر تھی۔ ان کے مرنے کے بعد وارثوں سے یہ

Marfat.com

گاؤں حاجی غلام احمد ولد ملا احمد نے ۷ ہزار کو خرید کیا تھا۔

حاجی محمد حسین صاحب بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔ سواری کے لئے ہاتھی گھوڑے موجود تھے۔ مدرسہ بھی جاری کرایا تھا۔ حافظ مہر حسین کا کتب خانہ نہایت قابل قدر تھا۔

ضلع نینی تال میں ساٹھ گاؤں خالص ارائیں قوم کے تھے۔ صاحب حیثیت اور زمیندار لوگ تھے

تھے **بریلی شہر** میں شیخ عزیز احمد صاحب مشہور زمیندار رہتے جن کے پندرہ گاؤں تھے۔ علی گڑھ کے فارغ التحصیل تھے۔ نوابانہ شان سے رہتے تھے۔ ہاتھی بھی موجود تھے۔

خاندان ارائیاں پیلی بھیت

ارائیان پیلی بھیت یو پی کے نہایت معزز ارائیں تھے۔ پاکستان بننے کے بعد زیادہ تر سکھر میں آباد ہیں۔ ان میں سے سیٹھ بدرالحسن صاحب آڑھتی اور میاں محمد صدیق صاحب کوئینس روڈ سکھر قابل ذکر ہیں۔ میاں فہیم الدین ایم۔ اے سابق پروفیسر علیگڑھ یونیورسٹی۔ حال ملٹری ... اکاؤنٹنٹ جنرل اور پروفیسر الطاف حسین کراچی یونیورسٹی بھی ارائیان پیلی بھیت سے تعلق رکھتے ہیں بعض کا ذکر آئندہ صفحات میں الگ بھی آئے گا۔ جناب طفیل احمد صاحب ایم۔ اے حال پشاور اور پروفیسر محمد شفیق اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور بھی اسی خاک پاک سے نسبت رکھتے ہیں۔

ضلع کرنال کے خاندان

خاندان غلزہ دینداری کے لحاظ سے بہت معروف خاندان تھا۔ حافظ رحیم بخش صاحب مشہور مصلح قوم اور مبلغ اسلام تھے۔

میاں مولا بخش کے فرزند میاں رشید اور میاں عبدالغنی وغیرہ چیف کورٹ پنجاب میں پلیڈر رہے تھے۔

شاہ والا میاں شاہ محمد کی نسل سے ہیں۔ ضلع کرنال کے نمبردار ہمیشہ اسی خاندان سے ہوئے ہیں۔ مشہور زمیندار رہیں۔

چودھری امام بخش، مولوی محمد ابراہیم، قاضی عبدالقیوم وغیرہ بہت مشہور شخص تھے۔

Marfat.com

شاہ آباد میں پیر محمد انسپکٹر پولیس، ان کے لڑکے منشی حبیب اللہ اور منشی کریم اللہ اور حافظ مقبول احمد صاحب مشہور تھے۔

مولوی عبدالغنی صاحب، کیپٹن ظفر حسن ایک صاحب اور مولوی محمد جعفر صاحب کے حالات آئندہ ابواب میں تفصیل سے درج کئے گئے ہیں۔

ضلع انبالہ

خاندان قاضیاں علم وفضل کے لحاظ سے یہ خاندان علاقہ بھر میں مشہور تھا۔ حکیم قاضی رحمت اللہ، قاضی الٰہی بخش، قاضی برکت اللہ اور قاضی احمد اللہ وغیرہ بہت معروف ہستیاں ہیں قاضی علی محمد صاحب انجمن ارائیاں ضلع انبالہ کے آنریری جنرل سیکرٹری اور ارائیان ہند کے وائس پریذیڈنٹ تھے۔ انبالہ کے میونسپل کمشنر بھی تھے۔ قاضی فتح محمد صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور کے آنریری وکیل تھے۔ انجمن ارائیان ہند لاہور کے آنریری وکیل، اسسٹنٹ سیکرٹری اور سفیر بھی تھے۔ اخبار الراعی لاہور کے ایڈیٹر بھی تھے۔

خاندان مہراں زمیندارہ حیثیت میں بہت ممتاز تھا۔ شیخ عبدالرحمٰن خاندان کے ممتاز ممبر خزانہ ضلع انبالہ کے ہیڈ کلرک تھے۔

خاندان سہاردولاں قدیم اور معزز خاندان تھا۔ حاجی جان محمد صاحب المعروف حاجی جانی مشہور بزرگ تھے۔

شہر انبالہ میں مولوی مولا بخش رئیس اور تاجر کتب تھے۔ انجمن ارائیان انبالہ کے پریذیڈنٹ اور انجمن اسلامیہ انبالہ کے سرگرم ممبر تھے۔

منشی عبدالغنی، حاجی احمد حسن، عبدالکریم، ڈاکٹر ولی محمد، منشی گوہر حسین، مولوی محمد اسمٰعیل، چودھری حاکم علی وغیرہ اس علاقے کے مشہور اور ممتاز شخص تھے۔

خاندان شمس الدین شمس الراعی

آپ محکمہ تعلیم میں ملازم تھے۔ قوم کو بیدار کرنے کے لئے ایک کتابچہ "شعاع شمس" بھی لکھ کر

Marfat.com

مفت تقسیم کیا۔ آپ قیام پاکستان سے پہلے ضلع انبالہ، ضلع کرنال، ریاستہائے کلیسہ اور نہن کی متحدہ "انجمن قوم ارائیں" کے سیکرٹری تھے۔ آپ نے قوم کو منظم کرنے میں بڑی جانفشانی سے کام لیا۔ آپ کے صاحبزادے بدرالدین صاحب قوم کا درد رکھتے ہیں۔

شمس صاحب آج کل میانوالی میں سکونت رکھتے ہیں۔

ارائیان ریاست گوالیار

اس ریاست میں ایک ہی علاقہ میں پچاس گاؤں ارائیوں کے تھے۔ جن کو "ارائیں واڑہ" کہتے تھے۔ ان میں صاحب جائیداد اور صاحب علم وفضل بھی تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ان کی جمعیت منتشر ہوگئی اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں یہ لوگ آباد ہوگئے۔

ریاست پٹیالہ

خاندان حکیم قائم الدین ذیل دار حلقہ دو پیڑہ

میاں اسمٰعیل اس خاندان کے بزرگ اور عابد شخص تھے۔ پانچ سو بیگہ اراضی کے مالک تاجر اور برادری میں ذی اقتدار تھے۔ حکیم قائم الدین صاحب حسن خدمات کے صلہ میں ذیل دار ہوئے۔ دربار ریاست سے خلعت ملی۔ دو مرتبہ حج کیا۔ طبیب بے نظیر تھے۔

خاندان حاجی چوہدری امام بخش، لبیّ

حاجی صاحب مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ لبیّ کے علاوہ موضع رسول پور میں بھی ملکیت تھی۔ چوہدری حسین بخش بڑا بارسوخ اور بااثر تھا۔ ریاست اور گورنمنٹ کی طرف سے بہت سی سندات ملی ہوئی تھیں۔

خاندان حاجی عبداللہ، لبیّ

یہ مرفہ حال اور دیندار خاندان تھا۔

Marfat.com

خاندان حاجی عبدالرحیم سوداگر لیسی

یہ عالی قدر خاندان "میانجی والے" کے لقب سے مشہور ہے۔ حافظ امام بخش صاحب مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے تینوں بیٹے خلیفہ محمد بخش، میاں امام الدین اور حاجی عبدالرحیم صاحب بہت مشہور ہوئے ہیں۔ یہ خاندان تقریباً ۱۸۰۰ بیگہ زمین کا مالک اور تجارتی کاروبار میں بہت معروف تھا۔ کان پور میں ان کا کارخانہ چرم بہت مشہور تھا جس کی شاخیں بہت سے شہروں میں قائم تھیں۔ حاجی عبدالرحیم مخیر اور دیندار تھے۔ مدرسہ عربیہ دیوبند کو بہت سا چندہ دیتے تھے۔
حافظ محمد حلیم بہت بڑے تاجر تھے۔ لکھ پتی آدمی تھے۔ ان کی عالیشان کوٹھی اور باغ بہت مشہور تھا جس میں اپریل ۱۹۱۷ء میں انجمن ارائیان ہند کا دوسرا سالانہ جلسہ ہوا تھا۔ اسٹیشن سرہند کے قریب موضع حسین پور میں چھ ہزار بیگہ زمین خریدی اور اس میں شاندار مسجد بنوائی۔ یہ گاؤں حافظ آباد کہلاتا تھا۔ شاہی دربار دہلی منعقدہ دسمبر ۱۹۱۱ء میں آپ کو نشست خاص دی گئی تھی۔ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء میں امیر صاحب والی کابل نے دوران سیاحت ہند میں کان پور کے مقام پر حافظ صاحب سے خصوصی ملاقات کی۔ مہاراجہ پٹیالہ نے ان کے صاحبزدگان کی شادی میں شرکت کی۔ آل انڈیا ارائیں کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۱۷ء لاہور اور فروری ۱۹۱۸ء امرتسر کے سالانہ اجلاس میں آپ صدر منتخب ہوتے رہے۔

ہندوستان کے تمام بڑے بڑے اسلامی مدارس ہمیشہ ان کے دست کرم سے فیض اٹھاتے رہے۔ سرہند شریف حضرت مجدد صاحب کے مزار کے پاس زائرین کے آرام کے لئے ایک سرائے تعمیر کرائی۔ بہت قابل اور نیک انسان تھے۔

خاندان جرنیل گلاب خاں

ریاست پٹیالہ کی افواج کے جرنیل تھے۔ ریاست کی طرف سے خاں کا خطاب ملا ہوا تھا ۱۶ء میں عہد نامہ جات جو ریاست پٹیالہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے درمیان ہوئے تھے۔ ان کی تکمیل کے لئے جرنیل صاحب کو ریاست پٹیالہ نے اپنی نمائندگی کے لئے بھیجا۔ جس کے

Marfat.com

ضلع میں دیہہ ڈکونڈہ اور سبوہ داری جاگیر میں پلے۔

ریاست جنید میں منشی قادر بخش مشہور زمیندار اور با اثر چودھری تھے۔

ریاست نابھہ میں خاندان حکیماں ممتاز خاندان تھا۔ ڈاکٹر حکیم عبداللطیف رئیس نابھہ اس خاندان کے ایک ممتاز فرد تھے۔ حکیم عبدالرحیم اور حکیم عبدالحکیم سرکاری وکیل تھے۔

ریاست جے پور میں منشی احمد علی خاں قابل ذکر رئیس تھے۔

ریاست بیکانیر کی تحصیل نوہر میں ڈھانی ارائیاں مشہور رہے۔ جس کے مورث لال خاں تھے۔ یہ خاندان ۲۵ ہزار بیگہ زمین کا مالک تھا۔ میاں قطب الدین لکھ پتی تھے۔

ریاست فرید کوٹ میں میاں بلاقی خاں المعروف کچہری کا خاندان مشہور رہا۔

ریاست کپور تھلہ میں مولوی غلام محی الدین، مہر غلام مصطفےٰ، حاجی فتح محمد، امام الدین، حافظ فتح دین کے خاندان بہت مشہور تھے۔

ریاست پٹیالہ شہر سامانہ کے چند ارائیں خاندان

خاندان ہیرا

حاجی امام الدین ولد نانو مرحوم سابقہ شہر سامانہ ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے، پارٹیشن کے وقت پاکستان میں آئے اور بھالیہ قصبہ ضلع گجرات میں آباد ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت تقریباً ۱۰۰ سال ہے، آپ نے ۲ حج کیے ہیں، آپ کی اولاد میں ۴ لڑکے اور ایک دختر ہے، چاروں بھائیوں کا کاروبار اکٹھا ہے۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ محمد نذیر۔ محمد جمیل۔ محمد خلیل اور محمد وکیل سامانہ جنرل سٹور بھالیہ میں اپنی مثال آپ ہے یہ واحد مرکزی جنرل سٹور ہے اس کے علاوہ سامانہ کلاتھ ہاؤس اور اپنی زمینداری کا کام بھی کسی سے کم نہیں ہے۔

خاندان کریم بخش

چوہدری محمد بشیر ولد چوہدری قاسم علی مرحوم سابقہ وطن سامانہ ریاست پٹیالہ کے مہاجر ہیں اور تقسیم ملک کے وقت سے قصبہ بھالیہ ضلع گجرات میں آباد ہیں۔ آپ کی عمر اس وقت ۳۸ سال ہے۔ آپ خوبصورت نوجوان اور با اخلاق انسان ہیں اور خدا کے فضل سے اپنے

Marfat.com

کام ہر طرح سے خود کرتے ہیں۔ علاقے میں مقبول ہیں۔ قصبہ میں اپنی چند دوکانیں ہیں۔ ان کے والد اپنے وقت کے بااثر پنچایتی آدمی تھے جو گذشتہ سال ۱۰۰ سال کی عمر میں دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

قیمہ خاندان

حاجی اللہ بخش صاحب سابقہ شہر سامانہ ریاست پٹیالہ میں پٹواری تھے۔ آپ کے ۷ لڑکے ہیں۔ آپ بھی سامانہ کے مہاجر ہیں اور تقسیم ملک کے بعد سے شہر خانیوال ضلع ملتان میں آباد ہیں۔ آپ کا خاندان علاقے میں حاجیوں کا خاندان مشہور ہے اور ویسے حاجی صاحب کے لڑکوں میں سے تین چار لڑکے حج کا فریضہ ادا کر چکے ہیں۔ آپ تجارت میں شہر بھر میں اپنی مثال آپ ہیں۔ کاروباری ہونے کے ساتھ زمیندار بھی ہیں، اپنا ٹیوب ویل اور اپنا بھٹہ بھی لگایا تھا۔ سارے کا سارا خاندان کاروبار مشترک کرتے ہیں۔ دو ڈاکٹری کی دوکانیں ہیں تمباکو کا کاروبار بھی ہے۔

خاندان گاہو

آپ شہر سامانہ ریاست پٹیالہ کے مہاجر ہیں تقسیم ملک کے بعد سے علی چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہیں۔ عبداللہ کے لڑکے فتح محمد اور غلام مصطفےٰ اسکے لڑکے محمد مرتضےٰ سلیمی دونوں تعلیم یافتہ ہیں۔ فتح محمد لوکل منڈی میں چاولوں کا کاروبار کرتے ہیں اور محمد مرتضیٰ سلیمی بابو لیشن پلاننگ بورڈ گوجرانوالہ میں ملازم ہیں اور انجمن اصلاح الراعیان علی پور چٹھہ کا عرصہ ۲ سال سے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

خاندان چوہدری عبدالکریم

آپ ضلع لدھیانہ کے مہاجر ہیں۔ آپ کے دو لڑکے چوہدری محمد یوسف اور محمد احمد ہیں۔ محمد یوسف محکمہ انہار میں ضلع مظفر گڑھ میں اور چوہدری محمد احمد گوجرانوالہ میں دفتر خزانہ میں اسسٹنٹ اکاؤنٹس آفیسر ہیں۔ پاکدامنی (رشوت) ستانی سے اسقدر نالاں ہیں کہ دفتر کے تمام ملازمین آنکھ چرا کر کام کرتے ہیں۔

Marfat.com

چوہدری نذیر احمد ولد احمد حسن سابقہ داب کھیڑی تحصیل تھانیسر، ضلع کرنال کے رہنے والے ہیں اور تقسیم ملک کے بعد موضع کالے والی تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں آباد ہیں تقریباً ۵ مربع زمین کے مالک ہیں۔ اچھے با اثر زمیندار ہیں۔

حاجی قدرت علی صاحب ولد نجیب الدین سابقہ موضع بلولی ریاست چھچھرولی کے رہنے والے ہیں اور رحال آباد کالو والی تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں ہیں۔ ۶ مربع زمین بوریوالہ اور ۱½ مربع اراضی کالو والی میں ہے۔ ایک کارخانہ سرگودھا میں لگانے کا پروگرام بن چکا ہے آپ کے ایک لڑکے عبدالرشید عابد بی ایس سی زمینداری کراتے ہیں۔

چوہدری کریم الدین گرداوار۔ آپ کے والد صاحب کا نام حاجی عبدالمجید ہے سابقہ راجو کھیڑی تحصیل و ضلع انبالہ ہے۔ اس وقت موضع کیلیانوالہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہیں۔ آپ محکمہ مال میں گرداور ہیں۔ ملازمت کے ساتھ اچھے زمیندار بھی ہیں۔

خاندان چوہدری نذیر حسین ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ولد چوہدری شان محمد

ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر چوہدری نذیر حسین ولد شان محمد علاقے کی مشہور شخصیتیں ہیں، سابقہ وطن رامپور تحصیل و ضلع انبالہ حال آباد موضع خیر پور تمیاں تحصیل و ضلع شیخوپورہ ہے۔ اچھے زمیندار اور قوم کا درد رکھتے ہیں۔ برادری کی بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب

ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب ولد حبیب الرحمٰن صاحب سابقہ وطن انڈیا گاؤں بلولی۔ ضلع انبالہ کے مہاجر ہیں۔ ویٹرنری ڈاکٹر ہیں۔ بڑے با اخلاق اور قوم کی بھلائی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ آج کل لاہور میں میاں میر چھاؤنی میں تعینات ہیں۔ دھرم پورہ گلی نمبر ۹ لاہور میں رہتے ہیں۔

خاندان چوہدری انبیا

چوہدری محمد نواز ولد چوہدری غلام قادر سابقہ شہر لدھیانہ کے رہنے والے ہیں تقسیم ملک کے وقت پاکستان میں علی پور ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت تقریباً ۶۵ سال ہے۔ آپ کے چار لڑکے ایک لڑکی ہے۔ آپ ٹاؤن کمیٹی علی پور کے بی ڈی ممبر بھی

Marfat.com

رہ چکے ہیں۔ شہر میں وسیع پراپرٹی کے مالک ہیں۔ ۴ مربع زمین، ۲ ٹیوب ویل، ٹریکٹر اور منڈی میں وسیع کاروبار چاولوں کا کرتے ہیں، علاقے میں اچھی پوزیشن کے مالک ہیں ہر میدان میں برادری کا نام روشن کرنے کی کوشش کرتے ہیں، دل میں بہت درد ہے۔

بابو محمد دین سب پوسٹ ماسٹر جا کے چٹھہ ضلع گوجرانوالہ سابقہ سکونت شہر پھلور ضلع جالندھر حال دربار روڈ حافظ آباد

چوہدری احمد دین راشن ڈیلر حافظ آباد سابقہ سکونت شہر پھلور ضلع جالندھر حال دربار روڈ حافظ آباد۔

چوہدری بشیر احمد ایڈووکیٹ حافظ آباد سابقہ سکونت شہر پھلور ضلع جالندھر حال دربار روڈ حافظ آباد

چودھری محمد سلیم طاہر آڑھتی غلہ منڈی جا کے چٹھہ سابقہ سکونت سنگووال تحصیل نکودر ضلع جالندھر حال مقیم سارد کی تحصیل وزیر آباد۔

عبدالستار چوہدری گروپ کیپٹن بیس کمانڈر پی اے ایف لاہور چھاؤنی سابقہ پھلور ضلع جالندھر مستقل رہائش پیپلز کالونی لائلپور

چوہدری محمد صدیق راشن ڈیلر کالیکی منڈی تحصیل حافظ آباد سابقہ بٹالہ ضلع گورداسپور

چوہدری حبیب اللہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس لائل پور سابقہ رہائش موضع سنگووال متصل سانجھ پل۔

بابو محمد حنیف پوسٹ آفس کلرک علی پور چٹھہ سابقہ سکونت پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور حال پرانا ہسپتال وارڈ ۱۲ حافظ آباد

چوہدری رفاقت علی سب پوسٹ ماسٹر کالا شاہ کاکو ضلع شیخوپورہ سابقہ ریاست کپورتھلہ حال مقیم مستقل رہائش وہاڑی ضلع ملتان

بابو محمد دین کلرک پوسٹ آفس حافظ آباد سابقہ سکونت پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور حال مستقل رہائش موضع بیڑے تحصیل حافظ آباد

چوہدری عبدالغنی بی اے پیپلز کالونی لائلپور سابقہ پھلور شہر ضلع جالندھر

Marfat.com

پ چوہدری محمد اسحاق سیکرٹری میونسپل کمیٹی جڑانوالہ ضلع لائلپور سابقہ سکونت شہر پھلور ضلع جالندھر۔

پ چوہدری محمد شفیق بی۔ایس۔سی۔ زراعت چک ۱۲۰؍ متصل کمالیہ ضلع لائلپور سابقہ محلہ چھاؤنی ضلع لودھیانہ۔

ضلع سرسہ

موضع کنگن پور

موضع کنگن پور جو شہر سرسہ سے جانب مشرق ۱½ میل کے فاصلہ پر اب ایک چھوٹا سا گاؤں رہ گیا ہے، قوم ارائیں کی گوت کنگن پوریہ کا منبع تھا۔ جہاں سے ترک سکونت کر کے بعض لوگ اضلاع جالندھر، ہوشیارپور اور بعض پیلی بھیت ضلع بریلی کی طرف جا کر آباد ہو گئے۔ اس موضع کو اول مہر چکو نے آباد کیا تھا جو عہد جہانگیری و اکبری کا مشہور سردار درباری تھا اور بہت متمول آدمی تھا۔ آب نوشی کیلئے ایک بڑا تالاب تیار کرایا۔ جس کی نچلی سطح پر تانبہ کی چادر رکھوائی گئی تاکہ پانی زمین میں جذب نہ ہو سکے۔ اور اس تالاب سے تمام سال علاقہ کے افراد و مویشی کو پانی میسر ہوتا رہے۔ پھر جو کنواں کھدوایا گیا وہ تقسیم ملک تک قائم رہا۔ اس چاہ کے متعلق مشہور روایت ہے کہ اکبر بادشاہ اپنے دورہ سندھ میں اسی چاہ کا پانی برائے آب نوشی اپنے ساتھ رکھوایا کرتا۔

گردش ایام کے تحت جب دریائے سرسوتی خشک ہو گیا اور صرف ایک نالہ گھگر کی شکل میں بہنے لگا تو یہ لوگ سرسہ کے متصل موضع خواجہ کبھیڑہ میں جا کر آباد ہوئے اور عرصہ تک وہیں آباد رہے۔ مہر چکو کی اولاد میں سے مہر شمس کو سرکار انگریزی کی طرف سے چار مواضعات میر پور، چھوپہ، شمس آباد، فیروز پور، سرسہ کی نواحی بستیاں بطور جاگیر عطا ہوئیں اور انہوں نے کنگن پور کو از سر نو آباد کیا۔ ۱۸۶۷ء میں جب سرکار انگریزی نے نمبرداریوں کا سلسلہ قائم کیا تو اس کو موضع کنگن پور کا نمبردار مقرر کیا جس کی اولاد ۱۹۴۷ء تک اس عہدہ پر قائم رہی اور اس کا پوتا حاجی جمال دین اپنے عہد میں موضع کی نمبرداری کے علاوہ علاقہ کا سفید پوش، درباری کرسی

Marfat.com

نشین اور اسیسر رہا۔ جس کو دربار منعقدہ دہلی دسمبر ۱۹۱۱ء کو دیگر معززین علاقہ کے ہمراہ مدعو کیا گیا۔ یہ ۱۹۴۷ء میں حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر اپنے لواحقین کے ہمراہ موضع موسے پور تحصیل کبیر والا میں آباد ہوئے اور ۱۹۶۷ء میں بعمر ۱۰۶ سال وفات پا گئے۔

مہر منگو کی اولاد میں سے ہی مولوی محمد اسمٰعیل ولد نعلان محمود عرف بھولا ایک مشہور عالم دین ہوئے جن کا اسم گرامی کتاب زیر نظر کے صفحہ ۱۲۶ (دوسرا ایڈیشن) پر غلطی سے مولوی محمد حسین دکھایا گیا ہے۔ یہ عربی و فارسی نئے جید عالم تھے۔ بارہ ارائیاں میں یہی وہ گھر تھا جہاں سے علم کی شعائیں نکلتی تھیں۔ اور علاقہ بھر کو منور کرتی تھیں۔ موصوف کی شخصیت کا ایک خاص وصف مذکور ہے کہ وہ ایک تجربہ کار حکیم ہونے کے علاوہ سکول میں فارسی کے استاد تھے۔ اور زبان فارسی پر اس قدر عبور تھا کہ اسکول کے وقت اور احاطہ سکول میں ان کی زبان سے ماسوائے فارسی کے ایک لفظ نہ نکلتا تھا۔ اور جب سکول سے فارغ ہو کر گھر آتے تھے تو ماسوا مادری زبان پنجابی کے کوئی لفظ ادا نہ ہوتا تھا ان کے پوتوں میں ماسٹر محمد شاکر بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ایک پوتا میاں سیف الدین ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس ہے جو اپنی زمینداری میں خود ہل چلاتا ہے۔ یہ خاندان ۱۰/۱۲ مربعہ اراضی کا مالک ہے جو میلسی تحصیل کی نواحی بستیوں میں الاٹ ہے۔ افسوس کہ ان کی قدیم لائبریری انقلاب ۱۹۴۷ء میں جو بڑ کی نظر ہو گئی جو گوہر ہائے نایاب سے ہمیں ہمیشہ کے لئے محروم کر گئی۔

بارہ ارائیاں

موجودہ بارہ ارائیاں پر مشتمل بیس دیہات موریوالہ، سکندر پور، رسول پور، کاسن کھیڑہ، فتح پور، بیدوالا، خیر پور، کنگن پور، نثار، شہیدانوالی، منگالہ، چک ارائیاں، علی پور، ٹیٹو کھیڑہ معزالدین، گیدڑوالی، فیروز آباد۔ رانیہ، نگرانہ، نکوڑہ اور کرلوالی تھا۔ جن میں سے کاسن کھیڑہ، شہیدانوالی چک جیوا، نگرانہ، علی پور، ٹیٹو کھیڑہ بے چراغ مواضعات شمار ہوتے تھے۔ جملہ رقبہ تخمیناً ستر ہزار ایکڑ تھا جس میں کچھ حصہ غیر مسلم مہاجنوں کی نذر ہو چکا تھا۔ یہ مواضعات شہر سرسہ کے نواح میں شرقاً غرباً پچیس میل تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور ماسوا ملکیت مہاجنوں کے جملہ ملکیت ارائیوں کی تھی۔ اول الذکر آٹھ مواضعات موریوالہ، سکندر پور، رسول پور، خیر پور، بیدوالا، کنگن پور، نثار اور شہیدانوالی کا کل رقبہ دوامی نہر جمن غربی کی سرسہ برانچ سے سیراب ہوتا تھا۔ باقی مواضعات دریائے گھگر کی غیر دوامی نہروں سے سیراب ہوتے تھے۔ اور اکثر و بیشتر فصل دھان کی پیداوار کا حامل ہوتا تھا۔ یہ نہریں اوٹو کے

Marfat.com

مقام سے نکلتی تھیں جو شہر سرسہ سے سات میل کے فاصلے پر تھا۔ اس جگہ دریائے گھگر پر بند باندھا گیا تھا۔ جس سے نہ صرف آبپاشی ہوتی تھی بلکہ یہ آبی پرندوں اور مچھلی کی بہترین شکارگاہ تھی۔ دریائے گھگر کی مچھلی دیگر تمام دریاؤں کی مچھلی سے لذیذ ہوتی تھی۔ ہر سال سرما میں خصوصاً کرسمس کے دنوں میں شاہی خاندان برطانیہ و دیگر شوقین یورپین کثیر تعداد میں بغرض شکار و تفریح اوٹو پہنچتے تھے اور سیر و شکار سے لطف اندوز ہوتے۔ تقسیم رقبہ بارہ ارائیاں "بھائی چارہ" کی صورت میں تھی۔ جس کی بنا پر قوم ارائیں کا ہر فرد کم و بیش رقبہ کا مالک ضرور تھا۔ شاہجہانی عہد سے پیمانہ پیمائش ۵ کنال فی بگیہ چلا آ رہا تھا جو شجرہ کشتوار کی شکل میں تھا۔

۱۹۴۷ء میں بوقت انقلاب یہ تمام مواضعات ہجرت کر کے براستہ بیکانیر وارد پاکستان ہوئے اور اکثر و بیشتر ضلع ملتان و ساہیوال میں مختلف مقامات پر آباد ہو گئے۔ قدرت نے ان کی وہ تمام سہولتیں جو بارہ ارائیاں میں ان کو میسر تھیں یکدم چھین لیں۔ مثال کے طور پر شادی غمی کے مواقعات پر صرف بارہ گھنٹہ میں تمام برادری کا اجتماع ہو جایا کرتا۔ جس سے ایک دوسرے کی تکالیف سن کر ازالہ کی کوشش کی جاتی تھی۔

خاندان مہر منگو موضع کنگن پور

یہ خاندان بڑا متمول تھا۔ ان کے مورث اعلیٰ نے شاہان مغلیہ کے عہد کے دوران بموقع شکار اکبر بادشاہ کی اس قدر تواضع کی کہ اس نے خوش ہو کر ایک جاگیر اور ایک طلائی تمغہ بخشا۔ چنانچہ افراد خاندان "کنگن پوریہ" کہلانے لگے اور جاگیر میں واقع پرانی بستی کا نام کنگن پور رکھا گیا۔ بعد میں اس خاندان میں سے کچھ لوگ موضع رانیہ، برجی، پیلی بھیت، وغیرہ میں نقل مکانی کر گئے۔ مگر جہاں بھی گئے کنگن پوری کے لقب سے ہی مشہور ہوئے۔

اس خاندان میں حاجی مہر بیلے تامی گرامی زمیندار تھا۔ جس کی اولاد انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد اب تحصیل میلسی ضلع ملتان میں آباد ہے۔ مہر بیلے کے بڑے بھائی مولوی محمد سلیمان صاحب خلیفہ سائیں توکل شاہ علیہ الرحمۃ خاندان نقشبندیہ کے مشہور و معروف کامل بزرگ ہوئے ہیں۔ نواب پٹودی اور نواب مالیر کوٹلہ آپ کے مریدوں میں شامل تھے۔

مہر منگو کی اولاد میں سے ہی مولوی محمد حسین کنگن پوری ایک مشہور عالم دین تھے۔ جنہوں نے

Marfat.com

تمام عمر درگاہ شیخ اللہ داد کی درسگاہ میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے شاگردوں میں سے مولوی محمد سلیمان صاحب کنگن پوری نقشبندی خاص طور پر قابل ذکر ہستی تھے۔ ان کا حلقہ تدریس و تلقین علاقہ میں بڑا وسیع تھا۔ انہی کی اولاد میں سے مولوی بشیر الدین اور مولوی ماسٹر محمد شاکر بی۔ اے بی ٹی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ماسٹر صاحب اپنی روحانی و دینی صفات کی وجہ سے مولوی حافظ عبدالصمد خاں صاحب نقشبندی اور حافظ مظفر علی خاں عرف احمد شاہ حصاری کے سیکرٹری و مرید خاص تھے۔

مہر منگو کی اولاد میں سے مہر حاکم نامی ایک شخص موضع رانیہ میں آباد ہو گیا تھا۔ اس کا خاندان اسی گاؤں میں پھلا پھولا۔ اس میں سے چوہدری شاہ محمد شاہی بی۔ اے قابل ذکر ہیں۔ یہ اب بطور سیکشن آفیسر سول سیکرٹریٹ میں ملازم سرکار ہیں۔ آپ زمانہ طالب علمی سے ہی قومی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے علاقہ کے ارائیوں کی بہتری و بہبود کے لئے ایک انجمن ارائیاں بنائی ہوئی تھی۔ جو بیاہ شادی کے مواقع پر خاص طور پر اسلامی شعائر کی ترویج اور رسومات بد کی روک تھام میں کوشاں رہتی تھی۔ چودھری صاحب موصوف نے خود اپنی ہمشیرہ کی شادی پر اسلامی قوانین کی حمایت میں ایک رسالہ "مناجات نور" عوام میں خاص طور پر تقسیم کیا تھا۔ انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد بھی انہوں نے ارائیں برادری کو حتی الوسع ایک ہی خطہ یا علاقہ میں آباد کرانے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اور خود کوٹھی نمبر ۲ مبارک پورہ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان میں آباد ہو گئے۔

خاندان مہر محمد ولد حسن، منگالہ

اس خاندان کے مورث پہلے موضع سالار پور میں آباد تھے جب دریائے سرستی میں سیلاب آیا اور یہ گاؤں تباہ ہو گیا تو یہ خاندان موضع منگالہ میں آباد ہو گیا اور افراد کنبہ "سالار پوریہ" کہلائے۔ اس خاندان میں سے جو لوگ بیلی بھینٹ چلے گئے تھے ان میں سے میاں محمد بخش ڈانگ والے مشہور رئیس تھے۔ منگالا میں مہر محمد ذیلدار، رئیس اور درباری کرسی نشین تھے۔ ان کے بڑے لڑکے خان صاحب حاجی چودھری قمر الدین ذیلدار ضلع کے بڑے معزز ممبر تھے۔ انہیں کئی مرتبہ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان کی خدمات کے صلہ میں انہیں حکومت کی طرف سے پیر محل میں پانچ مربعہ اراضی بھی عطا ہوئی تھی۔ اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کا بھتیجا محمد اسحاق ذیلدار و نمبردار منگالہ مقرر ہوا۔ جو بوقت انقلاب ۱۹۴۷ء شہید ہو

Marfat.com

گیا تھا۔ خاں صاحب مرحوم کے بھائی رکن الدین صاحب بڑے مشہور حکیم تھے۔ اس خاندان کے موجودہ افراد چک $\frac{136}{10.7}$ موضع خورشید آباد تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں آباد ہیں۔

خاندان مہر سہراب

اس موضع کے ابتدائی آبادکاروں میں سے مہر سہراب کے خاندان میں سے مولوی فضل الدین قابل ذکر عالم دین تھے۔ تعلیم و تدریس میں تمام عمر مصروف رہے۔ انہوں نے اصلاح رسوم میں بھی کافی کوشش کی تھی۔ ان کے لڑکے مولوی رکن الدین صاحب ایم اے پروفیسر ہیں جن کا حلقہ شاگردی کافی وسیع ہے۔ اب بطور پنشنر و ممبر کونسل کمشنری ملتان کے نواح سورج میانی میں رہائش پذیر ہیں۔

سلیمان :۔ رحم دل اور بارعب، حوصلہ مند شخصیت کے مالک تھے

حافظ قاری قمر الدین: نیک، متقی اور ولی اللہ بزرگ تھے برادر حقیقی مولوی فضل الدین

حافظ قاری امیر الدین:۔ پرہیزگار اور بہت بڑے مالدار تھے۔

حافظ قاری حبیب اللہ :۔ بے حد شریف، باخلق اور طاقتور تھے۔

حافظ قاری شان محمد، حافظ قاری گلزار محمد، حافظ قاری عبد الرزاق جو کہ چار پشتوں سے حافظ قاری چلے آرہے ہیں اور چک $\frac{132}{10.R}$ جدید خانیوال ضلع ملتان میں شریفانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

نوٹ: چودھری حاجی شان محمد نمبردار بارہ ارائیاں کے رئیس اعظم تھے۔ ان کی اراضی ہندوستان میں تقریباً ۲۲ ہزار ایکڑ تھی جو مواضعات منکالہ، علی پور ٹھٹو کھیڑہ، چک جیوا، سکھ چین، چانل میں پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے ایک لڑکے میجر چودھری محمد امین۔ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس (لندن) ایف۔ آئی۔ سی۔ ایس (امریکہ) بہاولپور میڈیکل کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر سرجری ہیں۔ باقی تین لڑکے گو تعلیم یافتہ ہیں لیکن زمیندارہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

خاندان مہر علیسی و اکبر

اس خاندان کے مورث اعلیٰ سرسہ کے مشرق موضع خواجہ کھیڑہ اداٹیاں میں آباد تھے۔ ان کے بزرگ شیخ اللہ داد کا مقبرہ اب بھی ریلوے سٹیشن سرسہ کے متصل موجود ہے۔ بعد ازاں وہاں سے نقل مکانی کر کے موضع رانیہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اسی خاندان میں حاجی فضل الدین صاحب مشہور تاجر اور معروف عالم دین ہوئے ہیں۔ آپ کا شمار ہزار پتی تاجروں میں ہوتا تھا۔ آپ کا لڑکا حافظ شرف الدین تھا۔ انہوں نے اپنے نانا حاجی سیداسے حصول علم دین کیا اور قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے دہلی اور پانی پت سے فقہ و حدیث کی سندات حاصل کیں۔ آپ ایک ماہر حکیم ہونے کے علاوہ قاری بھی تھے کئی سال تک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ واپس آکر روحانی طور پر حافظ مولوی مظفر علی خاں عرف احمد شاہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور خاندان چشتیہ و نقشبندی میں خلافت حاصل کی اور بہت سے افراد کو قرآن مجید حفظ کرایا۔ ان کی اولاد میں سے مولوی محمد خورشید حال ملازم محکمہ ریلوے وہاڑی کے نزدیک چک $\frac{9}{W.B}$ ۹۷ ضلع ملتان میں آباد ہیں۔

اسی خاندان میں سے چوہدری فضل الدین صاحب سفید پوش و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ قابل ذکر شخص گزرے ہیں۔ یہ شکار کے بڑے ماہر تھے اور اکثر شکاری افسران ان کی معیت میں شکار کھیلنا پسند کرتے تھے۔ ان کی اولاد مخدوم رشید پور کے قریب ایک موضع میں آباد ہے۔

موضع رانیہ کے سفید پوش چوہدری فضل الدین جب بہت ضعیف العمر ہو گئے تو سفید پوشی وغیرہ اپنے چچازاد بھائی چوہدری محمد صدیق کے سپرد کر دی یہ حد درجہ مہمان نواز تھے۔ ان کے لڑکے چوہدری نشان محمد چک نمبر $\frac{132}{10-R}$ جدید تحصیل خانیوال کے پاس گورنمنٹ کی عطا کردہ سندات موجود ہیں۔

خاندان مہر سلیم موضع رانیہ

بہت ممتاز خاندان تھا۔ ان کے مورث مہر سلیم بہت شجاع اور غیور انسان تھے۔ ان کی لڑائیوں کا ذکر آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ انہوں نے شاہ پور کو بچانے کی بہت کوشش کی۔ پھر رانیہ میں آکر آباد ہو گئے۔

Marfat.com

ضلع فیروزپور

خاندان حکیم محمد ابراہیم ساکن پیرووالہ

ان کے مورث اعلیٰ قاضی عطا محمد صاحب بادشاہ کی طرف سے شہر دہلی کے قاضی تھے موضع نورپور متصل چھاؤنی فیروزپور ان کو جاگیر معافی میں ملا ہوا تھا۔ پھر یہ اعزانہ جاتا رہا۔ تو محمد شریف ثانی نے یہاں سے موضع ارائیاں علاقہ فرید کوٹ میں سکونت اختیار کرلی۔ یہ بڑے صاحب کرامات بزرگ تھے۔ مولوی محمد ابراہیم کو نواب نظام الدین والی ممدوٹ نے اپنا ذاتی معالج مقرر کیا تھا۔

خاندان موضع پیروالا

سکھوں کے عہد میں انہوں نے یہ موضع آباد کیا تھا۔ حسن کارکردگی کے عوض بہت سی سندات ملی ہوئی تھیں۔ حافظ شمس الدین بہت مشہور تھے۔ مہر شہاب الدین بھی بہت ذی اثر تھے۔

خاندان ڈھولیوال تحصیل زیرہ

میاں حسینا نے فیروزپور مدکیوال لڑائی میں انگریزوں کو مدد دی تھی۔ اس کے صلہ میں ۶۰ روپے دوامی پنشن ملی۔ آٹھ سو گھماؤں زمین کے مالک تھے۔

خاندان موضع حسن ڈھٹ

مہر حسن نے یہ گاؤں آباد کیا تھا۔ بہت متموں خاندان تھا۔

خاندان رکنا بیگو

ان کا مورث اعلیٰ بیگو بہت مشہور و معروف تھا۔ اس نے تین گاؤں راجووال، رکنا بیگو اور کاسو بیگو آباد کئے۔ دو ہزار گھماؤں زمین کے مالک تھے۔ سردار نظام الدین مشہور رگھوڑ سوار اور جانباز تھے۔ انہوں نے بہت سے انعامات حاصل کئے تھے۔

Marfat.com

خاندان کریاں پہلوان والی

میاں قمرالدین کو کئی بار خلعت اور سندات سرکار انگریزی سے عطا ہوئیں تقریباً ایک ہزار گھماؤں اس خاندان کی وراثت تھی۔

موضع نور پور میں میاں محمد ابراہیم ایم اے پروفیسر علیگڑھ کالج قابل ذکر تھے۔
مہر برکت علی ڈولا، کالو ولد ملاہ ڈولا، مہر بخش محمد کیلہ، پیر بخش ہنڈوری وغیرہ مشہور خاندان تھے

موضع لودھیانہ

خاندان چودھری خیرالدین (خیا) جگراؤں

ڈیڑھ ہزار بگہ اراضی کا مالک اور مقتدر خاندان تھا۔ اس خاندان میں چودھری پیرو اور چودھری مہر علی مشہور آدمی تھے۔

خاندان میاں محمد وارث

خاندان عطاراں کے نام سے مشہور تھا۔

خاندان میاں نہال خاص لدھیانہ

میاں نہال بہت متموّل تھے۔ فوجی ٹھیکیدار تھے۔ چالیس مربعہ زمین لائل پور وغیرہ اور کئی صد بگہ زمین خاص لدھیانہ میں تھی۔ جارج کٹ صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ نے حسن خدمات کے عوض قلعہ کے قریب چھاؤنی صدر کی اراضی ان کو عطا کی تو انہوں نے وہ تمام زمین ارائیوں کو مفت دے دی جنہوں نے اپنا محلہ آباد کیا۔

خاندان چودھری منصور:- دو ہزار بگہ اراضی کے مالک تھے۔ چھ سو بگہ جگراؤں کے متصل خریدی۔ خاندان حاجی رحیم بخش

Marfat.com

منشی غلام حسین اور محمد ابراہیم بہت مشہور رہیں ۔

خاندان مولانا حبیب الرحمٰن

یہ خاندان دینداری کے لحاظ سے بہت مشہور ہے ۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب آل انڈیا مجلسِ احرار کے صدر رہے ۔ جناب حمزہ ممبر این ڈی پی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ۔

ضلع ہوشیار پور

خاندان مہر فیض بخش موضع عثمان شہید، خاندان منشی عمر دین موضع جکوال، خاندان چودھری الٰہی بخش موضع سیدو بٹی بہت مشہور ہیں ۔

خاندان چودھری نور محمد بجواڑہ

یہ خاندان موضع بجواڑہ میں ارائیوں کو زمین دلوانے کا بانی ہے ۔ ان میں منشی غلام نقشبند سندھی خاں، میاں عبدالرشید میڈیکل انسپکٹر بہت مشہور رہے ۔ منشی سندھی خاں وحشی نے "سفیر پنجاب" اخبار جاری کیا ۔ پھر "کوہ نور" لاہور کے ایڈیٹر رہے ۔ اس کے بعد "دوست ہند" بھیرہ کے ایڈیٹر رہے اور پھر "تاج الاخبار" راولپنڈی کو سنبھالا ۔ پھر سرحدی اخبار جاری کیا ۔ بعد ۱۸۸۹ء میں علاقہ بار میں خاصی اراضی مل گئی تو واپس دہلی چلے گئے ۔

ضلع جالندھر

خاندان گڑھا دھنداں جو زبیر دائی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، بہت مشہور تھا ۔ خاندان منشی نظام الدین موضع سعودر، خاندان مہر فیضا موضع نکودر، خاندان چودھری مراد موضع ڈھیراں، خاندان مہر گلاں موضع کالا سنگھ، خاندان مہر بخشا موضع ٹونڈی بھو، خاندان مہر الیاس موضع بیکا وغیرہ بہت مشہور خاندان تھے ۔

Marfat.com

خاندان مہر انبیاء موضع ننگل انبیاء

جب رنجیت سنگھ نے شاہ کوٹ کے جاگیردار سہیل سنگھ سے یہ جاگیر چھین لی تو مہر انبیاءؒ کو ان ۲۲ گاؤں کی عنان حکومت دے دی۔ مہر انبیاء بہت دیندار اور سخی تھا۔ دیوان خانہ کے پاس اس کی پختہ مسجد تھی۔ تین سو گھماؤں اراضی اس خاندان کی ملکیت تھی۔

تقسیم ہندوستان کے وقت اس خاندان میں چار پشت سے ذیلداری چلی آرہی تھی تقسیم کے وقت چودھری عزیز بخش صاحب ذیلدار اور ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر تھے۔ لڑائی کے زمانے میں برٹش حکومت کی خدمات کے سلسلے میں چودھری عزیز بخش صاحب کو ایک مربعہ زمین بطور انعام بمقام کمالیہ ضلع لائل پور عطا ہوئی تھا جو آج تک ان کے پاس ہے۔ چودھری صاحب آجکل چک نمبر ۲۵۴ گ۔ ب لائل پور ڈھوبیاں، تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور میں اپنا... ننگل انبیاء والا رقبہ الاٹ کروا کر رہائش پذیر ہیں۔ اسی موضع میں اس خاندان کے مولوی نور محمد صاحب کی اولاد آباد ہے۔ مولوی صاحب دیندار آدمی تھے۔ چوہدری عزیز بخش صاحب کے چھوٹے بھائی چوہدری علی بخش صاحب نے ۱۹۷۴ء میں چک ۲۵/۲-۱۱ چیچا وطنی میں وفات پائی۔ ان کے صاحبزادوں میں چودھری مختار احمد ساہیوال میں ملازم ہیں۔ چوہدری نذیر احمد صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل ایکسائز کے عہدے پر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات ہیں چوہدری نصیر احمد صاحب انسپکٹر لینڈ کسٹم۔ طورخم خیبر ایجنسی میں تعینات ہیں۔ بشیر احمد صاحب نے چیچا وطنی میں لوہے کا کاروبار کر رکھا ہے۔

اس خاندان کے چوہدری برکت علی صاحب مرحوم کے صاحبزادوں میں سے چودھری بشیر احمد صاحب مرکزی حکومت کراچی میں ملازم ہیں۔ چودھری عبدالحمید صاحب اسلام آباد میں مرکزی حکومت کی وزارت مالیات میں بطور اسسٹنٹ کام کر رہے ہیں۔ چوہدری رفیق احمد صاحب رحیم یار خاں میں بطور سب انسپکٹر پولیس ہیں اور چوہدری مشتاق احمد صاحب بطور اوورسیئر محکمہ انہار ضلع بہاول پور میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا رقبہ چک نمبر ۲۹۲ ج۔ب گوجرہ ضلع لائل پور میں الاٹ کروا رکھا ہے۔ مگر رہائش چک ۶۰۔ ۶۱ نہر فتح تحصیل حاصل پور

Marfat.com

منڈی ضلع بہاول پور میں رکھی ہوئی ہے۔ تقسیم سے پہلے ان کا رقبہ یہاں موجود تھا پھر مزید بھی انہوں نے اسی چک میں خرید کیا ہے۔ اس خاندان کے دوسرے افراد مہر علی محمد صاحب اور مہر محمد علی صاحب کوریاں چک ۲۶۲ ج ب گوجرہ میں ہی آباد ہیں۔ یہ سب صاحب حیثیت اور خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔ مشہور فرشتہ سیرت، ایثار پیشہ چوہدری علی محمد ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول جالندھر جنہوں نے برس ہا برس بغیر تنخواہ کام کیا اور سابق وزیر اعظم پاکستان چوہدری محمد علی اسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔

خاندان چودھری قطب الدین پھلور

سکھوں کے عہد میں ان کے مورث اعلیٰ بہت نامور اور معتمد رہتے تھے۔ ۱۸۴۶ء میں جب برٹش گورنمنٹ نے معرکہ علی وال جیت لیا تو چودھری قطب الدین نے جو قلعہ تلون میں سکھوں کے کارپرداز تھے کنجیاں انگریزوں کے حوالے کر دیں اور اس صلہ میں جاگیر پائی تین سو روپے سالانہ پنشن تاحیات ملی۔ اس قلعہ میں انگریزی عہد میں پولیس ٹریننگ سکول تھا جو پھلور پولیس ٹریننگ سنٹر کے نام سے مشہور تھا۔

خاندان میاں کرم داد کنگرہ

یہ خاندان مغلیہ سلاطین کے عہد سے معزز چلا آتا ہے۔ میاں کریم داد کو جہانگیر کی طرف سے جاگیر ملی ہوئی تھی جو چاہ الیاں والی مشہور تھی (اس کا مالیہ معاف تھا) گاؤں کی نمبرداری و سفید پوشی اسی خاندان میں تھی تقسیم ملک سے پہلے اس خاندان کے مندرجہ ذیل اصحاب نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ چوہدری رفیع الدین نمبردار و سفید پوش، چوہدری جمال الدین پلیڈر ریٹائرڈ (مرحوم)، حکیم حافظ محمد بخش (مرحوم) اور ان کے لڑکے حاجی میاں عزیز دین (مرحوم) ریٹائرڈ قانونگو اور میاں رفیع الدین وغیرہ۔ اسی خاندان میں بابو میاں شاہدین اور میاں شاہ علی، ماسٹر اصغر علی، چوہدری شاہ دین سب انسپکٹر پولیس وغیرہ ہیں۔ ان کے اور ان کے بیٹوں کے الگ تذکرے دوسری جگہ دیئے گئے ہیں۔

Marfat.com

خاندان چوہدری علی بخش انسپکٹر پولیس و خاندان میاں غلام محمد کھرلہ، جالندھر

یہ دو خاندان موضع کھرلہ وڈالہ نزد جالندھر میں کافی مشہور ہوئے۔ خاندان چوہدری علی بخش گاؤں کے نمبردار تھے۔ ان کے بیٹے چوہدری علی احمد انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز اور چوہدری رشید احمد انسپکٹر پولیس تھے۔ ان کے پوتے مسٹر بی۔ اے تبسم ایم اے آجکل سنٹرل گورنمنٹ میں پبلک ریلیشنز آفیسر ہیں اور دوسرے چوہدری نذیر احمد ایم اے۔ ایم ایڈ ہیں۔ ان کے تایا چوہدری علی احمد (مرحوم) انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز تھے۔ حکیم میاں غلام محمد مرحوم کے خاندان میں اس کتاب کے ناشر حاجی سردار محمد اور ان کے بھتیجے مالکان علمی کتاب خانہ ہیں اور لاہور میں مقیم ہیں۔ بھائی چوہدری سلطان احمد حکیم ہیں اور چھوٹے بھائی چوہدری اقبال محمد بی۔ اے ریلوے سروس سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ علمی کتاب خانہ میں حاجی سردار محمد کے بھتیجے چوہدری محمد شفیع، چوہدری محمد سعید، چوہدری جاوید اقبال اور چوہدری ضیاء الاسلام ایم اے، ایل ایل بی شامل ہیں۔

حکیم میاں غلام محمد (مرحوم) کے والد میاں محمد غازی مشہور قاری اور حافظ قرآن تھے۔

خاندان صوفی صاحب شہر جالندھر

اس خاندان میں سے خاں صاحب آغا محمد علی صوفی علیگ سپرنٹنڈنٹ آفس آف پولیٹیکل افسر بصرہ تھے جنہیں خاں صاحب کا خطاب اور ایک بندوق ملی ہوئی تھی۔ صوفی اکبر علی صاحب وہ بزرگ اور ہمدرد قوم ہوئے ہیں جنہوں نے ارائیوں کی سربلندی کے لئے بے حد کوشش کی ہے پہلی جنگ عظیم میں ارائیوں کو غلطی سے "غیر لڑاکا" لکھ دیا گیا تھا۔ صوفی صاحب نے بڑے بڑے ارائیں آفیسر مثلاً سر محمد شفیع اور جسٹس شاہ دین وغیرہ کے ذریعے کوشش کر کے اس غلط آرڈر کو درست کرایا اور ارائیں قوم "لڑاکا قوم" لکھی گئی۔ جس کے بعد فوج میں کافی ارائیں عہدہ دار ہوئے۔ انہوں نے قوم ارائیں کی تاریخ "سلیم التواریخ" بھی لکھی جو تیس سال کی محنت سے مکمل ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت کا صلہ دے اور نیک نیتی کی جزا دے۔

Marfat.com

خاندان منشی فتح دین جالندھر شہر

منشی فتح دین صاحب نے لائل پور میں ۵۲ مربعے اراضی پیدا کی۔ خاص لائل پور کی نمبرداری انہی کے نام تھی۔ بہت مخیر تھے۔ حاجی تھے۔ اور دوسروں کو بھی اپنے خرچ سے حج کرایا تھا۔

خاندان صوبیداراں جالندھر شہر

اس خاندان کے ایک ذی اثر شخص حاجی غلام محی الدین ریاست بہاولپور میں کپتان پولیس تھے۔ سب سے زیادہ نامور شخص اس خاندان میں سردار بہادر کپتان غلام حسین تھے۔ غدر میں بڑی بہادری دکھائی تھی۔ نومبر ۱۸۸۸ء میں دو ہزار روپے سالانہ پنشن پاکر جالندھر آگئے تھے۔ پھر علاقہ بار میں ۲۰ مربعہ اراضی بھی ملی۔ آپ جالندھر میں آنریری مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے وائس چیئرمین بھی تھے۔ سب رجسٹرار بھی تھے۔ جون ۱۹۱۰ء میں دربار دہلی میں آپ کو آنریری کپتان کا اعزاز دیا گیا تھا۔ اس خاندان کے تمام افراد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور متمول تھے۔

خاندان مہر فاضل جالندھر شہر

رنجیت سنگھ کے زمانہ میں مہر فاضل نے تشخیص محاصل کا عہدہ پایا۔ بڑا نامور شخص تھا۔ افغانوں سے دو سو گھماؤں زمین خرید کر اس علاقہ کا نمبردار بن گیا تھا۔ اس کے بیٹے عیاش تھے۔ اس لئے ساری جائیداد تباہ کردی۔

اس کے پوتوں میں سے ڈاکٹر محمد فاضل بہت مشہور شخص ہوا ہے جس نے خاندان کی بگڑی بنائی۔ فوجی ملازمت کی۔ ڈویژنل سرجن ہوئے۔ بہاولپور میں تین ہزار بیگہ زمین خرید کر اس میں "کوٹ فاضل" کا گاؤں آباد کیا اور خاندان کے دوسرے افراد کو وہاں جمع کیا ۱۹۱۱ء میں شاہی دربار دہلی میں آپ کو مخصوص نشست دی گئی تھی۔

ایک شخص مہر نظام الدین نے اس خاندان میں بڑی ترقی کی۔ نمبرداری بھی حاصل کی۔ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ہوئے۔ آنریری مجسٹریٹ بھی ہوئے۔ لائل پور میں پانچ مربعہ اراضی سفید پوشی کی وجہ سے عطا ہوئی۔

Marfat.com

خاندان مہر فیض محمد نکودر ضلع جالندھر

یہ خاندان نکودر کے شہر میں آباد تھا۔ اس خاندان میں منشی نبی بخش نایاب بہت مشہور آدمی تھے۔ وہ سال ہا سال تک نکودر میونسپلٹی کے چیئرمین بھی رہے تھے۔ آپ شاعر بھی تھے اور ان کا ایک دیوان نایاب بھی شائع ہوا تھا۔ چوہدری صاحب کے ایک بھائی چوہدری خوشی محمد صاحب تھے جو کہ ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز تھے منشی نبی بخش نایاب تحصیل نکودر میں انجمن ارائیاں کے سرگرم رکن تھے۔ انہوں نے ارائیں قوم کی بہت خدمت کی تھی۔ منشی نبی بخش وفات پا چکے ہیں۔ آجکل یہ خاندان میاں چنوں میں رہائش پذیر ہے۔

منشی نبی بخش نایاب کے دو لڑکے ہیں۔ ایک چوہدری غلام ربانی اور دوسرے چوہدری غلام جیلانی۔ چوہدری غلام جیلانی کے دو لڑکے ہیں۔

چوہدری محمد اختر صاحب ایس ڈی او سمال ڈیم سکیم ہاڑی انڈس، چوہدری محمد افضل انگلینڈ میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

چوہدری غلام ربانی صاحب کے صاحبزادوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱: چوہدری محمد خورشید صاحب انگلینڈ میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

۲: چوہدری سلطان اختر نکودری صاحب پاکستان آرمی میں میجر ہیں۔

۳: چوہدری فاروق احمد نکودری پاکستان آرمی میں میجر ہیں۔

۴: رشید احمد صاحب انگلینڈ سے بار ایٹ لا کر کے واپس وطن لوٹے ہیں اور ملتان ہی میں پریکٹس کرتے ہیں۔

۵: محمد رفیق صاحب، آپ نے زرعی یونیورسٹی لائل پور سے بی ایس سی کی ہے۔ آج کل زراعت انسپکٹر ہیں۔

۶: سردار محمد صاحب، آپ بہاول پور میں ٹھیکیداری کرتے ہیں۔

Marfat.com

ضلع امرت سر

شہر امرت سر میں میاں فرید بخش ولد حاجی کریم بخش جن کے نام پر چوک فرید ہے، بہت مشہور شخص تھے۔ میاں نبی بخش کا خاندان، میاں فیض اللہ کا خاندان، مہر قادر بخش کا خاندان اور قاری رحیم بخش کا خاندان بہت مشہور ہوئے ہیں۔

خاندان مہر گھسیٹا، موضع راجہ سانسی

رنجیت سنگھ کے درباری تھے، بہت خوش اخلاق اور نامور تھے۔ سرکار انگریزی کی طرف سے ۰۰ روپے سالانہ پنشن اس کے خاندان میں ملتی تھی۔ مہر گھسیٹا کی بنائی ہوئی عالیشان مسجد راجہ سانسی میں موجود تھی۔

خاندان میاں محمد وارث خاں جاگیردار قادر آباد

میاں حیات خاں مورث اعلیٰ نے جے سنگھ کو مدد دے کر مدار المہام کا عہدہ پایا۔ ان کا لائق بیٹا مینے خاں اس عہدہ پر فائز رہا۔ جب احمد شاہ ابدالی نے جے سنگھ کو شکست دی تو اس کی بیوی اندکور بھی مال غنیمت میں دشمن کے ہاتھ آئی۔ میاں مینے خاں نے اپنے بھائیوں کو ساتھ لے کر دو منزل تک ابدالی کے لشکر میں بھیس بدل کر سفر کیا اور پھر موقع پا کر رانی کو نکال لائے۔ راستے میں پانچ افغانوں نے ان پر حملہ کر دیا مگر ان تینوں بھائیوں نے پانچوں افغانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور رانی کو جے سنگھ کے سامنے حاضر کر دیا۔ راجہ نے میاں مینے خاں کو سپہ سالار بنا دیا اور خلعت اور جاگیر دی۔

جے سنگھ کے لڑکے گوربخش سنگھ نے میاں صاحب کو اٹھائیس ہزار کی جاگیر دی۔ میاں صاحب کا لڑکا محمد وارث بہت قابل تھا۔ وہ باپ کی جاگیر کا وارث ہوا۔

جب گوربخش سنگھ مر گیا تو اس کی رانی سداکور نے میاں وارث کی بہت مدد کی۔ پھر جب رنجیت سنگھ جو سداکور کا داماد تھا دوسرے سرداروں پر غالب آگیا تو میاں صاحب کے مخالفین

Marfat.com

نے رانی کے کان بھرے۔ جس نے انہیں بٹالہ میں بلا کر کہا کہ تمہاری جاگیر ضبط ہے لہذا چالیس ہزار روپیہ ابھی جمع کراؤ ورنہ قید کر دوں گی۔ آپ نے موقع کی نزاکت دیکھ کر وعدہ کر لیا اور واپس قلعہ چونڈہ آکر اعلان بغاوت کر دیا۔ سکھ فوج انہیں مسخر کرنے میں ناکام رہی۔ رانی سداکور نے رنجیت سنگھ سے مدد مانگی جس نے بڑی کمک روانہ کی، مگر یہ بھی کہا کہ اصلی وجہ نزاع کی بدیانت کرو۔ جب اصل معاملہ کا پتہ چلا کہ رانی سداکور نے خوامخواہ بہتان لگایا ہے تو رنجیت سنگھ نے بیچ بچاؤ کر کے تاوان سے بھی نجات دلائی اور جاگیر بھی واپس کرا دی۔

رانی سداکور کے مرنے کے بعد اس کی جاگیر بٹالہ اور مکیریاں کو رنجیت سنگھ نے اپنے بیٹے شیر سنگھ کے سپرد کر دیا۔ میاں وارث کو فوجی عہدہ حاصل تھا مگر کچھ عرصہ بعد ان بن ہو جانے سے آپ نے ملازمت چھوڑ دی۔

جن دنوں پھر رنجیت سنگھ لڑ رہا تھا تو میاں صاحب نے فوج میں شامل ہو کر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ جس پر رنجیت سنگھ نے انعام و اکرام، خلعت، ترکش کمان سنہری دے کر "محمد وارث خاں کمانیہ" کا خطاب دیا اور راجہ شیر سنگھ کو کہہ کر دوبارہ عہدہ اور جاگیر دلائی میاں صاحب کو شیر سنگھ نے کشمیر کا صوبیدار بنا کر بھیجا مگر وہ واپس آگئے اور اپنی "گھوڑ چڑھا فوج" لے کر انگریزی حکومت کی مدد کی۔ جس کی وجہ سے انہیں آٹھ ہزار کی پنشن تازندگی عطا ہوئی۔ ان کے بیٹوں اور پوتوں کو بھی انگریزوں کی طرف سے پنشن ملتی رہی۔

آپ بہت بہادر شجاع اور شکیل اور بارعب انسان تھے۔ نہایت متواضع بھی تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں دو گاؤں خریدے تھے۔ ایک کا نام قادر آباد رکھا جو بٹالہ کے متصل ہے اس میں ۱۲ سو بیگہ اراضی تھی۔ دوسرا گاؤں ضلع گورداسپور میں اپنے بیٹے نبی بخش کے نام پر نبی پورہ آباد کیا۔ یہاں بارہ سو بیگہ اراضی تھی۔ بٹالہ میں حویلی، مکانات اور باغ بہت سے ان کی وراثت تھے۔

ایک حویلی امرتسر اور ایک حویلی لاہور میں تھی۔ ایک باغ اور ایک حویلی سری نگر کشمیر میں بھی تھی۔ وہاں قلعہ ہری پربت پر ان کی ڈھلوائی ہوئی توپ بھی ۱۹۰۳ء تک موجود تھی جہاں ان کا خاندان امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتا تھا۔ ان کے باغ میں آموں کے چند درختوں کے درمیان میاں

Marfat.com

صاحب کی قبر ہے

میاں محمد وارث خاں کمانیہ

جوانمرد اور شجاع جس نے سکھوں اور انگریزوں سے اپنی جوانمردی کا لوہا منوایا تھا اور ان سے جاگیریں حاصل کی تھیں۔ اپنے کارناموں کی وجہ سے زندہ ہے۔ سنہری کجاوہ (جو ان کے ہاتھی پر ہوتا تھا) حمائل شریف مطلاّ۔ میاں صاحب کا بیاض قلمی اب بھی ان کے خاندان میں موجود ہے ان کی مشہور کتاب "بازنامہ" تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل تھی۔ میاں صاحب واقعی فخر قوم تھے۔

ضلع گورداسپور

خاندان خاں صاحب علی محمد گورداسپور شہر، خاندان مہر نور محمد موضع کلانور، خاندان چوہدری محمد ابراہیم ریٹائرڈ تحصیلدار سجان پور جس میں نسیم حجازی مشہور ناول نگار اور صحافی ہیں۔ بہت مشہور ہوئے ہیں خاندان چوہدری ہدایت علی سفید پوش علی وال وغیرہ بہت مشہور خاندان تھے۔

خاندان مہر رڈا موضع کھنڈا

اس خاندان کے مورث اعلیٰ رائیہ ضلع سرسہ سے اٹھ کر آئے تھے۔ پہلے ننگل زرد قادیاں میں آباد تھے۔ پھر کھنڈہ میں آگئے تھے۔ سردار جیل سنگھ جو رنجیت سنگھ کی ساس سداکور کا قریبی عزیز تھا اس نے کھنڈہ میں عالی شان قلعہ تعمیر کرایا تھا۔ اور بٹالہ کا کچھ حصہ، گورداس ننگل کا گاؤں اور کھنڈہ کا سارا علاقہ اس کی جاگیر میں شامل تھا۔ اس نے جب ننگل میں مہر رڈا کی شہرت سنی، تو انہیں کھنڈا لے آیا اور اپنی جاگیر کا انتظام انہی کے سپرد کر دیا۔ مہر صاحب بڑے وجیہہ جوان دانشمند اور دیندار تھے۔ ان کے انتظام کی خوبی کی وجہ سے جیل سنگھ ان پر بہت مہربان تھا۔ مہر صاحب نے حُسنِ تدبیر سے امائیوں کو آباد کیا۔ اور خاندان والوں کو اراضی دلوائی۔ جب جیل سنگھ مرگیا تو رانی مہر صاحب کے اقتدار اور اثر سے خوفزدہ رہنے لگی۔

جب مہر صاحب کا انتقال ہو تو ان کے دو صاحبزادے مہر بڈھا اور مہر حسین بخش اس

Marfat.com

وقت خورد سال تھے نگران کی والدہ بہت دانشمند اور دور اندیش تھی۔ اس نے نہایت ہوشیاری سے اراضی کو قابو میں رکھا اور بچوں کی تربیت کی۔ جب بچے جوان ہو گئے تو انہوں نے اپنے باپ کا اقتدار پھر سے حاصل کر لیا۔ اس علاقہ میں یہ دونوں بھائی چودھری تھے۔ گاؤں کے نمبردار بھی تھے۔ مہر بڈھا بہت عابد اور فارسی کے عالم تھے۔ مہر حسین بخش نہایت شجاع اور جوانمرد تھے سکھوں کے ساتھ انہوں نے لڑائیوں میں بہت نام پایا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد حج کیا اور اوکاڑہ میں فوت ہوئے۔

مہر روڈا خود اور ان کا خاندان سخاوت، غیرت قومی اور علم و فضل کی وجہ سے بہت مشہور تھے انہوں نے سکھوں کا مقابلہ کر کے اس گاؤں میں تین مسجدیں بنوائی تھی۔ جو ان کی دینداری اور غیرت قومی کا زندہ ثبوت تھیں۔ ان کے خاندان نے ۱۹۴۷ء کے فسادات میں اپنی بہادری اور غیرت قومی کے جھنڈے گاڑ دیئے تھے۔ کھنڈہ سے نکل کر فیض اللہ چک میں پانچ روز تک سکھوں کے محاصرہ میں رہے۔ وہاں مہر بڈھا کے صاحبزادے چودھری عطا محمد نے اپنی بہادری کے وہ کارنامے سرانجام دیئے جو سکھوں کو پشتوں تک یاد رہیں گے۔

سکھوں کی رپورٹ کے مطابق جسے راقم الحروف نے بٹالہ حوالات میں خود پڑھا اور سنا تھا نو سو سکھ ہلاک ہوئے تھے۔ آتشیں اسلحہ پہلے سے جمع کر رکھا تھا۔ ماہنامہ "نصرت" لاہور کے سابق ایڈیٹر جناب عبداللہ پرزنک صاحب "نصرت"، مہاجرین نمبر (۵ رجولائی ۱۹۵۹ء) کے صفحہ نمبر ۸ پر لکھتے ہیں کہ فیض اللہ چک میں سکھوں کے ساتھ مسلمانوں کے معرکے تواریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

جب فیض اللہ چک تباہ ہوا اور اسلحہ ختم ہو گیا تو یہ خاندان مجبوراً رات کی تاریکی میں نکل کر بٹالہ آیا اور وہاں سے پاکستان پہنچ گیا۔ راقم کو فیض اللہ چک کے ایک محاذ سے ڈوگرہ ملٹری نے گرفتار کیا تھا۔ اور بٹالہ حوالات میں تین روز تک رہنے کے بعد غلام محمد پہلوان بٹالوی کی وساطت سے رات کی تاریکی میں فرار ہونے کا موقع مل گیا تھا پھر کئی مصیبتوں سے پاکستان پہنچ گیا۔

Marfat.com

خاندان مہر قادر بخش بٹالہ

یہ خاندان بٹالہ میں بہت معزز و ممتاز تھا۔ تقریباً چھ سو گھماؤں اراضی ان کی ملکیت تھی۔ مہر قطب الدین کے نواسے خان بہادر میاں مولا بخش صاحب ایلچی لوڈی وائسرائے وگورنر جنرل ہند تھے اس خاندان میں سے چودھری محمد صدیق پاکستان میں وائس ایڈمرل تھے۔ چوہدری محمد لطیف بیکو (دی بٹالہ انجینئرنگ کمپنی لمیٹڈ) کے بانی اور ڈائریکٹر ہیں۔ قومی ہمدردی اس خاندان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس خاندان کے ایک معزز ممبر مہر محمد صادق نے [illegible] آباد سندھ میں خاصی جائیداد پیدا کی ہے۔ انہوں نے سندھ میں پنجابیوں کو آباد کرانے کے لئے بہت کوششیں کی تھیں۔ یہ خاندان بھی فخر قوم ہے۔

ریاست بہاول پور

خاندان میاں نور محمد، منچن آباد

اس خاندان میں حفاظ قرآن اور علماء کثرت سے ہوئے ہیں۔ شاہان مغلیہ نے ان کو . . . .

فرید پور ڈوگرانوالہ ضلع منٹگمری انعام میں دے رکھا تھا۔ جب سکھوں کے عہد میں اندھیر نگری چوپٹ راجہ ہوا تو وہ گاؤں تباہ ہو گیا۔ اور حافظ محمد ایاس موضع کالوکا ریاست بہاول پور میں آ گئے۔ ان کے پوتے میاں نور محمد اس خاندان کے مایہ ناز تھے۔ مشہور نہر صادقیہ شرقیہ کے بانی آپ ہی تھے۔ آپ کے صاحبزادے میاں باغ علی آنریری مجسٹریٹ ہوئے۔ ان کی اراضی ۵۰ ہزار بیگہ تھی۔ ۱۹۰۹ء میں نور محمد کا انتقال ہو گیا۔ ان کے خاندان میں میاں شاہ نواز اور میاں شاہ سوار کافی مشہور رہے۔

خاندان میاں قبول محمد تحصیل خانپور

میاں اللہ بچایا اور میاں غلام محمد ذیلدار تھے۔ اس خاندان کے افراد چار گاؤں میں آباد تھے۔ ان کی اراضی پچاس ہزار بیگہ تھی۔

Marfat.com

خاندان میاں علی محمد

رئیس کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ مغلوں کے عہد میں ان کا ستارہ عروج پر تھا۔ حکیم امام بخش صاحب، حکیم احمد بخش صاحب مشہور ہستیاں ہو گزری ہیں۔

ضلع ملتان

خاندان مُلّا پیر محمد، موضع کبیر پور

مُلّا پیر محمد بہت ذی اقتدار شخص تھا۔ اس نے جنگل صاف کر کے کبیر پور گاؤں آباد کیا تھا سکھوں کے عہد میں یہ گاؤں تباہ ہو گیا تھا مگر مُلّا احمد نے پھر سے آباد کیا۔ اس کا بیٹا مُلّا عیسےٰ ذی اثر شخص تھا جس کا ذکر ملتان گزیٹیر ۸۴-۱۸۸۳ء میں بھی آتا ہے۔ وہ آٹھ ہزار بیگہ اراضی کے مالک تھے جس میں ۴۰ کنویں تھے۔ حاجی مُلّا خان محمد بہت مرفہ الحال، باعزت، رئیس اور شب بیدار عابد تھے۔

ضلع منٹگمری

خاندان موضع لوہاری والا

تقریباً پندرہ سو اراضی کا مالک تھا۔ میاں احمد دین ذیلدار، میاں محمد یار ذیلدار، میاں فضل دین سفید پوش بہت مشہور ہو گزرے ہیں۔

خاندان موضع ڈولہ پختہ

یہ خاندان اپنی عظیم الشان وجاہت کی وجہ سے مشہور تھا۔ ان کی ملکیت میں گیارہ سو ایکڑ اراضی تھی۔ بہت سے مخیر ہو گزرے ہیں۔

خاندان میاں جیوے خاں، برج جیوے خاں

سکھوں کے عہد میں میاں جیوے خاں صاحب کاردار ہو کر تحصیل گوگیرہ موضع اکبر میں آئے۔ اپنے

Marfat.com

علاقہ کے تھانیدار بھی تھے۔ انگریزی عہد میں ساڑھے چار ہزار گھماؤں زمین خرید کی۔ اور اپنے نام پر ایک گاؤں آباد کیا۔ انگریزی عہد میں مشہور ذیلدار تھے۔

ضلع لائل پور میں اس خاندان کی نو مربعہ اراضی ہے بہت معزز خاندان تھا۔ آجکل میاں عبدالحق[1] صاحب ایم این اے اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ میاں عبدالستار پی۔ سی ایس اور میاں عبدالجبار آبکاری و محصولات آفیسر لاہور بھی اسی خاندان کے افراد ہیں (آپ کا انتقال ہو گیا ہے)

ضلع گوجرانوالہ

خاندان پیر محمد ولد داؤد ساکن شرقپور

اس صاحب اقبال شخص نے سرسہ کی طرف سے آکر بر لب دریائے راوی بہت سے رقبہ جنگلات پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اولاد اب بھی کئی گاؤں کی مالک ہے۔ جس میں شرق پور۔ جوا ہر پور، محمود والا، نور پور، مین سکھ اور فیض پور وغیرہ شامل ہیں۔ ملک وارث کا بیٹا ملک الیاس ذیلدار تھا۔ شاہی دربار کے طبقہ امرا میں ہونے کی وجہ سے یہ خاندان ملک کہلاتا ہے۔

خاندان میاں محمد یوسف شرقپوری

یہ خاندان مغلیہ دور میں شاہجہان بادشاہ کے وقت سے مشہور و معروف چلا آتا ہے کیونکہ اس کے مورث اعلیٰ میاں محمد یوسف ولد میاں حسن علی بادشاہ کے درباریوں میں سے تھے۔ ان کے بیٹے حکیم میاں محمد صادق بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے شاہی حکیم اور رئیس تھے۔ ان کے تین بیٹوں میاں محمد جمال، میاں محمد حیات اور میاں محمد امین میں سے میاں محمد جمال نے دریائے راوی کے قریب و جوار میں بہت سی اراضی خرید کی اور رہائش کے لئے شرق پور کو آباد کیا اور اس کے گرد و پیش اپنی برادری کے افراد کو زمینیں دیکر آباد کیا۔ شاہی فرامین اور زمینوں کے بیعنامے اس خاندان کے پاس اب بھی موجود ہیں۔ سکھوں

---

[1] آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔

Marfat.com

کے دور میں اس خاندان کے افراد نے لوٹ کھسوٹ اور تباہ کاریوں سے بچنے کیلئے سکھوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا کیونکہ یہ بڑے بہادر اور دلیر ہونے کے علاوہ سپاہیانہ ہنر سے بہرہ ور تھے اور اپنے بچاؤ کے لئے مسلح رہتے تھے۔ ہر معرکہ میں یہ غالب رہے۔ یہ لوگ چونکہ صاحبِ علم تھے اس لئے میاں محمد جمال اور میاں محمد حیات شہزادگانِ دہلی کے استاد بنائے گئے۔ اب بھی ان میں آبائی عظمت موجود ہے۔ زمینوں کے بھی مالک ہیں اور بڑے صاحب اثر و رسوخ حافظ میاں احمد یار اور حکیم میاں شیر علی رئیس تھے اور شرقپور کے میونسپل کمشنر رہے ہیں۔ ان کی اولاد میں اب حافظ میاں محمد اسلم، حافظ میاں عبدالواحد، ملک عبدالرزاق۔ ملک محمد ابراہیم ولد حکیم غلام یٰسین موجود ہیں۔ بڑے زمیندار اور رؤسا میں شمار ہوتے ہیں۔ حافظ عبدالواحد کے دو لڑکے ظفر یٰسین اور فخر یٰسین ہیں۔ اول الذکر واپڈا میں سٹینو ٹائپسٹ اور لار کالج کے سٹوڈنٹ ہیں۔

ملک سرفراز احمد ایم۔ بی۔ اے وینجنگ ڈائریکٹر نیشنل بنک آف پاکستان، ملک بشیر مظفر جنرل نیجر لاہور نیشنل بنک آف پاکستان، ملک شیر علی سابق ممبر میونسپلٹی سابق نیجر لاہور شرق پور ٹرانسپورٹ۔ ملک سلیم حسن ولد سردار محمد سٹیشنرز اردو بازار لاہور، ملک ممتاز حسین ایم۔ اے: ایل ایل بی سابق سیشن جج، جنرل نیجر نیشنل سیمنٹ انڈسٹریز کراچی اور ملک سرفراز حسین بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور اسی خاندان سے ہیں۔

شرق پور کی ارائیں فیملی میں ملک حسن علی بی۔ اے (جامعی) بھی قابل ذکر ہیں۔ علمی دنیا میں خاصے نامور اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ شرق پور میں ان کا مطب ہے۔ ان کے ایک بیٹے ڈاکٹر ملک ذوالفقار علی پروفیسر عربی اورنٹیل کالج لاہور ہیں۔ دوسرے ڈاکٹر محمود علی ملک اسسٹنٹ پروفیسر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں اور نامور ڈاکٹروں میں شمار ہوتے ہیں

ضلع لاہور

خاندان گنجہ کلاں، تحصیل چونیاں

یہ خاندان بہت مقتدر، متمول اور جاہ و حشمت والا ہے۔ اراضیات کے کنویں بیشمار۔

Marfat.com

ہیں۔ ان کے ممتاز افراد سردار کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ سردار حاجی نور محمد صاحب رئیس اعظم اور ان کے چھوٹے بھائی خان بہادر سردار نور برہان صاحب آنریری مجسٹریٹ گنجہ کلاں تھے۔ ضلع لاہور اور فیروزپور میں مختلف جگہ ان کی بارہ ہزار بیگہ اراضی ہے۔ گنجہ کلاں میں انہوں نے عالیشان کوٹھی، باغ، کچہری، مدرسہ، مسافر خانہ بنوا رکھا تھا۔ مخیر اور وضعدار تھے۔ آجکل سردار محمد علی سابق ایم۔ پی۔ اے اور سردار محمد شفیع صاحب اس خاندان کے معزز افراد ہیں۔

خاندان شیخ عثمان موضع عثمان والا، خاندان چوہدری گل محمد موضع بازید پور، خاندان چوہدری احمد موضع برج کلاں، خاندان چودھری مرزا علی کیسر گڑھ، خاندان شیخ صالح بھیڈیاں کلاں، خاندان مہر احمد ڈوڈیوالہ یہ سب تحصیل قصور کے مقتدر اور معزز خاندان ہیں۔

خاندان میاں نبی بخش فتح گڑھ، خاندان مولوی محمد دین باغبان پورہ، خاندان میاں نصر اللہ خاندان گلاب ولد امام قصبہ شاہدرہ جو مقبرہ جہانگیر کے متولی ہیں۔ خاندان مہر صدیق ساکن مزنگ، خاندان ساندہ کلاں (جن میں ملک تاج الدین اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل پنجاب اور جنرل سیکرٹری انجمن اراعیان ہند بہت مشہور شخص ہوئے ہیں۔) خاندان خان بہادر منشی ... اور سابق ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل خاندان خانصاحب میاں چنن دین، خاندان خان بہادر میاں فضل دین ڈپٹی کنزرویٹو جنگلات ساکن لاہور بہت مشہور خاندان ہیں۔

خاندان مہر محکم الدین، شاہدرہ

یہ خاندان شاہان مغلیہ کے عہد سے باوقار اور معزز چلا آتا ہے۔ شاہان مغلیہ نے دلکش باغ دریائے راوی کے کنارے لگوایا تھا اس خاندان کی تحویل میں تھا۔ مہر محکم الدین رنجیت سنگھ کی طرف سے سیالکوٹ کے مال آفیسر تھے اور فوج کی ایک معقول تعداد ان کے زیر کمان تھی۔ مہر بھنگا جو "میاں خاندان" باغبان پورہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ مہر محکم الدین کے بزرگوں کے نواسے تھے اور انہوں نے اسی خاندان میں پرورش پائی تھی۔ اس خاندان کی بدولت مہر بھنگا کو شالامار باغ اور دوسرے شاہی باغات کا مہتمم بنایا گیا تھا۔

Marfat.com

خاندان چودھری پیر بخش ڈالیوالہ

چودھری پیر بخش ایک با اقتدار اور بارسوخ شخص تھا اور رنجیت سنگھ کی طرف سے وارد غم باغات تھا۔ انگریزی عہد میں اسے ۱۸۰ روپے سالانہ کی پنشن منظور ہوئی۔ پھر ۵۰ بیگہ اراضی شاہدرہ میں حسن خدمات کے صلہ میں انعام میں ملی۔ جب گورنر جنرل ہند اور رنجیت سنگھ کی ملاقات روپڑ میں ہوئی تو میاں پیر بخش کو چار سو روپے نقد اور ڈیڑھ سو روپے کا خلعت ملا بڑا معتقد خاندان تھا۔

خاندان ڈھولنوال

اس خاندان کے مورث اعلیٰ حامد عرف ڈھولا تھے جنہوں نے اکبری عہد میں اس گاؤں کو اپنے نام پر آباد کیا۔ ان کی اولاد میں میاں مراد بخش نے اس گاؤں کو سکھوں کی لوٹ کھسوٹ کے بعد دوبارہ آباد کیا۔ ان کا بیٹا اللہ بخش حافظ اور ولی اللہ تھا۔ رنجیت سنگھ کا وزیر دھیان سنگھ ان کا بڑا معتقد تھا۔ ان کے بیٹے میاں الٰہی بخش ذیلدار تھے۔ مولوی رحیم بخش مشہور مصنف تھے۔ جنہوں نے ۲۶ کتابیں خدا اور رسول کے عشق میں لکھی تھیں۔ زیادہ مشہور "بارہ ماہ محمدی" ہے۔ تصنیفات سب پنجابی زبان میں تھیں۔

خاندان مہر محکم ساکن نواں کوٹ

مہر محکم الدین نے رنجیت سنگھ کو لاہور پر قبضہ کرنے میں مدد دی تھی۔ اس لئے وہ انہیں "بابو" کہا کرتا تھا۔ مہر محکم الدین شاہی قلعہ لاہور کے کلید بردار تھے۔ جب انہوں نے دروازہ کھول کر رنجیت سنگھ کو اندر آنے کا موقع بہم پہنچایا تو راجہ نے اسی وقت ایک جوڑی طلائی کنگن اور ایک دوشالہ عطا کیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد رنجیت سنگھ کی رانی موراں (جو ایک طوائف تھی) مہر صاحب کے اقتدار سے حسد کرنے لگی اور اس نے سکھ سرداروں کو ساتھ ملا کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو بہکایا۔ جس پر مہر صاحب کی جائیداد چھن گئی۔

مہر صاحب کی اولاد میں سے میاں رحیم بخش معزز نمبردار تھے۔ اب بھی نواں کوٹ میں صاحب

Marfat.com

حیثیت خاندان ہے۔

میاں خاندان باغبانپورہ

اس خاندان کا بزرگ محمد اسحاق تھا جس نے اسحاق پور کی بنیاد ڈالی (جہاں آجکل شالامار باغ ہے) ان کی چوتھی پشت میں محمد یوسف المعروف میاں منگو تھے۔ جنہوں نے شاہی انجینیروں کو حسب منشا اراضی دے دی تاکہ وہاں شالامار لگایا جائے۔ شہنشاہ شاہجہاں نے انہیں باغبان پورہ زمین دے دی۔ محمد فاضل ولد محمد یوسف عرف منگا نے خدمات دکن کے عوض شہنشاہ اورنگزیب سے نوابی کا خطاب پایا۔ اس کے بیٹے محمد لطف اللہ کے دو لڑکے عظیم اللہ اور حافظ محمد رنجیت سنگھ کے عہد میں متقدر زمیندار تھے۔ میاں عظیم اللہ کا بڑا لڑکا رحیم اللہ عالم اور فصیح تھا۔ اس سے رنجیت سنگھ اس کو پنجاب کا "دانا بیگ" کہا کرتا تھا۔ رحیم اللہ کے چھوٹے بیٹے میاں رحیم بخش کے دو لڑکے تھے۔ مولوی قادر بخش اور میاں کریم بخش۔ قادر بخش بڑا عالم اور شاعر تھا۔ نادر اس کا تخلص تھا۔ حسب منشا رنجیت سنگھ اس نے جرنیل کورٹ لینڈ فرانسیسی افسر فوج خالصہ سے یورپین توپ خانہ اور بندوق سازی کا فن سیکھا اور فن بندوق سازی پر بزبان فارسی کتاب مفتاح القلوب لکھی۔ علم طب میں کمال حاصل تھا۔ نظام الدین ولد کریم بخش کے تین بیٹے تھے مولوی ظہور الدین، میاں شاہ دین وہ خوش نصیب انسان تھے جنہیں دنیا آنریبل جسٹس میاں شاہ دین بیرسٹر و جج عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب لاہور کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ان کے صاحبزادے میاں بشیر احمد بیرسٹر ترکی میں پاکستان کے سفیر تھے۔

محمد لطف اللہ کے چھوٹے بیٹے حافظ محمد کے چھ لڑکے تھے۔ ان میں سے نور محمد بخش علاقہ دار اور زمیندار تھا۔ میاں نبی بخش شالامار کا منتظم تھا۔ اس کا بیٹا میاں جلال دین باغبانپورہ کا ذیلدار اور شالامار کے شاہی باغات کا مہتمم تھا۔ یہ عہدہ اس خاندان میں شاہجہاں کے زمانہ سے ہی موروثی ہے۔ میاں جلال الدین کے بیٹے میاں جمال دین بڑے مشہور ذیلدار آنریری مجسٹریٹ اور خان بہادر تھے۔

اس خاندان میں آنریبل "خان بہادر" میاں محمد شفیع اور سابق یو۔پی کے گورنر میاں

Marfat.com

افتخار الدین بیرسٹر، جسٹس عبدالرشید سابق جج فیڈرل کورٹ پاکستان، بیگم شاہنواز بہت مشہور ہستیاں گزری ہیں ۔ یہ خاندان قوم ارائیں کے لئے فخر کا باعث ہے۔ انجمن ارائیان ہند کی داغ بیل ڈالنے اور اس کی پرورش کرنے میں انہی کا ہاتھ ہے۔ اس وقت بھی اس خاندان کو جو عزت اور وقار حاصل ہے دوسرے تھوڑے خاندانوں کو نصیب ہے۔

خاندان کارداراں

ان کے مورث میاں امام بخش سکھوں کے عہد میں نہایت مشہور اور عہدۂ کارداری پر فائز تھے۔ اس خاندان میں منشی کریم بخش، منشی مہتاب الدین، میاں جلال الدین، سائیں بلاقی شاہ بہت مشہور ہوئے ہیں۔ اسی خاندان کے ایک چشم و چراغ عبدالحفیظ کاردار ہیں۔ جو کرکٹ کے بین الاقوامی شہرت یافتہ کھلاڑی اور کپتان رہے ہیں آجکل صوبائی وزیر خوراک ہیں۔ اور ان کے بڑے بھائی برصغیر کی فلم انڈسٹری کے مشہور ہدایت کار اے۔ آر کاردار بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

خاندان کٹاربنداں

ان کے مورث اعلیٰ میاں کمال الدین سرسہ سے عہد جہانگیر میں آکر چونیاں ضلع لاہور میں آباد ہو گئے تھے وہاں بلوچوں سے تنازعہ ہو گیا۔ اور معاملہ بادشاہی دربار تک پہنچا۔ بادشاہ نے چونیاں سے بلا کر لاہور میں آباد کیا۔ اور قلعہ شیش محل میں جگہ دی۔ ان کی شجاعانہ قابلیت اور فوجی خدمات کے عوض شاہجہان نے دربار منعقد کر کے میاں حبیب اللہ کو دوسرے عطیات کے ساتھ ایک تلوار بھی عطا کی اس لئے ان کا لقب خاندان کٹاربنداں کے نام سے مشہور ہو گیا۔

جو شخص بادشاہ کی طرف سے لاہور کا صوبیدار تھا، وہ بہت بدمزاج تھا۔ ایک روز کسی بات پر میاں عبدالرحیم سے " من ہو گیا۔ معاملہ بڑھ گیا اور میاں عبدالرحیم، محمد اسمٰعیل اور عبداللطیف تینوں بھائیوں نے قلعہ شیش محل کا دروازہ بند کر لیا اور شاہی فوج نے محاصرہ کر لیا۔ جب واقعہ کی اطلاع شاہ کو ملی اور تفتیش ہوئی تو بادشاہ نے حالات سے آگاہ ہو کر انہیں معافی دی اور سابقہ اعزازات

Marfat.com

و جاگیرات پر بحال رکھا۔ عالمگیر بادشاہ نے جو عطیہ شیخ محمد عارف کو دیا تھا۔ اس کی سند اب تک ان کے خاندان میں موجود ہے۔

سکھوں کے عہد میں بھی یہ خاندان بہت مستند رہا۔ چنانچہ مہر شادی لاہور کا مقدم تھا اس نے مہر محکم الدین کے ساتھ مل کر رنجیت سنگھ کو لاہور پر قبضہ دلانے میں مدد دی۔ اس کا پوتا امام بخش انگریزی عہد میں ذیل دار تھا۔ اس کا بیٹا میاں اللہ بخش بھی ذیل دار تھا۔ اس کا لڑکا میاں خدا بخش ذیل دار اور آنریری مجسٹریٹ تھا۔

سرکاری عہدوں کے علاوہ اس خاندان کے کئی افراد بہت عالم گزرے ہیں۔ چنانچہ حکیم مولوی عنایت خاں شہزادگان دہلی کے استاد اور حکیم تھے۔ حکیم مراد بخش لاہور کے مشہور طبیب اور بہترین عالم ہو گزرے ہیں۔ اب بھی یہ بہت مقتدر اور معزز خاندان ہے۔

سیال خاندان

اس خاندان کے بڑے بزرگ عمر اور عثمان گذرے ہیں جو بڑے تنا ور اور طاقتور تھے۔ عمر کی اولاد میں پیر بخش سیال عرف بھالی جن کے آٹھ بیٹے اور اٹھارہ پوتے دور و نزدیک مشہور تھے۔ بڑھاپے میں بھی خود کھیتی باڑی کا کام کرتے رہے۔ ان کے ایک بیٹے کرم دین سیال کی اولاد میں ایک باکمال بزرگ حضرت میاں اللہ یار گذرے ہیں جن کے نام سے مسجد اللہ یار کوٹ رادھا کشن بنی جس میں مدرسہ جامعہ فیض القرآن جاری ہے۔ یہ بزرگ بڑے طاقتور تھے۔ گاؤں رائے بوٹا ال کے مالک نے آپ کو باغبانپورہ لاہور میں سات من وزن اٹھاتے دیکھا تو ان کو کوٹ رادھا کشن لے آیا۔ اس کے ارد گرد کے باغات جو اب تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ انہی کی محنت کا نتیجہ تھے۔ میاں اللہ یار کی اولاد میں میاں عبدالرحمان ٹھیکیدار اور میاں محمد شفیع بڑے طاقت ور، قد آور اور وجیہ تھے۔ ہندو جاٹ ان کو دیکھ

Marfat.com

دیکھ کر حیران ہوا کرتے تھے۔ دونوں بھائی بڑے با اخلاق تھے۔ اِسی خاندان سے اب میاں محمد انور ایک بڑے عالم دین موجود ہیں۔ پہلے بزرگوں میں حافظ میاں عمر دین گذرے ہیں جو سال ہا سال ایک رات دِن میں قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔

اِس خاندان کے لوگ برج اٹاری، ہٹھہ کرم دین، محمود کوٹ ضلع شیخوپورہ اور چک ۷۷ گ ب ماڑی اٹاری ضلع لائلپور ریل آباد کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں۔

مرسلہ محمد سرور نقشبندی مجددی مرتضائی، ناظم مدرسہ فیض القرآن، خطیب و امام مسجد حضرت میاں اللہ یار۔ محلہ جھوالہ کوٹ رادھا کشن تحصیل و ضلع قصور

ضلع تھرپارکر

اس ضلع میں ارائیوں کی آبادی تقریباً چالیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اور اس سارے ضلع میں تعلیم اور اراضی کے لحاظ سے ارائیں اپنی منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ سندھ کے علاقہ میں اگرچہ مختلف مقامات پر ارائیں آباد ہیں مگر تھرپارکر میں ان کی کثرت ہے اور اجتماعی طور پر بہت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

اس ضلع میں یوں تو پہلے بھی ارائیں آباد تھے مگر جمڑاؤ نہر کے جاری ہونے کے بعد ۱۹۰۲ء میں ارائیں آباد کاروں کے بیشتر جتھے یہاں آئے اور مستقل آباد ہوگئے جن لوگوں نے ارائیوں کو اس نئی آبادی میں مستقل طور پر آباد کراتے، انہیں اراضی دلوانے اور اس جگہ ان کے گاؤں بسانے میں نمایاں حصہ لیا تھا ان میں مندرجہ ذیل اصحاب زیادہ ممتاز تھے۔

	حافظ حاجی خیر محمد نمبردار	دیہہ ۱۷۰
۲۔	حاجی پیر محمد	دیہہ ۱۴۳
۳۔	نمبردار محمد اولیاء	دیہہ ۱۴۳

Marfat.com

۴۔ **محمد اعظم** ڈیہہ ۴۳

۵۔ **حاجی نظام الدین جالندھری نمبردار** ڈیہہ ۱۹۰

۶۔ مہر محمد صادق رئیس حیدرآباد

۷۔ **خان صاحب غلام محمد ڈبینسر اسٹیٹ**

جالندھر کے گابندری خاندان میں سے ایم رفیق شاکر ساکن کینہ مشہور ہیں۔ اور چودھری عمر الدین، چودھری عبدالحکیم، چودھری محمد حیات، چودھری عبدالعزیز بہت مشہور ہیں۔

اس صدی کے آغاز میں مندرجہ ذیل شخصیتیں بہت مشہور تھیں۔

۱۔ **مہر محمد علی** آپ **بٹالہ ضلع گورداسپور سے تشریف لائے تھے**۔ جہاں آپ بااثر و آنریری مجسٹریٹ تھے۔ آپ بہت قابل اور نڈر اور عالی کردار کے زمیندار تھے۔ ڈیہہ ۱۹۰ تحصیل ڈگری میں مقیم تھے آٹھ سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔

۲۔ **حافظ صوفی محمد افضل**۔ آپ اس علاقے کے پڑھے لکھے سیاسی اور سماجی کارکن ہیں۔ آپ کی کوشش سے ڈیہہ ۱۷۰ میں پرائمری اسکول، گورنمنٹ ڈسپنسری، گرلز سکول، اور پوسٹ آفس وغیرہ موجود ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حافظ خیر محمد ہیں جن کے لڑکے ڈاکٹر خلیل احمد ایف آر سی ایس بہت معزز آدمی ہیں۔ گاؤں کے پرائمری سکول میں حافظ صاحب کے چھوٹے بھائی مسٹر عبدالخالق بی۔ اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر ہیں۔ ان کا چک "حافظوں کا چک" کے نام سے مشہور ہے کیونکہ بیشتر افراد حافظ قرآن ہیں۔

۳۔ **صوفی علی محمد**۔ آپ بھی پرانے کارکنوں میں سے ہیں۔ آپ نے کوشش کر کے ٹنڈو جان محمد اور ڈگری کے درمیان اپنے گاؤں کے بالمقابل ایک ریلوے سٹیشن بنوایا ہے۔ جو آپ کے نام پر صوفی آباد کہلاتا ہے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد اسلم بی۔ اے۔ ایل ایل بی حیدرآباد میں وکالت کرتے ہیں۔

۴۔ **خان صاحب چودھری غلام محمد**۔ آپ اس علاقہ کی ایک متمول اور مشہور ہستی ہیں۔ آپ کی کوششوں سے نبی سر، ناصی اور ڈبینسر کے علاقوں میں کئی ... زمین آباد

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ آپ قیام پاکستان سے پہلے بھی بہت معتمد تھے۔

۵۔ **ڈاکٹر فیروز الدین**۔ آپ اس علاقہ میں پہلے کوالیفائڈ ڈاکٹر ہیں اور بمبئی یونیورسٹی کے گولڈ میڈلسٹ بھی ہیں۔ آپ ڈگری شہر کی معزز ترین شخصیت ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے صدر الدین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کراچی میں ایڈووکیٹ ہیں۔ ان کے چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر عبدالحمید ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ٹنڈو جام میں پریکٹس کرتے ہیں۔ تیسرے صاحبزادے سعید احمد صاحب انگلستان میں زیر تعلیم ہیں۔

۶۔ **نمبردار فضل الٰہی**۔ آپ نمبردار حاکم علی دیہہ ۱۹۴ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ارائیں قوم کے بااثر فرد تھے۔ دس سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔

آجکل اس علاقہ میں قوم ارائیں کے معزز افراد میں سے چند نمایاں شخصیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر عبدالحمید ایم بی بی ایس، ٹی بی سپیشلسٹ۔

۲۔ مسٹر محمد نذیر عالم۔

۳۔ ڈاکٹر خلیل الرحمٰن

۴۔ ڈاکٹر عبداللطیف

۵۔ ڈاکٹر بشریٰ رشید

۶۔ مسٹر امداد علی بی۔ اے ٹنڈو جان محمد

۷۔ محمد اسلم ایڈووکیٹ

۸۔ محمد مشتاق پولیس پراسیکیوٹر۔

۹۔ ارائیں عبداللہ ڈسٹرکٹ فاریسٹ آفیسر

۱۰۔ ارائیں عبدالغفور ڈپٹی کلکٹر۔

۱۱۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ ارائیں ڈائریکٹر پبلک ہیلتھ سروسز حیدرآباد ریجن

۱۲۔ پروفیسر عبدالعزیز ایگریکلچرل کالج ٹنڈو جام۔

۱۳۔ ارائیں عبدالرحمٰن ریٹائرڈ فرسٹ کلاس مجسٹریٹ۔

۱۴۔ جناب محمد شفیع صاحب چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ڈگری۔

Marfat.com

۱۵۔ چوہدری نصیر احمد ایڈووکیٹ میرپور

۱۶۔ سیٹھ علی احمد صاحب

۱۷۔ سیٹھ حاجی عبدالعزیز صاحب۔

۱۸۔ حاجی عمردین صاحب۔

۱۹۔ جناب خلیل الرحمن صاحب ارائیں سول سرجن سانگھڑ۔

ٹنڈو جان محمد میں ڈاکٹر علی احمد سماجی کارکن ہیں۔ سیٹھ محمد حسین صاحب ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر اور سب سے زیادہ مشہور سماجی کارکن ہیں۔ آپ بہت مخیر، قوم کے سچے ہمدرد ہیں۔ سیٹھ عبداللہ ارائیں بھی مشہور ہیں۔ جناب خورشید عالم مشتاق جالندھری ایک ادبی شخصیت ہیں اور شعر وشاعری کا ذوق رکھتے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مسٹر نذیر عالم ایڈووکیٹ ہیں۔ جناب نمبردار نذیر احمد اور محمد یوسف دیہہ ۱۹۰ بھی کافی مشہور ہیں۔ میرپور خاص میں ڈاکٹر سلطان محمود صاحب بہت مقبول ہیں۔ کنری میں چودھری شاہ محمد، چودھری فتح محمد۔ چودھری محمد اسمٰعیل، محمد ابراہیم، محمد بخش، جان محمد امین بہت مشہور ہیں۔

مہرالدین ارائیں ۔ آپ گوٹھ مہر محمد بوٹا نزد کاچھیلو ریلوے سٹیشن کے رہنے والے ہیں قیام پاکستان سے پہلے ضلع گورداسپور ان کا وطن تھا۔ آپ اپنے وقت کے نامی گرامی پہلوان تھے۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۰ء تک یہ شغل جاری رکھا۔ اس کے بعد فکر معاش دامنگیر ہوئی اور یہ مشغلہ ترک کر دیا۔ ان کے بہت سے شاگرد اب بھی پہلوانی کرتے ہیں۔

سیٹھ محمد حسین ارائیں ۔ بڑے گھر میں پیدا ہو کر بڑا بننا کوئی فخر کی بات نہیں ہے بلکہ چھوٹے سے بڑا ہونا بڑے فخر کی بات ہے۔ یہ خداوند تعالیٰ کی نعمت اور انسانی جدوجہد کا ثبوت ہے۔ اس نظریہ کی روشنی میں جب سیٹھ محمد حسین صاحب کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو بڑی مسرت ہوتی ہے کہ انہوں نے انتہائی نامساعد حالات میں ہوش سنبھالا مگر مسلسل جدوجہد، دیانت داری اور توکل علی اللہ کی بنا پر آج پورے تھرپارکر ضلع کی چوٹی کی شخصیتوں میں انہیں ایک منفرد مقام کے حامل ہیں۔

Marfat.com

آپ ۱۹۲۷ء میں جناب رکن الدین صاحب کے ہاں دیہہ ۱۹۸ ٹنڈو جان محمد ضلع تھرپارکر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دو بھائی اور بھی ہیں۔ آپ کے والد ایک غریب آدمی تھے۔ گھر کی زمین صرف بیس ایکڑ تھی اس لئے دوسروں کی زمین کاشت کرتے تھے۔ آپ نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور جب آپ کے والد انتقال کر گئے تو آپ کے ماموں ڈاکٹر علی احمد اور چودھری نور محمد نے آپ کی سرپرستی کا ذمہ اٹھایا۔ آپ نے کاشتکاری کو چھوڑ کر دیہہ ۱۹۴ میں کریانہ کی ایک دوکان نکالی مگر اس میں ناکام رہے۔ پھر ڈاکٹر علی احمد نے آپ کو اپنے ساتھ اجناس کی تجارت میں شامل کر لیا۔ جس میں آپ نے دیانتداری اور جانفشانی کا ثبوت دیا اور اس میں مہارت بھی حاصل کر لی۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد جب ٹنڈو محمد جان سے ہندو چلے گئے تو آپ کے ماموں محمد یوسف نے آپ کو شہر میں کریانہ کی ایک دوکان کھول دی جو کامیاب رہی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے اجناس کی تجارت کا کام جاری رکھا اور جب کاروبار خوب چمک اٹھا تو آپ نے دوکان اپنے بھائی نذر حسین کے حوالے کر دی اور خود تجارت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے خداوند تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں اس قدر برکت دی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں لکھپتی ہو گئے۔ اور اب تھرپارکر ضلع کی ایک بھاری بھرکم اور مالدار شخصیت بن گئے ہیں۔

آپ ۱۹۵۹ء سے ڈسٹرکٹ کونسل تھرپارکر کے ممبر ہیں۔ جب بھی انتخابات میں حصہ لیا آپ کامیاب ہوئے۔ آپ کونسل کے اجلاس میں بے دھڑک بولنے والے اور حق بات کہنے والے ہیں۔ دولت حاصل ہونے کے بعد آپ اس فارسی شعر کی زندہ تفسیر بن گئے ہیں۔

ع نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین

آپ بہت مخیر اور سخی ہیں۔ سماجی بہبود میں ان سے بڑھ کر چندہ دینے والا اس علاقہ میں موجود نہیں ہے۔ آپ انجمن ارائیاں سندھ کراچی کے اولین بانیوں میں سے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پہلا جلسہ جو ٹنڈو جان محمد میں ہوا تھا۔ وہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اب بھی اس انجمن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے آپ ہی ہیں۔ اس علاقہ میں آپ جس چیز کے لئے سب سے زیادہ مشہور ہیں وہ آپ کا محکمہ انہار کی چیرہ دستیوں کے خلاف جہاد ہے۔ آپ عوام کی مدد کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ جہاں کسی نے نہری پانی کی کمی بیشی یا کسی دوسرے

Marfat.com

ظلم کا ذکر کیا آپ فوراً کار پر بیٹھ کر جائے واردات پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور جب تک مظلوم کی داد رسی نہ ہو جائے اپنی کوشش کو جاری رکھتے ہیں۔

آپ کی موجودہ اراضی تقریباً تین سو ایکڑ ہے اور پیداوار بڑھانے کے مقابلوں میں ہمیشہ آپ نے انعام جیتا ہے۔ چنانچہ آپ کے کھیت ایک مثالی فارم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بطور نمونہ دکھائے جاتے ہیں۔ آپ نمازی اور دیندار ہیں تلاوت کلام مجید سے خاص محبت ہے۔ روزانہ صبح بلند آواز سے تلاوت کرتے ہیں اور جب تک تلاوت سے فارغ نہ ہو جائیں کوئی دنیاوی کام نہیں کرتے۔

آپ بہت خلیق اور ملنسار ہیں اور نو دولتیوں کی طرح کسی طرح کے تکبر یا رعونت کا ان میں نشان تک نہیں ہے۔ آپ کا بڑا لڑکا زاہد حسین جو انٹر آرٹس تھا چند سال ہوئے انتقال کر گیا جس سے آپ کو بے حد صدمہ ہوا۔ اور اب لطیف آباد (حیدرآباد) میں اپنے بنگلے میں تقریباً گوشہ نشین ہو گئے ہیں۔

ضلع سانگھڑ

جمڑاؤ نہر نکلنے کے بعد اس ضلع میں اراعیوں نے زمین حاصل کر کے اپنے دو گاؤں دیہہ ۲۲ اور دیہہ ۲۲ الف آباد کئے۔ جن میں ہائی سکول، گرلز سکول، ڈسپنسری وغیرہ موجود ہیں۔ ان دونوں چکوں کے لوگ بہت آسودہ حال، تعلیم یافتہ اور متمدن ہیں۔ ذیل میں ہم ان دونوں چکوں کے ان عہدیداروں کی ایک مختصر سی فہرست پیش کرتے ہیں جو کم از کم گزیٹڈ آسامیوں پر کام کر رہے ہیں

۱۔ خان صاحب حاجی دین محمد ڈپٹی سیکرٹری بورڈ آف ریونیو لاہور (پنشنر)

۲۔ خان صاحب جمال الدین ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر (پنشنر)

۳۔ خان صاحب محمد دین ڈپٹی چیف انجنیئر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ بی اینڈ آر۔

۴۔ خان صاحب نور محمد مختار کار (پنشنر)۔

۵ جناب دین محمد صاحب انسپکٹر آف سکولز۔

ان کے علاوہ نان گزیٹڈ آسامیوں پر بہت سے معزز افراد اور اعلیٰ قابلیت کے نوجوان بھی ہیں۔ تاجر اور زمیندار بھی ہیں۔ چنانچہ جناب عبدالقادر صاحب، حاجی غلام محمد صاحب نمبردار، حاجی غلام محمد صاحب سیکنڈ ماسٹر، چوہدری طالب حسین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ...

Marfat.com

بہت اراضی کے مالک ہیں۔ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب لوہے کے تاجر ہیں اور نواب شاہ میں ان کا کاروبار ہے۔ علی محمد صاحب تاجر سانگھڑ میں ہیں۔ سفید پوش علی محمد اور علی محمد پریذیڈنٹ سماجی کارکن اور مشہور ہستیاں ہیں۔ سنجھورو میں چوہدری بشیر احمد بہت بارسوخ اور باثر ہیں
(نوٹ) حاجی محمد اسمٰعیل صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔

پنجابی کالونی میں فوجی آباد ہیں۔ صوبیدار شاہ محمد، کیپٹن فتح محمد زمیندار اور تاجر بھی ہیں۔
چوہدری محمد اسحاق، ماسٹر عبدالغفور، چوہدری ریاض احمد، چوہدری بشیر احمد وغیرہ کافی مشہور ہستیاں ہیں ان میں سے بیشتر تاجر بھی ہیں۔

اس تاریخ کے پہلے ایڈیشن کی طباعت اور اشاعت کا تمام خرچہ مندرجہ ذیل افراد نے فراہم کر کے اپنی حب قوم کا ثبوت دیا ہے۔

۱۔ چودھری فضل دین صاحب چک نمبر ۷
۲۔ جناب عبدالغفور صاحب چک نمبر ۸
۳۔ چودھری بشیر احمد چک نمبر ۱۰
۴۔ چودھری نعمت علی صاحب چک نمبر ۷
۵۔ چودھری ولی محمد صاحب چک نمبر ۱۰
۶۔ چودھری مقبول احمد صاحب سانگھڑ
۷۔ چودھری نذیر احمد صاحب سانگھڑ
۸۔ چودھری سیٹھ محمد اسحاق صاحب سانگھڑ (صدر انجمن بہبود ارائیاں سانگھڑ)
۹۔ چودھری نیاز علی صاحب چک نمبر ۳
۱۰۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب سانگھڑ

چک نمبر ۲۲ جڑاؤ ضلع سانگھڑ

یہ چک ۱۹۰۱ء میں آباد ہوا، اس گاؤں کے سب کے سب لوگ ضلع جالندھر (پنجاب

Marfat.com

سے آئے، جڑانوالہ کی آبادکاری کے لئے انگریزوں نے زمین مفت دی تھی اس چک نمبر ۲۲ پرائمری سکول ۱۹۰۷ء میں کھولا گیا چک کے نمبردار مرحوم امیرالدین تھے۔ چک میں دو سفید پوش صاحبان ایک چوہدری عبدالحق اور دوسرے الٰہی بخش صاحب کچھ عرصہ بعد آکر آباد ہوئے اس چک میں چوہدری جمال الدین اور چوہدری دین محمد صاحبان ڈپٹی کلکٹر ہو کر ریٹائر ہوئے چوہدری عبدالقادر صاحب کے دو لڑکے ایک مظفر اقبال واپڈا میں انجینئر، دوسرے مظہر اقبال اسلام آباد میں ایگریکلچر میں کلاس ون افسر ہیں۔ حاجی غلام محمد ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے میرپور خاص میں میٹرک تک تعلیم پاکر انگریزی سکول میں مدرس ہوئے۔ ان کی کوشش سے چک میں ہائی سکول قائم ہوا، جس کے پہلے ہیڈ ماسٹر وہی مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں ریٹائر ہوئے، آج کل وہ بطور برانچ پوسٹ ماسٹر کام کر رہے ہیں۔ اُن کے چھوٹے بھائی ہاشم علی صاحب بی۔اے، ایل ایل۔بی، حیدرآباد میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر ہیں اور ان کے چھوٹے لڑکے شہداد پور گورنمنٹ کالج میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن ہیں۔ حاجی عطا محمد کے ماموں زاد بھائی ڈاکٹر احمد علی صاحب سندھ یونیورسٹی میں ایم ایڈ کے انچارج ہیں۔ رحمت اللہ کے لڑکے ڈاکٹر محمد یحییٰ حیدرآباد سول ہسپتال میں شعبۂ دندان کے ہیڈ ہیں۔ آج کل انگلینڈ اعلیٰ تعلیم کے لئے جا رہے ہیں۔ حاجی غلام محمد کے بھتیجے ڈاکٹر عبدالوحید امریکہ میں ایکسرے میں اعلےٰ تعلیم حاصل کرکے ابھی پاکستان آئے ہیں، ان کے دوسرے بھائی محمد فاروق اور ان کی ہمشیرہ اختر ریحانہ ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر ہیں اور ایک بھائی ایم۔ایس۔سی محکمہ ایگریکلچر میں ملازم ہیں اور اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ جا رہے ہیں۔ ان کے ماموں زاد بھائی امید علی ایگریکلچر کالج ٹنڈو جام میں ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ہیں۔ آپ کے دوسرے بھائی محمد اسحاق پاکستان ایئر فورس میں سی۔آئی میں چیف کے عہدے پر فائز ہیں۔ غلام حیدر اور عبدالجبار ایگریکلچر انسپکٹر ہیں، اس گاؤں کے ساتھ چک ۲۲ الف میں رہتے ہیں، محمد الدین صاحب چیف انجینئر پی اینڈ آر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے اور نور محمد صاحب مختار کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ اس وقت احمد الدین صاحب پی ڈبلیو۔ڈی آفس سپرنٹنڈنٹ حیدرآباد ہیں ان کے دو بھائی محمد الدین و قاسم علی اچھے خاصے زمیندار ہیں۔ چک میں حاجی غلام محمد حاجی

Marfat.com

میرا بڑے زمیندار اور اس کے لڑکے محمد اسماعیل و محمد ابراہیم نواب شاہ میں لوہے کے بڑے تاجروں میں سے ہیں۔ محمد الدین کے چچا زاد بھائی سیٹھ عبدالغنی کے لڑکے عبداللطیف ٹنڈو جام میں پروفیسر ہیں اور ان کے بھائی ایم۔بی۔بی۔ایس میں تعلیم پا رہے ہیں، چک نمبر ۲۲ الف کے علی احمد صاحب انجنیئر ریٹائر ہو گئے ہیں، ان کے ایک بھائی مشتاق احمد مختار کار ہیں۔ دوسرے سردار محمد پولیس میں صوبیدار ہیں۔ چک نمبر ۲۲ الف کے عبدالستار نیشنل بنک کراچی میں بڑے آفیسر ہیں۔ چک نمبر ۲۲ کے علی محمد سفید پوش کے لڑکے زین العابدین اور شاہ محمد کے لڑکے طالب حسین ایڈووکیٹ ہیں۔ نور احمد کے لڑکے طالب حسین ایم۔ایڈ ہائی سکول چک نمبر ۲۷ میں سیکنڈ ماسٹر ہیں۔ عبدالستار، محمد رمضان، شبیر احمد، سلطان احمد، محمد شریف اسی گاؤں کے ہائی سکول میں بی اے۔بی۔ٹی۔ایس۔ٹی سینئر انگلش ٹیچر ہیں۔ یہاں کے لوگ بڑے مرفہ الحال تعلیم یافتہ اور عزت و شہرت کے مالک ہیں۔

لاڑکانہ

اس ضلع میں ارائیوں کی مشہور گوت بھٹو کا مقتدر خاندان ہے جس کا تعارف اس تاریخ کا محتاج نہیں، جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم حکومت پاکستان اور ان کے والد سر شاہنواز بھٹو وزیر اعظم ریاست جونا گڑھ۔ پیر بخش ممبر سابق قومی اسمبلی پاکستان۔ ممتاز علی بھٹو وزیر اعلیٰ سندھ و ممبر قومی اسمبلی سب مشہور و معروف شخصیتیں ہیں علمی اور مالی لحاظ سے اس ضلع بلکہ علاقہ سندھ میں بہت تھوڑے خاندان ایسے ہوں گے جو ان سے لگا کھا سکیں۔

جناب غلام رضا بھٹو انسپکٹر آف سکولز خیرپور ڈویژن۔ جناب مولانا جان محمد بھٹو امیر جماعت اسلامی سندھ، جناب مولانا غلام سرور بھٹو ہیڈ ماسٹر تعمیر ملت ہائی سکول ڈیپر (منصورہ) نہایت ہر دلعزیز ہستیاں ہیں۔ ذیل میں ہم چند اقتباسات پیش کرتے ہیں:۔

جنب گذاریم جن سین دا زجی ایم سید صفحہ ۱۲۲) میں لکھتے ہیں:۔

"بھٹو اصل میں پنجاب کے رہنے والے ہیں، لاڑکانہ میں بھٹو قبیلے کا مورث اعلیٰ سردر محمد خاں آیا تھا بعض کہتے ہیں کہ بھٹے ارائیں ہیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ جیسلمیر کے راجپوتوں

Marfat.com

کی ایک شاخ ہے۔ جن میں سے کسی نے پنجاب میں جا کر ارائیوں سے رشتے ناطے کر لئے۔

سیّد صاحب کی دوسری روایت کے ناقابل اعتبار ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ سندھ میں سب بھٹے خود کو ارائیں کہتے ہیں اور خود لاڑکانہ کے بھٹو قبیلے کا جو اجلاس ۵ ارمارچ ۱۹۶۵ء کو ٹاؤن ہال لاڑکانہ میں زیر صدارت جناب ممتاز علی بھٹو ہوا تھا اور جس کی رُوداد ۱۲ مارچ ۱۹۶۵ء کو روزنامہ حریت کراچی نے شائع کی (یہ رُوداد ہماری تصنیف تاریخ ارائیاں کے تیسرے ایڈیشن کے صفحہ ۱۹۳ پر موجود ہے) اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ بھٹے ارائیں ہیں اور جناب جی۔ ایم۔ سیّد کی روایت محض سیاسی رقابت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب کے تمام بھٹے خود کو ارائیں کہتے اور لکھتے ہیں اور کبھی آج تک وہاں سے فرد واحد نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہم راجپوت ہیں۔ تیسری بات جو ہم نے اپنی تصنیف تاریخ ارائیاں (تیسرے ایڈیشن) کے صفحہ ۲۲ پر لکھی ہے کہ بھٹے علاقہ سرسہ کے گاؤں بھٹہ میں رہنے اور وہاں سے نقل مکانی کر کے آنے کی وجہ سے بھٹے کہلاتے ہیں، اس قدر مصدقہ ہے کہ خود سلیم التواریخ کے مصنف صوفی اکبر علی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۲ پر یہی لکھا ہے' اس لئے ہم بلاخوف تردید جناب جی۔ ایم سیّد کی روایت کو ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں۔

ان کے مُورث اعلیٰ کی اولاد میں سے مٹھا خاں نے رتو ڈیرو اور نئو ڈیرو کے درمیان نیا گاؤں آباد کیا جس کے نشانات آج تک موجود ہیں۔ پھر اس کے پوتے پیر بخش نے اپنا علیحدہ گاؤں اپنے نام سے آباد کیا۔ اس کا بیٹا دودا خاں بڑے نصیب والا زمیندار تھا جس کی ذاتی محنت اور اثر ورسوخ کی وجہ سے پورا علاقہ اس خاندان کی قدر کرتا تھا۔ اس کا بیٹا الٰہی بخش پہلا آدمی ہے جس نے اپنے دونوں بیٹوں واحد بخش اور نبی بخش کو تعلیم دلوائی اور بڑے زمیندار بنایا۔ واحد بخش ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے اور سندھی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کر کے اپنے والد کی وفات کے بعد جائداد کا انتظام سنبھالا۔ آپ کا اثر و رسوخ اس قدر وسیع تھا کہ ۱۹۲۶ء میں مرکزی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے۔ ۱۹۳۰ء میں بمبئی کونسل کے ممبر بن گئے۔ آپ کا انتقال ۲۶ دسمبر ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ آپ کے فرزند سردار پیر بخش بھٹو آج کل قبیلے کے سردار ہیں۔ آپ ۱۹۶۲ء میں قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔

Marfat.com

آپ انجمن ارائیاں (بھٹہ) ضلع لاڑکانہ، منعقدہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۵ء میں سردار قبیلہ ہونے کی حیثیت سے اسلام آباد سے اپنا پیغام بھیجا تھا جو اس انجمن کے اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔

(تاریخ ارائیاں تیسرا ایڈیشن صفحہ ۱۹۳)

آپ سر شاہنواز بھٹو کے چچازاد بھائی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کے چچا ہیں۔

مولانا جان محمد بھٹو نائب امیر جماعت اسلامی سندھ۔ مولانا غلام سرور بھٹو ایم اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ (پراونشلائیزڈ) ہائی سکول منصورہ ضلع حیدر آباد اور جناب اللہ بخش صاحب بھٹو ایم اے بی ٹی سینئر انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول شکارپور خود جناب جی ایم سید کی دوسری روایت (بھٹوؤں کے راجپوت ہونے) کی تردید کرتے ہیں۔ اگر کوئی احساس کمتری کا مارا ہوا یا سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے خواہ مخواہ راجپوت بنتا پھرے تو اس سے تاریخ کو ہرگز نہیں جھٹلایا جا سکتا۔ بلکہ ایسے آدمی کا نام ہی اس تاریخ ارائیاں سے حذف کر دینا بہتر ہے تاکہ وقت آنے پر ایسے آدمی کو ندامت کا سامنا کرنا پڑے جو ووٹ لینے کے لئے ارائیوں کو تاریخ ارائیاں دکھا کر ارائیں ہونے پر فخر کرے اور جب اقتدار میں آجائے تو راجپوت بن بیٹھے۔

اسی سلسلے میں ہم جناب طفیل احمد صاحب ایم اے کا ایک مقالہ مطبوعہ الداعی لاہور "بعنوان سندھ کا بھٹو قبیلہ" درج کرتے ہیں۔

سندھ کا بھٹو قبیلہ

اضلاع سکھر، لاڑکانہ، جیکب آباد اور دادو میں ایک معقول تعداد بھٹو قوم کی پائی جاتی ہے۔ ان کی قوم ارائیں اور گوت بھٹو ہے۔ سرسہ اور بھٹہ ضلع حصار میں ارائیوں کے دو بڑے گاؤں تھے۔ ۱۸۹۰ء کے قحط میں جب زلزلہ کے سبب دریائے سرسوتی خشک ہو گیا تو ان لوگوں کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ ایک بڑی تعداد مشرق کی طرف نکل گئی اور اضلاع پیلی بھیت، بریلی اور نینی تال میں جا کر آباد ہو گئی۔ کچھ لوگ پنجاب کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگوں نے مغرب کی طرف رخت سفر باندھا اور اضلاع لاڑکانہ، سکھر اور دادو میں جا کر آباد ہو گئے۔ مغرب کی طرف

Marfat.com

جانے والوں کی زیادہ تعداد بھٹہ گاؤں سے تعلق رکھتی تھی۔ اس لئے پیلی بھیت کے ارائیں سرسہ وال اور لاڑکانہ کے ارائیں بھٹو مشہور ہو گئے۔

ضلع سکھر میں ان کے دو بڑے گاؤں ہیں۔ ایک ارائیں روڈ جو سکھر شہر سے ۸ میل کے فاصلہ پر کوئٹہ لائن پر بڑا ریلوے اسٹیشن ہے۔ دوسرا ارائیں گوٹھ جو مدیجی اسٹیشن سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ امیر جماعت اسلامی حیدر آباد اسی گاؤں سے تعلق رکھتے ہیں) اس کے علاوہ اَتوڈیرو، نوڈیرو، گڑھی لیلین بھی ان کے بڑے بڑے گاؤں ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نوڈیرو کے رہنے والے ہیں، لیکن ریلوے اسٹیشن کا نام اُن کے والد ماجد کے نام پر "شاہ نواز بھٹو" ہے۔

بھٹو اگرچہ سندھی بولتے ہیں لیکن شکل و صورت میں پنجاب اور یوپی کے راعیوں سے قطعاً مختلف نہیں۔ رنگ بھی سندھیوں کے مقابلہ میں قدرے صاف ہے۔ بلکہ بعض لوگ پنجابی ارائیوں کی طرح بالکل سفید رنگ کے ہیں۔ باغبانی میں ان کو کمال حاصل ہے۔

ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اضلاع لاڑکانہ اور سکھر کے تمام باغات ان ہی لوگوں کے لگائے ہوئے ہیں۔ ان میں ذوالفقار علی بھٹو، پیر بخش بھٹو اور ممتاز علی بھٹو جیسے ممتاز افراد بھی شامل ہیں اور دو چار بڑے بڑے زمیندار اور باقی چھوٹے کاشت کار ہیں لیکن محنت، دیانت اور امانت جو پوری ارائیں قوم کا خاصہ ہے، ان میں بھی بدرجہ کمال پائی جاتی ہے۔ سندھ میں مویشیوں کی چوری ایک مشغلہ کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ان کا دامن اس عیب سے پاک ہے۔ ان کے گاؤں آباد اور بارونق ہیں۔ مساجد بھی آباد ہیں۔ شریعت کے مطابق داڑھیاں بڑھاتے اور مونچھیں کٹاتے ہیں۔ عام سندھیوں کے برعکس لمبے لمبے بال بھی نہیں رکھتے۔ طرز رہائش بہت صاف ستھری اور نمائش سے مبرا ہے۔ یوں تو تمام سندھی مہمان نواز ہیں لیکن مہمان نوازی میں بھٹوؤں کا جواب نہیں۔ میں نے دو چار آدمیوں کو رسالہ "ارائیں" کے پرچے جو میں ساتھ لے گیا تھا پڑھنے کو دیئے۔ ایک دولے کہا "سائیں یہ تو ہمارے گھر بھی آتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہماری قوم کی زیادہ آبادی لاہور میں ہے۔" میں اپنی بے خبری اور ان کی باخبری پر حیران رہ گیا۔

ملتان اور بہاولپور کے رہنے والے بھٹوؤں سے لاڑکانہ کے بھٹو کہیں زیادہ اقتدار کے مالک ہیں واضح رہے کہ سرسہ ضلع حصار واقع انڈیا میں بھٹہ ایک بڑا قصبہ اور ریلوے سٹیشن اب تک

Marfat.com

موجود ہیں۔ ارائیوں کے جو خاندان دریائے سرسوتی کے خشک ہو جانے کے بعد نقل مکانی کر کے واپس دریائے سندھ کے کنارے اپر سندھ میں آباد ہو گئے تھے۔ وہ اپنے قصبہ کے نام کی وجہ سے بھٹے کہلائے۔ ان خاندانوں کی زیادہ تعداد اپر سندھ، بہاول پور اور ملتان میں ہے۔ چند خاندان البتہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں آباد تھے جن میں آجکل جناب چوہدری بشیر احمد بھٹہ صاحب بٹالوی مالک آزاد بک ڈپو اور جناب ثناء اللہ بھٹہ صاحب صاحب مالک بساط ادب لاہور بہت معزز اور دین دار ہیں سلیم التواریخ صفحہ ۱۲۲ پر لکھا ہے بھٹہ گاؤں کے رہنے والے بھٹے کہلاتے ہیں اور یہ گاؤں مالوہ میں ہے۔

(صوفی اکبر علی صاحب نے اپنی کتاب سلیم التواریخ میں سندھی مہروں کو ارائیں گردانا ہے، حالانکہ یہ ان کی غلطی تھی کیونکہ سندھی مہر راجپوت ہیں اور ارائیں ہرگز نہیں ہیں۔ ان کے متعلق تاریخ ریگستان (تھر) مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد میں نہایت مدلل لکھا ہے۔ اور سندھی مہر خود اپنے آپ کو راجپوت کہتے ہیں۔ سندھ میں رہنے والے محمد بن قاسم کے زمانہ کے ارائیں اپنے نام کے سامنے لفظ "ارائیں" ضرور لکھتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

کراچی

کراچی میں ارائیوں کے متعلق دوسرے احباب کو بہت کم معلوم ہے اور خود ہماری قوم بھی یہ سمجھتی ہے کہ ارائیں شاید صرف علاقہ سابق پنجاب میں ہی ہیں۔ حالانکہ یوپی سے ہجرت کرنے والے تمام ارائیں کراچی میں ہی آباد ہوئے ہیں۔ جن میں اکثریت تاجروں کی ہے اور اس کے بعد ملازمین کی۔

ان کی انجمنوں کا تذکرہ اگلے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

متفرقات

ضلع انبالہ کرنال کے تیس مربع میل میں ارائیوں کے ڈیڑھ سو گاؤں تھے۔ وہاں ان کی چند مشہور ہستیاں حاجی صغر علی تاجر بجری، ان کے صاحبزادے اور ان کا پورا خاندان تھا۔

پاکستان میں : حاجی کمال الدین مدرس کارپوریشن لاہور، عبداللہ اکرم انسپکٹر ڈاک خانہ جات، فیض محمد ریٹائرڈ ہیڈ کلرک دفتر پی ایم جی۔ نور محمد فلائٹ سارجنٹ۔ میاں اصغر علی اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ نہر، خان بہادر میاں محمد یوسف ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر،

Marfat.com

میاں محمد حنیف، چودھری علیم اللہ آفس مینجر لیور برادرز لاہور۔ چودھری سکندر علی مینجر باٹا کمپنی، چوہدری عبدالحمید رئیس دابھیڑی، چودھری جہانگیر علی، چوہدری محمد ذاکر ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ سرگودہا۔

ماسٹر شمس الدین صاحب شاعر اور مدرس ہیں۔ ان کے لڑکے بدرالدین ہیں چودھری محمد ادریس "انجمن ارائیاں" کے بانی ہیں۔ مولانا عبداللطیف سیفی اور چودھری بدرالدین صاحب ڈی ایس پی انٹی کرپشن لاہور۔

میاں خدا بخش اور حاجی ابراہیم کے خاندان اس وقت میانوالی میں مشہور ہیں۔

کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں:۔ اس جگہ ارائیں عموماً ملک کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ پروفیسر محمد ظریف مرحوم۔ بازگل مرحوم، عبدالرزاق، بشیر احمد، سعید احمد، سعید اختر شاعر، عبدالقدوس شاکر (جو فضائیہ کی فوج کے سابق کمانڈر ہیں، عبدالعزیز، عبدالکریم، عبدالخالق، عطاء اللہ خاں، محمود خاں، عبداللہ حفیظ اللہ اور انور سلیم وغیرہ بہت مشہور افراد ہیں۔

سیالکوٹ بھی رعیہ نام ہی ارائیوں کی مشہور بستیوں کا غماز ہے۔ گوہدپور میں برادری کا اپنا ہائی اسکول (اقبال میموریل ہائی اسکول) ہے۔ مرادپور کا مشہور خاندان چودھری محمد اکبر، چودھری محمد اشرف، بریگیڈیر محمد اصغر، میجر محمد اقبال کا ہے۔

ڈاکٹر چودھری عبدالکریم صدر انجمن ارائیاں سیالکوٹ ہیں۔

کوٹلی بہرام، گوہدپور، مرادپور، کولپور، ننگل، نواں پنڈ، بانڈالی، ڈگری، لالے والی، پڑولی وغیرہ کا تمام علاقہ ارائیوں کی آبادی کا علاقہ ہے۔ چودھری محمد صدیق کے بزرگوار بہت معروف ہستیاں ہیں۔ یعنی چوہدری محمد حسین، کیپٹن محمد رفیق، مس ثریا چودھری، محمد اقبال چودھری وغیرہ۔ چودھری مولا بخش کا خاندان بھی بہت مقتدر ہے۔

موضع گوہدپور کے میجر احمد علی، کیپٹن محمد اشرف، کیپٹن بشیر احمد، لیڈی ڈاکٹر خورشید حیات میاں عمر حیات مرحوم، میاں حاکم علی بہت مشہور ہیں۔ لیفٹیننٹ محمد طفیل چوہدری پاکستان نیوی موضع لالے والی کے ہیں۔

ساہیوال چودھری الٰہی بخش، چودھری مولا بخش (جو گورنر جنرل کے باڈی گارڈ تھے)

Marfat.com

محمد اقبال، قمر الزمان، محمد اسحاق، محمد رفیق، مختار احمد سب گریجویٹ اور چک ۱۸۸/۹ ڈی رینالہ خورد کے ساکن ہیں۔ سب بڑے بڑے عہدیدار ہیں۔ محمد دین علیشی مالک برما شیل منٹگمری بہت بارسوخ انسان ہیں۔ ان کے جدامجد طاہر موضع شیرپور تائیاں تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور کے روسا میں سے تھے۔ مہر ہاشم، مہر ابراہیم، مہر نظام الدین وغیرہ بہت مشہور ہوئے ہیں۔ چودھری محمد شریف غلہ منڈی ساہیوال۔

لائل پور چودھری رحمت اللہ، چودھری عبدالرشید چک ۳۲۶ گ ب، چودھری عبدالغفور ٹوبہ ٹیک سنگھ، چودھری محمد عبداللہ بابر سینما، چودھری غلام محمد ناز سینما، چودھری اللہ دتہ ناولٹی سینما، چودھری نظام الدین مرحوم چک ۶۶ گ ب، چودھری محمد طفیل چک ۱۰۲/۱-۱۰ چودھری محمد صادق چک ۹۴/۱-۱۰، الحاج میاں عبدالمجید ۲۴۷ گ ب، میاں منظور الحق، میاں اکرام الحق مشہور ہستیاں ہیں۔

فٹ بال ٹیم کے لئے چک ۲۲۰ گ ب مشہور ہے۔ چودھری فضل الدین بہت اچھے کھلاڑی ہیں۔ چودھری محمد ابراہیم گوجرہ والے بہت مشہور کھلاڑی ہیں۔ چودھری محمد جمیل اور چودھری سردار محمد گول کیپر پاکستان میں کافی شہرت کے مالک ہیں۔

صوبہ سرحد کے ارائیں۔ لاہور سے پشاور کو چلیں تو ضلع گجرات میں قصبہ لالہ موسیٰ پڑتا ہے۔ وہاں کے ارائیوں نے اپنی انجمن بھی بنالی ہے۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب بہت مشہور کارکن اور شاعر ہیں۔ چودھری رحمت خاں صاحب کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔

ضلع جہلم میں بھی انجمن ارائیاں قائم ہے۔ حاجی عبداللطیف صدر ہیں۔ قریب ہی میرپور آزاد کشمیر ہے جہاں کے ارائیوں نے اپنی الگ انجمن قائم کر رکھی ہے اور برادری کے لوگوں کے آبادکاری میں کافی کام کیا ہے چوہدری محمد عالم صاحب صدر ہیں جو میرپور کے رئیس اعظم بھی ہیں۔

راولپنڈی و مضافات میں "حزب ارائیاں" کے نام سے انجمن قائم ہے جس نے برادری کی تنظیم میں کافی کام کیا ہے۔ ان کے جلسے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ جہلم سے پشاور تک 'کھڑی بولی' اور کھڑی مونچھوں والا علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقہ میں برادری کے لوگ "ملیار" کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ چنانچہ پشاور، مردان، کوہاٹ، اٹک، کیمبل پور وغیرہ میں ارائیں 'ملیار' ہی

Marfat.com

کہلاتے ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ سرکاری کاغذات میں اب تک ارائیں کی بجائے 'مہار' یا باغبان کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ پشاور کے متصل ڈیری باغبانان" ارائیوں کا گاؤں تھا اب یہ شہر کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ وہاں غیر پٹھان زمیندار اور کاشت کار سب اعوان ہی کہلاتے ہیں گویا زراعت پیشہ کے لئے" اعوان" کا لفظ مستقل ہے۔

پشاور شہر اور تین میل تک مضافات کی زبان پنجابی ہے جسے وہاں" ہندکو" کہتے ہیں۔ دیہات کی زبان پشتو ہے۔ لیکن اکوڑہ خٹک، نوشہرہ، جہانگیرہ اور دریائے سندھ کے کنارے بہت سے دیہات کی زبان پنجابی ہے۔ پشاور کی سبزی اور فروٹ مارکیٹ کے سب آڑھتی ارائیں ہیں۔ جو وہاں' باغبان' کہلاتے ہیں۔ ان کا کاروبار کلکتہ اور بمبئی تک ہے۔ جہاں اب بھی کافی لوگ رہتے ہیں۔ اور پاسپورٹ سے پشاور آتے جاتے رہتے ہیں۔ بلکہ اب تو کویت اور لندن تک کاروبار بڑھا لیا ہے۔ تحصیل صوابی ضلع مردان میں ارائیوں نے گزشتہ پچاس سال میں بہت ترقی کی ہے۔ اس سے آگے آزاد قبائل کے علاقے میں بھی ہماری برادری کے لوگ موجود ہیں مگر ان سے متعلق کوائف جمع نہیں کئے جا سکے۔ آئندہ کوشش کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

دو مشہور خاندان

میاں خاندان منٹگمری جن کی گوت ڈولہ ہے جو اعتماد الدولہ یا عضد الدولہ کا مخفف یعنی دولہ کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ دیپالپور میں خلجی بادشاہوں کے زمانہ میں گزرے تھے۔ اسی خاندان کی ایک شاخ گنج کلاں والے رئیس ہیں جن میں سردار احمد علی، سردار محمد حسین اور سردار محمد شفیع شامل ہیں۔ صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی رہے ہیں۔ ان کی ایک شاخ جالندھر کے چودھری سمیع اللہ صاحب کا خاندان ہے جو عرصہ تک وہاں آنریری مجسٹریٹ اور سب رجسٹرار رہے تھے۔ اب لائل پور میں آباد ہیں۔

منٹگمری والی موجودہ فیملی کا دور میاں کالے خاں سے شروع ہوا۔ ان کے بیٹے میاں جیوے خاں بہت مشہور تھے۔ ان ہی کے نام پر برج جیوے خاں آباد ہوا تھا۔ آپ کے پاس ڈھائی ہزار ایکڑ زمین تھی۔ آپ صوبائی درباری بھی تھے ۱۸۸۸ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ ان کے آٹھ بیٹوں میں سے سربراہ میاں حسین بخش تھے۔ یہ ڈویژنل درباری تھے۔ ان کے ایک صاحبزادے میاں چراغ دین

Marfat.com

سربراہ ہوئے۔ آپ صوبائی درباری تھے۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۸ء تک منٹگمری ڈسٹرکٹ بورڈ کے وائس چیئرمین رہے۔ اور پندرہ سال تک انجمن ارائیان ہند کے وائس پریذیڈنٹ بھی رہے۔ آپ نے ۱۹۴۳ء میں انتقال کیا۔ انہوں نے مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے ایک ایسوسی ایشن بھی قائم کی جس نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور لوگ میاں صاحب کو منٹگمری کا سرسید کہنے لگے۔ ان کے بھائی میاں نور محمد پندرہ سال تک منٹگمری ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر رہے اور ۱۹۴۵ء میں فوت ہوئے۔ ان کے بڑے صاحبزادے میاں عبدالحق ۱۹۴۶ء سے صوبائی اسمبلی کے ممبر چلے آ رہے ہیں اور پھر قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوگئے۔ آپ چیف پارلیمانی سیکرٹری بھی رہے ہیں اور پابند صوم وصلوٰۃ مسلمان ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا آپ کا انتقال ہوگیا ہے۔

میاں عبدالستار پی۔سی۔ایس اور میاں عبدالجبار آفیسر آبکاری ومحصولات ضلع لاہور اسی خاندان کے چشم وچراغ ہیں۔

ملک خاندان سانده کلاں ضلع لاہور کا مقتدر خاندان ہے۔ ان کے مورث ملک نصیرالدین فیروزپور سے لاہور آکر بھوگی وال میں آباد ہوئے اور ان کی اولاد نے راوی کے کنارے نئے گاؤں یعنی سانده کلاں کی بنیاد ڈالی۔ ان میں ملک صدرالدین، ملک عمرالدین، ملک عبدالرحیم ترتیب وار سربراہ ہوئے۔ ملک عبدالرحیم کو سولہ سو ایکڑ اراضی ملی تھی۔ ان کے بیٹے ملک نصیرالدین میونسپل کارپوریشن لاہور کے کئی سال تک ممبر رہے۔ ان کے بھائی ملک دین محمد انجمن ارائیان ہند کے جنرل سیکرٹری رہے ــ ان کے فرزند ملک محمد بشیر مرحوم بھی جنرل سیکرٹری رہے۔ یہ فیملی بہت جائداد اور عمدہ کردار کی مالک ہے۔

اسی خاندان میں سے خان بہادر ملک تاج الدین صاحب (مرحوم) کے فرزند ملک مشتاق احمد صاحب محکمہ ریلوے میں اکاؤنٹنٹ تھے۔ ان کے دوسرے لڑکے ملک محمد بشیر صاحب تھے جو دسمبر ۱۹۶۴ء میں فوت ہوئے۔ ملک مشتاق مرحوم کے فرزند ملک اشفاق مشہور فلم ڈائریکٹر ہیں اور دوسرے فرزند ملک گلزار احمد ایم۔ اے محکمہ ترقی ومنصوبہ بندی میں معزز عہدہ پر فائز ہیں

Marfat.com

حصّہ دوم

قوم میں بیداری

انجمنیں

اور

جلسے

Marfat.com

Marfat.com

قوم میں بیداری

انجمنیں اور جلسے

فخر قوم صوفی محمد اکبر علی جالندھری مرحوم اپنی مشہور تصنیف سلیم التواریخ میں لکھتے ہیں کہ قومی تاریخ مرتب کرنے اور قوم میں بیداری پھیلانے کے سلسلہ میں انہوں نے ۴ اپریل ۱۸۹۶ء کو جالندھر میں سب سے پہلے قومی اجتماع کا بندوبست کیا۔ چنانچہ منشی محمد بخش ناظر کے مکان پر جلسہ ہوا جس میں خان صاحب مہر نظام الدین اور صوبیدار میجر میاں غلام حسین کے علاوہ جالندھر کے دوسرے معززین بھی شامل تھے۔ بیرون جالندھر سے تشریف لانے والے حضرات میں مولوی محمد ابراہیم نمبردار کرتال اور سردار حاجی نور محمد رئیس گنجہ کلاں لاہور خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس جلسہ میں قومی تاریخ کے لئے مواد فراہم کرنے کے متعلق ایک جامع لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

یہ برصغیر ہند و پاک میں گویا ارائیں برادری کا سب سے پہلا اجتماع تھا۔

انجمن راعیان ہند و پاکستان

۱۸۹۸ء بمقام ریلوے سٹیشن گنڈا سنگھ والا جو ضلع لاہور اور ضلع فیروزپور کی سرحد پر واقع ہے، سردار حاجی نور محمد صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس گنجہ کلاں ضلع لاہور کی صدارت میں ارائیں برادری کا سب سے پہلا عظیم الشان اجتماع ہوا۔ جس میں میاں جمال الدین صاحب رئیس اعظم باغبانپورہ بھی شریک ہوئے۔ اس پہلے اجتماع میں زیادہ زور تنظیم اور اصلاحِ رسوم پر دیا گیا۔

۱۹۰۲ء میں پھر سردار حاجی نور محمد صاحب کی زیر صدارت دوبارہ اجتماعِ عظیم ہوا جس میں برادری کے بہت سے معززین شامل ہوئے اور حسب سابق تنظیم اور اصلاحِ رسوم پر ہی زیادہ زور دیا گیا۔

Marfat.com

یہ دونوں اجلاس اپنی جگہ بے حد مفید ثابت ہوئے مگر ابھی تک کسی باقاعدہ انجمن کی داغ بیل نہیں ڈالی گئی تھی۔ البتہ محبان قوم انفرادی طور پر اس کوشش میں تھے کہ انجمن ارائیاں کی بنیاد رکھی جائے۔ چنانچہ صوفی اکبر علی صاحب اپنی کتاب سلیم التواریخ میں لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۴ء سے ہی انہیں انجمن ارائیاں بنانے کا خیال تھا مگر حالات سازگار نہ ہوتے تھے۔ آخر ملک تاج الدین صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل پنجاب بھی ان کے ہم نوا بن گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد خاندان کٹار بنداں کے ایک معزز فرد چودھری غلام حیدر عمر بھی ان کوششوں میں شامل ہو گئے اور میاں سر محمد شفیع کی کوٹھی واقع لاہور میں اس مقصد کے لئے کئی اجلاس ہوئے تاکہ انجمن ارائیاں کی باقاعدہ تشکیل کی جائے۔

انہی دنوں کسی بے وقوف فوجی آفیسر نے محض ارائیوں کو ذلیل کرنے کے لئے انہیں غیر لڑاکا قوم قرار دلوا کر فوج میں ان کی بھرتی رکوا دی۔ اس واقعہ نے جلتی پر تیل ڈالا اور محبان قوم کی مساعی میں قابل قدر اضافہ ہوا۔ چنانچہ ۲۸ فروری ۱۹۱۵ء کو ملک تاج الدین صاحب کی کوٹھی پر انجمن ارائیاں قائم کرنے کی تجویز منظور ہو گئی۔ اور اس کام کا بیڑا اٹھانے کے لئے میاں احسان الحق صاحب بیرسٹر ایٹ لاء جالندھری، خلیفہ غلام حیدر صاحب وکیل راجپوری، قاضی علی محمد صاحب انبالوی، میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر اور میاں پیر بخش صاحب کٹار بند بھی میدان عمل میں آگئے۔ اور ۵ اپریل ۱۹۱۵ء کو انجمن ارائیان ہند لاہور کی داغ بیل ڈال دی گئی اور ارائیں کانفرنس کا پہلا اجلاس ہوا۔ یہ برصغیر ہند و پاکستان میں قوم ارائیں کی پہلی انجمن کا پہلا اجلاس تھا۔ اس کی صدارت میاں سر محمد شفیع صاحب خان بہادر سی۔ آئی۔ اے نے کی آنریری جنرل سیکرٹری ملک تاج الدین صاحب بی۔ اے مقرر ہوئے۔ میاں عبدالرشید صاحب جائنٹ سیکرٹری، میاں جلال الدین فاروقی فنانشل سیکرٹری، چودھری غلام حیدر عمر اسسٹنٹ سیکرٹری بنائے گئے۔ قاضی فتح محمد صاحب انبالوی سفیر انجمن مقرر ہوئے۔ اور مختلف شہروں میں انجمن کی شاخیں قائم کی گئیں۔

اس اجلاس میں ارائیوں کے خلاف غیر لڑاکا ہونے کے الزام پر بھی غور کیا گیا۔ اور لائحہ عمل مرتب کر کے میاں سر محمد شفیع کو ایک محضر نامہ کے ساتھ وائسرائے ہند سے ملاقات کے لئے

Marfat.com

کہا گیا۔ چنانچہ قوم کی بے چینی اور میاں صاحب کی مساعی کی بدولت آخر کار ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اس غلطی کا ازالہ کر کے میاں صاحب کے نام ایک مراسلہ روانہ کیا گیا جس میں فوجی آفیسر کی اس حماقت پر اظہار افسوس کرنے کے ساتھ ساتھ ارائیوں کو لڑاکا قوم قرار دے کر ان کی فوج میں بھرتی کا آرڈر دے دیا گیا۔

اس دوران میں سردار بہادر میجر محمد اسمٰعیل ارائیں نے جو شہنشاہ جارج پنجم کے دورہ ہند کے وقت اس کے باڈی گارڈ دستہ کے اہم رکن تھے، وائسرائے ہند کو قوم ارائیں کی شاندار روایات اور ان کے درخشندہ ماضی سے آگاہ کر کے فوج میں "ارائیں رجمنٹ" قائم کرنے پر آمادہ کیا مگر جنگ عظیم کی دشواریوں اور پریشانیوں کی وجہ سے ان کا یہ مطالبہ پورا نہ ہو سکا کیونکہ اس مطالبہ کے وقت جنگ عملاً ختم ہو چکی تھی۔ اور انگریزی حکومت ملک کی سیاسی فضا سے اس قدر پریشان تھی کہ نئی رجمنٹیں کھولنا تو درکنار، جنگ عظیم کی وجہ سے زیادہ بھرتی شدہ رجمنٹوں کو بھی توڑنا ضروری ہو گیا تھا۔ تاکہ خزانہ پر زیادہ بار نہ پڑے۔ نیز حکومت کی توجہ آزادی کی تحریکوں کو کچلنے پر مرکوز ہو چکی تھی۔

برادری کی دوسری کانفرنس: دوسری آل انڈیا ارائیں کانفرنس اپریل ۱۹۱۶ء میں بمقام لاہور منعقد ہوئی۔ جس کے صدر حافظ عبدالحلیم خلف الرشید حاجی عبدالرحیم صاحب ملک التجار ساکن بستی ریاست پٹیالہ تھے۔

برادری کی تیسری کانفرنس: تیسری آل انڈیا ارائیں کانفرنس ۶ اپریل ۱۹۱۷ء کو حافظ عبدالحلیم صاحب، ملک التجار کی کوٹھی "قصر حلیمی" واقعہ بستی ریاست پٹیالہ میں ان کی زیر صدارت ہوئی۔

چوتھی کانفرنس: برادری کی چوتھی آل انڈیا ارائیں کانفرنس فروری ۱۹۱۸ء میں بمقام امرتسر منعقد ہوئی جس کے صدر حافظ عبدالحلیم صاحب ہی تھے۔

کانفرنسوں کا التواء: ۱۹۱۸ء کے بعد کافی عرصہ تک برادری کی کوئی نتیجہ خیز کانفرنس نہ ہو سکی کیونکہ سیاسی اور ملکی حالات نہایت تیزی سے تبدیل ہو رہے تھے اور زمانہ نئی کروٹ لے رہا تھا۔ آزادی کی تحریکیں پروان چڑھ رہی تھیں اور سیاسی ہنگاموں سے سار

Marfat.com

ملک گونج رہا تھا۔

راعی بلڈنگس لاہور: اس اثنار میں برادری کے امرادنے باہم اشتراک سے راعی بلڈنگس لاہور کی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے شاندار عمارت بنادیا۔ یہ بلڈنگ موہنی روڈ لاہور پر آج تک ارائیوں کا مرکز اور انجمن ارائیان کا دفتر ہے۔ یہ میاں سرمحمد شفیع ملک تاج الدین، سردار حاجی نور برہان، حافظ عبدالحلیم، قاضی فتح محمد، میاں غلام حیدر، میاں عبدالعزیز جیسے معززین قوم کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

کانفرنسوں کا اجراء: ۳۰-۱۹۲۹ء میں لاہور کے چند نوجوان اکٹھے ہوئے جن میں چودھری برکت علی صاحب بی۔ اے اور چودھری محمد امین صاحب پیش پیش تھے۔ جن کی کوششوں سے وقتاً فوقتاً کئی اجلاس ہوئے مگر ایسا کوئی بھی اجلاس نہ ہوسکا جس میں سارے ہندوستان کی برادری کے نمائندے جمع ہوں۔ یہ بات البتہ قابل ذکر ہے کہ انجمن ارائیان ہند کے صدر زیادہ عرصہ تک میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ہی رہے۔

متحدہ ہندوستان میں برادری کا آخری اجتماع

۵-۶-۷ مارچ ۱۹۴۷ء کو بلال آباد ضلع بجنور (یو۔پی) میں سردار محمد شفیع صاحب رئیس گنجہ کلاں ضلع لاہور کی زیر صدارت برادری کی آخری آل انڈیا ارائیں کانفرنس کا اجلاس ہوا جس میں حافظ عصمت اللہ صاحب جنرل سیکرٹری (مجلس استقبالیہ) تھے۔

چونکہ اس کانفرنس سے ہماری برادری کی تاریخی اہمیت کی کئی یادیں وابستہ ہیں اور تاریخ کے کئی گوشوں کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم محترم جناب سردار محمد شفیع صاحب کے ان خطوط کو یہاں درج کریں جو انہوں نے اس موضوع پر وقتاً فوقتاً راقم کے نام ارسال کئے ہیں۔

> "قیام پاکستان سے بیس سال پہلے کی بات ہے کہ لاہور کے نوجوان اپنی پرانی انجمن ارائیان ہند سے تنگ آگئے اور انہوں نے ایک پرجوش پارٹی ینگ ارائیں ایسوسی ایشن کے نام سے قائم کی اور مجھے دو سال تک رہنمائی کے لئے کہتے رہے۔ مگر میں آزادی ہند کے عظیم کاموں میں بے حد مصروف تھا۔ میں نے اس چھوٹی سی

Marfat.com

انجمن کے کاموں کو غیر ضروری سمجھا جاتے کہ وہ قاضی فتح محمد ابناوی کو لے کر میرے پاس آئے تو میں نے دخل دینے کی حامی بھر لی ۔اور خان بہادر اللہ بخش صاحب چیف کنزرویٹو (مغربی پاکستان) اور مسٹر حق نواز بیرسٹر کو صدر اور مجھے صدرالصدور بنایا گیا ۔اس طرح آل انڈیا ارائیوں کی نگاہ بھی اس انجمن کی کارکردگی کو دیکھ کر مجھ پر پڑتی رہی لیکن میں آزادی ہند کے عظیم مقاصد کو چھوڑ کر اس کام پر توجہ دینے کو تیار نہ ہوا تھا کہ کچھ پرجوش اور بہت ہی معزز ارائیں مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کو لے کر میرے پاس آئے ۔میں نے کچھ شرائط ان سے طے کیں کہ میں صرف اجلاس کا صدر ہی نہیں رہوں گا بلکہ اپنی ورکنگ کمیٹی بناؤں گا اور سال بھر پورے زور سے کام چلاؤں گا ۔چنانچہ جب انہوں نے سب باتیں تسلیم کیں تو میں نے صدارت قبول کر لی ۔"

چونکہ سردار صاحب کا خطبۂ صدارت اس وقت کی معاشی اور معاشرتی حالت کا آئینہ دار ہونے کے علاوہ آج بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے ۔لہذا اس خطبہ کے چند اہم اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین ان سے فائدہ اٹھا سکیں ۔

کس طرح حسب ونسب کا جاہلانہ غرور پیدا ہوا

برادران قوم!

ہندوستان میں ہندوؤں نے اپنے آپ کو چار ذاتوں میں تقسیم کر کے ان میں عزت و حقوق کی ترتیب قائم کی تھی ۔کاروان اسلام حسب ونسب کا فرق مٹا کر یہاں آیا ۔صدیوں یکجا رہنے سے دونوں نے ایک دوسرے کا اثر قبول کیا ۔جہاں ہندوؤں میں ذات پات کے امتیاز کی وہ شدت نہ رہی ۔وہاں مسلمانوں میں بھی امیر و غریب اور حسب ونسب کے نقش ابھر آئے ۔یہاں بہت تھوڑے مسلمان باہر سے آئے عرب سے براہ راست اسلام کا پیغام لانے والا تو یہی اریحائیوں کا پہلا گروہ تھا ۔جو محمد بن قاسم کی زیر قیادت یہاں آیا ورنہ اس کے بعد تو افغانستان اور ترکستان سے ہی مسلمان آتے رہے گویا ہندوستان میں اسلام کے پیغامات سیکنڈ اور تھرڈ ہینڈ طریقہ سے آئے ۔اس کے علاوہ مسلمانوں میں بڑی اکثریت تو ان لوگوں کی ہے جو اس ملک کے باشندے تھے ۔انہوں نے اسلام

Marfat.com

قبول کیا۔ تعلیم کا مناسب بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے ان میں ہندوانہ تہذیب کی بہت سی باتیں قائم رہیں۔ انہی باتوں میں ایک یہ حسب و نسب کا غرور اور ذات پات کا امتیاز ہے۔ اسی لئے پس ماندہ برادریوں کو مسلمانوں نے بھی کم تر سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی کی دوڑ اور سیاسی معرکہ آرائیوں میں پیچھے رہ جانے والوں کو اپنے حسب و نسب کی تلاش ہوئی اور فوقیت کے جواز ڈھونڈے جانے لگے۔ جوں جوں مسلمان مذہب سے دور ہوتے جائیں گے جاہلیت کی باتیں اور عادتیں ابھرتی جائیں گی۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم اپنی برادری میں اسلامی تعلیم کا انتظام، اسلامی شعور اور محمدی اخلاق پیدا کریں۔ ہم اسلام کے پیغام کو پورے طور پر قبول کرلیں۔

برادری کی تنظیم کا مقصد

حضرات! سُن لیں کہ حسب و نسب کے متعلق اسلام کے اس پیغام اور واضح حکم کے بعد برادری کی الگ تنظیم ایسے انداز سے نہیں کی جاسکتی کہ وسیع برادری میں عصبیت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور اس کا نتیجہ دوسری برادریوں سے رقابت اور کش مکش کی صورت میں نکلے۔ یہ ایک نئی مصیبت ہوگی۔ ہمارا مقصد اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کو مضبوط بنانا ہے۔ جس طرح ایک شریف خاندان، ایک کنبہ اپنے اقتصادی معاملات کی بہتری کے لئے متحد ہوتا ہے۔ اپنی اخلاقی حالت درست کرنے کے لئے غور و فکر کرتا ہے۔ غیر اسلامی رسومات اور فضول خرچی سے باز رکھنے اور اعتدال کی راہ پر سب کو چلانے کے لئے کوشش کرتا ہے تاکہ کنبہ کے سب افراد ملت کے بہترین خدمتگار بن سکیں، اسی طرح اپنی برادری کو اعتدال کی راہ پر چلانے، فضول خرچی سے باز رکھنے، مالی و اخلاقی حالت اور زیادہ سے زیادہ اسلامی شعور پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہونا چاہیئے تاکہ ہماری برادری اسلام اور دنیا کی عظیم الشان برادری کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بن سکے۔ ساری دنیا کی اسلامی برادری ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں جس طرح کوئی شاخ درخت کے ساتھ رہ کر ہی زندگی قائم رکھ سکتی ہے ٹھیک اسی طرح ہم اسلام اور اسلامی برادری کے ساتھ پورے طور پر الجھ کر رہ کر پھل پھول سکتے ہیں۔ ؎

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں ۔۔۔ موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

Marfat.com

ایسی خوشحالی جو اسلام کے کام آئے

حضرات! ہم اپنی برادری کی اقتصادی حالت درست کرنے، رسومات کی اصلاح اور اسلامی شعور پیدا کرنے کے لئے کام کریں تو برادری کی یہ خوشحالی اسلام و ملت کے لئے مفید ہوگی۔ اس لئے ہمیں برادری کے لئے کام کا کوئی واضح پروگرام بنا کر عمل کرنا چاہیئے۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ برادری کی موجودہ پوزیشن کیا ہے اور کون سا پروگرام ہمارے لئے مفید ہو سکتا ہے ہمیں تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرنا ہوگی تاکہ کوئی پروگرام بنایا جاسکے۔

غلامی تباہی و بربادی کا موجب بنی

برادران قوم غیر ملکی حکومت ملک کی ترقی اور خوشحالی سے بے نیاز ہو کر صدیوں لوٹ کھسوٹ میں مشغول رہی۔ ادھر متمدن دنیا میں کئی صنعتی اور زرعی انقلابات آئے۔ سب سے بڑا انقلاب سائنس لائی۔ جس نے پرانے اوزار بیکار کر دیئے۔ ہر کام سائنٹیفک طریقہ سے ہونے لگا۔ انسانی ہاتھوں کی بجائے مشینری، بیلوں کی جگہ ٹریکٹر اور نئے نئے اوزاروں سے کام لیا جانے لگا۔ جس سے سستے داموں ہر چیز بڑی مقدار میں بننے لگی۔ اب مغربی لیڈروں کو اپنے مال کی کھپت کے لئے ایسے ملکوں کی تلاش ہوئی جو اس کا مال خرید سکیں۔ چالاک انگریز ہندوستان میں قدم جمانے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کی کامیابی کے اول روز سے ہی ہندوستان اور ایشیا کے انتہائی بدقسمتی کے دن شروع ہوئے۔ ہندوستان کی دستکاری کو جس طرح تباہ و برباد کر کے انگلستان نے اپنے مال کی کھپت کی، راہیں نکالیں وہ تاریخ کی ایک دردناک لمبی داستان ہے اس سے لاکھوں بے نظیر دستکار بیکار اور ہندوستان کی وہ دستکاری جس کی دھوم دنیا میں مچی ہوئی تھی ختم ہوگئی تھی۔

انگلستان کا ہندوستان کی ترقی میں روک بنا

حضرات! اس ملک کو جو صنعتی ترقی میں سارے عالم میں نمایاں پوزیشن رکھتا تھا صرف زراعتی ملک بنا دیا گیا۔ انگلستان کو سائنٹیفک طریقے سے ... دستکاروں انسانوں کو بے بس کرنے کا جو شیطانی ملکہ حاصل ہے اس کی مدد سے ہندوستان میں ... کہ اس کو زراعتی ملک بنا کر اس کے حال پر چھوڑ دیا جس سے لوگ پرانی ڈگر پر چلنے پر مجبور

Marfat.com

ہوتے سب ہے اُدھر متمدن دنیا سائنس کے پیدا کردہ سامان، اوزار اور علم لے کر زراعت کی ترقی کے میدان میں دور تک نکل گئی۔ اِدھر وہی بابر کے زمانہ کے ہل اور وہی پرانے رہٹ جو صدیوں پہلے رائج تھے ان میں کوئی بھی تبدیلی نہ ہوئی۔ تزک بابری کو سامنے رکھ کر یہاں سامان زراعت پر نگاہ ڈالیں تو آپ کو ایسا معلوم ہوگا کہ سائنس اور ترقی ایک افسانہ ہے اور ہم عملی طور پر آج بھی اسی ماحول میں رہتے ہیں جو صدیوں پہلے تھا۔ وہی آلات زراعت استعمال کرتے ہیں جن کا ذکر شہنشاہ بابر تزک بابری میں کر رہا ہے۔

مجرم کا جرم ناقابل معافی ہے

اس زرخیز ترین ملک کی زراعت اور متمدن دنیا میں سائنٹیفک آلات اور مشینری کے ذریعہ زراعت کے طریقوں میں کون صدیوں حائل رہا؟ کس نے اس ملک کی زراعت، صنعت و حرفت کو تباہ کر کے فن زراعت کو جو کروڑوں انسانوں کا واحد ذریعہ معاش رہ گیا تھا زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کو نہ چلایا؟ فرنگی کا یہ مجرمانہ فعل تاریخ کبھی معاف نہیں کر سکتی۔ اس سے ہماری قوم کو جس کا عام طور پر زراعت پر گزارہ تھا ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ہم زندگی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئے۔ زمین، اولاد خاندان اور کنبہ میں بٹتے بٹتے ہر ایک کے حصہ میں بہت تھوڑی رہ گئی اور زراعت کے وہی طریقے رہے جو ہزاروں سال سے چلے آتے تھے۔ اس سے میری عزیز برادری تباہ و برباد ہو گئی۔ آج ہم کو برادری کے اس اجتماع میں ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہے کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیئے جس سے برادری کے عوام کی اقتصادی حالت ٹھیک ہو سکے اور ہمارے غریب بھائیوں کی شریفانہ طور پر گزر اوقات کی کوئی اچھی صورت نکل آئے۔

نیا دور

حضرات! زمانہ نئی کروٹ لے رہا ہے۔ پرانے ٹاٹ لپیٹے جا رہے ہیں اور نئی صفیں بچھائی جا رہی ہیں۔ دنیا تاریخ کے سب سے بڑے انقلاب کے دروازہ پر پہنچ چکی ہے بڑھتی ہوئی آبادی اور عام بیداری نئے ڈھب سے دنیا کی چمن بندی کا تقاضا کر رہی ہے۔ غریبوں کے احساسات جاگ رہے ہیں۔ جن پردوں میں امارت لپٹی ہوئی تھی وہ تار تار ہو رہے ہیں۔ آؤ ایسے انقلابی زمانہ میں ہم مل کر برادری کے لاکھوں غریب عوام کی اقتصادی حالت درست کریں اور ان کے لئے شریفانہ گزارہ کی کوئی سبیل ڈھونڈ لیں۔ پورے وثوق سے یہ بات

Marfat.com

کہی جا سکتی ہے کہ آئندہ فرد کا زمانہ ختم ہو رہا ہے اور اس کی جگہ اجتماعی دور لے رہا ہے۔ کاروبار میں فرد کی طاقت اجتماعی قوت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ جتنی قوت زیادہ سے زیادہ ہو گی اتنی وسعت سے کاروبار ہو گا۔ کئی دماغوں کے اجتماع سے کام میں سلیقہ آئے گا اور نئی نئی راہیں کھلیں گی۔

مشکلات کا حل

حضرات! اگر ملک کا سارا کاروبار، تمام صنعت و حرفت کے ادارے، ملیں، کارخانے اور زراعتی قطعے نیشنلائز ہو جائیں تو غریب کی دنیا بھی آباد ہو جائے، مسلمانوں اور پسماندہ برادریوں کو بھی آسودگی نصیب ہو۔ وہ وقت ابھی کافی مہلت چاہتا ہے۔ ہندوستان کی سیاست ابھی کارخانہ داروں اور بڑے بڑے سرمایہ داروں کے جلو میں چل رہی ہے۔ ہماری برادری کے حالات مدت سے نئی راہ کی جستجو کا تقاضا کر رہے ہیں اس لئے ہمیں راہ ڈھونڈ کر سفر شروع کر دینا چاہیئے۔ دو چیزوں کی طرف ہم کو برادری کی جدوجہد مبذول کرنی ہے۔ ان کے اندر ہی تمام اصلاحی باتیں اور چھوٹی چھوٹی مشکلات کا حل ہے۔

۱:۔ اقتصادی حالت کو درست کرنا۔

۲:۔ برادری کو اسلام سے آشنا کرنا اور عوام میں زیادہ سے زیادہ اسلامی شعور پیدا کرنا۔

مالی حالت درست کرنے کی اسکیم

حضرات! خالی یہ کہہ دینا کہ برادری صنعت و حرفت، تجارت اور زراعت میں دلچسپی لے بے معنی سی بات ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم لائحہ عمل بنا کر برادری کے سامنے رکھیں اور اس پر چلانے کی کوشش کریں۔ برادری کے وہ ہزاروں خاندان جو بے کسی اور بے بسی میں الجھ کر پریشان حالی، سخت مالی کمزوری اور بے روزگاری میں مبتلا ہیں ان کے لئے اپنی اجتماعی قوت سے راستہ نکالیں ہمیں آج فیصلہ کرنا چاہیئے کہ ہم کو برادری کے لئے واقعی کچھ کرنا ہے۔ سالانہ کانفرنسوں میں خالی تقریریں سال ہا سال ہوتی رہی ہیں۔ ذہنی سربلندی کے علاوہ منتشر برادری کے کچھ تعلقات قائم ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں آگے بڑھنا اور عملی طور پر کچھ کرنا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری برادری مجموعی طور پر محنتی، شریف اور سمجھدار ہے۔ دنیا کے اس نئے سرے سے چمن بندی کے انقلابی دور میں برادری نے اپنی اصلاح اور اقتصادی حالت درست کرنے کے لئے کسی

Marfat.com

پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی طرف توجہ دی تو چند سالوں میں ہی یہ اپنے مقصد میں انشاء اللہ کامیاب ہو جائے گی۔

ایک سال کا پروگرام

حضرات! ترقی ارتقائی طور پر ہوا کرتی ہے۔ کسی نئے کام کی ابتدا بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ مسلسل کوشش سے وہ پھیلتا ہے۔ لگاتار جدوجہد سے وہ بڑھتا ہے۔ لہذا میں ایک سالہ پروگرام کی ایک اسکیم قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ہمیں ایک سال کے اندر مل جل کر صنعت و حرفت کے کئی ادارے اور کمپنیاں تھوڑے سرمایہ سے اور بڑی صنعتوں کے لئے بڑے سرمایہ سے کھولنی چاہئیں اور کوشش کرنی چاہیئے کہ برادری کے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو اس میں شریک کیا جائے۔ چھوٹی صنعتیں ہزاروں میں جو تھوڑے سرمایہ سے تدریج ہو کر بڑی کامیابی سے چل سکتی ہیں۔ چھوٹی اور بڑی کمپنیوں کی تشکیل کے لئے برادری کے کامیاب سوداگروں کی رہنمائی درکار ہے۔ برادری سے باہر کے کامیاب سوداگروں سے امداد لینے کی ضرورت ہے اس کے علاوہ ماہرین فن کی خدمات بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہمیں اس کانفرنس کے دوران میں ہی برادری کے ایسے آدمیوں کا انتخاب کر لینا چاہیئے اور ایک بورڈ بنا دینا چاہیئے جو اس کو بہتر طریقہ سے انجام دے سکیں۔ کمپنیوں کی تشکیل، آرٹیکل آف ایسوسی ایشن تیار کرنا اور اس کام کو چلانا اس کے ذمہ ہو گا۔ چونکہ کئی کمپنیوں کی تشکیل اس وسیع برادری کے لئے بنائی جانی ضروری ہے اس لئے ہمیں برادری کے ان تمام آدمیوں کو شریک کرنا چاہیئے جو صنعت و حرفت میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہمیں ان حضرات کی خدمت میں جو یہاں تشریف فرما نہیں ہیں وفد بھیج کر رہنمائی کی استدعا کرنی چاہیئے۔ کانفرنس کا اجتماع بڑا غنیمت ہے۔ روز روز ایسے اجتماع نہیں ہوتے اس لئے اس کانفرنس کے دوران میں ہی ایک یا دو کمیٹیاں بنا کر اس کام کو شروع کر دینا چاہیئے۔ کم از کم پانچ کمپنیاں چھوٹی صنعتوں کی اور ایک کمپنی بڑی صنعت کی ایک سال کے اندر اندر ضرور بن جانی چاہیئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس محنتی قوم میں سرمایہ کی کمی نہیں۔ کام کی ابتدا مشکل ہے اس کی تکمیل مشکل نہیں ہے۔ برادری کے ہزاروں آدمی بخوشی شامل ہونے کو تیار ہیں۔

...اگروں کی خدمت میں استدعا

حضرات! میں اپنی معزز برادری کے کامیاب سوداگروں اور تاجروں کی خدمت میں

ایک دفعہ پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فرد کا زمانہ ختم ہو رہا ہے اور اجتماعی دور پوری قوت سے آرہا ہے۔ آپ کی بقا اس میں ہے کہ کمپنیاں بنا کر برادری کے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو اس میں شامل کر کے زیادہ قوت، سلیقہ اور سرمایہ سے کام کیا جائے تاکہ برادری کو فائدہ پہنچے اور آنے والے زمانہ کی کش مکش کا کامیابی سے مقابلہ ہو سکے۔ آپ کا خداداد علم تجربہ اور برادری کی قوت مل جائے تو سونے پہ سہاگا ہو۔

زراعتی فارم

حضرات! ہمیں ہر صوبہ میں بہت جلد ہی زراعتی فارم کھول کر سائنٹیفک طریقوں اور مشینری کے ذریعہ اس کام کو کرنے کے لئے چند کمپنیوں کی فوراً تشکیل کرنی چاہیئے۔ ہر صوبہ میں کئی کئی فارم کھل سکتے ہیں۔ بعض صوبوں میں اس کی بڑی گنجائش ہے۔ ہندوستان میں اس کام کی ابتدا ہو رہی ہے۔ اور یہی وہ وقت ہے جب ہماری برادری جو زراعت میں بڑا ذوق رکھتی ہے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے اور اس پہ پورے طور پہ حاوی ہو سکتی ہے۔ اس سے برادری اپنی اقتصادی حالت ٹھیک کرنے کے علاوہ ملک اور قوم کے لئے بہت مفید بن سکتی ہے۔ زراعتی فارم کھولنے کے لئے ایسی زراعتی کمپنیاں یو۔پی، بنگال اور سندھ میں فوراً کام شروع کر سکتی ہیں۔ ان تینوں صوبوں میں اس کی بڑی گنجائش ہے۔ صوبہ یو۔پی میں بڑے بڑے وسیع علاقے اور بڑی زرخیز زمینیں آپ کی اجتماعی قوت کی راہ تک رہی ہیں۔ صوبہ کی حکومت ضلع نینی تال کو ماڈل بنانا چاہتی ہے۔ فارم کھولنے والوں کو زمینیں اور سہولتیں دینے کو تیار ہے۔ اس کے علاوہ ہر ضلع میں فارموں کے لئے زمین مہیا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح صوبہ سندھ، بنگال میں بھی پرائیویٹ طور پہ بھی اور سرکاری طور پہ بھی فارموں کے لئے زمین بہ آسانی مل سکتی ہے لہٰذا ہمیں اس اجتماع کے دنوں میں ہی زراعتی فارم کھولنے کے لئے کمپنیاں بنانے ان کا آرٹیکل آف ایسوسی ایشن تیار کرنے۔ ان کو رجسٹری کرانے کے لئے ایک دو کمیٹیوں کی تشکیل کرنی چاہیئے۔ جس کے لئے لازمی ہو گا کہ وہ اس اسکیم کے سارے پہلوؤں پہ غور کر کے مختلف علاقوں میں فارم کھولنے کے لئے ایک سال کے اندر اندر پانچ کمپنیوں کی تشکیل کر کے کم از کم پانچ فارم برادری کے لوگوں کے لئے کھولے جائیں جس میں زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو شامل کیا جائے۔

Marfat.com

منافع میں برادری کا حصہ

ہر صنعت و حرفت، تجارت اور زراعتی کمپنیوں کے آرٹیکل آف ایسوسی ایشن میں یہ شرط لازمی طور پر ہو کہ کمپنی کے منافع کا ۱/۱۰ حصہ ہر سال برادری کے لئے وقف ہو گا۔ یہ رقم برادری کی انجمن کی تحویل میں برادری کے نادار اور لائق طلبہ کو صنعت و حرفت، زراعت اور مذہبی تعلیم دلوانے، اشاعت اسلام اور اسلامی تعلیم کے مدرسے جاری کرنے پر خرچ ہو گی۔ اس ضمن میں یہ بات بھی کہہ دینی ضروری ہے کہ ہر کمپنی رجسٹرڈ ہو۔ پرائیویٹ کمپنیوں میں ہزاروں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس میں بہت سے خطرات بھی ہیں۔ اس لئے مل جل کر کام کرنے والوں کو بڑے غور و فکر اور ماہرین کے مشوروں سے کمپنیوں کی تشکیل کرنی چاہیئے۔ سوچ سمجھ کر ڈائریکٹر، مینجنگ ڈائریکٹرز محنتی، ایماندار سمجھدار اسٹاف اور کارکن رکھنے چاہئیں۔ اگر سلیقہ سے کام کیا گیا تو قوم کی بہت سی مشکلات کا حل ہو جائے گا۔ اگر خدانخواستہ اس میں رقابت، پارٹی بازی کا عشر عشیر بھی شامل ہو گیا اور ناموزوں آدمیوں کے ہاتھوں میں کام دے دیا گیا تو نہ صرف یہ کام ناکام ہو جائے گا بلکہ برادری کے رہنماؤں کی ساکھ مٹ جائے گی اور قوم ایسا پڑے گی کہ پھر بنائے نہ بنے گی۔ اور ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔

برادری کے کمزور افراد کے لئے زمین مہیا کرنا

حضرات! برادری کے ان لوگوں کے لئے زمین مہیا کرنا جن کی زمینیں خاندان میں بٹتے بٹتے تھوڑی رہ گئی ہیں۔ اس وسیع و عریض ملک میں اس کے ابھی بڑے مواقع ہیں۔ اجتماعی قوت سے ہم عوام کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ صوبہ سندھ جہاں سکھر براج کی وجہ سے صوبہ کا ۱/۲ حصہ ابھی آباد ہونے کو ہے۔ محنتی آباد کاروں کی اس صوبے کو بیحد ضرورت ہے۔ ہم اپنی برادری کے غریب عوام کے لئے وہاں بہت سی گنجائش نکال سکتے ہیں ہم نے غریب عوام کو نئے علاقوں میں بسانا ہے۔ اس کے لئے محنت انتظام، سلیقہ اور تجربہ کی ضرورت ہے۔ اس کام میں مرکزی کمیٹی اور صوبائی سب کمیٹی کو خاص طور پر محنت کرنا ہو گی۔

پھلوں کی تجارت

حضرات! جس طرح ہم اپنی زراعت کو سائنٹیفک طریقہ پر انجام نہ دے سکے اسی طرح پھلوں کی تجارت بھی ہم اسی

Marfat.com

ڈھب سے کر رہے ہیں جس طرح یہاں صدیوں سے رائج ہے۔ حالانکہ سائنس نے اس فن میں ہزاروں نئی نئی معلومات اور نئے نئے طریقے نکالے۔ آج پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنا اور بڑے لمبے عرصہ کے لئے اس کو محفوظ بنا کر دور دراز ان ملکوں کو بھیجنا جہاں یہ پھل نایاب ہیں ایک ادنیٰ سا کام ہے۔ امریکہ اور آسٹریلیا والے لاکھوں ڈبے ہندوستان اور یورپ میں بھیج کر کروڑوں روپے کما رہے ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ پھل ہندوستان میں پیدا ہوتے ہیں۔ کونسا پھل ہے جو ہندوستان میں نہیں۔ پھلوں کو ہم منڈیوں میں سستے داموں بیچ دیتے ہیں۔ اور یہ کام اجتماعی قوت سے ابھی تک ہم نے شروع نہیں کیا۔ اب وقت آگیا ہے کہ پھلوں کو ایک صوبے سے دوسرے صوبہ میں بھیجنے اور زیادہ داموں فروخت کرنے، پھلوں کو سائنٹیفک طریقہ سے ڈبوں میں بند کرنا۔ ان ملکوں میں بھیجنا جہاں یہ پھل نایاب ہونے کی وجہ سے بڑی قیمت سے بک سکتے ہیں اور پھلوں کے رس خصوصاً سنگترہ اور مالٹا کے رس کو بوتلوں میں بند کرنا اور دیر تک پھلوں کو محفوظ کرنے کے لئے کولڈ سٹوریج بنانے کے لئے ہمیں جلد منصوبوں کا آغاز کرنا ہے۔

اُمراء اور اصلاح رسوم

حضرات خلفائے راشدین کے بعد ریاست کے مدنی تصور کا چہرہ ملوکیت کے بدنما دھبوں سے بگڑ گیا۔

مشکوٰۃ نبوت سے حضور سرورِ کائنات کے بعد جوں جوں زمانہ دور ہوتا گیا جہاں میں غیر اسلامی اثرات سرایت کرتے گئے۔ خود غرض امراء اور سلاطین نے حاکمیت الٰہیہ کی جگہ انسانی حاکمیت کی اشاعت اور نفاذ کو شعار بنا لیا۔ اگرچہ ضابطہ حیات کا ظاہری ڈھانچہ تو بدستور اسی حیثیت میں قائم رہا لیکن زندگی کی عملی اقدار میں ناخوشگوار تغیر رونما ہو گیا۔ مسلمان کے عمل کی ساری وسعتیں مذہبی رسومات تک سمٹ کر رہ گئیں۔ اس وقت سے لے کر اب تک ہماری زندگی ایک سازِ بے سوز اور ایک نغمہ بے کیف اور جسم بے جان بن چکی ہے۔ وقت کی گردشوں کو اگرچہ ہمارے دامنِ حیات سے اسلامی رنگ کو مٹانے میں بالکل کامیابی تو نہیں ہوئی تاہم اس رنگ کی بہت جھلکیاں چھٹ گئیں۔ اب تیس سال سے ہماری برادری کی انجمن اصلاحِ رسوم پر زور دے رہی ہے ہر سال کانفرنس میں اصلاح رسوم کے ریزولیوشن پاس ہوتے رہے۔ ہفتہ وار اخبار بھی ہر اشاعت میں اصلاح پر زور دیتا رہا لیکن اس کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ قوم بدستور اسی جاہلیت کی

Marfat.com

ڈگر پر چل رہی ہے جو شہنشاہی اور لادینی کے دور میں برادری پر مسلط ہو گیا تھا۔

بار بار کہنے اور کانفرنسوں میں تلقین کرنے کے باوجود کیوں اصلاح نہ ہوئی؟ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ برادری امراء کے نقش قدم پر چلتی ہے۔ امراء اپنی اصلاح کرنے کو تیار نہ ہوئے۔ انہوں نے بیاہ شادی پر بے جا خرچ کر کے اپنے آپ اور غریب برادری کے لئے تباہ کن نظیر قائم کی۔ لاہور شہر جہاں انجمن کا مرکز تھا اور جہاں ہر سال اصلاح رسوم پر زور دیا جاتا رہا۔ وہ آج بھی سب سے زیادہ اصلاح کا محتاج ہے۔ اصلاح رسوم پر لیکچر کرنے والے لاہور کے امراء نے اپنی چال نہ بدلی۔ اپنی اصلاح نہ کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس تیس سال میں لاہور شہر کی برادری انہی رسومات اور فضول خرچیوں کی بدولت اپنی زمین کے ۳/۴ حصہ کو گنوا بیٹھی۔ اب برادری کا متوسط طبقہ اور غریب طبقہ اس معاملے میں برادری کی تنظیم اور اصلاح کی پہل کرے۔ اس طبقہ کی اجتماعی قوت اور طاقت ہی ان امراء کو مرعوب کر سکتی ہے۔ اس ضمن میں میں ایک کامیاب تجربہ کا دوبارہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ لاہور شہر کی دیواروں سے دور ضلع لاہور میں ۱۸۹۸ء میں ضلع لاہور اور ضلع فیروز پور کی برادری کا اجتماع ہوا جس کا میں نے اس خطبہ میں ذکر کیا ہے۔ اس اجتماع میں برادری کے عوام کے سامنے بیاہ شادی اور غمی پر اسلامی شریعت کے مطابق ایک سادہ طریقہ بنا کر پیش کیا جسے سب نے قبول کیا۔ سب سے پہلے معززین نے اس پر عمل کیا۔ ہم نے دیکھا کہ اس نصف صدی میں ان علاقوں کی برادری کے عوام نے اس کو توڑنے کی آج تک ہمت نہیں کی سوائے معدودے چند آدمیوں کے جو لاہور شہر کی برادری کے ساتھ رشتہ کرنے سے سادگی چھوڑنے اور فضول رسومات ادا کرنے پر مجبور ہوئے جس کی بدولت وہ اپنی زمین اور جائداد کا کچھ حصہ گنوا بیٹھے۔ ان کے سوا اس ضلع کی برادری نے ۱۸۹۸ء سے آج تک دوگنا زمین اور پیدا کر کے اپنی خوشحالی میں اضافہ کیا ہے۔ یہ تو خوش قسمتی تھی کہ اس علاقہ کے امراء سب سے پہلے اصلاح کے لئے متوجہ ہوئے۔ اور کام بہت آسان ہو گیا۔ لیکن جہاں امراء فضول خرچیوں اور بے جا رسومات کو نہ چھوڑیں وہاں عوام کو ہی کچھ کرنا پڑے گا جو جاہلانہ رسومات کے نباہ میں تباہ ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

مذہب کا جاہلانہ تصوّر حضرات! دراصل بات یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں مذہب کا یہ عام تصوّر تھا

Marfat.com

کہ زندگی کے بہت سے شعبوں میں سے مذہب بھی ایک شعبہ تھا، یا دوسرے الفاظ میں یہ انسان کی دنیاوی زندگی کے ساتھ ایک ضمیمہ کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ مرنے کے بعد یہ دوسری زندگی میں نجات کے لیے ایک سارٹیفکیٹ کے طور پر کام آئے۔ دنیا کے سارے کام اپنے ڈھنگ پر چلتے رہیں۔ اور ان کے ساتھ چند مذہبی رسموں کو ادا کر کے خدا کو بھی خوش کیا جاتا ہے۔ یہ جاہلیت کا تصوّر تھا۔ ہزاروں برس سے جو مذہب کا غلط تصوّر وراثت میں منتقل ہوتا چلا آیا ہے۔ اس کی گرفت دماغوں میں ابھی تک جمی ہوئی ہے۔ اسی لئے جاہلانہ رسوم اور فضول خرچی سے لوگ باز نہیں آئے۔

مذہب کا اسلامی تصوّر

محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس غرض کے لیے مبعوث ہوئے وہ یہ تھا کہ مذہب کے اس جاہلانہ تصوّر کو مٹا کر ایک عقلی اور فطری تصوّر پیش کر کے اس کی اساس پر تہذیب و تمدّن کا ایک مکمل نظام قائم کر کے کامیابی سے چلا کر دکھادیں۔ دین وہ ہے جو زندگی کا ایک جزو نہیں بلکہ تمام زندگی ہو۔ ہر چیز کے صحیح و غلط ہونے میں امتیاز پیدا کرنے والی کسوٹی ہو۔ زندگی کے ہر ہر قدم پر راہ راست اور راہ کج کے درمیان فرق کر کے دکھائے، زندگی کے اس لامتناہی سفر میں جو دنیا سے لے کر آخرت تک مسلسل چلا جا رہا ہے۔ انسان کو ہر مرحلے کامیابی و سعادت کے ساتھ گزار دے۔

اسلام کی نگاہ میں دنیا اور آخرت دونوں ایک ہی مسلسل زندگی کے دو مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ سعی و عمل کا، دوسرا مرحلہ نتائج کا۔ اسلام نے مسلمانوں کو ایک مکمل ضابطہ زندگی دیا جو مسجد سے لے کر بازار تک طریق عبادت سے لے کر ریڈیو اور ہوائی جہاز کے طریق استعمال تک، غسل و طہارت سے لے کر بیاہ شادی اور جزوی مسائل تک، مکتب کی ابتدائی تعلیم سے لے کر آثار فطرت کے انتہائی مشاہدات اور قوانین طبعی کی بلند ترین تحقیقات تک تمام مسائل اور فکر و عمل کے تمام شعبوں کی راہ بتاتا اور مکمل نظام پیش کرتا ہے۔

اور یہ بیاہ شادی پر فضول خرچی تو ایک ضمنی سی بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم اسلام ہی سے دور ہو گئے ہیں۔ ہم نے عملی طور پر اس راہ پر عمل کرنا ہی چھوڑ دیا ہے جس کا نتیجہ ہماری عالمگیر تباہی و بربادی ہے جب تک ہم اس راہ پر نہیں آئیں گے۔ اس وقت تک کسی اصلاح کی امید نہیں کی جا سکتی۔

علمائے کرام اور اہل الرائے حضرات توجہ فرمائیں

لہٰذا ہمیں اپنی برادری کو اسلام کے نزدیک لانے

کے لئے ہر خطہ، ہر محلہ، ہر قصبہ اور ہر قریہ میں قرآن مجید کے درس اور شریعت اسلامی کی تعلیم کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ یہ معاملہ سب سے اہم اور سب سے ضروری ہے۔ وسائل اور اسباب کے متعلق غور و فکر اور صالح، باعمل آدمیوں کی خدمات کس طرح حاصل کی جائیں اور اس عظیم الشان پروگرام کی ابتدا کس طریق سے ہو۔ یہ سب باتیں علمائے کرام اور اہل الرائے حضرات کی خاص توجہ کی محتاج ہیں۔ برادری کو اس راہ پر چلانے کے لئے ضروری ہے کہ اہل الرائے اور علمائے کرام کی ایک کمیٹی ترتیب دی جائے جو لائحہ عمل اور پروگرام تجویز فرمائے۔ فرداً فرداً ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو سچا مسلمان بنائے اور اپنی ہر بات اور اپنا ہر کام شریعت کے مطابق کریں۔

حزب ارائیاں راولپنڈی

۹ ستمبر ۱۹۶۱ء کو راولپنڈی میں حزب ارائیاں کے چھٹے سالانہ اجلاس کی صدارت جناب سردار احمد علی صاحب رئیس گنجہ کلاں نے کی اور بڑا پُر مغز خطبہ دیا جس کی افادیت کے پیش نظر ہم اس کے چند اقتباسات یہاں درج کرتے ہیں:-

برادری کی پہلی کانفرنس

حضرات! ساٹھ ستر سال سے بزرگ برادری کی اصلاح اور اسلامی شعور پیدا کرنے کے لئے تگ و دو فرما رہے ہیں جس کے بہت اچھے نتائج نکلے۔ بیاہ شادی پر غیر شرعی رسومات کا انسداد اور تباہ کن فضول خرچی کا سیلاب روک دیا گیا۔ جس سے برادری کے ہزاروں گھرانے تباہی سے بچ گئے۔ تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ برادری کی عالمگیر جہالت کا سدِ باب ہوا، مقدمہ بازی کی رفتار مدہم ہوئی۔ کاشتکاری نے جو احساس کمتری پیدا کر دیا تھا وہ ختم ہوا اور ترقی کے ولولے دلوں میں اٹھنے لگے۔ یہ سب باتیں بزرگوں کی سال ہا سال کی کوششوں اور انتھک محنت کی بدولت ظہور میں آئیں۔ جس کی تفصیل طولانی ہے۔ میں بہت ہی اختصار سے بزرگوں کی محنتوں اور ان کے نتائج کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ برادری حالات کے مطابق ان کامیاب راہوں پر چل سکے اور اپنے دلوں میں خدمت کا جذبہ پیدا کر سکے۔

برادری کا پہلا اجتماع میرے دادا حاجی سردار نور محمد صاحب رئیس گنجہ کلاں کی صدارت میں

Marfat.com

ریلوے سٹیشن گنڈا سنگھ والا میں ۱۸۹۸ء میں منعقد ہوا۔ اس میں میاں جمال الدین رئیس اعظم باغبانپورہ بھی شریک ہوئے۔ دوسرا اجتماع ۱۹۰۲ء کو گنجہ کلاں میں انہی کی صدارت میں ہوا پہلے عظیم الشان اجتماع میں انہوں نے خطبہ صدارت میں سب سے زیادہ زور تنظیم اور اصلاح رسوم پر دیا۔ اسی اجتماع میں برادری میں شادی اور موت پر رائج شدہ غیر شرعی رسومات اور فضول خرچیوں کو بند کرنے کا سب سے تحریری عہد لیا گیا۔ ان کا چھپا ہوا خطبہ صدارت اور فضول خرچیوں سے باز رہنے کا عہد نامہ سالہا سال تک ان دونوں اضلاع کے علاوہ ضلع جالندھر اور منٹگمری کی برادری میں بھی تقسیم ہوتا رہا۔ برادری نے اس عہد کو نبھایا۔ بیاہ شادی کی تقریبوں پر بڑی سختی سے اس پر عمل ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان اضلاع کی برادری قرض اور من مانے سود در سود دینے کے خطرناک نتائج سے بچ گئی جو اس میں ہندو ساہوکاروں کا ہمنفع بخش کاروباری چکر چل رہا تھا جس کی بدولت نہ صرف ان کی اپنی زمینیں محفوظ رہیں بلکہ کفایت شعاری سے دگنی زمین انہوں نے اور حاصل کر لی۔

۱۹۱۵ء میں آنریبل میاں سر محمد شفیع صاحب کی زیر صدارت رائیں کانفرنس لاہور میں ہوئی جس میں میاں شاہ دین صاحب چیف جسٹس عدالت عالیہ پنجاب، ملک تاج دین صاحب اکونٹنٹ جنرل پنجاب، میرے دادا صاحب کے چھوٹے بھائی خان بہادر حاجی نور برہان صاحب رئیس گنجہ کلاں ملک التجار حافظ عبدالحلیم صاحب سرہندی، میاں نظام الدین صاحب ریٹائرڈ سیشن جج باغبانپورہ ملک دین محمد صاحب رئیس ساندہ کلاں لاہور، میاں غلام حیدر رکٹار بند لاہور وغیرہ اہم شخصیتوں نے بڑا سرگرم حصہ لیا۔ اس اجتماع کی بدولت برادری میں عالمگیر جدوجہد پیدا ہوئی اور دور دور سے برادری کی دعوت پر سالانہ کانفرنسیں ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ سرہند بستی، ریاست پٹیالہ میں میرے بزرگ خان بہادر حاجی نور برہان کی زیر صدارت برادری کا عظیم الشان اجتماع ہوا۔ یہ تحریک دیہات تک پھیلی۔ ایسا ہی برادری کا ایک اجتماع آنریبل میاں سر محمد شفیع صاحب کی زیر صدارت میرے گاؤں گنجہ کلاں دعثانوالہ میں بھی ہوا۔ ضلع منٹگمری میں میاں چراغ دین صاحب اور میاں نور محمد صاحب رئیسان برج جیوے خاں کی کوششوں سے برادری کا بہت بڑا اجتماع منٹگمری میں ہوا۔

اس آواز سے متاثر ہو کر برادری کی یہ اصلاحی تحریک ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل کلکتہ میں میاں محمد بشیر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کی زیر صدارت کانفرنس ہوئی۔ مارچ ۱۹۲۴ء میں

Marfat.com

آخری آل انڈیا راعی کانفرنس کا اجلاس جلال آباد ضلع بجنور یو. پی میں میرے بھائی مرحوم محمد شفیع صاحب کی زیر صدارت ہوا ان کو دیکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اکابرین برادری نے صرف اصلاح رسومات، تعلیم اور اسلامی شعور پیدا کرنے پر زور دیا۔ کبھی عصبیت کو نہیں ابھارا گیا بلکہ ہر ایک بزرگ نے یہی فرمایا کہ ہماری بزرگی تو مسلمانان عالم کا سب سے زیادہ خدمت گزار بننا چاہیے۔

اعتراف خدمات

حضرات! جن بزرگوں اور بھائیوں نے اصلاح رسومات و تنظیم کے سلسلہ میں سرگرم عمل رہ کر خدمات انجام دیں۔ اس کا اعتراف کرنا ہمارا فرض ہے۔ ان ہزار ہا بزرگوں اور بھائیوں میں سے صرف چند ایک کے نام آج دماغوں میں محفوظ ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی سے میں آپ کو روشناس کرانا چاہتا ہوں۔

میاں عبدالعزیز صاحب بارایٹ لاء، ملک محمد بشیر صاحب رئیس سانده کلاں لاہور، قاضی فتح محمد صاحب مرحوم انبالوی، خان بہادر میاں محمد سردار صاحب مرحوم پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب سائیں جلال دین صاحب بھاٹی دروازہ لاہور، میاں خدابخش صاحب مرحوم ذیلدار آنریری مجسٹریٹ لاہور، حاجی اللہ دتہ صاحب مرحوم لاہور، خان بہادر میاں چراغ دین صاحب مرحوم مزنگ لاہور، میاں احسان الحق صاحب سیشن جج جالندھر، صوفی اکبر علی صاحب مرحوم، ڈاکٹر مہر محمد فاضل صاحب مولوی پیر محمد صاحب مرحوم ننگل انبیار ضلع جالندھر، چوہدری احمد بخش صاحب مرحوم وکیل موگا ضلع فیروزپور، خان بہادر کپتان محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کرنال، سردار فضل محمد صاحب مدکھوکھر، چوہدری شیر محمد صاحب مرحوم سب رجسٹرار سابق ضلع امرتسر، چوہدری علی محمد صاحب ذیلدار مونگووال شیخوپورہ ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب سلیمی، میاں فتح اللہ صاحب مرحوم، میاں عبداللہ مرحوم، میاں نوراللہ صاحب سابق منسٹر لائل پور، سردار محمد حسین صاحب سابق ایم ایل اے ضلع لاہور، مہر اداوان صاحب مرحوم لاہور، ڈاکٹر فرید محمد بخش صاحب لاہور، مہر محمد صادق صاحب منسٹر لائل پور، ملک مظفر علی صاحب لائلپور، میاں محمد رمضان بیلین صاحب شیخوپورہ۔ میاں محمد عبداللہ صاحب ممتاز احمد ملتان، بیگم شاہنواز صاحبہ باغبانپورہ لاہور، میاں عبدالرشید صاحب سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ پاکستان، میاں دین محمد صاحب مرحوم ذیلدار و میاں فخرالدین صاحب اچھرہ لاہور، مہر خدابخش صاحب سابق ڈپٹی میئر لاہور، منشی بدرالدین صاحب، چوہدری رحمن خان صاحب لالہ موسیٰ چوہدری رحمت اللہ صاحب سابق ایم ایل اے بہاولپور، ملک التجار ملک نور احمد صاحب قلعہ گوجر سنگھ لاہور، چوہدری عبدالسلام صاحب سابق

Marfat.com

ڈپٹی منسٹر مرکزیہ۔ میاں محمد شریف صاحب اچھرہ ممبر کارپوریشن لاہور برادر نسبتی علم الدین سالک صاحب لاہور میاں محمد حنیف اسحاق صاحب بینکر امرتسری لاہور۔ خان صاحب میاں نور دین مرحوم لائل پور، چوہدری محمد حسین صاحب وائس چیئرمین کارپوریشن لاہور، چوہدری فرزند علی صاحب ایڈووکیٹ و سابق سپیکر بہاولپور، سر شاہنواز بھٹو مرحوم سابق وزیر اعظم جوناگڑھ، میاں نور احمد صاحب اچھرہ لاہور۔

حضرات! میں اس اجلاس میں آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کا مستند تاریخی حوالہ سے تعارف کرانا چاہتا ہوں تاکہ بے خبری اور تاریکی تار تار ہو اور آپ حضرات فراموش شدہ حقیقت کو تاریخ کی تیز روشنی میں دیکھ سکیں۔

ارائیں بہ حیثیت کاشتکار

فن زراعت میں ہماری برادری متحدہ ہندوستان میں عموماً اور شمالی ہند میں خصوصاً بڑی محنتی اور ماہر زراعت سمجھی گئی ہے۔ پنجاب کے ہر بڑے شہر کے میل ہا میل گرداگرد زمین کی سرسبزی ہماری برادری کی صدیوں تک رہین منت رہی۔ مغل شہنشاہوں نے بھی ملک کی زراعت کو فروغ دینے کے لئے ہمیشہ ارائیوں سے کام لیا۔ شہنشاہ شاہجہاں نے جب نئی دلی کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے پنجاب سے ارائیوں کو بلا کر دہلی کے ان اطراف میں جہاں زراعت ہو سکتی تھی، انہی کو آباد کیا۔ دہلی شہر کے گردونواح کی سبزی انہی کی بدولت حیرت انگیز مناظر دکھاتی رہی۔ عظیم الشان دہلی شہر مرکزی فوج اور قلعہ میں شہنشاہ کے بے شمار آدمیوں کے لئے موسم بے موسم پھل اور عمدہ اناج ان کی ہی محنت کی بدولت میسر آتا رہا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جس کو غیر ملکی غدر کہتے ہیں، دہلی کی برادری کے بہت سے دیہات ضبط ہوئے اور ان پر انگریز کا خصوصیت سے عتاب نازل ہوا لیکن اس جنگ کے بعد دہلی میں انہوں نے پھر اپنے قدم جما لیے۔ وہاں کی باہمت برادری اپنی زراعت کو پھر اسی معیار پر لے آئی۔ تقریباً ۹۰ سال بعد یعنی ۱۹۴۷ء کو سب سے پہلے دہلی کی سبزی منڈی اور ہماری برادری کے محلوں پر حملے ہوئے۔ دہلی کی بہادر ارائیں برادری نے حملہ آوروں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ پھر فوج مدمقابل ہوئی اور ان پر بے تحاشا گولیوں کی بارش کی گئی۔ تب کہیں جا کر یہ وہاں سے بے سروسامان نکلے اور پاکستان آنے پر مجبور ہوئے۔

Marfat.com

مغل دور میں تمام شاہی باغات حتیٰ کہ لاہور میں مغلوں کا مشہور شالامار باغ ہماری برادری نے لگایا۔ یہی اس کی غور و پرداخت صدیوں تک کرتے رہے جو آج تک باغبان پورہ برادری کے ایک سرکردہ گھرانے کی نسلاً بعد نسلاً تحویل میں چلا آرہا ہے۔ اسی طرح لاہور شہر کے اردگرد خصوصیت سے دریائے راوی کے کنارے میل ہا میل تک برادری کی مسلسل آبادیاں آج بھی اس بات کا پتہ دے رہی ہیں کہ یہاں کی سبزی مدت مدید سے انہی کی رہین منت چلی آرہی ہے۔

انگریزی دور میں بھی ارائیں بہترین کاشتکار اور زراعت کے ماہر تسلیم کئے جاتے تھے، اسی لئے ہر نئی آبادی مثلاً لائل پور، ضلع منٹگمری وغیرہ وغیرہ کی داغ بیل ڈالنے کے ساتھ عام طور پر ارائیوں کو آباد کرنا ضروری سمجھا گیا جنہوں نے بنجر علاقوں کو گل و گلزار بنادیا۔ پاکستان بننے پر زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ میں کوئی تمیز نہ رہی جنہیں زراعت پیشہ سے بحیثیت پیشہ براہ راست کوئی تعلق نہ تھا۔ انہیں شہروں کے گرد غیر مسلم زمینوں پر آباد کیا گیا۔ نتیجہ یہ کہ بڑے بڑے شہروں میں سبزی نایاب اور گرانقدر ہو گئی۔ یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ سبزی ترکاری اور اعلیٰ درجہ کی کاشتکاری ایک ایسا فن ہے جو برسوں کی مہارت اور سالہا سال کے عملی تجربہ کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ہر کاشتکار اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ نیز ہوشمندی کے ساتھ اس میں سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔

تھل کے وسیع علاقہ میں بھی ارائیوں کو اسی طرح نظر انداز کر دیا گیا اور شاید آج بھی نئی آبادیوں میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اس لئے نئی آبادیوں میں وہ خوشحالی جو ہونی چاہیئے نہیں ہو رہی کیونکہ غلط مہرے فٹ کرنے سے مشین صحیح طور پر کام نہیں کر سکتی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے محترم حکمرانوں کو توجہ دلائیں کہ ایسے حالات میں جبکہ ہم خوراک باہر سے منگا کر ملک کی ضروریات بمشکل پوری کر رہے ہیں، اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے اور چن چن کر ایسے لوگوں کو زراعت کے میدان میں موزوں جگہ پر لانا چاہیئے جو نسلاً بعد نسلٍ اس فن میں مہارت اور تجربہ رکھتے ہیں۔

لہذا ہر نئی آبادی کے نئے قصبوں اور شہروں کے اردگرد انہی کو خصوصیت سے آباد کیا جائے تاکہ سبزی ترکاری کی موجودہ سخت کمی اور بڑھتی ہوئی ضرورت کو یہ پورا کر سکیں۔

پیداوار بڑھانے کی اپیل | حضرات! حالات کا تقاضا ہے کہ برادری پیداوار

Marfat.com

بڑھانے کی طرف خاص توجہ دے۔ بڑھتی ہوئی ضروریات اور کمی خوراک ایک ایسا مسئلہ ہے کہ مغربی پاکستان کے دیہات میں پھیلی ہوئی ہماری وسیع برادری کی پُرجوش اجتماعی قوت اور سخت محنت اس مسئلہ کو بخوبی حل کر سکتی ہے۔

یہ مسلمہ بات ہے کہ پاکستان بھر میں ارائیں برادری کاشت کاری اور فن زراعت سے کما حقہ، واقف ہونے کے علاوہ بڑی محنتی ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ مجموعی طور پہ کاشت کاری میں ابھی تک کوئی دوسری برادری ان کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکی۔

اس لحاظ سے ملک میں پیداوار بڑھانے کی سب سے بڑی ذمہ داری آپ پر عاید ہوتی ہے۔ آپ پورے جوش اور ولولے سے اٹھیں۔ کمر ہمت باندھ کر اس مسئلہ کو اپنی ہمت سے حل کریں۔ برادری کے ہر فرد تک میرا پیغام پہنچا دیں کہ موجودہ کمی خوراک کا مسئلہ آپ نے اور صرف آپ نے حل کرنا ہے۔ اٹھیں اور بنجروں کو اپنی محنت سے اسی طرح آباد کریں جس طرح سے ہمارے آباؤ اجداد غیر مزروعہ زمینوں کو گل و گلزار بناتے چلے آئے ہیں۔

کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹیز حضرات! دنیا کے جملہ ترقی یافتہ ممالک مشینری سے بڑی کامیاب کاشت کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک پاکستان میں ٹریکٹر اور زراعتی مشینری کی تیاری میں ابھی کافی وقت درکار ہے۔ باہر سے منگوائے ہوئے ٹریکٹرز، سپیئر پارٹس کی نایابی، ورکشاپوں کی عدم موجودگی، مکینکوں، مستریوں کی کمی کی بدولت یہ ابھی عالمگیر کامیابی حاصل نہیں کر سکتی لیکن وہ زمانہ آ رہا ہے جب یہاں بھی جملہ کاشت مشینری سے ہوا کرے گی۔ ہمیں ابھی سے اس کی تیاری کرنی چاہیئے۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم انفرادی طور پر کاشت کرنے کی بجائے فارمنگ سوسائٹیز بنا کر اجتماعی کاشت کی ہر ضلع میں ابتدا کریں۔ اس صورت میں ہم ٹریکٹرز اور ترقی دادہ اوزاروں کو کام میں لا کر اجتماعی قوت سے ملک کی پیداوار بڑھا سکتے ہیں اور خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں نیز ہم بہترین بیج پیدا کر کے ملک کی کاشت کو بڑا فروغ دے سکتے ہیں۔ آپ فارمنگ سوسائٹیاں بنا کر مشینری سے کاشت کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ خود فائدہ اٹھائیں اور ملک کی خدمت کریں۔

تعلیم حضرات! اس زمانہ میں جاہل کا کوئی کام نہیں۔ نہ وہ اپنا مفہوم سمجھا

Marfat.com

سکتا ہے۔ اور نہ کسی مہذب سوسائٹی میں بات کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ برادری کا ہر کنبہ اپنے بچوں کو تعلیم دلائے۔ جو لڑکے ہونہار نکلیں ان کو اعلیٰ تعلیم دلائیں۔ اس معاملہ میں جہاں ضرورت امداد کی ہو وہاں برادری کے متمول آدمی اور ہماری انجمنیں ضرور امداد فرمائیں۔ تعلیم کے متعلق تو میں یہاں تک عرض کروں گا کہ برادری کے ہر پڑھے لکھے کا فرض ہے کہ وہ بالغ ناخواندوں کو فرصت کے وقت خود پڑھائے۔ اگر ہر آدمی پانچ بالغوں کو پڑھانے کا عہد کر کے سرگرم عمل ہو جائے تو جہالت دور ہو جائے۔

اصلاح رسومات

برادران! شادی غمی کی تقریبات شرعی حدود کے اندر رہ کر سادہ اسلامی طریقہ سے کریں۔ فضول خرچی تباہی و بربادی کا سامان مہیا کرتی اور ذلت و رسوائی سے دوچار کر دیتی ہے۔ ہندووانہ رسومات کو جاری رکھنا اب کوئی معنی نہیں رکھتا۔ گو خدا کا شکر ہے کہ اس معاملہ میں مسلسل تلقین سے کافی اصلاح ہو چکی ہے۔ لیکن اب بھی برادری کے بعض حلقے اور گوشے حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ برادری کا فرض ہے کہ ان تمام گوشوں کو بند کر کے اسلامی شرافت اور سادگی اختیار کرنے پر سب کو مجبور کرے۔

برادری کی ڈائریکٹری

ہماری وسیع برادری ملک کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہے کراچی سے لے کر پشاور کے پرے تک برادری کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے۔

شاید پشاور کے پرے کی آبادی سے آپ آشنا نہ ہوں۔ سلطان محمود غزنوی سندھ کے شہر منصورہ اور ملتان کو فتح کر کے جب واپس لوٹا تو کچھ ارائیں خاندان اس کے ہمراہ چلے آئے جو آزاد قبائل کے علاقے میں آباد ہو گئے۔ آج بھی ان کی خاصی تعداد وہاں موجود ہے جو اپنے آپ کو ارائیں کہتے ہیں۔ یوپی۔ دہلی، بمبئی، احمد آباد اور مغربی بنگال وغیرہ کے بہت سے ارائیں خاندان پاکستان بننے پر کراچی اور حیدر آباد سندھ میں آباد ہوئے۔ ان میں زیادہ تر تاجر اور کارخانہ دار ہیں جو کامیابی اور عمدگی سے وہاں کاروبار چلا رہے ہیں۔

اب سے ستر سال بیشتر جالندھر سے چند ارائیں خاندان ضلع میرپور (سندھ) میں آکر آباد ہوئے پھر ہر سال ان کے بھائی بند وہاں آکر آباد ہوتے رہے۔ اب ضلع میرپور (تھرپارکر) کی تمام تحصیلوں

Marfat.com

میں ان کے کئی دیہات آباد ہیں۔ جنہوں نے وہاں کی زراعت کو چار چاند لگا رکھے ہیں۔ ان کا ایک ہائی سکول بھی مدت سے چل رہا ہے۔ اسی طرح سندھ کے دیگر اضلاع میں بھی بڑی کثرت سے پنجاب سے گئی ہوئی برادری موجود ہے۔

اس کے علاوہ سندھ میں ہزاروں کنبے ہماری برادری کے ایسے موجود ہیں جو محمد بن قاسم سے لے کر آج تک سندھ میں ہی رہے۔ ان کی زبان اور لباس اسی طرح کا ہے جیسا سندھی مسلمانوں کا ہوتا ہے۔ وہ بڑے فخر سے اپنے آپ کو ارائیں کہتے ہیں۔ ان میں کئی خاصے تعلیم یافتہ اور متمول ہیں۔ عام طور پر وہ زمینداری کرتے ہیں۔

سابق ریاست بہاولپور میں تو برادری کی کئی لاکھ تعداد آباد ہے ضلع منٹگمری اور ضلع ملتان میں خاصی تعداد آباد ہے۔ اضلاع منٹگمری اور لاہور اور لائل پور میں کئی لاکھ ہیں جو زراعت کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ غرضیکہ برادری ہر ضلع میں موجود ہے۔ ہم ایک دوسرے سے آشنا نہیں اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ چیدہ چیدہ خاندانوں اور برادری کے سرکردہ اشخاص اور تعلیم یافتہ اشخاص کی ایک ڈائرکیٹری تیار کی جائے جس سے ہم ایک دوسرے سے واقف تو ہو سکیں ڈائرکٹری کی تیاری ایک آدمی کے بس کی بات نہیں اس لئے ہمیں مختلف جگہوں پر برادری کی کمیٹیاں بنا کر علاقے سپرد کر دینے چاہئیں تاکہ آسانی سے ڈائرکیٹری تیار ہو سکے۔

برادری کی اصلاح اور تنظیم صرف خدمت اسلام کیلئے ہے

حضور سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد تقریر فرمائی کہ:

"سب لوگ آدم کے فرزند ہیں۔ اور آدم مٹی سے بنایا گیا تھا۔ خدا فرماتا ہے کہ لوگو ہم نے تم کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا اور گوت قبیلے سب پہچان کے لئے بنائے ہیں اور خدا کے ہاں تو اس کی عزت ہے جو پرہیزگار زیادہ ہو۔۔۔"

حضرات! یاد رکھئے اپنی برادری کے دلوں میں عصبیت کا جذبہ پیدا نہیں کرنا چاہیئے سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ ہماری برادری کے اجتماع صرف رسومات کی اصلاح کرنے برائیوں اور فضول خرچیوں سے بچنے، تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلانے اور زیادہ سے زیادہ اسلامی

Marfat.com

شعور پیدا کرنے کے لئے ہیں تاکہ ہم عالم اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں اور اسلامی برادری میں اپنا مقام پیدا کر سکیں۔

رفتارِ زمانہ حضرات! آج زمانہ صدیوں کی منزلیں گھڑیوں میں طے کر رہا ہے۔ دیکھتے دیکھتے ترقی یافتہ ممالک کہاں سے کہاں جا پہنچے ہیں۔ وہ ستاروں پر کمند ڈالنے اور چاند میں آبادیاں قائم کرنے کے سامان کر رہے ہیں۔ ان کے راکٹ فضا میں گھوم رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایٹم اور ہائیڈروجن بم سے زیادہ مہیب عالمگیر تباہی لانے والی چیزیں بھی بنا رہے ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے کھربوں روپے خرچ کر رہے ہیں اور ان ہولناک ہتھیاروں کی تیاری سے وہ لرز بھی رہے ہیں کہ کہیں یہ مہلک ہتھیار خود ان کو اور دنیا کو تباہ نہ کر دیں۔ ان حالات کو دیکھ کر اب تو مغرب کے عقلمند بھی دبی زبان میں کہہ رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرام اور اصولوں کو اپنائے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا۔

کیا یہ ہولناک ایجادیں اور اڈانیں دلوں کو مطمئن کر سکتی ہیں؟ خوشی اطمینانِ قلب کا نام ہے۔ اگر دلوں میں اطمینان نہ ہو تو خوشی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ یہ اطمینانِ قلب کا نسخہ تو صرف خدا اور رسولؐ کے فرمائے ہوئے قانونِ حیات سے ہی ملے گا۔

مسلمانانِ عالم مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ان کے پاس اسلام کا ایک مکمل ضابطۂ حیات ایسا نسخہ کیمیا اور ایسی آسمانی کتاب موجود ہے جس کے کسی ایک لفظ کی زیر زبر میں بھی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔

عالمِ اسلام کے تقریباً تمام ممالک آزاد ہو چکے ہیں، بقیہ یقینی طور پر بہت جلد آزاد ہو جائیں گے۔ افریقہ کا تاریک براعظم جس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے انگڑائیاں لے کر بیدار اور آزاد ہو رہا ہے۔

خطۂ اسلام قدرت کے خزانوں سے بھی مالا مال ہے۔ الجزائر سے پاکستان اور انڈونیشیا تک مسلمان نئی کروٹ لے رہے ہیں۔ دلوں میں نئے نئے ولولے اٹھ رہے ہیں صدیوں غافل اور غلام رہنے والا منجمد خون تیزی سے رواں دواں ہے۔ عالم اسلام میں غاصبانہ قابضین کو گوشے گوشے سے باہر نکالا جا رہا ہے۔

Marfat.com

علامہ اقبال نے فرمایا تھا ؎

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا

ایسے نازک ترین وقت میں ہر مسلمان، ہر خاندان اور ہر برادری پہ ایک فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ سنجیدگی سے اپنی اپنی اصلاح کے لئے کمربستہ ہوں۔ دلوں کے جمود کو توڑیں جاہلیت کی تقلید اور غیر شرعی رسومات چھوڑ دیں عوام میں خدمت خلق کا جذبہ اپنے عمل اور کردار سے پیدا کریں۔ ہمارا یہ اجتماع اسی مقصد کے لئے ہے کہ ہم اپنی شریف اور محنتی برادری کو اصلاحی اور تعمیری کاموں میں لگائیں۔ ان کو علم حاصل کرنے اور فنی تعلیم کی طرف توجہ دلائیں۔ ان میں اصلاحی شعور پیدا کریں تاکہ ہم اسلام کے ضابطہ حیات پر عمل کر کے عالم اسلام کے لئے تقویت کا باعث بن سکیں۔

برادری کی خصوصیات

اس میں کوئی شک نہیں کہ ارائیں برادری کو بالطبع فن زراعت سے شغف رہا ہے اور اب تک ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ زندگی کے دیگر شعبوں سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ میں اوپر واضح کر چکا ہوں کہ ہماری برادری عرب کا شجاع اور نبرد آزما قبیلہ ہے جو ابتدائے اسلام کے دور میں جہادوں کی صف اوّل میں رہا ہے۔ اسی طرح بعد کے ادوار میں بھی اپنی دماغی صلاحیتوں کو ہر صف میں امتیازی حیثیت سے بروئے کار لاتا رہا ہے۔

انگریزی دور حکومت میں جب علم کے دروازے عام و خاص کے لئے کھل گئے تو ہماری برادری کے افراد ہر شعبہ میں کمال علم سے بہرہ اندوز ہو کر ستارہ بن کر چمکے۔ فلسفہ۔ سیاست۔ عدلیہ۔ انتظامیہ کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جہاں ہماری برادری کی چیدہ شخصیتیں اپنی دانشمندی، وسیع النظری قوت عدل و انصاف اور علمی قابلیت کا سکہ نہ منوا رہی ہوں۔ اسلامی تصوف کے سلسلہ میں جو رشد و ہدایت کا سرچشمہ جاری تھا۔ اس سے اس برادری کی مقدس ہستیاں اس حد تک فیض یاب ہوئیں کہ خود ان کے سلسلہ سے نور کی ندیاں جاری ہو گئیں۔ حضرت عنایت شاہؒ حضرت بلھے شاہؒ قصوری کے پیر و مرشد ہوئے اور حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ شرقپوری نقشبندی کا مزار مبارک ہزاروں متلاشیان حق کے لئے چشمہ ہدایت بنا ہوا ہے۔

Marfat.com

علم و فلسفہ کے میدان میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبہ فلسفہ کے چیئرمین ہماری برادری کے ہی فرد برسوں تک متمکن رہے۔ انگریزی دور میں پنجاب اور سندھ کی زمام سیاست بالخصوص ہماری برادری کے ہاتھ میں رہی۔ مثلاً پنجاب میں سر میاں محمد شفیع، سندھ میں سر شاہنواز بھٹو وغیرہ نے اپنی صلاحیتوں کو ہمیشہ ملک و قوم کے لئے وقف رکھا ہے جنگ آزادی ہند جس کا آغاز عملی حیثیت سے دراصل تحریک خلافت سے ہوتا ہے۔ پنجاب میں اس کے بانی مبانی ہماری برادری کے اکثر سرکردہ حضرات ہیں۔ پاکستان نیوی کے ایڈمرل مسٹر چودھری آپ حضرات کے سامنے ہی ہیں جنہوں نے اپنی صلاحیتوں سے بحری قوت میں کافی اضافہ کیا ہے۔ غرض اسی طرح اگر نام گنوائے جائیں تو ہزاروں کی تعداد بن جائے گی۔ جو مملکت کے ہر شعبہ میں ایک ممتاز حیثیت سے نظر آئیں گے۔

حضرات! مختصراً اس ذکر سے میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی صلاحیتوں کو ہر شعبہ میں بروئے کار لائیں اور پاکستان کی تقویت کا باعث بنیں۔

انجمن ارائیان پاکستان لاہور

یہ انجمن آل انڈیا انجمن راعیان ہند کی جانشین ہے۔ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر مرحوم مدتوں اس کے صدر رہے۔ جسٹس میاں عبدالرشید صاحب اس انجمن کے صدر، بیگم شاہنواز صاحبہ نائب صدر، ملک محمد بشیر صاحب مرحوم رئیس ساندہ کلاں جنرل سیکرٹری رہے۔ اور میاں بدرالدین صاحب آفس سیکرٹری رہے۔ انجمن کے اجلاس وقتاً فوقتاً ہوتے ہے ہیں مگر پاکستان کی سطح پر کبھی جلسہ یا کانفرنس نہیں ہوئی۔ انجمن ایک ماہنامہ "الراعی" بھی شائع کرتی رہی ہے یہ ماہنامہ کچھ عرصہ بند رہنے کے بعد یکم جنوری ۱۹۶۴ء سے پھر جاری ہوا ملک محمد بشیر صاحب مرحوم کی وفات کے بعد نئی ادارت اور نئے پبلشر کے ساتھ شائع ہوا تھا مگر نہ باقاعدگی ہے نہ مضامین کسی کام کے۔ انجمن کا بنا آئین بھی نہیں بن سکا۔ سردار احمد علی صاحب جو کبھی صدر بننے تھے اب تک چلے آرہے ہیں۔ انجمن ایک جسد بے روح بن کر دی گئی ہے۔

Marfat.com

ارائیں گریجوایٹس (اوج) پاکستان لاہور

برادری کے نوجوان گریجوایٹس نے ایک سوشل آرگنائزیشن کے طور پر بناڈالی ہے اس کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں۔

(۱) اسلامی نظریات کی روشنی میں عالمگیر انسانی اقدار اور نصب العین کے فروغ کیلئے کوشش کرنا۔

(۲) ممبروں میں زیادہ سے زیادہ رابطہ اور بھائی چارہ کے جذبات ابھارنے کے لئے جدوجہد کرنا۔

(۳) آرٹ اور سائنس کے فروغ کیلئے دانشوروں سے رابطہ قائم کرنا

(۴) خیراتی اور عوامی بہبود کی بنا پر بے آسرا، غریب، بیمار اور ناکارہ افراد کی مدد کرنا۔

(۵) یہ تنظیم غیر سیاسی ہوگی اور خالصتاً معاشرتی بہبود اس کا مقصد ہے۔ ممبروں کے درمیان ہم جذبات اور باہمی تنظیم کے جذبات کو فروغ دے گی اور سکالرز کار تہذیبی تعلیمی روابط تک محدود ہوگا۔

انجمن کے قواعد و ضوابط چھپ چکے ہیں:

دفتر کا پتہ: الشجر بلڈنگ متصل نیو لاہور کالج نیلا گنبد لاہور ہے

انجمن فلاح راعیان لاہور

مشرقی پنجاب کے مہاجرین جو لاہور کے علاقہ رام نگر، سنت نگر، کرشن نگر میں آباد تھے نے اپنی فلاح و بہبود کے پیش نظر برادری کی ایک مقامی انجمن کی بنیاد ۱۹۶۰ء میں ڈالی جس کے جنرل اجلاس ہر سال منعقد ہوتے رہے۔ اس کے عہدیداروں کے نام یہ ہیں۔

۱: چوہدری محمد بشیر حسین (مرحوم) ایڈووکیٹ (صدر) سنت نگر لاہور۔

۲: چوہدری نعمت اللہ ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول سنت نگر لاہور (نائب صدر)

۳: حاجی سردار محمد (پبلشر کتاب گھر) علمی کتاب خانہ۔ اردو بازار لاہور (سیکرٹری)

Marfat.com

۴: چوہدری محمد علی (سپرنٹنڈنٹ ریلوے) کرشن نگر (جوائنٹ سیکرٹری)

۵: چوہدری محمد علی سیکشن آفیسر سلیجیہ سنت نگر لاہور (پروپیگنڈہ سیکرٹری)

۶: چوہدری محمد اقبال اکاؤنٹس آفیسر رام نگر لاہور (خزانچی)

نوٹ :- پچھلے دنوں اس انجمن کے صدر چوہدری محمد بشیر حسین ایڈووکیٹ وفات پا گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون - مرحوم بڑے ہمدرد اور برادری کے قابل فخر فرد تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

دیگر معزز ممبران میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۷: چوہدری محمد اسحاق صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری ریونیو۔ کرشن نگر۔ لاہور (سابق صدر)

۸: میاں فضل محمد (مالک سٹیل انڈسٹری بادامی باغ لاہور) (سابق صدر)

۹: میاں عبدالغنی روحی ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل (کرشن نگر لاہور) (سابق نائب صدر)

۱۰: حاجی شوکت علی اسسٹنٹ انجینئر ٹیلیفون (اسلام آباد) کرشن نگر لاہور۔

۱۱: میاں محمد منیر مسلم بی۔اے (ریٹائرڈ انسپکٹر ریلوے) کرشن نگر لاہور یہ بلند پایہ شاعر ہیں۔

۱۲: میاں عبدالعزیز (اسسٹنٹ اکاؤنٹس) پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

۱۳: چوہدری محمد شفیع (اسسٹنٹ سپلائی اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹرل - کرشن نگر۔ لاہور

۱۴: چوہدری منیر کمال سپرنٹنڈنٹ محکمہ معدنیات رام نگر لاہور

نوٹ :- چوہدری محمد علی سیکشن آفیسر اور میاں عبدالعزیز بھی پچھلے دنوں وفات پا گئے۔ دونوں قوم کے سچے خادم تھے۔ اللہ تعالیٰ جنت نصیب کرے۔ آمین

فرینڈز میوچل بینیفٹ سوسائٹی لاہور

۱۹۶۰ء میں ضلع لائل پور کی برادری کے چند افراد نے جو بسلسلہ ملازمت یا کاروبار لاہور میں مقیم تھے، اپنی سہولت کے پیش نظر ایک غیر سیاسی انجمن کی بنیاد ڈالی جس کے درج ذیل اغراض و مقاصد تھے۔

Marfat.com

۱:- ضلع لائل پور کی برادری کے افراد جو لاہور میں مقیم ہیں، کو ایک دوسرے کے قریب سے قریب تر لانا۔

۲:- باشندگان علاقہ مذکور کے لئے لاہور میں مستقل رہائش کے مسئلہ کا حل تلاش کرنا۔

۳:- ممبران کی اجتماعی اور انفرادی بہبود کے لئے کوشاں رہنا۔

۴:- ایسے قانونی ذرائع اختیار کرنا جن سے ممبران میں کفایت شعاری، اشتراک باہمی اور اپنی مدد آپ کی صفات اجاگر ہوں۔

رہائش کے مسئلہ کے حل کے لئے فرینڈز موبوچل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی قائم کر دی گئی۔ جس کے اہتمام سے اتحاد کالونی کی صورت میں مرکز قائم کر دیا گیا جس نے ایک سو کے لگ بھگ عمدہ صاف ستھرے گھر تیار کرلئے اور اب یہ فخریہ کہا جا سکتا ہے کہ لاہور کی تمام غیر سرکاری بلکہ سرکاری کالونیوں سے بھی بدرجہا بہتر یہ کالونی ہے۔ صاف ستھری گلیاں، چلڈرن پارک، مارکیٹ، جامع مسجد، ہوادار مکانات غرضیکہ ہر سہولت یہاں موجود ہے۔

لیکن ان سب باتوں کے علاوہ قابل رشک وہ ماحول ہے جو نئی نسل کے لئے پیدا ہو چکا ہے۔ قتل، اغوا، زنا، شراب، فواحش وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا، تمام ممبران گناہ صغیرہ سے بھی پرہیز کرتے ہیں مثلاً سگریٹ نوشی، لہو ولعب وغیرہ وغیرہ۔ تعلیم میں بچوں نے بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ امسال دس لڑکے لڑکیوں نے امتحان دیا۔ سب کے سب کامیاب ہوئے اور تین نے وظیفہ حاصل کیا۔ ان تمام کامیابیوں کا سہرا مندرجہ ذیل ممبران کے سر ہے۔

(۱) چودھری غلام احمد ڈپٹی سیکرٹری انفارمیشن دسنٹرل، (۲) چودھری حیدر علی، (۳) چودھری عبدالغفار (۴) چودھری محمد حسین اندرا (۵) چودھری محمد اعزا (۶) چودھری محمد شریف وغیرہ مزید قابل ذکر نام کتاب کے آخر میں درج ہوں گے۔

انجمن ارائیاں ماڈل ٹاؤن لاہور

پریذیڈنٹ خان بہادر میاں محمد یوسف۔

Marfat.com

سینیئر وائس پریذیڈنٹ ملک اکرام الٰہی۔

وائس پریذیڈنٹ (۱) میجر ڈاکٹر غلام علی۔

وائس پریذیڈنٹ (۲) کیپٹن الحاج غلام محمد

وائس پریذیڈنٹ (۳) چودھری احسان الحق

وائس پریذیڈنٹ (۴) میاں محمد شفیع (م۔ش) ایم۔اے

وائس پریذیڈنٹ (۵) چودھری برکت اللہ

وائس پریذیڈنٹ (۶) چودھری مقصود احمد

جنرل سیکرٹری عبدالرشید تبسم ایم۔اے

جائنٹ سیکرٹری میاں منور احمد

فنانشل سیکرٹری میاں محمد نسیم

سیکرٹری پبلسٹی و تعلقات عامہ چودھری احمد دین

ان عہدیداروں کے علاوہ حاضرین میں سے مندرجہ ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔
میاں محمد طفیل، میاں ظہور الحق، چودھری خوشی محمد، چودھری محمد حسین، میاں سلیم احمد
چودھری اقبال احمد، چودھری عبدالعزیز۔

انجمن ارائیں خواتین لاہور

(۱) صدر پروفیسر بیگم الحاج ڈاکٹر محمد انوار الحق ایم۔اے۔

(۲) نائب صدر بیگم الحاج ایم۔اے حکیم

(۳) جنرل سیکرٹری بیگم طیبہ شاہد نسیم احمد۔ایم ایس۔سی۔

(۴) فنانشل سیکرٹری بیگم خمسہ محمد نسیم

(۵) سیکرٹری نشرو اشاعت بیگم ممتاز رشید بی۔اے۔بی۔ایڈ

ممبرات:۔ بیگم صاحبہ صوفی حمید علی۔ آپا شمیم جالندھری صاحبہ بیگم صاحبہ ملک محمد بشیر
بیگم صاحبہ ملک محمد مشتاق احمد، بیگم صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد، بیگم صاحبہ ملک اکرام الٰہی۔ بیگم صاحبہ

Marfat.com

ملک محمد اکرم، بیگم صاحبہ ملک صفدر جنگ۔ بیگم صاحبہ فاروق احمد علی۔ مسز احمد ربانی ایم۔اے لیکچرار لاہور کالج آف ویمن لاہور۔ مسز مسرت جاوید بی۔اے ہیڈ مسٹرس التدریس راج گڑھ لاہور، بیگم صاحبہ چوہدری محمد حسین ۴۴۔اے ماڈل ٹاؤن لاہور۔

انجمن ارائیاں گجرات

صدر الحاج چودھری محمد حسن

نائب صدر چودھری محمد یوسف (لالہ موسیٰ)

جنرل سیکرٹری میاں محمد اشرف تنویر ایڈووکیٹ

معاون سیکرٹری مولانا رحمت اللہ مدنی

ممبران:۔ چوہدری رحمت خاں چودھری محمد شریف سلیمی تمر (صدر ینگ مینز رائیں ایسوسی ایشن گجرات شہر)

تنظیم الراعی اوکاڑہ

پاکستان بنتے ہی اوکاڑہ کی ارائیں برادری نے یہ محسوس کیا کہ برادری کی ایک باقاعدہ تنظیم معرض وجود میں آجائے تاکہ وہ اپنے مسائل خود حل کر سکیں لہٰذا تحصیل کی سطح پر دو دفعہ انجمن راعیاں بنائی گئیں لیکن عدم دلچسپی کی نذر ہو گئیں۔

آخر نوجوانوں نے اپنی برادری کی شیرازہ بندی کا بیڑا اٹھایا اور چوہدری محمد حفیظ جاوید ایڈووکیٹ مرحوم، چوہدری محمد ارشاد اور چوہدری اکرام الحق ایڈووکیٹ نے مل کر ۲۸ جون ۱۹۷۰ء کو ایک غیر معمولی اجلاس بلا کر تنظیم الراعی اوکاڑہ کی داغ بیل ڈالی۔ جس میں دس ممبران پر مشتمل مجلس عاملہ اور چوہدری محمد ارشاد کنوینر، چوہدری محمد یوسف خزانچی منتخب ہوئے اور نوجوانوں نے برادری کو منظم کرنے کے لئے شب و روز محنت

Marfat.com

شروع کردی۔ مگر لبعدازاں ہندوستان سے جنگ اور ملک کی سیاسی صورت حال کے پیش نظر تنظیم کی سرگرمیاں ماند پڑگئیں۔ بالآخر چوہدری غلام محمد اور چوہدری عبدالمجید کی تحریک پر برادری کی شیرازہ بندی کے کام کو وسیع تر بنیادوں پر چلانے کے لئے مورخہ ۹ رجون ۱۹۷۲ء کو تنظیم الراعی اوکاڑہ سب ڈویژن کا ایک غیر معمولی اجلاس بلایا گیا اور نئے سرے سے مجلس انتظامیہ اور عہدے دار چنے گئے۔

میاں نذیر احمد مرحوم ومغفور برج جیوے خاں اس اجلاس میں پیش پیش تھے۔ برادری کے وسیع تر مفاد کی خاطر مندرجہ ذیل اصحاب کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

(۱) کنوینئر:۔ چوہدری محمد ارشاد (محلہ علی پور H بلاک اوکاڑہ)

(۲) نائب کنوینئر:۔ چوہدری سجاد احمد (چوک وینس سینما دیپالپور روڈ اوکاڑہ)

(۳) جنرل سیکرٹری:۔ چوہدری عبدالمجید (عرفان فارماسٹیکل لیبارٹریز ساہیوال روڈ اوکاڑہ)

(۴) خزانچی۔ چوہدری محمد یوسف (یونس جیولرز، صدر بازار، اوکاڑہ)

اسمائے گرامی سرگرم اراکین تنظیم الراعی اوکاڑہ

چوہدری غلام محمد۔ چوہدری واجد علی۔ ڈاکٹر محمد سلیم۔ میاں ظفر اقبال ایڈووکیٹ چوہدری غلام حسین۔ چوہدری وحیدالدین۔ سردار سلطان احمد۔ حاجی عبدالحق چک 14/D۔ حاجی محمد شفیع سبزی منڈی۔ حاجی محمد دین۔ چوہدری عبدالرشید گوگیروی ایڈووکیٹ ماسٹر سلطان احمد سلیمی۔

نئی انتظامیہ نے تنظیم الراعی اوکاڑہ کے لیے ایک قابل عمل منشور مرتب کرکے اراعیں برادری کی تنظیم نو کا آغاز کیا۔ اوکاڑہ شہر کے محلوں، قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں تنظیم کی شاخیں قائم کیں اور برادری میں ایک جوش اور ولولہ بیدار کر دیا۔ یہ تنظیم الراعی اوکاڑہ ہی کی مساعی جمیلہ تھی جس کی تحریک پر ایک تاریخی اور عظیم الشان الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر (میرپور) میں انعقاد پذیر ہوا۔ اور صوبائی سطح پر برادری کی شیرازہ بندی کا آغاز ہوا۔

الراقم:۔ جنرل سیکرٹری

Marfat.com

حزب راعیان، راولپنڈی

(الف) تعارف

آج سے بیس سال قبل راولپنڈی کی اراعیں برادری نے مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد کے حصول کیلئے "حزب راعیان" کے نام سے ایک انجمن تشکیل دی۔

(۱) مذہب کی روشنی میں برادری کی شیرازہ بندی کرنا، اس کی اقتصادی اور معاشی حالت کو سیاست سے علیحدہ رہ کر بہتر بنانا۔

(۲) باہمی تنازعات کا پنچایت کے ذریعہ تصفیہ کرنا۔

(۳) برادری میں تحصیل علم کے شوق کو فروغ دینا

(۴) اسلامی نظریات سے متصادم رسومات کو بتدریج ترک کرنا۔

(۵) برادری کے نادار افراد، بیوگان، طلباء اور یتیموں کی حتی الامکان مدد کرنا۔

(۶) رفاہ عامہ کے کاموں مثلاً شفا خانے، سرائے، کنوئیں، اسکول، لائبریری وغیرہ کی تعمیر میں حصہ لینا۔

(۷) امداد باہمی کے اصولوں پر ضروریات زندگی فراہم کرنا اور منصفانہ طور پر ان کا برادری میں تقسیم کرنا۔

(ب) چند اقدامات جو گذشتہ سالوں میں اٹھائے گئے۔

(۱) **ڈائریکٹری ارائیں برادری کی اشاعت**:۔ برادری میں تنظیم اور باہمی روابط کو فروغ دینے کی خاطر ستمبر ۱۹۷۲ء میں ڈائریکٹری ارائیں برادری شائع کی گئی جس میں راولپنڈی کے علاوہ اسلام آباد، واہ چھاؤنی، گوجرخاں منگلاڈیم موضع سہر (تحصیل کہوٹہ) میں بسنے والے احباب کے اسماء بھی شامل ہیں۔ اس سے برادری خاطر خواہ استفادہ کر رہی ہے اور اس کی مدد سے تنظیم اور باہمی روابط کو خاصی تقویت پہنچی ہے۔

(۲) **وظائف کا اجراء** ۷۵-۱۹۷۴ء:۔ کے تعلیمی سال سے میڈیکل کی ایک

Marfat.com

طالبہ اور ایک طالبعلم کو پچاس روپے فی کس ماہانہ وظیفہ دیا جا رہا ہے۔ آئندہ وظائف کی تعداد اور رقم بڑھانے کا پروگرام ہے۔

(۳) **فری کوچنگ سنٹر** ؛ اکتوبر ۱۹۸۴ء سے "فری کوچنگ سنٹر" کا قیام عمل میں لایا گیا جس سے برادری کے ان طلباء کو جو راولپنڈی کے مختلف کالجوں میں زیر تعلیم ہیں مدد مل رہی ہے۔ اس کو مزید فائدہ مند بنانے کی کوششیں جاری ہیں۔

(۴) **موزوں رشتوں کی تلاش** :۔ مقامی انجمن برادری کے افراد کی، برادری میں موزوں رشتے تلاش کرنے میں بھی خاطر خواہ رہنمائی کر رہی ہے۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ ہم راولپنڈی کے علاوہ دوسرے اضلاع کے چند خاندانوں میں بھی قرابت پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ کام نہائت رازداری سے کیا جاتا ہے۔ آئندہ بھی اگر برادری کے کسی فرد کو ہماری خدمات درکار ہوں تو یہ ادارہ اپنی بساط کے مطابق خدمت بجا لانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گا۔ اس سلسلے میں جو فیملی فارم مرتب کیا گیا ہے اس کی دو کاپیاں بھی منسلک ہیں۔

(۵) **ترکِ رسومات کی مہم**۔ گذشتہ سال سے "ترک رسومات تحریک" کو فعال فعال بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جہیز شادی بیاہ وغیرہ کی فضول رسومات کو ترک کرنے کی ترغیب دلانے کے لئے انجمن ہذا کے عہدیداران انفرادی طور پر راولپنڈی کے دوسرے احباب سے مل کر کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اشتہارات بھی شائع کئے گئے ، جن سے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے ہیں مزید کامیابی کے لئے آپ کا تعاون درکار ہے۔

(۶) **سلیمی دستکاری سکول کا دوبارہ اجراء** :۔ حزب اراعیاں کی زیر نگرانی سلیمی دستکاری سکول" کافی عرصہ کامیابی سے چلتا رہا۔ مگر بعد میں ناسازگار حالات کی وجہ سے عارضی طور پر اسکو بند کرنا پڑا۔ تمام ضروری سامان موجود ہے انشاءاللہ آئندہ سال سے یہ دوبارہ کام شروع کردے گا۔

Marfat.com

(۷) لائبریری کا قیام حزب راعیان کے دفتر میں عطیات کی صورت میں محدود پیمانے پر لائبریری کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ مخیر حضرات کے مزید تعاون سے اس کو اور وسیع کرنے کا ارادہ ہے۔

(۸) ڈائریکٹری ارائیں برادری پاکستان کی تکمیل کا منصوبہ۔ اس سلسلے میں حزب راعیان راولپنڈی کی طرف سے کام شروع ہو چکا ہے۔ کل پاکستان ارائیں انجمنوں اور بعض شخصیتوں کو انفرادی طور پر خطوط لکھے جا چکے ہیں۔ روز بروز تعاون میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ سے بھی تعاون کی استدعا ہے۔

محمد رضاء اللہ جنرل سیکرٹری "حزب راعیان" ایم۔ ۱۷۸، شاہراہ رضا شاہ پہلوی۔ راولپنڈی

مجلس عاملہ حزب راعیان راولپنڈی بابت سنہ ۱۹۷۳-۷۴ء

۱۔ صدر۔ حاجی محمد ابراہیم صاحب۔ محمدیہ کمیشن شاپ گنجمنڈی راولپنڈی۔ فون ۶۵۱۰۷

۲۔ سینئر نائب صدر۔ چوہدری فتح محمد نذر۔ ٹیکنیکل آفیسر سائل کنزرویشن ڈائریکٹوریٹ راولپنڈی۔ فون ۴۲۴۲۲۔ ۲-۱۰۰۔ بی سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۳۔ نائب صدر۔ میاں محمد سلیم۔ میاں محمد سلیم۔ محمد اسلم سوڑی گلی راولپنڈی۔ فون ۶۴۲۳۸
۴۰۔ ۱۳۹ "المعراج" نیو موہن پورہ سکیم راولپنڈی

۴۔ جنرل سیکرٹری۔ پروفیسر محمد رضاء اللہ گورنمنٹ کالج راولپنڈی۔ فون ۶۲۶۱۲
پی-۱۴۷۵-اے محلہ ہری پورہ راولپنڈی

۵۔ نائب سیکرٹری۔ چوہدری فتح محمد۔ ڈی/۳۲۳ سٹلائٹ ٹاؤن۔ راولپنڈی
فون ۴۰۵۳۶

۶۔ جائنٹ سیکرٹری۔ چوہدری محمد دین۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر پوسٹل لائف انشورنس صدر راولپنڈی فون ۴۰۳۴۲

۷۔ سیکرٹری نشر و اشاعت۔ میاں ایزد بخش۔ ۶۷۷۔ بی سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۸۔ خزانچی۔ کیپٹن (ریٹائرڈ) قاضی محمد حسن ۱۰۷۸۔ بی۔ اصغر مال روڈ راولپنڈی

Marfat.com

۹۔ محاسب — پروفیسر عبدالقیوم عابد۔ گورنمنٹ کالج راولپنڈی فون ۶۲۶۱۲
۱۵۴/ اے نانک پورہ راولپنڈی

۱۰۔ ممبر ڈاکٹر ولی محمد۔ مکان جی/۲۲۰ لیاقت روڈ راولپنڈی
۱۱۔ ممبر چوہدری محمد عبداللہ۔ اسسٹنٹ چیف پلاننگ کمیشن
۲۱۱/ بی سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
۱۲۔ ممبر۔ چوہدری خورشید محمد سی/۵۵ کوہ نور ملز کالونی راولپنڈی
۱۳۔ ممبر۔ مولانا محمد یوسف بی/۱۴۷۵ محلہ ہری پورہ۔ راولپنڈی۔
۱۴۔ ممبر۔ حاجی محمد جمیل۔ سراج برادرز گنجمنڈی۔ راولپنڈی
۱۵۔ ممبر۔ بابو محمد دین۔ آڑھتی۔ گنجمنڈی۔ راولپنڈی۔
۱۶۔ ممبر۔ چوہدری شہاب الدین مکان او/۴ ۲۴ محلہ کرتارپورہ راولپنڈی
۱۷۔ ممبر۔ حاجی عبدالغنی ۲۲۱/ اے نانک پورہ۔ راولپنڈی
۱۸۔ ممبر۔ میاں محمد شفیع داؤدی۔ داؤدی برادرز۔ ۹ لیاقت مارکیٹ راولپنڈی
فون ۶۴۳۶۴
۱۹۔ ممبر۔ میاں امتیاز احمد جاوید۔ سینئر انسٹرکٹر پالی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ
پشاور روڈ راولپنڈی۔
۲۰۔ ممبر۔ میاں محمد حنیف۔ مکان ایچ/۹ آریہ محلہ نمبر۲ راولپنڈی
۲۱۔ ممبر۔ چوہدری عبدالعزیز۔ سویلین گزیٹڈ آفیسر۔ جی۔ ایچ۔ کیو مکان نمبر AA/1222A
اکال گڑھ۔ راولپنڈی۔
۲۲۔ ممبر و سرپرست۔ چوہدری خورشید احمد۔ خورشید جیولری ہاؤس بازار صرافہ راولپنڈی فون ۶۵۲۲۲
۲۳۔ ممبر۔ چوہدری رحمت علی ظفر۔ ظفر سٹیشنری مارٹ صدر راولپنڈی۔ فون=۶۴۲۰۳
۲۴۔ ممبر۔ میاں خورشید حسن۔ مکان این/۱۶۷ سرکلر روڈ۔ راولپنڈی
۲۵۔ ممبر۔ حاجی عبدالرحیم کمیشن ایجنٹس مکان اے/۲۱۶ نانک پورہ۔ راولپنڈی
۲۶۔ ممبر۔ چوہدری نذیر احمد بی/۵۲۲ سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

Marfat.com

۲۷ - ممبر - حاجی نذیر احمد - مکان ۴۶۸۴ / بی گوالمنڈی راولپنڈی

محمد رضا اللہ جنرل سیکرٹری حزب راعیاں ۸/۱ ایم شاہراہ پہلوی راولپنڈی

انجمن راعیان کوئٹہ

گزشتہ دنوں انجمن راعیان کوئٹہ کا سالانہ اجلاس کوئٹہ میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل عہدیداروں اور مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں آیا۔

(۱) صدر — میاں محمد اسمٰعیل صاحب پی ڈبلیو ڈی ایم۔ ایس۔ سی کنٹریکٹر۔

(۲) نائب صدر — میاں محمد لطیف صاحب

(۳) نائب صدر (۲) — چودھری محمد اسلم صاحب

(۴) جنرل سیکرٹری — میاں محمد سلیم صاحب سالٹ مرچنٹ فاطمہ جناح روڈ۔

(۵) جائنٹ سیکرٹری — مہر عبد المجید صاحب سندھ سوڈا واٹر فیکٹری مسجد روڈ

(۶) خزانچی — میاں محمد شریف صاحب مالکان میسرز ابراہیم چراغ کمپنی شارع اقد

(۷) پراپگنڈہ سیکرٹری — چودھری خورشید احمد صاحب۔

مجلس عاملہ : - حاجی عبد العزیز صاحب۔ چودھری غلام نبی صاحب۔ نعمت علی قریشی صاحب، چودھری عبد الحمید صاحب، چودھری عبد العزیز صاحب، میاں مقبول احمد صاحب، میاں محمد شفیع صاحب، میاں عبد الحمید صاحب، چودھری عطا محمد صاحب، چودھری محمد حسن صاحب چودھری محمد صدیق صاحب، چودھری عبد الکریم صاحب، چودھری محمد بخش صاحب - چودھری تنویر احمد صاحب، چودھری عبد العزیز صاحب۔

(۱) اس انجمن نے قطعہ زمین قبرستان کے لئے خریدا ہے جس میں ایک مسجد تعمیر کر دی گئی ہے

(۲) انجمن نے ممبر سازی کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ ممبر سازی مکمل ہو جانے پر کوئٹہ میں یہ انجمن ایک راعی ہال تعمیر کرے گی۔

Marfat.com

ممبران تنظیمی کمیٹی برائے انعقاد الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر

۱۔ میجر تاج الدین صاحب (کنونیر) بیدی ہاؤس ساہیوال
۲۔ حاجی محمد عالم صاحب (نائب کنونیر) الراعی منزل۔ میرپور۔ آزاد کشمیر
۳۔ پروفیسر محمد رضاء اللہ صاحب (سیکرٹری) مکان نمبری۔ ۵۔ ۴۷۔ اے محلہ بری پورہ۔ راولپنڈی
۴۔ حاجی مبارک علی صاحب (ممبر) مکان نمبر ۶۷/۱۵۴ بلاک نمبر ۲۵، سرگودھا
۵۔ فقیر محمد ندیم باری صاحب (ممبر) مکان نمبر ۱۲۳، گلی نمبر ۴، افغان آباد، لائلپور
۶۔ خالد رشید شہباز صاحب (ممبر) ۲۱۔ ای۔ جی۔ ۷/۳۔ ۲، اسلام آباد
۷۔ محمد امین رضوانی صاحب (ممبر) ۲۶۸ کمال روڈ۔ راولپنڈی صدر
۸۔ چوہدری محمد ارشاد صاحب (ممبر) محلہ علی پور۔ ایچ بلاک اوکاڑہ ضلع ساہیوال
۹۔ ڈاکٹر ایم لطیف اختر صاحب (ممبر) ۴۴۔ ڈی پیپلز کالونی۔ لائل پور
۱۰۔ پیر محمد اسلم صاحب (ممبر) ایڈووکیٹ، ضلع کچہری شیخوپورہ

الرّاعی کنونشن پنجاب و میرپور آزاد کشمیر کے انعقاد کی تیاری

تنظیمی سفر۔ ساہیوال سے میرپور تک !

عرصہ دراز سے برادری کے مختلف حلقوں سے "الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر" بلانے کا مطالبہ ہو رہا تھا۔ انجمن راعیان ضلع ساہیوال نے ۳ نومبر ۱۹۷۴ء کو ایک اجلاس کا اہتمام کیا جس میں پنجاب کے دوسرے اضلاع سے بھی بعض افراد کو مدعو کیا گیا تھا۔ تمام شرکاء اجلاس نے مندرجہ ذیل مقاصد کی تکمیل کے لئے الراعی کنونشن بلانے کا متفقہ طور پر فیصلہ کیا۔

(i) برادری کی شیرازہ بندی کی جائے اور اس کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے۔
(ii) برادری میں اتحاد، تنظیم اور یکجہتی کے موجودہ فقدان کو دُور کیا جائے۔

Marfat.com

(iii) برادری کے تمام جائز حقوق کی حفاظت کیلئے مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

اس اجلاس میں "ایڈہاک کنونشن کمیٹی" تشکیل دی گئی اور میجر تاج الدین صاحب کو اس کا صدر چنا گیا۔

ایڈہاک کنونشن کمیٹی کا دوسرا اجلاس ۱۷ نومبر ۱۹۷۴ء کو "انجمن نوجوانان اراعیان پنجاب" کے زیر اہتمام باغبانپورہ لاہور میں منعقد ہوا جس میں پنجاب کی تمام انجمنوں سے رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ڈاکٹر سردار احمد صاحب کو "ایڈہاک کنونشن کمیٹی" کا کنوینر چنا گیا۔

رابطہ مہم کیلئے مندرجہ ذیل دو سب کمیٹیاں ترتیب دی گئیں۔

رابطہ سب کمیٹی (الف): اس کے دائرہ کار میں مندرجہ ذیل اضلاع ہوں گے اور یہ کمیٹی ان اضلاع کی تمام انجمنوں سے رابطہ قائم کرے گی۔

گجرات۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ، ساہیوال۔ ملتان۔ جھنگ۔ ڈیرہ غازی خاں۔ مظفر گڑھ۔ بہاولپور۔ رحیم یار خاں۔ بہاول نگر۔

محمد ارشاد چوہدری صاحب اور چوہدری عبدالمجید صاحب رابطہ کمیٹی (الف) کے اراکین مقرر ہوئے۔

رابطہ سب کمیٹی (ب)۔ اس کے دائرہ کار میں مندرجہ ذیل اضلاع ہوں گے۔

آزاد کشمیر، کیمبل پور۔ میانوالی۔ راولپنڈی۔ سرگودھا۔ جہلم اور لائل پور

محمد رضاء اللہ صاحب۔ محمد امین رضوانی صاحب اور خالد رشید شہباز صاحب رابطہ سب کمیٹی (ب) کے اراکین مقرر ہوئے۔ ابتدائی کارروائی کے طور پر سب کمیٹی (ب) نے ڈاکٹر سردار احمد صاحب صدر انجمن نوجوانان اراعیان پنجاب اور محمد ارشاد صاحب کو صوبہ پنجاب میں برادری کی تمام انجمنوں کے پتے مہیا کئے اور اپنے حلقہ کی ۲۰ انجمنوں کو یکم دسمبر ۱۹۷۴ء کو خطوط لکھے۔ رابطہ سب کمیٹی (ب) کی کوششوں سے "ایڈہاک کنونشن کمیٹی" کا تیسرا اجلاس حزب راعیاں راولپنڈی اور ارائیں ویلفیئر سوسائٹی اسلام آباد کی مشترکہ کوششوں سے ۳۰ مارچ ۱۹۷۵ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس

Marfat.com

میں پنجاب کی ۲۰ انجمنوں کے نمائندے شامل ہوئے۔ اس اجلاس کی دو نشستیں ہوئی نشست اول میں ۱۸ افراد نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور الراعی کنونشن کے انعقاد پر زور دیا۔ نشست ثانی میں ایک تنظیمی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر کے تمام انتظامات کی ذمہ داری اس کمیٹی کو تفویض کی گئی۔ درج ذیل افراد اس کمیٹی کے ممبران نامزد کئے گئے۔

۱۔ میجر تاج الدین صاحب۔ کنوینر ۲۔ حاجی محمد عالم صاحب۔ نائب کنوینر
۳۔ پروفیسر محمد رضاء اللہ صاحب سیکرٹری ۴۔ حاجی مبارک علی صاحب ممبر
۵۔ فقیر محمد ندیم باری صاحب ممبر ۶۔ خالد رشید شہباز صاحب۔ ممبر

تنظیمی کمیٹی کے مختلف جلسوں کی مختصر روئداد حسب ذیل ہے:۔

پہلا اجلاس: ۳۰ر مارچ ۱۹۷۵ء کو عام اجلاس کے بعد "اسلام آباد ہوٹل" اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں پنجاب و آزاد کشمیر کے مختلف اضلاع کے لئے "رابطہ سب کمیٹیاں" تشکیل دی گئیں۔

دوسرا اجلاس: ۴ر اپریل ۱۹۷۵ء کو ۶ نسبت روڈ لاہور بر مکان چوہدری غلام باری سلیمی صاحب منعقد ہوا جس میں میاں محمد امین رضوانی صاحب (راولپنڈی) اور محمد ارشاد صاحب (اوکاڑہ) کو بطور ممبر تنظیمی کمیٹی Coopt کیا گیا اور درج ذیل افراد پر مشتمل ایک تشکیل دیا گیا تاکہ وہ صدر انجمن راعیان پاکستان سے ملاقات کر کے اُن کا تعاون حاصل کر سکے: میجر تاج الدین صاحب۔ حاجی محمد عالم صاحب۔ پروفیسر محمد رضاء اللہ صاحب چوہدری محمد ارشاد صاحب۔

اس وفد نے اُسی روز شام سردار احمد علی صاحب سے اُنکی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور اُن سے تعاون کی اپیل کی جس کو انہوں نے بخوشی قبول فرمالیا۔

تیسرا اجلاس: ۱۱ر مئی ۱۹۷۵ء کو الراعی منزل میرپور۔ آزاد کشمیر بر مکان حاجی محمد عالم صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل اہم فیصلے کئے گئے۔

(ا) ۳۰ر مارچ ۱۹۷۵ء کے اجلاس کی کارروائی کی اشاعت کی منظوری دی گئی۔

Marfat.com

(ii) آئندہ کنونشن کیلئے ۲۳-۲۴ر اگست ۱۹۷۵ء کی تواریخ مقرر کی گئیں۔

(iii) کنونشن پر "یادگاری پروگرام" کی اشاعت کی منظوری دی گئی۔ اور محمد امین رضوانی صاحب کو اس کا نگران مقرر کیا گیا۔

(iv) انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کا دستور مرتب کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اور یہ اہم فریضہ بھی محمد امین رضوانی صاحب کو سونپا گیا۔

چوتھا اجلاس:۔ ۸ر جون ۱۹۷۵ء کو سرگودھا میں منعقد ہوا جس کی صدارت حاجی مبارک علی صاحب نے فرمائی مندرجہ ذیل کاروائی قابل ذکر ہے۔

(i) کنونشن کی کاروائی کا قلمبند کرنا" سیکرٹری تنظیمی کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔

(ii) مجوزہ دستور انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر پر غور و خوض کیا گیا۔

(iii) کنونشن کے انتظامات پر سیر حاصل بحث کی گئی۔

(iv) مختلف چیئرمین رابطہ کمیٹی کی رپورٹ پیش کی گئیں۔

(v) فیصلہ ہوا کہ تمام انجمنہائے پنجاب و آزاد کشمیر سے درخواست کی جائے کہ وہ مندوبین کی صحیح تعداد سے سیکرٹری تنظیمی کمیٹی کو مع جملہ تجاویز کے یکم اگست ۱۹۷۵ء تک مطلع کر دیں۔

(vi) کنونشن کے مختلف اجلاسوں کے لئے سٹیج سیکرٹری کے ناموں کا فیصلہ کیا گیا۔

نشست سوئم:۔ کنونشن کا نشان اور بیج کی منظوری دی گئی۔

(محمد رضاء اللہ سیکرٹری تنظیمی کمیٹی الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر)

عہدہ داران انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر

مندرجہ ذیل عہدہ داران کا انتخاب مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۷۵ء کو کنونشن کے دوران کونسلرز کے اجلاس میں عمل میں آیا۔ (محمد رضاء اللہ جنرل سیکرٹری)

سرپرست ۔ میاں محمد شفیع صاحب سرگروہ ہاؤس عبداللہ پور، لائل پور

صدر ۔ الحاج چوہدری محمد عالم صاحب الراعی منزل۔ میرپور۔ آزاد کشمیر

Marfat.com

سینئر نائب صدر۔ میجر تاج الدین صاحب بیدی ہاؤس ساہیوال

علاقائی نائب صدر

برائے (i) لاہور ڈویژن ۔میاں نسیم احمد صاحب چاہ ٹاہلیاں والا عقب مشن ہسپتال نئی آبادی پورن نگر سیالکوٹ

" (ii) ملتان ڈویژن: چوہدری محمد ارشاد صاحب محلہ علی پور ایچ بلاک اوکاڑہ ضلع ساہیوال

" (iii) راولپنڈی ڈویژن۔ میاں محمد امین رضوانی صاحب ۲۶۸ کمال روڈ راولپنڈی صدر

" (iv) بہاولپور ڈویژن ۔ میاں عبدالخالق صاحب ۔میاں عبدالخالق اینڈ کمپنی فیکٹری ایریا رحیم یار خاں

" (v) سرگودھا ڈویژن ڈاکٹر ایم لطیف اختر صاحب ۴۴ ڈی پیپلز کالونی لائلپور

آزاد کشمیر۔ حاجی محمد اسلم سلیمی معرفت الراعی منزل ۔میرپور۔ آزاد کشمیر

سیکرٹری جنرل: پروفیسر محمد رضاء اللہ صاحب مکان نمبر بی /۱۴۷۵۔ اے محلہ ہری پورہ۔ راولپنڈی

ڈپٹی سیکرٹری جنرل:۔ خالد رشید شہباز صاحب ۲۱۔ای۔جی ۷/۲۔۳ اسلام آباد

خازن :۔ حاجی مبارک علی صاحب مکان نمبر ۶۷/۱۵۴ بلاک ۲۵ سرگودھا

نائب خازن :۔ چوہدری محمد عالم صاحب معرفت سلیم احمد فیضی صاحب ایڈووکیٹ کمرہ نمبر ۷، صدر کچہری شیخوپورہ۔

سیکرٹری نشرو اشاعت: میاں فقیر محمد ندیم باری صاحب مکان نمبر ۱۲۳ گلی نمبر ۴ افغان آباد۔ لائل پور

انجمنہائے پنجاب و آزاد کشمیر کے صدر و سیکرٹری صاحبان کے پتے

حزب راعیان راولپنڈی

حاجی محمد ابراہیم صاحب (صدر) محمدیہ کمیشن شاپ گنجمنڈی راولپنڈی

پروفیسر محمد رضاء اللہ صاحب (جنرل سیکرٹری) مکان نمبر بی/۱۴۷۵ اے محلہ ہری پورہ راولپنڈی

ارائیں ویلفیر سوسائٹی اسلام آباد

اے۔جی چوہدری صاحب (صدر) ۴۷۲ ایف ۶/۲ ہائی روڈ اسلام آباد

Marfat.com

ایم اختر صاحب (سیکرٹری جنرل) فلیٹ نمبر ۲، بازار نمبر ۶/۲ - جی اسلام آباد۔

انجمن اراعیاں حلقہ ٹیکسلا، واہ، حسن ابدال

چوہدری خورشید عالم صاحب (صدر) ۲۵ - چناب روڈ، واہ کینٹ
محمد انور چوہدری صاحب (جنرل سیکرٹری) معرفت یوسف برادرز ۸۔ انوار چوک واہ کینٹ

انجمن اراعیاں موضع سہر

چوہدری غلام رسول سلیمی صاحب (صدر) موضع سہر، پوسٹ آفس سانگراں

انجمن اراعیاں گوجر خاں

چوہدری محمد شریف صاحب (صدر) مین بازار گوجر خاں، ضلع راولپنڈی

انجمن الراعیان میر پور

محمود اختر صاحب (سیکرٹری جنرل) ایڈووکیٹ - میر پور - آزاد کشمیر

انجمن اراعیاں کوٹلی

چوہدری محمد اسحاق صاحب (صدر) ایڈووکیٹ ـ بیر کوٹلی، آزاد کشمیر

ارائیں سوسائٹی تحصیل تلہ گنگ

چوہدری خان زمان صاحب (صدر) نصیر بیکری چکوال روڈ، تلہ گنگ، ضلع کیمبل پور
چوہدری نور ماہی صاحب (سیکرٹری جنرل) ڈپو ہولڈر چکوال روڈ، تلہ گنگ ضلع کیمبل پور

ارائیں ویلفیر سوسائٹی کھنڈ

شوکت علی صاحب (جنرل سیکرٹری) کھنڈ، تحصیل پنڈی گھیپ ضلع کیمبل پور

انجمن راعیان جڑانوالہ

محمد اشرف چوہدری صاحب (صدر) مکان نمبر ۶ - ڈی - گلی نمبر ۲ مسجد بازار، جڑانوالہ ضلع لائل پور

انجمن راعیان گوجرہ

محمد حنیف توکلی صاحب (سیکرٹری) توکل الیکٹرک سٹور، گوجرہ، ضلع لائل پور

انجمن راعیان کمالیہ

رفیع صاحب (جنرل سیکرٹری) ایڈووکیٹ کمالیہ، تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ، ضلع لائل پور

Marfat.com

انجمن راعیان سمندری

چوہدری احمد دین صاحب (صدر)۔ چوہدری احمد دین اینڈ سنز، کمیشن ایجنٹس غلہ منڈی سمندری، ضلع لائل پور

انجمن راعیان ٹوبہ ٹیک سنگھ

چوہدری مسعود احمد صاحب (جنرل سیکرٹری) ایڈووکیٹ، کچہری ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

انجمن راعیان پیر محل

چوہدری عبدالغفار صاحب (صدر) کمیشن ایجنٹس غلہ منڈی پیر محل، تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

انجمن آراعیان ماندلیانوالہ

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب (صدر) مینجر یونائیٹڈ بنک ماندلیانوالہ تحصیل سمندری ضلع لائلپور

انجمن آراعیان چک جھمرہ

چوہدری محمد شریف صاحب (صدر) چک جھمرہ، لائل پور

انجمن راعیان ضلع ساہیوال

میجر تاج الدین صاحب (صدر) بیدی ہاؤس، ساہیوال
محمود الحسن صاحب (سیکرٹری) بی ۵۰۴/ فرید ٹاؤن ساہیوال

تنظیم الراعی اوکاڑہ سب ڈویژن

چوہدری عبدالمجید صاحب (جنرل سیکرٹری) بمعرفت جنرل سیکرٹری معرفت عرفان فارماسیوٹیکل لیبارٹریز اوکاڑہ ضلع ساہیوال

انجمن آراعیان پاکپتن شریف

محمد جمیل صاحب (جنرل سیکرٹری) دوآبہ کمیشن شاپ غلہ منڈی پاکپتن شریف ضلع ساہیوال

انجمن الراعیان میاں چنوں

چوہدری خالد محمود صاحب (سیکرٹری) ایڈووکیٹ ۶۲ گرین مارکیٹ میاں چنوں، ضلع ملتان

انجمن راعیان پاکستان

سردار احمد علی صاحب (صدر) ۔ ۴۰ ۔ ایف سی سی گلبرگ لاہور

Marfat.com

انجمن نوجوانان اراعیان پنجاب

ڈاکٹر سردار احمد صاحب (صدر): ۶۹-حق نواز روڈ۔ باغبانپورہ۔ لاہور

ارائیں ایڈووکیٹس ایسوسی ایشن ہائی کورٹ

چوہدری غلام باری سلیمی صاحب (صدر)۔ ۶۔نسبت روڈ نزد دیال سنگھ کالج لاہور

انجمن فلاح راعیان، لاہور

حاجی سردار محمد، مکان ۶ گلی ۱۹، رام نگر، دیو سماج روڈ لاہور (جنرل سیکرٹری)

انجمن فلاح و بہبود راعیان

چوہدری عبدالحمید صاحب (صدر) موضع آہلو تحصیل و ضلع لاہور

انجمن اراعیان ضلع شیخوپورہ

پیر محمد اسلم صاحب (صدر)۔ ایڈووکیٹ، ضلع کچہری شیخوپورہ

سلیم احمد فیضی صاحب (سیکرٹری جنرل)۔ ایڈووکیٹ کمرہ ۲ صدر کچہری شیخوپورہ

انجمن الراعیان برج اٹاری

چوہدری محمد اکرم صاحب (جنرل سیکرٹری)۔ برج اٹاری، شرقپور روڈ ضلع شیخوپورہ

انجمن اراعیان شاہ کوٹ

چوہدری محمد اقبال قادری صاحب (صدر) چک ۱۳ گ۔ب (اندھیر) ڈاکخانہ خاص تحصیل ننکانہ، ضلع شیخوپورہ

انجمن اراعیان تحصیل فیروز والہ

ملک شیر علی صاحب (صدر): فیروز والہ، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ

انجمن الراعیان ضلع گوجرانوالہ

حاجی امان اللہ صاحب (صدر) فضل فردٹ مارکیٹ۔ کھیالی گیٹ گوجرانوالہ

چوہدری عبدالباری صاحب (جنرل سیکرٹری) ۲۴۱-بی۔ سٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

انجمن الراعیان گجرات

حاجی محمد یوسف صاحب (صدر) ۱۴/۱۰۸ کھوکھر سٹریٹ لالہ موسیٰ ضلع گجرات

ایم۔ اشرف تنویر صاحب (جنرل سیکرٹری) ایڈووکیٹ، ضلع کچہری گجرات

Marfat.com

ارائیں ویلفیر سوسائٹی ہیلاں

چوہدری محمد صادق پرویز صاحب (جنرل سیکرٹری) ہیلاں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

انجمن راعیان موضع مدینہ

چوہدری رحمت اللہ مدنی صاحب (سیکرٹری) موضع مدینہ ضلع گجرات

ینگ مین الراعی ایسوسی ایشن گجرات

حاجی محمد اختر صاحب (سیکرٹری) سلیمی کالونی۔ جلال پور روڈ۔ گجرات

ارائیں کواپریٹو سوسائٹی گجرات

میجر احمد سعید صاحب (ریٹائرڈ) (صدر): نارتھ سرکلر روڈ۔ گجرات

انجمن ارائیاں پھالیہ

محبوب حسن میاں (سیکرٹری)۔ پھالیہ۔ ضلع۔ گجرات

انجمن ارائیاں جہلم

حاجی محمد لطیف صاحب (صدر): معرفت چوہدری غلام نبی صاحب سول لائنز
اسلامیہ ہائی سکول روڈ۔ جہلم

اصلاحی کمیٹی ارائیاں

بابو ولی داد صاحب (صدر): کالا گوجراں (ضلع جہلم) محلہ باغ والا کنواں

انجمن الراعی چنیوٹ

چوہدری اللہ دیہ ولد کالے خاں (صدر) چنیوٹ، ضلع جھنگ

انجمن راعیان، ضلع میانوالی

چوہدری بشیر احمد صاحب (جنرل سیکرٹری): مین بازار۔ میانوالی

انجمن ارائیان ملتان

چوہدری محمد شریف صاحب (سیکرٹری): مالک منور سوپ فیکٹری بیرون حرم دروازہ ریکوروڈ ملتان

انجمن ارائیاں بوریوالہ

چوہدری محمد اسلم صاحب (صدر) غلہ منڈی بورے والہ تحصیل وہاڑی ضلع ملتان

Marfat.com

انجمن راعیان وہاڑی

محمد حفیظ اللہ صاحب (جنرل سیکرٹری) ۱۴۱۔ڈی بلاک سرگودھا شہر

انجمن کاشتکار اراعیان

ملک محمد عاشق لاہوری صاحب (صدر) شجاع آباد، ضلع ملتان

انجمن اراعیاں تحصیل میلسی

حاجی احمد نواز صاحب ارائیں (صدر) تحصیل میلسی ضلع ملتان۔

انجمن اراعیاں، ضلع بہاولپور

حبیب اللہ چوہدری صاحب (صدر) شاہی بازار، محلہ محمد پورہ، ضلع بہاولپور

انجمن راعیان بہاول نگر

چوہدری بشیر احمد صاحب (کنونیر) ایڈووکیٹ، ضلع کچہری بہاول نگر۔

انجمن اراعیاں ضلع رحیم یار خاں

چوہدری ہدایت اللہ صاحب (صدر) نیشنل ٹمبر سٹور۔ لکڑ منڈی۔ رحیم یار خاں
چوہدری محمد سرور اختر صاحب (جنرل سیکرٹری) ایڈووکیٹ، ضلع کچہری رحیم یار خاں

انجمن اراعیاں شہر رحیم یار خاں

چوہدری محمد انور سلیمی صاحب (صدر) ایڈووکیٹ ضلع کچہری رحیم یار خاں
حفیظ الرحمٰن جاجوی صاحب (جنرل سیکرٹری) ایڈووکیٹ ضلع کچہری رحیم یار خاں

انجمن اراعیاں تحصیل رحیم یار خاں

چوہدری محمد الدین سلیمی صاحب (صدر): امین کارپوریشن غلہ منڈی رحیم یار خاں
چوہدری محمد شفیق صاحب (جنرل سیکرٹری) ایڈووکیٹ ضلع کچہری رحیم یار خاں

انجمن آرائیاں سیالکوٹ

میاں محمد شریف صاحب (جنرل سیکرٹری) ۵۶۸/اے۔ راجہ روڈ سیالکوٹ I

حاجی چراغ دین صاحب (صدر)۔ ۵۶۸/اے۔ راجہ روڈ سیالکوٹ I

Marfat.com

انجمن ارائیاں ڈسکہ

چوہدری عبدالرزاق صاحب (صدر) معرفت چوہدری بک ڈپو اینڈ پرنٹنگ پریس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

انجمن ارائیاں ضلع ڈیرہ غازی خاں

چوہدری غلام محی الدین صاحب (صدر): بلاک - جے ضلع ڈیرہ غازی
میاں عطاء اللہ صاحب (سیکرٹری جنرل): بلاک - جے، سرگودھا

انجمن ارائیاں ضلع گوجرانوالہ

انجمن ارائیاں ضلع گوجرانوالہ تقسیم ملک سے قبل کا قدیم ادارہ ہے جو کہ اپنی برادری کی فلاح وبہبود اور ترقی کے لئے ہمیشہ ہمہ تن مصروف رہا ہے۔ آج کل انجمن ارائیاں ضلع گوجرانوالہ کے صدر حاجی امان اللہ صاحب رئیس گوجرانوالہ ہیں جنہوں نے اپنی تمام زندگی برادری کی فلاح وبہبود اور ترقی کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ حاجی امان اللہ صاحب کے والد محترم حاجی فضل کریم صاحب بھی تمام عمر اپنی برادری کی خدمت کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ دیگر عہدہ داران انجمن ارائیاں اور ممبران ورکنگ کمیٹی حسب ذیل ہیں۔

سرپرست انجمن ارائیاں ضلع گوجرانوالہ۔ چوہدری محمد اسماعیل آف گرجاکو۔
چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ سیشن جج

صدر :- حاجی امان اللہ صاحب۔

نائب صدر :- چوہدری احمد حسن ایڈووکیٹ ممبر پنجاب بار کونسل، چیئرمین رابطہ کمیٹی اوج پاکستان ضلع گوجرانوالہ۔ میاں محمد منیر صاحب۔ عبدالغنی داروغہ آف للیانی

سیکرٹری جنرل :- چوہدری عبدالباری صاحب جنرل سیکرٹری پاکستان پیپلز پارٹی شہر گوجرانوالہ

ڈپٹی سیکرٹری :- میجر فتح محمد صابر نظامی چشتی صاحب۔ ڈسٹرکٹ چیرمین اوج پاکستان

آفس سیکرٹری :- چوہدری شوکت علی صاحب

سیکرٹری نشر واشاعت :- چوہدری عبدالعزیز صاحب

خزانچی :- غلام نبی مجاہد صاحب، مجاہد اول انجمن ارائیاں ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

چوہدری محمد بشیر احمد صاحب۔

ممبران ورکنگ کمیٹی

(۱) چوہدری محمد اسماعیل چیئرمین تنظیم نو (۲) چوہدری عطا محمد (۳) پروفیسر محمد منیر
(۴) میاں مسعود احمد ایڈووکیٹ سیکرٹری جنرل اوج پاکستان گوجرانوالہ
(۵) حاجی اللہ دتہ صاحب (۶) چوہدری نذیر حسین (۷) میاں عبدالجبار صاحب
(۸) چوہدری محمد بشیر ولد مہر دین (۹) محمد اسحاق ولد غلام محمد ٹھیکیدار (مرحوم)
(۱۰) مہر محمد شفیع صاحب محلہ باغبانپورہ (۱۱) چوہدری عطا محمد اسلام آباد۔
(۱۲) چوہدری عبدالعزیز نرسری والے (۱۳) چوہدری محمد اسلم صاحب

انجمن ارائیاں ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ارائیں بلڈنگ نوشہرہ روڈ زیر تعمیر ہے جس کا رقبہ تقریباً ۹ احاطے ہے اور حال ہی میں شادی بیاہ اور مرگ کے موقع پر بُری اور غیر اسلامی رسومات پر پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ جن پر بڑے احسن طریقے سے عمل ہو رہا ہے اس کے علاوہ غریب اور یتیم بچوں کے لیئے وظائف، بیواؤں کی مالی امداد کے سلسلہ میں بھی کام ہو رہا ہے، اس کے علاوہ غریب اور یتیم بچوں کے لیئے وظائف، بیواؤں کی مالی امداد کے سلسلہ میں بھی کام ہو رہا ہے اس تمام سلسلے میں غلام نبی مجاہد صاحب کی کوشش کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جو اپنے تن من دھن سے اس نیک کام میں حصہ لے رہے ہیں۔

انجمن آرائیاں گوجرانوالہ کی طرف سے شادی بیاہ و دیگر رسومات کے خاتمہ کیلئے

تاریخی فیصلہ

برادران ملت:۔ ہمارے معاشرہ میں خوشی اور غمی وغیرہ کے مواقع پر فضول اور قبیح رسومات لازم و ملزوم قرار پا چکی ہیں۔ جس سے تمام معاشرہ بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ بیاہ شادی جیسے فرائض پر یہ رسوم مجبوری اور جبر کی صورت اختیار کر چکی ہیں اور خوشیوں کی بجائے یہ تنگی سامان بن چکی ہیں۔ ہر فرد اس اسراف اور غیر صحت مند ماحول کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے، لیکن رسوم انفرادی کوشش سے بند نہیں کی جا سکتیں۔ ان کے خلاف اجتماعی آواز ہی کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ انجمن ارائیاں گوجرانوالہ نے ان امراض سے

Marfat.com

گلوخلاصی کرانے کے لئے اپنے اوپر پابندیاں لگانے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ برادری کی اصلاح کے علاوہ دیگر برادریوں کے لئے نمونہ پیش کیا جاسکے تاکہ بالآخر معاشرہ کو اِن برائیوں سے نجات دلائی جاسکے۔

ضابطہ نمبر(۱)

٥. شادی کے موقع پر بینڈ باجا۔ ڈھولکی۔ ریکارڈنگ۔ لاؤڈ سپیکر۔ ویزٹنگ کارڈ (چھاپہ شدہ دعوت نامے عروسی) بجلی بلبوں سے مکان پر روشنی کرنا بالکل ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نیز ویلیں دینا بھی بالکل بند کر دیا گیا ہے۔

٥. شادی پر ہوائی فائرنگ، آتشبازی منع کر دی گئی ہے۔

٥. برات کے آگے ڈانس، لڈی یا بھنگڑا ڈالنا اور ڈھول بجانا بالکل ممنوع کر دیا گیا ہے۔

٥. شادی کے موقع پر مراثیوں، مراثنوں کا داخلہ بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

٥ دُولھا کو صرف پھولوں کا بغیر کرنسی نوٹوں کے ہار پہنایا جاسکتا ہے۔

٥ سہرا باندھنا، دُولھا کو گھوڑی پر بٹھانا، کار کی سجاوٹ کرنا، اس کے چہرہ پر تانکاح نقاب ڈالنا۔ اور سوٹ کرنا بالکل بند کر دیا گیا ہے۔

٥ لڑکے والوں کو لڑکی والوں کے گھر اور لڑکی والوں کو لڑکے والوں کے گھر مہندی لے کر آنا جانا بھی بند کر دیا گیا ہے۔

ضابطہ نمبر(۲)

★ ۔واگ پھڑائی، دُولھا کو دُودھ پیش کرنا یا پلانا، پھر رقم حاصل کرنا۔ دُولھا کی جُوتی چُرانا۔ دولھا کے آگے خواتین کا گانا بند کر دیا گیا ہے۔

★ لاگ وغیرہ لاتعداد نہ رکھے جاویں، نیز لاگ کی کُل رقم کی ادائیگی اہلِ خانہ یعنی لڑکی والے اپنی گرہ سے خوُد کریں گے۔

ضابطہ نمبر(۳)

برات پر پابندی:۔ شادی کے موقع پر براتیوں کی تعداد بشمول خواتین و بچے ایک سو افراد سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح لڑکی والوں کے گھر میل کی تعداد بمعہ خواتین بچوں

Marfat.com

کے ایک سو سے زائد نہ ہوگی۔ یعنی برات اور میل کی مجموعی تعداد ۲۰۰ افراد سے زائد نہ ہو سکے گی۔

ضابطہ نمبر (۴)

- شادی یا ولیمہ کی دعوت پر کھانا محض زردہ، پلاؤ اور ایک سالن گوشت جس میں مُرغ شامل نہ ہوگا دیا جا سکے گا۔
- اسی طرح شادی اور ولیمہ کے موقعہ پر مشروبات، مٹھائیاں، سگریٹ و پھل بالکل بند کر دیئے گئے ہیں۔ زیادہ مناسب ہوگا اگر برات کے بٹھانے کا بندوبست کسی دوست کے قریب ترین گھر میں کیا جائے تاکہ شامیانوں قناتوں اور کرسیوں کے بے جا اخراجات سے نجات حاصل کی جا سکے۔ کراکری کے بلاوجہ استعمال سے پرہیز کیا جائے۔

ضابطہ نمبر (۵)

جہیز اور وری کی نمائش و حد وری

جہیز اور وری کی نمائش قطعاً بند کر دی گئی ہے جہیز میں کار، سکوٹر، ٹیلیویژن، فرج، ریڈیو سائیکل اور بھینس یا اُن کا نقد بدل بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ جہیز اور وری میں جوڑوں کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو اور زیور ۱۰ تولہ سے زائد نہ ہو۔ نانک والی ونا کی تُنک کو بھی ممنوع قرار دے دیا گیا ہے، کسی تہوار پر لڑکے والے لڑکی والوں کے گھر جوڑے یا دیگر تحائف نہ لے جا سکیں گے۔ اہل خانہ کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کو پارچیات کے جوڑے یا تحائف دینے کی رسم یکسر ختم کر دی گئی ہے۔

ضابطہ نمبر (۶)

ہر فریق کی طرف سے صرف دس افراد رسم منگنی میں شمولیت کر سکیں گے۔ لڑکی یا لڑکے کے ہاتھ پر ۲۱/- روپے سے زائد کی رقم نہ رکھی جا سکے گی۔ اہل خانہ کے علاوہ لڑکی یا لڑکے کے ہاتھ پر دیگر عزیز و اقارب کوئی رقم نہ رکھ سکیں گے۔ ایسے مواقع پر یکصد روپیہ سے زائد خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس سو روپیہ میں شگن کے

Marfat.com

۲۱ روپے بھی شامل ہیں۔ اس موقعہ پر طلائی مُندری رومال یا ریشمی جوڑے کو ختم کر دیا گیا ہے۔

ضابطہ نمبر (۷)

رسوماتِ مرگ پر پابندیاں | مرگ سے متعلق تمام رسُوم "لبی لہائی" تقسیم پارچات، عام طعام (کھانا) ممنُوع قرار دے دیا گیا ہے کھانا صرف غُربا کو کھلایا جاوے گا۔ یا اُن رشتہ داروں کو جو دوسرے شہروں سے آئے ہوں۔ اہل شہر اس کھانا میں شریک نہ ہوں گے۔

مندرجہ بالا پابندیاں ماہ محرم کے بعد یعنی مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۷۵ء سے نافذ العمل ہونگی۔

ہم اور اراکینِ مجلسِ اعلٰے انجمن آرائیاں رجسٹرڈ گوجرانوالہ سے پُر زور مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ مندرجہ بالا فیصلوں پر سختی سے خود عمل پیرا ہوں اور دوسروں سے بھی عمل کرائیں۔ باہمی تعاون اور اشتراک سے ہم برادری کے اس اہم فیصلہ کو عمل جامہ پہنا سکیں کے جو حالات حاضرہ کے عین مطابق ہے اور یہ امر بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ اس ہنگائی کے زمانہ میں ہر ذی ہوش، دانشور آدمی اِن غیر ضروری رسومات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ فیصلہ اُن کی اپنی آرزو ہے۔

نوٹ:۔ برادری کا جو فرد اس فیصلہ کی پابندی نہ کرے گا۔ انجمن ارائیاں کے آئین کے تحت اس کا سوشل بائیکاٹ جاری رہے گا۔ جب تک کہ وُہ اپنی اصلاح نہ کرے اور برادری سے معافی مانگ کر اس امر کی یقین دہانی کرائے کہ وہ آئندہ کبھی برادری کے اس اہم فیصلہ کی خلاف ورزی نہ کرے گا۔ ان فیصلوں کی تکمیل کی نگرانی کے لئے محلہ وار کمیٹیاں تشکیل کر دی گئی ہیں جو اس پر کڑی نگرانی رکھیں گی۔

خداوند کریم اپنے محبوب رسولِ مقبول علیہ السلام کے طفیل ہم کو توفیق دیں کہ ہم اِن فیصلوں پر کاربند رہیں۔ آمین۔

المشتہر:۔ سیکرٹری نشر و اشاعت انجمن آرائیاں گوجرانوالہ

Marfat.com

مختصر روئداد اجلاس کنونشن انجمن ارائیاں سیالکوٹ

منعقدہ بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۷۶ء بروز اتوار

یہ اجلاس مہمانوں کے جلوس (جس میں کاروں پر تمام شہر میں چکر لگایا گیا) کے بعد قریباً ۱۲ بجے دوپہر شروع ہوا۔ صدر جلسہ الحاج سردار محمد عالم صاحب، صدر انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر تھے سٹیج سیکرٹری میاں محمد شفیع، سیکرٹری انجمن ارائیاں سیالکوٹ تھے۔
مہمان خصوصی میاں محمد شفیع صاحب سرپرست انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر تھے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ میاں خالد رشید شہباز نے کیا۔ اس کے بعد کارروائی شروع کرنے سے قبل میاں محمد شریف سابق سیکرٹری انجمن ارائیاں سیالکوٹ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور ان کی گرانقدر خدمات کو پروفیسر میاں منظور احمد صاحب نے زبردست خراج تحسین پیش کیا کہ مرحوم بے لوث سماجی کارکن، یتیموں کے خیر خواہ اور غرباء کے ہمدرد تھے۔

اس کے بعد پروفیسر چوہدری رشید احمد صاحب پرنسپل جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ نے سپاسنامہ پیش کیا۔ اس میں انجمن کا تعارف مندرجہ الفاظ میں پیش کیا۔

مختصر تعارف مارچ ۱۹۷۴ء سے ایک تنظیم انجمن آرائیاں سیالکوٹ کے نام سے معرض وجود میں آئی جو بالکل رفاہی سماجی اور غیر سیاسی ہے اور جس نے نہایت قلیل مدت میں سماجی بہبود اور اجتماعی فلاح کے کاموں میں نہایت ہی موثر کام کیا ہے۔ شہر اور دیہاتوں میں کئی ایک یونٹ قائم کر کے اور انکے نمائندوں پر مشتمل مجلس اعلیٰ کا مرکزی ڈھانچہ ترتیب دیا ہے جہاں پر تمام فیصلے جمہوری طریقے سے کئے جاتے ہیں اور برادری کے ہر طبقے اور مکتب فکر کو اس میں نمائندگی حاصل ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مجلس اعلیٰ کے تمام فیصلے اراکین کی کثرت رائے سے سرانجام پاتے ہیں اور ہر رکن کو اپنے خیالات کے اظہار کی پوری آزادی حاصل ہے جس کی وجہ سے یہ تنظیم عام آدمی کی دلچسپی کا مرکز بن چکی ہے اور برادری کے تمام افراد کے لئے حوصلہ کا باعث ہے۔

Marfat.com

اپنے آغاز کے بعد انتہائی قلیل مدت میں اس تنظیم نے برادری کے مختلف طبقات میں سماجی برائیوں کے انسداد کے لئے جس قدر فیصلے کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہر کس و ناکس نے نہ صرف حوصلہ افزائی کی ہے بلکہ پوری دیانت اور خلوص کے ساتھ ان فیصلوں پر عملدرآمد کرنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں۔ اس وجہ سے یہ انجمن یقیناً پورے ملک میں اپنی مثال آپ ہے اور یہ بات قابل تحسین ہے کہ یہاں پر معاشرتی برائیوں کے خاتمہ کے لئے انجمن کی جانب سے وقتاً فوقتاً جو ضابطے نافذ کئے گئے۔ ان کی جانب برادری کے افراد کا ردعمل بالکل مثبت اور نتیجہ خیز رہا۔ اس عظیم کامیابی کے علاوہ انجمن نے فلاحی منصوبوں پر عمل کرنے سے قطعاً کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ غربا یتیمی، بیوگان اور نادار مستحق طلبہ کی مالی امداد کرنے میں انجمن کی کارکردگی باعث فخر ہے۔

مختصر سے عرصہ میں بیوگان، اور نادار افراد میں اسی ہزار روپے کی رقم مختلف طور پر تقسیم کی ہے اور آئندہ اس سلسلے میں مزید اضافے کی توقع ہے۔

برادری کے نادار افراد کی بڑھتی ہوئی طبی ضروریات کے پیش نظر بالخصوص اور رفاہ عامہ کے لئے بالعموم انجمن نے دو فری ڈسپنسریاں قائم کی ہیں۔ ایک محلہ اراضی یعقوب میں اور دوسری گوہد پور، مراد پور کے مضافات میں جن کے قیام و انتظام کے لئے انجمن ایک خطیر رقم خرچ کرنے کا تہیہ کر چکی ہے تاکہ اس بڑھتی ہوئی مہنگائی میں وہ نادار افراد جو طبی سہولتوں سے محروم ہیں انجمن کی طرف سے ان کی اس مشکل کا ازالہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ ایک ڈرگ بینک کو باقاعدہ طور پر قائم کرنے کا منصوبہ زیر عمل ہے۔ اس سلسلے میں ماہرین کی ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو جلد ہی شہر کے مرکزی علاقے میں اس بینک کا قیام عمل میں لائے گی جو یقیناً اپنی طرز کا واحد ادارہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

کہ نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں تعاون کرو۔ انجمن اس اعلیٰ مذہبی اور ملی جذبہ کے تحت شہر کی دوسری برادریوں کے ساتھ دست تعاون دراز کر رہی ہے۔ اور اپنے اس کار خیر کو صرف اپنے حلقہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتی۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ عظیم تر مفاد کے پیش نظر

Marfat.com

نیکی اور کارِ خیر کے تمام تر منصوبوں میں دوسروں کا ہاتھ بٹاتے اور اس تنظیم کو زیادہ سے زیادہ فلاحی بنایا جائے اسی مقصد کے پیش نظر ماضی میں انجمن شہر کے کئی ایک قابل قدر رفاہی تعلیمی اور سماجی اداروں کی مدد کر چکی ہے۔ اور سماجی برائیوں کی روک تھام کے لئے دوسری برادریوں کا تعاون حاصل ہے۔

آپ یہ سن کر یقیناً خوش ہوں گے کہ تا حال اس تنظیم کی جانب سے قائم کردہ تمام تر منصوبوں پر برادری کے مخیر حضرات کی طرف سے آمدہ خصوصی امداد ہی خرچ کا ذریعہ ہے اور یہ بات لائق تحسین ہے کہ برادری کے دردِ دل رکھنے والے مخیر حضرات اس امداد کو اولین فریضہ سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ برادری کے نوجوان اور انتھک کارکن جن کی کوششوں کو کسی طور پر فراموش نہیں کیا جا سکتا اس کامیابی پر شکریہ کے مستحق ہیں نیز توقع ہے کہ مستقبل میں مخیر حضرات نہ صرف خیر و برکت کے کاموں میں بدستور حصہ لیتے رہیں گے بلکہ اس میں اضافہ کر کے ثواب دارین حاصل کرتے رہیں گے۔

نیز ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کامیابیوں کے پیش نظر حکومت برادری کو دی جانیوالی تمام مدات کو انکم ٹیکس کی دفعہ ۱۵ اکے تحت مستثنیٰ قرار دے۔ تاکہ انجمن کو ملنے والی رقوم ادا کرنے والے اس ذریعہ سے انکم ٹیکس کے بوجھ سے بچ جائیں۔

آخر میں رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اتحاد و اتفاق کی برکتوں سے مالامال فرمائے اور معاشرتی بہبود اور اجتماعی فلاح کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

منجانب: آرائین مجلس اعلیٰ انجمن ارائیاں سیالکوٹ

اس کے بعد حاجی محمد یوسف صاحب صدر انجمن ارائیاں گجرات نے کارکنان کو خراج عقیدت پیش کیا جنھوں نے بیوہ اور غریب عورتوں کو سلائی کی مشینیں یتیموں اور بیواؤں کی امداد، فری ڈسپنسریوں کا قیام اور متعدد وظائف کا اجراء کیا۔ آپ نے اپنے اندر مزید عزم و جذبہ پیدا کرنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد میاں خالد رشید شہباز صاحب ڈپٹی سیکرٹری جنرل انجمن ارائیاں پنجاب

Marfat.com

وآزاد کشمیر نے کارکنان انجمن ارائیاں سیالکوٹ اور برادری کے دیگر بھائیوں کے جذبات اور کام کو خراج تحسین پیش کیا، منشور کو بھی سراہا اور برادری کے اس اقدام کی بہت تعریف کی کہ جمع شدہ رقم کا ۶۰ فی صد برادری کے لئے وقف ہے تو ۴۰ فی صد غیر برادری کے مستحق غریب اور نادار لوگوں کو جاتا ہے۔

اس کے بعد میاں ندیم باری لائل پور سیکرٹری نشر و اشاعت انجمن ارائیاں پنجاب وآزاد کشمیر نے بھی سیالکوٹ میں کنونشن کے انعقاد، ڈسپنسریوں کے افتتاح اور یتیموں، بیواؤں اور غربا کو وظائف یا سلائی کی مشینیں وغیرہ کی فراہمی اور انجمن کے دیگر تنظیمی اقدامات کو قابل تقلید مثال قرار دیا اور فرمایا کہ سیالکوٹ کی باقی سب اضلاع کے برادری کے افراد کو تقلید کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد میاں صدف جالندھری ثم لائل پوری نے ایک پنجابی نظم "سانجھیاں سوجلن" پڑھ کر سنائی۔

حاجی عبدالستار غازی ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز انجمن ارائیاں پنجاب وآزاد کشمیر اس کے بعد سٹیج پر تشریف لائے اور سیالکوٹ کی برادری کے کام کی بہت تعریف کی اور ساتھ ہی انجمن ارائیاں ضلع سرگودھا کے متعلق بھی فرمایا کہ انہوں نے بھی ایک ارائیں ہال تعمیر کیا ہے اور یتیموں کو وظائف بھی دیتے ہیں وغیرہ۔

آپ نے سیالکوٹ کو شہر اقبال قرار دیتے ہوئے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں سیالکوٹ کے سپوتوں نے جو مالی، جسمانی آزمائش اور قربانی پیش کی وہ ناقابل فراموش ہے کیونکہ اس کے بعد خوفزدہ ہونے کی بجائے انہوں نے شہر کو پہلے سے بھی زیادہ بسا دیا اور موجودہ عمارتیں اور شہریوں کی اقتصادی ترقی اس کے گواہ ہیں۔ سب سے بڑھ کر جو قومی، ملکی اور برادری کی خدمت کر رہے ہیں اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

اس کے بعد چوہدری محمد یعقوب صاحب جہلم نے بھی اہل سیالکوٹ قومی، ملکی اور برادری کی خدمات کی تعریف کی اور میاں محمد شریف کی وفات پر اظہار افسوس کیا۔

چوہدری محمد ارشاد صاحب نائب صدر انجمن ارائیاں پنجاب وآزاد کشمیر کی وفات

Marfat.com

پر اظہار افسوس کیا اور سیالکوٹ کی برادری کے مختلف کاموں کی تعریف کی اور دوسرے اضلاع کی انجمنوں کے لیئے قابل تقلید قرار دیا۔

آپ نے بری رسومات کے تدارک پر زور دیا۔ آپ نے اعلیٰ تعلیم یافتہ بھائیوں کو مشورہ دیا کہ حتی الامکان رشتے ناطے برادری میں ہی کریں۔

آپ نے "تنظیم الراعی" اوکاڑہ کے فلاحی پروگرام کا ذکر کیا۔

اس کے بعد چوہدری عبدالحمید اوکاڑہ تشریف لائے اور سیالکوٹ برادری کے کاموں کی تعریف کرتے ہوئے دوسرے اضلاع کے لیئے اسے قابل تقلید قرار دیا۔

ڈاکٹر ایم لطیف اختر صاحب نائب صدر انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر نے بھی سیالکوٹ کی برادری کے کاموں کی تعریف کی اور بری رسومات کے انسداد کی جدوجہد کو سراہا اس کے بعد رشید آفرین صاحب ایک اردو نظم حاضرین کو پیش کی جس کا صرف ایک شعر یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

وقت کے حوصلے پر شکستہ ہوئے
یوں قدم سے قدم سب ملا کر چلے

اس کے بعد چوہدری محمد انور صاحب سیکرٹری انجمن ارائیاں ٹیکسلا [illegible] نے سیالکوٹ کے بھائیوں کے کاموں کی تعریف کی اور بعد میں سیکرٹری صاحب [illegible] انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر کا گلہ کیا کہ ان کے اجلاس کی اطلاع نہیں دی۔

چوہدری عبدالباری (مشیر اعلیٰ) گوجرانوالہ نے پہلے تو انجمن کے [illegible] کیا کہ انہوں نے بہت دیر سے سٹیج پر بلایا پھر انہوں نے برادری کے [illegible] طرف آنے کی دعوت دی اور بری رسومات سے بچنے کی تلقین کی

نشست دوم ثانی میں سب سے پہلے میاں نجیب الرحمن [illegible] پاکستان تشریف لائے اور انجمن ارائیاں سیالکوٹ کے کاموں کی تعریف کی [illegible] زراعت کے بجائے انڈسٹری کی طرف زیادہ توجہ دے۔ آپ نے اعداد شمار سے بتایا کہ پاکستان میں اس وقت کل پانچ سو کے قریب پی ایچ ڈی ہیں ان سے

Marfat.com

تین سو صرف ہماری برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ باقی تعلیمی شعبوں میں بھی ہم تعداد کافی موجود ہے ان سب کو قوم، ملک اور برادری کی خدمت میں بیش از بیش حصہ لینا چاہیئے۔

اس کے بعد مہر امانت علی صاحب ڈپٹی سیکرٹری انجمن ارائیاں ضلع سرگودھا نے قول و فعل میں تضاد نہ رکھنے اور بُری رسومات سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد حاجی سردار محمد صاحب علمی کتاب خانہ اردو بازار، لاہور نے تاریخ ارائیاں، چوتھے ایڈیشن کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی کہ جیسا کہ برادری کے پہلے اجتماعات میں بھی درخواست کر چکے ہیں کہ نئی انجمنوں اور ان کے اجلاسوں کے کوائف جلد از جلد بھیجے جائیں تاکہ کتاب میں شامل ہو سکیں، اب بھی اس التماس کو دہرایا جاتا ہے۔ اُمید ہے اب غفلت سے کام نہ لیا جائے گا۔

اس کے بعد میاں محمد انور صاحب لالہ موسیٰ نے آلوؤں کی برآمد پر سے عائد شدہ پابندیاں اٹھانے کے لئے حکومت کی توجہ دلائی جائے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ ایران نے پاکستان سے آلو، پیاز وغیرہ مانگے تھے لیکن جب نہ بھیجے گئے تو اس نے بھارت سے منگوا لئے۔ حکومت پاکستان کو مؤثر طریقہ سے ایسی فرد گزاشتوں کی طرف توجہ دلانی چاہیئے

چوہدری خاں زمان صاحب تلہ گنگ نے سیالکوٹ والوں کے کاموں کی تعریف کی اور برادری کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کہ ہماری ۹۰ فی صد برادری مزارع ہے انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر وہاں انڈسٹری لگانے کی طرف توجہ دے وہاں برادری کے افراد پر زیادہ تر اسی مقدمات چل رہے ہیں۔

اس کے بعد پروفیسر محمد رضا اللہ صاحب سیکرٹری جنرل انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر کے سیالکوٹ کی برادری کو ان کی حسن کارکردگی پر مبارک باد دی۔ آپ نے "محمد شریف میموریل سکالر شپ" بیادگار میاں محمد شریف مرحوم جاری کرنے کے لئے صدر انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر سے درخواست کی جو کسی ہونہار طالبعلم کو دیا جائے۔

آپ نے میاں محمد اسحاق نقشبندی مینجنگ ایڈیٹر نسیم جہلم کی برادری کی کاروائیوں کی نشر و اشاعت کو بہت سراہا کیونکہ انہوں نے اجلاسوں کی کاروائیاں فراخ دلی سے

Marfat.com

شائع کیں۔ آپ نے نسیم جہلم کو برادری کا آرگن قرار دیا اور تمام بھائیوں کو اس کی خریداری کی ترغیب دی۔

آپ نے ان انجمنوں کا ذکر کیا جنہوں نے آپ کی صوبائی انجمن سے الحاق کر لیا ہے اور عطیات دہندگان اور ان کی رقوم عطا کردہ کا ذکر کیا۔

الحاج سردار محمد عالم صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں انجمن ارائیاں سیالکوٹ کی عمدہ کارکردگی کی تعریف کرتے ہوئے دوسرے اضلاع والوں کو تلقین کی کہ وہ بھی سیالکوٹ والوں کی تقلید کرتے ہوئے وہ بھی اپنے اپنے مقام پر اچھے اچھے کام کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ تمام اضلاع کے کاموں کا جائزہ لے کر سب سے اچھا کام کرنے والے کو شیلڈ دی جائیگی۔

انہوں نے میرپور کی انجمن کی کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس نے میرپور ہسپتال کے لئے لیڈیز ونگ تیار کر وا کر حکومت کے حوالے کر دیا اور درجنوں وظیفے طلبہ کو دیئے۔

سب سے آخر میاں محمد شفیع سرپرست انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر جو اس کنونشن کے مہمان خصوصی تھے، نے چوہدری عبدالباری کی طرف سے جہیز پر پابندی کی پیشکش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ عملاً اس کی پابندی کریں گے اگرچہ وہ بہت متمول شخص ہیں اور کارخانوں کے مالک ہیں اس میں قوم کی بہتری ہے۔ ہمیں یتیموں، بیواؤں اور غریبوں کو اپنی دولت کا حصہ دینا چاہیئے تاکہ وہ بھی سوسائٹی میں اچھا مقام بنا سکیں۔

انہوں نے "میاں محمد شریف میموریل سکالرشپ" کی تجویز پر لبیک کہتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس کے لئے ۵۰۰/- روپے ماہوار دیا کریں گے۔ انجمن ارائیاں سیالکوٹ اسے جسے چاہے دیا کرے۔

آپ نے تلقین کی کہ جلسوں اور کنونشنوں کی "نشستند و گفتند و برخاستند" کی روش چھوڑ کر اب ٹھوس کام کریں۔ برادری کے افراد کی تعداد بھی معلوم کرنی چاہیئے۔

آپ کی تقریر کے بعد آلوؤں اور منگلا ڈیم کے متاثرین کے لئے قرار دادیں پاس کی گئیں۔ اس کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

Marfat.com

انجمن آرائیاں ضلع جہلم

ضلع جہلم میں ارائیں برادری کی پہلے کوئی باقاعدہ تنظیم نہ تھی اور برادری کے لوگ اقلیت میں مختلف دیہات اور قصبوں میں آباد تھے۔ تعلیم کی کمی اور مرکزیت سے جدا ہونے کی وجہ سے انتشار کا شکار تھی اور قومی تشخص سے بے بہرہ۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں چند اہل درد اراکین برادری جن میں مہر جان محمد صاحب۔ بابو اکبر علی صاحب آف کالا دیو۔ بابو غلام محی الدین صاحب اور مہر محمد عبداللہ صاحب شامل تھے۔ برادری کی تنظیم کی داغ بیل ڈالی اور برادری کو متحد و منظم کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ تنظیم غیر متحرک ہو کر انتشار کا شکار ہو گئی اور اپنے قومی مشن میں سرگرمی کو برقرار نہ رکھ سکی۔ سنہ ۱۹۵۶ء میں نوجوان اور تعلیم یافتہ افراد برادری نے جن میں حاجی محمد لطیف صاحب موجودہ سرپرست حاجی ظفر علی مرحوم مولانا محمد اسحاق نقشبندی صاحب، چوہدری عید محمد صاحب عرف بابا عیدا اور چوہدری صبح صادق نسیم نے باتفاق رائے برادری کی تنظیم نو کا پروگرام بنایا۔ جن سے پرانی تنظیم کے اراکین نے پورے خلوص سے تعاون کیا اور انجمن آرائیاں جہلم حاجی محمد لطیف صاحب کی فعال قیادت اور حاجی مہر عبداللہ صاحب کی راہنمائی میں اپنی منزل کی طرف سرگرم سفر ہوئی۔ صدر ضلع حاجی محمد لطیف صاحب کی سیاسی بصیرت اور دیگر اراکین کی پرخلوص جدوجہد اور انتھک اور بے لوث خدمت نے برادری کو اپنا مقام دلانے میں اہم کردار ادا کیا اور انجمن کو چوہدری محمد یعقوب صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ کی راہنمائی ملنے سے جماعت ایک متحرک اور منظم ہو کر سامنے آئی اور انجمن نے اپنے اولین مقاصد یعنی برادری میں اتحاد و اتفاق، آپس کے باہمی تنازعات کا پرامن تصفیہ اور غیر شرعی رسومات کے قلع قمع کی طرف پوری تندہی سے توجہ دی، اور ان مقاصد میں کامیاب و کامران ہوئی۔ انجمن نے یہاں اندرونی مسائل کی طرف توجہ بھی دی۔ بلکہ دیگر اضلاع کی ارائیں انجمنوں کے ساتھ اپنے روابط کو فروغ دیا اور مرکز سے بھی باقاعدہ رابطہ رکھا۔ انجمن ارائیاں میرپور آزاد کشمیر اور انجمن ارائیاں گجرات و راولپنڈی وغیرہ

Marfat.com

کے اپنے مراسم قائم کئے۔ حال ہی میں برادری کی انجمن کا انتخاب ہوا۔ اور قیادت اب چوہدری محمد یعقوب صاحب ایڈووکیٹ کے ہاتھ میں آئی اور حاجی محمد لطیف صاحب نے برادری کی تنظیم کی سرپرستی کا بیڑا اٹھایا۔ اس دوران ضلع بھر میں ذیلی انجمنوں کا قیام عمل میں آیا اور ہر تحصیل کی انجمن کی تشکیل ہوئی ضلع جہلم کی انجمن ارائیاں کے عہدہ داران حسب ذیل ہیں:۔

سرپرست :۔ حاجی محمد لطیف صاحب

صدر :۔ چوہدری محمد یعقوب صاحب ایڈووکیٹ

سینئر نائب صدر :۔ میاں غلام محمد کھوکھر صاحب

جونیئر نائب صدر :۔ چوہدری عید محمد صاحب عرف بابا عیدا

سیکرٹری جنرل :۔ حاجی مہر محمد عبداللہ صاحب

جائنٹ سیکرٹری :۔ بابو جمشید علی صاحب آف کالا

خزانچی :۔ حاجی اللہ دتا صاحب

سیکرٹری نشرواشاعت :۔ مولانا حاجی ... حقانی نقشبندی صاحب

پراپیگنڈہ سیکرٹری :۔ چوہدری نذیر احمد صاحب

آڈیٹر :۔ میاں ظہور اختر صاحب ایڈووکیٹ

قانونی مشیر :۔ چوہدری اختر حسین صاحب ایڈووکیٹ

علاوہ ازیں ہر تحصیل کا صدر ضلعی انجمن کا جونیئر نائب صدر اور سیکرٹری ضلعی متصور ہوگا۔ کونسلرز کی تعداد ۴۰ ہے۔

انجمن ارائیاں کی تشکیل نو کے بعد صدر انجمن چوہدری محمد یعقوب صاحب ایڈووکیٹ کی بے لوث اور انتھک کوششوں سے قومی جذبہ کو فروغ ہوا اور برادری کو اس کا جائز مقام دلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ برادری جو کبھی ماضی میں احساس کمتری اور انتشار کا شکار رہی، اب اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ معاشرہ میں اپنا موثر کردار ادا کر رہی ہے۔ انجمن ارائیاں جہلم اب تک ۴۵ وظائف نادار لوگوں اور یتیم

Marfat.com

بچوّں کے نام جاری کر چکی ہے۔ ۲۲ سلائی کی مشینیں برادری کی بیوہ عورتوں کو مفت تقسیم کی گئی ہیں تاکہ وُہ گھر بیٹھ کر باعزّت طور پر روزی کمانے کے قابل ہو سکیں۔ برادری کے ارکان معاشرہ میں اصلاحی اور رفاہی کاموں میں بھرپور حصّہ لیتے ہیں اور برادری کم وبیش ساری کی ساری قائدِ عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی قیادت میں فخر محسوس کرتی ہے اور پیپلز پارٹی کے منشور سے متفق ہے۔ عہدہ داران انجمن کے علاوہ برادری کی معروف شخصیات یوں تو اَن گنت ہیں، جن میں حاجی مہر جان محمد صاحب، چوہدری محمد بوٹا صاحب، چوہدری محمد صادق صاحب، چوہدری مشتاق احمد صاحب، چوہدری غلام نبی صاحب آف کیفے ٹیریا، مہر اللہ دتہ، چوہدری صبح صادق نسیم، چوہدری محمد لیٰسین جنرل مرچنٹ، چوہدری محمد حسین صاحب آف دینہ، چوہدری ناصر حسین صاحب ایڈووکیٹ میاں محمد اسلم، میاں محمد اکرم، میاں احمد دین اینڈ سنز، مہر نذیر صاحب آڑھتی، چوہدری محمد منظور صاحب آڑھتی، چوہدری محمد عالم نمبردار آف پکھوال شامل ہیں۔ برادری کی تنظیم میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔

محمد عبد اللہ
سیکرٹری جنرل انجمن راعیاں جہلم (ڈھوک عبد اللہ جہلم)

آل سندھ تنظیم ارائیاں کا قیام

انجمن ارائیاں حیدر آباد

۱۰ر جولائی ۱۹۷۶ء میں ارائیں برادری کی ایک جنرل میٹنگ حیدر آباد میں ہوئی جس میں برادری کے ہر طبقے کے لوگوں نے میٹنگ میں شرکت کی۔ میٹنگ میں ہر طبقہ برادری کے لوگوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کثرت رائے سے "آل سندھ تنظیم ارائیاں" کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

Marfat.com

(۱) برادری میں اتحاد ایک جہتی کا جذبہ پیدا کرنا۔

(۲) برادری کو ترقی کی طرف گامزن رکھنا۔

(۳) آپس میں خلوص و محبت اور اخلاقیات کے جذبے کو ابھارنا

(۴) برادری کے فلاح و بہبود کے امور انجام دینا تاکہ برادری میں غربت اجہالت تنگدستی دور ہوسکے۔

(۵) برادری میں اخلاقی اقدار کو سنوارنے کے لئے تعلیم کو عام کرنا تعلیمی امور کو پایۂ تکمیل پر پہنچانے کے لئے تعلیمی ادارے قائم کرنا۔

(۶) روحانیت کے جذبہ کو پیدا کرنے کے لئے دینی مدرس کا قیام تاکہ طلباء میں دینی شعور پیدا ہو

(۷) نادار مستحق طلباء کے لئے وظائف مقرر کرنا۔

(۸) برادری کے اپاہج ضعیف العمر اور بیواؤں یتیموں کے وظائف مقرر کرنا تاکہ افلاس اور غربت کا خاتمہ ہوسکے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے صاحب حیثیت افراد سے زکوٰۃ وصول کرنا، قربانی کی کھالوں کا جمع کرنا۔

(۹) برادری کے بے روزگار افراد کے لئے روزگار فراہم کرنا۔

(۱۰) برادری کے ذہین اور مستحق طلباء کو بیرونی ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مالی امداد دینا۔

(۱۱) برادری کے باہمی جھگڑے اور چپقلش کو افہام و تفہیم کے ذریعہ ختم کرنا اس مقصد کے لئے مصالحتی کونسل بنانا۔

(۱۲) برادری کے افراد کی امداد کرنا، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے امداد باہمی کا ادارہ قائم کرنا۔ تاکہ برادری کے افراد اپنا کاروبار کرسکیں۔

(۱۳) برادری کے غریب افراد کی لڑکیوں کی شادی میں مالی اعانت کرنا۔

(۱۴) برادری میں فرسودہ رسومات کو ختم کرنا۔

(۱۵) برادری کی مختلف تقریبات کے لئے کم کرایہ پر آل سندھ تنظیم آرائیاں کی جانب سے ڈیکوریشن کا سامان مہیا کرنا۔

(۱۶) برادری میں ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ برادری سماج میں اپنا مقام حاصل کرسکے۔

Marfat.com

(۱۷) دکھی انسانیت اور ... ری کے سدباب کے لئے ہسپتال کا قیام، نیز برادری کے لئے تقریباتی ہال اور ہاؤسنگ سوسائٹی اسکیم اور تعلیم بالغاں کے مراکز قائم کرنا۔

اس آل سندھ تنظیم ارائیاں کے قیام میں جن لوگوں نے بھرپور حصہ لیا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

جناب سعد اللہ ارائیں۔ جناب نظام الدین ارائیں۔ جناب الحاج نور محمد ارائیں۔ جناب حاجی عبدالرحمن ارائیں۔ جناب امام الدین ارائیں۔ جناب علاؤ الدین اجمیری ارائیں۔ جناب سراج الدین ارائیں جناب انوار احمد ارائیں۔ جناب فضل الرحمن ارائیں۔ جناب حاجی نور محمد ارائیں۔ جناب عبدالقیوم ارائیں جناب محمد بخش ارائیں۔ جناب نعمت ارائیں۔ جناب حاجی عبدالسلام ارائیں۔ جناب بگے خلیفہ ارائیں۔ جناب جناب محمد رمضان ارائیں۔ جناب محمد اقبال ارائیں۔ جناب محمد رفیق ارائیں۔ جناب نواب الدین ارائیں۔ جناب محمد یاسین ارائیں۔ جناب بابو غلام محمد اجمیری ارائیں۔ عبدالمجید ارائیں۔ جناب عبدالرحمن اجمیری ارائیں۔ جناب شمس الدین ارائیں۔ جناب اللہ دین ارائیں۔ جناب نصیر احمد ارائیں۔ جناب محمد اسماعیل ارائیں۔ جناب بشیر احمد ارائیں۔ جناب مقبول احمد ارائیں۔ جناب نور محمد ارائیں۔ جناب حسین عبداللہ ارائیں۔ جناب نظیر احمد ارائیں۔ جناب محمد شریف ارائیں۔ جناب عزیز احمد ارائیں۔ جناب عبدالرشید ارائیں۔ جناب ماسٹر محمد اسحاق ارائیں۔ جناب حاجی محمد رمضان ارائیں۔ جناب فضل دین۔ جناب قاری عبدالستار۔ جناب محمد عمر۔ جناب فخر الدین۔ جناب منشی شمس الدین۔ جناب بشیر احمد ارائیں۔ جناب خلیفہ فتح محمد ارائیں۔

چیئرمین:۔ چوہدری کمال الدین ارائیں صاحب

سیکرٹری جنرل۔ حاجی عبدالسلام ارائیں صاحب

مجلس عاملہ کے عہدیدار

صدر:۔ جناب ظہور اختر ارائیں صاحب

سینیئر نائب صدر:۔ جناب نظام الدین ارائیں۔ (۲) سراج الدین ارائیں صاحب

جونیئر نائب صدر:۔ (۱) جناب رحیم بخش ارائیں۔ (۳) علاؤ الدین اجمیری صاحب

جنرل سیکرٹری۔ انوار احمد ارائیں صاحب

جوائنٹ سیکرٹری:۔ فضل الرحمن ارائیں صاحب

" :۔ محمد یاسین ارائیں صاحب

Marfat.com

نشرواشاعت سیکرٹری:۔ محمد اقبال ارائیں صاحب

خزانچی۔خازن:۔ جناب سعید اللہ ارائیں صاحب۔

نوٹ:۔ اس انجمن میں یوپی کے ارائیں برادری کے معزز افراد کی غالب اکثریت ہے اور یہ ان کی کوششوں سے قائم کی گئی ہے۔

عہدہ داران انجمن ارائیاں ضلع سانگھڑ

صدر: حاجی دین محمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری نائب صدر: محمد اختر چودھری ٹنڈو آدم

خزانچی: سیٹھ محمد اسحاق صاحب سیکرٹری: چودھری نعمت علی ایم اے بی ایڈ

جائنٹ سیکرٹری: چودھری محمد عظیم ارائیں ایم اے

انجمن اتحاد ارائیاں کراچی

صدر: جناب محمد طیب صاحب ریٹائرڈ ڈائریکٹر آف سائنس۔

جنرل سیکرٹری: جناب طاہر سلام صاحب ایم اے ایل ایل بی۔

جوائنٹ سیکرٹری: جناب محمد صدیق اختر صاحب بی۔اے نیشنل بنک آف پاکستان۔

خزانچی: جناب محمد شفیع صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ نیول ہیڈکوارٹر کراچی۔

پروپیگنڈہ سیکرٹری: جناب محمد ریحان صاحب تجارت سیمنٹ مارکیٹ

(ا) صدر محمد تقی صاحب انجمن راعیان سوداگران دہلی کراچی۔ دہلی کالونی کراچی۔

(ب) سیکرٹری دفتر انجمن راعیان دہلی۔ دہلی کالونی کراچی۔

(ج) میاں محمد افضل صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری صدر انجمن راعیان دہلی کراچی۔

(د) چودھری غلام رسول ارشد صاحب نیو کلاتھ مارکیٹ کراچی۔ سینئر نائب صدر

میاں عبدالحفیظ صاحب (جنرل سیکرٹری) پریذیڈنٹ کراچی پورٹ ٹرسٹ

جناب عبدالرشید صاحب چودھری پروپیگنڈہ سیکرٹری انجمن راعیان کراچی

چودھری محمد ابراہیم صاحب سینئر سپرنٹنڈنٹ منسٹری آف فنانس (ر) نے کراچی انجمن راعیان کی ایک ڈائریکٹری بھی تیار کی ہے،

چودھری محمد انور امین متعلم پی ایچ ڈی (صدر کراچی یونیورسٹی انجمن پنجابی طلباء) نے اس انجمن میں دوبارہ جان ڈالنے کے لئے کافی مساعی کیں،

Marfat.com

کراچی کے ارائیں تعلیم، تجارت، عہدہ داری اور مالی لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہیں۔

انجمن ارائیاں (بھٹو) ضلع لاڑکانہ

اس انجمن کا اجلاس ۱۵ مارچ ۱۹۶۵ء کو لاڑکانہ ٹاؤن ہال کے سامنے ہوا۔ جس کے صدر جناب ممتاز علی بھٹو اور جنرل سیکرٹری جناب اللہ بخش ایم راعی تھے۔ اس کی مختصر روداد "حریت" کراچی کے الفاظ میں یہ ہے۔

"بھٹو قبیلے کے افراد کا ایک اجتماع جناح باغ لاڑکانہ ٹاؤن ہال میں زیر صدارت جناب ممتاز علی صاحب منعقد ہوا جس میں بھٹو قبیلے کے افراد نے کافی تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس شروع ہونے سے قبل اس قبیلے کے موجودہ سردار جناب پیر بخش بھٹو صاحب ممبر قومی اسمبلی کا بیان پڑھ کر سنایا گیا جو قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے کے سبب اس اجتماع میں شرکت نہ کر سکے۔ اس اجلاس میں بھٹو قبیلے کی تنظیم کے لئے ایک انجمن کا قیام عمل میں آیا جس کا نام انجمن راعین رکھا گیا انجمن ہذا کے سیکرٹری مسٹر اللہ بخش بھٹو نے لفظ راعین کی تشریح کرتے ہوئے

اور اس کا شجرہ بیان کرتے ہوئے اسے عرب کے ایک بزرگ حضرت حلیم الراعی سے منسوب کیا اور اس انجمن کے اغراض و مقاصد بتاتے ہوئے اعلان کیا کہ یہ انجمن غیر سیاسی جماعت ہے (سیکرٹری صاحب کے سامنے اس وقت سلیم التواریخ موجود تھی)

اس کانفرنس میں سر علامہ محمد شفیع صاحب اور راقم کو بھی شمولیت اور خطاب کرنے کی دعوت دی گئی تھی مگر راقم بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا اور سردار صاحب کو خط اس وقت ملا جبکہ وہاں تک پہنچنے کا وقت بہت تھوڑا رہ گیا تھا بہرحال سردار صاحب نے جنرل سیکرٹری کے نام یہ پیغام بھیجا۔

"آپ کو کانفرنس منعقد کرنے پر مبارک باد دیتے ہوئے مجھے بے حد مسرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو کامیاب کرے۔ مگر میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ ارائیں (بھٹو) کانفرنس کی بجائے آل سندھ ارائیں کانفرنس کا انعقاد ہماری قومی یکجہتی کے لئے زیادہ مفید ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ہماری برادری میں کئی گوتیں ہیں اور گوت

Marfat.com

کے نام پر اجتماع بلانا کوئی مفید اور مستحسن کام نہیں اس سے عصبیت کو فروغ ہوگا
اور اصل برادری سے دوری ہوتی جائے گی۔''

سردار صاحب کا یہ پیغام نہایت اہم ہے کیونکہ گوت کی بنا پر تنظیم کرنے کا مطلب قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی مساعی کامیاب ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ مستقبل قریب میں ہی آل سندھ بلکہ آل مغربی پاکستان ارائیں کانفرنس کا انعقاد ہوگا۔

انجمن راعیان شاہجہانپور لانڈھی کراچی

۱۔ انجمن کے بانی و صدر محمد رفیق کریانہ مرچنٹ بابر مارکیٹ لانڈھی
۲۔ بانی و جنرل سیکرٹری فخر عالم پرفیوم لانڈھی کراچی۔
۳۔ خازن محمد سردار کریانہ مرچنٹ بابر مارکیٹ لانڈھی
۴۔ سیکرٹری نشر و اشاعت صغیر احمد بدر لانڈھی۔
۵۔ جوائنٹ سیکرٹری حشمت علی کریانہ مرچنٹ کراچی
۶۔ پراپیگنڈہ سیکرٹری۔ بنّے میاں چودھری لانڈھی۔
۷۔ سرپرست۔ حاجی عطاء اللہ لیاقت آباد کراچی

انجمن کے سرگرم کارکن

شمشیر علی۔ محمد حنیف۔ محمد سلیم۔ کریم بخش۔ محمد رفیق۔ ملا محمود علی۔ حافظ نبی بخش۔ عبدالعزیز۔ افتخار۔ ارشاد علی۔ غلام نبی۔ محبوب علی۔ نبی احمد۔ محمد اسحاق۔ محمد نثار۔ صادق علی۔ محمود۔ یوسف علی۔ نواب علی۔ اشفاق۔

انجمن برادران راعیان

اغراض و مقاصد

۱۔ غیر تعلیم یافتہ افراد بالخصوص بچوں و بچیوں کی تعلیم کا بندوبست کرنا
۲۔ بیماری و بے روزگاری کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے سلسلہ میں ضرورت مند

Marfat.com

افراد کو مناسب مالی امداد فراہم کرنا۔

۳۔ ایسے تمام خاندان جو کہ اپنے سرپرست سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان خاندانوں کی دیکھ بھال کرنا اور انہیں بھی مالی و جسمانی مدد فراہم کرنا ان کی خبر گیری کرنا۔

۴۔ برادری کے ایسے افراد جو کہ بوڑھے ہونے کی وجہ سے اپنے گھرانے کی ضروریات زندگی پوری کرنے سے مجبور ہوں ایسے افراد کے لئے مناسب کام کاج و مالی امداد فراہم کرنا۔

۵۔ ایسے افراد جو کسی مہلک بیماری کا شکار ہوں اور مالی پریشانی کی وجہ سے اپنے علاج کروانے سے قاصر ہوں ایسے افراد کے علاج کے سلسلہ میں ادویات فراہم کرنا۔

۶۔ آپس میں ایک خاندان کے لوگوں کی طرح خلوص و محبت سے مل جل کر زندگی بسر کرنا ایک دوسرے سے وقتاً فوقتاً ملاقاتیں کرتے رہنا۔ آپس کے حالات سے باخبر رہنا۔

انجمن اتحاد ارائیں پاکستان

بھیم پورہ نزد گلشن مسجد نشتر روڈ کراچی

انجمن کے عہدیداران حسب ذیل ہیں۔

(۱) جناب چودھری شہاب الدین صاحب (صدر) (۲) جناب گبر الدین صاحب (نائب صدر)
(۳) جناب عبدالرحمٰن صاحب (نائب صدر) (۴) جناب شہاب الدین وارثی (جنرل سیکرٹری)
(۵) جناب باب الدین صاحب (جوائنٹ سیکرٹری) (۶) جناب یامین الدین صاحب (اسسٹنٹ سیکرٹری)
(۷) جناب عبدالمجید صاحب (خازن) (۸) جناب محمود احمد صاحب (سیکرٹری نشر و اشاعت)
(۹) جناب شہزادہ سلیم صاحب (آفس سیکرٹری) (۱۰) جناب نظام الدین صاحب (نگران آفس و سامان ڈیکوریشن)

<u>ممبران</u>

۱۔ بدرالدین صاحب ۲۔ محمد اشرف صاحب عرف ٹوٹیاں ۳۔ چھوٹے خاں صاحب
۴۔ مولانا کریم بخش صاحب ۵۔ باؤ میاں صاحب ۶۔ حاجی الہ دین صاحب عرف اللن
۷۔ محمد عیدو صاحب ۸۔ عبدالشکور صاحب ۹۔ شمس الدین صاحب عرف ننھو
۱۰۔ پیر بخش صاحب ۱۱۔ محمد سلیم صاحب

Marfat.com

رضا کار (والنٹیرز)

۱۔ فخرالدین صاحب ۲۔ محمد سعید صاحب ۳۔ شہاب الدین عرف بابو ۴۔ عبدالکریم صاحب
۵۔ نور محمد صاحب ۶۔ قمرالدین صاحب ۷۔ محمد یعقوب صاحب ۸۔ عبدالغفار صاحب عرف اوزی
۹۔ محمد رمضان صاحب ۱۰۔ اسلام الدین صاحب ۱۱۔ محمد جمیل صاحب ۱۲۔ ظہور احمد صاحب
۱۳۔ نثار احمد صاحب ۱۴۔ دین محمد صاحب ۱۵۔ نصیرالدین صاحب

مذکورہ بالا رضاکار ہر تقریب پر اپنی رضاکارانہ خدمات پیش کرتے ہیں اور ہر تقریب کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ فقط

جنرل سیکرٹری شہاب الدین وارثی
۲۴۳/۷ اے ال بوٹا اسلام آباد نشتر روڈ کراچی

انجمن اتحاد آرائیں کراچی (رجسٹرڈ) ۳۲۰۰

۵۰۶۳/۱۱-ی متصل بلال مسجد رونڈھی کراچی

ہم مسرت کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتے ہیں، ہم نے انجمن اتحاد آرائیں کراچی کی بنیاد سب بھائیوں میں محبت اخوت پیدا کرنے کے لئے قائم کی ہے اور جملہ آرائیں حضرات سے [illegible] اپیل کی جاتی ہے کہ آپ سب [illegible] انجمن سے پورا پورا تعاون [illegible] کے تعاون کی [illegible]

[illegible] اغراض و مقاصد

(۱) ممبران کی [illegible] کے لئے [illegible]

(۳) لاوارث [illegible]

(۵) انجمن کی [illegible]

(۶) [illegible]

(۷) [illegible]

(۸) [illegible]

(۹) [illegible]

(۱۰) [illegible]

پیدا کرنا (۱۲) ممبران میں مذہبی جذبہ پیدا کرنا اور دین کی طرف راغب کرنا۔
(۱۳) دینی محفلیں منعقد کرانا جس سے کہ اسلام کی تبلیغ ہو اور اسلام کو فروغ ملے
(۱۴) باہمی لڑائی جھگڑوں کا تصفیہ کرانا اور ہر فیصلہ کن کا فرض ہوگا کہ فیصلہ کا پابند ہے۔
(۱۵) علاقوں میں صفائی روشنی پانی کی سپلائی کے لئے متعلقہ حکام سے ملکر بندوبست کرنا۔
(۱۶) دیگر جماعتوں سے غیر سیاسی معاملات پر دوستانہ تعلقات قائم کرنا۔
(۱۷) حکومت کی پالیسیوں کا خیر مقدم اور تمام سرکاری شعبہ جات سے تعاون کرنا۔

الحمد للہ۔ آئیے ہم سب مل کر دعا کریں۔ خداوند قدوس ہمارے اس ادارے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برقرار رکھے۔ آمین ثم آمین۔

انتقال پُر ملال

۱۱ ربیع الاول بروز ہفتہ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۷۶ء صبح ۴ بجے ہمارے محترم صدر جناب عبدالغفار ارائیں وفات پا گئے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔
مرحوم کی عمر تقریباً ۵۰ سال تھی (مرحوم) بھارت علی گڈھ میں پیدا ہوئے، ان کا آبائی شہر علیگڈھ ہی تھا۔ دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا، دعا کریں اللہ تبارک تعالیٰ مرحوم کی مغفرت اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائیں (مرحوم نے) ایک بیوہ : ۳ لڑکے = ایک لڑکی چھوڑی ہے۔ آج ہم ایسے صدر سے محروم ہو چلے ہیں، جن کا رنج و غم ہمارے دلوں میں جگہ کر بیٹھا ہے، ان کی موت پر جتنا بھی رنج کیا جائے کم ہے۔ انجمن میں آپ نے بڑے بڑے اچھے کردار ادا کئے ہیں اور ان کے علاوہ نیک کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہتے تھے، انجمن نے اپنے مخلص مرحوم صدر کے لئے قرآن خوانی دعاء مغفرت کی، معصوم بچوں اور غرباء کو کھلایا گیا اور مرحوم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اور اُن کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے میٹنگ ہال کو اُن کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ آئندہ اس ہال کو "عبدالغفار ارائیں ہال" کہا جائے گا۔
انجمن اتحاد ارائیں رجسٹرڈ ۳۲۰۰ کراچی کے عہدیداران کے نام حسب ذیل ہیں:۔

Marfat.com

(۱) سرپرست جمعہ پہلوان ارائیں
(۲) صدر ــ عبدالغفار ارائیں
(۳) نائب صدر ــ بابو میاں ارائیں
(۴) جنرل سیکرٹری ــ چوہدری بندو ارائیں
(۵) جائنٹ سیکرٹری ــ علیم الدین ارائیں
(۶) پروپیگنڈ سیکرٹری ــ امام بخش ارائیں
(۷) " " ــ عبدالغنی ارائیں
(۸) " " ــ عبدالرشید ارائیں
(۹) خازن ــ شہاب الدین ارائیں
(۱۰) نائب خازن ــ شوکت علی ارائیں
(۱۱) سیکرٹری ــ اللہ دین فوجی
(۱۲) ڈیکوریشن سیکرٹری عبدالشکور اور دیگر ۵ ممبران ورکنگ کمیٹی

جنرل سیکرٹری انجمن اتحاد ارائیں

کارروائی اجلاس انجمن الراعیاں ضلع رحیم یار خان

منجانب

انجمن الراعیاں ضلع رحیم یار خان ــــ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۷۶ء

انجمن الراعیاں ضلع رحیم یار خان کا قیام مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۷۶ء بمقام شہر رحیم یار خان عمل میں آیا یہ ایک غیر سیاسی، سماجی، رفاہی اور اصلاحی و فلاحی انجمن ہے جس کے بڑے بڑے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) برادری کی فلاح و بہبود۔

(۲) برادری میں تنازعات کا باہمی فیصلہ (۳) برادری کے یتیم و نادار دوکان اور غریب طلباء کی امداد، (۴) ذیلی شاخوں کا قیام (۵) شفاخانوں اسکولوں اور لائبریریوں کا قیام (۶) برادری میں غلط اور غیر رسومات کا خاتمہ (۷) دوسری برادریوں کے ساتھ تعاون۔

Marfat.com

برادری کی فلاح وبہبود

برادری کی اکثریت سے ملاقاتیں کر کے ان کے مسائل معلوم کئے اور برادری کے وقار کو بحال وبلند کیا گیا۔ برادری کے افراد کو باور کرایا گیا کہ ہم خواہ کسی گروپ جماعت میں ہوں۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ مختلف اسٹیجوں پر برادری کے افراد کی جائز امداد بھی کی گئی۔

برادری میں تنازعات کا باہمی فیصلہ

برادری کے افراد میں ضلع بھر میں کچھ دیرینہ جھگڑے اور مقدمات تھے جس کی آپس میں صلح کرائی گئی اور اس مقصد کے لئے انجمن ہذا کے عہدیداران نے دور دراز کے علاقوں کا دورہ بھی کیا۔

یتیم ونادار افراد بیوگان اور غریب طلباء کی امداد

اس وقت انجمن ہذا نے اپنے محدود وسائل اور کمی فنڈز کے پیش نظر ضلع بھر کے چار طلبا کو یکصد روپیہ ماہوار فی طالب علم وظیفہ دے رہی ہے۔ یہ طلباء کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ چند یتیم ونادار وبیوگان کی درخواستیں بھی انجمن ہذا کے دفتر میں برائے امداد موصول ہو چکی ہیں۔ جو زیر غور ہیں۔

ذیلی شاخوں کا قیام

اس وقت تک ضلع ہذا کی تین تحصیلوں صادق آباد رحیم یار خاں اور لیاقت پور میں تحصیل اور شہر کی سطح پر تنظیمیں قائم کی جا چکی ہیں جو اپنے اپنے حلقوں میں تن دہی سے کام کر رہی ہیں۔ خاص کر انجمن نور یوالی نے ایک پرائمری سکول تعمیر کرایا ہے جو بعد ازاں گورنمنٹ کو دے دیا گیا ہے۔ اور چند نادار بھائیوں کی امداد کی ہے۔ اس طرح انجمن الراعیان بدلی شریف نے بہت محنت اور لگن سے کام کیا ہے۔ ایک خیراتی ڈسپنسری قائم کی ہے۔ اور ایک مستقل یونٹ برائے تصفیہ تنازعات قائم کیا ہے جو بطریق احسن کام کر رہا ہے۔

شفاخانے لائبریریوں اور سکولز کا قیام

انجمن ہذا کے زیر سرپرستی انجمن الرعیان بدلی شریف

Marfat.com

نے قصبہ بدلی شریف میں ایک خیراتی شفا خانہ قائم کر دیا ہے جس کو انجمن ہذا نے ہنگامی طور پر ایک ہزار روپیہ عطیہ دیا ہے۔ اس کی امداد کا باقاعدہ پروگرام زیر غور ہے۔
لیاقت پور شہر میں جناب عبدالرشید راہی صدر انجمن الرعیاں تحصیل لیاقت پور نے ایک مارکیٹ (الراعی مارکیٹ) کے نام سے تعمیر کی ہے جس میں ایک کمرہ انہوں نے لائبریری کے لئے وقف کیا ہے۔

دوسری برادریوں کے ساتھ تعاون

انجمن ہذا نے اس سلسلہ میں ہر برادری کے لئے اپنا دست تعاون دراز کیا ہے اور دوسری برادریوں نے اس سلسلہ میں فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے۔ اس طرح برادریوں کے مابین یکجہتی کی فضا پیدا ہو گئی ہے۔

مالیات

انجمن ہذا نے اس سلسلہ میں برادری سے عطیات اور ممبر شپ فیس اور چندہ وغیرہ وصول کئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

میزان عطیات	میزان ممبر شپ	میزان اخراجات
۳۳۴۳۰/-	۱۶۰۰۰/-	

الراعی مارکیٹ لیاقت پور کا افتتاح

ضلعی صدر جناب میاں ہدایت اللہ صاحب نے الراعی مارکیٹ لیاقت پور کا افتتاح کیا۔ اس افتتاح کے سلسلہ میں رحیم یار خاں سے میاں ہدایت اللہ صاحب ضلعی صدر انجمن اراعیاں رحیم یار خاں محمد انور سلیمی صاحب ایڈووکیٹ صدر سٹی رحیم یار خاں حفیظ الرحمٰن حاجوی جنرل سیکرٹری رحیم یار خاں، ماسٹر محمد علی صاحب جنرل سیکرٹری ذیلی شاخ نوریوالی اور بریگیڈ ممبر محمد صدیق صاحب ذیلی شاخ نوریوالی لیاقت پور بذریعہ خیبر میں پہنچے انجمن اراعیان لیاقت پور نے اسٹیشن پر استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں الراعی مارکیٹ تک لے جایا گیا۔ افتتاح کی رسم ہوئی۔ تقاریر ہوئیں اور اس موقعہ پر انجمن الراعیان لیاقت پور کا سالانہ الیکشن بھی منعقد ہوا۔ جس میں اتفاق رائے سے درج ذیل احباب عہدیدار منتخب کیا گیا۔

Marfat.com

(۱) ڈاکٹر محمد عمر صاحب (صدر) (۲) چوہدری ریاض الحق صاحب ایڈووکیٹ (نائب صدر) (۳) چوہدری محمد مختار صاحب (جنرل سیکرٹری) (۴) صوفی دل محمد صاحب (جائنٹ سیکرٹری) (۵) فضیلت حسین صاحب (سیکرٹری نشر و اشاعت) (۶) چوہدری محمد طفیل صاحب (خزانچی)

ممبران مجلس عاملہ:- چوہدری محمد رفیق۔ ڈاکٹر مبارک علی۔ چوہدری اصغر علی۔ غلام مصطفےٰ چوہدری محمد رفیق۔

انجمن اراعیان ضلع رحیم یار خان کے عہدیدار

چوہدری ہدایت اللہ صدر۔ عبداللطیف چغتائی۔ سینئر نائب صدر۔ میاں عبدالرشید راہی جونیئر نائب صدر (لیاقت پور) چوہدری محمد امجد نائب صدر (صادق آباد) چوہدری خیرالدین نائب صدر (صادق آباد) چوہدری خیر دین نائب صدر (رحیم یار خان) میاں رشید احمد نائب صدر (خان پور) ملک عبداللہ ایڈووکیٹ نائب صدر (لیاقت پور) چوہدری محمد سرور اختر جنرل سیکرٹری چوہدری عبداللہ ہمایوں جوائنٹ سیکرٹری (خیر پور) ریاض احمد رضی ڈپٹی سیکرٹری (خانپور) ماسٹر ظہیر احمد اسسٹنٹ سیکرٹری (لیاقت پور) چوہدری اللہ فنانس سیکرٹری۔ چوہدری بشیر امانت علی سیکرٹری نشر و اشاعت۔

عہدیداران تحصیل رحیم یار خان

جناب عبدالمجید صدر غلہ منڈی رحیم یار خان چوہدری فضل احمد سینئر نائب صدر محمد سلیمان جونیئر نائب صدر۔ چوہدری محمد شفیق ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری، چوہدری محمد الدین جوائنٹ سیکرٹری، ڈاکٹر محمد افضل جمیل ڈپٹی سیکرٹری (بدلی شریف) چوہدری خوشی محمد اسسٹنٹ سیکرٹری (ٹرانسپورٹر) چوہدری منظور احمد فنانس سیکرٹری (جاوید کمپنی) چوہدری محمد حنیف سیکرٹری نشر و اشاعت (لیاقت علی اینڈ کمپنی)

عہدیداران انجمن اراعیان شہر رحیم یار خان

(۱) چوہدری محمد انور سلیمی ایڈووکیٹ صدر۔

Marfat.com

(۲) چوہدری عبداللطیف بھٹے دا. سینئر نائب صدر (۳) چوہدری محمد اسلم صابن والے جونیئر نائب صدر (۴) چوہدری حفیظ الرحمن باجوہ ایڈووکیٹ. جنرل سیکرٹری (۵) چوہدری محمد اسحاق ایڈووکیٹ ڈپٹی سیکرٹری (۶) طارق چوہدری اسسٹنٹ سیکرٹری (۷) چوہدری ارشاد الحق فنانس سیکرٹری (غلہ منڈی) (۸) چوہدری بشیر نواز سیکرٹری نشر و اشاعت۔

ممبران مجلس عاملہ شہر کونسل

چوہدری عبدالرشید (نور یوالی) چوہدری محمد مغلوب (اڈہ گلبرگ) چوہدری نذیر احمد (الحمرا جنرل سٹور) چوہدری خالد مسعود (غنی سنز) چوہدری محمد اشرف (ملک کریانہ سٹور) چوہدری محمد سلیم (چوہدری برادرز بانو بازار) جناب محمود احمد صاحب (مینجر نیشنل بنک)

بیت المال:۔ ۲۳۸۰۶/۰ روپے اس میں بابا محمد شفیع کی طرف سے ۵۰۰ روپے کا عطیہ شامل ہے۔

انجمن ارائیاں ڈیرہ غازی خاں

صدر:۔ چودھری غلام محی الدین بلاک جے ڈیرہ غازی خاں، سابقہ ۲۵ سال سے بی ڈی ممبر رہے اور ۵ سال کے لئے میونسپل کمیٹی کے چیئرمین بھی منتخب ہوئے۔

نائب صدر:۔ میاں عبدالغفور صاحب بلاک این ڈیرہ غازی خاں۔

سیکرٹری جنرل:۔ میاں عطاء اللہ بلاک جے ڈیرہ غازی خاں۔

ڈپٹی سیکرٹری جنرل۔ محمد اکرام کوکب بلاک این ڈیرہ غازی خاں۔

خازن:۔ محمد ابرار بھٹہ بلاک جے ڈیرہ غازی خاں

ضلعی کونسلر انجمن:۔ (۱) چودھری غلام محی الدین بلاک جے (۲) میاں عطاء اللہ بلاک جے (۳) محمد ابرار بھٹہ بلاک جے (۴) محمد وکیل بلاک جے۔

(۵) چودھری شوکت علی بلاک جے مالک ارائیں انجنیئر ورکس، بہترین مکینک

(۶) محمد حنیف چودھری بلاک جے بہترین ٹیلر ماسٹر

(۷) چوہدری شاہد بشیر آفتاب میڈیکل سٹور بلاک ۲ صدر بازار شہر ڈیرہ غازی خاں شہر کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور ہے۔

Marfat.com

انجمن ارائیاں تحصیل جام پور کے عہدیداران

صدر :۔ حافظ محمد شفیع صاحب

نائب صدر :۔ ملک محمد رمضان صاحب
سیکرٹری جنرل :۔ حافظ محمد بخش
جوائنٹ سیکرٹری ۔ ملک محمد اقبال صاحب
پراپیگنڈہ سیکرٹری :۔ ملک محمد لیسین صاحب
خزانچی :۔ ملک غلام سرور صاحب

یہ اصحاب تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں کے عہدے داران ہیں۔
محمد ابرار بھٹہ خازن انجمن ارائیاں ضلع ڈیرہ غازی خاں

انجمن ارائیاں وہاڑی کا اجتماع

مورخہ ۱۲/۷/۹۳ کو برکوٹھی چوہدری رحمت علی کلب روڈ وہاڑی، ارائیں برادری کا اجتماع ہوا۔ جلسہ کی سرپرستی چوہدری ارشاد احمد صاحب نائب صدر انجمن ارائیاں پنجاب نے فرمائی۔ برادری کی تنظیم اس طرح عمل میں آئی۔

صدر انجمن تحصیل وہاڑی ۔ چوہدری عبدالمجید صاحب ایڈووکیٹ وہاڑی
نائب صدر سینئر ۔ چوہدری بشیر احمد صاحب
〃 〃 جونیئر ۔ چوہدری نیاز احمد صاحب
جنرل سیکرٹری ۔ چوہدری شاہ محمد صاحب۔ چک نمبر ۲۲۶ ای۔بی
جائنٹ سیکرٹری ۔ چوہدری خورشید احمد صاحب، چک نمبر ۲۳ ای۔بی
فنانس سیکرٹری ۔ چوہدری محمد مختار صاحب
سیکرٹری نشرواشاعت ۔ چوہدری غلام باری صاحب
مجلس عاملہ :۔ چوہدری محمد سلیمان چک نمبر ۱۹۴ ای۔بی۔ محمد صدیق نمبر ۲۳ ڈبلیو
چوہدری محمد جمیل ایڈووکیٹ وہاڑی۔ منظور احمد ایڈووکیٹ

Marfat.com

چوہدری محمد اقبال۔ چوہدری جان محمد ہیڈ ماسٹر مالک سستا کتب خانہ
وہاڑی۔ چوہدری شاہ محمد۔ چوہدری محمد صدیق آڑھتی۔
سرپرست انجمن۔ حافظ خیر دین گو بیر ہیڈ ماسٹر۔ چوہدری شریف حسین ہیڈ کلرک۔

انجمن آرائیاں گوجرہ ضلع لائلپور عہدداران و مجلس عاملہ

(۱) چوہدری حاجی غلام محمد صاحب ٹھاوی۔ صدر انجمن ارائیاں گوجرہ
(۲) چوہدری محمد علی صاحب۔ سینئر نائب صدر، گوجرہ
(۳) چوہدری حاجی محمد یوسف صاحب۔ جنرل سیکرٹری گوجرہ
(۴) میاں محمد حنیف صاحب توکلی۔ جائنٹ سیکرٹری گوجرہ
(۵) میاں محمود الحسن صاحب ״
(۶) حاجی ماسٹر محمد یٰسین صاحب۔ سیکرٹری نشر و اشاعت
(۷) میاں محمد اقبال صاحب اعظم۔ خازن

اراکین مجلس عاملہ

۱۔ ڈاکٹر میاں عبد الحفیظ صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ممبر مجلس عاملہ
۲۔ حاجی غلام محمد صاحب ۴۶۴ والے ״
۳۔ حاجی ماسٹر محمد اسلم صاحب ״
۴۔ حاجی عبد الشکور صاحب صابن والے ״
(میاں محمد حنیف توکلی گوجرہ سیکرٹری انجمن اراعیاں گوجرہ)

دفتر انجمن الراعیان ضلع گوجرانوالہ فضل فروٹ مارکیٹ

انجمن الراعیان ضلع گوجرانوالہ کا اجلاس مورخہ ۴ مارچ بروز اتوار بوقت ۲ بجے شام بمقام الراعی بلڈنگ نوشہرہ روڈ منعقد ہوا۔ حاضری تقریباً ۲ سو کے لگ بھگ تھی۔ یہ اجلاس انجمن کے عہدیداروں کے انتخاب کے سلسلہ میں منعقد ہوا تھا۔ مندرجہ ذیل عہدیدارو

Marfat.com

کا انتخاب ہاؤس نے اتفاق رائے سے کیا۔

۱۔ سرپرست اعلیٰ ــــ چوہدری محمد اسمٰعیل گرجاکھ

۲۔ سرپرست ــــ چوہدری عبدالباری سٹلائٹ ٹاؤن

۳۔ 〃 ــــ حاجی عبدالعزیز اسلام آباد

۴۔ 〃 ــــ حاجی ولی محمد موضع ڈھلے

۵۔ 〃 ــــ سیٹھ محمد نذیر محلہ طوطیاں والا

۶۔ 〃 ــــ چوہدری بشیر احمد محلہ بجتے والا

۷۔ سرپرست ــــ چوہدری محمد اسحاق محلہ بجتے والا

(۱) صدر ــــ حاجی امان اللہ صاحب مالک فضل فروٹ مارکیٹ گوجرانوالہ

(۲) سینیئر نائب صدر ــــ میاں عبدالستار صاحب

(۳) نائب صدر ــــ چوہدری عبدالواحد وزیر آباد

(۴) 〃 ــــ چوہدری بشیر احمد حافظ آباد

(۵) 〃 ــــ مولوی محمد شفیع باغبان پورہ

(۶) سیکرٹری جنرل ــــ چوہدری محمد اسمٰعیل باصر

(۷) جوائنٹ سیکرٹری ــــ چوہدری غلام نبی مجاھد

(۸) سیکرٹری نشرواشاعت ــــ میاں عبدالجبار صاحب

(۹) فائننس سیکرٹری ــــ چوہدری غلام نبی مجاھد

(۱۰) آفس سیکرٹری ــــ چوہدری محمد شریف چھچھ والی

انجمن دو کنال سے زائد اراضی پر ایک الراعی بلڈنگ تعمیر کر رہی ہے، جس میں فری ڈسپنسری اور بچیوں کے لئے دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔ انجمن یتیم بچیوں کی شادی کے سلسلہ میں ایک ہزار روپے کا جہیز خرید کر دے رہی ہے۔ بیواؤں کو سلائی مشین بھی دی جا رہی ہے تاکہ گذارہ کی سبیل ہو سکے مستحق طالب علموں کی مالی امداد کی جاتی ہے اس مقصد کے لئے انجمن نے ایک فنڈ کھول رکھا ہے، جن میں قربانی کی کھالیں اور زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔ انجمن نے شادی بیاہ اور دیگر فضول رسومات کے خاتمہ کے لئے

Marfat.com

اپنی کوششیں تیز تر کر دی ہیں اور کافی حد تک اصلاح ہو گئی ہے۔ یہ سب کام چوہدری غلام نبی مجاھد خزانچی انجمن الراعیان گوجرانوالہ کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس مرد مجاہد نے کافی عرصہ سے اپنی زندگی برادری کے لئے وقف کر رکھی ہے اور رات دن برادری کی فلاح بہبود کے لئے کوشاں ہیں۔

ایڈہاک کمیٹی ضلعی انجمن ارعیاں قصور

الحاج سردار محمد عالم صاحب صدر انجمن اراعیاں پنجاب و آزاد کشمیر نے فیصلہ فرمایا ہے کہ ضلعی انجمن اراعیاں قصور کی باقاعدہ تشکیل کے لئے مندرجہ ایڈہاک کمیٹی ہوگی جو یکم دسمبر ۱۹۷۶ء تک باقاعدہ انتخابات کروا کر ضلعی انجمن اراعیاں قصور کا اعلان کریں گے۔

(۱) چوہدری محمد یعقوب مان، ایم۔ پی۔ اے، کنوینر (صدر)

(۲) چوہدری برکت علی ایڈووکیٹ، نائب کنوینر (نائب صدر)

(۳) چوہدری شوکت علی ممتاز، نائب کنوینر ۲ (نائب صدر)

ممبران کمیٹی (۴) چوہدری دین محمد بھینڈیاں والے

(۵) میاں محمد رفیع صاحب کوٹ رکن الدین

(۶) حاجی محمد شفیع صاحب کوٹ عثمان خان

(۷) حاجی غلام محمد پکہ قلعہ

(۸) چوہدری محبوب عالم پھیلا

(۹) حاجی محمد صدیق تحصیلدار ریٹائرڈ

(۱۰) ماسٹر محمد دین کوٹ غلام محمد

(۱۱) چوہدری محمد ابراہیم کرشن نگر

(۱۲) مہر شوکت علی ایڈووکیٹ

(۱۳) حاجی عبدالرشید صاحب صدر لیبر یونین

Marfat.com

نوٹ نمبر۱۔ یہ کمیٹی اور ممبران کو بھی ساتھ شامل کر سکتی ہے۔

نمبر۲۔ اکثریت میٹنگ بلا سکے گی۔ صدر انجمن اراعیاں پنجاب آزاد کشمیر

(سردار محمد عالم صاحب)

انجمن آرائیاں ضلع قصور کا قیام

قصور ۲۳، اکتوبر (نامہ نگار) گزشتہ روز بمقام چونیاں حویلی چوہدری عبدالرحیم ایڈووکیٹ ارائیں برادری کا ایک اجلاس زیر صدارت چوہدری محمد یعقوب خاں ایم۔ پی۔ اے منعقد ہوا جس میں انجمن ارئیاں ضلع قصور کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اجلاس میں ایک قرار دلو کے ذریعے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا گیا اور اس بات کا یقین دلایا گیا کہ وہ ملک اور معاشرے کے لئے جو اصلاحی و فلاحی کام کر رہے ہیں اور آئندہ کریں گے ارائیں برادری ان کی مکمل حمایت کرے گی۔

تنظیم انجمن الرائیاں ضلع قصور

چوہدری محمد یعقوب مان ایم۔ پی۔ اے قصور صدر، چوہدری عبدالرحیم ایڈووکیٹ چونیاں سینئر نائب صدر۔ چوہدری احمد دین فاروق ایڈووکیٹ قصور نائب صدر چوہدری سردار علی سہیل ایڈووکیٹ چونیاں جنرل سیکرٹری۔ چوہدری عبداللطیف ایڈووکیٹ۔ قصور جوائنٹ سیکرٹری۔ چوہدری قاسم علی بھٹہ، چونیاں جوائنٹ سیکرٹری۔ چوہدری محمد ابراہیم قصور فنانس سیکرٹری۔ ڈاکٹر امام دین چونیاں سیکرٹری نشر و اشاعت۔

تنظیم انجمن ارائیاں تحصیل قصور

ملک محمد عاشق قصور صدر، ایم اختر عابد ایڈووکیٹ سینئر نائب صدر، چوہدری احمد علی ٹونوالہ نائب صدر، چوہدری شوکت علی ممتاز جنرل سیکرٹری، چوہدری محمد حیات آف راجہ جنگ جوائنٹ سیکرٹری، چوہدری محمد شریف ایڈووکیٹ جوائنٹ سیکرٹری چوہدری محمد مختار ایڈووکیٹ سیکرٹری نشر و اشاعت، چوہدری برکت علی آف راجہ جنگ فنانس سیکرٹری۔

تنظیم تحصیل چونیاں

چوہدری عبدالرحمٰن، صدر، ملک نذر احمد واں رادھارام سینئر نائب صدر، ملک محمد جہانگیر ایڈووکیٹ چونیاں،

Marfat.com

نائب صدر، ڈاکٹر بشیر احمد توکی جنرل سیکرٹری۔ چوہدری عبدالجبار ایڈووکیٹ چونیاں جوائنٹ سیکرٹری، عبدالخالق جوائنٹ سیکرٹری، چوہدری محمد یحییٰ بقاپور۔ سیکرٹری نشرواشاعت، چوہدری محمد علی تلونڈی فنانس سیکرٹری۔

تنظیم انجمن ارائیاں تھانہ سٹی قصور

میاں محمد رفیع قصور سٹی صدر، چوہدری محبوب عالم کوٹ رکن دین سینئر نائب صدر، مہر شوکت علی ایڈووکیٹ قصور نائب صدر، چوہدری محمد طفیل ایڈووکیٹ قصور نائب صدر، چوہدری محمد طفیل ایڈووکیٹ آل گڑھ جنرل سیکرٹری، حاجی نواب دین کوٹ مراد خاں جوائنٹ سیکرٹری، ماسٹر محمد دین کوٹ علاقہ محمد خاں قصور سیکرٹری نشرواشاعت۔ چوہدری غلام نبی کوٹ بیراں قصور۔ فنانس سیکرٹری چوہدری محمد یعقوب مان ایم۔ پی۔ اے نے بتایا ہے کہ ضلع قصور کے دیگر تھانوں کی تنظیموں کے عہدیداروں کا اعلان عنقریب ایک ماہانہ رسالہ کے بھی اجراء کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

انجمن ارائیاں ٹھکر کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

محمد لطیف انور رامے	ولد چوہدری خیر دین	(صدر)
چوہدری عنایت علی رامے	〃 چوہدری کرم داد	(سینئر نائب صدر)
چوہدری محمد حسین	〃 اللہ رکھا	(نائب صدر)
محمد انور رامے	〃 محمد ابراہیم	(جنرل سیکرٹری)
چوہدری برکت علی	〃 خوشی محمد	(جوائنٹ سیکرٹری)
عبدالغفور	〃 اللہ دتہ	(پراپیگنڈہ سیکرٹری)
محمد یعقوب	〃 محمد شفیع	(سیکرٹری تعلقات عامہ)
ریاض احمد طاہر	〃 فضل کریم	(آفس سیکرٹری)
محمد منیر	〃 محمد شفیع	(خزانچی)
مہر برکت علی	〃 نور محمد	(ممبر انتظامیہ)

Marfat.com

چوہدری محمد اسلم	〃	نظام دین	(〃 〃 〃)
مہر رحمت علی	〃	محمد شفیع	(〃 〃 〃)
مہر محمد سرور	〃	سراج دین	(〃 〃 〃)
مہر محمد نذیر	〃	مہر چراغ دین	(〃 〃 〃)
لال دین	〃	خوشی محمد	(〃 〃 〃)

مرسلہ۔ جنرل سیکرٹری محمد انور رائے انجمن ارائیاں ٹھکر کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

مورخہ ۷ر فروری ۱۹۷۷ء

انجمن ارائیاں میانوالی

"تاریخ ارائیاں" کے زیر طبع ایڈیشن میں شہر میانوالی کے مندرجہ ذیل اصحاب کے اسماء گرامی شامل کر لئے جائیں۔ ضلع ہذا میں برادری کے وجود کی نشاندہی ہو جائے گی۔

بشیر احمد ملک سیکرٹری انجمن ارائیاں میانوالی۔

۱۔ ملک عبدالرحمٰن ولد ملک غلام احمد پروپرائٹر "مسلم میڈیکل ہال" الاعلیٰ منزل مین بازار میانوالی
۲۔ صوفی عبدالغفار ولد ملک غلام احمد۔ گورنمنٹ کنٹریکٹر میانوالی
۲۔ ملک عبدالستار ولد ملک غلام احمد 〃 〃 〃
۳۔ ملک محمد رمضان ولد حاجی محمد ابراہیم ٹھیکیدار سبزی منڈی میانوالی
۴۔ ملک نور زمان ولد ملک محمد رمضان تاجر میانوالی۔
۵۔ ملک عبدالرحمٰن ولد ملک محمد رمضان، گورنمنٹ کنٹریکٹر خوشاب (ضلع سرگودھا)
۶۔ صوفی عطا رسول ولد ملک شیر محمد، پی۔اے۔ایف کنٹریکٹر میانوالی
۷۔ ملک سید رسول ولد ملک شیر محمد 〃 〃 〃
۸۔ چوہدری محمد رضی ولد چوہدری محمد رفیع ۶۸/جے یثرب سٹریٹ میانوالی (M.A.B.Ed.)
۹۔ چوہدری محمد نقی ولد چوہدری محمد رفیع 〃 〃 〃
۱۰۔ چوہدری فقیر محمد (صدر انجمن ارائیاں میانوالی)، گورنمنٹ کنٹریکٹر ایم۔ای۔ایس میانوالی
۱۱۔ ملک محمد اختر سینیئر کلرک ڈی۔سی۔آفس میانوالی۔

Marfat.com

۱۲۔ محمد اسلم طارق سیکشن آفیسر اسٹیبلشمنٹ، اسلام آباد
۱۳۔ محمد اصغر ایس ٹی ریلوے میانوالی
۱۴۔ صوفی محمد حسن سینئر کلرک ڈی۔سی آفس میانوالی
۱۵۔ ملک محمد افضل ولد محمد بختاور، سینئر کلرک ڈی۔سی آفس میانوالی
۱۶۔ امیر حسن، ایم اے۔بی ایڈ ٹیچر ایم۔بی ہائی سکول میانوالی
۱۷۔ چوہدری محمد ایوب ولد حاجی غلام رسول، جالندھری شربت ہاؤس میانوالی۔
۱۸۔ چوہدری غلام حیدر، چوہدری الیکٹرک ہاؤس مین بازار میانوالی۔
۱۹۔ ملک بشیر احمد ولد ملک محمد عبداللہ جنرل سیکرٹری انجمن ارائیاں میانوالی۔
۲۰۔ ملک رضا محمد ولد ملک عبداللہ، یو۔ڈی۔سی مکڑوال کالری میانوالی
۲۱۔ نذیر احمد ولد ملک محمد عبداللہ، ایڈیٹر ڈی۔اے۔او میانوالی
۲۲۔ ملک محمد عظیم ولد حاجی محمد ابراہیم، ٹھیکیدار میانوالی
۲۳۔ عبدالرحیم ولد عبدالحکیم۔ تاجر میانوالی
۲۴۔ ملک محمد عثمان ولد حاجی محمد رمضان، کریانہ مرچنٹ مین بازار میانوالی
۲۵۔ ملک محمد اقبال، فوڈ انسپکٹر میانوالی
۲۶۔ منصور الرحمان لیکچرر ڈگری کالج بھکر (میانوالی)
۲۷۔ فضل الرحمن میٹر انسپکٹر، میانوالی
۲۸۔ چوہدری محمد بخش ولد گل محمد، ریڈر۔ڈی۔سی۔آفس میانوالی
۲۹ فتح محمد و نور محمد پسران محمد راضی، فروٹ کمیشن ایجنٹ کندیاں (میانوالی)
۳۰۔ حوالدار محمد ابراہیم ولد محمد خلیل، حوالدار ملٹری، موچھ (میانوالی)
۳۱۔ غلام محمد ولد محمد خلیل، سیکرٹری یونین کونسل جیتو بھکر (میانوالی)
۳۲۔ ملک غلام محمد ولد ملک غازی، حوالدار ملٹری ساکن موچھ (میانوالی
۳۳۔ مولانا نور حسین، امیر جماعت اسلامی۔ کھشتی (میانوالی)
۳۴۔ محمد عبداللہ ولد محمد نواز، محکمہ پولیس میانوالی۔
۳۵۔ ڈاکٹر چوہدری محمد اقبال کلور کوٹ۔ (میانوالی)

Marfat.com

عہدہ داران حزب راعیاں ضلع مظفر آباد (آزاد کشمیر)

صدر:۔ رفیق اختر چوہدری ایجوکیشن آفیسر مظفر آباد
جنرل سیکرٹری۔ میاں ارشاد احمد اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ صنعت وحرفت
سیکرٹری مالیات:۔ عبدالحق اختر ڈپٹی سیکرٹری جنگلات، ٹرانسپورٹ
سیکرٹری نشر واشاعت:۔ میاں ریاض احمد ایگریکلچر آفیسر مظفر آباد

ارائیں سوسائٹی اسلام آباد

سرپرست:۔ چوہدری عبدالرشید سابق ممبر قومی اسمبلی
پریذیڈنٹ:۔ چوہدری محمد ذوالفقار پی ڈی ایس۔ ایس۔ کیو۔ اے۔ چیئرمین سنٹرل بورڈ آف ریونیو (یہ اب لاہور تبدیل ہو چکے ہیں۔)
سینئر وائس پریذیڈنٹ۔ چودھری عزیز الحسن ڈپٹی سیکرٹری ریٹائرڈ
وائس پریذیڈنٹ:۔ ڈاکٹر غلام رسول چیف پلاننگ ڈویژن۔
سیکرٹری۔ امداد احمد میاں۔ اسسٹنٹ انفرمیشن آفیسر
(آجکل سیکرٹری خالد شہباز ہیں آپ پاکستان نیشنل سروس میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیں)
جائنٹ سیکرٹری:۔ میاں عبدالجبار سروے آفیسر
خزانچی:۔ چودھری احسان الحق ڈپٹی سیکرٹری

اس انجمن کے پیش نظر بہبود ارائیاں کے علاوہ ایک قومی آرگن کا اجراء اور قومی لائبریری کا قیام بھی ہے۔

ضلع کیمبل پور کی ارائیں برادری

تاریخی پس منظر اور موجودہ صورت حال

ضلع کیمبل پور بہت پرانا ہونے کے باوجود پاکستان کے دوسرے تمام اضلاع سے زیادہ پسماندہ

Marfat.com

ہے۔ دوسرے اضلاع مثلاً جہلم، راولپنڈی اور میانوالی کسی زمانے میں پسماندہ ضرور تھے لیکن اب وہاں نہروں، ٹیوب ویلوں اور کارخانوں کی وجہ سے پسماندگی کافی حد تک دُور کی جا چکی ہے اور وہاں کے عوام کی مشکلات کو حل کرکے اُن کو خوشحال بنایا جا رہا ہے، لیکن ضلع کیمبل پور کی صورت حال بالکل اس کے برعکس ہے۔ ضلع کیمبل پور نے ہی دلیر، بہادر اور دنیا کے عظیم جنگجو پیدا کئے جو قیام پاکستان سے لے کر اب تک پُورے ملک کا دفاع کر رہے ہیں، لیکن اس کے باوجود اس ضلع کی ترقی اور فلاح وبہبود پر ابھی تک کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی انگریزوں کے دورِ حکومت میں جان بوجھ کر اس ضلع کو پسماندہ رکھا گیا، کیونکہ وہ اس بات کو سمجھتے تھے کہ یہ بھوک اور مفلسی کا شکار ہو کر ہی فوج میں بھرتی ہو کر انگریزوں کی خدمت کرسکتے ہیں۔ انگریزوں کے بعد بھی اس ضلع پر خاص توجہ نہیں دی گئی۔ پسماندگی کا جائزہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ پورے ضلع میں صنعتی کارخانوں کا نام و نشان تک نہیں۔ اسی طرح ٹیوب ویلوں کا نہروں کا وجود تک نہیں، حالانکہ ضلع کی اکثریت کا پیشہ کھیتی باڑی ہے اور کھیتی باڑی کا انحصار بارش پر ہے۔ ضلع کا کچھ رقبہ پہاڑی ضرور ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ رقبہ ہموار اور زرخیز ہے۔ اگر یہاں پر نہروں، ٹیوب ویلوں کی سکیم کو مروّج کیا جائے تو تقریباً نصف سے زیادہ رقبہ سیراب ہو کر سرسبز و شاداب بن سکتا ہے۔

اب میں اپنی سادہ اور عزیز الفسل آرائیں برادری پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

؎ خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

کیمبل پور ضلع میں دو قومیں اعوان اور ارائیں سب سے زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔ آبادی اور دیگر وسائل کے لحاظ سے ارائیں قوم اعوان قوم کی نسبت دوسرے نمبر پر ہے۔ اعوان قوم کے لوگ یہاں پر ملک اور سردار کہلاتے ہیں لیکن بڑے افسوس سے یہ لکھنا پڑتا ہے کہ ارائیں قوم کو "لیار" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ حسد کی وجہ سے مروڑ توڑ کر بنائی جانے والی غلط قومیت اس ارائیں قوم کے لوگوں کی احساس کمتری اور دیگر کمزوریوں کا سبب

Marfat.com

سے بڑا باعث بنتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ضلع کیمل پور میں ارائیں برادری کا کوئی بھی فرد وزیر، ایم این اے یا ایم پی اے نہیں بن سکا اور نہ ہی کسی اعلیٰ سیاسی، سماجی یا معاشرتی عہدے پر فائز رہا ہے۔ حالانکہ ارائیں برادری کا کردار بہت پاکیزہ ہے، اس قوم کے نوجوانوں میں فخر و غرور، تکبر اور غنڈہ گردی، چوری، ڈاکہ اور بُری عادات کا نام و نشان تک نہیں۔ قوم کی اکثریت نماز کی پابند، شریف، نیک، امن پسند اور سچے مسلمان ہیں۔ آپ ضلع کے جس شہر یا گاؤں میں جائیں، وہاں زیادہ تر مسجدیں اسی قوم کی تیار کردہ یا اُن کی تعمیر و خدمت میں زیادہ ہاتھ اس قوم کا ہوگا اور یہ تمام تر خوبیاں اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ یہ قوم خالص عربی النسل اور عظیم ہے۔ اسی طرح درسِ قرآن پاک اور دوسرے اسلامی اداروں میں اس ارائیں قوم کو صفِ اول پر موجود پائیں گے، ان تمام تر خوبیوں کے باوجود اس کی حالت ابتر کیوں ہے؟ اس کی چند وجوہات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:-

ے دلِ مُردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ ۔ کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

تیرا بحر پُر سکوں ہے یہ سکوں ہے یا فسوں ہے ۔ نہ نہنگ ہے نہ طوفاں نہ خرابی کنارہ

پہلی وجہ جس سے اس کی کمزوری شروع ہوئی وہ تعلیم سے عمومی روگردانی تھی، قوم کے بیشتر افراد چونکہ غریب اور سادہ تھے، انہوں نے اپنے بچوں کی تعلیم پر خاص توجہ نہ دی۔ تعلیم سے بہرہ ور نہ ہونے کی وجہ سے وہ حالات کے جدید تقاضوں کو نہ سمجھ سکے، جس سے اُن کے حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے گئے۔ بڑی وجہ یہی تھی جس سے اس قوم کو زوال آیا اور جس کا خمیازہ آج بھی بھگت رہی ہے۔ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے بھی اس قوم کی اس کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اُن کی تعلیم کے راستہ میں مزید رکاوٹیں اور دشواریاں پیدا کرنا شروع کر دیں، کیونکہ یہ جانتے تھے کہ یہ جہالت کی وجہ سے ہم کو اپنا حاکم تصور کرتے ہیں اور اگر یہ قوم علم کے زیور سے آراستہ ہوگئی تو پھر یہ اپنی اصلیت کو پہچان جائیں گے اور ہماری قدر و منزلت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ زوال کی دوسری، سب سے بڑی وجہ آپس میں نا اتفاقی اور مالی کمزوری تھی۔ قومی مفاد کو نہ سمجھ کر دوسروں کو اپنے اندرونی معاملات میں دخل اندازی سے نہ روکا بلکہ خود ان کو مداخلت کرنے کی دعوت دے دیتے اور انہوں

Marfat.com

نے اس قوم کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور بھائیوں کو آپس میں لڑا کر خود فائدہ اُٹھاتے رہے۔

تیسری وجہ احساس کمتری تھی، جس میں برادری کے اکثر افراد زمین کی تقسیم در تقسیم کے بعد مزارعت سے گذر بسر کرنے لگے اور پھر انہی زمینداروں کو اپنا آقا و مولا سمجھنے لگے۔ اور اپنی اصلیت بھول گئے کہ یہ ایک خالص عربی النسل اور عظیم قوم ہے اور اسی قوم کے آبا ؤ اجداد نے محمد بن قاسم اور غزنویوں کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کر کے اسلام کا بول بالا کیا اور صدیوں تک پورے عرب و سندھ پر حکمرانی کی۔

موجودہ صورت حال

بدلے ہیں زمانے نے نئے رنگ کے تیور
محصورِ خیالاتِ کہن تو بھی بدل جا

ضلع کیمبل پور کی ارائیں برادری اب تاریخ کے ایک نئے اور انقلابی دَور میں داخل ہو چکی ہے اور یہ دَور قوم کی تاریخ میں یقیناً روشن دَور ثابت ہوگا۔ کچھ عرصہ قبل تحصیل تلہ گنگ کے برادری کے چند ایک انقلابی افراد کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ موجودہ دور میں ہماری معاشی، سیاسی، سماجی اور معاشرتی حالت کافی اچھی ہے لیکن اس کے باوجود ہماری حالت ابتر کیوں ہے؟ جن افراد نے برادری کے اس کٹھن اور مشکل کام کا بیڑا اُٹھایا، اُن میں سرِ فہرست چوہدری خان مان صاحب جو آجکل تحصیل تلہ گنگ کے صدر ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات جنہوں نے اس مشکل کام میں اُن کا ساتھ دیا، اُن میں چوہدری نور ماہی صاحب، چوہدری محمد اسلم حامدی صاحب، الحاج امان اللہ خاں چوہدری اللہ دتہ، چوہدری تاج محمد، ماسٹر مرید حسین کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

برادری کے چند ایک مخیر حضرات کے عملی تعاون سے آخر کار صاحب صدر نے اس انقلابی تحریک کا آغاز ۱۹۷۸ء سے شروع کیا۔ برادری کے کچھ ارکان جن کی مالی حالت کافی اچھی تھی اور جو معاشرہ میں معزز مقام کے مالک تھے، وہ کھُل کر سامنے نہ آئے اور برادری کے

Marfat.com

ساتھ مکمل تعاون سے گریز کیا۔ اس کی ایک بڑی وجہ تھی چونکہ ارائیں برادری کو اس ضلع کے معاشرہ میں ذلیل ورُسوا اور گھٹیا تصور کیا جاتا تھا اس لئے ان حضرات نے اپنی اصل قومیت کو چھُپا کر دیگر قوموں کا لبادہ اُوڑھ لیا تھا۔ جس کی وجہ سے شروع شروع میں سخت مُشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اس کے باوجود صاحب موصوف نے راولپنڈی اور دیگر شہروں کی برادری کی انجمنوں سے برابر رابطہ قائم رکھا اور متواتر برادری کو ایک عظیم قوم ہونے کا احساس دلایا۔ آخرکار ۱۲ر جنوری ۱۹۷۵ء کو باقاعدہ انجمن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے بعد تحصیل کا پہلا اجلاس ۱۹ر جنوری ۱۹۷۵ء کو ہوُا جس کے مہمان خصوصی جناب میاں محمد امین رضوانی راولپنڈی تھے۔ اسی طرح تحصیل کا دوسرا اجلاس ایک جلسہ عام کی شکل میں ۲ر مارچ ۱۹۷۵ء کو ہوُا۔ یہ برادری کا پہلا بڑا جلسہ عام تھا جس کی صدارت میاں محمد امین رضوانی، پروفیسر محمد رضاء اللہ، چوہدری محمد اقبال صاحبان نے سرانجام دی، تقریبًا دو ہزار بھائیوں کا ایک سٹیج پر جمع ہونا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ قوم کو اپنے لیڈر کی ضرورت تھی، جونہی اپنے لیڈر کی آواز کو بلند ہوتے سُنا تو پوری قوم میدان میں نکل پڑی۔

اس عظیم الشان جلسہ کی صدارت جناب آنریبل چوہدری جہانگیر علی نے کرنی تھی لیکن جناب چوہدری صاحب کسی سخت مجبوری کے باعث تشریف نہ لاسکے۔ چوہدری صاحب کی کمی کو راولپنڈی کے معزز ارکان نے پورا کردیا۔ اسی طرح تحصیل کا تیسرا اجلاس ۹ر اپریل ۱۹۷۵ء کو ہوُا۔ یہ دن ارائیں برادری کے لئے ایک تاریخی دن ہوگا۔ اس دن ارائیں برادری نے پہلے سے کہیں زیادہ اتفاق کا مظاہرہ کیا اور اسی مبارک دن کو جناب آنریبل چوہدری جہانگیر علی صاحب تشریف لائے اور ضلع کی برادری نے برادری کی تاریخ کو یہ لکھنے پر مجبور کردیا کہ اس مبارک دن کو ضلع کی ارائیں برادری نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ اپنے محبوب راہنما اور وزیر مملکت کو اپنے بہت قریب پایا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس ضلع کیمبل پور میں آجتک کوئی بھی قوم اتنی تعداد میں اکٹھی نہ ہوسکی اور نہ ہی آجتک کسی قوم نے اپنے وزیر کو اتنے قریب موجود پایا ہو۔ یہ بات باعث افسوس ہے کہ یہاں اس ضلع میں یہ قوم بہت دیر

Marfat.com

کے بعد ایک سٹیج پر جمع ہوئی ہے، لیکن پھر بھی خدائے غالب کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس عظیم قوم نے جلد یا بدیر اپنی منزل حقیقی کا تعین تو کر لیا ہے، اس قوم کا اتنی بھاری تعداد میں ایک سٹیج پر جمع ہونا اور ان میں جوش و ولولہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ عربی النسل ارائیں قوم واقعی اپنی حقیقی منزل کی خواہاں ہے۔

میں آخر میں آنریبل چوہدری جہانگیر علی صاحب، صاحب صدر چودھری خان زمان اور دیگر رفقاء کرام جنہوں نے اس کٹھن کام میں تعاون کیا، کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ ہماری قوم اب ترقی کی منزلیں جلد از جلد طے کرے گی۔ خدا اس کا حامی و ناصر ہو۔

چوہدری محمد اسلم حامدی
سیکرٹری جنرل انجمن ارائیاں بدھڑ تحصیل تلہ گنگ

انجمن ارائیاں بدھڑ تحصیل تلہ گنگ

عہدیدار

سرپرست:۔ اُستاد محمد حنیف ولد میاں شریف
قائمقام صدر:۔ چوہدری میاں محمد ولد یار محمد
سینئر نائب صدر:۔ ماسٹر عبدالخالق ولد محمد حنیف
نائب صدر:۔ سیٹھ ولی محمد ولد محمد خاں
جنرل سیکرٹری:۔ چوہدری محمد اسلم حامدی ولد ولی محمد
جائنٹ سیکرٹری:۔ چوہدری ملازم حسین ولد نصیب خاں
پراپیگنڈہ سیکرٹری:۔ چوہدری عبدالحمید بھاشانی
خزانچی:۔ ماسٹر مصری خاں ولد احمد دین
ویلفیئر سیکرٹری:۔ چوہدری محمد امین ولد محمد خان
خازن:۔ چوہدری علی محمد ولد نور محمد

مجلس عاملہ:۔ (۱) محمد حسین ولد نور حسین (۲) مصری خاں ولد نور محمد

Marfat.com

(۳) احمد دین ولد قادر خاں (۴) فضل الٰہی ولد علی محمد (۵) شیر خاں ولد محمد خاں
(۶) محمد ابراہیم ولد نیک (۷) چوہدری مظفر خاں ولد محمد خاں (۸) چوہدری نور محمد ولد
گل جہان (۹) چوہدری عبدالرزاق ولد نور محمد (۱۰) رستم خان ولد شیر زمان

ارکان انجمن ارائیاں بدھڑ

۱۔ سیٹھ ولی محمد ڈپو ہولڈر چیئرمین پیپلز پارٹی بدھڑ تحصیل تلہ گنگ
۲۔ ماسٹر خدا بخش بیوپاری مالک حامدی اینڈ برادرز غلہ مرچنٹ بدھڑ
۳۔ چوہدری میاں محمد عاصی دکاندار پنجاب کریانہ اینڈ جنرل مرچنٹ بدھڑ
۴۔ چوہدری محمد اسلم حامدی سیکرٹری پیپلز ویلفیئر سوسائٹی بدھڑ تحصیل تلہ گنگ
۵۔ چوہدری محمد افضل مفتی نائب صدر پیپلز ویلفیئر سوسائٹی بدھڑ ٹیچر ایم۔ سی مڈل سکول جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ
۶۔ چوہدری عبدالرؤف سوار آرمڈ سروسز کور سنٹر نوشہرہ
۷۔ ماسٹر عبدالخالق ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول ونہار تحصیل تلہ گنگ
۸۔ اُستاد محمد حنیف دکاندار بدھڑ
۹۔ ماسٹر مصری خاں ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول ونہار تحصیل تلہ گنگ
۱۰۔ چودھری نور دین جنجوعہ کلرک ملٹری بنوں
۱۱۔ چودھری شوکت علی ملٹری ای۔ ایم۔ ای کشمور ضلع جیکب آباد
۱۲۔ چودھری برکت علی پردیسی نشاط ملز لائل پور
۱۳۔ چوہدری عبدالقیوم صدیقی منشی میسرز سلطان امیر۔ صدیق اینڈ کمپنی غلہ منڈی تلہ گنگ
۱۴۔ چوہدری محمد اسلم کلرک آئی۔ جی آفس پولیس سیکرٹریٹ لاہور
۱۵۔ چوہدری سلطان خاں ڈرائیور ایس۔ پی۔ نواب شاہ (سندھ)
۱۶ چوہدری عبدالحق نائیک رینجرز پولیس ضلع بہاول نگر
۱۷۔ چوہدری محمد اسحاق نشاط ملز لائل پور
۱۸۔ چوہدری عبدالرحمٰن کانسٹیبل کراچی نمبر ۳

Marfat.com

۱۹۔ حاجی فتح خاں کمشن ایجنٹ غلہ منڈی تلہ گنگ فون نمبر ۴۷

۲۰ چوہدری علی محمد ڈپو ہولڈرز ڈھوک فقیرا داخلی بدھڑ تحصیل تلہ گنگ

۲۱۔ چوہدری شیر زمان سیٹھ رب نواز میسرز ممتاز اینڈ کمپنی غلہ منڈی تلہ گنگ فون نمبر ۲۸

متفرق ارکان

۱۔ لعل خان ولد غلام محمد ۲ نصیب خان ۳۔ ملازم حسین ۴ شیر زمان ولد غلام محمد ۵۔ علی محمد ولد فضل دین ۶۔ محبوب الٰہی ولد فضل دین ۷۔ علی محمد ولد نور محمد ۸ صوفی محمد شریف ولد رمضان ۹۔ چوہدری عبدالغفور ولد نور محمد ۱۰۔ امیر خاں ولد گل جہان ۱۱۔ فتح خاں ولد احمد خاں ۱۲۔ شیر خان ولد میر خاں ۱۳۔ محمد عبداللہ ولد میر خاں ۱۴۔ محمد عبداللہ ولد نبک ۱۵۔ فتح خاں ولد اعظم ۱۶۔ محرم خاں ولد اعظم خاں ۱۷۔ گل حسین ولد نور حسین ۱۸۔ حافظ شیر حسین ولد گل حسین ۱۹۔ نذر حسین ولد نور حسین ۲۰۔ صالح محمد ولد نور محمد ۲۱۔ خدا بخش ڈاکٹر دندان ساز ۲۲۔ فضل دین ولد ولایت ۲۳۔ حافظ عبدالکریم ولد مصری خاں ۔ ۲۴۔ عبدالغفور ولد نور محمد ۲۵۔ محمد اسلام ولد مصری خاں ۲۶۔ چوہدری عبدالعزیز ولد مصری خاں ۲۷۔ چوہدری عبدالمجید ولد مصری خاں ۲۸۔ دل پذیر ولد مصری خاں ۲۹۔ چوہدری نذیر احمد ولد عبدالرحمٰن۔

انجمن ارائیاں موضع ڈروٹ تحصیل تلہ گنگ

۱۔ چوہدری اللہ یار صدر انجمن ارائیاں ڈروٹ تحصیل تلہ گنگ

۲۔ چوہدری ماسٹر مرید حسین سیکرٹری جنرل ڈروٹ تحصیل تلہ گنگ

۳۔ چوہدری محمد یوسف عارف ویلفیئر سیکرٹری کلارک الائیڈ بنک بنک سکوائر برانچ لاہور

۴۔ چوہدری جمال دین گودام کیپر الائیڈ بنک ملتان۔

۵۔ چوہدری محمد شریف منیجر الائیڈ بنک لائل پور زونل آفس۔

۶۔ غلام یوسف لیبارٹری ٹیکنیشن حوالدار مظفر آباد آزاد کشمیر

منجانب:۔ چوہدری محمد اسلم حامدی سیکرٹری جنرل انجمن راعیاں بدھڑ

Marfat.com

ارائیں سوسائٹی تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبل پور

سرپرست :۔ چوہدری اللہ دتہ تلہ گنگ
سرپرست :۔ چوہدری جہان خاں تلہ گنگ
صدر :۔ چوہدری خان زمان۔ بانی صدر تلہ گنگ
سینئر نائب صدر :۔ نور الٰہی تلہ گنگ۔ نور احمد کوٹ سارنگ
نائب صدر :۔ چوہدری رب نواز چوکھنڈی
سیکرٹری جنرل :۔ چوہدری تاج محمد تلہ گنگ
جوائنٹ سیکرٹری :۔ چوہدری حیات محمد تلہ گنگ
ویلفیئر سیکرٹری :۔ " محمد اقبال تلہ گنگ
پراپیگنڈہ سیکرٹری :۔ چوہدری احمد خاں
سیکرٹری نشرواشاعت :۔ چوہدری محمد قیوم آڑھتی
خازن :۔ چوہدری اللہ دتہ ولد میاں محمد

ارائیں سوسائٹی تلہ گنگ سٹی

سرپرست اعلیٰ۔ چوہدری خان زمان ہوٹل والا تلہ گنگ
سرپرست :۔ چوہدری کرم الٰہی تلہ گنگ۔ خان زمان محلہ بنگلہ نوشاہ تلہ گنگ
صدر :۔ چوہدری نور ماہی تلہ گنگ
سینئر نائب صدر :۔ چوہدری گل محمد تلہ گنگ
نائب صدر :۔ غلام عباس محلہ بنگلہ نور شاہ تلہ گنگ۔ نور محمد تلہ گنگ
سیکرٹری جنرل :۔ منشی سلطان بخش تلہ گنگ
جوائنٹ سیکرٹری۔ چوہدری عبدالغفور کریانہ فروش تلہ گنگ
ویلفیئر سیکرٹری :۔ چوہدری محمد نواز

Marfat.com

پراپیگنڈہ سیکرٹری :۔ چوہدری محمد یوسف فروٹ مرچنٹ تلہ گنگ
خزانچی :۔ حاصر خان کریانہ مرچنٹ تلہ گنگ
منجانب :۔ چوہدری محمد اسلم حامدی سیکرٹری جنرل انجمن ارائیاں بدھڑ تحصیل تلہ گنگ

ارائیں سوسائٹی ملتان خورد

صدر :۔ میاں محمد ولد جمعہ خاں
نائب صدر :۔ نور محمد ولد حیات محمد
جنرل سیکرٹری :۔ علی محمد ولد میاں محمد
جائنٹ سیکرٹری :۔ محمد اسحاق ولد برخوردار
پراپیگنڈہ سیکرٹری :۔ مولا بخش ولد سلطان محمد
خزانچی :۔ عمر حیات ولد غلام محمد

ارائیں سوسائٹی لیٹی

صدر :۔ چوہدری امیر باز
نائب صدر :۔ چوہدری باز خاں
سیکرٹری جنرل :۔ عبدالغفور
ویلفیئر سیکرٹری :۔ سید امیر دکاندار
جائنٹ سیکرٹری :۔ میاں محمد
پراپیگنڈہ سیکرٹری :۔ نور محمد
خزانچی :۔ رب نواز

ارائیں سوسائٹی کفری

صدر :۔ چوہدری عطا محمد دکاندار
سیکرٹری جنرل :۔ عبدالغفار

Marfat.com

ارائیں سوسائٹی لٹیری

صدر :۔ چوہدری سلطان احمد سابق ممبر یونین کونسل
سیکرٹری جنرل :۔ فتح محمد صاحب
خزانچی :۔ فضل احمد

برادری کے چیدہ چیدہ معززافراد

تلہ گنگ ۔ لیفٹیننٹ الحاج امان اللہ خاں
تلہ کہوٹ :۔ شیر محمد ۔ محمد صدیق
پٹڑہ جانگلہ :۔ صوفی شیر محمد امام مسجد ۔ نور محمد
ڈھیر مونڈ :۔ سلطان خاں ۔ محمد صادق
مرجان :۔ صوبیدار نور خاں
میال :۔ ماسٹر محمد امین ٹیچر مڈل سکول میال ۔ امیر باز دکاندار
ڈھوک نمو والہ داخلی نرگھی ۔ خان ملک
چکڑالہ ضلع میانوالی :۔ احمد خاں ولد چراغ
شاہ محمد وری :۔ چوہدری اللہ رکھا سکول ماسٹر

چوہدری محمد اسلم حامدی
سیکرٹری الراعی سوسائٹی بدھر تحصیل تلہ گنگ

تحصیل پنڈی گھیب

۱۔ ٹھیکیدار حاجی گلاب خاں کنوینر ارائیں سوسائٹی ضلع کیمبل پور
۲۔ ٹھیکیدار عبد الرحمٰن صدر ارائیں سوسائٹی تحصیل پنڈی گھیب
۳۔ ٹھیکیدار حسن دین صدر ارائیں سوسائٹی پنڈی گھیب

منجانب چوہدری محمد اسلم حامدی سیکرٹری جنرل انجمن ارائیاں بدھر تحصیل تلہ گنگ

Marfat.com

متفرق معززین علاقہ

چوہدری امیر باز صدر انجمن راعیان لیٹی۔ چوہدری امیر باز دوکاندار لیٹی تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبل پور۔

چوہدری محمد صدیق نائب صدر انجمن ڈروٹ۔ چوہدری محمد صدیق دکاندار موضع ڈروٹ تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبل پور

چوہدری مصری خاں خزانچی انجمن ارائیاں بدھڑ۔ مصری خاں ٹیچر مڈل سکول ونہار تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبل پور

چوہدری حاجی گلاب خاں کنوینر انجمن پنڈی گھیب تحصیل۔ حاجی گلاب خاں صدر پیپلز پارٹی تحصیل پنڈی گھیب ضلع کیمبل پور۔

مسلہ:۔ چوہدری محمد اسلم حامدی سیکرٹری انجمن الراعیان بدھڑ

انجمن ارائیاں کھیوڑہ

یہاں کھیوڑہ میں تقریباً ۶ ماہ قبل چوہدری بشیر احمد انجینئر آئی۔سی۔آئی کھیوڑہ نے نے بڑی محنت اور بھاگ دوڑ کر کے چوہدری عبدالستار سائر صاحب اسسٹنٹ منیجر کے تعاون سے جناب محمد الیاس چوہدری ٹیکنیکل منیجر صاحب آئی۔سی۔آئی کھیوڑہ کی سرپرستی میں انجمن ارائیاں کھیوڑہ قائم کی ہے، جو بڑی محنت سے برادری کی خدمت کر رہی ہے، دو سلائی مشینیں بھی برادری کی بیوہ عورتوں کو دی گئی ہیں۔ برادری کے طالب علموں کے لئے چند وظائف کے بندوبست میں بھی کوشش ہو رہی ہے اور آپس کے گھریلو جھگڑوں کو بھی برادرا طور پر نمٹایا جا رہا ہے۔ چوہدری بشیر احمد کی خدمات قابل تعریف ہیں، وہ ضلع جہلم سے پنجاب و آزاد کشمیر کے لئے کونسلر بھی ہیں اور مقامی انجمن کے خزانچی اور بانی بھی، انجمن ارائیاں کھیوڑہ کے عہدیدار مندرجہ ذیل ہیں۔

سرپرست: محمد الیاس چوہدری ٹیکنیکل منیجر آئی۔سی۔آئی کھیوڑہ۔

صدر: چوہدری محمد یوسف صاحب موضع سوڈی تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم

Marfat.com

نائب صدر: چوہدری محمد بشیر موضع سوڈی تحصیل پنڈدادنخاں ضلع جہلم
سیکرٹری جنرل: چوہدری امیر علی اراعیں موضع سوڈی تحصیل پنڈدادنخاں ضلع جہلم
جائنٹ سیکرٹری: چوہدری نظام دین موضع عثمان تحصیل پنڈدادنخاں ضلع جہلم۔
خزانچی: چوہدری بشیر احمد انجنیر آئی۔سی۔آئی کھیوڑہ تحصیل پنڈدادنخاں ضلع جہلم
آڈیٹر: میاں محمد دین موضع واڑہ تحصیل پنڈدادنخاں ضلع جہلم

اس کے علاوہ پنڈدادنخاں میں بھی ایک انجمن قائم ہوئی ہے جس کے صدر چوہدری فضل حسین ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول پن دالی تحصیل پنڈدادنخاں ہیں۔
جنرل سیکرٹری۔ چوہدری سلطان احمد ٹیچر گورنمنٹ پرائمری سکول پنڈدادنخاں۔
خزانچی: چوہدری نور محمد مالک اراعیں یونیورسل الیکٹرک ورکس پنڈدادنخاں۔
دیگر شخصیات جو اس وقت برادری کی خدمت کر رہی ہیں:۔

(۱) چوہدری حبیب اللہ ڈائریکٹر کوآپریٹو بنک پنڈدادنخاں۔
(۲) چوہدری محمد افضل سائٹ اسسٹنٹ مینجر آئی۔سی۔آئی کھیوڑہ۔
(۳) حاجی سلامت اللہ زمیندار ہرن پور تحصیل پنڈدادنخاں
(۴) چوہدری محمد یامین آڑھتی غلہ منڈی پنڈدادنخاں۔
(۵) چوہدری محمد قاسم زمیندار، کریم پورہ، تحصیل پنڈدادنخاں۔
(۶) چوہدری رحمت اللہ، زمیندار پن وال تحصیل پنڈدادنخاں
(۷) کیپٹن چوہدری محمد نواز، سلوئی تحصیل پنڈدادنخاں
(۸) میاں محمود احمد اسسٹنٹ مینجر آئی۔سی۔آئی کھیوڑہ
(۹) ملک عبدالعزیز ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول کھیوڑہ
(۱۰) چوہدری تاج محمد ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول کھیوڑہ
(۱۱) چوہدری عبدالستار سائٹ اسسٹنٹ مینجر آئی۔سی۔آئی کھیوڑہ

چونکہ یہاں کی انجمن ابھی نئی ہے اس سے زیادہ معلومات نہیں ہیں انشاءاللہ بہت جلد یہ انجمن ایک اچھی اور مؤثر بن جائے گی۔ آپ دعا فرمائیں کہ برادری کا بکھرا ہوا شیرازہ

Marfat.com

پھر اکٹھا ہو جائے۔ خداوند کریم ہمیں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔
راقم: چوہدری محمد افضل سارڑا اسسٹنٹ مینجر آئی سی آئی کھیوڑہ

انجمن ارائیاں پھالیہ

پھالیہ ارائیں برادری کے تقریباً ۲۵۰ گھر ہیں اور پھالیہ کا ایک اہم محلہ پھالیہ کیماں تقریباً ارائیوں ہی کا ہے، چند ایک گھر دوسری برادریوں کے ہیں۔ انجمن ارائیاں کے حالیہ اجلاس میں انجمن ارائیاں کے نئے ڈھانچے کی تشکیل دی گئی اور کثرت رائے سے درج ذیل عہدیدار چنے گئے:۔

(۱) سرپرست :۔ چوہدری شاہ محمد آڑھن مرچنٹ پھالیہ ضلع گجرات
(۲) صدر۔ ڈاکٹر عبدالحکیم امتیاز میڈیکل سٹور پھالیہ ضلع گجرات
(۳) سینئر نائب صدر۔ صوبیدار چوہدری محمد خلیل چودھری منزل پھالیہ کیماں ضلع گجرات۔
(۴) نائب صدر۔ مہر محمد امین نیشنل غبارہ فیکٹری پھالیہ ضلع گجرات
(۵) سیکرٹری جنرل۔ محبوب حسین میاں۔ میاں منزل پھالیہ کیماں ضلع گجرات
(۶) جائنٹ سیکرٹری۔ خوشی محمد سلیمی نیشنل غبارہ فیکٹری پھالیہ ضلع گجرات
(۷) سیکرٹری نشرواشاعت۔ محمد یحییٰ بختیار۔ نیشنل پولٹری فارم پھالیہ ضلع گجرات۔
(۸) مشیر اعلیٰ صدر۔ میاں اقبال حسن احسن جنرل سیکرٹری تحریک تکمیل پاکستان پھالیہ
(۹) خزانچی۔ چوہدری محمد خلیل بیامانہ کلاتھ ہاؤس مین بازار پھالیہ کیماں ضلع گجرات۔

انجمن ارائیاں کی معتبر شخصیات درج ذیل ہیں۔

(۱) چوہدری محمد عبداللہ سینٹری انسپکٹر پھالیہ ضلع گجرات (۲) محمد شریف مہر کریانہ سٹور پھالیہ ضلع گجرات (۳) مہر برکت علی پھالیہ کیماں ضلع گجرات (۴) محمد جمیل سامانہ جنرل سٹور پھالیہ (۵) محمد صادق سلیمی سلیمی میڈیکل سٹور پھالیہ (۶) ٹھیکیدار مہربان علی پھالیہ کیماں ضلع گجرات (۷) ٹھیکیدار عزیز احمد پھالیہ کیماں ضلع گجرات (۸) فضل کریم چوہدری کاشانہ چوہدری پھالیہ کیماں (۹) محمد وکیل وکیل بوٹ ہاؤس پھالیہ ضلع گجرات (۱۰) حاجی حکم دین

Marfat.com

نمبردار پھالیہ کیماں ضلع گجرات (۱۱) محمد شریف سابق بی ڈی ممبر انبسالہ جنرل سٹور پھالیہ (۱۲) میاں مہدی حسن امیر جماعت اسلامی تھانہ پھالیہ ضلع گجرات
محمد بختیار سیکرٹری اطلاعات نشرواشاعت انجمن ارائیاں پھالیہ (گجرات)

انجمن راعیاں حلقہ ٹیکسلا واہ۔حسن ابدال

صدر انجمن میاں بشیر صاحب ۱۶ اراوی روڈ واہ چھاؤنی

(۲) نائب صدر۔چوہدری محمد شفیق صاحب ۴۶ ۳۔بی لالہ رخ کالونی واہ چھاؤنی (۳) سیکرٹری جنرل محمد انور چوہدری ۲ ۳۲ ۵ لالہ رخ کالونی واہ چھاؤنی (۴) جائنٹ سیکرٹری میاں محمد ثناراللہ صاحب ۱۹۰/ ۴ ۲۱ واہ چھاؤنی (۵) خزانچی چوہدری محمد اشرف صاحب ۳ بھان روڈ واہ چھاؤنی (۶) سیکرٹری نشرواشاعت۔چوہدری مختار احمد صاحب ۴/۱۰۴ ۲۶ واہ چھاؤنی۔

ارائیں سوسائٹی تحصیل تلہ گنگ کے زیرِاہتمام

چوہدری جہانگیر علی کی یاد میں جہانگیر ڈے منایا گیا

۹راپریل ۷۶ء کو ارائیں سوسائٹی تحصیل تلہ گنگ کے زیراہتمام چوہدری جہانگیر علی صاحب وزیر مملکت برائے صحت کی یاد میں جہانگیر ڈے اور پہلی سالگرہ منائی گئی۔آج ہی کے مبارک دن کو چوہدری جہانگیر علی نے ارائیں سوسائٹی کو مکمل طور پر عملی جامہ پہنایا تھا۔اور اسی وجہ سے اس مبارک دن کو ارائیں سوسائٹی کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ہم ہر سال اس مبارک دن کی یاد تازہ کرنے کے لئے جہانگیر ڈے منایا کریں گے آج کا اجلاس کچھ مختصر تھا۔اس کی بڑی وجہ فصلوں کی کٹائی شروع ہو چکی ہے۔اس اجلاس میں مندرجہ ذیل انجمنوں نے شرکت کی۔

(۱) آرائیں سوسائٹی بدھر (۲) لیٹی (۳) دودیال (۴) لٹری (۵) نکہ ریحان (۶) ڈھوک آرائیاں (۷) ٹمن (۸) پنڈی گھیپ (۹) تلہ گنگ۔

Marfat.com

ارائیں برادرز ایسوسی ایشن ملکوال ضلع گجرات

مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔ صدر چوہدری محمد صدیق ایم اے۔ سینئر نائب صدر چوہدری محمد رفیق۔ جونیئر نائب صدر دین محمد۔ جنرل سیکرٹری۔ مہدی حسن شاد، جائنٹ سیکرٹری۔ چوہدری محمد صادق زاہد۔ سیکرٹری امور رابطہ محمد شہزادہ۔ پراپیگنڈہ سیکرٹری محمد عاشق عاطف۔ خزانچی۔ قاری شہاب الدین۔

انجمن ارائیاں دارا پور (۱) صدر فضل الٰہی ولد شرف دین (۲) نائب صدر محمد اقبال ولد محمد خان (۳) جنرل سیکرٹری منشی خدا بخش ولد محمد (۴) جائنٹ سیکرٹری فضل کریم ولد محمد دین (۵) سیکرٹری نشر و اشاعت محمد انور ولد مکھن۔ (۶) خزانچی محمد دین ولد امام دین۔

مجلس عاملہ (۱) قاسم ولد سواری دارا پور (۲) بہادر خان ولد حیدر خان دارا پور (۳) محمد شفیع ولد چوہدری دارا پور (۴) نور محمد ولد حسن دارا پور (۵) محمد زراعت ولد نور محمد دارا پور (۶) غلام نبی ولد فضل الٰہی پنڈ داد نخان (۷) حبیب ولد نظام دین پنڈ داد نخان (۹) امام دین ولد صاحب دین پنڈ داد نخان (۱۰) غلام حسن ولد محمد عالم دارا پور۔ غلام مرتضےٰ ولد کرم دین دارا پور۔

الراعی سٹوڈنٹس آرگنائزیشن
پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس لاہور

ممبران انتظامیہ

صدر۔ عبدالرؤف رامے، نائب صدر۔ شمشاد چوہدری مس عزالہ نثار جنرل سیکرٹری۔ میاں ممتاز، جوائنٹ سیکرٹری۔ مس شمسہ، لیڈی سیکرٹری۔ مس نسرین سلیمی فنانس سیکرٹری۔ ذوالفقار چوہدری، پبلسٹی سیکرٹری۔ ارشد اقبال مجلس عاملہ۔ خالدہ پروین۔ میاں طارق مسعود، فیض محی الدین فیض، منیر تحسین، اختر چوہدری۔

Marfat.com

نوٹ ۔ ممبروں کی کل تعداد اس وقت چار سو سے زائد ہے ۔ پنجاب یونیورسٹی کے مختلف شعبوں کے ارائیں برادری کے طلبہ نے حالات کے تقاضا کے تحت ارائیں سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پنجاب یونیورسٹی لاہور مندرجہ بالا نام سے پچھلے دنوں ایک تنظیم قائم کر لی ہے ۔ جس کے ممبروں کی تعداد قریباً چار سو تک پہنچ گئی ہے ۔ یہ نوجوان برادری کی ہر خدمت کے لئے تیار ہیں موجودہ الیکشن میں انہوں نے برادری کے افراد کی مفت بڑی خدمت کی ۔ امید ہے آئندہ بھی وہ جب زندگی کی دوڑ میں انفرادی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ جذبہ برقرار رکھیں گے ۔

اغراض و مقاصد

۱ ۔ پنجاب یونیورسٹی کے ارائیں طلبا کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے مواقع فراہم کرنا ۔

۲ ۔ پنجاب یونیورسٹی میں برادری کے غریب طلبا کے تعلیمی اخراجات میں مشکلات کو دور کرنے کے لیئے بزرگوں سے وظائف کا انتظام کرانا ۔

۳ ۔ مرکزی تنظیم سے رابطہ رکھنا ۔

۴ ۔ پنجاب یونیورسٹی میں برادری سے تعلق رکھنے والے اساتذہ سے تعلیمی اور دوسری مشکلات کے سلسلے میں مدد حاصل کرنا ۔

۵ ۔ اپنی غیر سیاسی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے ملکی مفاد اور برادری کے مفادات کے لئے کام کرنا ۔

۶ ۔ جلسے ، سیمینار ، مجالس مذاکرہ ، ادبی مجالس اور تفریحی ٹور کا انتظام کرنا ۔

Marfat.com

عہدہ داران انجمن راعیان سوہاوہ تحصیل و ضلع جہلم

سرپرست۔ ریٹائرڈ کیپٹن حسین صاحب ڈہوک باغ۔ سرپرست۔ کرامت حسین صاحب ڈہوک باغ۔ صدر۔ چوہدری شیر زمان صاحب سوہاوہ۔ نائب صدر۔ ٹھیکیدار سخی محمد صاحب سوہاوہ۔ سیکرٹری۔ چوہدری محمد عالم صاحب عالم آباد ترکی جوڑ۔ نائب سیکرٹری۔ چوہدری محمد حسین صاحب۔ عالم آباد ترکی جوڑ۔ خزانچی چوہدری لال خان صاحب سوہاوہ۔

ممبران مجلس عاملہ:۔ محمد رفیق ڈہوک باغ نذر محمد ڈہوک باغ۔ کفایت علی سوہن فضل کریم جنونٹ، محمد سکین ڈہوک باغ۔ چوہدری خداداد سوہاوہ۔ چوہدری محمد شریف چوہدری محمود سوہاوہ۔ چوہدری فرمان حسین ڈہوک باغ۔ چوہدری فضل حسین رورڑ

انجمن الراعیاں موضع مل روڈ میلی کے عہدیداران

سرپرست اعلیٰ:۔ صوبیدار محمد انور۔ سرپرست چوہدری محمد عبداللہ۔ صدر چوہدری محمد شریف ٹھیکیدار۔ سینئر نائب صدر بابو محمد نور۔ نائب صدر۔ حاجی محمد حسن۔ جنرل سیکرٹری۔ چوہدری نور حسین۔ خزانچی جمعدار محمد ہاشم۔

انجمن الراعیان بگوالہ ڈومیلی کے عہدیداران

سرپرست اعلیٰ۔ ڈاکٹر افتخار احمد۔ سرپرست۔ صوبیدار اللہ دتہ۔ صدر:۔ چوہدری شیر محمد۔ نائب صدر۔ مولانا محمد افضل۔ جنرل سیکرٹری۔ ملک عبدالعزیز۔ سیکرٹری دافس، ماسٹر محمد افضل۔ خزانچی۔ صوبیدار نذر حسین۔ پراپیگنڈہ سیکرٹری۔ صوبیدار محمد بشیر۔ سیکرٹری رابطہ نشرواشاعت ماسٹر محمد رشید۔

Marfat.com

انجمن راعیاں ڈھیری تحصیل پنڈ دادنخان

غلام محمد صدر۔ محمد شریف نائب صدر۔ غلام محمد ولد فتح محمد۔ سینئر نائب صدر۔ ولی محمد جنرل سیکرٹری۔ اللہ بخش جائنٹ سیکرٹری۔ کرم دین نائب جائنٹ سیکرٹری ولی محمد خزانچی۔ سردار خان سیکرٹری نشرواشاعت۔ مرزا خان نائب سیکرٹری نشرواشاعت۔

ممبران مجلس عاملہ:۔ (۱) ملک (۲) محمد مالک (۳) غلام حسن (۴) غلام رسول (۵) محمد شریف۔

انجمن راعیان بگوالہ

ڈاکٹر افتخار احمد سرپرست اعلیٰ۔ صوبیدار اللہ دتہ نائب سرپرست۔ چوہدری شیر محمد صدر مولانا محمد افضل نائب صدر۔ ملک عبدالعزیز جنرل سیکرٹری۔ ماسٹر محمد افضل سیکرٹری آفس۔ صوبیدار نذیر حسین۔ خزانچی صوبیدار محمد بشیر سیکرٹری نشرواشاعت۔ ماسٹر محمد رشید نائب سیکرٹری نشرواشاعت۔

انجمن راعیان موضع مل

صوبیدار محمد انور سرپرست اعلیٰ چوہدری محمد عبداللہ نائب سرپرست اعلیٰ۔ چوہدری محمد شریف ٹھیکیدار صدر۔ بابو محمد انور۔ نائب صدر۔ حاجی محمد حسن نائب صدر۔ چوہدری محمد رفیق جنرل سیکرٹری۔ چوہدری نور حسین۔ نائب سیکرٹری۔ جمعدار محمد ہاشم خزانچی۔

انجمن اراعیان ہرن پور تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم

حاجی سلامت اللہ صدر۔ چوہدری اللہ دین نائب صدر۔ شہزادہ خان

Marfat.com

سیکرٹری محمد یٰسین سیکرٹری نشر و اشاعت۔ امام الدین عرف نتھو خزانچی۔

ممبران مجلس عاملہ: (۱) حافظ فتح محمد (۲) چوہدری یامین ولد اللہ بخش (۳) صوفی دوست محمد۔ بشیر ولد عبدالرحیم۔ عبدالشکور ولد شہزادہ۔

انجمن راعیاں داراپور ضلع جہلم

صدر۔ فضل الٰہی ولد شرف دین۔ نائب صدر۔ محمد اقبال ولد محمد خان، جنرل سیکرٹری۔ منشی خدا بخش ولد محمد۔ جائنٹ سیکرٹری فضل کریم ولد محمد دین۔ سیکرٹری نشر و اشاعت محمد انور ولد لکھن۔ خزانچی۔ محمد دین ولد امام دین۔

مجلس عاملہ۔ قاسم ولد سواری۔ بہادر خان۔ محمد شفیع۔ نور محمد۔ محمد شرافت ولد نور محمد۔ غلام نبی ولد فضل الٰہی پنڈ اراعیاں حبیب ولد نظام دین پنڈ اراعیاں عدیل ولد خدا بخش پنڈ اراعیاں۔ امام دین ولد صاحب دین پنڈ اراعیاں۔ غلام حسن ولد محمد عالم پنڈ اراعیاں غلام مرتضےٰ ولد کرم دین پنڈا راعیاں۔

ارائیں ایسوسی ایشن پنڈ دادنخان

(۱) چوہدری فضل حسین صاحب صدر (۲) چوہدری محمد دین صاحب نائب صدر۔ (۳) چوہدری تاج الدین صاحب جائنٹ سیکرٹری۔ (۴) چوہدری سلطان احمد صاحب جنرل سیکرٹری (۵) چوہدری نور محمد صاحب خزانچی (۶) چوہدری نور حسین صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت۔

ممبران مجلس شوریٰ:۔ (۱) چوہدری محمد رفیق صاحب (۲) چوہدری فضل محمد صاحب (۳) چوہدری محمد حیات صاحب (۴) چوہدری راجو لی صاحب (۵) چوہدری محمد علی صاحب (۶) چوہدری محمد افضال صاحب۔

Marfat.com

(۷) چوہدری کریم بخش صاحب (۸) چوہدری کرم دین صاحب (۹) چوہدری محمد بخش صاحب، (۱۰) چوہدری خدا بخش صاحب۔

انجمن راعیان پنن وال تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم،

چوہدری محمد شریف صدر۔ چوہدری حاکم علی نمبردار نائب صدر۔ چوہدری محمد یامین جنرل سیکرٹری۔ چوہدری محمد اسحاق جائنٹ سیکرٹری۔ چوہدری غیاث الدین خزانچی چوہدری محمد حنیف سیکرٹری نشرواشاعت۔ چوہدری محمد سیف مبشر۔ چوہدری نور محمد آڈیٹر۔ چوہدری محمد شریف نائب آڈیٹر۔

ممبران مجلس شوریٰ

(۱) حاجی ریاست علی صاحب (۲) حاجی محمد علی صاحب (۳) حافظ فتح محمد صاحب (۴) حافظ رحمت اللہ صاحب (۵) حافظ شاہ دین صاحب (۶) حافظ محمد یامین ولد احمد حسن صاحب، (۷) حافظ محمد یامین ولد عبدالکریم صاحب۔ (۸) حافظ محمد اکبر صاحب (۹) عبدالمجید صاحب (۱۰) بندو صاحب (۱۱) اللہ دیا سائیں صاحب۔ (۱۲) محمد شریف عرف بلو (۱۳) ماسٹر شاہ دین صاحب (۱۴) محمد صدیق ولد کریم اللہ صاحب (۱۵) محمد یامین ولد محمد شفیع صاحب (۱۶) کریم الدین دکاندار (۱۷) عبدالرحمان ولد محمد حسن صاحب (۱۸) کریم اللہ عرف گولی (۱۹) حاجی سلامت اللہ صاحب عرف گوٹی (۲۰) دین محمد صاحب (۲۱) شادی ولد مندل صاحب (۲۲) محمد یامین ولد نظام الدین صاحب (۲۳) عبدالشکور صاحب (۲۴) شاہ دین ولد الہدیا صاحب (۲۵) محمد بشیر صاحب گڈیا۔ (۲۶) حاجی رحیم الدین صاحب (۲۷) عبدالرحمٰن ولد شرف الدین صاحب (۲۸) محمد صدیق صاحب چکدنیال (۲۹) محمد یاسین صاحب (۳۰) عزیز الدین صاحب۔

Marfat.com

انجمن راعیاں بوڑیاں تحصیل جہلم

چوہدری محمد زمان سرپرست۔ نورداد صدر۔ چوہدری منظور آف خورد نائب صدر۔ چوہدری خوشی محمد سیکرٹری۔ چوہدری عبدالعزیز جائنٹ سیکرٹری۔ ماسٹر عبدالخالق سیکرٹری نشرو اشاعت۔ صوبیدار محمد اکرم دلیاں۔ ماسٹر اللہ دتہ قانونی مشیر۔ چوہدری محمد رفیق آڈیٹر۔

انجمن راعیاں دہریالہ جالپ

حبیب اللہ صاحب صدر۔ چوہدری میر محمد صاحب نائب صدر۔ ماسٹر محمد بشیر صاحب سیکرٹری۔ چوہدری محمد اشرف صاحب خزانچی۔

ممبرانِ انتظامیہ

حاجی محمد یسین صاحب۔ بشیر احمد صاحب۔ فضل احمد صاحب۔ محمد اسلم صاحب جمعہ خان۔ لیاقت علی۔ محمد رمضان۔ کریم الدین صاحبان

چوہدری محمد یعقوب صدر انجمن راعیاں ضلع جہلم

نے اپنے رفقاء کار کے ہمراہ حسب ذیل مقامات کا دورہ کیا

دارا پور۔ ڈومیلی بگوالہ۔ ڈہوڈہ۔ خورد۔ بوڑھیاں۔ دہریالہ جالپ۔ پنن وال تترال۔ قصور۔ ڈھیری اراعیاں۔ ترکی جوڑ۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ آپ نے ۲۸ مارچ کو انجمن راعیان ضلع جہلم کی صدارت کا عہدہ سنبھالا۔ اور اس مختصر عرصہ میں الحاج چوہدری محمد لطیف سرپرست انجمن راعیان ضلع جہلم اور اپنے رفقاء کار سمیت انجمن کو فعال بنانے میں بہت بڑا کردار سرانجام دیا۔

Marfat.com

کونسل انجمن راعیان ضلع جہلم

شہر جہلم

(۱) الحاج مہر جان محمد صاحب (مرحوم)، (۲) میاں محمد اسلم صاحب بک سیلر۔ (۳) محمد اسحاق صاحب ریلوے روڈ (۴) چوہدری محمد لیٰسین صاحب کریانہ مرچنٹ (۵) چوہدری محمد صادق (۶) چوہدری محمد منظور رکھرالہ (۷) چوہدری طالب حسین عزیزآباد (۸) مہر محمد شریف محلہ اسلامیہ سکول (۹) چوہدری محمد عارف محلہ اسلامیہ سکول (۱۰) چوہدری عبدالرشید مالک رشید کلاتھ ہاؤس۔

تحصیل جہلم

چوہدری فقیر محمد صاحب دینہ۔ چوہدری لال خان صاحب چاہ گنجہ۔ ماسٹر محبت خان صاحب چک الماس۔ محمد شریف صاحب نیو جھنگ۔ محمد مقصود صاحب نیو جھنگ۔ چوہدری نوردا د صاحب بوہڑیاں۔ چوہدری محمد عالم صاحب نیو لکھوال۔ چوہدری محمد سردار گوڑھا احمد۔ چوہدری محمد مشتاق کالا دیو۔ چوہدری محمد اعظم صاحب محمود آباد۔

تحصیل چکوال

چوہدری میر خان صاحب تترال۔ چوہدری خان بہادر صاحب وہرالی۔ چوہدری عبدالحی صاحب ڈہوڈہ۔ ماسٹر فضل احمد صاحب ڈہوڈہ۔ چوہدری فضل الٰہی صاحب تترال چوہدری محمد شہر چکوال۔ چوہدری محمد گلستان چاہ فتح خان چکوال۔ محمد الیاس صاحب ریالہ۔ چوہدری محمد زمان صاحب تکیہ شاہ مراد۔ چوہدری محمد جان صاحب۔ گگو۔

تحصیل پنڈ دادن خان

چوہدری فضل حسین صاحب پنڈ دادن خان۔ چوہدری محمد یامین صاحب

Marfat.com

پنڈ دادن خان - چوہدری محمد الیاس کھیوڑہ - حاجی سلامت اللہ صاحب ہرن پور کرم دین صاحب دہریالہ جالپ - حاجی محمد علی پنوال - محمد صدیق صاحب پنڈی سید پور - چوہدری قاسم علی کریم پورہ - کپتان رب نواز صاحب سلوئی -

انجمن اتحاد ارائیں لانڈھی کالونی کراچی

صدر ——— عبدالغفار

جنرل سیکرٹری ——— چوہدری بندو میاں

پراپیگنڈہ سیکرٹری ——— عبدالغنی

ڈیکوریشن سیکرٹری عبدالشکور

ارکان : (۱) انوار احمد (۲) علی احمد -

کارروائی اجلاس عہدیداران انجمن ارائیان پنجاب و آزاد کشمیر منعقدہ ۲۰ جنوری ۱۹۷۷ء

انجمن ارائیان پنجاب و آزاد کشمیر کے عہدیداران کا اجلاس مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۷۷ء بوقت ۱۱ بجے بنعمت کدہ ہوٹل لاہور منعقد ہوا - اجلاس کی صدارت میاں مجیب الرحمان صاحب (سرپرست دبانی اوچ پاکستان و ممبر بورڈ آف ایڈوائزرز انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر) نے فرمائی - کارروائی آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا -

گذشتہ اجلاس عہدیداران منعقدہ ۷ مارچ ۱۹۷۶ء کی کارروائی پروفیسر محمد رضا، ایڈ سیکرٹری جنرل نے پڑھ کر سنائی جو منظور ہوئی -

اجلاس کا ایجنڈہ مندرجہ ذیل تھا -

۱- تنظیم امور

Marfat.com

۲ - فنڈز کی فراہمی

۳ - اضلاعی ڈائرکٹری کی تکمیل

۴ - مجاز ٹرسٹ کا قیام

۵ - متفرق باجازت صدر

ایجنڈا پر تفصیلاً بحث ہوئی اور مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے۔

۱ - مجاز ٹرسٹ کے قیام کا فیصلہ ہوا۔ ٹرسٹ DEET پڑھ کر سنایا گیا اور اس کی منظوری دی گئی۔

فی حصہ Rs/۱۰۰ روپے کا فیصلہ ہوا۔ میاں مجیب الرحمٰن صاحب کو تاحیات چیئرمین بورڈ آف Trustees بنانے کا فیصلہ ہوا اور Trustees چننے کا اختیار بھی دیا گیا۔ ڈاکٹر محمد شفیع صاحب (سیکرٹری) اور حاجی سردار محمد صاحب (خازن) کا بھی فیصلہ ہوا۔

مندرجہ ذیل اصحاب جو اجلاس میں موجود تھے نے ٹرسٹ کے ابتدائی حصص خرید کر ابتدا کی۔

۱ - میاں مجیب الرحمان صاحب لاہور =/۱۰۰ روپے نقد

۲ - پروفیسر محمد رضا اللہ صاحب راولپنڈی =/۱۰۰ روپے "

۳ - میاں محمد شفیع صاحب (م ش) لاہور =/۱۰۰ روپے "

۴ - حاجی سردار محمد صاحب لاہور =/۱۰۰ روپے "

۵ - شوکت علی ممتاز صاحب قصور =/۱۰۰ روپے "

۶ - چوہدری محمد ارشاد صاحب اوکاڑہ =/۱۰۰ روپے "

۷ - میاں نسیم احمد صاحب سیالکوٹ =/۱۰۰ روپے "

۸ - ڈاکٹر ایم لطیف اختر صاحب لائلپور =/۱۰۰ روپے "

۹ - میاں محمد امین رضوانی صاحب راولپنڈی =/۱۰۰ روپے "

۱۰ - سردار محمد شفیع صاحب عثمان والا =/۵۰۰ روپے (چیک)

۱۱ - چوہدری احمد بخش صاحب لائل پور =/۱۰۰ روپے نقد

۱۲ - میاں محمد حنیف صاحب لاہور =/۱۰۰ روپے "

Marfat.com

۱۳۔ میجر فتح محمد صابر نظامی صاحب گوجرانوالہ =/۱۰۰ روپے ″

۱۴۔ میاں صدیق احمد صاحب چیچہ وطنی =/۱۰۰ روپے ″

۱۵۔ شفیق جالندھری صاحب لاہور =/۱۰۰ روپے ″

۱۶۔ میاں فقیر محمد ندیم باری صاحب لائلپور =/۱۰۰ روپے ″

کل رقم =/۲۰۰۰ روپے حاجی سردار محمد صاحب (خازن) کے سپرد کی گئی

شفیق جالندھری صاحب کو ٹرسٹ کی اخبارات میں پبلسٹی کا فریضہ سونپا گیا۔ خط و کتابت بسلسلہ ٹرسٹ حاجی سردار محمد صاحب سے کی جائے (علمی کتاب خانہ، کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور)

۱۔ تنظیمی امور:۔ لاہور کی ضلعی انجمن کے قیام کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ میاں محمد حنیف کو یہ اس تنظیم کا فریضہ سونپا گیا۔ نائب صدر صاحبان سے مزید کام (تنظیمی) کی استدعا

۲۔ خبر نامہ انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کے اجراء کا فیصلہ ہوا۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ یہ خبر نامہ لائل پور سے شائع ہوگا۔ اس کا خرچہ پنجاب انجمن برداشت کرے گی۔ میاں فقیر محمد ندیم باری صاحب (سیکرٹری نشر و اشاعت انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر) اس کی نگرانی فرمائیں گے اور ساتھ صدر (الحاج محمد عالم) وسیکرٹری جنرل (پروفیسر محمد رضا اللہ) سے مشورہ کے بعد اس کی اشاعت کیا کریں گے۔

۳۔ جملہ ضلعی انجمنوں کو اپنے ممبران کی تفصیل سیکرٹری جنرل (پروفیسر محمد رضا اللہ) کو بھیجنے اور اس سلسلہ میں سب کو خطوط بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔

۴۔ الراعی ڈائریکٹری کی تکمیل:۔ فیصلہ ہوا کہ جملہ نائب صدر صاحبان اپنے ضلعی صدر صاحبان سے رابطہ قائم کریں اور ان کے تعاون سے اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ اس منصوبہ کو خاصی اہمیت کا حامل قرار دیا گیا۔

۵۔ فنڈ کی فراہمی:۔ بیلنس sheet کی خبر نامہ میں اشاعت کا فیصلہ ہوا۔ حاجی مبارک علی صاحب (خازن) سے Balana Sheet حاصل کی جائے کیونکہ جملہ حساب ان کے پاس ہے۔

۶۔ عہدیداران کا آئندہ اجلاس لائل پور منعقد ہوگا اور پیشگی باباجی سے اس کی (APPROOAL)

Marfat.com

نے کی جائے اور ضروری معاملات وہاں زیر بحث لائے جائیں۔

۲ بجے بعد دوپہر اجلاس برخاست ہوا   محمد رضا اللہ سیکرٹری جنرل

نوٹ: حجاز ٹرسٹ کے متعلق معلومات اگلے باب میں ملاحظہ فرمائیں:

تعزیتی قرارداد

الراعی کنونشن چکوال کا عظیم اجتماع اپنے عظیم بھائی اور مخلص کارکن چوہدری محمد علی مرحوم کی وفات کو صدمہ عظیم قرار دیتا ہے۔ برادری کے حلقوں میں یہ خبر سن کر صف ماتم بچھ گئی۔ مرحوم کی بے لوث خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

یہ عظیم اجتماع مرحوم کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور ساتھ ہی مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

محمد رضا اللہ سیکرٹری جنرل انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر   مورخہ ۲۵/۱۲/۶

تعزیتی قرارداد ۲

چوہدری محمد علی صاحب ہیلتھ آفیسر محکمہ ہیلتھ سیکرٹریٹ، لاہور (مرحوم) کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ اور دعا پڑھی گئی۔ اُن کی خدمات جو انہوں نے قوم، ملک اور برادری کے لیے کیں کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور مندرجہ ذیل قرارداد ۲ منظور کی گئی:- انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کے عہدیداران کا یہ اجتماع برادری کے مایہ ناز اور نامور فرزند چوہدری محمد علی مرحوم کی اچانک وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور اسے برادری کے لئے ایک عظیم سانحہ قرار دیتا ہے۔ یہ اجتماع مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

مورخہ ۳۰/۷/۱   محمد رضا اللہ سیکرٹری جنرل انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر

Marfat.com

انجمن ارائیاں۔لائل پور

صدر : چودہری محمد نذیر احمد

سینئر نائب صدر : میاں فقیر محمد ندیم باری

نائب صدر : چودہری رحمت بخش ارائیں

نائب صدر : چودہری محمد صدیق

جنرل سیکرٹری : میاں محمد صدیق انور ایڈوکیٹ

جوائنٹ سیکرٹری : پروفیسر عبدالرحمن شاکر

خزانچی : ڈاکٹر حاجی غلام رسول

چیف آرگنائزر : ڈاکٹر ایم لطیف اختر

اراکین انتظامیہ

۱. میاں محمد افضل
۲. میاں محمد شریف
۳. چودہری بشیر احمد ایڈوکیٹ
۴. ڈاکٹر محمد یعقوب
۵. ڈاکٹر محمد سلیم اختر
۶. ڈاکٹر اصغر علی
۷. ڈاکٹر محمد شریف
۸. ڈاکٹر غلام سرور
۹. ڈاکٹر ایم شفیق طاہر
۱۰. چودہری علی بخش
۱۱. پروفیسر میاں افتخار احمد
۱۲. میاں مقبول احمد
۱۳. میاں عطاء الرحمن
۱۴. صوبیدار محمد حبیب اللہ
۱۶. میاں اصغر علی ناسی
۱۷. چودہری حشمت علی
۱۸. چودہری محمد تقی
۱۹. چودہری غلام نبی
۲۰. چودہری اسرار محمد

Marfat.com

۲۱ - چودھری غلام رسول
۲۲۔ چودھری بشیر احمد
۲۳۔ میاں محمد امین
۲۴۔ میاں عبدالسلام اسلم
۲۵۔ صوفی عبدالرزاق
۲۶ - میاں مختار احمد
۲۷۔ چودھری صلاح الدین
۲۸۔ حاجی عطا محمد
۲۹۔ چودھری عبدالمجید
۳۰۔ میاں محمد شریف
۳۱۔ میاں محمد یوسف
۳۲۔ میاں خورشید انور
۳۳۔ میاں محمد شریف
۳۴۔ حاجی ظہور الحسن
۳۵۔ میاں محمد افضل
۳۶۔ حاجی محمد شفیع
۳۷۔ حکیم میاں فیض احمد
۳۸۔ میاں عبدالقیوم
۳۹۔ پروفیسر عبدالمجید
۴۰۔ میاں رشید احمد تنویر
۴۱۔ میاں منظور حسین
۴۲۔ چودھری عبدالرشید

Marfat.com

باب ہشتم

قومی یکجہتی

قوم میں تنظیم پیدا کرنے کے لئے ضلعی انجمنوں کا وجود ناگزیر ہے ۔ لہذا محترم جناب سردار محمد شفیع صاحب (رئیس آف گنج کلاں ضلع لاہور) صدر آخری آل انڈیا ارائیں کانفرنس کا ترتیب دیا ہوا دستور اس تاریخ میں شامل کیا جاتا ہے تاکہ اس کی روشنی میں قوم انجمنیں بنا کر تنظیم اور ترقی کی منزلیں طے کرے۔

انجمن ارائیان پاکستان کا عارضی دستور

صورتِ حال

مشترکہ ہندوستان میں کم و بیش ہر صوبہ میں ارائیں برادری موجود تھی ۔ پاکستان بننے کے بعد مشرقی پنجاب ۔ دہلی ، یوپی ، بمبئی ، بہار اور مغربی بنگال وغیرہ سے بہت سے خاندان مغربی پاکستان چلے گئے ۔ اس افراتفری میں جہاں جس کو موقع ملا آباد ہو گئے۔

برادری کے درد مند ، ہمدرد اور دور اندیش افراد نے جب جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ مغربی پاکستان کے ہر ضلع اور ہر گوشہ میں برادری بڑی کثرت سے آباد ہو چکی ہے ۔ عام اندازہ کے مطابق صرف مغربی پاکستان میں ان کی آبادی اندازاً ایک کروڑ کے قریب ہے مشرقی پاکستان میں بھی برادری کی ایک معقول تعداد موجود تھی ۔ بہار اور مغربی بنگال وغیرہ سے بھی خاصی تعداد مشرقی پاکستان میں منتقل ہو گئی ہے ۔

مغربی پاکستان میں بعض جگہوں پر انہوں نے اپنی مختصر اور مقامی تنظیمیں بھی قائم کر لیں ۔ جیسا کہ راولپنڈی ، بہاول پور ، کراچی وغیرہ میں برادری نے مقامی تنظیم قائم کر کے اصلاح کا کام بھی کیا اور کر رہے ہیں لیکن آل پاکستان بنیادوں پر ان کی تنظیم اور اصلاح کی ابھی ابتدا نہیں ہو سکی ۔ برادری کی جو تنظیمیں مختلف ناموں پر متحدہ پاکستان میں پہلے موجود تھیں وہ پاکستان بننے پر سرد ہو گئیں اور ان میں کوئی نمایاں سرگرمی نہ رہی جن کو برادری بڑی شدت سے محسوس کرتی ہے ۔

Marfat.com

پاکستان کے ہر گوشہ سے برادری کے معززین جو برادری کی اصلاح تنظیم اور خدمت کا سرگرم جذبہ رکھتے تھے مجھے لکھتے اور کہتے رہے کہ آپ آل انڈیا ارائیں کانفرنس کے آخری صدر ہیں۔ تنظیم کا کام اپنے ہاتھ میں لیں۔ میں خود بھی محسوس کرتا تھا کہ درہ خیبر سے لے کر کراچی تک برادری کے مجمل سے حالات سے میں کسی قدر آگاہ ہوں اور برادری کا آخری آل انڈیا صدر بھی ہوں۔ اس لئے مجھ پر برادری کی تنظیم اور اصلاح کے کام کی ذمہ داری ضرور عائد ہوتی ہے۔ لیکن سخت مصروفیت اور طویل بیماری نے مجھے مہلت نہ دی۔ میں اس انتظار میں بھی رہا کہ کوئی اور آگے بڑھ کر اس سخت کٹھن کام کو سنبھالے۔ جن جن معززین کو میں نے وقتاً فوقتاً اس کام کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی انہوں نے مجھ پر فرض میں کوتاہی کا فتویٰ دے کر ذمہ داری مجھ پر ہی ڈالی۔

اب بفضل خدا میری صحت اس قابل ضرور ہے کہ میں کام کر سکوں۔ لہذا میں خدا کا نام لے کر برادری کی تنظیم کے لئے قدم اٹھاتا ہوں۔ برادری کا آخری آل انڈیا صدر ہونے کی حیثیت سے یہ کام مجھے بہت پہلے شروع کر دینا چاہیئے تھا۔ کئی سال کی اس کوتاہی کا خواہ وہ اختیاری تھی یا بے اختیاری مجھے اعتراف ہے۔ نادم و شرمسار بھی ہوں اور برادری سے معذرت خواہ بھی

گزارش : اب میں اپنی گزشتہ کوتاہی کی سرگرم جدوجہد سے تلافی کی بھی انشاءاللہ کوشش کروں گا۔ گو میں کمزور ہوں اور یہ بار گراں بہت کٹھن ہے لیکن رب العالمین کی رحمت سے پُر امید ہوں۔ اسی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مجھے ہمت اور توفیق دے کہ میں بھائیوں کی کچھ خدمت کر سکوں۔ میں برادری کے ہر خاندان، ہر چھوٹے بڑے اور خصوصاً ہر تعلیم یافتہ سے سرگرم تعاون کی اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بے حد ضروری اور اہم کام میں میرا ساتھ دیں اور اپنی خدمات پیش کریں۔

سابق مغربی پنجاب کے بعض اضلاع کے علاوہ راولپنڈی، بہاولپور، میرپور اور کراچی کی برادری کی طرف پاکستان کی تمام برادری کی نگاہیں اٹھ رہی ہیں۔ ان میں حرارت بھی ہے، جذبہ بھی اور زندگی بھی۔ میں ان کی خدمت میں خود حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ مارچ کے آخری ہفتے ضلع میرپور سے دورہ کا پروگرام شروع کر رہا ہوں۔ کئی سرگرم اور معزز کارکنوں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں وہ اس دورہ میں میرے ہمراہ ہوں گے۔

Marfat.com

دستور انجمن ارائیاں پاکستان

اس عظیم برادری کی اصلاح و تنظیم کسی دستور کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے اس لئے میں ایک عارضی دستور پیش کرتا ہوں۔ برادری کی تنظیم اور جماعتوں کی تشکیل کے بعد اس معزز برادری کے منتخب ارکان سے جب انجمن ارائیاں پاکستان بنی تو وہ خود مستقل دستور بنائیں گے۔ ابتدائی تنظیم فی الحال اسی دستور سے ہو گی جو میں پیش کر رہا ہوں۔

مقصد یہ ہے کہ سارے پاکستان میں اس شریف، باشعور اور بہادر اور محنتی برادری کی تنظیم ہو جائے تاکہ وہ اجتماعی قوت سے اپنے کاروبار کو فروغ دے سکے۔ برادری اسلامی ماحول پیدا کر کے زیادہ سے زیادہ با اخلاق بن سکے۔ اور سربلندی اسلام اور پاکستان کی خدمت کر کے تمام برادریوں کے لئے ایک نمونہ بن سکے۔ اس لئے اس عارضی دستور میں جہاں ضرورت سمجھی جائے ترمیم کی جا سکتی ہے۔ ترمیم کے لئے ہر صحیح مشورہ خوشی اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

انجمن ارائیاں

ہماری معزز برادری صدیوں سے ارائیں کے نام سے منسوب چلی آتی ہے۔ یہ بالکل واضح اور تاریخی حقیقت ہے کہ حجازی عربوں کے بہت سے منتخب اور بہادر حجازی خاندانوں کو جن میں زیادہ تر بنو امیہ یا ان کے حامی تھے۔ بنو امیہ نے اپنی عظیم سلطنت کے پایہ تخت دمشق (ملک شام) کے قریب استحکام سلطنت لیے علاقہ اریحا میں آباد کیا جو اس علاقہ کی بدولت اریحائی کہلائے شاہی فوج کی حیثیت سے ہر صوبہ کے دارالخلافہ میں تعینات ہوئے اور ہر اہم مہم پر بھیجے جاتے رہے۔ یہ محمد بن قاسم کے حملہ سندھ میں شاہی فوج کی حیثیت سے سندھ آئے اور فاتح بنے۔ سندھ میں اریحا علاقہ کے نام کی بدولت اریحائی کہلاتے تھے۔ یہاں صدیوں رہنے کی بدولت اریحائی کے بجائے ہندوستانی لہجہ میں ارائیں کہلانے لگے اور آج تک اسی نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اس لئے ہماری عظیم برادری کی انجمن کا نام **انجمن ارائیاں** ہو گا۔

Marfat.com

انجمن ارائیان کے مقاصد

۱:۔ پاکستان کے ہر گوشہ میں بکھری ہوئی اور ایک دوسرے سے ناآشنا برادری کو باہم روشناس کرانا، ان کو سربلندئ اسلام، تحفظ پاکستان، ترقئ کاروبار اور بہادر و با اخلاق مسلمان بنانے کے لئے ان کی تنظیم کرنا۔

۲:۔ باہمی تعاون سے کمپنیاں اور سوسائٹیاں بنا کر اجتماعی قوت سے زراعت، تجارت اور صنعت و حرفت کے کامیاب طریقوں کو رائج کرنا۔

۳:۔ برادری کے ہونہار، ذہین اور نادار طلبہ کو اعلیٰ تعلیم دلانا۔

۴:۔ اس محنتی اور زراعت کے فن سے واقف برادری کے ان خاندانوں کے لئے جو تقسیم در تقسیم کی بدولت بہت تھوڑی زمین رکھتے ہیں یا جن کے پاس زمین نہیں ہے ان کو زمین دلوانے میں کوشاں ہونا۔

۵:۔ حوادث زمانہ کے شکار، بدحال اور غریب خاندان یا افراد، لاوارث، بیواؤں اور یتیموں کی دستگیری کرنا تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

۶:۔ زراعت اور خصوصاً باغات، نرسری اور سبزی ترکاری کو اس حد تک معیاری بنانے کے لئے کوشاں ہونا کہ برادری کے کھیت اور فارم ساری دنیا کے لئے ایک نمونہ بن سکیں اور پھل فروٹ آلو وغیرہ برادری کی کمپنیوں کے ذریعے کولڈ سٹوریج بنا کر محفوظ کر کے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کر سکیں۔

۷:۔ غیر اسلامی رسومات یعنی جو بیاہ شادیوں میں، ہندوانہ، جاہلانہ اور کافرانہ طور طریقے رواج پا گئے ہیں ان کو دور کر کے صحیح اسلامی طریقے رائج کرنا۔

۸:۔ سکول، کالج، اسلامی دارالعلوم، درسگاہیں، مسافر خانے اور ہسپتال جاری کرنا، قرآن مجید پڑھانا اور اس کے معنوں سے روشناس کرانا، نیز اسلامی شعور پیدا کرنے کے لئے لائبریریاں قائم کرنا۔

۹:۔ برادری کے ہر پڑھے لکھے آدمی کو پابند بنانا کہ وہ برادری کے کم از کم پانچ جاہلوں کو خالی وقت میں پڑھائے یا ان کے پڑھانے کا بار اٹھائے۔ اسی طرح پڑھی لکھی مستورات جاہل

Marfat.com

مستورات کو فارغ اوقات میں پڑھائیں تاکہ چند سال کے اندر اندر برادری کا کوئی مرد اور کوئی عورت جاہل نہ رہ جائے۔

۱۰:۔ خاندانوں کے یا افراد کے جھگڑے تنازعے طے کرنا اور ان کی شکر رنجی دور کرنا۔

۱۱:۔ صحت اور صفائی کے اصولوں کو رائج کرنا، نماز کا پابند بنانا اور با اخلاق انسان بنانے اور اصلاحی ماحول پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہونا۔

۱۲:۔ تبلیغ اسلام کے لئے اجتماعی قوت سے جدوجہد کرنا۔

۱۳:۔ برادری کے ارتقا سے لے کر پاکستان میں جمع ہونے تک کی مستند تاریخ تیار کرنا۔ گزشتہ کئی صدیوں کے برادری کے ان ہزارہا تاریخی معرکوں اور بہادرانہ کارناموں کے منتشر اجزاء کو اکٹھا کرنا۔ ان کی پوری پوری چھان بین کر کے مستند روایات، تاریخی حقائق اور ان تمام سندات کو جو ہندوستان میں شہنشاہوں کی طرف سے اعتراف بہادری کے سلسلہ میں ملی تھیں جس کا کچھ حصہ آج بھی بعض نامور خاندانوں میں موجود ہے اور جو ڈھونڈنے سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس تمام مواد کو کتابی صورت میں شائع کرنا۔

۱۴:۔ برادری کے ہزارہا افراد جو انگلستان، امریکہ اور دیگر ممالک میں گئے ہوئے ہیں۔ کئی وہاں کے شہری بن چکے ہیں۔ ان سب کو برادری سے اور برادری کو ان سے روشناس کرنا

۱۵:۔ درہ خیبر سے کراچی اور کوہ سلیمان تک پھیلی ہوئی برادری جو ایک دوسرے سے ناآشنا ہے، ان کے نمایاں افراد اور کئی خاندانوں کی ڈائریکٹری تیار کرنا جو کئی جلدوں پر مشتمل ہوگی۔

۱۶:۔ برادری کے موجودہ تاجروں، صنعت کاروں اور کارخانہ داروں، آڑھتیوں اور مشہور سوداگروں نیز نمایاں حیثیت سے زراعتی فارم، زرعی یا ڈیری فارم چلانے والوں کی ایک ڈائریکٹری جلد از جلد شائع کرنا تاکہ برادری استفادہ کر سکے اور اپنے کاروبار کو پھیلا سکے، نیز ان سے مال منگا سکے یا مال بھیج سکے۔

۱۷:۔ برادری کی یہ تنظیم غیر سیاسی ہوگی۔ کسی سیاسی پارٹی سے برادری کی اس تنظیم کا کوئی تعلق نہ ہوگا انفرادی طور پر جس سیاسی پارٹی میں کوئی جانا چاہے اس میں کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔ یہ غیر سیاسی اور اصلاحی تنظیم صرف ہر اچھی حکومت کے نیک مقاصد صنعتی یا زراعتی ترقی

Marfat.com

استحکام وتحفظ پاکستان اور سربلندی اسلام کے معاملات میں تعاون کرے گی اور مدد دیگی

حصول مقاصد کے لئے طریق کار اور اس کے ذرائع

۱:۔ برادری کا ایک ہفتہ وار اخبار جاری کرنا۔

۲:۔ ہر خطہ، ہر تعلقہ اور ہر ضلع میں برادری کی تنظیم کے لئے کنوینر مقرر کرنا۔

۳:۔ پُرجوش، مستعد اور تعلیم یافتہ کارکن پیدا کرنا جو برادری کی تنظیم کے لئے وقت دے سکیں

۴:۔ معزز ارکان کے خیرسگالی وفود مرتب کرنا جو دورہ کر کے دور دراز پھیلی ہوئی برادری کی تکالیف اور ضروریات کا جائزہ لے سکیں اور ان کے سدباب کی صورت پیدا کر سکیں۔ نیز تجارتی، زراعتی اور صنعتی مقاصد میں تعاون پیدا کرنے کی کوشش کر سکیں اور منتشر برادری کو ایک دوسرے سے روشناس کرا کے میل جول کی راہیں استوار کر سکیں۔

۵:۔ ہر کمشنری میں تنخواہ دار سفیر مقرر کرنا جو دورہ کر کے منتشر برادری کا کھوج نکالیں گے، ان کو منظم کریں گے اور ان کا برادری کے مرکزوں سے الحاق کریں گے۔ اور مفصل معلومات مہیا کرتے رہیں گے۔

۶:۔ آل پاکستان کنوینر مرکزی جماعت کا دفتر قائم کرے گا جو جملہ انتظام اور تنظیم قائم کرنے اور سلیقہ سے درکروں، قومی خادموں، سفیروں، آزیری منتظموں، ناظموں اور کارکنوں کے کاموں کی نگرانی کرے گا۔ تمام اضلاع اور کمشنریوں کی انجمنوں کے کاموں کو سرگرم عمل رکھنے کی پوری پوری کوشش کرے گا۔ ان کو ہر قسم کی امداد بہم پہنچائے گا۔ جہاں ضرورت سمجھے گا وفد روانہ کرے گا۔ تمام کاموں اور جملہ سرگرمیوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھے گا۔ اور حساب کتاب کی نگرانی کرے گا۔ ہفتہ وار اخبار بھی اسی کی زیرنگرانی ہوگا۔

۷:۔ آل پاکستان کنوینر مرکزیہ مشیروں کا بہ مشورہ کمشنری کی انجمنوں کے، انتخاب کرے گا تاکہ سب امور مشورہ سے طے ہوں۔ فی الحال یہی مرکزیہ جماعت کہلائے گی اور آل پاکستان کنوینر کا ہاتھ بٹائے گی۔ ہر کمشنری کا کنوینر بھی مرکزیہ انجمن کا ممبر ہوگا۔

۸:۔ تاریخ مرتب کرنے کی اہلیت رکھنے والے قابل اشخاص کا بورڈ بنایا جائے گا جو اپنی سہولت

Marfat.com

کے لئے مورخوں اور برادری کے مصنفوں کو شامل کر کے کام لے سکیں گے۔

۹:- آل پاکستان کنوینر ان کے اخراجات ان کو کتابیں پہنچانے اور کتب خانوں اور پرائیویٹ اشخاص یا اداروں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے اور کتابیں مہیا کرنے یا پرانے کتب خانوں میں ان کو مطالعہ کرنے کے ذرائع مہیا کرے گا اور جملہ اخراجات کا آل پاکستان کنوینر مرکزیہ جماعت کے تعاون سے بندوبست کرے گا۔

۹:- ان عظیم کاموں کے لئے کثیر سرمایہ کی ضرورت ہے جو اس عظیم معزز برادری کی معمولی سی کوشش اور برادری کے سرمایہ داروں کی ذرا سی توجہ سے بخوبی بہم پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے معزز آدمیوں کے کئی وفد مرتب کئے جائیں گے۔ جو برادری کے متمول آدمیوں کے پاس جائیں گے اور فنڈ اکٹھا کریں گے۔ اس کے علاوہ سفیروں اور ورکروں کے ذریعے بھی سرمایہ کی فراہمی کا مرکزیہ جماعت انتظام کرے گی۔

۱۰:- مندرجہ بالا ہنگامی ضرورتوں کے علاوہ بھی مرکزیہ جماعت کے پاس ایک مستقل فنڈ جمع رہنا چاہیئے تاکہ مستقل امداد کے مستحق طلباء اور نادار افراد یا بیواؤں کو مستقل مدد دی جا سکے۔ اس لئے برادری کے کارخانہ داروں، سرمایہ داروں، تاجروں اور زمینداروں سے ان نیک کاموں کے لئے مرکزی انجمن مستقل امداد لینے کا بندوبست کرے گی

۱۱:- برادری کمپنیاں بنا کر جو کارخانے، فارم یا صنعت و حرفت کی فیکٹریاں اور ادارے قائم کرے گی ان میں بھی ایک معقول رقم مرکزی انجمن ارائیاں کو دینے کی لازمی شرط رکھی جائے گی۔

۱۲:- آل پاکستان کنوینر ایک مرکزی دفتر جلد از جلد قائم کرے گا۔ تنخواہ دار سفیر، کلرک اور عملہ رکھے گا۔

تنظیم

۱:- ارائیں برادری کا ہر خاندان، ہر فرد، ہر چھوٹا بڑا، ہر مرد و عورت برادری کی انجمن سے وابستہ سمجھا جائے گا۔

Marfat.com

۲:- ہر گھر کو حسب حیثیت سالانہ چندہ رکنیت دینا ہوگا جو کم از کم بارہ پیسے فی مرد کے حساب سے ہوگا۔

۳:- سالانہ رکنیت کے چندے ابتدائی جماعتیں وصول کر کے ضلع کی جماعت کو روانہ کریں گی ضلع کی جماعت ۱/۴ حصہ اپنی دفتری اور تنظیمی ضرورت کے رکھ کر باقی ۳/۴ کمشنری کی انجمن کو دیں گی۔ کمشنری کی انجمن اس رقم کا ۱/۴ حصہ اپنے دفتر اور تنظیم کے لئے رکھ کر باقی رقم صوبہ کی مرکزی جماعت کو روانہ کرے گی۔

۴:- منتشر آبادی کی صورت میں کم از کم پچاس کی آبادی پر ایک ابتدائی جماعت بن سکے گی۔

۵:- کم از کم دس انجمنوں پر ایک تحصیل کی انجمن ہوگی۔ جہاں آبادی بہت ہی کم خال خال ہوگی وہ دس انجمنوں پر اپنے ضلع کی انجمن بنا سکتے ہیں جس میں ابتدائی جماعتوں کا ایک ایک ممبر ہوگا۔

۶:- تعلقہ و تحصیل کی انجمن کا منتخب صدر برادری کے پانچ اور معزز آدمیوں کو تحصیل یا تعلقہ کی انجمن ارائیاں کے لئے اور منتخب کر سکتا ہے۔ ہر ابتدائی جماعت کا نمائندہ اور صدر کے منتخب پانچ آدمیوں پر مشتمل انجمن ارائیاں یا تعلقہ یا تحصیل ہوگی۔

۷:- ہر تحصیل اور تعلقہ کی انجمن چار نمائندے منتخب کر کے ضلع کی جماعت کو بھیجے گی اور ضلع کی انجمن کا منتخب صدر برادری کے پانچ اور معزز آدمیوں کو اپنی انجمن کے مشورہ سے اپنے ضلع سے منتخب کر کے ضلع کی جماعت میں شامل کرے گا۔ تمام تعلقہ سے آمدہ نمائندگان اور منتخب آدمی مل کر ضلع کی انجمن کہلائیں گے۔

۸:- ہر ضلع کی انجمن سات آدمیوں کو کمشنری کی انجمن میں بھیجنے کے لئے منتخب کرے گی۔ ہر ضلع سے آمدہ نمائندگان کمشنری کی انجمن کہلائے گی۔ کمشنری کی انجمن کا صدر سات آدمیوں کو اس انجمن میں نامزد کر کے کمشنری کی انجمن میں شامل کر سکتا ہے۔ یہ ممبران کمشنری کی انجمن ارائیاں کہلائے گا۔

۹:- ہر کمشنری کی انجمن سات نمائندگان صوبہ کی مرکزیہ انجمن کے لئے منتخب کرے گی جو مرکزی انجمن ارائیاں صوبہ کہلائے گی۔ یہ مرکزی انجمن اپنا صدر منتخب کرے گی اور صدر اپنی ورکنگ کمیٹی

Marfat.com

بنائے گا جو بیس افراد پر علاوہ عہدیداران مشتمل ہوگی۔

۱۰:۔ صوبہ کی مرکزی انجمن کے حسب ذیل عہدیدار ہوں گے۔ صدر ایک، نائب صدر دو جنرل سیکرٹری ایک، جوائنٹ سیکرٹری دو، خزانچی ایک جو مالی کمیٹی کے محاسبہ میں ہوگا۔ یعنی صدر ورکنگ کمیٹی سے کم از کم تین آدمیوں کی مالی کمیٹی بنائے گا اور وہ خزانچی کے نگران بھی ہوں گے صدر ایک آڈیٹر بھی مقرر کرے گا جو حساب کتاب اور دفتری کام کو چیک کرتا رہے گا اور ماہوار تحریری رپورٹ صدر کو دیتا رہے گا جو ایک کتاب میں بھی درج ہوگی۔

۱۱:۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں تنظیم کے بعد دونوں صوبوں میں نمائندگان سے انجمن ارائیاں پاکستان کی تشکیل ہوگی۔

۱۲:۔ اس نظام کو قائم کرنے کے لئے آل پاکستان کنوینر ہر تعلقہ، ہر علاقہ، ہر ضلع، ہر کمشنری اور ہر صوبہ کے لئے کنوینر مقرر کرے گا۔ تاکہ اس دستور کے مطابق ابتدائی جماعتیں، اضلاع کی جماعتیں، کمشنری اور صوبہ کی جماعت تشکیل پا سکے۔

۱۳:۔ آل پاکستان کنوینر حالات کے مطابق کثیر یا قلیل آبادی کے پیش نظر اور ہنگامی حالات میں دستور میں ترمیم کر سکتا ہے نیز ترمیم کا جو صحیح مشورہ ہو صدر اسے بخوشی شکریہ کے ساتھ قبول کر کے منظوری دے گا۔

۱۴:۔ کراچی کارپوریشن، لاہور کارپوریشن، اور راولپنڈی کارپوریشن حدود میونسپل کمیٹی راولپنڈی، اسلام آباد چھاؤنی ان تینوں شہروں میں انجمن کا درجہ کمشنری کی انجمن ارائیاں کے برابر ہوگا یہ اپنی حدود میں محلہ وار یا وارڈ وار یا ابتدائی انجمنیں قائم کر کے مرکزی انجمن قائم کریں گے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان کا درجہ کمشنری کی انجمن کے درجہ کے برابر ہوگا۔ ان کا الحاق صوبہ کی مرکزی انجمن کے ساتھ اس طرح ہوگا جس طرح دیگر کمشنریوں کے الحاق کا طریقہ رکھا گیا ہے۔

۱۵:۔ جلد از جلد برادری کی تنظیم کے لئے آل پاکستان کنوینر جس جگہ مناسب سمجھے گا برادری کا عارضی مرکزی دفتر قائم کر کے نظام کرنے کی کوشش کرے گا کنوینر مالی سب کمیٹی بنائے گا اور حساب کتاب کی چیکنگ کے لئے آڈیٹر بھی مقرر کرے گا

۱۶:۔ آل پاکستان کنوینر ایک عارضی ورکنگ کمیٹی مرکزی بنائے گا تاکہ اصلاح مشورہ سے جلد از

Marfat.com

جلد برادری کی تنظیم کی جا سکے۔

نوٹ:۔ برادری کے ہر معزز کا فرض ہے کہ جو ڈیوٹی اس کے سپرد کی جائے۔ اس کو ادا کرنا وہ مزدوری جانے اور خندہ پیشانی سے سرگرم عمل ہو جائے۔ اسی پر تنظیم کا انحصار اور اسی میں برادری کی سربلندی کا راز ہے۔ ہمیں اپنے عمل سے ثابت کرنا ہے کہ ہم سست، کاہل اور آرام طلب نہیں بلکہ بڑے جفاکش، بڑے محنتی، بڑے وفا شعار اور بڑے مخلص ہیں۔

میری محترم اور معزز برادری اچھی طرح سمجھ لے کہ ہماری برادری مغربی پاکستان کی سب برادریوں سے بلحاظ تعداد بہت زیادہ اور بلحاظ شرافت سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ ہم ہی یہاں کے اولین معمار تھے اور اب ہم ایثار و محنت سے اپنی تنظیم و اصلاح کر کے سب کے لئے ایک مثال اور برادران اسلام کے لئے ایک روشن مینار بن سکتے ہیں۔

یہی سندھ تھا جہاں ہمارے آباؤ اجداد نے فاتحانہ حیثیت سے قدم رکھ کر اپنے اسلامی اخلاق اور حسن سلوک کی دھوم مچا دی تھی جس کی گونج تاریخ میں آج تک سنائی دے رہی ہے۔ آج وہی سندھ پھر ہمارے اخلاق اور اسلامی شعائر کا انتظار کر رہا ہے۔

ع سبق پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا

Marfat.com

کارروائی میٹنگ بتاریخ ۲۸-۸-۶۶ بمقام ڈگری ضلع تھرپارکر

انجمن ارائیاں خیرپور وحیدرآباد ڈویژن بشمول کراچی کا اجلاس زیر صدارت چوہدری محمد صادق صاحب مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۶۶ء کو ڈگری میں انجمن ارائیاں کے سلسلہ میں منعقد ہوا جس میں تقریباً پچاس برگزیدہ معززین نے شرکت کی۔ اجلاس کی کارروائی دفتر ٹاؤن ہال ڈگری میں ہوئی۔

۱۔ کارروائی کی ابتداء تلاوت قرآن مجید سے ہوئی۔ حافظ محمد افضل صاحب نے تلاوت کی۔

۲۔ اسکے بعد سردار محمد شفیع صاحب نے ایک مفصل تقریر فرمائی جس میں برادری کی تنظیم کی ضرورت اور اہمیت نہایت مدلل طریقہ سے حاضرین پر واضح کر دی۔

۳۔ ایک عارضی دستور چوہدری علی اصغر صاحب نے پڑھ کر سنایا، جس کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا

۴۔ متفقہ طور پر منظور کیا گیا کہ سردار محمد شفیع صاحب کو مرکزی کنوینر مقرر کیا جائے۔

۵۔ متفقہ طور پر پاس ہوا کہ مرکزی دفتر نواب شاہ میں قائم کیا جائے

۶۔ متفقہ طور پر پاس کیا گیا کہ ضلع تھرپارکر کے لئے کنوینر ڈاکٹر فیروز الدین صاحب کو مقرر کیا جائے

۷۔ متفقہ طور پر پاس کیا گیا کہ ضلع حیدرآباد کے لئے کنوینر چوہدری محمد صادق صاحب زمیندار مقرر ہوں گے۔

۸۔ متفقہ طور پر پاس کیا گیا کہ سردار محمد شفیع صاحب حیدرآباد و خیرپور ڈویژن بشمول کراچی مختلف جگہوں پر جلسے کر کے وہاں ضلع وار کنوینر مقرر کریں گے۔

۹۔ سردار محمد شفیع صاحب کنوینر مرکزی تنظیم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ارائیں برادری کی تنظیم کے لئے تمام ضروری اقدامات کریں۔

۔ متفقہ طور پر پاس کیا گیا کہ دستور میں یہ ترمیم کی جائے کہ ضلع وار یا مقامی انجمنوں کو جمع شدہ سرمایہ کا نصف اپنے علاقہ میں رکھنے اور خرچ کرنے کا اختیار ہے۔ باقی نصف مرکزی تنظیم کو دیا جائے۔

Marfat.com

پیغام

جناب سردار محمد شفیع صاحب سابق صدر آل انڈیا ارائیں کانفرنس ۱۹۴۷ء
و
سابق کنوینر انجمن ارائیان سندھ ۱۹۶۷ء

یہ پیغام پاکستان کی شریف، محنتی اور سنجیدہ ارائیں برادری کے غور و فکر کے لئے ان تقاضوں کی بنا پر لکھ رہا ہوں جو علی اصغر صاحب چوہدری نے بار بار خطوط بھیج کر کئے۔

تاریخ

یہ مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد عرب کے منتخب بہادر تھے۔ ہر دور میں ہماری برادری اپنی سنجیدہ روایات اور بہادرانہ جوہر کا عملی اظہار کرتی رہی۔ یہ تاریخ مرتب کرنے والوں کا فرض ہے کہ وہ ان تمام بہادرانہ روایات کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تاریخ کے صفحہ قرطاس پر لائیں۔ اور قوم کو ان کے اسلاف سے روشناس کرائیں۔ اس ضمن میں ڈیڑھ سو سال گزشتہ کے بے شمار واقعات کی تفصیل میں جائے بغیر صرف بعض باتیں اشارۃً بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ آپ اپنے آپ کو کچھ تو پہچان سکیں اور اس بات کو سمجھ سکیں جو میں اس پیغام میں کہنا چاہتا ہوں۔

ارائیں اور تحریک احیائے دین اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے تجدید و احیائے دین کا کام شروع کیا تو ہماری برادری نے بڑے ہی شوق سے ان کی تعلیم کو حاصل کیا اور ان کا ساتھ دیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہماری برادری نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دوسری برادریوں کے بہت سے افراد جو موجودہ امیر خاندانوں کے آباؤ اجداد تھے، جب انگریز کی حمایت میں اور غلامی کو مسلط کرنے کیلئے لپک لپک کر شامل ہو رہے تھے تو ہماری برادری آزادی کے جھنڈے اٹھائے دلی کی حفاظت میں تلوار کے جوہر دکھا رہی تھی۔ اور قربانیاں دے رہی تھی۔ دہلی کی ارائیں برادری جو آج کل کراچی میں آباد ہے جن کی ابھی دو تین نسلیں ہی گزری ہیں۔ آج بھی یہ برادری ان بہادرانہ کارناموں کو بتا سکتی ہے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ

Marfat.com

آزادی میں سرانجام دیئے گئے تھے۔

ارائیں اور قیام حکومتِ الٰہیہ کی جدوجہد

اس کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے نامور فرزند شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں نے سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید کی قیادت میں جہاد کا علم بلند کیا تو ان کے ساتھ بھاری تعداد ارائیوں کی تھی جنہوں نے سابق صوبہ سرحد کے ہر میدانِ جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بالاکوٹ کی شکست کے بعد جو بچ رہے وہ مجاہدین کے ساتھ ان مرکزوں میں مستقل طور پر اقامت گزین ہو گئے اور تحریک جہاد کو جاری رکھا۔ چنانچہ ہماری برادری کے بہت سے سرکردہ لوگ اسی بنا پر انگریزوں کے عتاب کا شکار ہوتے رہے۔

قوم ارائیں کا مجاہدین کو مدد دینا

مولانا محمد جعفر صاحب جنہوں نے "کالا پانی" نامی کتاب لکھ کر ان مظالم کو تھوڑا بہت بے نقاب کیا جو ہندوستان پر تحریک مجاہدین کو چلانے اور آزاد قبائل کے مجاہدین کو باقاعدہ امداد پہنچانے کے سلسلہ میں ان کے رفقاء پر توڑے گئے تھے۔ یہ مولانا محمد جعفر صاحب اور ان کے بیشتر رفقاء ارائیں ہی تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی سے لے کر ۱۹۲۰ء تک جو لوگ شمالی ہندوستان سے ہجرت کر کے مجاہدین کے مرکز میں جاتے رہے یا وہ رجعہ جہد کرتے رہے ان میں کثرت سے ارائیں ہی ہوتے تھے۔ بلکہ اس تحریک کے آخری دور میں گویا ۱۹۱۱ء میں شامل ہوا تی بار ہندوستان سے امیر جماعت مجاہدین کے نہایت ضروری پیغامات کو آزاد قبائل میں مجاہدین کے مراکز میں اسمٰعیل اور رحیم قند جاتا رہا۔ پنجاب سے جا کر وہاں جہاد کرنے والوں میں بھی اکثریت ارائیوں کی تھی۔

ارائیں قوم کا آزادی کی تحریکوں میں پیش پیش ہونا

۱۹۱۹ء میں ہندوستان میں تحریک خلافت شروع ہوئی۔ اس تحریک میں بھی زیادہ حصہ ارائیوں نے ہی لیا۔ ۱۹۲۹ء میں جب تحریک خلافت دم توڑ گئی تو جن لوگوں میں دم خم باقی تھا انہوں نے احرارِ اسلام کے نام سے ایک جماعت کی تشکیل کی۔ اس انٹی انگریز پارٹی میں بھی اکثریت ارائیوں کی ہی تھی۔

Marfat.com

تحریک حریت کشمیر اور ارائیں

۱۹۳۱-۳۲ء میں جب تحریک حریت کشمیر شروع ہوئی تو جیلوں میں جانے والے اول نمبر پر کشمیری مسلمان اور دوسرے نمبر پر ارائیں ہی تھے۔ اس کے بعد بھی آزادی کی ہر تحریک میں شمالی ہند میں قید و بند کی صعوبتیں اٹھانے والوں میں ارائیں چالیس فیصد سے کبھی کم نہ ہوئے ۱۹۴۶-۴۷ء میں مسلم لیگ نے جب پنجاب میں سول نافرمانی شروع کی تو اس کی ابتدا بھی میاں افتخار الدین ارائیں نے ہی کی تھی اور جیلوں میں جانے والوں میں سب سے زیادہ تعداد ارائیوں کی ہی تھی۔

تصویر کا دوسرا رخ

ہماری برادری کے وہ آدمی یا خاندان جو انگریز سرکار کے ساتھ وابستہ رہ کر اعلیٰ منصبوں پر پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے ۱۹۱۶ء میں انجمن ارائیاں کی لاہور میں بنیاد رکھی۔ اس وقت پہلی عالمگیر جنگ شروع ہو چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے اس قوم کے ان بہادروں کا تذکرہ اور ان واقعات کا ذکر کیا جو انگریزی حکومت کی حمایت میں اس برادری کے چند قلیل آدمیوں سے سرزد ہوئے تھے، اس بنیاد پر جو عمارت بنتی گئی وہ اس پالیسی پر عمل پیرا رہی۔ برادری کی ذیلداریوں اور نمبرداریوں جیسی بے حقیقت اور غیر تاریخی باتیں بیان کرنے تک ہی یہ انجمن محدود رہی۔ اس سے سوائے اس کے کہ قوم اپنے ان چند خاندانوں سے روشناس ہو گئی جو انگریز سرکار کے ملازم یا انگریز سے وابستہ تھے، اور کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ اس سے دوسری اقوام میں بھی ان کو کوئی باعزت بہادرانہ مقام حاصل نہ ہوا۔

وہی فرسودہ پالیسی

اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ملک کے آزاد ہونے اور پاکستان قائم ہو جانے کے بعد بھی برادری کی انجمنوں نے اپنی یہ پالیسی نہ بدلی۔ آج بھی حقیقت سے پہلو تہی کی جاتی ہے اور اپنے بہادروں کو جو آزادی اور جہاد کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں، ان کو چھپایا جاتا ہے صرف نمبرداریوں اور ذیلداریوں یا کسی اور سرکاری منصب کو فخر کے ساتھ بیان کر کے اچھالا جاتا ہے۔ اس چیز نے قوم کا ذہن ایسا بنا دیا ہے کہ وہ ناقابل التفات چیزوں کو قابل فخر سمجھنے لگی ہے۔ اس سے احساس کمتری پیدا ہونے کے سوا اور کچھ حاصل نہ

Marfat.com

ہوا جو قوم اپنے بہادروں کو بھول جائے اور غلامانہ کارناموں کو قابل فخر سمجھنے لگے تو اس میں بہادرانہ جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا نہ وہ دوسری قوموں میں کوئی باوقار جگہ پا سکتی ہے۔

تاریخی حقیقت کی طرف ایک قدم

یہ خوشی کی بات ہے کہ اب علی اصغر صاحب چوہدری نے اپنی کتاب "تاریخ قوم ارائیں" میں چند ارائیں بہادروں کا ذکر کیا ہے۔ امید ہے کہ پرانے انداز کو چھوڑ کر اب تاریخی حقیقتوں کی طرف خود بھی زیادہ توجہ دیں گے اور برادری کے ان تمام بہادروں کو زیادہ نمایاں جگہ دیں گے جنہوں نے تاریخ کے دھارے بدلے جنہوں نے اسلامی انقلاب لانے کے لئے جانیں دیں، خود فنا ہوئے مگر قوم کو سربلند کر گئے۔ اس ضروری ابتدائی اور ضمنی بات کے بعد میں مختصراً اور اشارۃً ایک نہایت اہم بات اس پیغام میں کہنا چاہتا ہوں۔

تنظیم

مغربی پاکستان میں برادری کی آبادی نصف کروڑ کے لگ بھگ ہے اور یہ درہ خیبر سے کراچی تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی شرافت، سنجیدگی اور محنت ضرب المثل ہے۔ ان باتوں میں کوئی دوسری برادری اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ یہ اسلامی روایات اور شعور میں یہاں کی قوموں کی راہنمائی کرنے کے قابل ہو سکتی ہے اور قابل تقلید نمونہ بن سکتی ہے۔

ع ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

پھر یہ برادری ایسی با سلیقہ، سمجھدار اور سنجیدہ ہے کہ نہایت آسانی کے ساتھ منظم ہو کر اپنی تجارت بڑھا سکتی ہے۔ بآسانی برادری کی ملیں اور فرمیں قائم ہو سکتی ہیں۔ اسلامی شعور پیدا کرنے کے لئے ان کا اتحاد اسلامی یونیورسٹی بنا سکتا ہے۔ وہ اجتماعی زراعت کے کامیاب طریقہ کو اپنا سکتی ہے اور ایسے ہی دیگر تمام معاملات میں مسلمانان پاکستان کے لئے عملی رہنمائی کا کردار ادا کر سکتی ہے۔

انتھک جدوجہد کی ضرورت

اب سوال یہ ہے کہ ان کی تنظیم کیسے ہو؟ جب تک ہماری انجمنیں اور ان کے قابل احترام اراکین لیڈرانہ ذہنیت اور ڈرائنگ روموں سے نکل کر صحیح معنوں میں خادم اور انتھک

Marfat.com

درد بن کر بڑے جذبہ سے کام نہ کریں گے اس وقت تک منظم ہونا تو کجا تنظیم کی ابتدا بھی نہیں ہو سکتی۔ اور شاید محدود لگا ہوں اور آرام طلب وجودوں کا یہ کام بھی نہیں ہیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مغربی پاکستان کی نصف کروڑ ارائیں برادری سے اگر پندرہ سمجھدار، محنتی، معزز، تعلیم یافتہ اور انتھک ورکر پیدا ہو جائیں تو یہ کام انشاءاللہ صرف تین سال کے اندر مکمل ہو سکتا ہے۔ اس میں کسی بڑے سرمایہ کی بھی ضرورت نہیں صرف تین سال کے لئے وقت دینے اور جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری نصف کروڑ آبادی میں سے جو تعلیم یافتہ آدمی اس پر آمادہ ہو کر کمر ہمت باندھ سکتا ہے وہ مجھے مطلع فرمائے جب معیار کے مطابق پندرہ آدمی مجھے مل جائیں گے وہی دن اس معزز برادری کی تنظیم کا روز اول ہوگا۔ میں تین سال اسی جدوجہد کے لئے دینے کو ہر وقت تیار ہوں، صرف معیاری ساتھیوں کی ضرورت ہے۔ اس برادری پر منظم ہو کر اسلام کی خدمت اور ملک کو سربلند کرنے کا سب سے زیادہ فرض عاید ہوتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے میں مختصر طور پر موجودہ حالات کا صحیح نقشہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ صورت حال کو سمجھ سکیں اور اپنا فرض پہچان سکیں۔

دور مستقبل

یہ بات اب واضح طور پر نمایاں ہو گئی ہے کہ ایٹم اور ہائیڈروجن بموں پر اربوں روپیہ کئی سال سے بڑی طاقتیں خرچ کر رہی ہیں۔ یہ ساری تیاریاں اب رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ ایٹم کی جنگ تو اب ہو کر رہے گی۔ بقول وزیر دفاع امریکہ مسٹر میکنامارا جو اس نے ۱۹ فروری ۱۹۶۵ء کو نمائندگان افواج کے اجلاس میں دیا۔ "اگر روس نے امریکہ پر پہلے حملہ کر دیا تو چودہ کروڑ لاکھ امریکی ہلاک ہو سکتے ہیں"۔ اسی طرح امریکہ بھی ایٹم کی جنگ میں چند گھنٹوں اور منٹوں میں اس سے زیادہ تباہی لا سکتا ہے۔ اس ایٹم کی جنگ کے بعد موجودہ مغربی تہذیب اور کمیونزم دونوں ختم ہو جائیں گے۔ اتنی خونریز جنگ کے بعد کوئی ان دونوں ازموں کی تہذیبوں کے قریب بھی نہیں جا سکتا۔ گویا ایک طرف موجودہ قیادت کو سنبھالنے والی تہذیبیں اپنے انتہائی

Marfat.com

شباب پر پہنچ کر اپنے آپ کو فنا کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ اور دوسری طرف قدرت کو بن کے حوالے آئندہ قیادت کرنی ہے انہیں تیار کر رہی ہے۔

قدرت نے عربوں کو پھر یاد کیا ہے۔

۱۹۲۴ء میں جب الجزائر سے عراق تک جملہ عرب ممالک مغربی اقوام کے بٹوارے میں غلامی کی تاریکی میں گم ہو چکے تھے اور بظاہر ان میں زندگی کی کوئی رمق بھی نظر نہیں آتی تھی۔ اس وقت بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو دیکھ کر، جن میں عربوں کے حوالے دوبارہ دنیا کی قیادت ہونے کی بشارتیں دی گئی تھیں۔ علامہ ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا۔

سنا دیا گوش منتظر کو حجاز کی خامشی نے آخر
جو عہد صحرائیوں سے باندھا گیا تھا پھر استوار ہو گا
نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا

اب ایک ہزار سال کے بعد قدرت نے عربوں کو پھر یاد کیا ہے۔ قدرت ان کو پھر بیدار اور تیار کر رہی ہے۔ عراق سے الجزائر تک بسنے والی عرب اقوام کا سخت جدوجہد کے بعد آزاد ہونا ان کے جوش و خروش کا پتہ دے رہا ہے۔

اسی طرح نہر سویز یعنی دنیا میں سب سے بڑی شاہراہ جو افریقہ، ایشیا، یورپ تینوں کی گزرگاہ ہے۔ اس کے حصول کے لئے مصر کا فرانس اور برطانیہ جیسی بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں صف آراء ہونے کی ہمت کرنا، موت سے بے پرواہ ہو کر کود پڑنا۔ اس سے مصری عربوں کے بھڑتے ہوئے جوش کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شام اور عراق میں انقلاب پہ انقلاب آنا یہ ان عرب عوام کے جوش اور بیداری کی علامتوں کا اظہار ہے۔

عربوں میں بیداری کی لہر گئی اور اندرونی انقلاب بھی لا سکتی ہے۔ ان ملکوں کی قیادت ذاتی اقتدار کی خواہاں ہو تو ہو لیکن عربوں کے جذبہ اتحاد کو اب کوئی نہیں دبا سکتا۔ بقول اقبال "وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا"۔ اب وہ شیر ہوشیار ہو رہا ہے۔ اب ان کی آواز میں ایک گرج۔

Marfat.com

ان کی گفتار میں ایک وقار اور ان کی للکار میں ایک دبدبہ ہے۔

موجودہ تہذیب کی خودکشی پر آمادگی

دوسری طرف مغربی تہذیب اور کمیونسٹ انتہائی عروج پر پہنچ کر ایٹم کے ہتھیاروں، ہائیڈروجن بموں اور راکٹوں کے انبار لگا رہے ہیں جو یقیناً استعمال ہوں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے ان کو بے اختیار کر دیا ہے۔ دونوں تہذیبیں امن کی خواہش کے باوجود انتہائی تباہی کی طرف دوڑی جا رہی ہیں۔ ان کی تباہی کے بعد دنیا اس نظام کی طرف آئے گی جو سرمایہ دارانہ نظام یعنی امپریلزم کے چنگل سے ان کو آزادی دلائے لیکن کمیونسٹ نظام کی طرح اشرف المخلوقات (یعنی انسانی آبادی) کو صرف بے شعور مشین کا پرزہ نہ بنا دے۔ یہ راہ اعتدال، یہ نظام مساوات صرف اسلام ہی پیش کر سکتا ہے۔ جس کے پاس اس نظام کو عملی طور پر چلانے کا پچاس سالہ عملی نمونہ بھی موجود ہے۔ اس نظام کو چلانے کے لئے عملی طور پر ایک بڑی مرکزی طاقت کی ضرورت ہے جس کے لئے عربوں کو پھر تیار کیا جا رہا ہے۔

ارائیں قوم پر بھاری ذمہ داری

اے میری محترم برادری! پھر سن لیں کہ آپ کے آباؤ اجداد وہی بہادر عرب اریحائی تھے جنہوں نے دور بنو امیہ میں شمالی افریقہ کے آخری ملک الجزائر اور مشرق میں عمان تک کا علاقہ فتح کیا اور ان ممالک میں بس گئے تھے۔ آپ کے بھائی الجزائر سے عراق تک صدیوں کی گہری نیند سے بیدار ہو کر عالمگیر قیادت کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اور آپ صدیوں سے لمبی تان کر ابھی تک گہری نیند سو رہے ہیں۔ اس پر "تو نمبر دار ہے"، "تو ذیلدار ہے" کی لوریاں سن سن کر اپنی نیند کو اور گہرا کر رہے ہیں۔ اٹھو! اب قدرت تمہیں بیدار کرنا چاہتی ہے۔ ایک زمانہ تمہاری قیادت کا انتظار کر رہا ہے۔ رہنمائی کے لئے اب پھر تم کو چن لیا گیا ہے۔ اسلامی تہذیب کو رائج کرنے کے فرائض اب تمہی کو ادا کرنے ہیں۔ تمہی کو خدمت خلق کا عملی نمونہ دینا ہے۔

نصف کروڑ کی تعداد میں تمہیں یہاں مغربی پاکستان میں جمع کرنا اور قدرت کا تمہاری سنجیدگی، محنت، شرافت اور دین داری کے جوہروں کو صدیوں تک محفوظ اور قائم رکھنا بیکار اور لاحاصل نہیں ہے۔ پھر برادری کا ہر آدمی ایک نامعلوم تڑپ اپنے دل میں محسوس کر رہا ہے

Marfat.com

یہ قدرت کے اشارے ہیں۔ حالات پیدا کر کے قدرت تمہارے دلوں کو جھنجھوڑ رہی ہے۔ اب قدرت تم سے کام لینا چاہتی ہے۔ اٹھو اور اپنی تنظیم کرو۔ دلوں سے تمام کدورتیں نکال دو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دو اور اپنے دلوں کو وسعت دو۔ اقوام عالم کی قیادت تمہی کو سنبھالنی ہے۔

ع بے خبر تو جوہر آئینۂ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

پندرہ انتھک ورکروں کی ضرورت

ڈرائنگ روموں میں بیٹھنے والی قیادت کا دور ختم ہو چکا ہے۔ الفاظ کی بحث و تمحیص میں تم بہت وقت ضائع کر چکے ہو۔ کمر ہمت باندھو، جفاکشی اختیار کرو اور خادم بن کر تنظیم کے لئے آگے بڑھو۔ اگر اس اندھیرے اور گرد و غبار میں راستہ سجھائی نہ دے تو میں راستہ دکھانے اور پیدل چل کر درہ خیبر سے کراچی تک قوم کی تنظیم کے لئے تیار ہوں صرف برادری کے پندرہ آدمیوں کا انتظار کر رہا ہوں جیسا کہ میں نے اسی پیغام میں پندرہ آدمیوں کی خدمات پیش کرنے کی استدعا کی ہے۔

میری ساری عمر بے شمار انقلابوں کے منجدھاروں کو عبور کرنے میں گزری ہے۔ میرے دوست اور جاننے والے از راہ ہمدردی مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ بہت کچھ کر چکے۔ اب اپنی صحت پر توجہ دو اور آرام کرو۔ کبھی کبھی دل بھی چاہتا ہے لیکن جب اپنی برادری کو دیکھتا ہوں کہ ان کو اقوام عالم کی رہنمائی کے لئے بلایا جا رہا ہے اور وہ غافل پڑے سو رہے ہیں تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ پوری قوت سے ان کشتگان خواب کو جگاؤں اور دستک دے دے کر ان کو بیدار کر دوں کہ اٹھو! تمہارے دروازوں پر سعادت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ سربلندی کی کرنیں تمہاری منتظر اور چشم براہ ہیں۔

ع اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

Marfat.com

پاکستان کی تعمیر میں ارائیوں کا حصّہ

(ایک مختصر جائزہ)

یہ مضمون جس قدر اہم ہے آج کی نئی نسل شاید اس کا اندازہ نہ کر سکے لیکن حقیقت آخر حقیقت ہے۔ اس کا اظہار ہو کر ہی رہتا ہے۔ یہ مضمون بہت تفصیل کا متقاضی ہے لیکن ہماری اس مختصر سی کتاب کے صفحات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے اور سچ تو یہ ہے کہ اس تفصیل کا احاطہ کرنا بھی امر محال ہے۔ تاہم اپنی برادری کو ان کارناموں سے روشناس کرنا نہایت ضروری ہے جن کی بدولت پاکستان کی تاریخ میں انہیں خاص اہمیت حاصل ہے۔ ہمیں یہ اعتراف ہے کہ ہماری برادری کے بیشمار سپوتوں کا نام اس جائزے میں شامل ہونے سے رہ جائے گا۔ کیونکہ گزشتہ نصف صدی کی تاریخ کے اوراق میں سے انہیں ڈھونڈنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور نہ ایک فرد واحد اس بار گراں کا متحمل ہو سکتا ہے۔ تاہم ہماری کوششیں جاری رہیں گی۔ اور انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں یہ کمی کسی حد تک پوری کر دی جائے گی۔

ذیل میں ہم اس جائزہ کی چند جھلکیاں پیش کرتے ہیں۔

۱:- برصغیر کی جنگ آزادی کا آغاز تو ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے ہی ہو چکا تھا چنانچہ تحریک مجاہدین کی داغ بیل اس سے کہیں پہلے ڈالی جا چکی تھی۔ دہلی کے آس پاس ارائیوں کی بیشمار بستیاں موجود تھیں۔ پیلی بھیت اور بریلی وغیرہ میں ارائیں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کو ان بستیوں سے اس قدر خطرہ تھا کہ دہلی پر مکمل قبضہ کرنے سے پہلے انہوں نے سکھ افواج اور ریاستی جتھوں کا سارا زور ان ہی بستیوں کو تباہ کرنے پر صرف کر دیا تھا۔ ان کا مفصل تذکرہ شاہد احمد دہلوی کے ان مضامین سے بخوبی ہو سکتا ہے جو انہوں نے دہلی کی بربادی کے متعلق وقتاً فوقتاً "ادب لطیف" میں لکھے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے بعد اس تحریک میں ہماری برادری کے ایک معزز فرد مولانا محمد جعفر تھانیسری کا ذکر اس شان سے ملتا ہے کہ پوری تحریک کا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ آپ نے تاریخ عجیب عرف کالا پانی اور سیرت سید احمد شہید لکھ کر تحریک کی تاریخ بیان کر دی ہے۔ انہیں وطن

Marfat.com

کی آزادی کی خاطر پہلے پھانسی کی سزا کا حکم ہوا اور بعد میں کالے پانی کی سزا دی گئی جہاں اٹھارہ سال گزار کر غالباً ۱۹۰۰ء میں آپ واپس اپنے وطن تھانیسر تشریف لائے۔ تحریک مجاہدین نے انگریزی حکومت کے ایوانوں پر زلزلہ طاری کر دیا تھا اور کفار و مشرکین بدحواس ہو گئے تھے۔ افسوس ہے کہ پشاور کے چند خود غرض سرداروں نے اس تحریک کو فنا کے گھاٹ اتارنے میں انگریزوں اور سکھوں کی پوری پوری مدد کی۔ اس تحریک میں ایک مجاہد محمد حسین کا نام بھی ملتا ہے جس کی عزیمت کی شان ہی نرالی تھی۔ ان دونوں مجاہدوں کا ذکر ہماری تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔ اس تحریک کے باقیات صالحات میں مرحوم میاں عبدالباری تھے جنہوں نے افغانستان کی طرف ہجرت کی لیکن چند ناگزیر حالات کی وجہ سے واپس آنا پڑا۔ سردار محمد شفیع (جن کا ذکر ہماری تاریخ میں موجود ہے) اس تحریک کے قاصد تھے۔ مولوی فضل الٰہی وغیرہ سے خطوط لے کر چمر کنڈ اور یاغستان جایا کرتے تھے۔ "نصرت" لاہور میں اقبال شیدائی کے مضامین اور "آئینہ" لاہور میں خود سردار صاحب کے مضامین ان زہرہ گداز واقعات سے بھرپور ہیں۔ انگریزی کی سی آئی ڈی سے بچ کر قاصد کا کام کرنا کوئی آسان بات نہ تھی مگر ہمیں فخر ہے کہ سردار صاحب نے اس میں بھی حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے۔ ایک نہایت ہی معزز رکن کیپٹن ظفر حسن ایبک ہیں۔ جن کی آپ بیتی منصور بکڈپو اردو بازار لاہور نے تین جلدوں میں شائع کی ہے۔ یہ پڑھنے کے قابل ہے۔ اسے پڑھیئے اور اپنی برادری کے اس جوانمرد رکن کے کارناموں سے سبق بھی حاصل کیجئے اور لطف بھی اٹھایئے۔ ہم اپنی اس کتاب میں اس کا خلاصہ درج کر رہے ہیں۔ وہ آجکل ترکی کے شہری ہیں۔

۲:- آزادی ہند کی جدوجہد میں مجلس احرار نے اپنی پالیسی اور منشور کے مطابق بھرپور حصہ لیا۔ اس مجلس کے صدر مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی ارائیں تھے اور جیوش احرار ہند کے سالار سردار محمد شفیع تھے۔ دونوں ہماری برادری کے معزز فرد ہیں اور بقول سردار صاحب "چڑیوں کو بازوں سے لڑانے کا کام ان کے سپرد تھا" جو انتہائی کٹھن کام ہے۔

۳:- تحریک خلافت اور آزادی کشمیر کی تحریک میں پچھتر فیصدی افراد ہماری برادری سے تعلق رکھتے تھے۔

Marfat.com

۴: مسلم لیگ میں جس نے پاکستان کی جنگ لڑی ہے ۔ پنجاب سے خصوصاً ہماری برادری کے معزز ارکان کی تعداد سب سے زیادہ تھی ۔ یونینسٹ وزارت کے محل کو گرانے والے ہماری ہی برادری کے افراد تھے ۔ میاں افتخار الدین کے سامنے خضر حیات وزیر اعظم پنجاب کی بازی مات ہو گئی ۔ مسلم لیگ الیکشن کمیٹی کی اپیل پر ڈائریکٹ الیکشن کی قیادت کرنے والے سرفروش ارائیں ہی تھے ۔

مسلم لیگ کے جس اجلاس (منعقدہ ۵ ، مارچ ۱۹۰۸ء) میں لیگ کا کانسٹی ٹیوشن بنا اس کی صدارت میاں شاہ دین ہمایوں نے کی ۔ گویا مسلم لیگ کے سب سے پہلے صدر میاں صاحب ہی تھے ۔

۵: ۲۵ ، مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ نے اس تاریخی اجلاس کی جس میں قرار دادِ پاکستان منظور کی گئی تھی ۔ استقبالیہ کمیٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے میاں بشیر احمد کو منتخب کیا گیا تھا اور قائد اعظمؒ ان کی تنظیمی صلاحیتوں سے اس قدر خوش ہوئے تھے کہ ۱۹۴۱ء میں انہوں نے میاں صاحب کو پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کی صدارت قبول کرنے پر مجبور کیا اور ۱۹۴۲ء میں آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا ممبر بنا دیا گیا ۔ ۱۹۴۹ء میں شہید ملت خاں لیاقت علی خاں نے آپ کو ترکی میں پاکستان کا سفیر بنا کر بھیجا جہاں آپ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک رہے ۔ پاکستان اور ترکی کا ۱۹۵۱ء کا معاہدہ دوستی آپ ہی کی حسن تدبیر کا نتیجہ ہے ۔

آپ کے صاحبزادے میاں منظر بشیر آج کل جسٹس پارٹی کے قائد ہیں ۔

۶: مغربی پاکستان میں حزبِ اختلاف کے مسلم لیگی پارلیمانی گروپ کے قائد ایوان میاں عبد الباری تھے جن کی بے لاگ تنقید اور اصول پرستی کی وجہ سے حکومت وقت ہمیشہ خائف رہتی تھی ۔ ڈکٹیٹروں کے عہد حکومت میں یہ قیادت اکثر بہت مہنگی پڑتی ہے اور میاں صاحب بھی اس سے محفوظ نہ تھے ۔

۷: برصغیر کے آخری انگریز وائسرائے لارڈ مونٹ بیٹن کے پرائیویٹ سیکرٹری نے جو ڈائری لکھی ہے اور جس کا اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی کراچی نے " عہد لارڈ مونٹ بیٹن " کے نام سے

Marfat.com

شائع کیا ہے ۔ اس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف کانگریس بلکہ خود انگریز وائسرائے بھی چوہدری محمد علی صاحب کی صلاحیتوں کے معترف تھے اور آپ کی بالغ نظری، دور اندیشی اور معاملہ فہمی سے خائف تھے ۔ ہندوستان کی تقسیم کے متعلق جو کمیٹی اس غرض سے بنائی گئی تھی کہ تفصیلات طے کرے اور مسلح افواج اور اموال کی تقسیم کی جزئیات کا ڈھانچہ تیار کرے ۔ مسلم لیگ کی طرف سے چوہدری محمد علی صاحب ہی اس کے ممبر تھے ۔ گویا تخلیق پاکستان کے نہایت اہم معماروں میں آپ کا اسم گرامی ہماری برادری کے لئے ہمیشہ سرمایۂ افتخار رہے گا ۔ آپ نے قیام پاکستان کے متعلق اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں ان تمام گوشوں سے نقاب کشائی کی ہے جو پاکستان کی تخلیق کے اہم ستون تھے اور جن کی مناسب تشہیر اور پبلسٹی نہ ہونے کی وجہ سے نئی نسل قیام پاکستان کی جدوجہد کے پس منظر اور نظریہ پاکستان سے یکسر ناواقف ہے یہی وجہ ہے کہ وطن عزیز مفلوج ہو کر رہ گیا ہے اور نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں ۔

اس کتاب کے مطالعہ سے چودھری صاحب کی فراست، دیانت، عرق ریزی اور خلوص کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ۔ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم اپنی مشہور تصنیف آزادیٔ ہند (انڈیا ونز فریڈم) میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۴۶ء میں انڈیا میں عبوری حکومت کے قیام کے وقت سردار پٹیل نے مسلم لیگ کو زک پہنچانے کی نیت سے وزارت مالیات کے قلمدان کی مسلم لیگ کو پیش کش کی ۔ مطلب یہ تھا کہ ان کے پاس کوئی ایسا ماہر مالیات نہیں ہے اور جب یہ ناکام رہیں گے تو انگریزوں کو یہ تاثر دیا جائے گا کہ مسلم لیگ حکومت کرنے کے نااہل ہے لہذا پاکستان کا قیام کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ۔ اس پیش کش پر خان لیاقت علی خاں کو تشویش ہوئی مگر چودھری محمد علی نے آگے بڑھ کر اس نعمت غیر مترقبہ کو حاصل کرنے کا مشورہ دیا اور قائد اعظمؒ نے چودھری صاحب کے مشورہ پر اسے قبول کر لیا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلا بجٹ جو چودھری صاحب کی محنت شاقہ اور دور اندیشی کا ثمرہ تھا کانگریس کے سینے میں تیر کی طرح اتر گیا اور خود سردار پٹیل اپنے دفتر کے دو چپڑاسی تک نہ رکھ سکے مولانا آزاد لکھتے ہیں کہ چوہدری صاحب کی فراست نے کانگریس کا نہ صرف بسارا

Marfat.com

منصوبہ ناکام بنا دیا بلکہ خود کانگرس کو گوناگوں مشکلات میں مبتلا کر دیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے حکومت پاکستان کے چیف سیکرٹری کی حیثیت سے جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کے تذکروں سے سرکاری ریکارڈ بھرپور ہیں۔ وزارت مالیات کا قلمدان سنبھال کر آپ نے پاکستان کی تباہ حال معیشت اور اقتصادیات کو جس طرح استحکام بخشا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور آج تک دوسروں کے لئے چیلنج ہے۔ پاکستان کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے آپ نے ۱۹۵۶ء کا دستور تیار کر کے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور ملک کے لئے استحکام اور ترقی کے دروازے کھول دیئے لیکن بدقسمتی سے اس کے نفاذ کا موقع ہی نہ آیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد آج تک نئے دستور بنتے اور ردی کی ٹوکری کی نذر ہوتے رہے۔ مگر بات پھر بھی نہ بن آئی۔ آپ نے ون یونٹ کا جو خاکہ تیار رکھا تھا اگر دیانت داری سے اس پر عمل کیا جاتا تو آج ملک کو یہ سانحہ پیش نہ آتا۔

آپ نے نظام اسلام پارٹی کی داغ بیل ڈال کر پاکیزہ سیاست کی دعوت دی استحکام پاکستان اور اسلامی نظام کو اپنا منشور بنایا اور اصلاحی اقدام کے لئے جدوجہد کی۔ وقتاً فوقتاً پاکستان میں بیرونی قرضوں کے بوجھ کو روکنے اور کم کرنے کے لئے بیش قیمت مضامین مختلف اخباروں میں شائع کرائے مگر ایوبی آمریت کے آخری دنوں میں آپ بیمار ہو گئے اور سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

پاکستان کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے آپ نے مسلم لیگ پارٹی کے باہمی انتشار اور سکندر مرزا کی آمریت کی وجہ سے استعفا دے کر یہ ثابت کر دیا کہ اصولوں کو ذبح کرنے کی بجائے کرسی کو چھوڑ دینا ہی اخلاقی برتری ہے۔ گندی سیاست سے آپ کو ہمیشہ نفرت رہی ہے۔ غرض پاکستان کی تخلیق، تعمیر اور اصلاح کے لئے آپ کی قربانیاں تاریخ کے صفحات پر سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔

پاکستان کی تاریخ میں سب سے کم عمر وزیر جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے جو پہلے وزیر معدنیات، تجارت اور قدرتی وسائل رہے۔ پھر وزیر خارجہ ہو گئے اور پاکستان

Marfat.com

کو اکناف عالم میں ممتاز مقام دلوا کر اپنوں اور غیروں سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ ۱۹۶۵ء کے معاہدہ تاشقند سے بددل ہو کر آپ نے استعفیٰ دے دیا اور ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے کے لئے پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی۔ ملک بھر میں ہنگامی دورے کئے۔ رائے عامہ کو بیدار کیا اور آخر ایوب خاں کی آمریت کو پاش پاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں آپ کی پارٹی بھاری اکثریت سے ابھری اور آخر ۱۸ دسمبر ۱۹۷۱ء کو پاکستان کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں اس وقت آئی جب ملک کا آدھا حصہ دشمن کے قبضہ میں تھا۔ نوے ہزار فوجی ہندوستان میں قید تھے۔ خزانہ خالی ہو چکا تھا۔ ملک پر مایوسی، خوف اور عدم استحکام کے عفریت منڈلا رہے تھے۔ گویا قافلہ منجدھار میں تھا کشتیاں چل رہی تھیں اور ساحل کا کہیں دور دور تک نشان نہ تھا۔ ان حالات میں ملک کا صدر بننا کانٹوں کا تاج رکھنے کے مترادف تھا۔ سچ تو یہ ہے۔ حافظ شیرازی کا یہ شعر سارے حالات کی عکاسی کرتا ہے

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل

کجا دانند حال ما سبک ساران ساحل ہا

آپ نے جس طرح مایوسی کی دھند کو دور کر کے امید کی روشنی پھیلائی اور اپنے منشور کے مطابق ملک میں اصلاحات کیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ ملک کا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کے لئے آپ جو جدوجہد کر رہے ہیں اس کا اعتراف خود دشمن کو بھی ہے۔

آپ نے ایران، ترکی اور چین سے خصوصی تعلقات قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے آپ نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھال کر بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ بہت سی اصلاحات کیں۔ ان سب کا حال ان کے متعلق الگ بیان میں ملاحظہ فرمائیں۔

۹:۔ برصغیر پاک و ہند میں بحریہ کا پہلا ملکی امیر البحر ہونے کا فخر ہمارے برادری کے ایک معزز رکن چودھری محمد صدیق صاحب کو حاصل ہے۔ آپ پاکستان نیوی کے پہلے ایڈمرل

Marfat.com

ہیں۔ آپ کی صلاحیتوں کا انگریزوں اور امریکیوں نے بار بار اعتراف کیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں آپ کے کارناموں پر پورا یورپ عش عش کر اٹھا تھا۔ آپ نے پاک بحریہ کے کمانڈر کی حیثیت سے پاک نیوی کو جس درجہ مضبوط اور مشاق بنایا تھا یہ اسی کا کرشمہ تھا کہ ۱۹۶۵ء میں دوارکا کا بحری اڈہ تباہ کر دیا گیا تھا۔ آپ کو بحریہ والوں سے بے حد محبت تھی اور پوری نیوی آپ پر جان دیتی تھی۔ ۱۹۶۵ء میں جب ایوب خاں کمانڈر انچیف تھے تو انہوں نے سکندر مرزا کے خلاف پلان بنانے میں بری اور فضائی فوجوں کا تعاون حاصل کرنے کے بعد چودھری صاحب سے بحری فوج کا تعاون حاصل کرنے کی درخواست کی تھی تاکہ اس سازش میں تینوں افواج شامل ہوں اور سکندر مرزا کی کوئی مدد نہ کر سکے نیز خود بھی ایوب خاں کو کوئی خطرہ نہ رہے۔ مگر چودھری صاحب نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا تھا کہ ہم پیشہ ور فوجی ہیں۔ ہمارا کام وطن عزیز کا دفاع ہے ہمیں سیاست میں الجھنا زیب نہیں دیتا۔ ایوب خاں اس وقت تو خاموش ہو گئے لیکن صدارت پر قبضہ کرنے کے بعد انہوں نے چودھری صاحب کو اپنی راہ سے ہٹانے کی کوشش کی۔ مگر جب یہ دیکھا کہ عوام اور افواج بالخصوص نیوی میں چودھری صاحب بہت ہر دلعزیز ہیں اور اگر انہیں ہٹایا گیا تو بغاوت کا خطرہ ہے تو انہوں نے چودھری صاحب سے کہا کہ پاکستان اتنی بڑی بحریہ کے اخراجات کا متحمل نہیں ہو سکتا لہذا اسے کم کر دیا جائے مگر آپ نے سختی سے مخالفت کی اور کہا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کو متحد رکھنا، دونوں کا دفاع کرنا اور دونوں سے مستقل رابطہ قائم کرنا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ بحریہ کو اور بھی بڑھایا جائے۔ میں اس میں ہرگز تخفیف نہ ہونے دوں گا اور اگر آپ نے اس کے لئے مجھ پر دباؤ ڈالا تو میں اپنی ملازمت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔ ایوب خاں اپنی ضد پر قائم رہے اور چودھری صاحب نے استعفےٰ دے کر اپنی اصول پرستی، حب وطن اور خلوص کا ثبوت مہیا کر دیا۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر امریکی اخبار نے لکھا تھا کہ چند سال پیشتر جب امریکی حکومت نے سکندر مرزا سے چودھری صاحب کی خدمات چند سال کے لئے مستعار لینے کی درخواست کی تھی تو ایوب خاں نے کہا تھا کہ ان کی خدمات

Marfat.com

کے بغیر پاکستان کی بیوی مردہ لاش کی مانند ہے لہذا حکومت پاکستان چودھری صاحب کی خدمات امریکہ کو پیش کرنے سے قاصر ہے لیکن اب صدر بنتے ہی ایوب خاں نے اپنے مفاد کے پیش نظر انہیں مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا ہے ۔ چودھری محمد صدیق عظیم انسان ہیں جنہوں نے اصول کے لئے قربانی دی ہے ۔

۱۰:۔ جسٹس میاں سر عبدالرشید سابق چیف جسٹس فیڈرل کورٹ آف پاکستان (جو کچھ عرصہ تک قائمقام گورنر جنرل پاکستان بھی رہے تھے) کے تاریخی فیصلوں جیسی نظیریں کم ہی ملتی ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ پاکستان میں حکومت کے دباؤ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بے لاگ فیصلے صادر کرنے کی روایت قائم کرنے کا سہرا میاں صاحب کے سر پر ہے ۔

جناب میاں نور اللہ سابق وزیر تعلیم پنجاب جناب مہر محمد صادق سابق وزیر حکومت پنجاب ، جناب عبدالسلام سابق نائب وزیر مغربی پاکستان اور ایسے ہی دوسرے سپوتوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں پاکستان کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لیا ہے ۔ آمریت کے زمانہ میں حزب اختلاف کا نمایاں کردار ادا کرنا بہت ہی مشکل کام ہوتا ہے لیکن ہماری برادری کے معزز رکن جناب حمزہ ممبر صوبائی اسمبلی (مغربی پاکستان) نے اپنی دھڑلے دار تقریروں سے ایوان حکومت پر سکتہ طاری کر دیا تھا ۔

ہمارے صوبائی اور قومی اسمبلی کے ممبروں اور سرکاری افسروں نے اکثر و بیشتر بہترین کارگزاری ، حق و صداقت کی پاسبانی اور اظہار حریت میں بے شمار روایتوں کو جنم دیا ۔

۱۱:۔ تجارت ، صنعت و حرفت اور زراعت کے میدان میں ہماری برادری کے سپوتوں نے پاکستان کی خوشحالی میں ایک اہم رول ادا کیا ہے ۔ چنانچہ چودھری محمد لطیف نے بیکو کی داغ بیل ڈالی اور پھر پاکستان میں اسے اس درجہ تک پہنچا دیا کہ ہندوستان کے ٹاٹا اور برلا منہ دیکھتے رہ گئے ۔ یہ ایشیا میں اپنی نوعیت کا نہایت اہم صنعتی ادارہ ہے ۔ جس کی تعریف خود چین کے وزیر اعظم مسٹر چو این لائی نے بادامی باغ کا کارخانہ دیکھ کر نہایت شاندار الفاظ میں کی تھی ۔ سندھ میں تجارت زیادہ تر ان ارائیوں کے ہاتھ میں ہے

Marfat.com

جو یو پی سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ چنانچہ سکھر، حیدر آباد اور کراچی میں ان کا بڑا کاروبار ہے۔ الحاج محمد اسحاق حنیف مرحوم کا نسبت روڈ لاہور پر ہوزری اینڈ ٹیکسٹائل ملز، واں رادھا رام میں ملک منظور حسین کا زراعتی فارم، میاں عزیز الدین کا سرتاج انڈسٹریز ایسے ادارے ہیں جو ملک کی دولت میں اضافہ کر رہے ہیں۔ راولپنڈی کے خورشید جیولرز پاکستان میں مثالی تاجر ہیں۔

پیداوار کے میدان میں ڈگری ضلع تھرپارکر کے سیٹھ محمد حسین اور چنیوٹ میں چودھری کالے خاں اور حاجی کریم بخش ایوب گورنمنٹ سے بار بار انعام اور تمغے حاصل کر چکے ہیں۔ سندھ اور پنجاب میں جہاں جہاں ارائیوں کے گاؤں ہیں وہاں کھیت سرسبز اور مکان خوشنما اور ماحول پُرسکون ہے۔

کھیل کے میدان میں پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان جناب عبدالحفیظ کاردار کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ دنیا بھر میں کرکٹ کے مشہور کھلاڑی کی حیثیت سے معروف ہیں، جناب محمد اسلم اور میاں سعید احمد وغیرہ کرکٹ کے نمایاں ستارے ہیں۔ ہاکی اور فٹ بال کے میدان میں ہمارے کئی کھلاڑی نام پیدا کر چکے ہیں۔

ادبی محاذ پر جناب نسیم حجازی، جناب قدرت اللہ شہاب، جناب میاں محمد شفیع، جناب مسکین حجازی، جناب حنیف رامے، جناب صفدر سلیمی، جناب میاں محمد اکبر، جناب میاں شاہ محمد عزیز، جناب مولانا محمد اسحاق نقشبندی، جناب عبدالرشید تبسم، جناب مولانا علم الدین سالک جناب حافظ مظہر الدین، جناب محمد طفیل (نقوش والے) جناب پرویز شاہی وغیرہ کی ادبی کاوشوں کا تذکرہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

دینی میدان میں خیر المدارس ملتان والے مولانا خیر محمد مرحوم، مولانا بشیر احمد صاحب پسروری ختم نبوت والے، مولانا محمد علی جالندھری مرحوم، مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مولانا امجد علی صاحب، مولانا خلیل اللہ صاحب سلیم آباد والے، مفتی محمد نعیم صاحب، پیر غلام رسول قادری، صوفی علی احمد صاحب نقشبندی ایسی ہستیاں ہیں جن کے فیض سے ہزاروں تاریک روحیں اللہ اور اس کے رسول صلعم کی محبت سے منور ہو چکی ہیں۔ جماعت اسلامی نے سیاست

Marfat.com

اور دین دونوں کی خدمت کی ہے کیونکہ دراصل دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ میاں طفیل محمد، چودھری غلام محمد مرحوم، مولانا جان محمد بھٹو، چودھری محمد اسلم سلیمی، میاں محمد شوکت، میاں محمد علی وغیرہ کی خدمات ملک کی اصلاح کے لئے نہایت قابل قدر ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نئی تہذیب کے بے شمار نونہالوں کو ان لوگوں کی مساعی سے دین کی روشنی نصیب ہوئی ہے۔ چنانچہ پاکستان کے مشہور ماہر قانون جناب اے۔کے۔ بروہی صاحب کو اسلام کے بھرپور مطالعے کی دعوت مرحوم چودھری غلام محمد نے دی تھی، اور پھر کئی سال تک مناسب لٹریچر بھی انہیں بہم پہنچاتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جناب بروہی صاحب جنہوں نے ۱۹۵۳ء میں وزیر قانون حکومت سندھ کی حیثیت سے قرآن کو قانون کی کتاب تسلیم کرنے پر اعتراض کیا تھا۔ اب دنیا بھر میں اسلامی قانون کی بالادستی کے زبردست مبلغ بن گئے ہیں۔ جب چودھری صاحب کا انتقال ہوا تو بروہی صاحب ان کی قبر پہ دھاڑیں مار مار کر رونے تھے اور کہتے تھے کہ آج میرا باپ مر گیا جس نے مجھے ہدایت کی راہ دکھائی تھی۔

Marfat.com

لمحۂ فکریہ

ارائیں برادری کا پس منظر

سندھ و ہند میں اُن کی صد سالہ مشغولیت اور اسکے نتائج

(از سردار محمد شفیع عثمان والا ضلع قصور)

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کی قوت کو پوری طرح کچلنے کی کوشش کی۔ کئی ایک کو پھانسی دی گئی۔ اکثر جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ ہندوؤں کو اُبھارا اور مسلمانوں کو بُری طرح دبانا شروع کیا تو مسلمانوں کے سیاسی نظریات میں دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ تو اُسی آزادی کی جدوجہد کو ہر قیمت پر جاری رکھنے کا قائل تھا اور انگریز سے کسی قسم کا تعاون کر کے اس کے اقتدار کو مضبوط کرنے کو خلافِ اسلام سمجھتا تھا اور اس پر سختی سے کاربند رہا کیونکہ انگریز شروع سے ہی مسلمانوں کا دشمن تھا لیکن بعض مسلمانوں نے جب یہ دیکھا کہ انگریز کو شکست دینا ناممکن ہو گیا ہے اور انگریز ہندو کو ساتھ ملا کر مسلمانوں کا رہا سہا وقار بھی ختم کر دے گا تو اُنہوں نے مصلحتِ وقت کے مطابق انگریز سے تعاون کی پالیسی اختیار کی اور انگریز کو یقین دلایا کہ پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا، اب ہم مسلمان گورنمنٹ سے تعاون کریں گے تاکہ ہندو ہی انگریز کے ساتھ مل کر تمام حکومت پر قابض نہ ہو جائیں اور اس میں وہ کسی حد تک کامیاب ہو گئے اور انگریز نے بعض مسلمانوں کو بھی حکومت میں شامل کرنا شروع کر دیا۔ اس گروہ کے لیڈر سر سید مرحوم اور ان کے دوسرے ساتھی ڈاکٹر سر محمد شفیع وغیرہ تھے۔

سردار محمد شفیع صاحب پہلے گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور انگریز کی فوج میں

Marfat.com

ہو کر مسلمانوں ہی کے خلاف لڑنے کو خلافِ اسلام سمجھتے ہیں۔
برادری کا انگریز کی فوج میں بھرتی ہونے کی درخواست کرنا سخت غیر مناسب بات تصور کرتے ہیں۔ سردار صاحب کا یہ فرمانا کہ صرف ارائیں برادری نے ہی بھرتی ہونے کی درخواست کی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انگریز کو یہ معلوم تھا کہ جنگ آزادی میں پیش پیش ارائیں برادری کے افراد ہی تھے، اس لئے وہ ان سے سخت خائف تھا باقی برادریوں والے تو پہلے ہی اپنی وفاداریوں کا یقین دلا چکے تھے، انہیں درخواست کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ البتہ فوج میں شامل ہونے سے بعض فائدے مسلمانوں کو بھی ہوئے۔ یہی فوج اب ہندو کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اپنی اسلامی روایات کے مطابق ایک چھوٹے ملک پاکستان نے اپنے سے پانچ چھ گنا ملک اور فوج کو ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کرکے ہندوؤں، سکھوں کے چھکے چھڑا دیئے۔

انگریز سے تعاون کرنے والے اسی گروپ نے قائداعظم کی قیادت میں انگریز کے خلاف آزادی کی جدوجہد کرکے پاکستان حاصل کر لیا لیکن پہلے گروپ میں سے صرف حضرت مولنا اشرف علی تھانوی حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے کچھ ساتھیوں نے بھی اس جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا لیکن پہلا گروپ جماعت اسلامی سمیت، اس جدوجہد میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر شریک نہ ہوا اور عام مسلمانوں کی نظر میں اُن کا وہ وقار نہ رہا جس کے وہ مستحق تھے۔

سردار محمد (پبلشر)

Marfat.com

ارائیں برادری کا ذہنی تجزیہ

تاریخ ارائیاں کے مصنف علی اصغر چوہدری اور حاجی سردار محمد صاحب مالک ہمی کتاب خانہ، لاہور کے پیہم اصرار پر تاریخی نقطۂ نگاہ سے برادری کی اکثریت کے ذہن کے تجزیہ پر ایک مختصر سا مقالہ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ گو

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

دنیا میں کسی قوم کا عمومی مزاج سمجھنے کے لیے اس کی صدہا سالہ تاریخ کا مطالعہ کرنا ضروری ہوتا ہے جو اس کی ذہنی تربیت کا موجب بنی ہو۔ کیونکہ کسی قوم کے ساتھ پیش آمدہ حوادث و واقعات اس کی بود و باش، سرگرمیاں، اس قوم کی ترقی و تنزل کے تاریخی حالات سے ہی عمومی ذہن پیدا ہوتا ہے جس پر غور کرنا ازبس ضروری ہے تاکہ حوادث نے جو مزوریاں پیدا کی ہیں، ان کا سدباب کیا جا سکے۔

تاریخوں میں اقوام عالم کے عروج و زوال کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ جو اس موضوع پر بطور شہادت پیش کیے جا سکتے ہیں۔ ارائیں برادری کے عمومی ذہن کے تجزیہ کے ضمن میں اس کے حسب حال ایک ایسی قوم کے صحیح مستند تاریخی حالات اور اس کے نتائج جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر میں برسر اقتدار آئے تو انہوں نے بنی اسرائیل کو مصر میں بہترین زرخیز زرعی زمین دے کر آباد کیا تاکہ وہ بڑی خوشحالی سے گذر اوقات کر سکیں۔ پہلی صدی کے گذرنے پر ان کی زمین وراثت میں بٹتے بٹتے اکثر کے پاس گزارہ سے کم (زمین) رہ گئی تو وہ قبطیوں (قدیم مصریوں) سے بٹائی پر زمین لینے اور مزارعہ بننے پر مجبور ہوئے۔

دو صدیوں کے اور گذر جانے پر نسلاً بعد نسل وراثت کی تقسیم در تقسیم سے وہ مصریوں کے مزارعے بن چکے تھے جو دوہری غلامی کے مترادف ہوتی ہے جس کی بدولت وہ احساس کمتری میں مبتلا اور مکمل طور پر غلامانہ ذہنیت ان پر مسلط ہو چکی تھی۔

گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے صدیوں پہلے بنی اسرائیل مزارعت کی

Marfat.com

زندگی گذارتے ہوئے مکمل طور پر غلامانہ سانچوں میں ڈھل چکے تھے۔ رب العالمین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری کا عظیم مشن سپرد کرنا اور فرعون کی فرعونیت کو پاش پاش کرنا تھا۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہوتے ہی اس کی پرورش شاہی محلوں میں کرانے کا بندوبست فرمایا گیا تاکہ اس کی غلام قوم کی خو بو کا ہلکا سا سایہ بھی اس پر نہ پڑ سکے۔

حضرت موسیٰ کے بالغ ہونے پر قدرت نے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ کئی سال اُن کو حضرت شعیب علیہ السلام کی زیر تربیت رہنا پڑا۔ تکمیل تربیت کے بعد وہ مصر کے لیے روانہ ہوئے تو اس سفر میں خدا نے انہیں نبوت سے سرفراز فرماتے ہی فرعون کے پاس جا کر پیغام رسالت کی ادائیگی کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے شمار معجزات دکھانے اور بڑی جدوجہد سے قوم اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے نکالنے اور صحرا سینا میں لانے میں کامیاب ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے فلسطین کا ملک بنی اسرائیل کو دینے کی بشارت کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر چند اپنی قوم بنی اسرائیل کو جہاد کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش فرمائی لیکن صدیوں غلام رہنے والی قوم اسرائیل جہاد پر آمادہ نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام انتقال فرما گئے۔ حتیٰ کہ چالیس برس گذر گئے۔ پرانی نسل ختم ہو گئی۔ نئی نسل صحرائے سینا کی آزاد فضا میں پروان چڑھی۔ انہوں نے جہاد کیا تب خدا کا وعدہ فتح پورا ہوا۔

بنی اسرائیل کے حسب حال ارائیں برادری بھی اسی راہ پر چلی جس کا مختصر سا ذکر کیا جاتا ہے۔ محمد بن قاسم کی بہادر عربی فوج نے جب سارا سندھ فتح کر کے ملتان بھی فتح کر لیا تو دمشق کی مرکزی سیاست بدل گئی۔ خلیفہ ولید کی وفات پر سلیمان خلیفہ بنا۔ یہ حجاج بن یوسف اور موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس کا سخت مخالف تھا۔ حجاج بن یوسف وفات پا چکا تھا۔ اس لیے خلیفہ سلیمان کا عتاب حجاج بن یوسف کے بھتیجے محمد بن قاسم پر نازل ہوا۔ وہ خلیفہ کی طلبی پر ملتان میں گرفتار ہوا اور عراق کی جیل میں قتل (شہید) ہوا۔ محمد بن قاسم کی فوج جو شام سے خلیفہ ولید نے بھیجی تھی، پر خلیفہ سلیمان نے سخت پابندی لگا دی کہ وہ واپس عرب یا شام میں نہ پہنچے جو بھی واپس گیا قتل کر دیا جائے گا۔ خلیفہ سلیمان کو خطرہ تھا کہ یہ واپس اگر محمد بن قاسم کے ظالمانہ قتل پر کوئی ہنگامہ برپا نہ کر دے۔ شام سے آئی ہوئی عرب فوج کی اس سخت حوصلہ شکنی اور واپس نہ آنے کے امتناعی حکم سے مجبور ہو کر یہ سندھ میں اپنی گذر اوقات کے لیے

Marfat.com

کھیتی باڑی کرنے پر مجبور ہوئی۔ انہوں نے عرب سے اپنے اہل و عیال کو بھی بلا لیا اور بعض نے اسلام قبول کرنے والی ہندو عورتوں سے شادی کر لی۔

بنی اُمیہ کے بعد جب عباسی برسرِ اقتدار آئے تو انہوں نے محمد بن قاسم کی اُس فوج کے آدمیوں کو جو سندھ میں کھیتی باڑی میں مشغول تھے۔ انہیں بنی اُمیہ کے حامی اور ہمدرد سمجھ کر سخت ابتلاؤں اور مصائب میں مبتلا کر دیا۔ اس دور کی ہر تاریخ اس بات پر متفق ہے کہ محمد بن قاسم کی ہمراہی میں شام سے آئی ہوئی فوج سندھ اور ہند سے واپس عرب یا شام نہیں جا سکی۔ وہی لوگ قوم ارائیں کے آباؤ اجداد تھے محمد بن قاسم کے تین سو سال بعد سلطان محمود غزنوی نے پنجاب پر قبضہ کیا اور اس کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے دہلی اور شمالی ہند فتح کیا تو یہ اریحائی (ارائیں) گروہ در گروہ وسطی پنجاب اور مشرقی پنجاب آنے لگے چونکہ یہ سندھ میں تین سو سال تک کھیتی باڑی کرنے کی بدولت زراعت میں ماہر ہو چکے تھے انکو مسلم حکمرانوں نے زرخیز زمینوں پر اور شہروں کے اردگرد زرعی زمین پر آباد کیا۔ ان کے آباد ہونے کے ڈیڑھ دو سو سال بعد ان کی زمین وراثت میں تقسیم ہو ہو کر اکثر کے پاس اتنی قلیل زرعی زمین رہ گئی جو گذر اوقات کے لیے کافی نہیں تھی۔ اس لیے وہ بٹائی پر زمین لے کر مزارعہ بننے پر مجبور ہوئے۔ دو صدیوں کے اور گذرنے پر بڑی اکثریت نسل بعد نسل وراثت کی تقسیم در تقسیم کے عمل سے مزارعہ بننے پر مجبور ہوتے رہے۔ مزارعت ایک قسم کی غلامی ہوتی ہے اس لیے صدیوں غلامی میں گزر بسر کرنے والی برادری پر غلامانہ ذہنیت کا مسلط ہونا ایک لازمی بات تھی۔ اسی لیے یہ مثل مشہور چلی آتی ہے کہ مالوں میں مال گائیں، مزارعوں میں مزارعہ ارائیں۔ یعنی جس طرح مال مویشیوں میں اصیل الطبع گائے ہے اسی طرح مزارعہ ارائیں بھی غلاموں کی طرح محنتی فرمانبردار اور شریف الطبع ہیں۔

کسی قوم کی مجموعی آبادی میں سے اکثریت کی حالت پر ہی اس قوم کی عمومی حالت اور رہن سہن کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ چند خاندانوں کی سفید پوشی، اعلیٰ ملازمت، چند زمینداروں کی بڑی زمینداریاں اور چند صنعت کاروں یا تاجروں کی خوشحالی مستثنیات قرار پاتی ہے۔ آج بھی ۸۵ فیصد ارائیں مزارعے ہیں۔ صدیوں سے مسلط شدہ غلامی کی بدولت غلامانہ اندازِ فکر کا پیدا ہونا لازمی بات تھی جس کا نمونہ ۱۹۱۵ء میں پہلی آل انڈیا ارائیں کانفرنس لاہور میں جبکہ انگریزی حکومت پہلی جنگ عظیم میں بُری طرح مبتلا ہو چکی تھی، پہلا ریزولیشن انگریزی حکومت کی وفاداری کا پاس کر کے دوسرے ریزولیشن میں

Marfat.com

حکومت انگریزی سے التجا کی گئی تھی کہ ہماری برادری کو انگریزی فوج میں بھرتی کی اجازت دی جائے تاکہ ہم حکومت کی وفاداری اور جانثاری کا عملی ثبوت دے سکیں یہ وہ وقت تھا جب ہندوستان سے انگریزی حکومت کی فوجیں ترک مسلمانوں (جو خلیفۃ المسلمین بھی تھے) کے خلاف لڑنے اور عالم اسلام کو پامال کرنے اور غلام بنانے کے لئے جا رہی تھیں۔ انگریزی حکومت کی حالت ایسی نازک ہوگئی تھی کہ وہ ہر چوہڑے چمار، مکین اور اچھوت کو بغیر کسی نسلی امتیاز کے فوج میں بھرتی کر رہی تھی اور بعض جگہوں پر زبردستی اور جبری بھرتی بھی ہو رہی تھی۔ ہندوستان بھر میں صرف ارائیں برادری ہی ایسی تھی جس نے اپنے آل انڈیا اجتماع میں انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر غلامانہ جانثاری کا اظہار کیا تھا۔

اس ریزولیشن کے متفقہ طور پر پاس ہونے پر اسی کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں پنجاب کے ظالم گورنر اڈوائر نے لاہور کے انگریز کمشنر کو اس کانفرنس میں شکریہ ادا کرنے کے لئے بھیجا جس نے اپنی تقریر میں شکریہ ادا کیا اور اس کانفرنس کے لیڈر کو بعد میں جو ارائیں برادری کا بھی مسلمہ رہنما تھا، اس کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کمیٹی میں بحیثیت وزیر لیا گیا۔ اگر دورِ حاضر کو جہالت کا دور قرار دیا جائے تو اس پہلی جنگ عظیم کے بعد جب مسلمانانِ ہند کو یہ معلوم ہوا کہ ہر آزاد اسلامی ملک غلام بن چکا اور کوئی اسلامی خطہ بھی آزاد نہیں رہا تو یہاں مخالف ایجیٹیشن بڑے جوش و خروش سے شروع ہوئی اور ہر دردمند مسلم گھرانے میں کہرام مچ گیا اور یہ عیاں ہوگیا کہ ہماری فوجی بھرتی کی درخواست درپردہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی درخواست ہی تھی اور باقی غدار مسلمان برادریوں کے ساتھ ہمارے ارائیں بھائی بھی شامل ہوگئے بلکہ بعض ارائیں مجاہدوں کے انگریزوں کے خلاف مجاہدانہ کارناموں کی وجہ سے انگریز نے ان کو "غداروں" کی فہرست میں شامل کر رکھا تھا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ اس فعل کے واضح نتائج کے بعد بھی برادری کے متمول اور تعلیمیافتہ لوگ اس فوجی بھرتی کو جس نے عالم اسلام کو پامال کر کے رکھ دیا تھا، اس کو فخریہ طور پر بیان کرتے اور برادری کے ان رہنماؤں کو فخرِ قوم کے خطاب سے نوازتے ہیں۔ مزید حیرت اس پر ہے کہ اب جبکہ ملک آزاد ہو چکا، کسی ملک کی آزادی اور غلامی کے امتیاز کا شعور بھی پیدا ہو چکا ہے، اب بھی بعض بظاہر بڑے معزز لوگ ابھی تک پہلی آل انڈیا ارائیں کانفرنس کے دونوں ریزولیشنوں کو اور حکومت کو فوجی بھرتی کی پیشکش اور منظوری کو بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ؎

Marfat.com

آئی تھی جو عرب سے توحید کی جماعت
پہنچا دیا کہاں اب اس کارواں کو ہم نے

یہ بارہ سو سال زمین کے ساتھ چمٹے رہنے اور بڑی اکثریت کا ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک مزارعہ بن کر دوہری غلامی میں مبتلا رہنے کا نتیجہ ہے۔ گویا برادری میں ابھی تک بنی اسرائیل کی طرح غلامانہ ذہنیت سے شفا نہیں ہوتی اس کے اثرات ابھی باقی ہیں۔ برادری کی اس مشغولیت پر حضور سرور کائنات کی ایک حدیث بھی سن لیں۔ جو تیسرے ایڈیشن میں بھی درج کی گئی تھی۔ اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

جب مال و دولت میں بخل کرنے اور عین کی خرید و فروخت کرنے لگو گے اور گائے بیل کی دُمیں تھام لو گے۔ (یعنی کھیتی باڑی میں ہمہ تن مصروف ہو جاؤ گے) اور جہاد چھوڑ دو گے تو تم پر خدا ذلت ڈال دے گا۔ یہ ذلت دُور نہ ہو گی جب تک تم اپنے دین (یعنی جہاد فی سبیل اللہ) کی طرف لوٹ کر نہ آؤ گے۔ (سُنن ابی داؤد)

اس عظیم برادری کی ذہنی تصویر کا دوسرا قابل فخر رُخ بیان کئے بغیر برادری کی مکمل ذہنی تصویر نامکمل رہے گی۔ اس لئے برادری کے ان بہادروں کا ایثار و قربانی جذبہ جہاد کو میں اختصار کے ساتھ اشارۃً بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو مسلط شدہ غلامانہ ذہن کی بدولت ناقابل تذکرہ سمجھ کر نظر انداز ہوتا رہا ہے۔

ارائیں برادری میں جو بھی غلامی کی دبیز چادر سے باہر نکلے وہ بڑے بہادر اور مستقل مزاج ثابت ہوئے۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت مجاہدین کے ابتدائی دور میں ارائیوں کی خاصی بڑی تعداد بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ شریک جہاد ہوئی۔ سید احمد شہیدؒ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد جماعت مجاہدین جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ تا قیام پاکستان تک ارائیوں کی ایک معقول تعداد جماعت مجاہدین کے آزاد قبائل کے ہیڈ کوارٹروں یعنی رسمسی، چمرقند اور تبرہ میں ہمیشہ موجود رہ کر مسلسل بڑی جرأت اور استقلال سے شریک جہاد رہی۔

ہندوستان میں اسیران صوبہ جات میں بھی ان کی تعداد نظر آتی ہے جیسا کہ کتاب "کالا پانی" میں آپ پڑھ سکتے ہیں کہ محمد جعفر تھانیسری (ارائیں) امیر جماعت مجاہدین صوبہ، جن کو سرغنہ غداران

Marfat.com

قرار دے کر انگریزی حکومت نے کالا پانی کی عمر قید کی سزا دی ۔ انہوں نے جملہ مصائب کو بڑے استقلال سے برداشت کیا اور اپنی وسیع جائیداد کی ضبطی پر بے نظیر صبر کا مظاہرہ کیا ۔ اس کا مختصر تذکرہ اس کتاب میں بھی موجود ہے ۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دہلی کے قریب قصبہ تہاڑ کے ارائیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بہت سے شہید ہوئے ، صرف وہ بچے جو جنگ آزادی کی ناکامی پر روپوش ہو گئے ۔ بہت دیر بعد فیروزپور شہر کے قریب بستی بنا کر آباد ہوئے ۔ ۱۹۲۰ء کے وقت خلافت ایجیٹیشن میں اسی خاندان کے چوہدری عبدالحق صاحب بار ایٹ لاء صدر میونسپل کمیٹی فیروز پور اور ان کے چھوٹے بھائی چوہدری عبدالستار صاحب بی اے ۔ بی ۔ ٹی نے جوش و خروش سے حصہ لیا ۔ تحریک خلافت میں قید ہونے والوں میں پنجاب کے خطہ میں زیادہ تر ارائیں تھے ۔ جب خلافت کمیٹیاں دم توڑ گئیں تو مجلس احرار اسلام بنی ۔ مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھنے والے آٹھ آدمیوں میں چوہدری عبدالستار صاحب بھی تھے ۔ تحریک حریت کشمیر ۱۹۳۱ء میں جب سول نافرمانی کچھ کمزور ہونے لگی تو چوہدری عبدالستار صاحب نے اپنی اہلیہ جنت بی بی اور اپنی دو رشتہ دار خواتین کو چند تقریریں حفظ کرا کر جموں اور دہلی بھیجا ۔ جنہوں نے برقعوں کے اندر بڑے اجتماعوں میں تقریریں کیں ، جس سے یہ تحریک پھر زندہ ہو گئی ان کو ایک ایک سال کی قید کی سزا ہوئی ۔

۱۹۳۱-۳۲ء میں اس سول نافرمانی میں ۴۵ ہزار آدمیوں کو قید کیا گیا جن میں چالیس فیصد ارائیں تھے ۔ مجلس احرار اسلام کے صدر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی ارائیں تھے ۔ آل انڈیا احرار ورکنگ کمیٹی) میں ½ حصہ ارائیں ممبر تھے ۔ میاں محمد شفیع صاحب مرحوم (ارائیں) سابق ڈپٹی کمشنر لاہور نے ۱۸۵۷ء کے نام سے اس جنگ آزادی پر ایک کتاب شائع کی جس کے کئی ایڈیشن نکلے ۔ اس میں انہوں نے اپنے خاندان کا ذکر کیا کہ اس جنگ آزادی میں انکے خاندان کے چھبیس آدمی شہید ہوئے ۔ ۱۸۵۷ء کی اس جنگ آزادی میں دہلی کی سبزی منڈی کے مشہور بہادر ارائیوں کے بہت سے آدمی شہید ہوئے ۔ اُن سب کی وسیع جائیداد اور دہلی کے قریب کئی گاؤں انگریزوں نے ضبط کئے ۔

۱۹۴۷ء میں سنگھ ، ہندو سبھا اور اکالیوں نے سبزی منڈی دہلی کے ارائیوں پر حملے کئے

Marfat.com

جن کو انہوں نے بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شکست فاش دے کر بھگا دیا ۔

ارائیں ہر تحریک آزادی میں ہمیشہ پیش پیش رہے ۔ یہ ایک لمبی تاریخی داستان ہے جو دو ہزار صفحہ کی کتاب میں بھی نہیں سما سکتی ۔ یہ تو میں نے اشارۃً تصویر کا دوسرا رُخ بیان کیا ہے میں خود ۱۹۱۸ء میں مولانا فضل الٰہی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) امیر جماعت مجاہدین ہند کے ساتھ وابستہ ہوا ۔ جب پہلی جنگ عظیم میں اُن کے کئی قاصد پکڑے گئے اور کچھ صوبہ سرحد میں مارے گئے تو مجھے قاصد کے فرائض سونپے گئے ۔ ۱۹۱۹ء میں جب امیر امان اللہ خان والئی افغانستان اور انگریزی حکومت میں جنگ چھڑی تو محمد اقبال شیدائی سیکرٹری مولانا محمد علی جوہر جو ۱۹۱۸ء کے آخر میں چار سال کی نظربندی کے بعد رہا ہوا تھا، وہ میرے ساتھ ہی آزاد قبائل میں گئے ، جس کا ذکر اُن کی داستان ـــــ میں پڑھ سکتے ہیں ۔ میں تحریک خلافت میں سرگرم رہا اور اس کے بعد مجلس احرارِ اسلام کی بنیاد رکھنے والوں میں بھی شامل تھا ۔ آل انڈیا احرار ورکنگ کمیٹی کے ممبر کے علاوہ میں سالارِ اعظم ہند بھی تھا ۔ اس لئے مجھے وثوق کے ساتھ یہ علم ہے کہ ان تحریکوں میں ارائیوں کا کیا حصہ تھا ، جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے ۔ میں مولانا فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلے قاصد تھا ۔ اس کے بعد میں ان کا مشیر رہا ۔ جب وہ ہجرت کر کے چمرقند (آزاد قبائل) میں گئے ۔ تو ضروری مشورہ کے لئے مجھے وہاں بلا بھیجتے ۔ میں ان کی وفات تک ان کا مشیر تھا ۔ اس لئے مجھے پورا پورا علم ہے کہ مجاہدین میں ارائیوں کی کتنی تعداد تھی اور کس جوش و جذبہ کے ساتھ وہ جہاد کرتے رہے تھے ۔

ہماری برادری کی جدوجہد کا آغاز ۱۸۹۸ء میں برادری کے اس عظیم اجتماع سے جو ضلع لاہور اور ضلع فیروزپور کے درمیانی مقام گنڈا سنگھ والا میں میرے دادا سردار حاجی نور محمد صاحب آنریری مجسٹریٹ گنجہ کلاں کی صدارت میں ہوا تھا اور اس کے بعد جالندھر میں کئی اجتماعات ہوئے ۔ اس کے بعد بھی اجتماعات ہوتے رہے ہیں اور قوم کی بیداری پیدا ہو رہی ہے ۔ لیکن اس بیداری کا صحیح رُخ متعین کرنے کے لئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے روشنی حاصل کرنے کی ضرورت ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے شمار حدیثوں میں اس دور کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے ، وہ آپ میری کتاب "دورِ مستقبل

Marfat.com

نیوایڈیشن میں پڑھ سکتے ہیں۔ ان حدیثوں میں واضح طور پر مطلع فرمایا گیا ہے کہ بالآخر عربوں کا دور دورا ہوگا اور دنیا کی رہنمائی عرب اقوام کے حوالے ہوگی۔ جس کی بنا پر ڈاکٹر علامہ اقبال نے بانگ درا میں یہ شعر کہے ہیں۔ ؎

سنا دیا گوش منتظر کو حجاز کی خامشی نے آخر
جو عہد صحرائیوں سے باندھا گیا تھا وہ استوار ہوگا
نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا۔

بین الاقوامی حالات ٹھیک اس منہج پر پہنچ چکے ہیں۔ جس کو بے شمار حدیثوں میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسے انقلاب کا وقت آ رہا ہے جس سے ساری دنیا کی پرانی صفوں کے لپیٹ دیئے جانے اور نئی صفوں کے بچھائے جانے کے واضح آثار نظر آ رہے ہیں۔ اب اس وقت کی آمد آمد ہے جو اس سے پہلے دنیا میں کبھی نہیں آیا تھا۔ اس دور کی اطلاع حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار حدیثوں میں دی ہے۔ اس کی توراۃ کے کئی پیغمبر بھی اطلاع دیتے رہے ہیں۔

اس انقلاب عالم کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ اب دنیا کی عالمگیریت بھڑ کا موسم آپہنچا ہے۔ جملہ ازموں کی تہذیب اپنے عروج کے آخری مرحلہ اور پرواز کی آخری حد تک پہنچ کر خود ہی اپنی تباہی و بربادی کا سامان مہیا کر چکی ہے۔ بموجب حدیث اس کی جگہ اسلامی تہذیب آ رہی ہے۔ جس کے لئے قدرت مدت سے سامان مہیا کر رہی ہے سال کے بعد اب قدرت نے عرب اقوام کو یاد فرمایا ہے۔

حدیثوں کے ارشادات کے مطابق اب جلد ہی عربی اقوام بے شمار ابتلاؤں کے بعد سربلند ہوں گی۔ لہذا عام مذکورہ اندازہ سے جتنے پہلے ارائیں جو عربی فاتحوں کی اولاد ہیں سربلند ہوں گے۔ صدیوں کی بود و باش نے جو احساس کمتری پیدا کیا ہے وہ جہاد کا سبق دہرانے سے تار تار ہو جائیگا اور عربوں کی بہادری پھر عود کر آئے گی۔

Marfat.com

پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

برادری میں ایک عالمگیر بیداری کے آثار واضح طور پر نظر آ رہے ہیں۔ ہر دل ایک بے چینی سی محسوس کرتا ہوا تنظیم کے لئے بے تاب اور رہنمائی کے لئے جرأت مند، تعلیمیافتہ نوجوان نسل کا منتظر ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائیگا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

۱۹۱۵ء کا ارائیں انجمن کا اجلاس

انگریزوں سے فوج میں بھرتی کرنے کی اپیل

اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا جائزہ

"ملک بھر کے مختلف حصوں سے ارائیں برادری کے بہت سے غیور فرزندوں نے راقم سے مندرجہ بالا عنوان پر تبصرہ کرنے کے لئے کہا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک انگریزی غلامی میں اس قدر آگے بڑھ جانا کہ چند نمائندگان کا پوری برادری کو انگریزی سلطنت کے استحکام کی خاطر عربوں اور ترکوں پر گولیاں چلانے کے لئے انگریزی کی جھولی میں ڈالنے کی اپیل کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ اگرچہ یہ چبھتا ہوا سوال اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل تھا اور راقم نے فرداً

Marfat.com

فرداً فرداً سب کو جواب میں لکھدیا تھا کہ اس بہانے سے ہماری برادری کو فوجی ٹریننگ حاصل کرنے کا موقع مل گیا تھا، لیکن چند دوستوں نے جب یہ لکھا کہ سندھی ارائیوں نے من حیث القوم انگریزی فوج میں شامل ہونے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ تو راقم نے آخری آل انڈیا ارائیں کانفرنس کے صدر محمد شفیع صاحب سے رجوع کیا کہ وہ اس موضوع پر پوری روشنی ڈالیں۔ کیونکہ یہ سوال کا جواب دینا ان کی ذمہ داری ہے مصنف کا کام تاریخی حقائق جمع کرنا اور انہیں ترتیب دینا ہے۔ البتہ اگر صدر صاحب موجود نہ ہوتے یا اس ذمہ داری کو نبھانے سے انکار کر دیتے تو بعض تلخ حقائق کا اظہار کرنا بے شک مصنف کی ذمہ داری ہے۔ صدر صاحب نے ارائیوں کی بابت رسالہ تاریخی چھان بین کر کے تیز و تند لہجے میں اس کا جواب دیا ہے اور برادری کو ذہنی غلامی سے نجات دلانے کے لئے بعض بڑی اہم باتیں کہہ دی ہیں۔ (اصل صفحہ پر ... چوہدری)

لمحۂ فکریہ

ارائیوں کو غیرتہ کا قرار دے کر انگریزوں نے دراصل ایک تیر سے دو شکار مارنے کی پوری پوری کوشش کی ہے یعنی ایک طرف تو انہیں احساس کمتری میں مبتلا کر کے غلامی اور بے بسی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے جال پھیلایا اور دوسری طرف ۱۸۴۳ء سے لیکر ۱۹۴۷ء تک کے ان واقعات پر پردہ ڈالنے کی بڑی کامیاب کوشش کی جن سے ارائیوں کی جانفشانی اور جوہر ... کی رنگین داستانیں مرتب ہوئی تھیں۔ ہم اپنے قارئین کو چند حقائق سے روشناس کراتے ہیں تاکہ وہ ہماری برادری کی اس سادہ لوحی اور اپنی تاریخ سے لاعلمی کا ایک حصہ ... عکس دیکھیں جس کا مظاہرہ ۱۹۱۵ء کی ارائیں کانفرنس میں کیا گیا تھا۔

۱۔ شمس الدین التمش کے دور میں تاتاریوں کے حملے کو روکنے کے لئے ضلع ساہیوال کے علاقہ دیپالپور میں ایک زبردست فوجی چھاؤنی قائم کی گئی تھی تاکہ لاہور چھاؤنی کو مدد پہنچانے اور شکست کی صورت میں لاہور کے بعد دوسرے بڑے محاذ کا کام دے۔ اس چھاؤنی میں ارائیں بکثرت موجود تھے، جنہیں بہادری کے صلے میں جاگیریں دی گئی

Marfat.com

تھیں اور جن کی اولادیں اب بھی ڈولا پختہ نزد دیپالپور میں آباد ہیں۔

۲۔ مغل بادشاہوں کے درباروں میں فوجی خدمات سرانجام دینے کے عوض میں ارائیوں کے پاس سندات آج تک موجود ہیں، لاہور، بریلی، پیلی بھیت اور دہلی کے ارائیوں کے پاس سندات اب تک دیکھی جاسکتی ہیں، جن میں سے بعض کی نقول سلیم التواریخ میں بھی درج کی گئی ہیں۔

۳۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ارائیوں نے اور بالخصوص یو۔پی کے ارائیوں نے جس سرفروشی کا ثبوت دیا ہے اس کے تذکرے مختلف کتابوں میں موجود ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب کے مختلف صفحات میں کہیں کہیں اشارات درج کئے ہیں۔ دہلی کے نزد تہاڑ کے ارائیوں کی داستانیں تو آزادی کی تاریخ کے رنگین باب ہیں۔ اس جنگ کی ناکامی کے بعد تہاڑ کے ارائیں ملکہ وکٹوریہ کے اعلانِ معافی تک روپوش رہے۔ پھر فیروزپور شہر کے قریب ایک بستی بنا کر آباد ہوئے جو بستی تہاڑیاں والی کہلاتی ہے اور جن کی اولادیں ڈھینگ شاہ۔ تلونڈی اور چونیاں میں آباد ہیں۔ ہم نے یو۔پی کے معززین کے تذکروں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۔ اس جنگ آزادی کے موضوع پر بہترین کتاب ۱۸۵۷ء کے مصنف میاں محمد شفیع مرحوم سابق ڈپٹی کمشنر لاہور نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ان کے خاندان کے ۲۶ آدمی دہلی میں انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ باقی روپوش ہو گئے اور وکٹوریہ کے اعلان معافی کے بعد فیروزپور میں آباد ہوئے

۵۔ لدھیانہ کے مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار الاسلام ہند کے خاندان کے بہت سے آدمی اس جنگ آزادی میں شہید ہوئے۔ مولانا محمد سلیم صاحب ساکن سلیم آباد ضلع نبیہ پور سندھ (جن کی عمر ایک سو سال ہے) اپنے خاندان کے ان مجاھدین کا تذکرہ کیا کرتے ہیں جو جنگ آزادی میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ یہ لدھیانہ کے رہنے والے ہیں اور مولانا حبیب الرحمٰن کے عزیزوں میں سے ہیں۔

۶۔ شاہد احمد دہلوی مرحوم نے اپنے رسالہ "ساقی" میں بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔

Marfat.com

۷۔ تحریک مجاہدین میں ارائیوں کی جانبازیوں نے انگریز کو پریشان کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا محمد جعفر تھانیسری کی "تواریخ عجیب عرف کالا پانی" اور ظفر حسن ایبک (جو مولانا جعفر صاحب کے بھتیجے لگتے تھے) کی آپ بیتی مطبوعہ منصور بک ڈپو کچہری روڈ لاہور کا مطالعہ بڑا دلچسپ اور مفید ثابت ہوگا۔

چونکہ اس تفصیل میں جانے سے طوالت کا خوف ہے۔ اس لئے اشارۃً یہ حقائق بیان کرنے کے بعد ہم قارئین سے پوچھتے ہیں کہ کیا ارائیں واقعی غیر لڑاکا تھے؟ یا انگریز ان سے نالُف تھا؟ کہ ۱۸۵۷ء کی طرح یہ ہماری فوجوں میں گھس کر ہمارا ہی تیا پانچہ نہ کر دیں۔

اگر آپ مندرجہ بالا حقائق پر غور کرینگے تو ۱۹۱۵ء کی انجمن ارائیاں کے لاہور والے اجلاس کی یہ کارروائی کہ انگریز کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا ارائیوں کو لڑاکا قوم لکھوایا جائے اور من حیث القوم انگریزی فوج میں بھرتی ہونے کی درخواست دی جائے، ہماری برادری کے ان بزرگوں کی سادہ لوحی کا ایک شاہکار، بن جاتی ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں پورا زور لگایا صوفی اکبر علی صاحب نے بھی سلیم التواریخ کے صفحات پر اس کی روداد لکھ کر بھی اپنی سادہ لوحی کا ہی ثبوت دیا ہے کیونکہ اُس وقت تو انگریز اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہندوستان کی رذیل قوموں کے افراد کو بھی نہایت جوش وخروش اور جذبہ تشکر سے بھرتی کر رہا تھا۔ چنانچہ چوہڑے، چمار (رمداسی اور مذہبی سکھ) نائی، تیلی، موچی اور میراسی بکثرت بھرتی کئے جا رہے تھے۔ پھر ارائیوں پر ہی غیر لڑاکا ہونے کا یہ لیبل کیوں لگایا گیا تھا۔ کیا ارائیں ان مذکورہ قوموں سے بھی گئے گذرے تھے؟

دراصل ۱۹۱۵ء والے اجلاس میں جو لوگ شریک تھے وہ اکثر انگریزی حکومت کے تنخواہ دار ملازم تھے یا انگریز کے ممدو اور وفادار اور تمام معاملات کو اسی زاویہ نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہندوستان کی کسی برادری کی حیثیت سے انگریز کو اپنی فوجوں میں بھرتی ہونے کی درخواست نہیں کی تھی کیونکہ وہ تو پہلے ہی انگریز کے پورے وفادار

Marfat.com

بن چکے تھے۔ یہ ان معززین کی لغزش تھی جنہوں نے ارائیوں جیسی دیندار اور بہادر برادری کو خواہ مخواہ انگریز کے پلے میں باندھنے پر فخر محسوس کیا اور اپنے اس کارنامے کو "تاریخی کارنامہ" قرار دیا۔ حالانکہ یہی فوجیں بعد میں عربوں پر گولیاں چلانے میں پیش پیش رہیں اور انہوں نے ہی مقامات مقدسہ کو روندنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

انگریز نے جب یہ دیکھا کہ ارائیوں کی انجمن اور اس کے بڑے بڑے عہدیدار ارائیوں کو خود ہماری افواج میں بھرتی کرانے پر اصرار کر رہے ہیں اور اپنی وفاداریوں کا بھی یقین دلا رہے ہیں تو انہوں نے اس پیشکش کو شکریے کے ساتھ قبول کر لیا۔

البتہ اس تصویر کا ایک دوسرا رُخ بھی ہے کہ انگریزی افواج میں بھرتی ہو کر ہماری برادری کے جوانوں نے جنگی تجربہ، اسلحہ کے استعمال کی مہارت، ملک ملک کی سیر، سیاسی نشیب و فراز، دوسری قوموں اور برادریوں سے ارتباط اور ہر شعبۂ زندگی میں نئے نئے تجربات کا خوب فائدہ اٹھایا اور تحریک پاکستان کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے انہوں نے ۱۹۴۷ء کے بعد پاکستانی افواج کی ترتیب و ترقی میں بھرپور حصہ لے کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم نے اپنی کتاب کے مختلف صفحات میں کیا ہے۔

Marfat.com

لائحہ عمل و تجاویز

برائے اجلاس انجمن ارائیاں لائل پور مورخہ ۲/۱۹۷۶

اس اجلاس کے ایجنڈا کے متعلق غور کرنے کیلئے جناب میاں مجیب الرحمن سرپرست اعلیٰ اوج پاکستان، چودہری محمد علی صاحب[1] چیئرمین ڈویژن اوج، بندہ اور چودہری ارشاد احمد صاحب چیئرمین انجمن راعیان اوکاڑہ جناب ونگ کمانڈر میاں حمید علی صاحب تنوری صاحب کے دولت خانہ پر جمع ہوئے تاکہ اس اجلاس میں اپنے بھائیوں کے سامنے کچھ تجاویز رکھ سکیں مختصراً وہ یہ ہیں:-

۱۔ ہر ضلع بلکہ تحصیل میں اپنی برادری کے مخلص اور با اثر لوگ تلاش کئے جائیں۔ ان کے ذریعہ اتحاد و تنظیم اور آپس میں بھائی چارہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ آپس کے تنازعات خود اپنی قائم کردہ اصلاحی کمیٹیوں کے ذریعے افہام و تفہیم سے نپٹائے جائیں۔ بزرگوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت اور ہمدردی کی جائے۔ ایک دوسرے کی مدد خصوصاً یتیموں بیواؤں کی مدد کے لئے فنڈ اور دیگر ذرائع اختیار کئے جائیں جو متفقہ طور پر صدر یا امیر نیک مخلص اور با اثر بنائے جائیں وہ جو ان کی اطاعت بھی کی جائے اور عزت بھی، دوسروں کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ سب لوگ یک جان دو قالب ہیں۔ ایک آواز پر دل و جان سے لبیک کہنے والے ہیں۔

۲۔ ہر جگہ جہاں جہاں بھی موقع میسر آئے منتشر آبادی کو ایک جگہ ایک کالونی بنا کر اکٹھے کرنے کا کام کیا جائے جیسے لاہور میں اتحاد کالونی بن چکی ہے۔

۳۔ ہر جگہ مشترکہ انڈسٹریز چھوٹی اور بڑی، جو بھی میسر آسکیں قائم کرنے کی کوشش کی

---

[1] چودہری محمد علی مرحوم ۱۶ دسمبر ۱۹۰۰ء کو انتقال فرما گئے:۔
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن

Marfat.com

جائے تاکہ قوم کے کاریگر، ہنرمند، پڑھے لکھے، صاحب ثروت سب اپنا اپنا حصہ ڈال سکیں۔ مشترکہ کاروبار، کوآپریٹو سٹورز یا مشترکہ دکانیں کھول کر وسیع پیمانے پر کاروبار کرنے کی کوشش کی جائے لیکن یہ کام ایماندار ہاتھوں میں ہونا چاہیئے تاکہ باہمی اعتماد قائم رہے۔ کھیتی باڑی کے لئے مشترکہ فارم قائم کئے جا سکتے ہیں اور مشینی کھیتی کو رواج دینے کی کوشش کرنی چاہیئے ان کے عملی اقدامات کے لئے مختلف کمیٹیاں قائم ہونی چاہئیں تاکہ کام کا آغاز کیا جا سکے۔ اس طرح برادری کے افراد کی نہ صرف مالی حالت سُدھر سکتی ہے، بلکہ وقار بھی قائم ہوگا۔

۴۔ پراپیگنڈہ اور مختلف کاموں کی ابتداء کے لئے فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مد میں ہر شخص کو اپنی بساط کے مطابق مستقل چندہ اور عطیات دینے چاہئیں، تاکہ نشستند، گفتند و برخاستند کا سماں ہی بندھ کر نہ رہ جائے۔ مخیر حضرات اگر زکوٰۃ اور صدقات الگ دے دیں اور اُن کا حساب علیحدہ رکھا جائے تو یتیموں، غریبوں اور بیواؤں کی خاطر خواہ امداد ہو سکتی ہے۔ غریب طالب علموں کی امداد ہمارا سب کا اولین فریضہ ہے۔ اس طرف سب سے پہلے توجہ دینی چاہیئے۔ کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر غریب ہونہار طالب علموں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ ہم اس مد میں فراخ حوصلگی کا اپنی برادری کی طرف سے دیکھنے کا بھی متمنی ہیں کہ اگر ایسے افراد غیر برادری کے بھی ہوں اور ہمارے پاس گنجائش ہو، تو ضرور مدد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ آخر وہ وسیع اسلامی برادری کا فرد ہے۔ اس طرح برادری کے وقار میں اضافہ ہوگا۔

اصلاح رسوم: اس صدی کے آغاز سے ہی ہماری برادری کے سرکردہ رہنما اپنے بھائیوں کی اصلاح! خصوصاً اصلاح رسوم کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں ان کو اپنے بیاہ شادی یا دیگر رسومات کے اخراجات میں کمی کرنے اور ان رسوم میں فضول خرچیوں سے پیدا ہونے والی تباہ کاریوں کا احساس دلاتے رہے ہیں جس کے اثرات کچھ وقت کے لئے تو کم ہو جاتے ہیں لیکن پھر نئے رنگ روپ اختیار کر لیتے ہیں۔ چونکہ اصل مرض کی طرف توجہ نہیں کی جاتی، اس لئے وقتی یا نمائشی کام ختم ہو جاتا

Marfat.com

ہے، اصل مرض ہم میں اللہ اور رسول کے احکام کی بجا آوری سے تغافل، بے اعتنائی اور میں اگر صحیح تیر نشانے پر لگاؤں تو وہی بات سامنے آتی ہے کہ ہم میں جذبۂ جہاد فی سبیل بالکل مفقود یا انتہائی کم ہو گیا ہے اور ہم محض اس دنیاوی زندگی کے دلدادہ ہو کر رہ گئے ہیں اور اسی کی سزا ہم بھگت بھی رہے ہیں کہ ہمیں اصل مرض کا نشان نہیں ملتا۔ اس لئے ہمیں جہاد کا سبق از سر نو تازہ کرنا چاہیئے۔ اس سے ایثار و قربانی کا جذبہ ابھرے گا اور فضول رسومات کو ہم چھوڑنے میں کوئی دقت محسوس نہ کریں گے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ ترجمہ: فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کے حکم کا انکار کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے بھائی بننے سے بچائے اور ہمیں اسلام، قوم اور ملک کے لئے قربانیاں پیش کرنے کی توفیق بخشے۔ ہم اپنے مال خرچ کریں تو خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے خرچ کریں۔ اپنے غریب بھائیوں، قوم کے یتیموں اور بیواؤں پر اپنی رقم خرچ کریں نہ کہ فضول رسموں پر اپنی حلال کمائیوں کو ضائع کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

خادم قوم سردار محمد (چابنہ)

قومی نصب العین

از سردار محمد

یہ سوال بڑا اہم ہے کہ ہمارا قومی نصب العین کیا ہے؟ اس پر اگر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو ہماری ذمہ داری اپنے ملک پاکستان میں سہ گونہ ہے (۱) سب سے پہلے ہم مسلمان ہیں (۲) دوسرے نمبر پر ہم پاکستانی ہیں، اور پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا (۳) ہم ایک اہم برادری کے رکن ہیں جو ملکِ عرب سے جہاد کی نیت سے اس ملک پاکستان و ہند میں آئے یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرزمین ہند کے اولین فاتح اور مبلغ اسلام بنایا، البتہ ہمیں ملک عرب میں واپس جانا نصیب نہ ہوا اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ ہمارا نصب العین قومی ان ہی تین اجزاء کے مدِ نظر مرتب کیا جائے گا۔ ان میں سے کسی ایک کو نظر انداز کرنا حقیقت سے روگردانی کا موجب بنے گا، ہم اپنی موجودہ حالت کا اگر بغور جائزہ لیں تو اس کس مپرسی کی حالت کی ذمہ داری کی وجوہات کا سراغ بآسانی لگ جاتا ہے کہ ہمارا فکر و عمل اپنی ان تینوں حیثیتوں یا دو یا ایک میں ضرور خام رہا ہے

اب ہم اپنی تینوں حیثیتوں کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں اور پھر اپنے نصب العین قومی کا تعین کریں گے تاکہ ہم اسے اختیار کر کے دنیا و آخرت (دونوں) کی کامیابیاں حاصل کر سکیں۔

۱۔ ہم مسلمان ہیں ایک برادری کی خصوصیات جہاں بیان کی جاتی ہیں وہاں ان کا ذکر مجموعی طور پر ایک دین دار قوم کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اس کتاب میں اس برادری کی خصوصیات میں یہی درج کیا گیا ہے

Marfat.com

ہم اپنے زمیندار بزرگوں کو دیکھتے آئے ہیں کہ ماہ مئی اور جون کی گرمیوں میں گندم کی فصل کاٹی جارہی ہے۔ عین دوپہر کا وقت ہے لیکن روزہ سے ہیں۔ فصل کے دانے، شدید گرمی میں، بیلوں کے پیچھے پھر کر، الگ کر رہے ہیں، لیکن کیا مجال کہ روزہ چھوڑ دیں۔ لڑائی جھگڑے نہیں کرتے، قتل و غارت سے اجتناب کرتے ہیں۔ غرضیکہ بڑے شریف لوگ ہیں۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ ہیں۔ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں حج کا فریضہ بھی ادا کرتے ہیں۔ جو لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ تعلیم میں عام طور پر زیادہ نمایاں ہو کر چمکتے ہیں۔ ملازمتوں میں اعلیٰ مناصب اپنی قابلیت، محنت و نیک نامی سے حاصل کرتے ہیں۔ ملکی تجارت میں اپنی محنت، دیانت داری اور قابلیت سے نمایاں کردار کے مالک ہیں۔ صنعت کاری میں بھی پیش پیش ہیں۔ تعداد میں بھی کافی زیادہ ہیں، ان تمام خوبیوں کے باوجود ملک میں ان کا وہ وقار کیوں قائم نہیں ہوتا جس کے وہ بجا طور پر مستحق ہیں۔ ضرور کسی امر یا بات کو ہم نظر انداز کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ہم ایسی حالت سے دوچار ہو رہے ہیں۔ وہ بات وہی ہے جس کی نشاندہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے کر دی تھی۔ آغاز کتاب میں میں نے تین احادیث مع ترجمہ درج کی ہیں۔ ان کا دوبارہ مطالعہ کیجئے اور پھر غور کیجئے کہ کیا یہ اس محترم برادری کے ساتھ پیش آنے والا سانحہ تو نہیں ہے؟ ہم پہلے ایک مجاہد کے طور پر اس ملک میں آئے۔ اس کو فتح کیا۔ اسلام کی تبلیغ کی اور بڑے عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ پھر گو حالات نے بھی مجبور کیا لیکن ہم حضور کی تعلیم کو نظر انداز کر کے صرف تجارت اور بیلوں کی دم سے چمٹ کر ہی رہ گئے۔ جہاد کو چھوڑ دیا اور ذلیل و خوار ہو گئے اور ابھی تک ہم اس راز کو نہیں سمجھے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اور ارشادات سنئے اور پھر اپنی حالت کا جائزہ لے کر اس کو سدھارنے کی کوشش کریں:۔

(۱) حدیث قدسی از مسند امام احمد بن حنبلؒ: اِنِّی آمُرُکُمْ بِخَمْسٍ اَللّٰہُ

اَمَرَنِیْ بِهِنَّ اَلْجَمَاعَةُ وَالسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَالْهِجْرَةُ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِیْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ اِلَّا اَنْ یُّرَاجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوٰی جَاهِلِیَّةٍ فَهُوَ مِنْ جَهَنَّمَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی، قَالَ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: میں تم کو پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اللہ نے مجھے ان سب کا حکم دیا ہے۔ جماعت، سمع، طاعت، ہجرت، اور جہاد کرنا اللہ کے راستے میں، حقیقت یہ ہے کہ جو بھی جماعت کے دائرے سے بالشت بھر نکل گیا، اس نے اسلام کا حلقۂ اطاعت ہی اپنے گلے سے اُتار پھینکا بجز اس کے کہ وہ پھر رجوع کرے اور جو شخص بھی جاہلیت کی پکار پکارے اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے، فرمایا ہاں اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے، اور اپنے آپ کو مسلمان گمان کرے۔

اس حدیث میں مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں بلند مرتبہ بننے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کی تعلیم دی گئی ہے:۔

(۱) مسلمانوں کی جماعت کا قیام: جماعت کے لیے امیر کا ہونا لازمی ہے۔ اور امیر کے حکم کا سننا (سمع) اور ماننا (طاعت) لازمی ہے، ورنہ جماعت کا قیام ناممکن ہے۔ اس کے متعلق صحابۂ کرامؓ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک جمعہ کے خطبہ میں فرمایا: اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا (سنو اور مانو) ایک آواز آئی: لَاسَمْعَ وَلَاطَاعَةَ (نہ سنیں، نہ مانیں) فرمایا کیوں؟ عرض کیا: اپنا کرتہ دیکھئے۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ اس نے کرتہ پر اعتراض کیا ہے کہ کیسے بن گیا، جبکہ ہر شخص کے حصے میں اتنا کپڑا نہ آیا تھا کہ اتنا لمبا کرتہ تیار ہو جاتا۔ آپ نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا جس نے

Marfat.com

اپنے حصے کا کپڑا اپنے باپ کو دے دیا تھا۔ بیٹے نے اُٹھ کر وضاحت کر دی کہ میں نے یہ دیکھ کر کہ ابا جی کا کرتہ جو لمبا ہوتا ہے اپنے حصہ کے کپڑے میں نہ بن سکیگا، انکی خدمت میں اپنا کپڑا پیش کر دیا، اس لیے ان کا اتنا لمبا کرتہ بن گیا۔ اعتراض کرنے والے کی تسلی ہو گئی۔ اُس نے عرض کیا: حضرت اب فرمائیں ہم بدل و جان آپ کا حکم بجا لائیں گے۔

اس واقعہ میں مسلمانوں کے امیر اور عام مسلمانوں کے کردار کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے آپ کو سپہ سالاری کے عہدہ سے معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے ماتحت کر دیا اور حکم اس وقت دیا جب میدانِ جنگ میں فتحیاب ہو چکے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ میں سپاہی کی حیثیت سے بھی اسلام کے لیے لڑوں گا۔ یہ سمع اور طاعت کا ناقابلِ فراموش واقعہ ہے۔

تیسرا واقعہ حضرت محمد بن قاسمؒ کو سندھ سے گرفتار کر کے واپس دمشق لے جانے کا ہے۔ اگرچہ آپ دارالخلافہ سے بہت دور سندھ میں خود مختاری کا اعلان کر سکتے تھے لیکن موت کو سامنے دیکھتے ہوئے بھی صرف حکم بجا لاتے ہوئے واپس چلے گئے اور حکم سے سرتابی نہیں کی۔

یہ اسی جماعت بندی، سمع اور طاعت ہی کا کرشمہ تھا کہ مسلمان مجاہد جدھر کا رُخ کرتے نصرتِ خداوندی اُن کا استقبال کرتی تھی۔

چوتھا حکم اس حدیثِ پاک میں ہجرت کا ہے۔ مسلمان اس حکم پر عمل پیرا ہوتے ہی رہے ہیں۔ پاکستان بننے پر بھی ہجرت کرنی پڑی تھی اور لاکھوں نے اپنے مال و اسباب چھوڑے۔ یہاں پاکستان میں آنے سے اکثر کے حالات زیادہ اچھے ہو گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہی ہے۔

Marfat.com

پانچواں حکم جہاد فی سبیل اللہ کا ہے۔ حقیقت میں جماعت بندی، سمع، طاعت اور ہجرت اسی کے مقدمات ہیں۔ پہلی تین چیزیں تو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سب زیادہ ضروری ہیں۔ چوتھے حکم ہجرت نے مسلمانوں کو ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا کہ جہاد کر سکیں۔

مندرجہ بالا واقعات بیان کرنے کی غرض وغایت یہی ہے کہ مجاہد کے لیے کیسے کردار کی ضرورت ہے۔ جب تک مسلمان ان احکام پر عمل پیرا رہے اُن کو حکومت اور ممالک عطا ہوتے رہے۔ جب کوتاہیاں ہونے لگیں تو مفتوحہ ممالک ہاتھ سے نکلتے رہے۔ دشمنوں کا یہاں تک غلبہ ہوا کہ مسلمانوں کی عظیم سلطنت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا، عربوں کی مختلف چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کر دی گئیں تاکہ اتنے کمزور ہو جائیں کہ مقابلہ کی سکت باقی نہ رہے۔ سب سے بڑی کوتاہی یہ بھی ہوئی کہ عیاشیوں میں پڑ کر علوم میں سب سے پیچھے رہ گئے۔ سامانِ جنگ خود تیار کرنا چھوڑ دیا جس کی سزا اب تک ہم بھگت رہے ہیں کہ دشمن قومیں ہمیں سامانِ جنگ قیمتاً دینے کو بھی تیار نہیں۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کے سلسلے میں سامانِ جنگ تیار رکھنے کا حکم ہوا تھا تاکہ دشمن پر اُن کا رعب قائم رہے وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (قرآن مجید) (ترجمہ) اے مسلمانو! جتنی تم میں طاقت ہو قوت (سامانِ جنگ) تیار کرو اور گھوڑے باندھنے سے بھی تاکہ تم اللہ اور اپنے دشمن پر رعب قائم کر سکو، موجودہ زمانے میں سامانِ جنگ موجودہ ضروریات کے مطابق تیار کرنا ہوگا۔ تمام سامانِ جنگ خود تیار کرنے پر توجہ مبذول ہونی چاہیے۔ ہمارے سامنے دو مثالیں ہمارے جیسے ملکوں کی ہیں۔ پہلا چین اور دوسرا بھارت، دونوں سامانِ جنگ اپنا بنا رہے ہیں، ایٹم بم تک تیار کر چکے ہیں۔ ہم ہیں کہ خواب

Marfat.com

غفلت میں پڑے دوسروں سے سامانِ جنگ کی بھیک مانگ رہے ہیں جو نہیں مل رہا۔ اپنی کرسی کے لیے جنگ لڑی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں ہدایت دے، ہمیں ہوش اور سمجھ عطا فرمائے تاکہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنے لگ جائیں۔

جہاد اور اس کے متعلقات کا علم بڑا وسیع ہے لیکن میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور دوسرے موضوع پر اختصار سے کچھ عرض کرتا ہوں:۔

۲۔ ہم پاکستانی ہیں

پاکستان اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا ہے اور ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم تو ملک ہند اور پاکستان میں آئے ہی ایک مجاہد اور مُبلغ اسلام کی حیثیت سے تھے۔ گویا ہم نے ہی تو پاکستان کی بنیادیں آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے رکھ دی تھی، جو بدقسمتی سے قائم نہ رہ سکی اور اب دوبارہ اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس کے حصول سے بھی برادری کے افراد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس سے پہلے تحریک احرار اسلام تحریک خلافت، تحریک مجاہدین ۱۸۵۷ء کی آزادی کی جنگ، تحریک سید احمد شہیدؒ وغیرہ میں زیادہ حصہ لینے والے ہماری برادری کے افراد ہی تھے کچھ تذکرے ہماری اس کتاب میں بھی آپ کو مختلف ابواب میں مل جائیں گے۔ سیاست با تہذیب اختلاف میں نمایاں اور پاکیزہ کردار کے حامل ہماری برادری کے افراد ہی ملیں گے۔ بہترین مثالیں چوہدری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان اور میاں عبدالباری مرحوم کی پیش کی جاسکتی ہیں جنھوں نے ہمیشہ اصول کو مدِنظر رکھا۔ چودھری محمد علی نے کرسی کے ساتھ چمٹنے کے بجائے خود استعفیٰ پیش کیا اور الگ ہو کر پاکیزہ سیاست کا پاکستان میں ریکارڈ قائم کیا جو اب تک پھر قائم نہ ہو سکا۔

پاکستانی کی حیثیت سے ہم پر مندرجہ ذیل فرائض عائد ہوتے ہیں:۔

(۱) پاکستان میں اسلامی قانون، اسلامی تعلیم، عام تعلیم خصوصیت سے سائنس

Marfat.com

اور ٹیکنیکل مضامین کی ترویج کے لئے کوشاں ہونا اور اپنے بچّوں کو اس میدان میں سب سے آگے نکلنے کے لئے اُن کی حوصلہ افزائی کرنا اور پوری پوری دیکھ بھال کرنا اور سخت محنت کا عادی بنانا بلکہ اپنی آرام پسندی بھی بچوں کی رہنمائی کی خاطر ترک کرنا۔ غریب نادار، محنتی لڑکوں کو وظائف دینے کا انتظام کرنا تاکہ قوم کے یہ بچے غربت کی وجہ سے حصولِ علم سے محروم نہ رہ جائیں۔ یہ بڑے ہوکر قوم کے بہت بڑے خادم بن سکتے ہیں۔

(۲) **قومی تنظیم**۔ پاکستانی قوم کی تنظیم کے لئے کوشاں ہونا۔ جو بدقسمتی سے اب تک بے شمار مختلف فرقوں میں بٹ چکی ہے۔ ذاتی انا چھوڑ دینے کا قولاً و فعلاً درس دینا اور قومی نصب العین کو ذہنوں میں راسخ کرنا۔ اس میں بھی ایک امیر کا انتخاب اور اس کی اطاعت ہی سب سے اہم کام ہے۔ فی الحال یہ کام بڑا مشکل نظر آتا ہے کیونکہ گندی سیاست نے اکثر ذہنوں کو نہ صرف پراگندہ بلکہ مفلوج کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ذہنوں کی اصلاح کردیں تاکہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے قومی فلاح و بہبود کے لئے ایمان داری سے کام شروع کردیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اس تحریک کو دوبارہ شروع کیا جائے اور اس کے مددگار بننا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہر بوالہوس مکر و فریب کا جال پھیلا کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑا کرنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ قوم کے اہلِ علم، اہلِ فکر اور تنظیمی ذہن رکھنے والے مل کر پاکستانی قومی تنظیم کی ابتداء کرنے کے لئے ابتدائی کام شروع کردیں۔ قواعد و ضوابط بنا کر اُن کی نشر و اشاعت کی جائے اور لائحہ عمل مرتب کیا جائے اور پھر دعوتِ عام دے کر اس کی طرف عوام کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔ امید ہے کہ اگر خلوصِ نیت سے کام شروع ہوجائے تو ابتدائی مشکلات پر بآسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔ اس میں شرط یہ ہے کہ اسلام ہی ملجاء و ماویٰ ہو کیونکہ پاکستان اسلام ہی کے لئے معرضِ وجود میں لایا

Marfat.com

گیا۔ اسلام ہی سے تمام قواعد وضوابط اور تنظیمی ڈھانچہ کا خاکہ اخذ کیا جائے۔ اس میں برکت بھی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہو گی اور پاکستان قوم دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کی منازل طے کرے گی۔ قومی تنظیم میں اسلامی شعائر کی ترویج سب سے زیادہ ضروری ہے۔ عوام میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات وخیرات کی تبلیغ بلکہ زیادہ سے زیادہ ترویج دینے کی کوشش کرنا، یتیموں، غریبوں کے لئے مناسب طریقے سے مدد کرنا تاکہ وُہ معاشرہ کے کارآمد فرد بن کر پاکستانی قوم کا اہم جزو بن سکیں۔ اس ضمن میں قوم کے دیگر افراد جن میں کاشتکار، تاجر، صنعت کار، ملازم یا اہلِ حرفہ اور کاریگر، مزدور وغیرہ شامل ہیں، سب کو اپنے فرائض منصبی اور ذمہ داریوں جو اسلام نے ہر ایک کے لئے مقرر کئے ہیں، سے آگاہ کیا جائے بلکہ انھیں ان پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی جائے۔ اس شعور سے پاکستانی قومیت کو استحکام نصیب ہو گا۔ کیونکہ ہر شخص اپنے فرائض سے آگاہ ہو کر اسلام، قوم اور ملک کے لئے ثواب کا کام سمجھ کر کام کرے گا اور اس طرح موجودہ ابتری بہت حد تک دور ہو سکتی ہے اور قوم جلدی بُنیانٌ مَرصُوص (ایسی مضبوط جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار) کا نقشہ پیش کر سکتی ہے۔

یہاں چند فرائض اور ذمہ داریوں کا تذکرہ ضروری ہے کیونکہ ہم دین داری صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو ظاہری طور پر ادا کرنے کو ہی سمجھ بیٹھے ہیں اور حقوق العباد اور اخلاقِ حسنہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مؤخر الذکر ہی سب سے زیادہ ضروری چیزیں ہیں جو قومی تنظیم اور تبلیغِ اسلام میں ممد ثابت ہوتی ہیں۔ اسلام دُنیا میں مسلمانوں کے اخلاقِ حسنہ اور کاروباری حسنِ معاملت اور اعلیٰ پاکیزگی کردار کی بدولت پھیلا۔ مسلمان دُنیا کے لوگوں کے سامنے اسلام کی ایک زندہ تصویر بن کر سامنے آتا تھا اور ہر شخص اس کے بلند اخلاق، معاملات کی صفائی اور کردار کی بلندی سے متاثر ہوتا تھا۔ آج ہم اس سعادت سے محروم ہو چکے ہیں

Marfat.com

اور کا فرہم پہ طعنہ زن ہے کہ مسلمان بدکردار، بداخلاق اور لین کے معاملات میں کھوٹا ہے۔ برنارڈ شاہ نے چند سال پہلے کہا تھا کہ میں جب اسلام کو دیکھتا ہوں تو دو قدم آگے بڑھتا ہوں اور جب مسلمانوں کو دیکھتا ہوں تو دو قدم پیچھے ہٹ جاتا ہوں۔

فرائض کے سلسلے میں حضرت امام غزالیؒ نے اپنی کتابوں میں تجارت عام اخلاق اور حقوق العباد کے بابوں میں قرآن، حدیث اور بزرگوں کے واقعات میں سے بہت کچھ لکھا ہے۔ یہاں ان میں سے صرف چند ایک درج کی جاتی ہیں تاکہ ہم ان کی روشنی میں اپنی اصلاح کر سکیں :۔

(۱) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی اس خیال سے چالیس دن غلہ اپنے پاس جمع رکھے، خداوند عالم اس سے ناراض ہوتا ہے اور اگر اس کے کفارے میں اسی قدر غلہ اپنے پاس سے دے دے تو بھی پورا نہیں ہوتا اور اگر وہ غلہ وقت کی قیمتوں پہ کہیں باہر جا کر فروخت کرے تو صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے۔

(۲) ہر وہ معاملہ جس سے کسی کو نقصان پہنچے، وہ ظلم کہلاتا ہے اور وہ حرام ہے۔

(۳) کسی چیز کو مبالغے کے ساتھ بیان نہ کرو، کیونکہ یہ دھوکا ہے۔

(۴) آں حضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جب کسی تجارت میں بے ایمانی کا خیال پڑتا ہے تو برکت اٹھ جاتی ہے۔

(۵) مقدار، تول، اور تعداد میں بے ایمانی نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔
وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ (ویل یعنی دوزخ ہے کم تولنے والوں کے لیے)

(۶) جس طرح تجارت میں دغابازی کرنا حرام ہے اسی طرح پیشے اور ہنر میں بھی ناجائز ہے۔ مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔

(۷) زیادہ منافع کو اچھا نہ سمجھے، چاہے خریدار ضرورت کی شدت کی بنا پہ راضی

Marfat.com

بھی ہو جائے۔

(۸) غریبوں سے سامانِ تجارت گراں خریدے تاکہ اُن کو منافع ہو، بیواؤں سے سُوت وغیرہ خریدنا اور بچوں سے میوہ خریدنا صدقہ سے زیادہ افضل ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے جو خرید و فروخت کو آسان کر دیتا ہے۔

(۹) جو آدمی تجارت میں دین کو بُھلا دیتا ہے، وہ بدبخت ہے۔

(۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزِ حشر خداوندِ عالم ندا دے گا کہ وُہ لوگ کہاں ہیں جو میرے لیے لوگوں کو دوست بناتے تھے، آج میں اُن کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دوں گا۔ نیز حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی خدا کی محبت میں کسی بھائی سے ملنے جاتا ہے اُس کو فرشتے مبارک باد دیتے ہیں۔

(۱۱) ایک شخص نے حضورؐ سے عرض کی کہ کوئی نصیحت فرمایئے۔ فرمایا: ہر بدی کے بعد نیکی کرو تاکہ بدی بُھول جائے اور نیکی یاد رہے۔ اس نے عرض کیا اور کیا ہو سکتا ہے، تو فرمایا کہ لوگوں سے خوش اخلاقی سے ملو۔ خداوندِ عالم جس آدمی کو اخلاقِ حسنہ عنایت کرتا ہے وُہ جنّت میں جاتا ہے۔

(۱۲) اولاد ماں باپ کے لیے ایک امانت ہے۔ اگر نیک عمل سکھاؤ گے تو نیک اُٹھے گا، اگر بُرے کام سکھاؤ گے تو بُرا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ سے بچاؤ)

( ) ملازمین کو اپنے فرائض محنت اور ایمان داری سے سرانجام دینے چاہئیں۔ رشوت سے مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں کو دوزخ کی سزا ملے گی، کیونکہ دونوں حقوق العباد کو تلف کرتے ہیں۔ جہاں کسی دُوسرے کا حق ضائع نہ ہوتا ہو، ایسی صُورت میں توبہ کرنے سے شاید اللہ تعالیٰ معاف کر دیں۔

Marfat.com

۴۔ ہم ارائیں قوم کے فرد ہیں

ہم ملک ہند میں چونکہ ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ایک مجاہد اور ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے آئے تھے، اس لئے یہ دونوں کام ہمیں اپنے بزرگوں کے ورثے کے طور پر ہر حیثیت میں پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں متنبہ فرمایا تھا کہ تجارت یا کھیتی باڑی میں جب مصروف ہو کر جہاد چھوڑ دو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور یہ ذلت اُس وقت تک دُور نہ ہوگی جب تک دوبارہ جہاد نہ کرو گے۔ قوم یا برادری کی زندگی ہی جہاد سے ہے۔ جب یہ چھوڑا تو اب ہر کہ ومہ ہم پہ چھایا ہوا ہے۔ اس لئے پہلے برادری کی محدود تنظیم سے کام شروع کریں۔ مبلغ کی حیثیت سے اسلام اور جہاد کی خوب تبلیغ کریں۔ تمام مسلمانوں میں تنظیم کی کوشش کریں۔ جب آپ ایسے جہاد کے لئے اپنی جدوجہد شروع کی تو آپ کا وقار بحال ہو جائے گا۔ کیونکہ اکیلی اکیلی برادری جہاد نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے اجتماعی قوت کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں موجودہ ابتری جو پھیلی ہوئی ہے وہ انشاء اللہ دُور ہو جائے گی صرف برادری کی تنظیم اس لئے ضروری ہے کہ ہم اجتماعی طور پہ ہر تحریک میں شریک ہوں گے تو ہمارا وزن زیادہ ہوگا۔

قومی نصب العین

اپنی تینوں حیثیتوں پر غور و فکر کے بعد ہم اپنا قومی نصب العین بآسانی متعین کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں مندرجہ ذیل پر اہلِ علم و دانش غور فرمائیں اگر وہ اس سے بہتر تجویز فرما سکیں تو وہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

"اسلام، تنظیم پاکستانی قوم اور جہاد، تنظیم ارائیں برادری

نوٹ:۔ سب سے زیادہ اہمیت اسلام اور جہاد کو حاصل ہوگی اس کے لئے پاکستانی قوم کی تنظیم ضروری ہے۔ برادری کی تنظیم اپنے بھائیوں کی بیداری اور ان کا وزن بڑھانے کے لئے ہے۔

Marfat.com

قومی جریدے

موجودہ دور میں قومی آواز کی پبلسٹی کے لئے پریس کی تمام سہولتیں مہیا ہیں اور جو قوم اتفاق، تنظیم اور سربلندی کے خواہاں ہو اس کے لئے جریدوں سے فائدہ اٹھائے بغیر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا ممکن نہیں۔ ہماری قوم نے بھی اس سلسلہ میں چند کوششیں کی ہیں جن کا مجمل ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

آغاز:۔ ۱۹۱۰ء میں ملک شاہ محمد اور چودھری غلام حیدر عمر نے حکیم معراج الدین صاحب امرتسری کو امداد دے کر لاہور سے پہلی بار ایک قومی رسالہ "ارائیں میگزین" کا اجراء کرایا جس کے صفحات میں قومی حالات کے علاوہ ہونے والی کانفرنسوں کا اعلان بھی ہوتا۔ کچھ عرصہ تک یہ میگزین باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔

دوسرا مرحلہ:۔ مگر جب ان بزرگوں نے یہ دیکھا کہ اس میگزین کے ذریعے حسب منشا کام نہیں ہوتا تو انہوں نے مشورہ کرنے کے بعد انجمن ارائیان ہند لاہور کی طرف سے ایک ہفت روزہ اخبار "الراعی" جاری کرایا۔ یہ کام فروری ۱۹۱۶ء میں شروع کیا گیا تھا اس کے ایڈیٹر قاضی فتح محمد صاحب انبالوی تھے جو انجمن ارائیان ہند کے سفیر بھی تھے انہوں نے نہایت جانفشانی سے اسے پروان چڑھایا۔

یہی رسالہ کبھی بند رہا اور کبھی کسی صورت میں شائع ہوتا رہا حتیٰ کہ پاکستان وجود میں آیا مگر قیام پاکستان سے ۱۹۶۳ء تک اس کا اجراء نہ ہو سکا اور پھر جنوری ۱۹۶۳ء میں جناب عبدالرشید صاحب مہتمم کی زیرادارت اسے نئے سرے سے جاری کیا گیا چنانچہ مہتمم صاحب اس رسالہ "الراعی" کے پہلے شمارہ کے دیباچہ میں "عازم نیا دور" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

"الراعی آج سے تقریباً پچاس سال قبل انجمن ارائیان ہند کے ترجمان کے طور پر جاری ہوا۔ انجمن کے پیش نظر وسیع اصلاحی اور تعمیری پروگرام تھا اور یہ بات ضروری تھی کہ اس پروگرام کی تکمیل میں "الراعی" ممد و معاون بنے، چنانچہ شمارہ اور ایسے

Marfat.com

دوسری تقاریب پر برادری کو اسراف سے روکنا۔ رسوم کی اصلاح کرنا، برادری میں تعلیم کا زیادہ سے زیادہ شوق پیدا کرنا، ہونہار اور نادار ذہین طلبہ کو وظائف دینا اور ہر قسم کے تعصب سے بلند ہو کر برادری میں صحیح اسلامی سیرت اور کردار پیدا کرنا انجمن کے مقاصد تھے اور "الراعی" انہی مقاصد کا نقیب رہا۔ اس کے علاوہ "الراعی" انجمن کی سرگرمیوں سے برادری کو باخبر رکھتا رہا اور برادری کی خبریں اپنے قارئین کرام تک پہنچاتا رہا۔ پہلے یہ ہفتہ وار تھا پھر اسے پندرہ روزہ کیا گیا اور درمیان میں کچھ عرصہ تک بند رہا۔ اب یہ ماہوار رسالے کی صورت میں قارئین کے سامنے ہے۔

"الراعی" دوبارہ اجرا کے بعد بھی کس مپرسی کی حالت میں ہی رہا۔ کبھی جاری کبھی بند۔ آج کل میاں عبدالرشید صاحب ذیلدار، قصور پورہ، راوی روڈ، لاہور جنہوں نے کبھی روزنامہ کوہستان کا اجرا کیا تھا، اس کی اصلاح کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو اُن کی سرپرستی اور ان کے چھوٹے بھائی میاں محمد حنیف ایم اے (صحافت) اور پروفیسر محمد شفیق ایم اے (صحافت) کی زیر ادارت انشاء اللہ نئے دور کا آغاز ہو جائے گا۔

الراعی کے ایڈیٹروں میں مندرجہ ذیل حضرات مختلف اوقات میں شامل رہے ہیں:

۱۔ منشی عبدالقدیر رشک
۲۔ جناب عبدالرشید تبسم (جو اب پندرہ روزہ "انقلاب نو" کے ایڈیٹر ہیں)
۳۔ میاں محبوب جاوید (جو اب لائل پور میں ایڈووکیٹ ہیں)
۴۔ اصغر ملک
۵۔ م۔ش (غالباً آپ اعزازی مدیر رہے ہیں کیونکہ الراعی کے کسی شمارے میں آپ کا لکھا ہوا اداریہ نظر سے نہیں گذرا)
۶۔ مولانا علم الدین سالک مرحوم (آپ کے اکثر مضامین الراعی میں شائع ہوتے رہے ہیں)

Marfat.com

یہ رسالہ عام طور پر بحران کا شکار رہا ہے۔ کیونکہ سال بھر اس کے اکثر شمارے چھپنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ خریداروں کی کمی۔ برادری کی بے حسی، کاغذ کی گرانی، غیر متعلقہ پالیسی اور ایڈیٹوریل اسٹاف کی عدم دلچسپی نے اس کی افادیت اور اہمیت کو بہت گھٹا بلکہ مٹا دیا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ایک کروڑ برادری کا قومی آرگن ہو اور بغیر پیغام، لائحہ عمل، پالیسی اور نتیجہ خیز قیادت کے محض اپنے نام کی وجہ سے زندہ رہے۔ اگر اس پر تھوڑی سی توجہ دی جائے تو برادری کی تنظیم، بہبود اور فلاح کے لئے اس سے قابل قدر کام لیا جا سکتا ہے۔

رائی گزٹ:۔ جب لاہور سے الاصلاح کا اجراء ہوا تو یوپی کی آرائیں برادری نے بھی "رائی گزٹ" شائع کرنا شروع کیا۔ اس کے اجراء کی صحیح تاریخ تو معلوم نہیں ہو سکی البتہ اتنا معلوم ہے کہ اس کے ایڈیٹر میاں اختر حسین اختر تھے جو نہایت قابلیت سے ایڈٹ کیا کرتے تھے۔ مارچ ۱۹۴۳ء کے آل انڈیا آرائیں کانفرنس کے صدر سردار محمد شفیع نے صدر ہونے کی حیثیت سے اسے کانپور کی برادری سے لے کر دلی کی برادری کے حوالے کر دیا۔ کانپور میں بھی "رائی گزٹ" ہفت روزہ تھا اور دلی میں بھی ہفت روزہ رہا۔ یہ ہفت روزہ ستمبر ۴۷ء تک دہلی سے شائع ہوتا رہا۔ پھر برادری کی ہمہ گیر ہجرت کی وجہ سے اس کا اجراء بند ہو گیا۔ یوپی اور دہلی کی یہ ساری برادری کراچی میں آباد ہے اور پھر کوششیں ہو رہی ہیں کہ رائی گزٹ کا اجراء عمل میں لایا جائے۔ افسوس ہے کہ اختر صاحب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

مصنف نے اپنی تاریخ کے پہلے ایڈیشن میں اعلان کیا تھا کہ آرائیں برادری کے لئے ایک ماہنامہ کا اجراء کیا جائے گا۔ کچھ دوستوں نے مالی امداد کا یقین بھی دلایا مگر حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے فی الحال یہ کام معرض التواء میں پڑا ہوا ہے۔

چوہدری عبدالکریم بی اے ساکن مراد پور ضلع سیالکوٹ نے بھی کچھ عرصہ ہوا ایک ہفتہ وار "قومی اخبار" کا اجرا کیا تھا جس کا مقصد برادری کی تنظیم اور بہبود تھا مگر تھوڑا عرصہ تک جاری رہ کر قوم کی بے حسی کا شکار ہو گیا۔

Marfat.com

قومی تاریخ

سابق ہندوستان میں

پہلی کوشش: صوفی اکبر علی صاحب جالندھری نے ۱۹۱۹ء میں سلیم التواریخ" کے نام سے قوم ارائیں کی تاریخ شائع کی۔

دوسری کوشش: منشی محمد ابراہیم صاحب محشر انبالوی نے ۱۹۲۲ء میں "آل ذو زرعین" لکھ کر قوم ارائیں کے حسب و نسب پر روشنی ڈالی۔

تیسری کوشش: میاں معراج الدین صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ "الفقیہ" نے "تاریخ ارائیاں" لکھی تھی مگر وہ بھی سلیم التواریخ کی تلخیص تھی۔

چوتھی کوشش: قاضی فتح محمد صاحب انبالوی نے انگریزی میں ایک مقالہ لکھا جس کا کوئی نسخہ موجود نہیں۔

قاضی صاحب اور صوفی صاحب نے قوم ارائیں کی ڈائریکٹری بھی لکھی تھی جو اب تقریباً ناپید ہے ان کتابوں کی ایک ایک جلد غالباً انجمن ارائیان پاکستان لاہور واقع ارائیں بلڈنگس موہنی روڈ لاہور کے دفتر میں موجود ہے مگر ان سب میں سلیم التواریخ سے زیادہ کوئی تاریخی مواد نہیں اور نہ کوئی مفید معلومات ہیں۔ لہذا ان پر بحث فضول ہے

میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر کے مکتوب گرامی مورخہ ۱۰ جون ۱۹۶۴ء سے معلوم ہوا ہے مذکورہ بالا کتابیں ۱۹۵۵ء کے سیلاب میں باقی دستاویزات کے ساتھ ہی تباہ ہوگئیں اور ان کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔

یو۔ پی: کڑا ضلع الہ آباد کے ایک صاحب فدا عابدی نے بھی اس موضوع پر کچھ لکھا تھا مگر نذر ابہام ہی رہ گیا۔ صرف ایک نسخہ جناب محمد سلیمان صاحب سیکرٹری انجمن اتحاد ارائیاں کراچی کے پاس تھا وہ بھی گم ہوچکا ہے۔ بہر حال اس میں بھی کوئی نادر معلومات نہ تھیں۔

پاکستان میں

۱۔ وطن عزیز میں پہلی دفعہ مولانا محمد خلیل اللہ صاحب لدھیانوی نے ۱۹۴۵ء میں چند مختصر رسالے لکھ کر قوم کی تاریخ کو پیش کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ مذکورہ بالا کتابوں خصوصاً

Marfat.com

سلیم التواریخ اور آل ذو رعین کا ملخص تھے اور ان میں کوئی نئی بات نہیں تھی۔

۱: ۱۹۶۳ء میں راقم نے "تاریخ قوم ارائیں" کے نام سے ایک کتاب شائع کی تھی جسے قوم نے بے حد پسند کیا اور جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا تھا اور تیسرا ایڈیشن ۱۹۷۳ء میں چھپا۔ اس میں دوسرے ایڈیشن کا بہت سا غیر ضروری مواد بھی حذف کر دیا گیا۔ اب چوتھا ایڈیشن کافی اضافوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔

۱۹۷۰ء میں راقم نے "تاریخ سندھ کا گم شدہ باب یعنی قوم ارائیں کا تاریخی پس منظر" لکھ کر سندھ میں ارائیوں کے ورود اور ان کی آج تک کی تاریخی داستان بیان کی ہے۔ یہ کتاب مصنف سے مل سکتی ہے۔

Marfat.com

نواں باب

قومی کردار

ہمارے اولیاء، علماء، شمع آزادی کے پروانے، دانش ور، حکماء،
ادباء، سپاہی، تاجر، اور صنعت کار وغیرہ

ہمارے اولیائ، علمائ اور شہداء

اگر یہ مقولہ درست ہے کہ درخت اپنے پھل سے اور استاد اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے تو برصغیر ہند و پاک میں حضرت بلھے شاہ صاحب، حضرت شاہ دولہ صاحب گجراتی، حضرت خواجہ سلیمان صاحب تونسہ شریف والے اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ایسے بزرگوں اور اولیاء اللہ کے نام سے کون واقف نہیں۔ ان کے مراتب، تصرفات اور روحانی مدارج کا ایک زمانہ معتقد ہے اور اب بھی ان کے ہزاروں عقیدت مند سرزمین پاکستان میں موجود ہیں۔ ان بزرگوں کے روحانی استاد سب ارائیں تھے۔ یعنی حضرت بلھے شاہ صاحب کے مرشد حضرت شاہ عنایت قادری قصوری، حضرت شاہ دولہ صاحب کے مرشد حضرت شاہ سیدا سرمست سہروردی سیالکوٹی، حضرت خواجہ سلیمان صاحب کے مرشد حضرت میاں ولی محمد صاحب ڈیرہ غازی خاں والے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے استاد حاجی مولوی فتح محمد صاحب تھانہ بھون۔

Marfat.com

ہماری برادری میں بڑے بلند پایہ اولیاء کرام ہو گزرے ہیں جنہوں نے تصوف کی لازوال دولت سے مالا مال کر کے سینکڑوں دلوں میں عشقِ الٰہی کی شمعیں فروزاں کر دیں۔ ہم چند ایسے ہی بزرگوں کے سوانح حیات قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ وہ بھی دین کی خدمت کا جذبہ لے کر عشقِ رسولؐ اور معرفتِ الٰہی کی شمعیں روشن کریں۔

۱۔ حضرت شاہ عنایت قادری شطاریؒ لاہوری

آپ کا اسم گرامی محمد عنایت اللہ اور والد بزرگوار کا شیخ پیر محمد تھا جو اپنے سسرال یعنی ضلع لاہور میں رہتے تھے اور اپنے خسر کے انتقال کے بعد وہاں مسجد میں امامت کراتے تھے۔ وہیں حضرت شاہ عنایت پیدا ہوئے اور پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور نو سال کی عمر میں فارسی و عربی کی تعلیم سے فارغ ہو گئے۔ پھر ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کی تکمیل کیلئے چلہ کشی بھی کرتے رہے اور حضرت شاہ محمد شطاری قادری لاہوری کے مرید ہو گئے۔ جہاں تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے روحانی کمال حاصل کر لیا۔

خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد اپنے پیر و مرشد کے حکم سے قصور میں رہنے لگے۔ جہاں حاسدوں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا۔ اور جب سید بلھے شاہ صاحب نے ان کی بیعت کی تو گویا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا حتیٰ کہ حسین خاں افغان حاکم قصور بھی آپ کا مخالف ہو گیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے قصور چھوڑ کر لاہور میں ڈیرہ لگایا اور آخر دم تک یہیں ظاہری اور باطنی علوم کا فیض جاری رکھا۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ شرح وقایہ کے حواشی (غایۃ الحواشی) دو جلدوں میں لکھے۔ کنز الدقائق کی شرح بھی لکھی۔ ان کے علاوہ تصوف کی دو معرکۃ الآراء کتابیں "دستور العمل" اور "لطائف غیبیہ" لکھیں۔

آپ کا رنگ گندمی اور قد میانہ تھا۔ چہرہ اس قدر بارعب تھا کہ دیکھنے والے پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔ مگر آپ کے اخلاق کریمانہ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ سنت کے پابند تھے۔ اپنے درس میں قرآن مجید، حدیث شریف، مثنوی مولانا رومؒ اور اشغال و افکار صوفیاء کا ذکر رکھتے تھے۔ محفل سماع بھی ہوتی تھی جس میں دیوان حافظ اور دیوان شمس تبریز اور دیگر عارفوں کا کلام پڑھا

Marfat.com

جاتا تھا۔

آپ نے پچاسی سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار لاہور میں چوپا گھر کے قریب ایک کوٹھی کے احاطہ میں موجود ہے۔ آپ کی اولاد اب تک لاہور میں بھاٹی دروازہ کے اندر آباد ہے۔ سرکاری ملازمین میں سے شیخ سراجدین صاحب پرسنل اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب بہت مشہور ہیں۔

آپ کے مریدوں میں سے حضرت بُلھے شاہ صاحب بہت مشہور ہوئے ہیں۔ بُلھے شاہ صاحب اپنی عارفانہ کافیوں کی وجہ سے اور وارث شاہ "ہیر رانجھا" جیسی لازوال تصنیف کی بدولت زندۂ جاوید ہیں اور تصوف کا احوال تو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت بُلھے شاہ صاحب کو جب مرشد کی تلاش ہوئی تو بہت سے بزرگوں کے پاس گئے مگر تشفی نہ ہوئی۔ آپ چاہتے تھے کہ مرشد ایسا ملے جو "ھوالظاہر" تو دکھا دے۔ ان کا کہنا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے۔ "میں خدا کی عبادت نہیں کرتا جب تک اسے دیکھ نہیں لیتا"۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ "خدا کی عبادت کر اس طرح گویا تو دیکھ رہا ہے"۔ پھر حسرت سے فرماتے ہیں: "ہائے وہ تو حاضر و ناظر ہے اور ہم غافل کر اس کا جلوہ نہیں دیکھ پاتے"۔

اسی جذب و جنون کے عالم میں جب حضرت شاہ عنایت قادری کا شہرہ سن کر ان کے پاس قصور پہنچے تو انہوں نے فرمایا "میاں بُلھے شاہ کیا چاہتے ہو؟" "ھوالظاہر دیکھنا"۔ بس ایک تیر تھا کہ سینے میں گڑ گیا۔ دیوانہ وار پاؤں میں گرے۔ حضرت شاہ عنایت اٹھاتے تھے اور اور یہ پاؤں پہ گرتے تھے اور کہتے تھے "سائل کو نہ جھڑکو"۔ حضرت شاہ عنایت نے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ علیحدہ لے جا کر بیعت کی اور خدا جانے کان میں کیا پھونک دیا کہ حضرت بُلھے شاہ صاحب نے باہر نکلتے ہی شور مچا دیا۔

بن میں لکھیا سوہنا یار، جس دے حسن دا گرم بازار
جے کوئی اس نوں لکھیا چاہے، باجھ وسیلے لکھیا نہ جائے
شاہ عنایت بھید بتائے تاں کھلے سب اسرار
بن میں لکھیا سوہنا یار، جس دے حسن دا گرم بازار

Marfat.com

لوگوں میں چرچا ہوگیا کہ سید نے ارائیں کو مرشد بنا لیا ہے مگر بُلھے شاہ صاحب نے ان کی پرواہ نہ کی۔ جاہلوں نے حضرت شاہ عنایت کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے مجبوراً قصور کو چھوڑا اور لاہور میں ڈیرہ لگا لیا مگر خیر و برکت بھی ساتھ ہی لے آئے حسین خاں حاکم قصور تباہ ہو کر مرا اور قصور پر تباہی نازل ہوئی۔

.. پروفیسر خالد امین مخفی ایڈووکیٹ، پرنسپل لاہور کالج، اسلامیہ بلڈنگ نیلا گنبد، لاہور حضرت شیخ محمد عنایت اللہ قادری شطاری کی اولاد میں سے ہیں، انہوں نے اب کچھ تفصیل سے حضرت موصوف کے کوائف زندگی بھیجے ہیں لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے اُن میں سے مختصراً بعض ضروری باتیں درج ہیں:۔

۱۔ پروفیسر مولانا علم الدین مرحوم نے حضرت شطاری کا سن ولادت تحقیق کے بعد ۱۰۵۶ھ لکھا ہے۔

۲۔ آخری مغل بادشاہ محمد شاہ نے آزمائش کے لیے سردیوں کے موسم میں آم کے پیڑ میں تازہ پھل کھانے کی خواہش کی۔ آپ کی نظر سے اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کی خواہش پوری کر دی۔ پھر اُس نے درخواست کی کہ اندرون بھاٹی گیٹ کی اونچی مسجد جو اکبر اعظم کے ابتدائی دنوں میں بنوائی تھی، کی امامت قبول فرمائیں۔ آپ نے قبول فرمائی۔ اُس وقت سے آج تک حضرت شطاری کی اولاد میں اس مسجد کا انتظام اور امامت چلے آ رہے ہیں۔

۳۔ دو مسلمان جن (مخدوم اور محمود نامی) آپ کے پاس معتقد تھے جو قرآن کریم بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے حضرت کے حکم پر بعض بڑے کام بھی کر دیتے تھے (یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں)

۴۔ آپ کی درج ذیل تصانیف کا پتہ چلا ہے:۔

(۱) تنقیح المرام (۲) لطائف غیبیہ (۳) اذکار قادریہ (۴) غایۃ الحواشی (۵) منقذ الحقائق شرح کنز الدقائق (۶) مجموعہ عرفانی شرح مجموعہ سلطانی (۷) رسالہ در مسئلہ عربی و دار الحرب (۸) ذیل الانغلاط فی مسائل النبب بالافراط (۹) کلمات التامہ فی رد مطاعن الثقات (۱۰) رسالہ مہتر الطاعات (۱۱) رسالہ فی من قال ان الدعاء فی الرزق کفر (۱۲) رسالہ فی حل شرب الدخان (عربی نثر) ۱۳۔ رسالہ دیگر فی حل تمباکو۔ ۱۴۔ حواشی جواہر خمسہ ۱۵۔ لباس برہنہ شرح بعض مقامات فتاویٰ برہنہ (۱۶)

Marfat.com

۷۔ حضرت شاہ سیدا سرمست سہروردی سیالکوٹی

آپ کا نام سیدا اور لقب سرمست تھا آپ ملتان سے بارہ میل دور خان پور میں پیدا ہوئے خاندانی پیشہ زمینداری تھا۔ سارا خاندان دیندار تھا اور دین کا ہر وقت چرچا ہوتا رہتا تھا جوانی کے عالم میں ایک روز کسی کھیت کی رکھوالی کر رہے تھے کہ حضرت شاہ لونگا رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں سے گذر ہوا۔ انہوں نے حضرت سیدا پر توجہ دی اور فرمایا "اس کھیتی کی رکھوالی تو کر رہے ہو کچھ اس کھیتی کی فکر بھی ہے جو آئندہ کام آئے گی" یہ بات تیر کی طرح ان کے قلب و روح میں اتر گئی کھیت چھوڑ کر اسی وقت حضرت شاہ لونگا کے ساتھ ہو لئے کچھ عرصہ بعد مرشد کے حکم سے گھر بھی آئے مگر وہاں دل نہ لگا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہمیشہ کے لئے مرشد کے ساتھ چلے گئے۔

انہوں نے مرشد کے فیض صحبت سے بہت جلد باطنی کمال حاصل کر لیا جس کے بعد مرشد نے سیالکوٹ میں جا کر فیضان جاری کرنے کا حکم دیا۔ آپ پہلے چونڈہ باجوہ پھر بن باجوہ اور اس کے بعد سیالکوٹ میں آ گئے۔ تصرف اور فتوحات میں کمال تھا۔ باطنی اسباق کے ساتھ ساتھ ظاہری تعلیم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ آپ نے ایک خانقاہ، حجرہ، مسجد، کنواں اور ڈیوڑھی تعمیر کرائی۔ اور وہیں رحلت کے بعد دفن ہوئے۔ آپ نے عہد جہانگیر یعنی ۱۶۰۶ء میں انتقال کیا۔ عمر ۹۰ سال تھی۔ ساری عمر مجرّد رہے۔ آپ کے چار مشہور خلفاء ہوئے ہیں۔

۱: حضرت شاہ دولہ گجراتی۔ جن کے چوہے شاہ سارے پنجاب بلکہ ہندوستان میں مشہور ہیں۔

۲: حضرت شاہ جمال ساکن گکھڑ چیمہ۔

۳: حضرت شاہ مرید ساکن راڈکی ضلع گجرات

۴: حضرت شاہ ملوک جو حضرت شاہ سیدا سرمست کے بھتیجے ہیں۔

چونکہ آپ پر ہمیشہ جذب و سرمستی کی حالت طاری رہتی تھی اور ہمیشہ مسرور نظر آتے تھے اس لئے آپ سیدا سرمست کے نام سے مشہور ہیں۔

Marfat.com

۴۔ شاہ الٰہی بخش صاحب قادری فاضلی جالندھری

المعروف پیر الٰہی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ دوسنت بی تحت ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میاں اللہ دین تھا۔ آپ بچپن ہی سے عاقت زر در ہوشیار تھے۔ ورزش اور پیری کا بہت شوق تھا۔ آپ کا خاندان علماء و اولیاء کا خاندان تھا۔ اس لیے لڑکپن ہی سے طبیعت تصوف کی طرف مائل تھی۔ پہلے سائیں مکھن شاہ اور پھر میاں لگے شاہ جالندھری سے بیعت کی۔ آپ ہمیشہ عمدہ لباس پہنتے اور وجاہت سے رہتے تھے۔ ہمہ اوست کے قائل تھے۔ ساری عمر مجرد رہے۔ مرتاض، عابد، زاہد اور عالم تھے۔ روحانی صفائی کیساتھ ساتھ ظاہری صفائی کے بھی بڑے دلدادہ تھے اور فرمایا کرتے تھے۔

ہم مست نہیں او میاں مرکی اوں سو ہا بڑے لوک بندے سنت ہے جی
جھیڑا گدھے وانگوں درچہ روڑی لیٹے اوہنوں کھدے بڑا بہنت ہے جی
جیہڑا گھگو وانگوں کن بند بیٹھے اوہنوں آکھدے بڑے ہے نت ہے جی
سائیں لوکو ایہ کوئی فقر ناہیں بابا ریں سارا جھنت ہے جی

آپ کے مرید بہت تھے۔ غیر مسلم بڑے معتقد تھے۔ فتوحات بہت تھیں۔ روحانی تصرف بڑا وسیع تھا۔ اکثر مشکل مسائل کو چٹکیوں میں حل کر دیا کرتے تھے۔ ۵ دسمبر ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا۔

ہم ذیل میں ان کے چند روحانی اور علمی فضائل کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ کسی نے آیت یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی پڑھی۔ فرمایا "دیکھو جینس زندہ ہے اور گوبر مردہ پھر اس گوبر سے کرم کیڑے زندہ ہو کر چلنے لگتے ہیں۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کشف المحجوب کا تذکرہ ہوا تو کسی نے کہا بعض عالم شعراء کو برا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "آٹا اچھا ہونا چاہیے پھر روٹی خواہ تنور میں لگا دو

Marfat.com

یا توسے پر لپکاؤ" یعنی مضمون اچھا ہونا چاہیئے، عبارت نظم ہو یا نثر۔

۳۔ شیخ کریم بخش عہد سکھاں میں جالندھر کا حاکم تھا۔ اس نے چاہا کہ آپ اس کے پاس آئیں تو روزینہ مقرر کر دے مگر آپ نے فرمایا "ہم گداگری کے لئے فقیر نہیں ہوئے۔ ہم تو مولا کے فقیر ہیں" آپ کو اس قدر فتوحات ہوئیں کہ دوسروں کو بہت کم نصیب ہوں گی۔

۴۔ ایک دفعہ راستے میں مرکھنا سانڈ آگیا۔ لوگوں نے گھبرا کر بھاگنا چاہا۔ آپ عصا لے کر آگے بڑھے اور اس کے مقابلے میں کھڑے ہو کر فرمایا "درویشوں سے مقابلہ کرتے ہو" سانڈ راستہ چھوڑ کر دوسری طرف چلا گیا۔

۵۔ ایک دفعہ حکیم صدر الدین کے ہاں کسی مرید کو دوا پوچھنے کے لئے محمد بخش حجام کے ساتھ بھیجا، جو آپ کا مرید صادق تھا۔ حکیم صاحب نے طعنہ دے کر کہا کہ خدا کہلاتے ہیں اور دوائیاں مجھ سے پوچھتے ہیں۔ محمد بخش نے آکر یہ ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا محمد بخش خدا تم کو علم نصیب کرے گا، تم آج سے کسوت اتار دو، حجام کا کام چھوڑ دو اور علم و حکمت پڑھو۔ آج سے تمہارا نام حکیم محمد بخش ہوا۔ خدا کی شان تھوڑے ہی عرصہ میں وہ جالندھر کا مشہور طبیب ہو گیا۔

۶۔ آپ نے ایک آریہ سماجی سے سوال کیا کہ تم کہتے ہو یہاں کے کرم کا پھل اگلے جنم میں ملے گا۔ اب اس جہان میں کس جنم کا پھل بھوگتے ہو۔ تمہارے اعتقاد کے مطابق جنم ہوتا ہے کرم کے مطابق۔ اور کرم بغیر جنم کے ہو نہیں سکتا۔ تو پہلے کرم مانا جائے یا جنم؟ (یعنی جب سب سے پہلی بار پیدا ہوئے تھے تو آخر اس وقت کون سے گناہ کئے تھے جن کی سزا میں جنم ہوا؟)

۴۔ سائیں بلاقی شاہ صاحب ابوالخیر لاہوری

آپ لاہور کے مشہور ارائیں خاندان "کاردار اں" کے ممتاز فرد تھے۔ حضرت شاہ عنایت قادری کی اولاد میں سے شیخ غلام قادر کے مرید تھے جو رشتہ میں آپ کے نانا بھی تھے۔ آپ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔ مریدوں کی تعداد بے شمار تھی۔ آپ کی مجلس سماع میں حضرت بلھے شاہ صاحب کی کافیاں گائی جاتی تھیں۔ آپ ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

اور اپنے ہی مکان میں دفن ہوئے۔ آپ زمیندار بھی تھے۔ لائل پور میں چار مربعہ اراضی تھی۔ پیری مریدی آپ کا ذریعہ معاش نہ تھا۔

۵۔ حافظ اللہ بخش صاحب موضع ڈھولنوال ضلع لاہور

آپ سیف زبان تھے اور حضرت میاں شیر محمد صاحب نقشبندی شرقپوری کے مرید تھے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سے بیانت ہیں۔ جید عالم اور متقی تھے۔ آپ کے صاحبزادے منشی رحیم بخش پہلوان تھے

۶۔ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب لاہوری

آپ میاں بدرالدین صاحب انہیں سے طریقہ نقشبندی میں مرید تھے۔ حلیم، عابد، عالم اور زمیندار تھے۔ مریدوں کی تعداد بہت تھی۔ اکثر وظیفہ پڑھتے یا ذکر اذکار کرتے ہوئے خشوع سے خود بھی گریہ وزاری کرتے اور حاضرین مجلس کو بھی رلاتے تھے۔ آپ کا انتقال ۲۲ فروری ۱۹۰۶ء کو نوّے سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مزار بادامی باغ ریلوے اسٹیشن کے سامنے ہے۔ آپ کے خلفاء میں سے مہر محمد صوبا بہت مشہور ہیں۔

۷۔ میاں خاکی شاہ ولد حسن ہوشیارپوری

آپ خانپور ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ ساری عمر مجرد رہے۔ چشتی سلسلہ سے تعلق تھے۔ کامل بزرگ تھے۔ اپنے مرشد حضرت حسن علی شاہ کے ساتھ ۔۔۔ صاحب ۔۔۔ پاؤں میں کھڑاویں اور لباس گیروا پہنتے تھے۔ بہت سے ہندو آپ کے معتقد تھے۔

۸۔ بابا ماہی شاہ تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور

یہ حضرت بھی ساری عمر مجرد رہے۔ زیادہ عالم نہ تھے مگر عامل اور متقی بے حد تھے۔

Marfat.com

آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں۔ فتوحات اور تصرفات میں بہت کامل تھے۔ ایک سو پانچ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

۹۔ حضرت میاں نصراللہ صاحب

آپ کا روضہ میا انغاناں ضلع ہوشیارپور میں ہے۔ آپ پیر درس والے کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ عالم متبحر تھے اور فاضل اجل تھے۔ ساری عمر دینی اور روحانی علوم کی تدریس میں گزاری ان کے درس میں بہت دور دور سے طلبہ آتے تھے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کی طرف سے اراضیات معافی بنام مسجد اور درس عطا ہوئی تھیں۔ ان کے درس میں کھانا طلبہ کو مفت ملتا تھا اور رہائش کی ہر ممکن سہولت تھی۔

۱۰۔ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب نقشبندی

آپ کی پیدائش موضع جھینی نزد شرقپور ضلع شیخوپورہ میں ہوئی لیکن آپ نے زندگی کا زیادہ حصہ قلعہ لال سنگھ میں گزارا۔ دارالعلوم عباسیہ بہاولپور سے آپ نے دینی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد دینی خدمت شروع کی۔ آپ نے فرق باطلہ کے ہر عالم کو مناظروں میں شکست دی۔ آپ اپنے ہاتھ سے کاشت کاری کرتے تھے۔ آپ کے مرشد حضرت صدرالدین بڑے پائے کے بزرگ کامل تھے۔

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نے ۲۲ فروری ۱۹۰۳ء کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار بادامی باغ ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔

آپ نقشبندی سلسلہ کے بزرگ تھے۔ آپ نے بہت سے خلفا چھوڑے ہیں۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ پیر نور محمد صاحب بڑے کامل بزرگ اور عالم تھے۔ آپ کے اکثر مضامین "الفقیہ" امرتسر میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔

۱۱۔ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب نقشبندی شرقپوری

آپ ۱۸۶۵ء میں میاں عزیزدین صاحب کے گھر پیدا ہوئے کسنی ہی میں کھیل کود سے الگ رہتے اور اکثر کھوئے کھوئے پھرتے۔ تنہائی پسند فرماتے۔ عموماً قبرستان چلے جاتے۔ جب والدہ پوچھتیں

Marfat.com

تو کہتے ہیں: بزرگوں سے ملنے گیا تھا۔ مدرسہ میں صرف پرائمری تک تعلیم حاصل کی لیکن مسجد میں قرآن حکیم کے بعد معقولات و منقولات پر بھی عبور حاصل کر لیا۔ گھر سرچشمۂ معرفت تھا۔ آپ کے نانا حضرت مولانا غلام رسول اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ آبائی پیشہ خطاطی تھا۔ اس فن میں خاصی مہارت حاصل کر لی تھی۔ ابتدا میں اللہ اور محمدؐ کے الفاظ بطور خاص مشق فرمائے۔ ذکر و فکر کا شغف بھی تھا۔ فطری طور پر سخی تھے۔ اگر جیب خالی ہوتی تو قرض لے کر بھی سائل کی حاجت روائی کرتے۔

آپ کا قد میانہ اور جسم نحیف و نزار تھا۔ رنگ گورا۔ ریش مبارک سیاہ اور سر کے بال لمبے تھے۔ سادہ اور صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ طبعی شرافت اور شرم و حیا کا یہ عالم تھا کہ بازار اور محلہ میں نیچی نگاہ کئے گزر جاتے اور پڑوس کی عورتیں ازراہِ مذاق کہا کرتیں: "شیر محمد تو لڑکیوں کی طرح منہ چھپا پھرتا ہے۔"

آپ نے حضرت خواجہ امیر الدین سے طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ جب مرشد نے ذکر تلقین فرمائی تو محویت بڑھ گئی۔ وجدانی کیفیت کی شدت سے تڑپتے لوٹتے پھرتے تھے۔ آپ نے نہایت قلیل مدت میں اشغال نقشبندیہ اور لطائف ششگانہ میں کمال حاصل کر لیا۔ راہ سلوک میں نفی و اثبات اور سلطان الذکر کی منزلیں طے ہو گئیں۔ اتباعِ سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پابند تھے۔

نماز اشراق کے بعد بچوں کو کلام مجید کا درس دیتے۔ دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتے۔ طلب سوال سے منع کرتے۔ کسب حلال اور اکل حلال پر زور دیتے۔ مہمان نواز، ہمدرد و خندہ رو بزرگ تھے۔ اعلائے حق میں کسی کی رو رعایت نہ کرتے۔ فرمایا کرتے تھے: مسلمانوں کے لئے فلاح دنیوی اور نجات اخروی کا واحد ذریعہ کتاب و سنت پر عمل ہے اور تزکیہ نفس کے لئے اتباع سنت ہی کافی ہے۔ انگریزی بود و باش اور مغربی تہذیب و تمدن کے سخت مخالف تھے۔

میاں سر محمد شفیع باغبان پورہ والے آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ جب لاہور تشریف لاتے تو ان کی کوٹھی مزنگ روڈ پر قیام فرماتے اور ان کو انگریزی طرز معاشرت پر تنبیہ کرتے۔ حضرت علامہ محمد اقبال کو آپ سے ملاقات کا بہت اشتیاق تھا۔ بڑی مشکل سے باریابی ہوئی تو آپ نے فرنگی وضع قطع پر علامہ صاحب کو ٹوکا۔ انہوں نے عرض کیا: حضرت گناہ سے نفرت ہونی چاہیئے گناہگار سے نہیں۔ سرکار دو عالمؐ کی ذات گرامی شفیع المذنبین بھی ہے اور رحمۃ للعالمین بھی۔ آنحضورؐ کا اسم گرامی

Marfat.com

آیا تو شیر ربانی بھی آبدیدہ ہو گئے اور علامہ اقبال بھی بامراد لوٹے۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ اللہ پاشا نے ایک ملاقات کے بعد فرمایا: "یہ عالم ربانی ہیں۔"

چلہ کشی کو منع فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی کافی ہے ۔ ہم اسوہ حسنہ کی پیروی جانتے ہیں، فقیری نہیں جانتے۔ افسوس لوگ مسلمان نہیں بنتے فقیر بنتے ہیں۔

آپ عمر بھر احیائے دین کے لئے کوشاں رہے۔ آپ روپیہ پیسہ نذر نیاز قبول نہیں کرتے تھے۔

آپ کی تصانیف میں سے "خزینہ معرفت" اور "تذکرہ اولیائے نقشبندیہ" بہت مشہور ہیں۔

آپ کا وصال اگست ۱۹۲۶ء کو ۶۳ سال کی عمر میں ہوا۔ مضافات شرقپور میں آپ کا مزار ہے۔

حضرت سائیں کرم الٰہی (کانواں والی سرکار)

آپ کا نام کرم الٰہی تھا جو آپ کے والد نے آپ کی پیدائش پر رکھا تھا۔ بعد میں سائیں کانواں والی سرکار کے نام سے مشہور ہوئے۔ کیونکہ آپ کو کوؤں سے بہت ہی پیار تھا لوگ وہاں جو نیاز لاتے، سائیں صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ سب کچھ کوؤں کے آگے ڈال دیا کرتے۔ اگر آپ کے پاس اس وقت اور آدمی بیٹھے ہوتے تو جس پر نگاہ التفات پڑتی اس کو بھی تھوڑا بہت حصہ دے دیا کرتے۔ ان کے والد بزرگوار مہر غلام محمد جن کا پیشہ زمینداری تھا بہت ہی سیدھے سادے انسان تھے۔ لوگوں میں اپنی شرافت و سادگی کی وجہ سے مشہور تھے۔ اہل خاندان اور عام لوگ آپ کی چشم بصیرت سے کئی اہم معاملات میں فیض یاب ہوتے۔ سائیں صاحب کی والدہ محترمہ بھولاں بی بی بہت ہی پاکدامن اور نیک خاتون تھیں۔ گجرات کی سرزمین جسے ہمیشہ سے یہ فخر رہا ہے کہ وہاں بہت سے صاحب کمال اولیاء اللہ گزرے ہیں۔ آپ کا ظہور بھی اسی سرزمین سے ہوا۔ سائیں کرم الٰہی صاحبؒ کی ولادت بتاریخ ۳ اپریل ۱۸۲۸ء محلہ اندرونی کانیاوالی میں ہوئی۔ شروع سے ہی سائیں صاحب کا رجحان فقیروں اور درویشوں کی طرف تھا اور نماز روزہ کے سختی سے پابند تھے اور تلاوت قرآن پاک بھی ہر روز صبح سویرے کیا کرتے اور عموماً رات اور دن زیادہ تر عبادات میں مشغول رہا کرتے۔ آخرکار سائیں کرم الٰہی کا ملاپ ایک مرد کامل سے ہوا۔ جن کا نام پیر امام شاہ تھا جن کا دربار آج بھی جن جنڈا لا میں ہے اور لوگ دور دور سے

Marfat.com

آپ کے مزار کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ جس وقت سائیں کرم الٰہی صاحب کی ملاقات اس مردِ کامل سے ہوئی تو حکم ہوا آپ فوراً دہلی پیدل جانے کا قصد کریں۔ مرید کے لیے یہ حکم بہت ہی اہمیت رکھتا تھا۔ فوراً دہلی جانے کا قصد کیا۔ راستے میں جن دشوار گزار منزلوں سے گزرنا پڑا۔ گزرے اور آخر کار دہلی جا پہنچے۔ وہاں جس آدمی کے پاس جانا تھا اس کے پاس گئے اس نے دیکھتے ہی یہ حکم دیا کہ آپ ابھی کشمیر جانے کا قصد کریں۔ وہاں سے جو کچھ آپ کو ملنا ہے ملے گا اور پیدل ہی آپ کشمیر تشریف لے جائیں۔ آخر کار پھر انہی دشوار گزار راستوں کو طے کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں دریائے جمنا کو پار کرنے کے لیے تین میل تک پانی سے گزرنا پڑا۔ آخر کار وہ دن آگیا جب آپ کشمیر اس آدمی کے پاس پہنچے جہاں نہیں پہنچنا تھا۔ جب ان سے ملاقات ہوئی تو وہ فرمانے لگے کہ اچھا ہوا آپ تشریف لے آئے ہیں۔ میں دو دن سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ جو کچھ دینا تھا دیا اور دست پہ رخصت کر کے گجرات پہنچنے کا حکم دیا۔ جب مرشد کے پاس پہنچے تو انہوں نے نگاہِ باطن سے دیکھ لیا کہ آپ راستے کے تمام کٹھن مرحلے طے کر کے آئے ہیں اس لیے فرمایا کہ آپ تھک گئے ہیں یہیں ڈیرہ لگائیں۔ یہاں آپ کا کنواں تھا جو بعد میں سائیں کا کنواں والے کی جھگی کہلائی۔ سائیں صاحب نے جب وہاں ڈیرہ لگایا تو لوگ جوق در جوق آپ کے پاس زیارت کے لیے آنے لگے۔ چونکہ باطن روشن ہو گیا تھا اس لیے ہر بات کو دیکھ لیتے تھے۔ جسے جی میں کچھ بتا دیا صرما جو بھی آیا یہاں سے کچھ لے کر گیا سائیں کرم الٰہی عموماً شاہ سیالاں میں جو کہ ان دنوں سیالاں کالونی کے نام سے بھی مشہور ہے تشریف رکھتے تھے۔ جو کہ آپ کی جھگی سے متصل علاقہ ہے۔ یہاں آپ کا تمام ارائیں خاندان آباد ہے اور دونوں اس زمین کے مالک ہیں۔ ایک دن سائیں کرم الٰہی مہر فتح دین جو کہ مشہور صاحب طرز ادیب و شاعر مہر نور الٰہی کے نانا ہیں، کے کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مہر فتح دین نے اپنے داماد مہر نور الٰہی سے کہا کہ آپ سائیں صاحب سے کہیں کہ اس کنوئیں میں پانی کم ہے لہٰذا آپ دعا فرمائیں۔ اس پر داماد نے سائیں کرم الٰہی کے سامنے عرضداشت پیش کی۔ سائیں صاحب مسکرائے اور مہر نور الٰہی سے جن کی عمر اس وقت بیس سال کی تھی کہا کہ اٹھ جوان کنوئیں کو چلا۔ مہر نور الٰہی نے حکم کی تعمیل کی۔ جب مہر صاحب کنواں چلا رہے تھے تو سائیں صاحب یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ لے جوان اب پانی کبھی کم نہ ہوگا آج

Marfat.com

بھی وہ کنواں موجود ہے اور مہر فتح دین اور نور الٰہی زندہ ہیں۔ پانی میں کمی نہیں آئی۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔ طوالت کے خوف سے درج نہیں کرتے۔ ہر ملت و مشرب کے لوگ آپ کے پاس آتے تھے۔ اور آپ کی نگاہ معرفت سے فیض پاتے تھے۔ سائیں کرم الٰہی کوئی بات پوشیدہ طور پر نہیں کہتے تھے۔ سائیں صاحبؒ کا فیض روحانی ہندوستان سے بھی باہر پہنچ چکا تھا۔

سائیں کرم الٰہی صاحب کی وفات ۱۸ر جولائی ۱۹۲۹ء کو ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر نوے سال کی تھی اور غسل پیر ولایت علی شاہ صاحب نے دیا جو کہ سائیں کرم الٰہی صاحبؒ کے بہت ہی عقیدتمند ہیں۔ سائیں کرم الٰہی صاحب کا مزار ان کے اپنے کنوئیں پر ہی ہے۔ جو کہ سائیں کانواں والے کی جھنگی کہلاتی ہے۔ زائرین کو گجرات ریلوے سٹیشن پر اترنا پڑتا ہے۔ گجرات ریلوے سٹیشن سے سائیں کرم الٰہی صاحب کے مزار کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ میل ہے۔ میلہ پر جو لوگ آتے ہیں ان کے قیام و طعام کا بندوبست بھی وہیں ہوتا ہے۔

پیر ولایت شاہ صاحب کا ارشاد گرامی پیر سید ولایت شاہ صاحب نے فرمایا کہ سائیں کرم الٰہی صاحب حضور قطب الاقطاب جناب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بھی حضوری تھے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی۔

ہمارے دین کے خادم

بیسویں صدی کے اس گئے گزرے دور میں بھی جبکہ خالص مادہ پرستی کا زور ہے اور لوگ علم دین سے بے بہرہ ہو رہے ہیں بلکہ یہ کہنا درست ہے کہ آج کے دور میں مغرب کی نقالی میں مذہب کو متروک سمجھا جاتا ہے۔ ہماری برادری کے بزرگوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر اس دور میں بھی دین کی شمع کو فروزاں رکھنے میں نہایت استقامت کا ثبوت دیا ہے۔ آج کسی مکتب یا دینی مدرسے کا اجرا کس قدر حوصلہ شکن ہے۔ اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں کبھی دینی تحریکوں میں کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ آج کل نعوذ باللہ خدا سے زیادہ دولت کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے دولت ہی زندگی کا مقصد ہے۔ پھر جلب زر کی اس افراتفری میں اس بات کا ہوش کسے ہے کہ دینی

Marfat.com

مدارس کی مالی امداد کی جائے وہ لوگ نہایت قابل قدر مجاہدین ہیں جنہوں نے ساری زندگی کے لئے دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں۔

خیر المدارس ملتان:۔ مغربی پاکستان میں مدرسہ اسلامیہ خیر المدارس بیرون دہلی گیٹ ملتان ہزاروں طلباء کو دینی علوم کی نعمت سے مالا مال کر رہا ہے۔ اس وقت تقریباً چھ سو طلباء اور تین سو طالبات زیر تعلیم ہیں۔

آج سے تیس سال پیشتر اس کی بنیاد جالندھر شہر میں ایک جید عالم مولانا خیر محمد صاحب نے رکھی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے ملتان میں اس مدرسہ کو قائم کیا اور اب اس کا شمار پاکستان کے منتخب دینی مدارس میں ہوتا ہے۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب اس کے مہتمم ہیں اور آپ کے صاحبزادے حافظ رشید احمد صاحب استاد القراء ہیں۔ نسیم حجازی صاحب کے برادر نسبتی علامہ غلام ربانی صاحب چشتی نظامی بھی جو بڑے عالم ہیں وہاں موجود ہیں۔

پسرور ضلع سیالکوٹ میں علامہ بشیر احمد صاحب نقشبندی کی نادری کا درس ہے۔ مولانا موصوف بہت بڑے عالم عابد، متقی اور صوفی ہیں۔ آپ نے تفسیر کے علاوہ بھی بارہ مختلف رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں۔ آپ جامع مسجد پسرور میں خطیب ہیں۔

تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دوش بدوش قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی حافظ احمد اللہ صاحب فاضل دیوبند اور فاضل [illegible] صورت بہت بڑے عالم اور مبلغ ہیں۔ آپ قاری بھی ہیں اور ہمہ تن دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا فتح محمد صاحب بڑے ولی اللہ ہو گذرے ہیں۔ آپ دھوا ضلع ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے ہیں۔

حضرت مولانا امجد علی صاحب۔ آپ نے "بہار شریعت" لکھ کر دین کی بڑی خدمت کی ہے جو سترہ حصوں میں ہے۔ دین کے جملہ مسائل اور فقہ کی پوری تعلیم اس میں موجود ہے۔ اس سے پہلے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے "بہشتی زیور" لکھ کر عورتوں کی رہنمائی کی تھی مگر بہار شریعت اس سے زیادہ ضخیم ہے۔

Marfat.com

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی ۔ آپ بہت بڑے عالم، مبلغ اور مجاہد ہو گزرے ہیں۔ مجلس احرار ہند کے صدر بھی تھے ۔ آپ کا سارا خاندان عالم دین ہے ۔ آپ نے دینی اور اور سیاسی تحریکوں میں جس قدر نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں وہ بالکل واضح ہیں ۔

۔ مولانا محمد خلیل اللہ صاحب سلیم آباد ضلع خیرپور میرس ۔ آپ کے والد محترم مولانا محمد سلیم صاحب بڑے عالم ہیں اور زمیندار بھی ۔ مولانا خلیل اللہ صاحب بلند پایہ عالم ہیں ٹنڈو آدم اور منصورہ وغیرہ کے دینی مدارس میں صدر معلم بھی رہے ہیں ۔ آج کل اپنے گاؤں سلیم آباد میں درس دار (مثیل کالج) کھولنے کی فکر میں ہیں ۔ حضرت مولانا محمد سلیم صاحب جائداد کے لحاظ سے بھی رئیس ہیں ۔ ان کے تینوں بیٹے مولوی فاضل اور مختلف عربی مدارس کے صدر مدرس ہیں حضرت مولانا کی عمر اس وقت اسی سال ہے ۔ آپ کی بیگم محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ بڑی عالم دین ہیں ۔ حج کے بعد آپ نے پنجابی زبان میں چند اشعار لکھے ہیں جو عشق رسول صلی اللہ وسلم کا مظہر ہیں ۔

قاری محمد طفیل صاحب ۔ مہتمم مدرسہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ حیدر آباد نہایت جاں سوزی سے تبلیغ دین میں محو ہیں ۔

قاری فتح محمد صاحب شکارپور میں درس دیتے ہیں ۔

حضرت خواجہ محمد عبداللہ صاحب درخواستی ۔ مشہور مفسر، عابد، مقرر اور مناظر ہیں ۔ آپ نے مرزائیوں کے خلاف ہمیشہ جہاد کیا ہے ۔ آجکل خان پور ضلع بہاول پور میں دینی خدمت کر رہے ہیں ۔ آپ جمعیت العلمائے اسلام پاکستان کے صدر بھی ہیں ۔

مولانا محمد علی صاحب جالندھری ۔ آپ تحریک ختم نبوت کے سرگرم رکن ہیں ۔ مرزائیوں کیخلاف جہاد کرتے ساری عمر گزری ہے ۔ آپ شعلہ بیان مقرر اور عمدہ خطیب ہیں ۔

مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی ۔ آپ آجکل گوجرانوالہ میں مقیم ہیں ۔ مشہور عالم، مفتی اور مقرر ہیں اپنا درس قائم کر رکھا ہے ۔

مولانا ابوظفر پیر غلام رسول صاحب قادری ۔ حیدر آباد میں ہیرا آباد کی اکبری نکوئی مسجد میں خطیب ہیں ۔ آپ کے تصنیف کردہ پندرہ تبلیغی رسالے نہایت مفید ہیں جو آپ نے شائع

Marfat.com

کرانے کے بعد مفت تقسیم کئے ہیں۔ آپ وہوا ضلع ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے ہیں۔ تحصیل ڈگری ضلع تھرپارکر میں ارائیوں کا ایک گاؤں "چک حافظاں" کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں اسی فیصد لوگ حافظ قرآن ہیں۔

جماعت اسلامی نے جس طرح دین کی خدمت کی ہے۔ اس سے کوئی صاحب دل انکار نہیں کر سکتا اس جماعت نے اسلام کی تبلیغ اور بدعت کے رد میں نہ صرف قابل قدر لٹریچر بہم پہنچایا ہے بلکہ ہزاروں پیاسی روحوں کو تسکین بخشی ہے اور مادیت کی زد سے نکالنے میں خضر راہ کا کام کیا ہے۔ یوں تو اس جماعت میں بے شمار ارائیں برادری کے کارکن ہیں اور بیشتر ضلعی امرا بھی ارائیں ہیں مگر چوہدری غلام محمد امیر جماعت اسلامی کراچی اور مولانا جان محمد بھٹو امیر جماعت اسلامی سندھ مشہور ہستیاں ہیں۔ دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر دونوں حضرات نے نوکریاں چھوڑیں، جیلوں کی ہوا کھائی مگر ان کے قدم راہ حق پر آگے ہی آگے بڑھتے گئے۔ چوہدری غلام محمد صاحب تو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے ساتھ ارض القرآن میں بار بار جا چکے ہیں۔ اور موتمر عالم اسلامی میں مندوب کی حیثیت سے شریک ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان دونوں حضرات کے مختصر تواریخ حیات بھی پیش کرتے ہیں۔

چودھری غلام محمد:۔ آپ جماعت اسلامی کراچی کے سربراہ۔ تحریک کے قدیم کارکن محنتی، منتظم اور مستعد ہیں۔ صاحب فکر اور ذہن رسا رکھتے ہیں۔ عمر ۴۸ سال کے لگ بھگ ہے۔ ۱۹۴۴ء میں جماعت میں شامل ہوئے۔ سندھ میں جماعت اسلامی کی تنظیم کرنے اور اسے آگے بڑھانے کے لئے آپ نے بے حد کام کیا ہے۔ آپ دکوہا سیداں ضلع جالندھر کے رہنے والے ہیں۔ ماہنامہ "چراغ راہ" کراچی سے آپ ہی نے جاری کیا تھا۔ وہ پوری طرح تحریک اسلامی میں گم ہیں۔ ملاقاتیں، دفتری کام، تقسیم لٹریچر، ترجمہ سندھی یہ سب انہی کا کام ہے۔ اسکیمیں سوچنے اور منصوبے بنانے میں ان کا ذہن بڑا زرخیز ہے۔ لاہور میں جماعت اسلامی کے جس اجتماع میں گولی چلی اور اللہ بخش شہید ہو گیا تھا اس کا سارا انتظام چوہدری صاحب کے ذہن رسا کا نتیجہ تھا۔ اس انتظام نے پورے پاکستان میں دھاک بٹھا دی تھی۔ کراچی میں جماعت کو کامیاب کرانے میں چوہدری صاحب کی کوششوں کو دخل ہے۔ تحریک اسلامی کے دو گل پاکستان

Marfat.com

اجتماعات کراچی میں چودھری صاحب کی نظامت میں منعقد ہو چکے ہیں۔

بیرونی ممالک میں تحریک اسلامی کے ہمہ پہلو تعارف نیز تحریک کے خارجی امور کی تنظیم و توسیع کی ذمہ داری بھی چودھری صاحب پر رہی ہے جس کی انہیں کافی مہارت ہو گئی ہے۔ کئی بار حج کیا۔ رابطہ اسلامی کے اجلاسوں میں شرکت کی۔ مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ عالم اسلامی کی نمایاں علمی اور دینی شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور تحریک اسلامی کے تعارف کے لئے اردو اور انگریزی میں متعدد پمفلٹ شائع کئے۔ آپ نہایت خلیق، حلیم اور باحوصلہ رفیق ہیں انہیں دیکھ کر تحریک اسلامی کا تصور خود بخود ذہن میں اجاگر ہوتا ہے۔

مولانا جان محمد بھٹو:۔ آپ عالم دین ہیں۔ پہلے مختلف اسکولوں میں عربی ٹیچر اور معلم دینیات کی حیثیت سے کام کر چکے ہیں۔ کئی جگہ بورڈنگ ہاؤسوں کے ہاؤس ماسٹر رہ کر بچوں کی تربیت نہایت کامیابی سے کر چکے ہیں۔ اب دارالعلوم ڈیپر (اورنٹیل کالج منصورہ ضلع حیدرآباد) میں ہیں۔ بہترین مقرر ہیں۔ علاقہ سندھ میں جماعت اسلامی کی توسیع کرنے میں آپ نمایاں شخصیت ہیں۔ جماعت اسلامی کے کسی حلقہ کا امیر ہونا اس شخص کے کردار اور دینی حمیت کا ثبوت ہے۔ مولانا بہت مقبول اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک ہیں۔ سنت یوسفی بھی ادا کر چکے ہیں۔

مولوی نور محمد صاحب حقانی لدھیانوی۔ آپ نے لدھیانہ میں مدرسہ حقانی شروع کر رکھا تھا۔ پادریوں کے اخبار نور افشاں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے اپنا اخبار "نور النور" جاری کر رکھا تھا۔ کچھ عرصہ تک اس کوشش میں بھی رہے کہ مسجدوں کے اماموں کو ٹرینڈ کیا جائے تاکہ یہ لوگ اچھی طرح اس فرض کو انجام دیں۔ اور وعظ و تبلیغ کے ذریعے دین پھیلائیں۔ انہوں نے کئی مفید رسالے بھی لکھے ہیں۔ آخر میں چک نمبر ۴۸۴ تحصیل سمندری ضلع لائلپور میں منتقل ہو گئے تھے۔

حکیم محمد ابراہیم ولد میاں مستقیم فیروزپوری۔ آپ نے دہلی میں تعلیم حاصل کی تھی۔ فیروزپور کے دیہات میں انگریزی حکومت کی طرف سے حکیم بھی مقرر ہوئے۔ پھر نظام الدین خاں والی ممدوٹ کے ذاتی معالج بھی رہے۔ بہت قابل اور عالم دین انسان تھے۔

Marfat.com

۔ مولوی حافظ محمد عبدالسلام ساکن ٹوہانہ ضلع حصار۔ آپ دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں۔ ہندوستان کے مشہور مدارس میں درس بھی دیتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تک نواب صاحب ڈھاکہ کے صاحبزادوں کے اتالیق بھی رہے اور پھر کوٹ عبدالخالق ضلع ہوشیارپور کے مشہور مدرسہ خالقیہ میں عربی کے مدرس ہو گئے تھے۔

۔ مولوی حکیم عبداللہ شاہ صاحب کرنالی۔ آپ کا اصلی وطن جلال آباد ضلع مظفر نگر تھا۔ آپ قادری، چشتی اور نقشبندی سلسلے میں صاحب کمال تھے۔ بہت جید عالم تھے۔ آپ نے "تعلیمات رحیمی" اور "اشغال و اورادِ تصوف" وغیرہ کئی بلند پایہ کتابیں لکھیں اور مدتوں لوگوں کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور کرتے رہے۔

۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب کرنالی۔ آپ کے والد زمیندار اور چودھری تھے۔ آپ نے بہت سے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور حاجی حافظ قاری عبدالرحمن صاحب محدث پانی پتی سے بیعت کر کے نقشبندی اور قادری سلسلہ میں خرقۂ خلافت حاصل کیا اور حج کرنے کے بعد ہمہ تن دین کی خدمت میں لگ گئے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں تفریح الاخوان، شرف و شرافت، شرف الحرمین، مسئلہ الحجاب وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کا انتقال یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو ہوا۔

۔ مولوی احمد ساکن نور آباد ضلع سانگھڑ۔ آپ کھنڈہ ضلع گورداسپور کے مشہور رائیں خاندان بھروڑا کے چشم و چراغ ہیں۔ س کے علاوہ سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت محمد نور بخش صاحب بھلن شریف والوں سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی سے بھی خلافت حاصل کی۔ آپ کے مریدوں کی تعداد بہت ہے۔ عابد، مرتاض اور عالم ہیں۔ محکمہ ریلوے میں سٹیشن ماسٹر ہیں۔ دین کی خدمت کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔

مولوی حافظ مظہر الدین صاحب۔ آپ ضلع گورداسپور کے قصبہ سٹکوہا کے مولوی نواب الدین صاحب کے فرزند ارجمند اور نسیم حجازی کے برادر نسبتی ہیں۔ عالم دین، صوفی کامل اور مرتاض انسان ہیں۔ خلیق اور ہمدرد ہیں۔ روزنامہ کوہستان لاہور میں "نشان راہ" کے عنوان سے دینی مضامین لکھتے ہیں جو اس قدر مقبول اور مؤثر ہیں کہ قاری کو عشق رسولؐ اور عشق الٰہی میں

Marfat.com

جذب ہو جانے کی دعوت دیتے ہیں۔ ایک مجموعہ ان مضامین کا "نشانِ راہ" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ شاعر بھی ہیں۔ نقشبندی سلسلہ میں بیعت ہیں۔

حکیم رحیم اللہ صاحب۔ ان کا گاؤں گڑھی رحیم اللہ تحصیل و ضلع لاہور ہے۔ چونکہ آپ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے شاہی طبیب تھے۔ اس لیے پورا گاؤں آپ کو ——— جاگیر میں ملا تھا۔ آپ بلند پایہ طبیب اور عالم تھے۔ نہایت زندہ دل بھی تھے۔ ان کی قابلیت کے چند واقعات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ان کے پڑوس میں ایک جولاہا مر گیا۔ جب اسے دفن کرنے کے لئے قبرستان میں لے گئے تو اتفاقاً حکیم صاحب نے اسے دیکھا اور مبتلائے مرض سکتہ پایا۔ اٹھوا کر گھر لے آئے، علاج کیا اور چند گھنٹوں کے بعد وہ تندرست ہو گیا۔

(۲) ایک بیمار لایا گیا جس کی زبان بند تھی اور بولتا نہ تھا۔ آپ نے اس کا بغور مطالعہ کیا اور اس کے بعد اس کے سامنے ناچنا شروع کر دیا۔ چند گھنٹوں کے بعد مریض شفایاب ہو کر بولنے لگا۔

(۳) ایک حاملہ عورت ان کے پاس لائی گئی جس کے رحم میں شدید درد تھا۔ آپ عورت کی لاعلمی میں اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور بندوق داغ دی۔ جنین ہل گیا اور رحم کی حالت ٹھیک ہو گئی۔

(۴) ایک لڑکے نے زہر پی لیا تھا۔ آپ نے اسے گھی اور دودھ پلوایا اور پھر بندوق بھر کر اس کے پیچھے بھاگے کہ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ تم نے کیوں زہر پیا تھا؟ لڑکا خوف کے مارے آگے آگے بھاگتا رہا اور حکیم صاحب پیچھے پیچھے۔ حتےٰ کہ سارا زہر پسینہ اور اسہال کی راہ خارج ہو گیا۔

(۵) ایک روز بازار میں بیٹھے تھے کہ ایک مزدور وزن اٹھائے پاس سے گزرا۔ جب آپ کی نگاہ پڑی تو کہا دیکھو مردہ بوجھ اٹھائے جا رہا ہے۔ لوگ آزمائش کے لئے اس کے پیچھے پیچھے گئے۔ جب اس نے کچھ دور جا کر بوجھ اتارا تو گرا اور گرتے ہی مر گیا۔

حکیم مہر مراد بخش لاہوری۔ آپ جید عالم تھے۔ اکثر روساء کے لڑکوں کے اتالیق بھی تھے

Marfat.com

حکیم بھی تھے۔ بڑے بڑے رئیس آپ سے علاج کراتے تھے۔ اگر کوئی رئیس آپکے فرمان کے مطابق دوائی کا استعمال نہ کرتا تو اسے دیکھنے سے انکار کر دیتے تھے۔ آپ کے بہت سے شاگردوں نے آپ سے حکمت سیکھ کر لاہور میں شاندار کاروبار شروع کر دیا تھا۔ رنجیت سنگھ کے عہد میں آپ نے فارسی کا ایک اخبار بھی نکالا تھا۔ آپ کی وفات ۲۱ اگست ۱۸۹۶ء کو ہوئی۔ آپ خاندان کنار بنداں سے تعلق رکھتے تھے۔

حکیم مولوی غلام رسول صاحب آدان گھوڑے شاہ ضلع ہوشیارپور۔ آپ کے والد میاں نور احمد صاحب عالم، حکیم اور زاہد تھے۔ اور تدریس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ حکیم غلام رسول کی پیدائش ۲۰-۱۸۱۹ء میں ہوئی۔ آپ شروع سے ہی ذہین اور علم دوست تھے۔ آپ نے دہلی میں بڑی عسرت اور پریشانی کے عالم میں علم حاصل کیا۔ طب کا علم حکیم محمد شریف صاحب سے حاصل کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنی کتابیں ساتھ لئے پیدل ہی واپس آئے۔ آپ نے گاؤں میں درس قائم کیا اور اس میں فلسفہ، طب، تفسیر قرآن اور علم تصوف کی تعلیم دینے لگے۔

آپ نے ۱۸۴۰ء سے ۱۸۵۲ء تک اس شان سے درس کا سلسلہ قائم رکھا کر دور دور تک اس کی شہرت پہنچ گئی۔ غدر کے بعد جب حالات درست ہوئے تو آپکو ہوشیارپور میونسپل کمیٹی کی طرف سے سرکاری طبیب مقرر کیا گیا۔ آپ نے ضلع ہوشیارپور کے ہر قصبہ میں دیسی شفاخانے کھلوائے جن میں اپنی پسند کے طبیب رکھے۔ ۱۸۵۸ء سے ۱۸۷۰ء تک آپ نے ہوشیارپور، جالندھر اور کپورتھلہ وغیرہ میں سینکڑوں لاعلاج مریضوں کے علاج کئے پھر ۱۸۷۰ء سے ۱۸۸۰ء تک اپنے گاؤں میں مطب کرتے رہے۔

۱۸۸۰ء میں میاں غلام جیلانی صاحب مرحوم وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ کے صاحبزادے میاں تاج محمد صاحب کا علاج کیا جن کو ڈاکٹروں اور حکیموں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ جب ان کو شفا ہوئی تو سارے علاقہ میں حکیم صاحب کی دھوم مچ گئی۔

۱۸۹۲ء میں بیگم صاحبہ نواب بہاولپور کا علاج کیا اور خداوند تعالیٰ نے انہیں شفا دی تو نواب صاحب نے آپ کو سرکاری طبیب مقرر کیا۔ جہاں اڑھائی سال تک آپ نے خدمات سرانجام

Marfat.com

دی۔ اس عرصہ میں آپ کی شہرت دہلی سے کابل تک پھیل چکی تھی اور تمام رؤسا اور راجگان آپ ہی سے علاج کراتے تھے۔ ۱۸۹۵ء میں آپ بیمار ہو کر گھر آ گئے۔ مشہور ہے کہ اگر کوئی مریض پنجاب چھوڑ کر دہلی جاتا تو حکیم محمود خاں صاحب فرماتے کہ تم مولوی غلام رسول کو چھوڑ کر یہاں کیوں آئے ہو؟

میانی افغاناں میں ایک لڑکی بیمار تھی۔ بہت سے حکماء اس کا بلغم پانی میں ڈال کر دیکھ رہے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ اسے سل نہیں ہے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ اسے یقیناً سل ہے۔ حکماء نے کہا کہ اس کا بلغم پانی میں تیر رہا ہے مگر آپ نے اسے مسل کر اس کی ریح نکال دی اور بلغم پانی میں ڈوب گیا۔ آپ نے فرمایا بلغم کا تیرنا ریح کی وجہ سے تھا، لڑکی یقیناً مدقوق ہے۔ آپ نے اس کا علاج کیا تو وہ چند ہفتوں میں بالکل تندرست ہو گئی۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ والئی کشمیر کی دادی کو شام کے تین بجے ۹۹½ ٹمپریچر ہو جاتا تھا ڈاکٹروں نے تپ دق قرار دیا مگر آپ نے کہا اسے تبخیر ہے۔ چنانچہ آپ کا علاج کرنے پر وہ تندرست ہو گئی۔

آپ احکام شریعت کے بڑی سختی سے پابند تھے، فرماتے تھے، جس کو روحانیت سے مس نہ ہو وہ چلتا پھرتا مردہ ہے۔ نیز انسان علوم شریفہ سے اس وقت تک معزز نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے دل سے خسیس خطرات دور نہ ہو جائیں۔ آپ کی وفات ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو ہوئی۔

حکیم مولوی محمد بخش:۔ آپ حکیم مولوی غلام رسول صاحب کے چچا زاد بھائی تھے اور ان کی غیر حاضری میں ان کا درس اور مطب چلایا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی جگہ سارا کام یہی کیا کرتے تھے۔ بہت جید عالم اور بلند پایہ طبیب تھے۔ انگریزی عہد میں سرکاری طبیب بھی رہے تھے۔

حکیم نقشائی صاحب:۔ آپ کا اصل نام اللہ بخش ہے۔ آپ علامہ طالوت مولانا عبد الرشید صاحب کے بھائی ہیں۔ ملتان میں مطب کرتے ہیں۔ جنسی امراض میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی تیار کردہ ادویہ تقریباً سارے مغربی پاکستان میں مستعمل ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر محمد عبدالستار صاحب صدر ویسٹ پاکستان میڈیکل پریکٹیشنرز ایسوسی ایشن گوجرانوالہ۔ آپ دھاریوال ضلع گورداسپور کے رہنے والے ہیں۔ نہایت قابل حکیم اور ڈاکٹر ہیں۔ ماہنامہ "ڈاکٹر" کے ایڈیٹر بھی ہیں۔

حکیم قاضی رحمت اللہ صاحب انبالوی۔ آپ حکیم، عالم اور زاہد تھے۔ نانا ہی حضرت عبداللہ تھانیسری کے نواسے تھے۔

حکیم مولوی ابراہیم ولد صدیق شاہ پور تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان۔ آپ کی قابلیت اور بزرگی کا یہی ایک ثبوت کافی ہے کہ نواب صاحب بہاول پور کے مرشد اور برصغیر کے مشہور صوفی شاعر اور اہل اللہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب ساکن مٹھن کوٹ بھی آپ ہی سے علاج کراتے تھے۔ خود بہاول پور کے عمائدین ریاست بھی ہر مرض میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اُچہ والے سادات کے حکیم بھی آپ ہی تھے۔ آپکی پیدائش ۱۲۵۰ھ اور وفات ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔

میاں ولی محمد صاحب تونسوی ضلع ڈیرہ غازی خاں

آپ بزرگ کامل اور عالم بے ریا تھے۔ حضرت خواجہ سلیمان صاحب تونسہ والوں کے استاد تھے۔ آپ کے فیوض کی برکات سے کئی گمراہوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا ہوئی۔

سائیں قطب شاہ و سائیں غوث شاہ جالندھر شہر

دونوں حقیقی بھائی تھے۔ ساری عمر مجرد رہے۔ میاں غلام محی الدین صاحب بر کی قادری کے مرید ہوئے۔ دونوں کامل بزرگ تھے۔

میاں عالم شاہ۔ نورمحل

آپ کی طبیعت پر سکر غالب رہتا تھا۔ کرامات بھی ظہور میں آئیں۔ باپ کا نام مراد تھا۔ ساری عمر مجرد رہے۔ نورمحل میں دفن ہوئے۔

بابا مقیم شاہ

جگراؤں میں پیدا ہوئے۔ قادری سہروردی طریق میں سید محمد بخش صاحب جالندھری کے مرید ہوئے۔ دو حج کئے۔ سو سال کی عمر تھی۔ درویش بھی تھے۔

Marfat.com

حافظ مولوی محمد بخش۔ گنگرہ

حافظ، عالم اور طبیب تھے۔ اور دونوں میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ نابینا تھے لیکن اکثر کتب فارسی زبانی یاد تھیں۔

مولوی محمد مسلم۔ گڑھا وہنداں

نہایت قابل پنجابی شاعر اور مصنّف تھے۔ بہت سی کتابیں لکھیں۔ تقویت الاسلام خاص طور پر مشہور ہے۔ جالندھر شہر میں تاجرِ کتب تھے۔

فیضے شاہ نور محل

سیف زبان تھے۔ عالم اجلّ تھے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کی تھیں۔ حضرت میراں سید بھیکہ کے خلیفۂ اعظم تھے۔

مولوی محمد ابراہیم ساکن بوٹ (کپور تھلہ)

والد کا نام غلام حسین تھا۔ بہت عالم تھے۔ درس و تدریس اور طبابت کا سلسلہ جاری رہا مہاراجہ کپور تھلہ کے اتالیق مقرر ہوئے تھے۔ آپ کے بیٹوں میں مولوی غلام محی الدین ہفت زبان کے نام سے مشہور تھے۔ جو حکیم شاعر اور مصنّف بھی تھے۔

خلیفہ ابراہیم موضع بوٹ (کپور تھلہ)

مشہور اہل حدیث عالم تھے۔ ریاست میں بدعات کے خلاف بہت جہاد کیا۔ اولاد میں سب اہل علم ہیں۔

مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانہ

بہت عالم تھے۔ دہلی میں کافی عرصہ رہ کر علم حاصل کیا۔ نہایت خوش الحان تھے۔ تلاوت قرآن سن کر لوگ رونے لگ جاتے تھے۔ شاہ زمان والئ کابل کی درخواست پر لدھیانہ شہر میں آگئے تھے۔ امیر دوست محمد والئ کابل کے لئے دعا کی تھی کہ شاہ شجاع قتل ہوگا۔ اور حکومت پھر آپ کو ملے گی۔ قبر آپ کی سمانہ میں ہے۔ اولاد بھی عالم فاضل ہے۔

مولوی محمد صاحب لدھیانہ

بہت بڑے عالم تھے۔ آپ نے دوسرے فرقوں کی تردید میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں

Marfat.com

انتصار الاسلام بہت مشہور ہے۔ فتاویٰ قادریہ آپ کی آخری تصنیف ہے۔

مولوی عبداللہ صاحب لدھیانہ

غیر مقلد اور مرزائی آپ سے بہت خوفزدہ رہا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کے سانجھوں کیلئے پیشین گوئی کی تھی کہ مرزا صاحب کے مخالف ہو جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سہارن پور میں فوت ہوئے۔ وہیں قبر ہے۔

مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانہ

احکامِ الٰہی کی تبلیغ میں ساری عمر گزار دی۔ مدارسِ اسلامیہ جاری کئے۔ فتویٰ دینے میں بھی بہت کامل تھے۔ اپنے بزرگ باپ مولوی عبدالقادر سے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی تھی۔ ۹ دسمبر ۱۹۰۱ء کو انتقال کیا۔

شیخ اللہ داد صاحب سرسہ ضلع حصار

خاندان چشتی میں حضرت نظام الدین صاحب نارنول سے بیعت کی تھی۔ عہد اکبری کے مشہور مشائخ اور علماء میں سے تھے۔ اکبر بادشاہ نے سو بیگہ اراضی آپ کی خانقاہ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ سرسہ ریلوے سٹیشن کے مغربی جانب آپ کا مقبرہ ہے۔ اسی جگہ آپ کا پرانا گاؤں خواجہ کھیڑہ ارائیاں واقع تھا جو دریائے سرسوتی کے سیلاب کے باعث تباہ ہو گیا تھا۔ آپ کی اولاد کے کچھ افراد موضع رانیہ میں آباد ہو گئے تھے اور کچھ پلی بھیت، جالندھر اور ہوشیار پور کی جانب نقل مکانی کر گئے۔ وہاں بھی "خواجہ کھیڑیا" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی درگاہ پر ہی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کنگن پوری تمام عمر درس و تدریس کے سلسلہ میں مصروف کار رہے۔ مقامی مسلمانوں نے انجمن اللہ دادیہ کے زیر اہتمام ایک اسلامیہ مڈل سکول بھی قائم کر رکھا تھا جو انقلاب ۱۹۴۷ء تک بخوبی قائم تھا۔

مولوی محمد سلیمان صاحبؒ

آپ موضع کنگن پور نزد سرسہ ضلع حصار کے رہنے والے تھے۔ آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ مہر منگو کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ آپ نے سائیں توکل شاہ صاحب انبالویؒ سے بیعت کی تھی اور انہی کے خلیفہ تھے۔ اگرچہ موضع کنگن پور میں دو صد بیگہ زمین اور باغات

Marfat.com

کے مالک تھے مگر تمام عمر حب دنیا سے بے نیاز ہو کر درویشانہ زندگی گزاری۔آپ کا حلقہ مریدی بڑا وسیع تھا۔نوابان پاٹودی اور مالیر کوٹلہ بھی آپ کے مریدوں میں شامل تھے۔باشندگان علاقہ خصوصاً اور دور دراز علاقہ کے خواص عموماً آپ کے روحانی فیض سے مستفید ہوتے رہے۔آپ کا مزار اقدس درگاہ خواجہ عبداللہؒ۔رسالی رحمۃ اللہ علیہ برسوی کے مزار کے مقابل مسجد میں ہے۔

۷۔ حاجی سیدا

موضع رانیہ ضلع حصار کے حاجی سیدا صاحب مشہور اہل حدیث، جید عالم اور متدین بزرگ تھے۔انہوں نے قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ کی تعلیم کو عملی جامہ پہنانے میں اپنی تمام زندگی وقف کر رکھی تھی۔قبیح رسم و رواج کی اصلاح میں آپ نے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔اور ہمیشہ احکام خداوندی کی ترویج میں کوشاں رہے۔آپ نے ایک بہت بڑا کتب خانہ جمع کر رکھا تھا۔علاقہ سوتر کے مولوی نور محمد صاحب مصنف پنجابی کتاب موسومہ "شہباز" آپ ہی کے ہمعصر تھے۔

۔ حافظ پیر محمد چشتی نظامی ریاست پٹیالہ

آپ سیف زبان اور صاحب کشف تھے۔کشف القبور میں خاص کمال حاصل تھا۔میاں محمد شاکر صاحب سامانوی سے بیعت تھے۔ان کے صاحبزادے خلیفہ غلام حیدر صاحب وکیل ڈھیوڑہ ریاست پٹیالہ بہت معزز اور نیک شخص تھے

۔ حضرت حاجی شاہ جی میاں عبداللہ شاہ صاحب تھانیسری

صاحب تصرف اور باکرامت بزرگ تھے۔سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حضرت موسیٰ مانک پوری کے مرید تھے۔

ضلع مظفر گڑھ

مولوی اللہ بخش ساکن خان گڑھ، حاجی کریم داد ساکن جتوئی، مولوی محمد صالح ساکن جتوئی بڑے کامل بزرگ، حکیم اور عالم ہو گزرے ہیں۔جنہوں نے قوم ارائیں میں دین کو زندہ

Marfat.com

کرنے کی پوری کوشش کی۔

ریاست بہاول پور

میاں صالح ساکن موضع پیرن بہوڑ تحصیل احمد پور، مولوی عبدالستار صاحب، حضرت شریف محمد صاحب موضع شدانی تحصیل خان پور بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ حکیم مولوی امام بخش صاحب نواں کوٹ بھی مشہور بزرگ تھے۔

ضلع پیلی بھیت

حکیم غلام معصوم ساکن خاص پیلی بھیت، حکیم خلیفہ احمد علی ساکن کرگہنا، مولوی شیخ غلام مصطفےٰ بن عبدالواحد ساکن امکھیڑہ، میاں شیر محمد ساکن سوکشیا میاں ضلع بریلی بہت کامل بزرگ ہو گزرے ہیں۔

ان کے علاوہ حافظ خدا بخش ساکن مظفر نگر، حافظ رحیم اللہ ساکن جلال آباد کرانہ ضلع مظفر نگر بہت متدین بزرگ تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔

میاں علی بخش صاحب سبزی منڈی موضع سادھورہ میں مشہور ولی اللہ ہو گزرے ہیں مولوی حافظ رحیم بخش صاحب کرنال میں قرآن مجید کا درس دیتے تھے۔

ضلع لاہور

خلیفہ علم الدین، خلیفہ معراج دین، حکیم غلام ہاشم ساکنان بھاٹی دروازہ، سائیں بہرصوبہ دہلی دروازہ ولی اللہ، میاں غلام دستگیر ولد حافظ مولوی ساکن کھیم کرن، مولوی شرف الدین باغبانپورہ، حکیم حسن بخش چونیاں، حکیم مراد علی ساکن برج کلاں بہت مشہور و معروف ہستیاں ہو گزری ہیں۔

ضلع گورداسپور

مولوی نواب دین صاحب ستکوہا

مشہور عالم، مفسر، درویش اور ولی اللہ تھے۔ آپ رمداس ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے

Marfat.com

اکثر سیاحت کرتے اور وعظانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مولوی سراج الحق صاحب سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کی تھی۔ سخی تھے۔ بڑی لمبی لاٹھی اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور وعظ کے دوران میں کبھی جہاد بھی کر لیا کرتے تھے۔ بڑے وجیہہ جوان تھے۔ مشہور ناول نگار نسیم حجازی ان کے داماد ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل مولوی صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔

ضلع جالندھر

میاں محمد ابراہیم عرف میاں جی پنوں شاہ صاحب ساکن علاول پور مولوی جان محمد ساکن آدم پور، مہر اسماعیل عرف بیپ شاہ جالندھری، مولوی امام دین صاحب آورمان، مہر محمد بخش جالندھری اور کئی دوسرے بزرگ مشہور عالم، حکیم اور ولی ہو گزرے ہیں جن کا تذکرہ بخوف طوالت نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت صوفی علی احمد صاحب نقشبندی مجددی

آپ قصبہ کھنڈ نزد دھاریوال (جہاں ایجرٹن وولن ملز کے نام سے گرم کپڑے کا بہت بڑا کارخانہ ہے) ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب میں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد مہر خدا بخش، مہر بڈھا کے بڑے صاحبزادے تھے جو ارائیں برادری کے مہر باغ علی عرف باگو کے خاندان سے تھے۔ انہوں نے میٹرک فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۱۹۲۹ء میں والٹن ٹریننگ سکول لاہور میں سٹیشن ماسٹر گروپ پاس کر کے ڈرگ روڈ کراچی میں ملازمت اختیار کر لی اور تیس سال تک ملازمت کر کے ۱۹۷۰ء میں بطور سٹیشن ماسٹر ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں ٹنڈو آدم میں سکونت پذیر ہو گئے جہاں مہر بڈھا کے دوسرے صاحبزادے مہر عطا محمد مقیم ہیں۔

بیعت آپ نے گاؤں مچھکن تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں حضرت خواجہ محمد نور بخش کے دست مبارک پر بیعت کی۔ مجھے بھی ۱۹۵۱ء میں حضرت موصوف سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ہمارے مرشد بہت زندہ دل، خوش مزاج اور حاضر جواب تھے آپ کا انداز بیان اتنا موثر ہوتا تھا کہ سامعین بے خود رہ جاتے تھے۔ آپ طلب کی

Marfat.com

دوکان کرتے تھے۔ فرماتے لوگ جسمانی بیماریوں کا علاج تو کراتے ہیں لیکن روحانی بیماریوں کا مطلق احساس نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کی روحیں مسخ ہو رہی ہیں۔ لوگ تعویذ لینے آجاتے ہیں لیکن اللہ اللہ کرنا کوئی نہیں سیکھتا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ نے رحلت فرمائی۔

حضرت علی احمد صاحب کو اپنے مرشدؒ سے ۱۹۵۱ء میں خلافت ملی۔ مرشدؒ نے اپنی دستار اور واسکٹ عطا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کی ریاضت میں بہت اضافہ ہو گیا ... کو آرام کم کرتے۔ زیادہ وقت درود شریف اور وظائف پڑھنے میں صرف کرتے۔ ... فرماتے: وظائف پورا کرنے کے لئے کم خوری ضروری ہے۔

۱۹۶۰ء میں آپ نے حضرت مولانا عبد الغفور عباسی مدنی سے بھی بیعت ... پیر بھائی حضرت خواجہ نور بخشؒ کی وفات کا سن کر مدینہ سے پاکستان تشریف لا ... مدنی مدظلہٗ نے صوفی صاحب کے لئے دعا فرمائی اور مقامات طے کرنے کی اجازت ... دی جس سے باطن کھل گیا۔ حضرت مدنیؒ نے خلافت بھی عطا فرما دی۔

راہِ سلوک آپ حلال کھانے کا بہت احترام کرتے ہیں۔ آپ کی اہلیہ باوضو کھانا تیار کرتی ہیں۔ وظیفہ مقفل مکان میں بیٹھ کر پڑھتے۔ وضو کے لئے ضرورت ہوتی تو ان کو تالا کھولے بغیر باہر دیکھا۔ اہلیہ نے راز دریافت کیا تو فرمایا کہ اس کے پیچھے نہ پڑو اپنا کام کرو۔

آپ نے ریلوے سٹیشن کے سامنے ایک شاندار مسجد تعمیر کرائی ہے۔

ارشادات:

(۱) تبلیغی جماعت والے سپاہی بناتے ہیں اور صوفیاء کرام درباری۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ علماء ظواہر کو درباریوں پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کیونکہ درباریوں کے حال اور کیفیت سے یہ لوگ بے خبر ہیں۔ جب یہ بھی دربار میں داخل ہو جائیں گے تو ان کو حقیقت معلوم ہو گی۔ باہر بیٹھ کر اندر کا قیاس نہیں ہو سکتا۔

(۲) شیطان انسان کو اس وقت تک تنگ کرتا ہے جب تک وہ گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ جب گھر میں آ کر گھر والوں کا ساتھی بن جاتا ہے تو شیطان کا حملہ ناکام رہتا ہے جس طرح

Marfat.com

کتا گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجنبی پر بھونکتا ہے لیکن جب وہ گھر والوں سے مل جل جاتا ہے تو کتا واقف سمجھ کر خاموش رہتا ہے۔

(۳) اس راہ میں آزمائش ضروری ہے۔ شکر ہے کہ ہم کو فاقہ نہیں آیا۔

(۴) آدمی محنت کرے اور پیر کامل ہو تو اسے جلدی کھینچ کر اوپر لے جاتا ہے۔

(۵) جس طرح تشریعی بزرگوں کے درجات ہیں اسی طرح تکوینی بزرگوں کے بھی درجات ہوتے ہیں۔ ان میں بھی یہی تقسیم ہوتی ہے مگر اُن پر کون کے اسرار زیادہ کھلتے ہیں اور اِن پر اسرار الٰہی زیادہ کھلتے ہیں۔ یہ افضل ہیں۔

(۶) میری طبیعت تو یہ ہے کہ جو بزرگ شریعت کا پابند نہیں ہے اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

(۷) ولی کو مرنے کے بعد اپنے مرید پر پوری توجہ ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ حضرت خواجہ نور بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ولی کو مرنے کے بعد اس کی روحانیت میں اور زیادہ ترقی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ دنیا کے معاملات سے یکسوئی حاصل کر لیتا ہے۔

آپ درمیانہ قد، نورانی چہرہ، سفید ریش بزرگ ہیں۔ چہرہ پر ہر وقت مسکراہٹ کھیلتی رہتی ہے۔ انگلیاں تسبیح کے دانوں کو ہر وقت گردش میں رکھتی ہیں۔ صحت بفضل ایزدی بہت اچھی ہے۔ مریدوں کا حلقہ بہت وسیع ہے اور جو بھی اس حلقہ میں شامل ہو گیا، تائید ربانی سے فلاح پا گیا۔

حافظ رحیم اللہ صاحب جلال آباد کرانہ ضلع مظفر نگر

حافظ صاحب عالم، عامل اور نہایت متشرع بزرگ گذرے ہیں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رح کے شاگردوں میں سے تھے۔ سترھویں صدی کے اخیر میں وفات پائی۔ ان کا خاندان جلال آباد میں خاندانِ حافظاں کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا فیض جاری ہے۔ اَن گنت لوگوں نے علم حاصل کیا اور حافظ بھی ہوئے۔ اس خاندان میں مستورات بھی حافظ ہیں۔

اسی خاندان میں سے مولانا حافظ علاؤالدین صاحب المتخلص بہ فرخ، جناب نواب میجر محمد نصراللہ خاں صاحب ریاست بھوپال اور ان کے برادرِ اصغر نوابزادہ محمد حمید اللہ

Marfat.com

خاں بہادر، دونوں کے اتالیق منتخب ہوئے اور دس سال تک اس فرض کو بطریق احسن سرانجام دیا۔ علم وفضل اور دینداری اس خاندان کی مسلم ہے۔

حکیم کریم بخش صاحب باغبانپورہ لاہور

آپ باغبانپورہ کے مشہور میاں خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ حکیم اور بزرگ تھے۔ ستر سال کی عمر پائی۔ ان کے بڑے بھائی میاں قادر بخش عالم اور شاعر تھے۔ نادر تخلص کرتے تھے۔ نہایت زیرک اور فن قلعہ کشائی میں ماہر تھے۔ ایک کتاب مفتاح العلوم تصنیف کی تھی۔

مولوی ابراہیم صاحب ساکن منگالا ضلع حصار

آپ تفسیر حدیث اور فقہ کے جید عالم تھے۔ طبیب بھی تھے۔ آپ پکے حنفی تھے۔ غیر مقلد علماء کے جواب اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کی حمایت میں دو زبردست رسالے شائع کئے جن میں سے "حق البیان فی ازالۃ البہتان" بہت مشہور ہے۔

حاجی مولوی فتح محمد صاحب تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

آپ جملہ علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ کی قابلیت اور دینداری کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، مولوی محمد ابراہیم، مولوی حکیم عبد اللہ شاہ کرنالی جیسے بڑے بڑے کامل بزرگ اور شہرہ آفاق شخصیتیں آپ کی شاگردی کا فخر رکھتی ہیں۔ ستر سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

منشی خاں سندھی صفی

آپ نے ہوشیارپور سے پہلے اخبار "سفیر" جاری کیا۔ پھر "کوہ نور" لاہور کے ایڈیٹر مقرر ہوئے جو اس وقت پنجاب کا نہایت مشہور اخبار رہا۔ پھر بھیرہ ضلع شاہ پور میں اخبار دوست ہند کے ایڈیٹر ہوئے۔ اس کے بعد تاج الاخبار راولپنڈی کو ایڈیٹ کرتے رہے۔ دریعد میں "سرحدی اخبار" جاری کیا۔ ۱۸۹۶ء میں اراضی بطور جاگیر مل گئی اور آپ اسے آباد کرنے میں مشغول ہو گئے۔

صوفی اکبر علی جالندھری

آپ بوادرگا کے وہ مایہ ناز سپوت ہیں جنہوں نے نہایت کاوش سے ۱۹۱۹ء میں سلیم التواریخ

Marfat.com

لکھ کر قوم کی بہت بڑی خدمت کی۔ یہ قوم پر ان کا بہت بڑا احسان ہے۔

منشی محمد ابراہیم محشر ابنالوی

آپ نے ۱۹۲۲ء میں ارائیں برادری کے لئے "آلِ ذوالعین" تاریخ لکھی۔ جس پر تبصرہ گزشتہ صفحات میں لکھا جاچکا ہے۔

قاضی فتح محمد صاحب ابنالوی

آپ "سفیر" اور "الراعی" لاہور کے ایڈیٹر تھے۔ شاعر بھی تھے، قاضی تخلص کرتے تھے۔

مولوی نور محمد حقانی لدھیانوی

آپ نے لدھیانہ میں ایک دینی مدرسہ "مدرسہ حقانی" جاری کر رکھا تھا۔ ان دنوں لدھیانہ میں عیسائیوں کا ایک رسالہ "نور افشاں" نکلتا تھا۔ جو مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتا رہتا تھا۔ آپ نے اس کا جواب دینے کے لئے اخبار "نور النور" جاری کیا اور معترضین کے دانت کھٹے کر دیئے۔ آپ کی تحریر بڑی وزن دار اور ٹھوس ہوتی تھی۔

"فلک پیما"

آپ کا نام میاں عبدالعزیز تھا اور "فلک پیما" کے نام سے مضامین لکھتے تھے۔ ہمارے ملک کے وضع دار بزرگوں میں سے تھے جنہوں نے ساری عمر ایک ہی رسالے یعنی "ہمایوں" میں اپنے نتائج قلم چھپوائے۔ زندگی کا جیتا جاگتا گہرا شعور ہمیں فلک پیما کے مضامین میں ملتا ہے، اس کی مثالیں اس دور کے لکھنے والوں میں اگر ہیں تو بس خال خال۔ "فلک پیما" مرحوم کے اسلوب کی شگفتگی اور طنز کی چبھن واقعی اپنی نظیر آپ ہے۔ "ہمایوں" لاہور پڑھنے والوں پر "فلک پیما" کی عظمت ثابت ہو چکی تھی۔ ان کے مضامین کا مجموعہ "مضامین فلک پیما" کے نام سے آئینۂ ادب چوک انارکلی لاہور نے شائع کیا ہے۔ جس کی قیمت دس روپے ہے۔

مولانا عبدالرشید نسیم المعروف بہ علامہ طالوت صاحب

علامہ اقبال کے قریبی دوست اور مولانا حسین احمد مدنی کے خاص شاگرد تھے۔ علم و ادب سے شناسائی اور دلچسپی رکھنے والوں کے لئے علامہ طالوت کا نام بڑی جاذبیت رکھتا

Marfat.com

تھا۔ ان کے مضامین اور اشعار ہند و پاک کے تقریباً تمام اچھے رسائل میں شائع ہوتے تھے وہ مورخ بھی تھے۔ افسوس کہ انہوں نے اپنے مضامین کو کتاب کی صورت میں ترتیب نہ دیا

ان کے چھوٹے بھائی شمس الاطباء حکیم اللہ بخش صاحب المعروف بہ حکیم نادی صاحب ملتان میں" شانِ زندگی" دواخانہ کے مالک و مہتمم ہیں اور اپنی حاذق طبیعت کی وجہ سے پاکستان بھر میں مشہور ہیں۔ انہوں نے" شانِ زندگی" ایک پمفلٹ بھی لکھا ہے۔

مولانا خلیل اللہ صاحب خیر پور میرس

آپ نے ارائیں برادری کے لیے ۱۹۵۳ء میں چند کتابچے شائع کرائے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار مولانا محمد سلیم صاحب بڑے قابل انسان ہیں۔ مولانا خلیل اللہ صاحب کی والدہ بیگم بلقیس صاحبہ بھی شاعرہ ہیں اور انہوں نے حج سے واپسی پر اپنے تاثرات کو حج نامہ کی صورت میں بزبان پنجابی منظوم لکھا اور شائع کیا۔

آپ دینی مدارس میں تعلیم دیتے رہے اور اب اپنی گوٹھ" سلیم آباد" میں دینی مدرسہ جاری کر چکے ہیں۔

مولانا بشیر احمد صاحب پسرور ضلع سیالکوٹ

آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ عالم، زاہد اور بزرگ انسان ہیں۔ آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف زیادہ مشہور ہیں۔

بدعات محرم، قوت حیدری، دامادِ علیؓ و دامادِ نبیؐ، خلفائے ثلاثہؓ اور اہل بیت، تحقیق متعہ فضائل اصحاب ثلاثہ، سیرت امامینؓ۔

مولانا امجد علی صاحب

آپ نے" بہارِ شریعت" لکھ کر گویا اسلامی فقہ، عقائد اور عبادات پر ایک انسائیکلوپیڈیا مکمل کر دیا ہے۔ آپ بریلوی خیالات کے حامل ہیں۔

Marfat.com

مولانا مفتی دین احمدؒ

۱۸۵۶ء میں موضع اجڑام تحصیل وضلع ہُشیار پور میں پیدا ہوئے۔ والدین سیدھے سادے کسان تھے۔ بچپن میں قرآن پاک گاؤں کے امام مسجد سے پڑھا۔ تلاوت قرآن کا شوق اس قدر بڑھا کہ چلتے پھرتے باآواز بلند تلاوت کرتے رہتے۔ پھر قرأت سیکھنے کے شوق میں آٹھ، نو سال کی عمر میں گھر سے بھاگ نکلے اور پاپیادہ سفر کرتے ہوئے لاہور پہنچے۔ چار پانچ سال لاہور میں ابتدائی دینی تعلیم اور قرأت سیکھتے رہے۔ اپنے اساتذہ اور ساتھی طلباء سے دہلی اور دیوبند کے مدارس کی تعریف سُنی اور پیدل دہلی روانہ ہو گئے۔ والدین اور اعزّہ کو اُن کی کوئی خبر نہ تھی۔ تلاشِ بسیار کے بعد تھک ہار کر صبر کر بیٹھے تھے۔ مولانا نے دہلی، سہارن پور اور دارالعلوم دیو بند میں بہت محنت اور جانفشانی سے تعلیم حاصل کی۔ مولانا فرماتے تھے کہ ہم رات کو مطالعہ کیلئے بیٹھتے تو چھت سے رسّی باندھ کر اپنے بالوں سے باندھ لیتے تاکہ نیند نہ آئے۔ قرآن، حدیث، درس نظامی، فلسفہ، منطق، طب اور نجوم میں مہارت حاصل کی۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ صاحب اور حضرت خواجہ عبدالخالقؒ جہانخیلوی چند سال آپ کے ہم درس رہے۔ دارالعلوم دیو بند سے مفتی اور فاضل کی سندات اور جُبّہ و دستار لے کر بیس سال بعد والدین کے پاس پہنچے تو انہیں کوئی بھی پہچان نہ سکا۔ کیونکہ سبھی انہیں مرا ہوا سمجھ کر صبر و شکر کر بیٹھے تھے۔ مولٰنا نے روحانی تعلیم و تربیت حضرت سیّد احمد بخاریؒ سے سلسلۂ قادریہ اور حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی سے سلسلۂ نقش بندیہ میں حاصل کی۔ زندگی کا بیشتر حصہ دارالعلوم دیو بند، دہلی اور مدرسہ سہارنپور میں درس و تدریس میں گذارا۔ دارالعلوم دیو بند میں کچھ عرصہ فتویٰ نویس بھی رہے اور عرصہ تک مدرسہ سہارنپور میں شیخ القرآن رہے۔

مولانا اتّباعِ شریعت و سنّت کا نمونہ تھے۔ شب بیدار عالم تھے۔ پوری پوری رات دو زانو مراقبہ میں بیٹھے گذار دیتے تھے۔ مولانا نے دین کی تبلیغ کے لئے بڑا کام کیا۔ علماء اور مشائخ کا تعاون و اشتراک حاصل کر کے جگہ جگہ جلسے منعقد کرائے مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم کے خاتمے کیلئے اور نکاحِ بیوگان کے سلسلے میں حضرت

Marfat.com

سائیں توکل شاہؒ صاحب اور حضرت خواجہ عبدالخالق جہانخیلویؒ کی معیت میں تبلیغی جلسے منعقد کئے۔

دسمبر ۱۹۱۸ء میں موضع اجڑام ضلع ہوشیار پور میں آپ کا وصال ہؤا۔ سلسلۂ نقشبندیہ کے مطابق ذکر کرتے ہوئے جان، جانِ آفریں کے سپرد کی۔ انتقال سے پہلے وصیت فرمائی کہ میری نمازِ جنازہ حضرت خواجہ عبدالخالق جہانخیلویؒ پڑھائیں۔ حضرت صاحب اس وقت رہتک میں تھے۔ اطلاع ملنے پر چوتھے روز موضع اجڑام پہنچے۔ قرب وجوار کے دیہات کے لوگوں کا جمِ غفیر جمع تھا۔ خواجہ صاحب نے نمازِ جنازہ کے بعد خطاب فرمایا کہ ہندوستان کا ایک چراغ بجھ گیا۔ مفتی صاحب بہت ولی اللہ تھے۔ اپنی زندگی میں ایک جید عالم اور مفتی کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہوئے، مگر بہت کم لوگوں کو اُن کے روحانی مقام کا علم ہو سکا۔

——— لوگو دیکھو اس سخت سردی میں تین روز بعد بھی مولانا کا جسد نرم و ملائم ہے اور زندہ آدمی کی طرح جسم کے جوڑوں میں لچک موجود ہے۔ لوگو! سنو شریعت کا ادب واحترام خاموش رہنے پر مجبور کرتا ہے ورنہ میں مولانا سے تمہاری گفتگو کراؤں۔

مولانا مفتی دین احمد صاحبؒ کے تین صاحبزادے تھے۔ مولوی محمد قاسم، مولوی محمد صدیق مست اور مولوی محمد یوسف۔ صاحبزادوں نے مدرسہ خانخیلاں میں تعلیم حاصل کی اور حضرت خواجہ عبدالخالقؒ کی نظرِ کرم سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سلوک طے کیا۔ مولوی محمد صدیق مست اور مولوی محمد صدیق مست بہت مشہور درویش گذرے ہیں اُن سے بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ ان دونوں حضرات کا انتقال موضع اجڑام تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور میں ہؤا۔ مولوی محمد یوسفؒ ابھی بقیدِ حیات ہیں ضعیف العمر ہیں ضلع رحیمیار خاں علاقہ قیصر چوہان میں بہت مشہور حکیم ہیں مگر علاقہ میں ایک جلالی فقیر اور کامل درویش کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ بہت مقبول الدعا ہیں۔ دُور دُور سے لوگ اُن کے پاس دُعا کرانے جاتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔

Marfat.com

مولانا مفتی دین احمد صاحبؒ کی اولاد میں سے مولوی محمد قاسم مرحوم کے صرف ایک صاحبزادے محمد سعید الزمان عزم ہیں جو آج کل تربیلہ ڈیم کے جوائنٹ ونیچر ہسپتال میں میڈیکل ریڈیو گرافر ہیں۔ اپنی قوم اور برادری کے بہی خواہ ہیں اور اپنے والد اور دادا مرحوم کے نام پر سنو، سنو روپے کے دو وظائف جاری کر رہے ہیں۔ جو اپنے گاؤں اور برادری کے طلباء کے لئے ہوں گے۔

مولانا امجد علی اعظمی

مولانا امجد علی بن حکیم جمال الدین بن شیخ خدابخش بن شیخ خیر الدین، آبائی وطن گھوسی ضلع مبارکپور ہے۔ مولانا کے والد اپنے علاقہ کے نامور طبیب تھے۔ مولانا نے ابتدائی کتابیں اپنے دادا شیخ خدابخش سے پڑھیں۔ وطن کے بعد بعض کتابیں اپنے بڑے بھائی مولوی محمد صدیق سے پڑھیں۔ مولوی محمد صدیق مولانا ہدایت اللہ خاں کے پاس تحصیل علم کی غرض سے گئے۔ پھر مولانا وصی احمد محدث سورتی کے یہاں پیلی بھیت پہنچے۔ اس کے بعد طب پڑھنے کا خیال ہوا اور مولانا حکیم عبدالولی ساکن جھوائی ٹولہ (لکھنؤ) کی خدمت میں پہنچے۔ علم طب کی تحصیل کے بعد ایک سال پٹنہ میں مطب کیا، پھر بریلی میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے مدرسے میں بحیثیت مدرس تقرر ہوا بعد میں مطبع اہلسنت کے ناظم ہوئے بڑی مستعدی سے کام انجام دیتے تھے۔ دارالافتاء کا کام اور پریس کی نگرانی وغیرہ آپ ہی سرانجام دیتے تھے۔ دارالافتاء کا کام اور پریس کی نگرانی وغیرہ آپ ہی سرانجام دیتے۔ مولانا احمد رضا خاں کے انتقال کے بعد چند سال تک بریلی میں رہے۔ پھر ۱۹۲۴ء میں مولانا سلیمان اشرف بہاری کی تحریک پر دارالعلوم عثمانیہ درگاہ اعلیٰ اجمیر میں صدر مدرس کی حیثیت سے چلے گئے۔ اس کے بعد مولانا معین الدین اجمیری کے مدرسہ معینیہ سے منسلک ہو گئے مولانا سردار احمد گورداسپوری نے اجمیر شریف میں مولانا امجد علی سے تحصیل علم کی۔ اجمیر میں ۱۹۳۲ء تک قیام رہا۔ پھر بریلی آ گئے۔ اجمیر کے زمانۂ قیام میں نومسلم راجپوتوں میں مولانا امجد علی صاحب نے خوب تبلیغ کی اور اس کے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے۔

مولانا امجد علی نے بہار شریعت کے نام سے ایک ضخیم کتاب سترہ جلدوں میں لکھی ہے۔ اس کی تالیف ۱۳۴۳ھ میں بریلی میں شروع ہوئی۔ مولانا امجد علی کے فتاویٰ تین جلدوں میں مرتب ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ انہوں نے معانی الآثار کی عربی شرح لکھی ہے۔ بچوں کے لئے ایک قاعدہ "اسلامی قاعدہ" کے نام سے لکھا ہے۔ جو متعدد بار چھپ چکا ہے۔

مولانا کے اجل تلامذہ میں مولانا سردار احمد۔ مولوی غلام جیلانی میرٹھی، مولوی غلام یزدانی مولوی تقدس علی خاں، مولوی اعجاز ولی خاں اور مولانا حشمت علی خاں ہیں۔ مولانا امجد علی کا بمبئی میں انتقال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء میں ہوا۔ تدفین آبائی گاؤں گھوسی میں ہوئی۔ "اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ" سے سال انتقال نکلتا ہے۔

حضرت مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب النعیمی القادری

بانی و مہتمم مرکزی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع ساہیوال (پاکستان)

الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی ولد الحاج ابوالنور محمد صدیق صاحب قوم ارائیں، اپریل ۱۹۱۶ء مطابق رجب المرجب ۱۳۳۴ھ پیدا ہوئے۔

آپ کے قابل ذکر اساتذہ کرام یہ ہیں:۔ (۱) والد ماجد حضرت مولٰنا ابوالنور محمد صدیق علیہ الرحمۃ (۲) جد امجد مولانا ابوالصدیق محمد احمد دین صاحب علیہ الرحمۃ (۳) حضرت مولانا الحاج فتح محمد صاحب شیخ الحدیث مفتاح العلوم بہاول نگر (۴) حضرت مولٰنا الحاج سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری ثم لاہوری علیہ الرحمۃ بانی مرکزی انجمن و دارالعلوم حزب الاحناف لاہور۔

تعلیم۔ فارسی تا مثنوی شریف۔ عربی تمام علوم و فنون، مکمل کورس درس نظامی۔

آپ نے مختلف مدارس میں تکمیل علوم و فنون کے بعد دورۂ حدیث شریف مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں کر کے ۲۶ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۶ شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ میں سند و دستار فضیلت کا شرف امام اہلسنت والجماعت حضرت سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے حاصل کیا۔

تصانیف:۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

(۱) عربی رسالہ "فی الزوال" جس میں نہایت محققانہ پیرایہ سے ظہر کے وقت کا سایہ معلوم کرنے کا آسان اور صحیح طریقہ بیان فرمایا ہے۔

(۲) نورِ نعیمی: جس میں اختلافی مسائل بطرز مکالمہ سلیس اُردو زبان میں با دلائل بیان کئے گئے ہیں۔

(۳) مکبّر الصّوت جس میں لاؤڈ سپیکر لگا کر نماز پڑھنے کے جواز پر مدلل بحث کی گئی ہے۔

(۴) فتاویٰ نوریہ جس کی چار ضخیم جلدیں مکمل ہو چکی ہیں اور ان میں وقتاً فوقتاً آنے والے استفتاؤں کے مدلل جوابات درج کئے گئے ہیں۔ جلد اول چھپ چکی ہے جو ۵۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۵) حدیث الحبیب: جس میں حجیتِ حدیث پر زبردست دلائل قائم کئے گئے ہیں

(۶) قانونچہ نور القوانین۔ اس میں علم صرف کے قوانین و قواعد کو پنجابی زبان میں نظم کیا گیا ہے۔

(۷) نعمائے بخشش المعروف دیوانِ نور، اس میں حضرت کا پنجابی اردو، فارسی اور عربی نعتیہ منظوم کلام ہے۔

(۸) رسالہ انار التمرار الکفار فی اضرار النار، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ کفار ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور وہ عذاب کبھی ختم نہ ہوگا۔

(۹) روزہ اور ٹیکہ۔ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

(۱۰) حرمتِ زاغ۔ اس میں زاغ معروف کی حرمت پر آیات و احادیث و اقوال فقہا کے ساتھ زبردست دلائل قاہرہ قائم کئے گئے ہیں۔

- آپ سات مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے علاوہ ازیں دو مرتبہ زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لئے تشریف لے گئے۔
- کانگرس کے مقابلہ میں مسلم لیگ کی پر زور حمایت کی اور مسلم لیگ کے حق میں ہی اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا۔

Marfat.com

- جہاد کشمیر کے وقت حضرت مولنا ابوالحسنات علیہ الرحمۃ اوّلین صدر جمعیۃ العلماء پاکستان سے مکمل تعاون کیا۔ نیز تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔
- سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت مولانا الحاج صدر الافاضل حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین شاہ صاحب مراد آبادی قدس سرہٗ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کی اور سلسلہ چشتیہ میں بھی آپ مجاز ہیں۔
- یہ نمایاں خصوصیت قابل ذکر ہے کہ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے آپ سے ہی دورۂ حدیث شریف مکمل پڑھ کر دستارِ فضیلت اور سندِ فراغت حاصل کی۔
- جس طرح ملک بھر میں آپ کے تلامذہ پھیلے ہوئے ہیں اسی طرح مریدین کا بھی وسیع حلقہ ہے۔
- آپکی یہ خصوصیت بھی قابل فراموش نہیں کہ بیشتر رشتہ داروں نے آپ سے ہی تمام علوم وفنون کا استفادہ کیا اور کر رہے ہیں۔
- یہ اہم خصوصیت بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپ سے پہلے علاقہ میں کوئی منظم ادارہ موجود نہیں تھا اور جو انفرادی طور پر تعلیم کا کچھ انتظام تھا بھی تو طلباء گداگری کے ذریعے اپنے خورونوش کا خود انتظام کرتے اور رہائش کے لئے مساجد ہی میں گزر اوقات کرتے تھے آپ نے ان تمام نقائص کو دُور کرنے کی خاطر ایک ایسے دار العلوم کو قائم کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لی جس میں باقاعدگی ہو، نظم و ضبط خورد و نوش کا مستقل انتظام ہو، عوام میں دینی تعلیم کا شعور پیدا ہو جس کے لئے آپ نے کسی بھی جانی و مالی قربانی سے سرمو دریغ نہ کیا اور اس کٹھن اور صعب ترین مگر نہایت ضروری کام کے لئے شب و روز ایک کر دیا۔ چنانچہ آپ کے اس عزم بلند عمل پیہم اور یقین محکم کا نتیجہ دار العلوم حنفیہ فریدیہ کی صورت میں نمودار ہوا جو آج بفضلہٖ و کرمہٖ تعالےٰ ایک اسلامی معیاری ادارہ اور بے مثال منظم تعلیمی و اصلاحی گہوارہ اور علاقہ بھر کی امیدوں کا آخری اور مضبوط سہارا ہے۔ علاوہ ازیں بہت سی خصوصیات بقصد اختصار درج نہیں کی گئیں۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد ابراہیم

جب مشرقی پنجاب (انڈیا) کے ضلع لدھیانہ کے ایک معروف قصبہ جگراؤں کے رہنے والے تھے۔ وہاں بھی ان کا ایک عربی مدرسہ تھا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے میاں چنوں ضلع ملتان جامع مسجد روڈ پر دینی مدرسہ قائم کیا۔ آپ سرخ و سفید رنگ کے نہایت خوبصورت اور بڑے وضع دار اور بامروت بزرگ تھے۔ فیاضی آپ طبع کا خاصہ تھی۔ دینی غیرت و حمیت سے مالا مال تھے۔ گو عمر بھی کبھی سیاست کے بکھیڑوں میں نہیں پڑے تھے نہ کبھی گروہ بندی کے جھگڑوں میں اُلجھے، بس اپنے کام سے کام رکھا اور ساری زندگی درس و تدریس میں گذار دی۔ تاہم ساری عمر سیاست سے بے تعلق رہنے کے باوجود ختم نبوت کی ۱۹۵۳ء کی تحریک میں جیل کی سزا بھگتی۔ نیک نفسی کا یہ عالم تھا کہ مولانا عبدالقادر رائے پوری اگرچہ آپ کے معاصر تھے۔ مگر آپ نے اپنے اس ہم عصر سے بیعت کا تعلق قائم کرنے میں کسر شان نہیں سمجھی آپ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور بیعت کا پہلا تعلق بھی اُن سے تھا۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے ان ہونہار تلامذہ میں سے تھے جو اوائل عمر سے ہی مسلک دیوبند کی ترویج و اشاعت میں بڑی خاموشی اور دلجمعی کے ساتھ مصروف ہو گئے اور زندگی بھر اس میں مگن رہے۔ آپ کی دعا اور تعویذ میں بڑا اثر تھا اور لوگ دُور دُور سے اُن کے پاس آتے تھے۔ فرماتے تھے: اعمال قرآنی اور اذکار کے ذریعے خلق خدا کی خدمت کی طرف طبیعت راغب ہو گئی تھی اور اب حالت یہ ہے کہ صبح سے بیٹھتا ہوں تو شام تک ہجوم خلق سے پیچھا نہیں چھوٹتا۔ آپ کا انتقال ۱۹۷۰ء میں ہوا۔ گیارہ ماہ بعد میاں چنوں میں زبردست بارش ہوئی جس سے اُن کی قبر بھی متاثر ہوئی چونکہ یہ جگہ نشیبی تھی، اس لئے ان کے فرزند مولانا رشید احمد صاحب جو عالم بھی ہیں اور عامل کامل بھی، اُنہوں نے ان کے جسم کو نسبتاً محفوظ جگہ منتقل کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ جب ان کی قبر شق کی گئی تو موقعہ پر موجود بیسیوں شخص یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ تین سو تیس دنوں سے زیادہ مدت گذر جانے کے باوجود اُن کا

Marfat.com

کفن میلا ہوا تھا نہ اُن کے چہرے کی آب و تاب مدھم پڑی تھی۔
آپ کی پوری زندگی اسلام کی اشاعت اور درس و تدریس میں گذری تھی۔

حضرت مولانا محمد سلیم

آپ ضلع خیر پور میرس میں اپنے آباد کردہ گاؤں سلیم آباد کے بانی اور رئیس ہیں۔ یہ گاؤں خیر پور میرس سے تقریباً ملحق ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام مولانا محمد عظیم ہے۔ آپ ۱۳۰۷ھ میں بمقام لودھیانہ (مشرقی پنجاب انڈیا) پیدا ہوئے۔ آپ کو ۱۹۲۲ء میں چک ۱۰۱/۱۲-ایل ضلع ملتان میں اراضی اور نمبرداری ملی تھی، جس کے پاس چک ۱۰۰/۱۲-ایل میں منشی سندھی خاں صفی کو اراضی بطور جاگیر ملی تھی، اس طرح آپ کی ملاقات ان سے ہوگئی اور ارائیں برادری کی بہبود کے لئے اکثر باہمی صلاح و مشورے ہوا کرتے تھے۔

حضرت مولانا کی اہلیہ محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ بہت لائق دیندار، پابند شرع اور قابل خاتون تھیں، انہوں نے اپنے حج کے تاثرات کو پنجابی میں رقم کیا ہے جسے ان کے صاحبزادہ مولانا محمد خلیل اللہ صاحب "سفر حج" کے نام سے شائع کرایا ہے۔ یہ خاتون منشی سندھے خاں کے کسی عزیز کی شادی پر ان کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئیں اور واپس آ کر حضرت مولانا سلیم صاحب سے کہا کہ لوگ قرض لے کر دھوم دھام سے شادیاں کرتے ہیں اور غیر شرعی رسوم کی پابندی کو اپنے وقار کا سوال بنا لیتے ہیں اس ذہنیت اور بدعت کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جب دوسری عورتیں ایسی رسومات کو دیکھیں گی تو اپنے گھر والوں کو تنگ کریں گی کہ ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ حج کے دوران مستورات کے ایک مجمع میں قرآن مجید کی تلاوت اس لہجہ سے کی کہ عرب و عجم کی تمام عورتیں عش عش کر اٹھیں۔

آپ اس وقت بہت ضعیف ہیں پھر بھی اکثر کہا کرتے ہیں کہ ؎

ہے تمنا کہ جوانی ہو، عشق ہو، تم ارغوانی ہو!
تہلکہ ڈال دوں زمانہ میں بانٹ دوں جو کچھ ہو خزینہ

آپ نے عہد جوانی میں برادری کی خدمت کے لئے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے ہیں تاہم اب بھی ان کی نیک تمنائیں برادری کے ساتھ ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اسی حکم کی تعمیل میں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات تشریعی و تکوینی مجھ کو

Marfat.com

حاصل ہوئے ہیں وہ بہت ہی کم کسی کو ملے ہونگے، اوران احسانات کی کوئی حد نہیں، آپ کی پیدائش ایک ایسے خاندان میں ہوئی جو علم وعمل اور شرافت و دیانت کا مجسمہ تھا۔ آپ کا تاریخی نام غریب الدین ہے۔ آپ لڑکپن میں کھیل کود اور تعلیم میں ہمیشہ اوّل نمبر آئے۔

حضرت مولانا کے بیٹے مولوی محمد نعیم مولوی محمد خلیل اللہ، مفتی محمد جمیل اور مفتی رشید احمد سعید احمد ہیں اور سب دین کی خدمت میں اپنی اپنی جگہ پر مصروف ہیں۔ مفتی رشید احمد صاحب مدرسہ اشرف المدارس ناظم آباد کراچی میں ہیں۔

آپ نے چک ۱۰۱ع ۱۴ ایل کی ۱۵ سالہ رہائش میں کبھی کسی سرکاری ملازم کو چاہے وہ پولیس اور ریونیو کا ہو یا محکمہ آبپاشی کا ہو، گاؤں میں پہنچ کر کسی بدعنوانی کا مرتکب ہونے کی اجازت نہیں دی۔ اس گاؤں کا نمبردار ہونے کی حیثیت سے آپکے گاؤں میں چوری، زنا، جوا، شراب نوری اور ناچ گانے پر مکمل پابندی عائد کر رکھی تھی۔ اس لئے بعض مخالفین نے آپکے خلاف دیوانی اور فوجداری کے مقدمات بھی درج کرائے لیکن خدا کے فضل سے آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

آپ کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے فیض صحبت کا شرف بھی حاصل ہے حضرت فرماتے تھے کہ جس نے شبلی یا جنید بننا ہو وہ میرے پاس نہ آئے، البتہ جس کو آدمی بننے کی خواہش ہو وہ میرے پاس آئے۔

ملک غلام محمد اور خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل بھی اپنے اپنے دور حکومت میں آپکے مکان پر حاضر ہوئے۔ آپکے بڑے صاحبزادے مولانا خلیل اللہ صاحب آجکل اپنے گاؤں سلیم آباد کی تاریخ لکھ رہے ہیں اور آپکے دوسرے صاحبزادے مفتی رشید احمد صاحب نے بہت سی دینی کتابیں لکھی ہیں۔

مولوی عبدالغنی کرنالوی

آپ کرنال کے وکیل تھے اور آج سے چالیس پچاس سال قبل کرنال میں میونسپل کمیٹی کے صدر بھی تھے۔ ضلع بھر میں مسلمانوں میں آپ کی شخصیت سب سے نمایاں تھی۔ قائد ملت نوابزادہ لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان نے بھی اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ضلع کرنال ہی سے کیا تھا۔ آپ نے پہلا الیکشن مولوی عبدالغنی کے خلاف لڑا لیکن شکست کھائی۔ پھر کرنال چھوڑ کر یوپی چلے گئے اور یوپی کی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے۔ اس سے مولوی عبدالغنی صاحب کے اثر ورسوخ اور شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب بھی ملا تھا۔ آپ مولانا محمد جعفر تھانیسری اور کیپٹن ظفر حسن ایبک کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ اس خاندان کی قومی دینی اور سیاسی خدمات سنہری

Marfat.com

حضرت علامہ مولوی کرم الٰہی مراد (حنفی، چشتی، قادری، سہروردی)

بی اے (علیگ)، ایس۔اے۔سی ایس (پنجاب)، سی آئی پی (لندن انسٹی ٹیوٹ)

آر۔ایم۔اے (پی۔ایم پی) خطیب الاسلام و مفسر قرآن وغیرہ و مجاز طریقت سلاسل اربعہ۔

آپ کے جدّ امجد میاں مراد بخش (مرحوم) قصبہ نکودر ضلع جالندھر کے رئیس، نمبردار سفید پوش اور میونسپل کمیٹی کے صدر تھے۔ ۱۸۹۲ء میں حضرت مولوی صاحب موصوف کے حقیقی چچا میاں نظام الدین رئیس اعظم و ذیلدار، ان کے برادر محترم میاں امام الدین اور ان کے والد بزرگوار میاں غلام محمد سلطنت برطانیہ کی درخواست اور اصرار پر بار کا علاقہ (چناب کالونی آباد کرنے کے لئے شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ تشریف لے گئے۔ اس طرح ہزارہا ارائیں خاندانوں کو اس کالونی میں آباد کرنے کا سہرا اسی خاندان کے سر ہے۔ چنانچہ مسٹر ینگ سابق مہتمم بندوبست نے ایک خاص سند فضیلت دی۔

حضرت مولوی کرم الٰہی اسی جگہ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی اراضیات کوٹ نظام الدین اور امام پورہ کے دیہات میں پھیلی ہوئی ہیں جو ان کے چچا اور بھائی کے نام پر آباد ہوئے۔ امام پورہ کو پرانے نکودر (جالندھر) کی مناسبت سے عرفاً نکودر بھی کہتے ہیں۔ ان کے تعلقات سر میاں محمد شفیع باغبانپوری (مرحوم) میاں نوراللہ لائل پوری (مرحوم) اور میاں عبدالباری (مرحوم) سے تاحین حیات قائم رہے۔ دینی لحاظ سے ان کو مندرجہ ذیل بزرگان دین سے استفاضہ کا شرف بھی حاصل ہے حضرت سید سعید احمدؒ، حضرت مولانا حافظ محمد احمدؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا شاہ سلیمان اشرفؒ و مولانا محمد عمرؒ و مولانا محمد عیسیٰؒ، حضرت مولانا غلام رسولؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولانا عماد الدینؒ اس طرح مجاز طریقت اربعہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے اعلیٰ دنیوی تعلیم کے بعد صرف سات سال ملازمت کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ملازمت کے آخری سال جب مستعفی ہوئے تو نہ صرف (VERY GOOD) کا امتیازی اعزاز حاصل کیا بلکہ گورنمنٹ برطانیہ نے "بہترین فاضل تعلیمات" کا خطاب بھی دیا۔ بطور مقرر آپ نے جامع مسجد شملہ مال میں سات

Marfat.com

گھنٹے مسلسل بہترین تقریر کرکے اپنا لوہا منوایا۔ ۱۹۳۵ء میں اچھوت کانفرنس میں تمام مذاہبِ عالم سے مقابلہ میں تقریر کرکے فاتح اعظم کا لقب حاصل کیا۔ چنانچہ بے شمار اچھوت حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور آریوں نے بھی ذات پات سے بیزاری کا اظہار ہندوؤں کی پرانی کتاب منوسمرتی کو آگ لگانے سے کیا۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لعل نہرو نے اس کا ردِ عمل لاہور میں آل انڈیا آریہ اچھوت کانفرنس کا ڈھونگ رچا کر کیا تو انجمن حمایت اسلام لاہور نے حضرت موصوف کو دعوت دی اور اس کانفرنس کے تینوں دنوں میں حضرت موصوف نے اپنی معرکۃ الآرا تقریر "پیام حیات" اس انداز سے ارشاد فرمائی کہ اسلام کی حقانیت کا ہر طرف ڈنکا بج گیا۔

برادری کی خدمت میں بھی یہ خاندان شروع سے ہی پیش پیش رہا ہے۔ اولاً بسلسلہ ملازمت اپنے قیام علاقہ نکودر، جالندھر میں اپنی برادری کی تنظیم کا بیڑا اٹھایا۔ اس سے پہلے برادری کے لوگ پٹھانوں، راجپوتوں اور سکھوں سے حد درجہ مرعوب تھے اور ان کی کوئی آواز نہ تھی۔ اس تنظیم سے جس کے پہلے صدر حضرت موصوف کو ہی بنایا گیا یہ اثر ہوا کہ ۱۹۳۶ء کے صوبائی الیکشن میں ہماری برادری کے نمائندے ایسے کامیاب ہوئے کہ مخالفین کی ضمانتیں تک ضبط ہوئیں پھر آپ برادری کے مرکز لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور سالانہ اجلاس منعقدہ الرائی بلڈنگ میں اپنی انقلابی تقریر بعنوان "کلید ترقی" کی جو اخبار الرائی میں کئی ماہ تک قسط وار شائع ہوتی رہی جس سے تمام برادری میں بیداری کی ایک لہر دوڑ گئی۔

آج کل آپ اپنے گاؤں میں ہی قیام پذیر ہیں۔ سینکڑوں لوگ روزانہ اپنی روحانی اور جسمانی امراض کے دفعیہ کے لئے آستانہ پر حاضر ہوتے ہیں اور بہرہ یاب ہو کر لوٹتے ہیں۔ آپکا ایک دار العلوم "جامع اشرف الجوامع" اور ایک کتب خانہ المعروف بہ "مکتبہ اکرام الرحمٰن" اور ایک مطبع "مطبعۂ الطاف الرحمٰن" آپ کی زیر نگرانی خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں جس سے ندائے حق دنیا کے مختلف کونوں تک پہنچ رہی ہے۔ اس کام میں ان کے دونوں صاحبزادگان مولانا ضیاء الرحمٰن اختر و مولانا عبد الرحمٰن ظفر ان کے ممد و معاون ہیں۔ ان دونوں نے اپنی زندگیاں خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی ہیں لیکن اپنی معاش اپنے کاروبار سے حاصل کرتے ہیں۔

Marfat.com

بطور طبیب آپ نے مسیح الملک حکیم اجمل خان (مرحوم) حکیم جمیل خان اور حکیم محمد احمد خان صاحب (مرحوم) سے عملی تربیت حاصل کی۔ آپ ایلوپیتھی میں بھی مہارت رکھتے ہیں اور اپنی فری ڈسپنسری "مطب شفاء الرحمن" میں جسمانی، نفسیاتی اور روحانی علاج کرتے ہیں جس سے بیشمار جسمانی و روحانی مریض شفایاب ہو رہے ہیں اور اس طرح یہ ایک بے نظیر "شفاء گھر" کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔

بطور مبلغ اسلام آپ نے عنفوانِ شباب سے ہی کام شروع کر دیا تھا۔ قدیم علوم کی نشر و اشاعت میں علوم جدیدہ سے بھرپور استفادہ کیا اور اسلامی علوم کو انگریزی زبان کا لباس پہنا کر یورپ اور امریکہ میں اسلامی لٹریچر بھیجا گیا۔ چالیس سال تک عمیق مطالعہ کر کے ایک جامع تفسیر مرتب کی جو عنقریب سعودی عرب میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر دنیا کے سامنے آنیوالی ہے۔ اس تفسیر میں درج ذیل خصوصیات ہیں

(۱) شریعت کے چاروں سلسلوں (حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی) کا اس میں امتزاج اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ فروعی اختلافات میں مخالفت کا شائبہ تک نہیں رہنے دیا گیا۔ اگرچہ ہر ہر مسئلہ حنفیت کی روشنی میں حل کیا گیا ہے لیکن کسی دوسری جماعت کی نہ تنقیص ہوئی ہے اور نہ ایسا کوئی اختلاف کیا گیا ہے کیونکہ حضرت خود بھی چاروں سلاسل کے مُجاز طریقت ہیں۔ سب بزرگوں کا پورا پورا احترام و اکرام فرماتے ہیں۔

(۲) اس میں نہایت خوبی سے مسائل تصوف کو سمویا گیا ہے۔ مثنوی مولانا رومؒ تمام روحانی تعلیم اس میں شامل کر دی گئی ہے۔

(۳) اندازِ تحریر اس طرح ہے کہ ایک صفحہ پر تیرہ سطریں عربی متن کی ہیں جن کے ساتھ بین السطور میں جامع اُردو ترجمہ ہے اور اس کے سامنے کے صفحہ پر تیس سطروں سے زائد عربی متن کی تشریح ہے۔

(۴) طباعت فوٹو آفسٹ، سائز $\frac{18 \times 24}{4}$ کتابت اعلیٰ، کاغذ مضبوط اعلیٰ ولایتی، طباعت عکسی رنگین جو مدینہ منورہ میں اڑھائی لاکھ زرمبادلہ کا انتظام فرما کر شروع کیا جا رہا ہے۔ پہلی طباعت کے بعد اس کی متعدد تقطیعات بنانے کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔

۱۹۳۵ء میں الراعی کانفرنس میں حضرت والد نے ایک برجستہ تقریر فرمائی جو "الراعی گزٹ" میں کئی اقساط میں شائع ہوئی اس میں آپ نے "تنظیم قوم و ملت" کے موضوع پر مندرجہ ذیل عنوانات پر شرح و بسط سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

(۱) تنظیم کا مفہوم (۲) مسلمانانِ عالم کا دورِ عروج و ارتقاء (۳) موجودہ دورِ تنزل و انحطاط (۴) وجوہ

Marfat.com

ارتقاء و انحطاط (۵) طریق تنظیم وغیرہ وغیرہ۔

یہ تقریر طبع سوم میں چھپ چکی ہے۔ عدم گنجائش کی وجہ سے اس ایڈیشن میں حذف کی جا رہی ہے۔ سردار محمد۔

ہمارے دانشور، حکما، قومی کارکن، مجاہد، شہید، سپاہی، ادبا، تاجر، صنعت کار وغیرہ،

(۱) انجمن اسلام (لنڈن)

۱۸۸۶ء میں لنڈن میں انجمن اسلام کے نام سے ایک انجمن بنائی گئی جس میں سید علی امام، میاں شاہ دین ہمایوں (چیف کورٹ پنجاب کے جج (سید کرامت حسین) سر میاں محمد شفیع اور حسن امام شامل تھے۔ اسی انجمن کی کوششوں سے ووکنگ مسجد لائٹنر (LIGHTNER) جیسے شر پسند اور بے ایمان غاصب کے قبضہ سے آزاد ہوئی۔

واقعہ یوں ہے کہ لائٹنر نے ہندوستان میں خود کو مسلمان ظاہر کر کے چندہ اکٹھا کیا اور معمولی مسجد ووکنگ لنڈن میں بنوائی اور باقی رقم سے اپنی شاندار کوٹھی بنوا کر مسجد کا مالک بن بیٹھا اور مسلمانوں کا داخلہ بند کر دیا جس پر کافی ہنگامہ ہوا مگر انگریزی حکومت نے لائٹنر کی کافی مدد کی۔ ۱۸۹۲ء میں مذکورہ انجمن کی زبردست جدوجہد کے سامنے انگریزی حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے اور لنڈن کی ووکنگ مسجد واگزار ہوئی۔

انہی ایام میں ایک ڈرامہ پارٹی نے "محمد دی عریبین پرافٹ" نامی ڈرامہ سٹیج کر کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کا پروگرام مکمل کر لیا تھا۔ جب اس کی خبر انجمن ہذا کو ہوئی تو انہوں نے برطانوی حکومت سے زبردست احتجاج کیا اور ایران اور ترکی کے سفارت خانوں کے معززین کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا جن کی مشترکہ کوششوں سے ڈرامہ سٹیج ہونے سے روک دیا گیا۔

ہمیں فخر ہے کہ ہماری برادری کے معززین نے اسلام کی یہ بے نظیر خدمت کی۔

(نقوش۔ آپ بیتی نمبر ۱۹۶۴ء)

Marfat.com

(۲) آل انڈیا مسلم لیگ

(سائمن کمیشن کے بعد) اس زمانہ میں آل انڈیا مسلم لیگ دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی بلکہ دو متوازی لیگیں بن چکی تھیں۔ ایک کے صدر قائداعظم محمد علی جناح تھے اور سیکرٹری ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور دوسری کے صدر سر میاں محمد شفیع اور سیکرٹری علامہ اقبالؒ۔

دونوں لیگیں بنیادی مطالبات میں متفق تھیں لیکن اختلافات کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جناح لیگ نے مخلوط انتخاب قبول کر لیا تھا اور شفیع لیگ جداگانہ انتخاب پر مصر تھی۔ [illegible] انقلاب اخبار نے دونوں لیگوں کو اکٹھا کرنے میں کافی حصہ لیا حتیٰ کہ دونوں لیگوں کی کونسلوں کا ایک مشترکہ اجلاس دہلی میں ہوا۔ سر میاں محمد شفیع اتحاد مسلمین کی خاطر رضاکارانہ طور پر صدارت سے دستبردار ہو گئے اور قائداعظم جناح آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر چنے گئے

(صحافت پاکستان و ہند میں)

(۳) میاں عبدالعزیز کا کارنامہ

۱۹۲۵ء میں جب لاہور ہائی کورٹ میں نئے جج کے تقرر کا سوال پیدا ہوا تو سیاسی حلقوں نے ڈاکٹر محمد اقبال کا نام لیا مگر شادی لال چیف جسٹس نے گورنر سے کہہ کر یو پی کے ایک مسلمان آغا حیدر علی کا تقرر کرا دیا اور ڈاکٹر صاحب کو قابل توجہ ہی نہ سمجھا گیا۔ اس پر مسلمانوں کو بے حد افسوس ہوا۔ چند دن بعد یعنی ۱۹۲۶ء میں صوبہ پنجاب کی لیجسلیٹو کونسل کا نیا انتخاب ہونے والا تھا جس کے لئے میاں عبدالعزیز نے ہر توڑ کوشش کی کہ ڈاکٹر محمد اقبال کا انتخاب ہو جائے اور اس مقصد کے لئے انہوں نے سنہری مسجد کے چوک میں ایک بہت بڑے جلسے کا بھی بندوبست کیا جس کے صدر وہ خود ہی تھے۔ خلافت کمیٹی نے بھی میاں صاحب کی تحریک پر پورا پورا تعاون کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر محمد اقبال منتخب ہو گئے اور ان کے مخالف ملک دین محمد بیرسٹر بمشکل اپنی ضمانت بچا سکے۔

(میاں عبدالعزیز کا کارنامہ)

۴ غازی علم الدین شہید اور میاں سر محمد شفیع

غازی علم الدین شہید نے جب راجپال نے "رنگیلا رسول" کتاب شائع کرنے پر توہین

Marfat.com

رسالت کا انتقام لے لیا تو اسے ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو میانوالی جیل میں پھانسی دے دی گئی اور اس کی نعش وہیں دفن کر دی گئی جب مسلمان نے اس کا مطالبہ کیا تو انگریزوں نے ہندوؤں اور سکھوں کے ایما پر نعش دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر بڑے بڑے جلسے ہوئے، جلوس نکلے مگر آخر کار چند معززین جن میں غلام مصطفےٰ حیرت، ملک لال دین قیصر اور ڈاکٹر محمد دین تاثیر بھی شامل تھے، میاں سر محمد شفیع کی کوٹھی پر گئے اور عرض کی کہ قوم پر مصائب کا دور دورہ ہے اور آپ کی مدد ضروری ہے۔ چنانچہ اسی شام کو ایک وفد بنایا گیا۔ جس میں علامہ اقبال، میاں عبدالعزیز بیرسٹر اور خلیفہ شجاع الدین وغیرہ بھی شامل تھے، اس کا قائد سر محمد شفیع کو منتخب کیا گیا چنانچہ اس وفد کی کوششوں سے غازی علم الدین شہید کی نعش واپس لائی گئی۔ جسے نہایت تزک و احتشام سے میانی صاحب لاہور کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ (سیارہ ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

(۵) غوثیہ اسلامیہ کالج فرید آباد

ہماری برادری کے ایک نامور علم دوست فرد ڈاکٹر فرید بخش صاحب نے چک نمبر ۳۳۱ گ ب براستہ پیر محل تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور میں پہلے غوثیہ اسلامیہ ہائی سکول کھولا جو بعد میں ڈگری کالج بن گیا۔ جس میں سائنس اور آرٹ دونوں کی کلاسیں جاری ہیں۔ اور اب یہ دیگر کالجوں کی طرح گورنمنٹ کالج بن گیا ہے۔ یہ صرف ڈاکٹر صاحب کی ہمت مردانہ کا نتیجہ ہے کہ ایک فرد واحد کی کوششوں سے دیہات میں ایک معمولی اسکول رفتہ رفتہ ہائی اسکول اور پھر کالج بن جائے۔

ایسے محسن قوم اور علم و ادب کے پروانے پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

(۶) آدینہ بیگ

آدینہ بیگ تحصیل لاہور میں شرق پور کے موضع پٹی میں ایک ارائیں گھرانے میں پیدا ہوا غربت اور افلاس کے باعث وہ بچپن ہی میں مغلوں کے ایک گھرانے میں ملازم ہو گیا۔ اس کے بچپن کے متعلق اس سے زیادہ کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ زیادہ عرصہ دوآبہ جالندھر میں جلال آباد خان پور اور بجواڑہ میں رہا۔ اسے سپہ گری کا شوق چرایا، مگر جلد ہی نوکری چھوڑ دی اور ضلع سلطان پور کے موضع لنگ میں پٹواری بن گیا۔ بڑے بڑے لوگ اس کے دوست بن گئے اور سلطان پور کا

Marfat.com

ساہوکار لالہ سری نواس دمیر بھی اس کا دوست ہوگیا۔ اس نے پورے علاقے کا مالیہ وصول کرنے کی اجازت لے کر مستعدی سے کام شروع کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ لاہور کے خزانہ داروں سے واقفیت حاصل کر لی۔

۱۷۳۷ء میں سلطان پور کا صوبیدار مر گیا تو اس نے سری نواس کی ضمانت پر نواب زکریا خاں صوبے دار پنجاب سے سلطان پور کی صوبیداری حاصل کر لی۔ انہی دنوں نادر شاہ نے حملہ کیا اور خوب تباہی مچی۔ آدینہ بیگ نے نادر شاہ کے لشکر کی مدد کی جس سے نواب زکریا خاں بہت متاثر ہوا چنانچہ نادر شاہ کی واپسی کے بعد اس نے آدینہ بیگ کو دوآبہ جالندھر سے سکھوں کو نکالنے پر مامور کر دیا اور اسے اس علاقہ کا ناظم مقرر کر دیا۔ اس نے اس علاقہ سے سکھوں کو نکال باہر کیا اور خاموشی سے سیاست کا رنگ دیکھتا رہا۔ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر وہ چاہتا تو پورے پنجاب سے سکھوں کا خاتمہ کر دیتا۔

نواب زکریا خاں کے بعد جب میر منو پنجاب کا حکمران بنا اور کچھ عرصہ بعد اس کا انتقال ہوگیا تو آدینہ بیگ پنجاب کا حکمران بن بیٹھا۔ جب احمد شاہ اس کا انتقام لینے کے لئے آیا تو پہاڑوں میں چھپ گیا۔ پھر بعد جب سکھوں نے چڑھائی کی تو اس نے مرہٹوں سے مدد طلب کر کے سکھوں کو شکست فاش دی اور ۱۰ اپریل ۱۷۵۸ء کو پنجاب پر قابض ہوگیا۔

اس نے اپنا دارالخلافہ بٹالہ ضلع گورداسپور بنایا۔ اپنے نام پر ایک شہر "آدینہ نگر" بسایا جو بعد میں دینا نگر ہوگیا۔ یہ بھی گورداسپور کے پاس تھا۔ اس نے سکھوں کو شکستیں دیں جس سے سکھوں کو احساس ہوگیا کہ میر منو کے بعد بھی ایسے بہادر مسلمان مجاہد موجود ہیں جو ان کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں۔ عین ممکن تھا وہ سکھوں کا مکمل استیصال کر دیتا مگر ۱۵ ستمبر ۱۷۵۸ء کو انتقال کر گیا۔ وصیت کے مطابق اس کی میت موضع قلویاں ضلع ہوشیار پور میں دفن کی گئی۔

وہ ارادے کا پکا، متحمل مزاج، ہوشیار اور مصلحت بین تھا۔ وہ ایسا موقع شناس تھا کہ دوسروں میں بدامنی اور شورش پھیلا کر ان سے خوب فائدہ اٹھاتا۔ ایچ ٹی پرنسپ لکھتا ہے کہ وہ فن ڈپلومیسی کا ہندوستان میں امام تھا۔ جب چاہتا تھا سکھوں کو آلہ کار بنا لیتا تھا اور جب چاہتا تھا انہیں تہ تیغ کر دیتا تھا۔

Marfat.com

اس نے محض اپنے زور بازو اور حسن تدبر سے پنجاب کی سیاست میں ایسا پارٹ ادا کیا ہے کہ احمد شاہ، تیمور شاہ، سکھ اور دوسرے امراء سب اس سے گھبراتے تھے۔ وہ تلوار کا دھنی تھا اور بہترین کمانڈر۔

میاں محمد وارث "کمانیہ"

آپ قادر آباد ضلع امرتسر کے جاگیردار تھے۔ اپنی ذاتی گھوڑ سوار فوج رکھتے تھے۔ آپ کے والد کا نام میاں میلے خاں تھا جو خود بھی جاگیر رکھتے تھے۔ آپ قلعہ چونڈہ کے فوجدار تھے۔ سکھوں سے کئی جھڑپیں ہوئیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی ان کی بہادری، جوانمردی اور فراست کا معترف تھا۔ اس نے اعتراف کے طور پر میاں صاحب کو سنہری ترکش اور کمان دے کر اپنے رسالے کا کمانڈر مقرر کیا۔ اور کمانیہ کا خطاب دیا۔

سکھوں نے کئی بار ان کے خلاف سازشیں کیں مگر ہر بار انہیں شکست ہوئی اور میاں صاحب کی بہادری اور تلوار کے سامنے ان کی ایک نہ چلی۔ جب سکھوں کی حکومت کا چراغ گل ہو گیا اور انگریزی حکومت مستحکم ہو گئی تو انہوں نے بھی میاں صاحب کی قدر کی اور آٹھ ہزار کی جاگیر دے کر پنجاب کے رؤسا میں ان کو شامل کیا۔ آپ کا انتقال ۱۸۵۲ء میں ہوا۔

آپ بڑے وجیہہ اور شکیل جوان تھے۔ آپ کا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا تھا۔ گھوڑ سواری میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ میدان جنگ میں شیر کی طرح حملہ کرتے اور تلوار بازی کے جوہر دکھاتے تھے۔

قادر آباد متصل بٹالہ میں تیرہ سو بیگھہ زمین اور نبی پور متصل گورداسپور میں بارہ سو بیگھہ اراضی تھی۔ بٹالہ شہر میں ان کی حویلی اور باغ بہت مشہور ہے۔ سری نگر کشمیر میں ان کا باغ اور حویلی موجود ہے۔ وہاں قلعہ ہری پربت پر چڑھائی ہوئی توپ بھی موجود ہے۔ مزار بھی وہیں ہے۔ ان کے خاندان کے پاس آپ کی یادگاریں سنہری کجاوہ، حمائل مطلاّ، بیاض اور بازنامہ موجود ہیں۔

Marfat.com

شمع آزادی کے پروانے

تحریک مجاہدین کے دو ارائیں جانباز

تحریک مجاہدین ہندوستان کی وہ ناقابل فراموش تحریک ہے جس نے مسلمانوں میں جہاد کی روح پھونک دی تھی۔ پاک و ہند کی آزادی میں عموماً اور پاکستان کی جدوجہد میں خصوصاً اس تحریک نے جو زندگی پیدا کی تھی وہ رہتی دنیا تک کبھی فراموش نہیں کی جا سکتی۔ اس تحریک میں ہر قوم اور ہر علاقہ کے لوگوں نے حصہ لیا اور سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی اس تحریک جہاد نے تقریباً ایک سو سال تک مجاہدوں کو آزادی کے لئے برسرپیکار رکھا۔ انیسویں صدی ساری اور بیسویں صدی کے پہلے تیس سال میں ان مجاہدوں کے اجتماعی اور انفرادی کارنامے درخشندہ ستاروں کی مانند تاریخ کے صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں۔ انگریزوں اور سکھوں نے بالاکوٹ کی تسخیر کے بعد یہ سمجھ لیا کہ شاید مجاہدین کی تحریک اپنی موت آپ مر جائے گی مگر ۱۸۳۱ء سے ۱۹۳۱ء تک جن جانبازیوں کی داستانیں پاک و ہند کے کونے کونے میں گونج رہی تھیں۔ انکی صدائے بازگشت پاکستان کی صورت میں رونما ہوئی۔

ہم مولانا غلام رسول مہر کی کتاب "سرگزشت مجاہدین" سے چند اقتباسات درج کر کے اپنے قارئین کرام کو اس تحریک کی اہمیت، اس کی صعوبتیں اور ان دو مشہور ارائیں مجاہدین کے کارنامے بتانا چاہتے ہیں ۔ مولانا لکھتے ہیں :

"ہم جس عہد کو دورِ زوال سے تعبیر کرتے ہیں وہ ناکامیوں اور مایوسیوں کی شب تاریک ہی نہ تھی اس میں سربلندی اور ارجمندی کے لئے سرفروشی کی درخشاں کرنیں بھی جلوہ گر تھیں جن کی ضیا گستری عہد عروج کی شوکت آرائیوں کو بھی پیغام خجالت دے رہی تھی۔ افسوس کہ جو آنکھیں تاریکی کی شدت میں بصیرت کی دولت ضائع کر چکی تھیں وہ روشنی کی ان کرنوں سے بہرہ اندوز نہ ہو سکیں۔ ان میں بلند ترین درجہ سید احمد شاہؒ کی تحریک کو حاصل تھا جو خاص اسلامی بنیادوں پر اپنی نوعیت کی ایک ہی تحریک تھی۔ ضروری تھا کہ اس تحریک کی سرگزشت مرتب ہو جاتی۔ اس کے بغیر

Marfat.com

ہماری تاریخ مکمل نہ سمجھی جاسکتی تھی۔ عام تاثر یہ ہے کہ ہم نے حکم و فرمانروائی سے محرومی کے بعد اس سرزمین کی آزادی اور یہاں اسلامیت کی بحالی کے لئے کچھ بھی نہ کیا۔ برادرانِ وطن نے گزشتہ دس بیس سال میں جہادِ آزادی کے متعلق جو کتابیں مرتب کیں ان میں عموماً غیر مسلم اکثریت ہی کی سرگرمیوں کو نمایاں کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے یہ خیال تقویت پکڑ گیا کہ مسلمان ایک مرتبہ پستی میں گرے تو پھر نہ اٹھ سکے۔ حکمرانی کے ساتھ ہمت و غیرت کی متاع بھی کھو بیٹھے۔"

"واقعہ یہ ہے کہ اس ملک کی وسیلۂ آزادی کے لئے جو سرفروشانہ کارنامے مسلمانوں نے سرانجام دیئے ہیں ان کی نظیر کوئی دوسری قوم پیش نہیں کر سکتی اور مسلمانوں کی قربانیوں کے مقابلے میں دوسری قوموں کی قربانیاں سمندر میں چند چلوؤں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں لیکن اسے کیا کہا جائے کہ اسلامی قربانیوں کی سرگزشت معرضِ ترتیب میں بھی نہ آسکی اور جہادِ وطن کا یہ پورا باب گم ہو کر رہ گیا۔"

"سید شہیدؒ کی تحریک کے سلسلہ میں دو پہلو اور بھی غور طلب تھے۔ اوّل یہ کہ مسلمانوں کی اس جماعت نے اسلامیت اور آزادی کے لئے جہاد اس وقت شروع کیا جب یہاں اکثر گروہوں میں فی الجملہ افسردگی و بے حسی طاری تھی۔ ان کے درمیان حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہنگامۂ مسابقت بپا تھا۔ یہاں تک کہ جہاد کی عزت و حرمت کے اندازہ شناس بھی بہت کم لوگ تھے۔ اکثر اس کے نام سے ہی ہراساں تھے۔ دوم اس جماعت کا مقصد و مدعا حصولِ آزادی کے سوا کچھ نہ تھا اور وہ اس کے لئے کسی مادی معاوضہ یا دنیوی منفعت کے کبھی طلبگار نہ ہوئے۔ وہ پورے سوا سو سال تک بے دھڑک اور بے دریغ اپنی جانیں اور مال اس راہ میں قربان کرتے رہے اور ان کے دل ایک کلمۂ تحسین کی آرزو سے بھی کبھی ملوث نہ ہوئے۔ ان کی قربانیوں کے مقابلہ میں وہ اعمال و حرکات کیونکر لائے جا سکتے ہیں جن کے ساتھ اخباروں کے نفس پرور مغالطے، پھولوں کے ہار، جلسوں اور جلوسوں کے جھمیلے، شہرت طلبی کے ولولے اور گوناگوں مالی معاوضوں کے ہنگامے وابستہ تھے بے نفسی اور للّٰہیت کی یہ داستان ان لوگوں کی بلند اسلامیت کا کرشمہ تھی اور اس میں ہم سب کے لئے بصیرت و موعظمت کا نہایت قیمتی سرمایہ موجود ہے۔

Marfat.com

"یہ مقدس بزرگ پاک و ہند کے ایک دور افتادہ گوشے میں اسلام اور مسلمانوں کے روشن مستقبل کے خدوخال سنوارتے رہے۔ آج کون اندازہ کر سکتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیسے کیسے ولولے موجزن تھے اور دماغوں میں کیا کیا انتظامی نقشے بسے ہوئے تھے؟ جن کی زندگیوں کا ہر سانس ادائے فرض اور رضائے حق کے لئے وقف رہا۔ ان کی عظمتوں کا اندازہ ہم لوگ نہیں کر سکتے جو فرض اور رضا کے صحیح مفہوم سے بھی یکسر نا آشنا ہیں۔ وہ تو پیش نظر مقاصد کے لئے جانفشانیوں کی شیفتگی میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔"

اب ہم تحریک مجاہدین کے مایۂ ناز ارجمند فرزند مولوی محمد جعفر تھانیسری کے حالات حسب ذیل لکھ کر نقل کرتے ہیں کہ اگر عزت خاں (جو ہوتی مردان کے پٹھان کمان زئی کا ایک پٹھان سوار پولیس میں سارجنٹ اور کرنال ضلع میں مامور تھا) ۱۸۶۳ء میں اپنی خباثت کا اظہار نہ کرتا اور مجاہدین کو نہ پکڑواتا اور اپنے بیٹے اور ہمدردوں کی مدد سے انگریز انسپکٹر جنرل پولیس کو یہ رپورٹ نہ دیتا کہ قرابینوں، رائفلوں اور مجاہدوں کو محاذ پر بھیجنے کا ذمہ دار محمد جعفر تھانیسری ہے تو شاید یہ تحریک کچھ عرصہ اور زندہ رہتی مگر کیا کہا جائے ان لوگوں کو جو اپنی قومیت اور عہدوں پر تو ناز کرتے ہیں مگر مسلمان ہونے پر انہیں ناز نہیں۔ جنہوں نے خود سید احمد اور شاہ اسمٰعیل کو بالاکوٹ میں دھوکا دے کر شہید کرایا اور محض دنیاوی مفاد پر سکھوں کی رضامندی اور انگریزوں کی خیر خواہی کی خاطر اپنی عاقبت برباد کی۔

مولوی محمد جعفر تھانیسری

آپ کے والد کا نام جیون تھا۔ مقدمے کے وقت عمر اٹھائیس برس کے قریب تھی۔ تھانیسر میں نمبردار تھے اور عرضی نویسی اور اشٹام فروشی کرتے تھے۔ تجارت اور زمینداری کا کاروبار بھی خاصا وسیع تھا۔ مجاہدین کی فہرست میں ان کا خفیہ نام "بیرد خاں" تھا۔

بعض بیانات کے مطابق یہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں چند ساتھیوں کو لے کر انگریزوں سے لڑنے کے لئے دلی بھی گئے تھے۔

وہ ۱۸۳۸ء میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں والد فوت ہو گئے۔ خود بڑی محنت سے

Marfat.com

تعلیم حاصل کی اور اس میں وہ کمال حاصل تھا کہ بڑے بڑے وکیل اور قانون دان بھی ان سے مشورہ لیتے تھے۔ تھانیسر میں کافی جائیداد تھی۔ پانی پت میں شادی کی۔ گرفتاری کے وقت ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بڑا بیٹا ان کی اسیری کے زمانہ میں ہی فوت ہو گیا۔ چھوٹا بیٹا بیٹی اور پہلی بیوی ان کی رہائی کے وقت تک زندہ تھے۔

مولوی صاحب کے خلاف تحریک مجاہدین کے سرگرم کارکن ہونے اور مجاہدین کو اسلحہ اور جانباز فراہم کرنے کی رپورٹ جب عزن خاں نے انگریز آئی۔ جی کو دی تو انہیں گرفتار کر لیا گیا اور کپتان ٹائی کی عدالت میں غالباً ایک ہفتہ تک کارروائی جاری رہی۔ پھر سب ملزموں کو سیشن سپرد کر دیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں پیش ہو کر ملزموں نے نماز کی اجازت مانگی جب نہ ملی تو عین دوران مقدمہ میں تیمم کر کے بیٹھے ہوئے اشاروں سے نماز پڑھ لیتے۔ جب ان سب کو حوالات میں میں اکٹھا کیا گیا تو مولوی صاحب یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

پائے در زنجیر پیش دوستاں
بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

(یعنی دوستوں کے ساتھ پاؤں میں زنجیر ہونا بہتر ہے دوسروں کے ساتھ باغ میں سیر کرنے سے)

مولوی صاحب اپنی مشہور کتاب "کالا پانی" میں لکھتے ہیں۔

"یہ خاکسار جب اپنی ذلیل النسبی اور کم علمی پر خیال کر کے انعامات الٰہی اور اس سرفرازی کو جو میرے حال بد اعمال پر مبذول تھی، مقابلہ کر کے دیکھتا تو سمجھتا تھا کہ میری مثال ٹھیک ایسی ہے جیسے کسی چمار کے سر پہ تاج شاہی رکھ دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ایسے امتحانوں میں پیغمبر اور صحابہ لوگ بھی گھبرا جاتے تھے۔ اس صبر و استقلال کے انعام کو خیال کر کے اوّل سے آخر تک میری زبان پر تو شکر ہی شکر جاری رہا۔"

انہوں نے اپنے مقدمہ کی پیروی خود کی اور کسی وکیل کا احسان نہیں اٹھایا فیصلہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

Marfat.com

"ہم نے دیکھا کہ چاروں اسیسر اس وقت بھی ہماری شکلوں کو دیکھ دیکھ کر آنسو بھر بھر لاتے تھے اور دل سے ہماری رہائی کے خواہاں تھے مگر جج اور کمشنر کی رائے کو ہماری سزا پر مائل پایا تو مارے ڈر کے انہوں نے بھی لکھ دیا کہ ہمارے نزدیک بھی جرم مندرجہ فرد قرارداد ان پر ثابت ہے۔"

چنانچہ سزائے موت مع ضبطی جائیداد کی سزا ملی۔

ان کی اپیل کے سلسلہ میں جوڈیشل کمشنر رابرٹس نے اڑسٹھ صفحہ کا فیصلہ لکھا جس میں مولانا یحییٰ علی، مولوی محمد جعفر اور شیخ محمد شفیق کی سزائے موت کو حبس دوام بہ عبور دریائے شور (یعنی کالا پانی) میں بدل دیا۔ اس لئے کہ یحییٰ علی اور جعفر جیسے لوگوں کے لئے پھانسی کی موت کے مقابلے میں یہ سزا زیادہ تلخ اور ناخوشگوار ہوگی۔ چونکہ ان کا جرم اول درجے کا ہے اس لئے ان کی جائیدادیں بھی ضبط کی جائیں۔

اب ہم مولوی محمد جعفر صاحب کی کتاب "کالا پانی" کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

"جس روز سزا کا حکم سنایا جانے والا تھا۔ ہربرٹ ایڈورڈز نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ۔ تم بہت عقلمند، ذی علم اور قانون دان ہو۔ اپنے شہر کے نمبردار اور رئیس ہو لیکن تم نے اپنی ساری عقلمندی اور قانون دانی کو سرکار کی مخالفت میں خرچ کیا۔ اب تمہیں پھانسی دے دی جائے گی۔ اور جائیداد ضبط ہو جائے گی۔ تمہاری لاش تمہارے وارثوں کو نہ ملے گی اور تمہیں پھانسی پر لٹکا ہوا دیکھ کر بہت خوشی ہوگی۔"

میں نے جواب دیا۔ "جان دینا اور لینا خدا کا کام ہے۔ آپ کے اختیار میں نہیں۔ وہ رب العزت قادر ہے کہ میرے مرنے سے پہلے آپ کو ہلاک کر دے۔ اس جواب باصواب پر وہ بہت خفا ہوا، مگر پھانسی کا حکم دینے سے زیادہ میرا کیا کر سکتا تھا (مولوی صاحب تو اٹھارہ سال کالے پانی میں گزار کر واپس آگئے مگر ہربرٹ ایڈورڈز اس فیصلے کے چار سال بعد ۱۸۶۸ء میں مرگیا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کے بیان کے مطابق کپتان پارسنز پاگل ہو کر مرا۔)

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

Marfat.com

پھانسی کا حکم سن کر میں اتنا خوش ہوا کہ ہفت اقلیم کی سلطنت مل جانے پر اتنی مسرت نہ ہوتی۔ کپتان پارسنز میرے نزدیک آکر کہنے لگا۔ پھانسی کے حکم پر تمہیں رونا چاہیئے، اتنے خوش کیوں ہو؟ میں نے جواب دیا کہ شہادت کی امید پر خوش ہوں جو سب سے بڑی نعمت ہے، تم اس کو کیا جانو۔ جیل خانہ جاتے ہی پھانسی والے تینوں قیدیوں کو الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند کر دیا گیا۔ تنگ و تاریک کوٹھڑیاں، شدید گرمی کا موسم۔ ایک ہی رات میں جہنم کا نمونہ سامنے آگیا۔ وارڈروں نے کہا کہ ہم آپ کے لئے موقع فراہم کر دیتے ہیں۔ آپ بھاگ جائیں مگر ہم نے انکار کر دیا۔ وہاں سخت بیمار ہو گئے۔ انگریزی دواؤں سے آرام نہ آیا تو دیسی ادویات منگوائی گئیں۔ انہی دنوں میں والدہ ماجدہ کو سانپ نے کاٹا اور وہ فوت ہو گئیں۔ وہ بڑی جائیداد کی مالک تھیں مگر میرے قید ہونے کے بعد تمام جائیداد اور مکان چھن گئے۔ اس انقلاب میں ان پر جو گزری وہ محتاج بیان نہیں۔ خدا جانے کہاں سوتی ہوں گی، کس حالت میں وقت گزارتی ہوں گی۔ مگر مرحومہ یقیناً ثواب کی مستحق ہیں۔"

مولوی صاحب کو کاغذ کوٹنے کے کام پر لگا دیا گیا جو مشقت کا سب سے زیادہ سخت کام تھا پھر مجیب الدین تحصیلدار نارنول کی شکایت پر انہیں لاہور جیل بھیج دیا گیا۔ یہ تینوں یعنی یحییٰ علی، عبدالغفار اور مولوی صاحب دوسرے قیدیوں کے ساتھ انبالہ پیدل روانہ ہوئے۔ پورے سفر میں ان کے بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پڑی رہیں۔ کچھ عرصہ لاہور میں رہے پھر ملتان اور بعد ازاں کراچی جیل میں رہ کر سمندری سفر کے ذریعے بمبئی سے ۱۱ جنوری ۱۸۶۶ء کو جزائر انڈیمان (کالا پانی) میں پہنچ گئے جہاں ۱۸۵۷ء کے کافی قیدی موجود تھے۔

انڈیمان کی زندگی

وہاں چیف کمشنر کی کچہری میں نائب میر منشی مقرر ہو گئے۔ ایک گھر رہنے کو اور ایک نوکر خدمت کو مل گیا۔ اپنی اہلیہ کو وطن سے لانے کی کوشش کی، مگر اس میں ناکام رہے تو ایک کشمیری خاتون سے نکاح کر لیا جو قیدی تھی۔ یہ بیوی ۱۸۶۹ء (۳۰ اپریل) کو فوت ہو گئی تو الموڑہ کی ایک برہمنی سے نکاح کیا جس غریب کو خاندانی عداوت کی وجہ سے ایک قتل کا خواہ مخواہ ملزم گردان کر کالے پانی کی سزا دلوا دی گئی تھی۔ مولوی صاحب نے اسے حلقہ بگوش اسلام کیا۔ اس نکاح سے آٹھ بچے ہوئے۔

Marfat.com

وہ ریکھے گئے تھے رہائی پاکر لوٹے تو ایک بیوی اور آٹھ بچے ساتھ لائے۔ ان کی مدت قید ملازمت میں گزری۔ نجی طور پر تجارت بھی کر لیتے تھے۔ ذاتی کوشش سے انگریزی سیکھ لی اور مختلف انگریزوں کو اردو پڑھانے لگے۔ اس زمانے میں سرکاری ملازموں کو عرضیاں اور اپیلیں لکھنے کی ممانعت نہ تھی۔ خود لکھتے ہیں۔

"میں نے عرضی و اپیل انگریزی میں لکھنے شروع کر دیئے جس میں علاوہ ترقی استعداد علمی کے ہزاروں روپے کا فائدہ بھی مجھ کو ہوا۔ یہی دو پیشے یعنی معلمی صاحبان اور عرائض نویسی تھے جن میں مجھ کو سو روپے ماہوار سے کم نہ ملتا تھا۔ چونکہ میرے سوا وہاں کوئی مسلمان انگریزی خوان نہ تھا۔ میں نے بڑے بڑے مقدمات اہل اسلام میں ان کو بڑی بڑی مدد دی اور بڑی بڑی آفتیں اور الزام مسلمانوں سے ٹلوائے تھے۔"

دوران قیام انڈیمان تین مرتبہ نہایت خوفناک حوادث سے محض بفضل الٰہی محفوظ رہے۔ ایک مرتبہ عید قربان کے موقع پر انہوں نے بیل ذبح کیا۔ اس وجہ سے بعض ہندو اور سکھ قیدی ان پر حملہ آور ہوئے اور کئی دفعہ انہیں مختلف چھوٹے چھوٹے مقدمات میں الجھانے کی کوشش کی۔

رہائی

فرماتے ہیں: "بہت دفعہ رہائی کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ آخر ۱۸۸۱ء میں خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہم بہت جلد رہا ہو کر ہندوستان جانے والے ہیں۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۲ء کو ان کی رہائی کا بندوبست ہو گیا۔ انہوں نے اپنی انڈیمان والی بیوی کی رہائی کا بندوبست کیا اور وہاں کا سارا سامان فروخت کر دیا۔ مکان کو وقف کر کے مسجد بنانا چاہتے تھے مگر ڈپٹی کمشنر نے اسے منظور نہ کیا۔ ۹ نومبر ۱۸۸۳ء کو سترہ سال دس ماہ تک انڈیمان میں قید رہنے کے بعد رہا ہو کر روانہ ہوئے اور ۲۱ نومبر ۱۸۸۳ء کو انبالہ چھاؤنی پہنچے۔

رہائی کے بعد اچھا وقت گزرا اور غالباً ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔ ان کے فرزند ارجمند مولوی محمد اسمٰعیل وکیل انبالہ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں غیر مسلموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔

انہوں نے تاریخ عجیب (تاریخ انڈیمان) کالا پانی لکھی۔ جس میں ان کی اپنی روداد ہے اور سوانح عجیب لکھی ہے۔ جس میں سید احمد شہید اور ان کے خلفاء کے حالات لکھے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

"کپتان پارسنز اور کپتان ٹائی نے کہا۔ سب کچھ بتا دو۔ میں نے جواب دیا مجھے کچھ معلوم نہیں اس کے بعد زدوکوب شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ مار کھاتے کھاتے کئی بار گر پڑا۔ مجھے یقین ہو گیا تھا مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میرے ذمہ رمضان کے کچھ روزے باقی تھے کچھ کھائے پیئے بغیر روزے رکھنا شروع کر دیئے۔ دوسرے دن زدوکوب کے بعد مجھے ڈپٹی کمشنر کے بنگلے پر لے گئے۔ چاپلوسی سے کہا کہ سب کچھ بتا دو، تمہیں سرکاری گواہ بنا کر رہا کر دیں گے اور بڑا عہدہ بھی دیں گے میں نے انکار کیا تو پھر مار پیٹ شروع ہوئی۔ صبح کے آٹھ بجے سے رات کے آٹھ بجے تک بارہ گھنٹے تک زدوکوب کرتے رہے۔ افطار کا وقت آیا تو میں نے بنگلے کے درخت سے پتے توڑ کر روزہ افطار کیا۔"

اللہ اللہ۔ ایسے مردانِ خدا ہمارے لئے کس قدر فخر کا باعث ہیں۔

محمد حسین

ایک گمنام مجاہد

(یہ سارا اقتباس مولانا غلام رسول مہر کی کتاب "سرگزشت مجاہدین" سے نقل کیا جاتا ہے)

یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یا رب اپنے خاکستر میں تھی

آپ نے اب تک ان اصحاب کے حالات ملاحظہ فرمائے ہیں جن کے کارناموں سے دنیا نا آشنا نہ تھی۔ اگرچہ ان کے پورے حالات یا مجاہدانہ کارناموں سے آگاہ نہ ہو۔ لیکن اب ایسے مجاہد کے حالات پیش کیے جاتے ہیں جس کا نام بھی کبھی منظرِ عام پر نہ آیا۔ حالانکہ وہ خلوص، سرگرمیٔ عمل، استقامت اور پیشِ نظر مقصد کے لئے جانفشانی میں مشہور مجاہدین کرام سے قطعاً فروتر نہ تھا یہ محمد حسین تھا جس نے جماعتِ مجاہدین میں پہنچ کر محمد عمر نام اختیار کر لیا تھا۔

محمد حسین کا وطن کوٹ بھوانی داس ضلع گوجرانوالہ تھا۔ اس کا والد پیر محمد قوم ارائیں تھوڑی سی زمین کا مالک اور گاؤں کا نمبردار تھا۔

محمد حسین کا والد پیر محمد کتاب و سنت کا پابند، زاہد اور عزلت پسند تھا۔ ۱۸۹۵ء میں ترکِ وطن کا خیال اس پر اس درجہ غالب ہوا کہ سب کچھ چھوڑ کر چلا گیا اور پھر واپس نہ آیا۔ کچھ پتا نہیں چل سکا کہ

Marfat.com

باقی زندگی نام بدل کر جماعتِ مجاہدین میں گزاری یا کسی دوسری جگہ وفات پائی۔ قاضی کوٹ کے مقدمہ میں چمرکنڈ کے ایک مجاہد عبدالصمد عرف پیر محمد کا ذکر آیا ہے۔ ممکن ہے وہی پیر محمد ہو جس کا ذکر ہم نے کیا ہے۔

محمد حسین کی پیدائش ۹۳-۱۸۹۲ء میں ہوئی۔ گویا والد کی ہجرت کے وقت اس کی عمر صرف دو تین برس ہوگی۔ اس سے بڑے دو بھائی تھے اور ایک بہن۔ ایک بہن اس سے چھوٹی تھی جو والد کی ہجرت کے وقت شیر خوار ہوگی۔

فیصلہ ہجرت

۱۹۱۰ء میں ضلع گوجرانوالہ اور آس پاس کے دیہات میں مولانا ولی محمد ساکن فتوحی والا ضلع فیروزپور اور سید اکبر شاہ ساکن سکھانہ ضلع سیالکوٹ کے دورے شروع ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے اور جماعتِ مجاہدین کے سرگرم مبلغ بہت سادہ انداز میں وعظ فرماتے۔ تاہم وعظ ایسے پُرتاثیر ہوتے کہ جو سنتا اس کے قلب میں اسلامیت کی روح بیدار ہو جاتی۔ سینکڑوں افراد راہِ حق میں جانبازی کے لئے تیار ہو گئے۔ محمد حسین کی عمر اس وقت آٹھ نو سال کی ہوگی۔ لیکن کلمۂ حق کی پذیرائی دل کی صفائی، جذبات کی پاکیزگی، اخلاق کی مہذ اور ذہن کی تنویر پر موقوف ہے۔ اس کیلئے ضروری نہیں کہ انسان شعور و سنین کی خاص منزلیں طے کر لے اور علم کے دفاتر چاٹ لے۔ محمد حسین اوائل طفلی سے متاثر ہوتا رہا۔ ۱۹۱۱ء میں جب اس کی عمر اٹھارہ انیس برس تھی، وطن سے ہجرت کر کے جماعت مجاہدین میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ افرادِ خاندان میں سے چھوٹی ہمشیرہ کے سوا اس کا کوئی رازدار نہ تھا۔ اٹھارہ انیس سال کا دیہاتی نوجوان اتنا بڑا فیصلہ کرتا ہے اور سولہ سترہ سال کی ہمشیرہ اس کی حامی و مؤید ہے۔ اس ہمشیرہ نے اپنا سارا زیور زادِ راہ کے لئے نذر کیا۔ گویا وہ بھی اپنی زندگی بھائی کی طرح خدمت خلق کے لئے وقف کر چکی تھی، البتہ عورت ذات ہونے کے باعث باہر نہ جا سکتی تھی۔

جماعت کا کام

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اسمست پہنچنے کے بعد محمد حسین کا نام محمد عمر رکھا گیا اور اس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ ڈاک لے جائے نیز ہندوستان سے روپے اور آدمی مرکز میں پہنچاتا رہے۔ اس خدمت میں دوسرے اصحاب بھی اس کے ساتھ شامل تھے یوں تو دار الجہاد میں جماعت کا کوئی کام بھی سہل نہ تھا اس لئے کہ ہر کام میں جان ہتھیلی پر رکھنا پڑتی

Marfat.com

تھی لیکن قاصد کی خدمات انجام دینے کا مطلب یہ تھا کہ زندگی کا ہر لمحہ پریشانی اور سراسیمگی میں گزرے۔ ہر لحظہ راز افشا ہو جانے کا اضطراب اور ہر وقت گرفتاری کا خطرہ۔ گرفتاری اور اسیری بظاہر جان دینے سے بڑی قربانی نہ تھی تاہم جن خوش نصیبوں کے دل عشق مقاصد سے لبریز تھے انہیں گرفتاری موت سے بڑھ کر تکلیف دہ نظر آتی تھی اوّل اس لئے کہ جماعت کے کام کو نقصان پہنچے گا۔ دوم اس لئے کہ ممکن ہے برطانوی خفیہ پولیس کے جلاّدوں کی بازپرس اور خوفناک اذیت رسانی میں کوئی ایسی بات زبان سے نکل جائے جو عہد اخفاء کے نقض کا باعث بن جائے یا ممکن ہے اچانک جماعت کی کوئی تحریر دشمن کے ہاتھ چلی جائے اور اس سے اصل کام میں خلل پیدا ہو یا بعض اہم راز افشا ہو جائیں۔ سوم اس لئے کہ زندگی کے جن اوقات کو ایک بلند نصب العین کے لئے وقف کیا تھا اس سے طویل بے تعلقی پیدا ہو جائے گی اور خدا جانے کتنی مدت قید و بند کی بیچارگی میں گزارنا پڑے۔ یہ سب کچھ درست تھا مگر کسی نہ کسی کو یہ کام انجام دینا ہی تھا اور جب محمد حسین کو اس فرض کے لئے منتخب کیا گیا تو اس کے لئے بساط کے مطابق بجا آوری کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

شانِ عزیمت

محمد حسین کی شانِ عزیمت ملاحظہ ہو کہ رخصت ہوتے وقت چھوٹی ہمشیرہ کے سوا کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر چار سال تک ہمشیرہ کے سوا کسی سے ملاقات پر راضی نہ ہوا۔ اُسے ڈر لگا رہتا تھا کہ کہیں والدہ اور بھائی اسے ترک ہجرت پر مجبور نہ کریں۔ اتنے عزیزوں سے اس قسم کا انقطاع گوارا کر لینا کھیل نہیں۔ خدا جانے محمد حسین کے دل نے یہ منزل طے کرنے میں کتنی زحمت اٹھائی ہوگی لیکن عزیزوں کے حلقہ خاص میں پہنچ کر ان کے پیہم اصرار و الحاح کا مقابلہ بہت مشکل تھا۔ اس اثناء میں اس نے اپنی ہمشیرہ سے خفیہ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا اور ہمشیرہ نے آہستہ آہستہ والدہ اور بھائیوں کو راضی کر لیا کہ محمد حسین کو ترک ہجرت پر مجبور نہ کیا جائے۔ انہوں نے بھی یہ سمجھ کر اس واقعہ کو بہ صبر و شکر گوارا کر لیا کہ ان کا عزیز ایک شرعی فریضے کی بجا آوری میں مشغول ہے، اگر خود اس میں سرگرم شرکت و تعاون کا مقام عزیمت حاصل نہیں کر سکتے تو کم از کم اسے روکنے کا گناہ عظیم تو اپنے سر نہ لیں۔

اس کے بعد محمد حسین والدہ سے ملاقات پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ ایک سفر میں رات کے

Marfat.com

وقت ملاقات کی جگہ اور ساعت مقرر ہوگئی۔ خدا جانے کس ذریعہ سے خفیہ پولیس کو بھی خبر ہوگئی اور اس نے محمد حسین کی گرفتاری کے انتظامات مکمل کر لئے۔ دوسری طرف محمد حسین نے بھی پولیس کی تگ و دو دیکھی تو اندازہ کر لیا کہ معاملہ خطرناک ہے۔ چنانچہ اپنے خاص ذرائع سے اس نے والدہ اور ہمشیرہ کو بھی اطلاع دے دی پھر رات کا بڑا حصہ مقامات اور اوقات کے تغیر و تبدل ہی میں گزر گیا۔ انجام کار ایک غیر معروف راستے میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی ملاقات کے بعد وہ پولیس کے چنگل سے بچتا ہوا بخیریت نکل گیا۔

دیکھا آپ نے یہ ایک دیہاتی نوجوان تھا جس کی تعلیم بھی زیادہ نہ تھی لیکن اس کے دل و دماغ کی بلندی، اس کی ہمت، عزیمت، دوراندیشی اور اندازہ شناسی ملاحظہ ہو کہ پولیس کی کوئی دام گستری اس کی سرگرمیوں پر اثر انداز نہ ہو سکی۔

گرفتاری اور اسیری

وہ آٹھ سال تک جماعت کی خدمات انجام دیتا رہا۔ اسمست کی بجائے وہ چمرکنڈ کے مرکز سے متعلق ہوگیا تھا۔ پشاور سے ضروری سامان کی خرید و فروخت کا سارا کاروبار اس کے حوالے کر دیا گیا۔ اس لئے کہ وہ خفیہ راستوں سے واقف تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ خطرے کے وقت بچاؤ کی کون کون سی تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں۔

یاد ہوگا کہ ۱۸۶۳ء میں روپے اور آدمیوں کی بہم رسانی کا سراغ لگانے کے لئے مردان کے ایک پٹھان نے اپنے بیٹے کو ملکا بھیج دیا تھا۔ ۱۹۲۰ء میں بھی حکومت نے اپنے ایک کارندے کو مجاہد کے بھیس میں چمرکنڈ روانہ کر دیا جہاں وہ جماعت میں گھل مل گیا اور بھید معلوم کرتا رہا۔ ایک مرتبہ محمد حسین سامان خریدنے پشاور آیا تو یہ انگریزی جاسوس بھی رکن جماعت کی حیثیت سے ساتھ تھا۔ اسباب خریدا جا چکا تھا اور واپسی کا وقت آیا تو بدبخت جاسوس نے محمد حسین سے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں ایک آدمی سے مل آؤں۔ محمد حسین بہ اطمینان سامان کے پاس بیٹھا رہا۔ جاسوس نے پولیس کو خبر کر دی۔ یوں اچانک گھیرا ڈال کر محمد حسین کو بے خبری میں گرفتار کر لیا گیا۔ انہی دنوں جا بجا بم گرے تھے۔ مثلاً ڈین ہوٹل پشاور، رسالپور چھاؤنی، ایک بم راولپنڈی میں پولیس کے ایک بڑے افسر کی کوٹھی پر گرا تھا۔ ان واقعات کو مجاہدین سے منسوب کر کے محمد حسین کو سات سال قید

Marfat.com

با مشقت کی سزا سنا دی گئی۔

مصیبت پہ مصیبت

چونکہ محمد حسین کے پاس کوئی رقم نہ تھی اور نہ کوئی شخص اس کا شناسا تھا کہ دفاع کا خرچ برداشت کرے۔ غالباً مجاہدین کے سوا کسی کو اس واقعہ کا علم بھی نہ تھا اور مجاہدین اپنے خاص حالات کی وجہ سے کچھ کر بھی نہ سکتے تھے اس لئے عام قاعدے کے مطابق خیراتی فنڈ سے اپیل کی تجویز ہوئی۔ اس سلسلہ میں ضروری تھا کہ محمد حسین کے متعلق نیک چلنی کی ضمانت گوجرانوالہ کی پولیس سے حاصل کی جائے چنانچہ کاغذات گوجرانوالہ بھیج دیئے گئے۔ یہاں اس زمانہ میں قاضی کوٹ بم کا کیس چل رہا تھا اور پولیس کو محمد حسین عرف محمد عمر کی تلاش تھی۔ پہلی سزا کے خلاف اپیل کا معاملہ تو وہیں رُک گیا اور محمد حسین کو گوجرانوالہ لا کر قاضی کوٹ کے مقدمے میں چودہ سال قید با مشقت اور پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔ اس لئے کہ استغاثے اور سلطانی گواہ کے بیان کے مطابق جو تین آدمی بم اور کارتوس وغیرہ جمع کرنے سے لائے تھے ان میں سے ایک محمد حسین عرف محمد عمر بھی تھا۔

ہمت و استقامت

اب محمد حسین کی سزائے قید اکیس سال ہو گئی اور پانچ سو روپے جرمانہ۔ وہ زندگی کے اٹھائیسویں سال میں تھا اور مسلسل دس سال جماعت کی خدمات انجام دینے میں بسر کر چکا تھا۔ اس کے دل میں بھی راحت و آسائش، فارغ البالی اور کامجوئی کی وہ تمام امنگیں موجزن ہوں گی جو سلیم القویٰ جوانوں کے دل میں موجزن ہوتی ہیں۔ وہ امیر نہ سہی، اتنا غریب بھی نہ تھا کہ اطمینان کی زندگی بسر نہ کر سکتا پھر والدہ کے علاوہ چار ماں جائی ہستیوں کی آنکھیں اس کی راہ محبت میں بچھنے کے لئے تیار تھیں لیکن اس نے یہ چیزیں ایک بلند مقصد کے لئے قربان کر دیں جو اس کے نزدیک شرعی فریضے کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہر لحظہ تگ و دو، جانبازی یا اسیری کی زندگی پسند کر لی اور پوری مدت قید صبر و استقامت سے گزار دی۔

شیخ دین محمد صاحب جو سابق گورنر سندھ اور پھر وزیر امور کشمیر بھی رہے ہیں۔ انہوں نے محمد حسین کے حالات سے متاثر ہو کر بلا معاوضہ اپیل دائر کر دی اور نہایت دل سوزی سے کام لیا تاہم نتیجہ صرف یہ نکلا کہ ہائیکورٹ نے دونوں سزائیں بیک وقت شروع کرنے کا حکم صادر کیا۔ گویا

Marfat.com

مجموعی سزا بہ اعتبار حبس چودہ سال رہ گئی اور جرمانہ معاف ہوگیا۔

آخری دور

۱۹۲۳ء میں آخری فیصلہ ہوا تو اسے دور دراز کے جیل خانہ میں بھیج دیا گیا یہاں تک کہ متعلقین سے ملاقات کی کوئی صورت نہ رہی اس کا زیادہ تر وقت جبلپور وسط ہند کے جیل خانہ میں گزرا۔ چار پانچ سال کے بعد ایک کارڈ آیا کہ جبل پور میں ہوں، بخیریت ہوں۔ دس سال میں ایسے کل تین چار خط آئے۔

۳۱-۱۹۳۰ء میں اس کی بائیں ران میں درد شروع ہوا اور ہڈی کا ناسور ہوگیا۔ ڈاکٹر کے علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ دس سال میں قواعد جیل کے مطابق دو سال کی رعایت مل چکی تھی یوں چودہ سال میں سے صرف دو سال کی قید باقی تھی کہ مئی ۱۹۳۳ء میں حکومت نے پولیس کی زیر نگرانی اسے گوجرانوالہ بھیج دیا۔ وہاں سے اسے حسب ہدایت کوٹ بھوانی واپس پہنچا دیا۔ گویا حکومت کو یقین ہو چکا تھا کہ اب وہ تندرست نہ ہوگا اور ناسور اس کی جان لے کر رہے گا بیدردی ملاحظہ ہو کہ اس حالت میں بھی ایک پابندی یہ لگا دی گئی کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی تحریری اجازت کے بغیر گاؤں سے باہر نہ جائے۔ دوسری یہ کہ ہر ہفتے قلعہ دیدار سنگھ تھانہ میں حاضری کی رپورٹ دیا کرے۔

اگرچہ اس غریب کے لئے چلنا پھرنا دوبھر تھا تاہم وہ صابرانہ ان احکام کی تعمیل کرتا رہا کچھ مدت کے بعد ناسور پھٹ گیا اور نقل و حرکت بالکل ممکن نہ رہی۔ اس وقت حکم صادر ہوا کہ چوکیدار اور نمبردار گاؤں میں محمد حسین کی موجودگی کی رپورٹ باقاعدہ دیتے رہیں۔ آخر ۱۹۳۳ء میں یعنی رہائی سے صرف ۴ ماہ بعد اس کی بوڑھی والدہ نے وفات پائی۔ صرف دو روز بعد مجاہد محمد حسین بھی راہیٔ ملک بقا ہوا۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ سب انسپکٹر پولیس نے موقع پر آکر محمد حسین کی موت کی تصدیق کی۔ اس کے بعد اس مرحوم و مغفور کی نعش کو آغوش قبر میں سلا دیا گیا۔

جیل خانے کے زمانے کی بابت تو کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن زندگی کے جو آخری چار مہینے اس نے اقرباء میں گزارے، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ بیماری کے باوجود اس کا دل ایک لمحے کیلئے بھی جمر کنڈ اور اسمست کے خیال سے غافل نہ ہوا۔ گویا انتہائی آرزو تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو وہاں پہنچ جائے کہ شاید اس حالت میں بھی کوئی خدمت انجام دے سکے۔

Marfat.com

کیا کہا جاسکتا ہے کہ ایسے کتنے بہادر و جانباز نوجوان تھے جنہوں نے اپنی بیش قیمت زندگیاں اسلامیت و آزادی کے لئے اس جہاد آرائی کی نذر کیں جس کی علمداری کا شرف ایک صدی تک جماعت مجاہدین کو حاصل رہا۔ آج جو لوگ حصول آزادی پر فخر و مسرت کے نعروں سے فضا کو ہنگامہ زار بنا دینے کے آرزومند ہیں۔ انہیں کبھی خیال آیا ہے کہ ان جوانمردوں کی یاد بھی تازہ کریں؟

ان مجاہدوں کے ذکر خیر کے ساتھ ہم مولوی محمود علی قصوری کے الفاظ لکھتے ہیں تا کہ محمد حسین کی اہمیت اور عظمت اور بھی بڑھ جائے۔

"جماعت مجاہدین میں قاصدوں کی خدمات انجام دینے کے لئے جن اصحاب کو منتخب کیا جاتا تھا وہ ایسے اوصاف کے مالک ہوتے تھے جو ہر شخص میں جمع نہیں ہو سکتے۔ قاصد نہایت ہوشیار، زیرک اور معتمد ہوتے تھے۔ وہ بہروپ میں استاد اور اپنا حلیہ بدلنے میں مشاق ہوتے تھے۔ خفیہ پولیس اور اسپیشل پولیس کے آدمی ہر وقت ان کے تعاقب میں رہتے تھے لیکن جماعت مجاہدین کے قاصد انہیں چکمہ دیتے اور جنگل سے بچتے ہوئے روپیہ اور پیغامات اسمست تک پہنچانے میں شرلاک ہومز کے افسانوں کی یاد تازہ کر دیتے تھے۔ یہ لوگ عموماً ہری پور ہزارہ کے دوسرے مقامات یا پشاور سے حکومت ہند کی سرحد میں داخل ہوتے اور پنجاب، دہلی، یو پی بہار، کلکتہ، سی پی، رتلام، بمبئی، منگلور اور مدراس تک کے چکر لگا کر مختلف مراکز میں جمع شدہ رقمیں یا جماعت کے لئے نئے رنگروٹ ساتھ لے کر آتے تھے۔ جماعت کے کسی فرد کو کبھی معلوم نہ ہو سکا کہ کتنے اصحاب قاصدی کے خدمات انجام دیتے ہیں یہ عجیب و غریب طرز پر بھیس بدلتے تھے۔ کبھی یورپین لباس پہن لیتے تھے، کبھی کالج کے طالبعلم بن جاتے تھے۔ کبھی سرحد کے رئیس زادوں کی سی پوشاک زیب تن کر لیتے اور سر ہتھیلی پر رکھ کر کام کرتے تھے۔ ہندوستانی مراکز ان لوگوں کی جانبازی اور اعلیٰ سیرت سے بے حد متاثر ہوتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ ان مجاہدوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ہمیں ایمان کی دولت بخشے۔ آمین

Marfat.com

سردار محمد شفیع

تحریک مجاہدین کے تیسرے ارائیں جانباز جن کا تذکرہ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے، گنجہ کلاں (عثمان والا) ضلع لاہور کے مشہور ارائیں خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کا خاندان وجاہت دولت، علم اور قومی ہمدردی میں اپنی مثال آپ ہے۔ قوم کی شیرازہ بندی اور سربلندی میں آپ کے آباؤ اجداد کی قربانیاں صفحۂ تاریخ پر ثبت ہیں۔ جناب حاجی نور برہان صاحب کا ذکر آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں وہ سردار صاحب کے جدِ محترم تھے۔

سردار صاحب کی عمر اس وقت پینسٹھ سال ہے۔ صحت نہایت عمدہ ہے۔ آجکل سیاست سے ریٹائر ہو کر جام صاحب ضلع نواب شاہ میں اپنا زراعتی فارم تیار کر رہے ہیں۔

آپ کی جوانی کا آغاز تحریک مجاہدین سے وابستہ رہا پھر احرار کے سالارِ اعظم رہے اور برادری کی تنظیم سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ اب ہم سردار صاحب کی خود نوشت ڈائری کا ملخص پیش کرتے ہیں جو ماہنامہ "تبصرہ" لاہور کے ۱۹۶ء کے کئی شماروں میں شائع ہوتی رہی تھی۔ اس سے آپ کو سردار صاحب کے کردار اور عزم کا اندازہ ہو جائے گا۔

"۱۹۱۷ء میں میں پہلے اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد مسلم ہائی سکول میکلوڈ روڈ لاہور میں پڑھتا رہا۔ ان دنوں بصرہ، بغداد، حجاز اور مکہ شریف کی تباہی اور ترکوں کی بربادی کی خبریں سن سن کر انگریز کے سخت خلاف ہو چکا تھا۔ میں گھنٹوں سوچا کرتا تھا کہ مسلمان کیوں لپک لپک کر انگریزی افواج میں بھرتی ہو رہے ہیں۔ آخر میں نے اپنے دل میں بغاوت کا فیصلہ کر لیا خواہ میرا کوئی ساتھ دے یا نہ دے۔ سب سے پہلے میں نے اپنے چچازاد بھائی سردار عطا محمد (سردار محمد حسین ایم ایل اے کے بڑے بھائی جو مجھ سے تین سال بڑے اور دفعہ ہائی میں پڑھتے تھے) کو شریک ہونے کا مشورہ دیا۔ ہم ایک ہی مکان میں رہتے تھے۔ میں اس وقت آٹھویں جماعت میں تھا۔

ہمارے کئی بزرگ خان بہادر، آنریری مجسٹریٹ اور ذیلدار تھے۔ جب ہم گاؤں جاتے تو ان کے اسلحہ سے بندوق اور پستول چلانا اور نشانہ لگانا سیکھتے تھے۔ ہم نے طلبہ میں سے بھی کئی

Marfat.com

دوستوں کو اپنا ساتھی بنا لیا۔ ایک روز لاہور کے اسی مکان میں مولانا فضل الٰہی صاحب کسی ذریعہ سے تشریف لائے اور دوران گفتگو انہوں نے فرمایا کہ جس دن چھٹی ہو میرے پاس وزیر آباد کے فلاں محلے میں آنا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو میری انگریز دشمنی کا حال کس نے بتایا؟ انہوں نے فرمایا، کچھ تو تمہاری برادری کے لوگوں نے اور کچھ طلبہ نے۔

میں جمعہ کی چھٹی میں وزیر آباد گیا۔ سارا دن مولانا کی خدمت میں رہا۔ انہوں نے مجھے چند کتابیں دیں جن میں سید احمدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی سوانح عمریاں بھی تھیں۔ انہوں نے یہ ہدایت فرمائی کہ اسکول کی چھٹی میں تم یہیں آیا کرو۔ جب مجھے وہاں آتے جاتے کئی ماہ گزر گئے تو ایک دن انہوں نے فرمایا کہ ہندوستان سے یاغستان میں پیغام لے جانے والے سبھی قاصد پکڑے گئے ہیں اور انگریز نے ان کو عمر قید کی سزا دے دی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قاصد کے فرائض ادا کرنے کے لئے میں تیار ہوں۔ آپ مجھے وہاں بھیجیں۔ وہ بولے۔ مجھے خطرہ ہے۔ تم شاید سختی برداشت نہ کر سکو اور راز کی باتیں نہ بتا دو کیونکہ تم امیر خاندان سے ہو اور تم نے ابھی کوئی سختی برداشت نہیں کی ہے۔ مگر میں نے ان کو یقین دلایا کہ میں یہ کام اچھی طرح کروں گا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر فرمایا: اچھا میں تمہارا اعتبار کرتا ہوں۔ خدا تمہیں ثابت قدم رکھے۔ جب تم ایک ہفتہ کی چھٹی کا بندوبست کر لو تو مجھے ایک ہفتہ پہلے اطلاع دے دینا اور چھٹی شروع ہونے سے ایک رات پہلے یہاں آجانا — چنانچہ اگلی ملاقات پر میں نے انہیں تاریخ سے مطلع کر دیا اور وقت مقررہ پر ان کے مکان پر پہنچا۔ انہوں نے ایک آدمی سے میرا تعارف کرایا اور بتایا کہ یاغستان کے تمام راستوں سے واقف ہے۔

غرض ہم روانہ ہوئے اور سی آئی ڈی کی نظروں سے بچتے بچاتے دربند پہنچ گئے وہاں سے کشتی کے ذریعہ دریا پار کیا اور آزاد علاقہ میں پہنچ گئے۔ پھر پیدل سفر کرتے ہوئے شام کے وقت بمشکل اسمس (جو مجاہدین کا ہیڈ کوارٹر تھا) میں پہنچے۔ وہاں جاتے ہی امیر جماعت مجاہدین نعمت اللہ صاحب کی خدمت میں بیٹھ کر ایک چارپائی پر لیٹ گیا اور ایسا سویا کہ پھر صبح ہی آنکھ کھلی۔

میں امیر المجاہدین کی خدمت میں صبح کے وقت پھر حاضر ہوا اور کپڑے پر لکھے ہوئے خطوط جو

Marfat.com

میری قمیص کے کفوں اور پُشت کی پٹی کے اندر اور کوٹ کے کالر میں سلے ہوئے تھے ادھیڑ کر نکالے اور پیش کر دیئے۔ دوسرے دن میں نے وہ تمام باتیں جو مولانا فضل الہٰی نے زبانی بتائی تھیں، امیر صاحب سے عرض کر دیں۔

یہ پیغام دینے کے بعد میں دو تین روز وہاں رہا۔ امیر المجاہدین نے اسی طرح میرے کپڑوں کے اندر خطوط سلوا کر دیئے اور اسی سفیر کے ساتھ مجھے واپس کر دیا گیا جو مجھے ہری پور ہزارہ تک چھوڑ گیا۔ وہاں سے میں وزیر آباد بخیریت پہنچ گیا۔ مولانا فضل الہٰی صاحب نے مجھے دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا اس کے بعد مجھ سے حالات دریافت کئے۔ میں نے خطوط نکال کر مولانا کو دیئے۔ سارا دن ان کے مکان پر رہا اور رات کی گاڑی سے واپس لاہور پہنچ گیا۔

حسبِ معمول میں ہر آٹھ دس دن کے بعد وزیر آباد مولانا کی خدمت میں جاتا رہا۔ وہ مجھ سے پارٹی کا کوئی راز نہ چھپاتے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں وزیر آباد آیا، مولانا مکان پر موجود نہ ہوتے دروازہ پر دستک کی آواز سے ہی والدہ صاحبہ (مولانا کی بیوی) پہچان لیتیں کہ محمد شفیع آیا ہے۔ میں گھر کا ایک ایسا فرد تھا جیسے کہ ان کے صاحبزادے محمد سلیمان۔

مولانا فضل الہٰی صاحب کے حکم سے میں نے اوڈانوالی ضلع لائل پور میں میاں عطاء اللہ، فیروز پور میں حاجی نور محمد، فتوئی والا میں میاں حسین سے ملاقاتیں کیں اور انہیں یاغستان میں مجاہدین کے لئے روپے بھیجنے کی تاکید کی۔ مولانا کے مکان پر میری ملاقات حافظ عبدالمنان امیر جماعتِ مجاہدین بمبئی اور زین العابدین امیر جماعتِ مجاہدین صوبہ بہار سے ہوئی۔ وہیں اقبال شیدائی سے بھی ملاقات ہوئی اور ان کے ساتھ یاغستان جانے کے لئے مولانا نے مجھے حکم دیا۔ چنانچہ ہم عبدالستار کو ملازم کی حیثیت سے ساتھ لے کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ (تفصیلات عمداً چھوڑتا ہوں۔)

پولیس اور سی آئی ڈی کی نگاہوں سے بچتے ہوئے بعد مشکل ہم منزل مقصود تک پہنچے ہمارے پاس موٹے کاغذ پر ہندی الفاظ میں تحریر شدہ ایک محضر نامہ تھا جو مولانا فضل الہٰی صاحب نے امان اللہ خاں کو تخت نشینی پر مبارکباد دینے کے لئے مجاہدین کی ہندوستانی جماعتوں کی طرف سے دیا تھا۔ ایک سونے کی گھڑی تھی اور چند اور تحفے تھے۔ اس کے علاوہ کئی خطوط بھی

Marfat.com

تھے۔ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے اگر ہم گرفتار ہو جاتے تو پھانسی کا پھندا یقیناً ہمارے گلے میں حائل ہوتا۔ ہم منزل پر پہنچے۔ مجاہدین نے میرا نام افضل پکارا۔ (مجاہدین کی فہرست میں میرا نام افضل تھا۔) اور تھوڑی دیر کے بعد امیر جماعت مجاہدین سید نعمت اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی جہاں اقبال شیدائی کا تعارف کرایا گیا اور تحائف اور محضر نامہ مع خطوط امیر صاحب کے حوالے کر دیئے گئے۔ چند روزہ قیام کے بعد میں تو واپس آ گیا اور اقبال شیدائی صاحب اپنے پروگرام کے مطابق وہاں رہ گئے "

سردار صاحب نے ایسے کئی سفر کئے اور ہر بار قاصد کا کردار نہایت عمدگی سے ادا کیا۔

خطوط ہمیشہ لکھنے والے کے جذبات کی عکاسی کرتے ہیں اور تاریخی شخصیتوں کے خطوط تو قوموں کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم سردار صاحب کے چند قیمتی تاریخی خطوط سے کچھ اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے ہماری برادری اپنے ماضی کو جاننے کے علاوہ مستقبل میں بھی رہنمائی حاصل کر سکتی ہے۔

" پاکستان بننے سے بیس سال پہلے ملک کے ارائیں نوجوانوں نے ایک پرجوش پارٹی "ینگ ارائیں ایسوسی ایشن" کے نام سے قائم کی۔ خان بہادر اللہ بخش صاحب (چیف کنزرویٹو مغربی پاکستان) اور مسٹر حق نواز بیرسٹر کو صدر اور مجھے صدر الصدر بنایا۔ ۱۹۴۷ء میں آل انڈیا ارائیں کانفرنس بڑے اہتمام سے ضلع بجنور میں منعقد ہوئی جس کا میں صدر تھا۔ اس کے بعد کوئی آل پاکستان ارائیں کانفرنس نہیں ہوئی۔ وہاں دیا ہوا میرا خطبہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر ملک کے کونے کونے میں برادری کے ہاتھوں تک پہنچا۔ اس سلسلہ میں مزید عرض ہے کہ میرے دادا صاحب سردار حاجی نور محمد صاحب آنریری مجسٹریٹ گنج کلاں ضلع لاہور کی صدارت میں ۱۸۹۸ء میں پہلی ارائیں کانفرنس ضلع لاہور اور ضلع فیروزپور کی سرحد بمقام گنڈا سنگھ والا منعقد ہوئی۔ دو سال ہوئے، مارشل لاء کے دوران راولپنڈی کے مقام پر ایک ارائیں کانفرنس ہوئی جو مقامی برادری نے منعقد کی تھی۔ میرا چھوٹا بھائی سردار احمد علی ایم پی اے اس کا صدر تھا۔

کسی زمانہ میں صوفی اکبر علی نے "سلیم التواریخ" کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس کو تاریخ کا نام نہیں دیا جا سکتا اور وہ اس قابل ہی نہیں کہ دیگر اقوام میں اس کو پیش کیا جا سکے۔

Marfat.com

مئی ۱۹۴۷ء کے آخری ہفتہ میں میں دہلی گیا اور وہاں سات آٹھ محلوں میں ارائیوں کے اجتماعات ہوئے۔ اور ہر اجتماع میں میں نے ان کو واضح طور پر کہا کہ آپ ہتھیاروں کا بندوبست کریں، عنقریب آپ شدید حملوں کا شکار ہونے والے ہیں ساتھ ہی یہ شرط رکھی کہ اگر ۳ جون کو وائسرائے تقسیم ملک کا اعلان کردے جو میں بتا رہا ہوں تو پھر آپ یقین کرلیں اور میری بات یہ بھی ٹھیک سمجھیں جو شدید حملوں کے متعلق بتا رہا ہوں۔ چنانچہ ۳ جون کو وائسرائے کا وہی اعلان ہوا جو میں نے بتایا تھا کیونکہ وائسریگل لاج کے ایک بہت بڑے ذمہ دار آدمی نے مجھے سب کچھ پہلے ہی بتا دیا تھا۔ چنانچہ میری اس ہدایت پر جو اعلان کی شرط کے ساتھ مشروط تھا وہ چوکنے ہو گئے اور انہوں نے ہتھیار فراہم کئے، جن سے اگست کے مہینے میں کئی دن تک راشٹریہ سیوک سنگھ۔ اکالی دل اور حکومت ہند کی افواج کا مقابلہ کرتے رہے۔"

۱۹۴۸ء میں میں پاکستان سے دہلی گیا۔ میں نے پتہ کیا کہ ارائیں برادری سے کوئی آدمی دہلی میں تو نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ برادری کا کم حصہ ابھی تک دہلی میں ہی ہے۔ میں ان سے ملا تو معلوم ہوا کہ ان کے مکانات اور زمینیں چھن گئی ہیں۔ میں نے شیخ عبداللہ کو حالات بتلائے اور ان کے چھینے ہوئے مکان ہندوؤں کے قبضہ میں دکھائے۔ انہوں نے یہ بات جواہر لال نہرو تک پہنچائی۔ جس کے نتیجہ میں ان ارائیوں کو جو دہلی سے منتقل نہیں ہوئے تھے۔ ان کے مکان واپس مل گئے۔"

"مجھے لاہور کی انجمن ارائیاں کے ذمہ دار بھی ملے۔ میں نے ان کو بتایا کہ آپ کی انجمن قوم کو کچھ تقویت ضرور پہنچا سکتی ہے لیکن اس قوم کو سربلند نہیں کر سکتی۔ یہ کام آپ کی دسترس سے باہر ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ سرمایہ دار ارائیوں، عہدیداروں اور نمبرداروں کا ذکر کر سکتے ہیں۔ اور ایسی ہی تاریخ بھی پیش کر سکتے ہیں جو ارائیوں میں احساس کہتری کو ضرور کچھ کم کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ لیکن جذبۂ بہادری پیدا نہیں ہو سکتا۔ نیز دیگر اقوام میں ہماری تذلیل اس لئے نہیں کہ ہم غریب ہیں۔ سب قومیں جانتی ہیں کہ ارائیں بڑے محنتی اور بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ وہ یہ احساس رکھتے ہیں کہ ارائیں غیر سیاسی مزدور لوگ ہیں۔ بہادرانہ

Marfat.com

کارنامے ان کے ساتھ وابستہ نہیں ۔ آپ نے اپنی کتاب میں مولانا محمد جعفر کا ذکر کر کے ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے ۔ یہی وہ بات تھی جس کے پیش نظر میں ان کو کہا کرتا تھا ۔

جنہیں میں کہہ نہیں سکتا جنہیں تم سُن نہیں سکتے
وہی باتیں ہیں کہنے کی وہی باتیں ہیں سننے کی

اگر ہم محمد بن قاسم سے لے کر ۱۸۵۷ء تک اور تحریک مجاہدین سے ۱۹۴۷ء تک کے ان بہادرانہ کارناموں کو جمع کر کے ایک کتاب کی صورت میں شائع کر دیں جو ہماری برادری کے جانبازوں نے سرانجام دیئے ہیں تو ہماری برادری کبھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہو سکتی

سردار صاحب تحریکِ مجاہدین، احرار، خلافت کمیٹی وغیرہ میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ برادری کی تنظیم میں بھی منہمک رہے اور اس قدر مشغول رہنے کے باوجود انہوں نے ایک پمفلٹ لکھا جس کا عنوان ہے ۔

" اناج ، غلّے کی قلّت اور قابل عمل حل "

جسے مکتبہ نوائے پاکستان لاہور نے شائع کیا ۔ یہ ایسا پُر مغز مقالہ ہے کہ اگر اس کی تجاویز پر عمل کیا جائے تو غلّے کی قلّت کا دُور ہونا نہایت آسان ہے ۔ اس پمفلٹ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری برادری زراعت کی ترقی کے لئے کس قدر بالغ نظر اور دور اندیش ہے اور ملکی مسائل پر ان کی نظر اور ان کے حل پیش کرنے میں اس موضوع پر ان کا کوئی ثانی نہیں ہے ۔ اس پمفلٹ کے آخر میں ایک اپیل شائع کی گئی ہے جو سردار صاحب کے دل کی آواز ہے ۔ ہم اس کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں ۔

قرون اولیٰ سے لے کر صدیوں تک مسلم سوسائٹی اور مسلم امراء عوام کی خدمت غرباء کی امداد اور ایثار و قربانی کے محیر العقول نمونے دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے اور اب یہ جذبہ کم ہوتے ہوتے اس حد تک عنقا ہو چکا ہے کہ عوام تو دردناک حادثات کے وقت ہنگامی طور پر متاثر ہو کر کچھ ایثار کر لیتے ہیں لیکن افسوس کہ امراء میں یہ مادہ ہی نہیں رہا ۔ گزشتہ پچاس سال کے دوران مشرکوں میں کئی دیال سنگھ اور گنگا رام پیدا ہوئے لیکن کسی مسلمان امیر کو غیر مسلموں کی طرح کسی ادارہ کو قائم کر کے چلانے کی ہمت نہ ہوئی ۔ پاکستان بن جانے

Marfat.com

کے بعد ہزاروں مسلمان امیر کبیر بن گئے۔ ان کی بے پناہ دولت یورپ اور امریکہ کی سیر و سیاحت عیاشی بہترین موٹروں، کوٹھیوں، تن آسانیوں میں صرف ہو رہی ہے۔ کسی امیر آدمی کو کسی قومی ادارہ کسی بڑے ہسپتال یا کوئی اسلامی یونیورسٹی قائم کر کے چلانے کی ہمت نہ ہوئی۔

لیکر سے پار آج بھی مشرکوں میں مہاتما گاندھی کا چیلا ونوبا بھاوے بارہ لاکھ ایکڑ زمین امرا سے لے کر غرباء میں تقسیم کر چکا ہے۔ مشرک امراء کا یہ ایثار دیکھ کر ہمارے حال مست امراء اور بڑے بڑے مسلمان زمینداروں کو سبق لینا چاہیئے۔ پاکستان میں لاکھوں مسلمان جفاکش کسان بغیر زمین کے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ بڑے زمینداروں کو اپنے وسیع رقبہ کا کچھ حصہ انہیں دیکر کم از کم مشرکوں جیسی انسانیت ہی دکھانی چاہیئے۔ مسلمان ہونا تو بڑی بات ہے۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایران، وہی تبریز ہے ساقی"

سردار صاحب کی زندگی کا واحد مقصد حکومت الہیہ کے قیام میں ہر ممکن جدوجہد کرنا ہے تاکہ ایک سپاہی کی مانند وہ اسلامی حکومت کے ادنیٰ کارکن بن سکیں۔ حکومت الہیہ کا تصوّر انہوں نے تحریک مجاہدین سے لیا اور زندگی بھر اس راہ میں جہاد کرتے رہے۔ وہ معاشرہ کو برائیوں سے مغلوب دیکھ کر اکثر آبدیدہ ہو جاتے ہیں اور جس مجلس میں ہوتے ہیں، انفرادی اور اجتماعی بھلائیوں کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ نماز نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتے ہیں۔ اسلامی تہذیب کے حامل اور علمبردار ہیں۔

خاندان صوفی محمد اکبر علی صاحب

(مصنف سلیم التواریخ)

اس خاندان کے بزرگ نواح سرسہ میں آباد تھے۔ اور ہر طرح سے فارغ البال تھے۔ نین ۱۸۵۷ء کے قحط میں نقل مکانی کرنی پڑی۔ اور دریائے ستلج کے پار نورمحل میں آباد ہوئے سکھوں کے عہد میں ایک سکھ سردار ان کا محبوب گھوڑا زبردستی لینا چاہتا تھا۔ بزرگ خاندان بابا دُلّا نے گاؤں چھوڑنا منظور کیا لیکن گھوڑا نہ دیا۔ اور اپنی آن نہ چھوڑی۔ پھر ضلع ہوشیارپور

Marfat.com

میں آکر بہرام سرشتہ میں ایک نیا گاؤں آباد کیا جو عوام میں تلونڈی دِلّا مشہور ہوا۔ لیکن سرکاری کاغذات میں تلونڈی راعیاں لکھا جاتا تھا۔ اس خاندان میں دینداری کا بہت چرچا تھا چنانچہ بابا دِلّا کا پوتا حافظ کریم بخش اپنے دینی درس کی وجہ سے مشہور ہوا۔ دور دراز سے طالب عالم آکر ان سے تعلیم حاصل کرتے تھے اور قرآن شریف حفظ کرتے تھے۔ حافظ کریم بخش کا پوتا میاں نور بخش آسودہ حال زمیندار تھا۔ بڑا طاقت ور اور شہ زور اور تنا ور تھا۔ اس کی شہ زوری کے قصے زبان زد عام تھے، لیکن نہایت متحمل مزاج تھا۔ میاں نور بخش کے ہاں ۱۸۶۲ء میں دوسرا بیٹا تولد ہوا۔ جو بعد میں مولوی محمد اکبر علی صوفی محقق جالندھری کے نام نامی سے موسوم ہوا صوفی صاحب نے ابتدائی تعلیم بہرام میں پائی۔ اس کے بعد لاہور جا کر ٹریننگ کالج سے معلمی کی تربیت حاصل کی۔ چونکہ عربی، فارسی، اردو میں اعلیٰ قابلیت پیدا کر لی تھی۔ محکمہ تعلیم کے مدرسۃ المعلمین میں شعبہ زباندانی ان کے سپرد ہوا۔ تیس برس تک اپنے فرائض باحسن طریق انجام دینے کے بعد پنشن پہ چلے گئے۔

حضرت صوفی صاحب کو ۱۸۸۳ء میں اپنی قوم یعنی قوم راعیان میں رسومات قبیح کی اصلاح کا شوق پیدا ہوا۔ اور ایک رسالہ اس موضوع پر لکھا۔ اسی اثناء میں دل میں خلش پیدا ہوئی کہ جس قوم کی اصلاح رسوم کرنی چاہتا ہے یہ ہیں کون؟ ان کا حسب نسب کیا ہے لیکن کسی کو معلوم نہ تھا کہ ہم کس کی اولاد ہیں، اور ہمارے سلف کون ہیں۔ چنانچہ اس تحقیق میں جس قدر قدم اٹھائے، مایوسی ہوئی۔ دیگر زراعت پیشہ اقوام اپنے متعلق کچھ نہ کچھ جانتی تھیں اور صحیح یا غلط یادداشت رکھتی تھیں لیکن قوم راعیں کے افراد عندالدریافت ایک دوسرے کا منہ تکنے لگتے تھے۔

اندریں حالات صوفی صاحب نے تحقیق کا بیڑہ اٹھایا اور ایک قومی چٹھی اپریل ۱۸۹۴ء میں شائع کر کے قوم کے افراد میں کثیر تعداد میں بانٹی۔ اس چٹھی میں ۱۶ دریافت طلب امور تھے مثلاً "ارائیں لفظ کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ کیا یہ لوگ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے یا سیدوں، مغلوں، پٹھانوں کی طرح بیرونی قوم ہیں۔" وغیرہ وغیرہ۔ اس چٹھی نے قوم میں ہلچل ڈال دی۔ ہر پڑھے لکھے فرد نے اپنی استعداد کے مطابق جوابات بھیجے لیکن پھر بھی زیادہ معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ چنانچہ دوسری قومی چٹھی دسمبر ۱۸۹۴ء کو جاری کی اور اس کے جواب میں کچھ نہ کچھ مفید مطلب مواد فراہم ہو گیا۔ نیز مستند

Marfat.com

تاریخی شہادتوں، سرکاری رپورٹوں، بادشاہی فرمانوں، زبانی روائتوں مقامی قرائن اور قومی خصائص کے گہرے مطالعہ کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس زمانہ میں مشہور کتب خانوں سے استفادہ کیا اور تحقیق کا کام جاری رکھا اور یہ سلسلہ آٹھ صد صفحات پر مشتمل قومی تاریخ "سلیم التواریخ" کی اشاعت پر ۱۹۱۹ء میں ختم ہوا۔

حضرت صوفی صاحب کی متواتر کوشش سے پہلا قومی جلسہ شہر جالندھر میں ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوا جس میں نئی دہلی کے علاوہ لاہور اور کرنال کے بزرگان قوم نے شرکت کی۔ اس میں طے پایا کہ ملازم رکھ کر قومی نقشے پُر کروائے جائیں لیکن طاعون کی وبا پھیلنے کے باعث یہ کام چند ماہ سے زیادہ دیر جاری نہ رہ سکا۔ مگر حضرت صوفی صاحب کا حوصلہ پست نہ ہوا اور اگست ۱۸۹۷ء میں لاہور اور مزنگ میں برادری کے دو عظیم اجتماعات کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان میں میراثی بلوائے گئے اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ میراثیوں کو چند پشتوں تک صحیح نام یاد ہیں اور اس کے بعد یہ لوگ جس سے چاہیں کرسی نامہ ملا دیتے ہیں۔ ستمبر ۱۸۹۷ء میں بمقام باغبان پورہ میں اجتماع ہوا۔ اس میں حضرت صوفی صاحب نے اپنی تحقیق کے متعلق برادران قوم کو آگاہ کیا۔ اس اجتماع میں دیگر بزرگان۔ قوم کے علاوہ قوم کے دو روشن ستارے یعنی مسٹر جسٹس شادی لال اور سر میاں محمد شفیع بھی شامل ہوئے اسی طرح مختلف اوقات میں حضرت صوفی صاحب کی بدولت دیگر مقامات مثلاً ڈھولن وال گنجہ کلاں، کوٹلی قادر آباد، بٹالہ، راجہ سانسی، نور محل، پھلور، نکودر، نگل انبیاءؑ، لدھیانہ، بستی، پٹیالہ، انبالہ، کرنال، پانی پت، دہلی، شملہ، بریلی، پیلی بھیت، سرسہ، ملتان، سندھ، اوچہ وغیرہ میں برادری کے اجتماعات ہوتے رہے۔ اور حضرت صوفی صاحب ان اجتماعات میں قوم کو گرماتے اور جگاتے رہے کہ یہ قوم محمد بن قاسم کی فوج کی حیثیت سے بصورت فاتحان سندھ میں داخل ہوئے اور بتدریج پنجاب اور یوپی میں پھیل گئی۔

حضرت صوفی صاحب کی اس انتھک مہم کا نتیجہ آخر کار ۱۹۱۵ء میں انجمن راعیان ہند کے قائم ہونے کی صورت میں نمودار ہوا۔ اخبار الراعی جاری کیا گیا۔ اور تین چار سال کے اندر اندر راعی بلڈنگ تعمیر ہو گئی جو اب تک قومی مرکز کا کام دیتی ہے۔

جب حضرت صوفی صاحب کی مصنفہ تاریخ یعنی سلیم التواریخ جو آٹھ سو صفحات پر مشتمل

Marfat.com

تھی۔ قوم کے سامنے چھپ کر ۱۹۱۹ء میں آئی تو انجمن راعیان ہند نے اس محسن قوم کا ۱۹۲۰ء کے سالانہ اجلاس میں ریزولیوشن کے ذریعہ شکریہ پیش کیا۔ اور مورخ قوم کا خطاب دیا اور ایک طلائی تمغہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ سلیم التواریخ انجمن راعیان کی طرف سے آفیشل تاریخ قرار پائی۔

حضرت صوفی صاحب علیگڈھ تحریک میں سرسید احمد خاں کے سرگرم معاون تھے چنانچہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ تعلیم نسواں کی تحریک میں شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی کا دل و جان سے ساتھ دیتے رہے۔ حضرت صوفی صاحب کے بڑے بیٹے محمد علی نے علیگڈھ ہی میں تعلیم پائی تھی۔ بعد میں یہ خان بہادر آغا محمد علی صوفی کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ فارن اینڈ پولیٹیکل سروس میں ملازم تھے۔ انہوں نے عراق میں بھی خدمات انجام دیں۔ اور کئی برس بصرہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رہے اور سروس مکمل کرکے اسسٹنٹ پولیٹیکل ریذیڈنٹ کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں بمقام جالندھر وفات پائی۔ خان بہادر کے اولاد نرینہ نہ تھی۔ بڑی بیٹی محمودہ اختر کی شادی ڈاکٹر بشیر احمد سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی سے ہوئی تھی۔

حضرت صوفی صاحب کے دوسرے بیٹے خاں صاحب الحاج احمد علی صوفی زراعتی کالج لائل پور کے تعلیم یافتہ تھے۔ محکمہ زراعت پنجاب میں انہوں نے کارہائے نمایاں کئے۔ اور ان کی خدمات کو حکومت عراق نے مستعار لے لیا۔ اور خوب فائدہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ شاہ فیصل ان کو اپنے ذاتی دوستوں میں شمار کرتے تھے۔ عراق سے واپسی کے بعد حیدر آباد دکن میں بھی پانچ برس کام کیا اور کئی عمدہ فارم بنائے۔ ۱۹۴۶ء میں وفات پائی۔ ان کا بیٹا میاں رشید احمد صوفی علیگڈھ کا تعلیم یافتہ ہے اور اس نے زراعت کے میدان میں ضلع لائل پور میں اونچا نام پیدا کیا ہے۔ ان کی بیٹی مجیدہ اختر کوڈور اسلام باری سلیمی سربراہ محکمہ جہاز کی بیگم ہیں۔ دوسری بیٹی سلیم اختر ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹر ہیں اور آجکل اپنے شوہر کے ہمراہ انگلستان میں ہیں۔ بڑی بیٹی رشید اختر ایم۔ اے پاس ہیں اور ہیڈ مسٹریس کے فرائض انجام دیتی ہیں۔ چھوٹی بیٹی ربیعہ بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔

حضرت صوفی صاحب کے تیسرے بیٹے مسٹر جسٹس محمود علی صوفی نے پنجاب یونیورسٹی اور آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ اور مقابلہ کے امتحان میں کامیاب ہو کر انڈین سول سروس میں

Marfat.com

ملازم ہوئے۔ ملتان میں ڈپٹی کمشنر رہے۔ پھر جوڈیشل لائن میں جا کر بہت نام پیدا کیا۔ تقسیم ملک کے وقت انٹی کورپشن ٹریبونل کے سربراہ تھے۔ تقسیم کے بعد پنجاب میں کسٹوڈین برائے جائداد مہاجرین لیگل اور پھر مغربی پاکستان ہائی کورٹ میں مستقل جج کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۵۱ء میں وفات پائی۔ ان کا بڑا بیٹا ضیاء اکبر صوفی مکینیکل انجینیر ہے اور کراچی میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہے۔ دوسرا بیٹا مظہر اکبر صوفی ولایت میں چارٹرڈ اکاؤنٹینسی سیکھ رہا ہے۔ ان کی بیٹی مصباح نے ایم۔ اے انگلش کیا تھا۔ تیسرا بیٹا سہیل ایم۔ اے میں تعلیم پا رہا ہے۔

حضرت مولوی محمد اکبر علی صوفی نے جالندھر شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہاں ہی زرعی اور سکنی جائداد بنالی تھی۔ باغات بھی لگائے تھے۔ حضرت صوفی صاحب قادریہ طریق کے بزرگ تھے۔ اور خاندان قادریہ فاضلیہ کی ایک شاخ کے پیر طریقت تھے۔ انہوں نے حضرت پیر الٰہی شاہ سے فیض حاصل کیا تھا اور ان کے وصال کے بعد باتفاق رائے ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ صوفی صاحب کے بیٹے بھی اسی طریق میں منسلک ہیں۔ پیر قوم حضرت مولوی محمد اکبر علی صوفی نہ صرف محقق اور مورخ تھے بلکہ اپنے وقت کے انسان کامل تھے۔ ہر قوم ہر مذہب و ملت کے لوگ ان کے حلقہ ارادت منسلک تھے۔ اکابرین قوم مثلاً سر محمد شفیع، نواب مولا بخش، خان بہادر ملک تاج الدین۔ ملک الشعراء حافظ محمد حلیم، سردار نور محمد، خان بہادر سردار نور برہان وغیرہ حضرت صوفی صاحب کے سامنے ہمیشہ دو زانو ادب سے بیٹھتے تھے۔

حضرت صوفی صاحب کے چوتھے صاحبزادے ونگ کمانڈر حمید علی صوفی ہیں۔ یہ کئی برس تک گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبہ جسمانیات کے ڈائرکٹر رہے۔ پھر رائل انڈین ایئر فورس میں شامل ہوئے اور تقسیم ملک سے دو سال پیشتر ایئر ہیڈ کوارٹرز نئی دہلی میں ایک سیکشن کے سربراہ تھے۔ تقسیم ملک کے بعد پہلے پروسٹ مارشل اور پھر سٹیشن کمانڈر رہے۔ پشاور ہیڈ کوارٹرز میں چار برس افسر انچارج ایڈمنسٹریشن رہے۔ ایئر فورس سے سبکدوش ہونے کے بعد گورنمنٹ کالج آف فزیکل ایجوکیشن میں ۹ برس پرنسپل کے عہدے پر فائز رہے۔ اور پھر چھ برس تک مغربی پاکستان کے ڈائرکٹر آف سپورٹس اینڈ فزیکل ایجوکیشن اور سپورٹس کنٹرول بورڈ کے سیکرٹری رہے۔ اب

Marfat.com

رشتہ ازدواج کے بعد اپنے ذاتی خادم گلستانِ صوفیہ کے انتظام و انصرام میں مصروف رہتے ہیں۔ انہوں نے سپورٹس کے دائرہ میں پاکستان کی کئی دفعہ بیرونی ممالک میں نمائندگی کی ہے۔ یہ انجمن راعیان پاکستان کے کئی برس تک نائب صدر بھی رہ چکے ہیں۔ ان کا بڑا بیٹا بریگیڈیر نذیر احمد صوفی پاکستان کے خاص فوجی افسروں میں شمار ہوتا ہے۔ دوسرے بیٹے میاں نذیر احمد صوفی نے بزنس اور انڈسٹریل ڈویلپمنٹ میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ تیسرا بیٹا جمیل اصغر صوفی ایم اے ایڈمنسٹریشن کر چکا ہے۔ چوتھا خرم صوفی پاکستان آرمرڈ کور میں لیفٹیننٹ ہے۔ اور پانچواں بیٹا اعظم صوفی امریکہ میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ان کی بڑی بیٹی ذکیہ نسرین میاں محمد نسیم کی بیگم ہیں۔ یہ دس برس تک سیرالیون میں ہیرے کی کانوں کے بڑے افسر تھے۔ آجکل ایران میں کے افسر اعلیٰ ہیں۔ دوسری بیٹی عقیلہ میاں محمد سعید اپرنٹیل منیجر سوئی گیس کی بیگم ہیں۔ تیسری بیٹی سعیدہ میاں محمود احمد کی بیگم ہیں۔ ان کا لاہور، راولپنڈی اور کراچی میں وسیع کاروبار ہے۔

ان کی بیگم رضیہ جمیل صوفی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ رسمی تعلیم کے علاوہ انہوں نے فنون لطیفہ میں اعلیٰ تربیت ٹوکیو (جاپان) میں حاصل کی ہے۔ فن گڑیا سازی میں ان کا جواب نہیں۔ متعدد نمائشوں میں اوّل انعام حاصل کر چکی ہیں۔ ملکہ الزبتھ کے دورہ پاکستان کے موقعہ پر ان کی بنائی ہوئی "گرل گائیڈ" انہیں قلعہ لاہور میں تحفہً پیش کی گئی تھی۔ خواتین کی بین الاقوامی انجمنوں کی روحِ رواں ہیں اور انجمن خواتین راعیاں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ اصلاح رسوم کی زوردار مؤید ہیں۔

(۱۱) میاں عبدالعزیز بیرسٹر مرحوم

میاں صاحب کی زندگی تاریخی کارناموں کا ایک دلکش مرقع ہے جس کا احاطہ کرنا آسان نہیں ہے۔ وہ انقلاب آفریں شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے عہد غلامی میں انگریزوں کیخلاف اس وقت بھی کلمہ حق کہا۔ جب بڑے بڑے جوانمرد گوشہ نشین ہو جانے میں ہی مصلحت سمجھتے ہیں۔

میاں صاحب کا آبائی وطن لاہور ہے۔ آپ ۱۹ اگست ۱۸۷۱ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ جہاں آپ کی ننھیال تھی۔ بعد میں اپنے والد کے پاس پرورش پائی۔ آپ کے والد مولوی الٰہی بخش چیف کورٹ کے آخری اردو داں وکیل تھے۔ میاں صاحب نے ۱۸۹۲ء میں ہوشیارپور سے مڈل

Marfat.com

کا امتحان پاس کیا ۔ پھر لاہور آگئے ۔ ۱۸۹۲ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور ۱۸۹۵ء میں بیرسٹری کی تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے ۔ ۱۹۰۵ء میں کامیاب ہو کر واپس آگئے اور ہوشیارپور میں پریکٹس شروع کر دی ۔ پھر میونسپل کمیٹی کے ممبر بھی منتخب ہو گئے ۔ انہوں نے مسلمان بچوں کی بہبود کی خاطر ۱۹۰۸ء میں وہاں اسلامیہ ہائی سکول کا اجرا کیا جس میں سکول، بورڈنگ ہاؤس اور مسجد کی تعمیر کی گئی ۔ اس کا سنگِ بنیاد نواب وقارالملک نے ۱۹۰۸ء میں رکھا اور سر سید احمد خاں کے نبیرہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں، میاں سر محمد شفیع، علامہ اقبال، جسٹس شاہ دین ہمایوں نے اس رسم میں شرکت کی ۔

لاہور میں میاں صاحب نے نہ صرف مسلمانوں کے لیے بڑا کام کیا بلکہ سیاسی پلیٹ فارم پر بحیثیت مجموعی ملک کی بڑی خدمت کی ۔ ۱۹۱۸ء تک آپ صفِ اوّل کے کامیاب وکیل کی حیثیت سے پنجاب پر چھا چکے تھے ۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ نافذ ہوا تو اس کے خلاف شدید احتجاج ہوا ۔ اس موقع پر میاں صاحب نے بڑا کردار ادا کیا ۔ کئی ہزار افراد پر مشتمل ایک جلسہ منعقد ہوا ۔ اس ایکٹ کے خلاف آپ نے قرارداد تیار کی اور ایک نہایت زوردار تقریر کے بعد خود ہی اسے پیش کیا ۔ اس وجہ سے اعلیٰ حکام اور میاں صاحب کے درمیان ٹھن گئی ۔

انہی دنوں ہوشیارپور میونسپل کمیٹی کے انتخابات ہو رہے تھے جس میں حکومت اپنے طرفدار آدمیوں کو کامیاب کرانا چاہتی تھی ۔ خلافت کمیٹی اور کانگرس دونوں ہی حکومت سے مقابلہ کے لیے میدان میں اتر آئیں ۔ چنانچہ ان کے تمام اجلاس میاں صاحب کے مکان پر انہی کی صدارت میں منعقد ہوتے رہے ۔

انتخابات میں حکومت کو شکست ہوئی اور سارے قوم پرست عناصر منتخب ہوئے ۔ اس وقت تک میاں صاحب کی پریکٹس کافی وسیع ہو چکی تھی ۔ لہذا مقامی افراد کی مرضی کے خلاف آپ وسط نومبر ۱۹۱۹ء میں لاہور چلے آئے اور ہائیکورٹ میں پریکٹس شروع کی ۔ دو سال میں ہی ہندوستان کے دوسرے صوبوں نے بھی آپ کی ذہانت اور قابلیت کا لوہا مان لیا ۔

۱۹۲۰ء کے آخر میں میونسپل کمیٹی لاہور کے انتخابات ہوئے تو ان تمام امیدواروں کو قوم پرستوں نے شکست دی جن کی پشت پر انگریزی حکومت کی مدد تھی ۔ میاں صاحب نہ صرف ممبر منتخب

Marfat.com

ہوئے بلکہ میونسپل کمیٹی کے سینیئر وائس پریذیڈنٹ چنے گئے۔ پریذیڈنٹ ڈپٹی کمشنر بلحاظ عہدہ ہوا کرتا تھا جو اپنی دیگر معروفیات کی وجہ سے کمیٹی کے اجلاسوں میں کم ہی آتا تھا۔ گویا اس طرح کمیٹی کا سارا کام میاں صاحب کے سپرد ہو گیا۔

۱۹۲۲ء میں پرنس آف ویلز کو (جو بعد میں شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم ہوئے) ہندوستان آنا تھا۔ اس زمانہ میں میونسپل کمیٹی لاہور نے دو اہم قراردادیں منظور کیں۔ ایک پرنس آف ویلز کی آمد پر کمیٹی کی طرف سے بائیکاٹ کی قرارداد تھی اور دوسری قرارداد لارڈ لارنس کا مجسمہ اٹھانے کے متعلق تھی۔ یہ مجسمہ مال روڈ پر نصب تھا اور اس کے نیچے انگریزی میں یہ حروف کندہ تھے۔

"تم پر قلم سے حکومت کی جائے یا تلوار سے؟"

ان قراردادوں کے منظور ہونے پر انگلستان میں تہلکہ مچ گیا اور وہاں کے اخبارات نے اس سلسلے میں بہت کچھ لکھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ یہ قراردادیں لاہور میونسپل کمیٹی نے منظور کی تھیں اور لاہور کو ہندوستان میں خاص اہمیت حاصل تھی۔

حکومت کی انتہائی مخالفت کے باوجود آپ لاہور میونسپل کمیٹی کے تین مرتبہ پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ اور دو مرتبہ میئر منتخب ہوئے۔

میاں عبدالعزیز پنجاب لیجسلیٹو کونسل اور پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوتے رہے درمیان میں ایک مرتبہ آپ نے اپنی نشست علامہ اقبال مرحوم کے لئے خالی چھوڑ دی اور خود کھڑے نہ ہوئے۔ علامہ اقبال کو کامیاب کرانے میں آپ نے بڑی مدد کی: علامہ اقبال سے آپ کے گہرے ذاتی مراسم تھے۔ اور فارسی کے مشہور شاعر مولانا گرامی کے تعلقات بھی میاں صاحب سے بہت گہرے تھے ادھر علامہ اقبال مولانا کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اس وجہ سے بھی علامہ صاحب میاں صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے۔

۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۶ء تک میاں صاحب متواتر پنجاب اسمبلی کے ممبر رہے۔ ۱۹۳۷ء کا الیکشن میاں صاحب نے مسلم لیگ کی حیثیت سے لڑا اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اس الیکشن میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر میاں عبدالعزیز اور ملک برکت علی ہی کامیاب ہوئے تھے۔

Marfat.com

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں یونینسٹ پارٹی نے آپ کے کاغذات نامزدگی مسترد کرا دیئے تھے۔

میاں عبدالعزیز طویل عرصے تک انجمن ارائیان ہند کے پریذیڈنٹ رہے۔

بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ میاں عبدالعزیز انتہا پسند رہے ہیں اور انہوں نے زیادہ کام بائیں بازو میں کیا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ میاں صاحب انگریزی حکومت کا حصہ بن کر کام کرتے تو ان کی قابلیت ملک و ملت کے لئے زیادہ مفید ہوتی۔ یہ اپنا اپنا خیال ہے۔

جو بات وہ صحیح سمجھتے بے خوف کہہ دیتے اور اپنی بات کے پیچھے دلائل کی قطار کھڑی کر دیتے۔ کسی مسئلے پر کوئی ان سے اتفاق کرے یا نہ کرے مگر ہر آدمی کو ان کے خلوص اور عظمت کا قائل ہونا پڑتا۔

پاکستان بننے پر بھی مسلم لیگ ہماری مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے زعماء میاں صاحب کے مکان پر کانفرنسیں منعقد کرتے اور ان کے پاس بیٹھتے رہے۔ قائداعظمؒ کے انتقال کے تھوڑا عرصہ بعد میاں صاحب کی آنکھوں کی بینائی زائل ہوگئی اور نئی لیڈر سیاسی اقتدار کی چھینا جھپٹی میں مصروف ہوگئے۔ اس سے میاں صاحب کو کچھ فرصت میسر آگئی۔

میاں عبدالعزیز صاحب کے حالات زندگی کو پاکستان کی تحریک آزادی سے علیحدہ کر کے لکھنا ممکن نہیں اور اگر یہ حالات ان کے سیاسی پس منظر سمیت لکھے جائیں تو میاں صاحب کی سوانح عمری کئی جلدوں پر مشتمل ہوگی۔

جب مسجد شہید گنج لاہور کا جھگڑا چل رہا تھا اور سکھ اپنے قانونی حق سے دستبردار ہونے کے لئے کسی صورت میں تیار نہ تھے۔ اس دوران میں سکھوں نے پنجاب بھر سے جتھے منگوانے کا بھی انتظام کر لیا۔ چنانچہ لاہور میں ہر طرف سے جتھوں کی آمد شروع ہوگئی جو اشتعال انگیز نعرے لگاتے ہوئے لاہور کے بازاروں سے گزرتے تھے جس سے سکھ مسلم کشیدگی نے انتہائی نازک صورت اختیار کر لی۔ مگر مسلمان اس اشتعال انگیزی کے باوجود پُرامن رہے کیونکہ حکمتِ عملی کا تقاضا یہی تھا۔

حکومت نے مسجد کے اردگرد جانے والے تمام راستوں پر سخت پہرہ مقرر کر دیا اور یہ راستے مسلمانوں کے لئے قطعاً بند کر دیئے گئے تاکہ کہیں تصادم نہ ہو جائے۔

Marfat.com

میاں عبدالعزیز بیرسٹرایٹ لاء نے قوم کی صحیح راہنمائی کی اور پروگرام بنایا کہ گورنر سر ایمرسن سے مل کر اس سلسلہ میں گفتگو کی جائے۔ چنانچہ میاں صاحب موصوف کی قیادت میں ایک وفد گورنر پنجاب سے ملا۔ میاں صاحب نے گورنر کے سامنے ہر قسم کے دلائل پیش کئے اور ہر ممکن طریقہ سے گورنر کو قائل کرنے کی پوری پوری کوشش کی مگر گورنر چونکہ درحقیقت مسجد کی شہادت چاہتا تھا اس لئے وہ ان کے دلائل کا قائل نہ ہوا۔

میاں صاحب چونکہ ایک بہت بڑے وکیل تھے انہوں نے گورنر کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے بلکہ دوسرا ڈھنگ اختیار کیا تاکہ ملک کا امن وامان تباہ ہونے سے بچ جائے اور ذیل کی تین صورتیں پیش کیں۔

۱: حکومت اس مسجد کو زیر دفعہ ۴۴ ضابطہ فوجداری اپنی تحویل میں لے کر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کر سکتی ہے۔

۲: حکومت اس مسجد کو دیگر آثار قدیمہ کی طرح اپنے قبضہ میں لے کر آثار قدیمہ کے سپرد کر دے

۳: حکومت مسلمانوں سے اس مسجد کی قیمت لے کر سکھوں کو ادا کر کے مسلمانوں کے حق میں آزاد کرا دے۔

میاں صاحب جب تیسری تجویز گورنر کو پیش کر رہے تھے۔ اس پر گورنر نے میاں صاحب سے سوال کیا کہ اگر سکھ اس مسجد کی بہت زیادہ قیمت کا مطالبہ کریں تو پھر کیا صورت ہوگی؟

میاں صاحب نے جواب دیا کہ اس وقت میری رہائشی کوٹھی لاہور بھر میں سب سے بڑی ہے جو کہ دروازہ کے باہر واقع ہے۔ جس میں لاکھوں کا گھریلو سامان بھی موجود ہے۔ اگر سکھ میری یہ کوٹھی مع ساز وسامان لے کر بھی مسجد آزاد کرنے کو تیار ہوں تو میری تمام جائیداد حاضر ہے اور میں اس کا قبضہ اسی وقت سکھوں کو دینے کو تیار ہوں۔ میاں صاحب نے بڑی جرات کے ساتھ کہا کہ میں ابھی اس پیش کش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار ہوں۔

گورنر میاں صاحب کی اس پیش کش سے سخت گھبرا گیا کیونکہ میاں صاحب نے اپنی خداداد ذہانت اور ذکاوت سے گورنر کے بھاگنے کے تمام راستے بند کر دیئے۔ اس سے پیشتر گورنر تمام اخلاقی اپیلوں سے قطعاً متاثر نہ ہوا تھا۔ گورنر نے اپنی خفت مٹانے کے لئے مجبور ہو کر

Marfat.com

مسلمانوں کے وفد سے وعدہ کر لیا کہ ان کی یہ تجاویز سکھوں کے سامنے پیش کریں گے اور ساتھ ہی وعدہ کر لیا کہ مسجد کو فی الحال شہید نہیں کیا جائے گا۔

مگر گورنر نے مسجد کی شہادت سے پہلے راتوں رات شہید گنج کے تمام علاقہ کو فوج کے سپرد کر دیا۔ تمام اہم مقامات پر گورہ فوج متعین تھی۔ مسلمان کسی بھی راستہ سے مسجد تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ البتہ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ ریلوے روڈ کی اندرونی دیواروں سے مسجد کی شہادت کا دلسوز منظر نظر آتا تھا جسے دیکھ کر مسلمان آنسو بہاتے تھے۔

یہ دن اہل لاہور کے لئے قیامت سے کچھ کم نہ تھا۔ گورنر کی وعدہ خلافی کی وجہ سے مسلمان سخت برافروختہ تھے۔ ہر طرف ایمرسن کی بجائے" ایمر سنگھ" مردہ باد کے نعرے بلند ہو رہے تھے اور مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور تھے کہ مسجد سکھوں نے نہیں گورنر نے دھوکہ دے کر شہید کرائی ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت ہر شخص کی زبان پر یہی تھا کہ یہ سب کچھ سر فضل حسین کی سکیم کے تحت ہوا ہے۔

۱۱ر جولائی کا دن اہل لاہور کے لئے قیامت کا دن تھا۔ سٹی کوتوالی کے سامنے گورا فوج موجود تھی۔ دہلی دروازہ، سرکلر روڈ، پل مصری شاہ ہر طرف مسلمانوں کا بے پناہ سمندر تھا۔ مسلمان بالکل نہتے اور پر امن تھے۔ گورا فوج نے ہر طرف بے تحاشا گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ سینکڑوں آدمی شہید کر دیئے گئے۔ لاہور کی سڑکیں شہیدوں کے مقدس خون سے لالہ زار بن گئیں۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کا صدر دفتر واقع برانڈرتھ روڈ بے شمار زخمیوں اور شہیدوں سے پر ہو گیا۔ تمام شہر کے ڈاکٹر آنا فانا اس جگہ جمع ہو گئے جو زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ مگر گورا فوج برابر اپنی سفاکی کا ثبوت دے رہی تھی اور ہر طرف بے تحاشہ گولیاں برسا رہی تھی سڑکوں پر بے شمار لاشیں تڑپ رہی تھیں۔

میاں عبدالعزیز نے جب گورا فوج کی یہ سفاکی دیکھی تو آپ سخت بے تاب ہو گئے۔ آپ نے گورنر کو فون پر صورت حال سے مطلع کیا اور فوری طور پر ملاقات کی اجازت چاہی۔ چنانچہ گورنر نے میاں صاحب کو گورنر ہاؤس پہنچنے کی تلقین کی۔

گولیوں کی بوچھاڑ میں میاں صاحب اپنی موٹر کار میں گورنر ہاؤس کے لئے سٹی کوتوالی سے گزرنے لگے تو آپ کی کار روک لی گئی۔ چنانچہ میاں صاحب نے فوجی افسروں کو بتایا کہ وہ گورنر

Marfat.com

کو ملنے جا رہے ہیں۔ میاں صاحب نے گورنر ہاؤس پہنچ کر گورنر کو بتایا کہ بے پناہ فائرنگ جاری ہے اور لوگ سخت غضبناک ہیں۔ چنانچہ گورنر کی مداخلت سے فائرنگ بند کر دی گئی

آج تک شہر لاہور میں جس قدر ہندو مسلم فسادات ہوئے میاں صاحب نے ہمیشہ قوم کی صحیح راہنمائی کی۔ ان کے مقدمات کی نہ صرف مفت پیروی کی بلکہ اپنی گرہ سے کافی خرچ بھی کیا کرتے تھے۔

قائد احرار حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری فاتح قادیان کے خلاف بغاوت کا مقدمہ ہائیکورٹ میں پیش ہوا۔ سرکار کی طرف سے وکیل مسٹر سلیم تھے اور ان کے مدمقابل میاں عبدالعزیز نے اپنی قابلیت سے عدالت میں گواہوں پر ایسے انداز میں جرح کی کہ عدالت کو انہیں بری کرنا پڑا۔

خاکساروں کا خونی معرکہ جو ہیرا منڈی میں ہوا، اس مقدمہ کی تیاری میاں صاحب کی کوٹھی میں ہوتی رہی۔ اور جب تحقیقاتی کمیشن مقرر ہوا تو خاکساروں کی طرف سے میاں صاحب نے اہل کمیشن کو جس میں چیف جسٹس مسٹر ینگ اور جسٹس نعمت اللہ بھی شامل تھے، تمام جگہیں خود دکھائیں اور ثابت کیا کہ پولیس نے گھروں کے اندر جا کر گولیاں چلائی ہیں اور خاکساروں کو قتل کیا ہے۔ چنانچہ ہیرا منڈی کی عنایت منزل میں بالکل اندرونی کمروں میں گولیوں کے نشانات اہل کمیشن کو دکھائے گئے اور اس طرح ثابت کیا کہ پولیس نے انتہائی تشدد سے خاکساروں کو قتل کیا ہے۔

چونکہ آج کا نوجوان طبقہ میاں عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لا کے متعلق زیادہ واقفیت نہیں رکھتا۔ اس لئے ضروری خیال کرتا ہوں کہ ایسے مرد مجاہد، انگریزوں کے ازلی و ابدی دشمن، مسلمانوں کا درد رکھنے والے سیاستدان کا تھوڑا سا تعارف کرا دوں، جس کی زندگی کا مشن ہی فرنگی حکومت کی دیواروں کو لرزانا اور ہلانا تھا۔

میاں عبدالعزیز صاحب کے والد مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم اپنے زمانہ کے بڑے نامی وکیل تھے۔ میاں صاحب نے وکالت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نام پیدا کیا۔ ان کی شہرت فوجداری مقدمات کی وجہ سے ہوئی۔

وکالت کے ساتھ ساتھ میاں صاحب سیاسی اور مذہبی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے۔ آپ لاہور کی ارائیں برادری کے رکن اعظم ہیں۔ پاکستان سے پہلے ارائیں برادری رواج کی

Marfat.com

پابند تھی۔ لڑکیوں کو شرعی حصہ جائیداد نہ دیتے تھے۔ میاں صاحب اس برادری میں پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے برادری کے اس رواج کے بُت کو پاش پاش کیا اور کہا کہ شریعت محمدی سے انحراف کفر ہے۔ آپ نے رواج کی پابندی پہ لات ماری اور لڑکیوں کو شریعت کے مطابق جائیداد میں حصہ دیا۔ آپ کا یہ کارنامہ تمام مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے۔ آپ ایک موحد خاندان کے فرد ہیں۔ مذہبی امور میں خاص دلچسپی لیتے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ہزاروں روپے خرچ کرتے چلے آئے ہیں۔

میاں صاحب کی ذاتی کوٹھی جو بیرون یکی دروازہ واقع ہے، تحریک آزادی کا مرکز بنی۔ تمام نامور ہستیاں وہاں اکثر و بیشتر اکٹھی ہوتی رہتی تھیں جن میں علی برادران حضرت مولانا محمد علی مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد، حکیم اجمل خاں، مولانا عبدالقادر قصوری، قائداعظم محمد علی جناح اور علماء میں سے حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا محمد حسین بٹالوی، چوہدری محمد علی سابق وزیراعظم پاکستان۔

۱۹۲۹ء میں میاں صاحب میونسپلٹی کے صدر منتخب ہوگئے۔ ادھر ہندو سبھا کے صدر ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کو وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ بنا دیا گیا۔ ہندو مہاسبھا کا یہ وزیر میونسپلٹی میں مسلم اکثریت ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تجویز پیش کی کہ ہندو اور مسلمان باری باری صدر ہوا کرے۔ میاں صاحب نے مہاسبھائی وزیر کی مخالفت کی اور اسے لوکل سیلف کی بجائے گوکل سیلف گورنمنٹ کا خطاب دیا۔

مہاسبھائی وزیر نے اپنے ترکش سے ایک تیر اور نکالا اور میاں صاحب پر بھرپور وار کیا لاہور کے ایڈیشنل کمشنر مسٹر ڈالسن کی صدارت میں سر ظفر علی اور راجہ سر دیا کشن کول پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا جس کے سپرد میونسپلٹی کے حسابات کی پڑتال کا کام کیا گیا۔ میاں صاحب کے حکم سے اس کمیشن کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ نے اس کا جواز یہ پیش کیا کہ گورنمنٹ کے اعلان میں کمشنر لاہور کو صدر مقرر کیا گیا ہے اس لئے ایڈیشنل کمشنر صدارت کا مجاز نہیں لہذا یہ کمیٹی غیر قانونی ہے اور ہم اس کا بائیکاٹ کرنے میں حق بجانب ہیں۔

اس اثناء میں لاہور میونسپل کمیٹی کے نئے انتخابات ہوئے۔ میاں عبدالعزیز نہ صرف منتخب

Marfat.com

ہوئے بلکہ بھاری اکثریت سے دوبارہ صدر بھی چن لئے گئے۔ حکومت نے ان کی انگریز دشمنی کی بنا پر ان کا نام گزٹ کرنے سے انکار کر دیا۔ جب سر سکندر حیات مرحوم پنجاب کے قائمقام گورنر مقرر ہوئے تو انہوں نے میاں صاحب کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور ڈالسن رپورٹ ردی کی ٹوکری کی نذر ہو گئی۔ میاں عبدالعزیز کی یہ ایسی فتح تھی جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔

میاں صاحب کافی عرصہ تک پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی رہے اور حکومت نواز ممبروں کی اچھی طرح سرکوبی کرتے رہے۔

میاں صاحب میں جذبہ ایثار بہت بلند تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے کر ڈاکٹر محمد اقبال کو اپنے حلقہ سے ممبر کرا دیا۔

پنجاب میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کا پہلا اجلاس ۳۶-۱۹۳۵ء میں میاں صاحب کے مکان پر ہی ہوا تھا۔ اس میں قائداعظم، ملک برکت علی، علامہ اقبال، قائد ملت لیاقت علی خاں بھی موجود تھے۔

میاں عبدالعزیز ایک سچے مسلمان اور محب وطن ہیں۔ آپ انگریز بہادر کو مسلمان کا ازلی و ابدی دشمن قرار دیتے ہیں۔ میاں صاحب کے الفاظ ہیں کہ مجھے گلیڈ سٹون کے الفاظ بہت دکھ رہے ہیں "جب تک قرآن باقی ہے دنیا کو امن نصیب نہیں ہو سکتا۔" آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ قوم ہماری دوست ہو سکتی ہے؟

میاں صاحب کو دو دفعہ حکومت کی طرف سے "نائٹ ہڈ" اور سر کا خطاب پیش کیا گیا جسے آپ نے پائے استحقار سے ٹھکرا کر خودداری کا پورا پورا ثبوت دیا۔ میاں صاحب کا اب انتقال ہو چکا ہے۔

(۱۲) ڈاکٹر کیپٹن عبدالحفیظ

آپ لاہور کی تاریخی شخصیت میاں عبدالعزیز بار ایٹ لاء کے چھوٹے بھائی تھے۔ ان کے والد مولوی الٰہی بخش انجمن حمایت اسلام کے بانیوں میں سے تھے اور بکی دروازہ کے رہنے والے تھے۔ لاہور منتقل ہونے سے پہلے انہوں نے ایک طویل عرصہ ہوشیارپور میں گزارا۔

ڈاکٹر حفیظ نے انجمن ہی کے اسکولوں میں تعلیم پائی اور مزید تعلیم کے لئے علی گڑھ کالج میں داخل ہو گئے۔ ۱۹۰۸ء میں علی گڑھ سے ایف۔ ایس سی کرنے کے بعد انگلستان چلے گئے۔ وہاں ایڈنبرا

Marfat.com

یونیورسٹی سے معدنیات اور طبقات الارض کے علوم میں ایم۔ ایس۔ سی کیا۔ اس کے بعد انہی علوم میں ڈاکٹریٹ کے لئے مقالہ لکھا۔ یہ مقالہ انگریز کو چڑانے کے لئے انہوں نے امیر حبیب اللہ والئ افغانستان کے نام معنون کر دیا۔ نتیجہ ظاہر تھا۔ مقالہ منظور ہوجانے کے باوجود انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری نہ دی گئی۔ بہانہ یہ تراشا گیا کہ قواعد کے اعتبار سے ایم ایس سی کرنے کے پانچ سال بعد مقالہ پیش کرنا چاہیئے تھا بصورت دیگر ڈگری نہیں مل سکتی۔

انگلستان میں قیام کے دوران ڈاکٹر صاحب کا ان تمام انقلاب پسند ہندوستانی نوجوانوں سے گہرا رابطہ تھا جو انگریز کو ہندوستان سے باہر نکالنے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ مثلاً مسز سروجنی نائیڈو کے بھائی چٹو پادھیا اور دہلی کے ہردیال ان کے دوست تھے لیکن بنیادی طور پر آپ پان اسلام ازم کے حامی تھے۔

اسی دوران ان کی ملاقات "انور بے" سے بھی ہوئی۔ وہ بعدازاں ترکیہ کی تاریخ کا ایک اہم کردار بنے اور انور پاشا کے نام سے مشہور ہوئے۔ انور پاشا اگرچہ ترکیہ کے سفیر کے فوجی اتاشی کی حیثیت سے جرمنی میں مقیم تھے۔ مگر ڈاکٹر صاحب ان سے ملتے رہتے تھے حتیٰ کہ دونوں میں باہمی دوستی کا رشتہ پختہ ہوگیا۔ اور جب ایک سال ہندوستان میں گزار کر آپ دوبارہ یورپ گئے اور جرمنی کی لائپ یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تو وہاں ایک انقلابی انجمن بنائی جس میں ہردیال وغیرہ بھی خفیہ طور پر شامل تھے۔

ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد انور پاشا کی ہدایات پر شکاگو چلے گئے اور وہاں کیمیاوی اجزا تیار کرنے والے ایک ادارے ایبٹ الیکٹے لاڈل کمپنی سے وابستہ ہو گئے۔ اس اثنا میں پہلی جنگ عظیم چھڑ چکی تھی انور پاشا اپنے ملکی محاذ پر کام کر رہے تھے۔ انجمن اتحاد و ترقی تے جس میں ترکیہ کے تمام انقلابی اور جمہوریت پسند راہنما شامل تھے ترک نوجوانوں کا ذہن تبدیل کر دیا تھا۔ وہ سلطان عبدالحمید کو ملک میں دستوری حکومت قائم کرنے پر مجبور کر رہے تھے تاکہ شخصی ظلم و استبداد کا خاتمہ ہو سکے۔ آخر کار اس انقلابی تحریک کے سبب سلطان عبدالحمید کو تخت چھوڑنا پڑا۔

یکم اکتوبر ۱۹۱۱ء کو اٹلی نے ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ مصر اور فرانس جن کی سرحدیں طرابلس سے ملتی تھیں غیر جانبدار رہے انور پاشا بھیس بدل کر طرابلس پہنچے۔ وہاں عربوں کو منظم کیا اور

Marfat.com

۲۱ دسمبر کو شکست دی۔ اس سے قبل جنگ بلقان بھی چھڑ چکی تھی۔ بلغاریہ اور یونان بھی اعلان جنگ کر رہے تھے۔ انور پاشا فوراً قسطنطنیہ پہنچے۔ وہاں سے ۴ ۲ دسمبر کو شتلجے گئے اور ترک فوجوں کی دوبارہ تنظیم کی۔ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کو ترکوں نے بلغاریہ اور یونان کو بھی شکست دیدی اب انور پاشا وزیر جنگ کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

۴ ۱ اگست ۱۹۱۴ء کو پورا یورپ پہلی جنگ عظیم کی لپیٹ میں آگیا۔ ترک پچھلے دو سالوں میں طرابلس اور بلقان کی جنگ لڑ چکے تھے اور تھکے ماندے تھے۔ جنگ عظیم کے ابتدائی ایام میں ترکیہ غیر جانبدار رہا۔ انور پاشا کے ہم جلیس وزراء اور انجمن اتحاد و ترقی کے اکثر ارکان جنگ میں شرکت کے مخالف تھے مگر انور پاشا موید تھے۔ وہ ترک احرار کے جذبات سے آگاہ تھے جو جنگ طرابلس کے دوران ترک عساکر کو اٹلی کے مقابلے پر جانے سے روکنے کے باعث برطانیہ سے سخت بددل تھے۔

دریں اثناء حکومت ترکیہ نے برطانیہ کے ایک جہاز ساز کارخانے کو اپنے لئے دو جنگی جہاز تیار کرنے کا آرڈر دے رکھا تھا جنگ شروع ہوئی تو برطانیہ نے اپنی ضرورت کے تحت یہ دونوں جہاز روک لئے۔ ادھر جرمنی اپنا حلیف ڈھونڈ رہا تھا۔ اس نے موقع غنیمت جان کر اپنے دو جنگی جہاز ترکیہ کے حوالے کر دیئے اور ترکوں نے جرمنی کی طرفداری کا فیصلہ کر لیا۔

ان حالات میں انور پاشا نے مجھے[1] ترکیہ طلب کر لیا۔ میں استنبول پہنچا۔ وہاں تمام سرکردہ قائدین سے میں ذاتی طور پر متعارف تھا۔ انہوں نے مجھے ابتداء میں کچھ سیاسی نوعیت کا کام کرنے کو دیا جو بن غازی سے متعلق تھا۔ میں نے یہ کام چند ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں کیا۔ مجھے واپس بلا لیا گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ میں آسٹریا کے اسلحہ ساز کارخانوں میں کام کروں۔ چونکہ سول افسر کو بھیجا نہ جا سکتا تھا اس لئے مجھے کیپٹن کا فوجی عہدہ دے کر وی آنا بھیج دیا گیا۔ جہاں سے میں پہلی جنگ عظیم کے اواخر تک ترکیہ کو اسلحہ و بارود مہیا کرتا رہا۔

میں جس کارخانے میں بھیجا گیا تھا وہ وی آنا سے کچھ فاصلے پر تھا اور اس کا نام "بلوماڈ پاوڈر فیکٹری" تھا لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد سیاسی اور فوجی حالات تبدیل ہو گئے۔ میں نے

---

[1] ڈاکٹر عبدالحفیظ

Marfat.com

وی آنا سے استنبول واپس جانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اب اسلحہ ساز کارخانے کا ڈائریکٹر تبدیل ہو چکا تھا لیکن وہ میری علمیت اور اس کام میں میرے تجربے سے بخوبی واقف تھا چنانچہ مجھے اس شرط پر دوبارہ چیف کیمسٹ بنا دیا گیا کہ ہفتے کے روز جب کارخانے کا سرکاری معائنہ ہوتا ہے میں کارخانے سے باہر رہا کروں۔

اس عرصے میں وی آنا کے ایک وضع دار اور علم دوست متوسط گھرانے سے میرے مراسم پیدا ہو گئے۔ خاندان کے سربراہ کا نام مسٹر نمراشتر تھا۔ وہ تثلیث کے تصور سے متنفر تھے اور کلیسا کو چھوڑ چکے تھے۔ ان کی بیٹی اینا نمراشتر سے میری شادی ہو گئی اور میرے دو بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ میرا بچہ عارف اقموط آجکل فارن سروس میں ہے اور بیٹی حمیدہ ترکستان کے ایک ممتاز تعمیردان نصیر الدین مراد بے کے ساتھ بیاہی ہوئی ہے۔ یہ وہی مراد خاں ہیں جنہوں نے "یادگار قرارداد پاکستان کی تعمیر کا خاکہ تیار کیا تھا اور اب اپنی نگرانی میں اسے تعمیر کروا رہے ہیں۔

حالات سدھرنے پر میں واپس ترکیہ چلا گیا اور وہاں مجھے فوجی اسلحہ و بارود ساز کارخانے کے قیام کا کام سپرد کیا گیا اور چیف کیمسٹ کے عہدے پر فائز رہا۔ اس عرصہ میں مصطفےٰ کمال انگورا میں ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھ چکے تھے۔ ان کی جماعت نے ترک پارلیمان میں تنسیخ خلافت اور شاہی خاندان کی جلاوطنی کی تحریک پیش کی تو غازی رؤف پاشا جن کی بحری قابلیت سے انگریز ہر وقت دہشت زدہ رہتا تھا انور پاشا، خالدہ ادیب خانم اور دیگر محبان وطن نے اس سے اختلاف کیا اور اس بات پر زور دیا کہ ترکیہ سے مسلمانان عالم کے رشتے کو منقطع نہ کیا جائے مگر مصطفےٰ کمال رضامند نہ ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ پہلی جنگ عظیم نے ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانوں کو مسند خلافت سے کوئی شغف نہیں رہا ورنہ کیا وجہ تھی کہ وہ خلافت اسلامیہ کے احترام کے باوجود خلافت اسلام کے مقابل صف آرا ہوتے۔ انجام کار تنسیخ خلافت کی قرارداد منظور ہو گئی۔ انور پاشا، رؤف پاشا خالدہ ادیب خانم جن کے سپرد وزارت معارف تھی اور دیگر ممتاز شخصیتوں کو جلاوطن ہونا پڑا۔

انور پاشا محب وطن تھے۔ مصلحت کا تقاضہ تھا کہ وہ خاموش رہیں لیکن ان کا تجزیہ تھا کہ مسیحیت کے نزدیک ترکیہ کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ توحید پرست اور عالم اسلام کا مرکز ہے اس کی مرکزیت کو ختم کر دینے سے اس کی اصل طاقت ختم ہو جائے گی۔ اور مصطفےٰ کمال نے تنسیخ

Marfat.com

خلافت سے بالواسطہ انگریز کے مقاصد کو تقویت پہنچائی ہے۔ چنانچہ وہ بھی وزارت جنگ سے مستعفی ہو کر ترکیہ سے نکل گئے اور ترکستان (بخارا) میں نئی جمہوریت کے قیام کے بعد فوجی تنظیم کا کام ان کے سپرد کر دیا گیا اور وہ عثمان خسرو زئی صدر جمہوریہ کے تعاون سے ایک بار پھر عالمگیر اتحاد اسلامی کے لئے کوشش کرنے لگے۔

اب میرے لئے ترکیہ میں قیام مشکل تھا کیونکہ میں بھی انہی رفقاء کے زمرے میں آتا تھا جو جلاوطن کئے گئے تھے۔ ادھر مجھے امیر امان اللہ خاں نے افغانستان بلا لیا۔ وہ چاہتے تھے کہ میں افغانستان میں معدنی ذخائر کا سروے کروں اور پھر کابل میں اسلحہ و بارود کا کارخانہ قائم کروں۔ اس سلسلے میں مجھے ضروری سامان اور مشینری خریدنے کے لئے پیرس بھیجا گیا۔ میرے بعد افغانستان کے حالات میں بھی یکلخت تبدیلی آگئی۔ امیر امان اللہ خاں کے خسر طرزی انگریزوں کے ہاتھ میں کھیل رہے تھے۔ انہوں نے مشینری کے لئے رقم بھجوانے سے انکار کر دیا۔ نادر شاہ کو در پردہ جلاوطن کر دیا گیا۔ اور بالآخر امیر امان اللہ کو تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ میں دوبارہ انقرہ اور وہاں سے وی آنا چلا گیا۔

آپ کچھ کہیں میرا اب بھی ایمان ہے کہ ترکوں کی تقویت ہی میں عالم اسلام کی نجات ممکن ہے۔ ان کے بارے میں عربوں کا وطیرہ درست نہیں۔ خلافتِ اسلامیہ کا تصور کل بھی ضروری تھا اور آج بھی ضروری ہے۔ آپ ترک قوم کو تنہا نہ چھوڑیں۔

قصہ کوتاہ، پاکستان بن گیا اور میں یہاں چلا آیا۔ میں چالیس سال تک ملک سے باہر رہا اس عرصہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہ بھولا کہ مادر وطن پر انگریزوں کا قبضہ ہے۔ عالم اسلام کے اتحاد کے سلسلے میں ہماری کوششیں اگر بار آور ہو جاتیں تو بخدا ریاض رسولؐ کی مہک یہاں تک آتی۔

پاکستان آنے کے ایک سال بعد وزیر خزانہ غلام محمد نے مجھے کراچی بلایا اور کہا کہ آپ اس کمیشن میں شامل ہو جائیں جو فوجوں کے لئے اسلحہ ساز کارخانے کے قیام کے لئے بنایا گیا ہے میں نے اتفاق کیا۔ وطن کی خدمت کا جذبہ تو پہلے ہی حرز جان بنا ہوا تھا۔ مجھے ایک طویل عرصہ ملک سے باہر رہنے کے باعث یہ خوش فہمی تھی کہ جس قوم نے انگریز کو ملک سے نکل جانے

Marfat.com

پر مجبور کر دیا اس کا شعور پختہ اور تدبر بے مثال ہو گا لیکن خیال غلط نکلا چنانچہ میں مستعفی ہو گیا۔ استعفا کی بنیادی وجہ اس وقت کے ڈیفنس سیکرٹری اسکندر مرزا کا طرز عمل ہے جس میں مجھے حب وطن کا فقدان نظر آیا۔ لیکن دوسرے اکابرین حکومت کا رویہ بھی مایوس کن تھا۔ مجھے صدمہ اس بات کا تھا کہ میرے پاس کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری ہے جو پورے برصغیر میں کسی کے پاس نہ تھی۔ میں اسلحہ ساز کارخانوں کے قیام میں کامیاب تجربے کر چکا تھا اور وی آنا کے اسلحہ ساز کارخانے میں تیس ہزار افراد کا عملہ میری تحویل میں تھا مگر یہاں ۱۹۴۸ء میں ۱۹۱۰ء کے تصورات کو عملی جامہ پہنانے کے منصوبے بن رہے تھے۔

خیر بیکار بیٹھنے والا تو میں بھی نہ تھا۔ راولپنڈی سے واپس آکر پنجاب یونیورسٹی میں چار سال تک ترکی زبان پڑھاتا رہا۔ اس موضوع پر کوئی اچھی کتاب نہ تھی۔ میں نے دو جلدوں پر ترکی زبان کی گرامر لکھی مگر جب چھپی تو اس کا اصلی دیباچہ نکال دیا گیا تھا۔

اب میری صحت ٹھیک نہیں رہتی تھی۔ میری بیوی وی آنا میں تھی۔ میں اسے لینے کے لئے آسٹریا چلا گیا۔ وہاں ایک عرصہ قیام کرنے کے بعد بیوی کے ہمراہ واپس آیا۔ اس وقت پھیپھڑے کے سرطان میں مبتلا ہو چکا تھا۔ میں نے وی آنا اور میونخ میں بھی علاج کرایا مگر ہمارا زرمبادلہ ختم ہو چکا تھا اس لیے جلد واپس آنا پڑا۔ یہاں حکیم نیر واسطی نے جو ترکی زبان سیکھنے میں میرے شاگرد ہیں میرے علاج کے لئے دوڑ دھوپ کی اور اب اس مرض کے ممتاز ماہر ڈاکٹر عزیز کے زیر علاج ہوں۔ بیحد کمزور ہو گیا ہوں۔ آخر میری سرگزشت بھی تو تمام ہو گئی۔

ان کے بڑے بھائی میاں عبدالعزیز نے بتایا کہ ڈاکٹر عبدالحفیظ مجھ سے دس سال چھوٹے ہیں اور وہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے اس وقت ان کی عمر بیاسی سال ہے۔ بھائی صاحب زدہ اپنے چھوٹے بھائی کا نام کمال ادب سے لے رہے تھے۔ ان کے قیام یورپ کے دوران ان کی تمام سرگرمیوں کی رپورٹ ہندوستان میں مرتب ہوتی رہی اور آخر اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل سی آئی ڈی سر چارلس کلیولینڈ نے مجھے شملہ بلوا کر مسل دکھائی جو بلا مبالغہ کاغذوں کے ایک انبار سے کم نہ تھی۔ ان کی بیرون ملک مصروفیات کو ہندوستان میں انگریز کے خلاف باغیانہ سرگرمیاں کا نام دیا گیا۔ میں خاموش رہا۔

Marfat.com

اس دوران دوسری جنگ عظیم بھی ختم ہو چکی تھی۔ سب باغیوں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی لیکن بھائی صاحب پر وطن کے دروازے بند تھے۔ پنجاب اسمبلی میں بھی اس سلسلے میں سوالات کئے گئے مگر حکومت یہ کہہ کر خاموش ہو جاتی کہ ہم اس کا جواب دینے کو تیار نہیں جب ۱۹۴۶ء میں عبوری حکومت قائم ہوئی تو میں نے سردار پٹیل کو اس سلسلے میں لکھا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ پھر پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کے مشترک دوست رائیزادہ ہنسراج سوندھی کے ذریعے سردار پٹیل کو دہلی پیغام بھجوایا، تب کہیں جا کر انہیں وطن واپس آنے کی اجازت ملی۔ پاکستان آنے سے پہلے وہ ترکیہ میں ایک بار پھر ڈائریکٹر آف انڈسٹریز کے عہدے پر فائز ہو گئے تھے۔

آج مادرِ وطن کا یہ عظیم فرزند جس کا نام آتے ہی ترکوں کی نگاہیں ادب سے جھک جاتی ہیں اپنے وطن میں یوں گوشۂ گمنامی میں زندگی کے آخری ایام گزار رہا ہے۔ جن ہاتھوں کو کبھی انور پاشا، رؤف پاشا اور امیر امان اللہ خاں ایسے لوگوں کے ہاتھ تھاما کرتے تھے آج ان ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر آنکھوں سے لگانے والا بھی کوئی نہیں کہ اے برصغیر کے مایۂ ناز مجاہد! میں تیرے مبارک ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے چومتا ہوں تاکہ ان میں بھی وہی نور پیدا ہو سکے جس نے استنبول اور انقرہ کو جگمگا دیا تھا لیکن نہیں ہم اس قوم کے سپوت نہیں جو کسی کی زندگی ہی میں اس کی خدمات کا اعتراف کرنا جانتی ہو۔

افسوس ڈاکٹر صاحب کا انتقال ۱۰ جولائی بروز جمعۃ المبارک ۱۹۶۴ء کو ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

(۱۳) کیپٹن ظفر حسن ایبک

کیپٹن ظفر حسن ایک ارائیں خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۵ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں بی اے کے طالب علم تھے کہ جنگ عظیم اول شروع ہو گئی جس میں ترک قوم نے انگریزوں کے خلاف لڑنے کا اعلان کیا۔ اس اعلان سے ہندوستان کے مسلمان بہت بے چین ہوئے۔ چنانچہ لاہور کے کالجوں کے چودہ نوجوان اپنے اپنے کالج چھوڑ کر افغانستان چلے گئے تاکہ وہاں سے ترکی پہنچ کر سلطان روم کی افواج میں شامل ہوں اور انگریزوں کے خلاف لڑیں۔ ظفر حسن ایبک اسوقت

Marfat.com

ملک سے باہر ہیں۔ افغانستان، ایران اور ترکی و روس میں تمام عمر گزار دی اور اب ترک قومیت اختیار کی ہوئی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے حالات تین حصوں میں لکھے ہیں۔ یہ چھپ کر تیار ہیں اور منصور بک ہاؤس کچہری روڈ لاہور سے مل سکتے ہیں۔

قوم کے نوجوان ایسے بزرگوں کے حالات پڑھ کر جتنا فخر کریں کم ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ قبلہ میاں عبدالباری صاحب بی اے سابق ممبر نیشنل اسمبلی بھی ان چودہ نوجوانوں کی اس جماعت میں شامل تھے لیکن حوادث زمانہ نے آپ کو جبراً ہندوستان جلد ہی بھجوا دیا۔ آپ مولوی محمد جعفر تھانیسری کے قریبی بھتیجے تھے اور تھانیسر میں ہی پیدا ہوئے تھے۔

(۱۴) میاں بشیر احمد بیرسٹر
(سابق سفیر ترکی)

میاں بشیر احمد ارائیں قبیلے کے ممتاز ترین خاندان یعنی باغبان پورہ کی میاں فیملی کے چشم و چراغ ہیں۔ اس فیملی کا سراغ سب سے پہلے مغل شہنشاہ اکبر کے زمانے میں ملتا ہے۔ اس خاندان کے اس زمانہ کے مورث محمد اسحاق تھے۔ عہد اکبری میں انہوں نے لاہور کے قریب ایک گاؤں آباد کیا جس کا نام اسحاق پور رکھا گیا۔ بعد میں شاہی انجنیئروں کو زمین کا یہ خطہ بہت پسند آیا اور انہوں نے اسحاق پور کا رقبہ شالامار باغ بنانے کے لئے چن لیا چنانچہ لاہور کا شالامار باغ اسی جگہ واقع ہے جہاں اسحاق پور ہوا کرتا تھا حکومت مغلیہ نے شالامار باغ کے قریب ہی محمد اسحاق کو زمین کا ایک خطہ دے دیا جس پر محمد اسحاق نے ایک نیا گاؤں باغبان پورہ کے نام سے آباد کر لیا۔

شاہجہان کے عہد میں اس خاندان کے مورث میاں محمد یوسف المعروف بہ مہر دہنگا تھے۔ حکومت نے ان کو شالامار باغ کا داروغہ بنایا۔ ان کا مزار باغبان پورہ میں موجود ہے۔ میاں محمد یوسف کے بیٹے کا نام میاں محمد فاضل تھا۔ اورنگ زیب کے دربار میں میاں محمد فاضل کا بڑا اعزاز تھا اور اورنگ زیب کی مہمات دکن میں یہ ان کے ہمراہ رہے۔ ان کی خدمات کے صلہ میں ان کو نواب کا خطاب ملا اور بعد میں نواب محمد فاضل کے نام سے مشہور ہوئے۔

نواب محمد فاضل کے بیٹے میاں لطف اللہ اور میاں لطف اللہ کے بیٹے میاں عظیم اللہ تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام میاں رحیم بخش اور دوسرے کا میاں رحیم اللہ تھا۔ میاں

Marfat.com

رحیم بخش کے بیٹے میاں قادر بخش نادر اور میاں کریم بخش تھے۔ میاں قادر بخش نادر وہی بزرگ ہیں جنہوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ایما پر توپ سازی کا فن سیکھا۔ پھر ایک توپ فتح جنگ بنائی اور فن توپ سازی پر ایک کتاب "مفتاح القلعہ" لکھی۔ میاں قادر بخش نادر کے بیٹے میاں نظام الدین تھے اور میاں نظام الدین کے بیٹے جسٹس میاں شاہ دین ہمایوں تھے۔

اس خاندان میں سب سے پہلے میاں ظہور الدین نے ترقی کی جو میاں شاہ نواز مرحوم کے باپ تھے۔ میاں ظہور دین بڑے ذہین اور طباع تھے شعر خوب کہتے تھے۔ ڈاکٹر لائٹنر ڈائریکٹر محکمہ تعلیم نے مولانا محمد حسین آزاد کے توسط سے "انجمن پنجاب" قائم کی تھی۔ اس انجمن کے ایک اجلاس میں میاں ظہور دین نے ایک غزل پڑھی جس کا مطلع تھا:

تو عندلیب جس کی محبت میں زار ہے
اب جھاڑیوں میں کھیل کر جاتی بہار ہے

ڈاکٹر لائٹنر کو یہ غزل بہت پسند آئی۔ میاں ظہور دین کا عنفوان شباب تھا۔ سرپرستی کے طور پر ڈائریکٹر صاحب نے میاں ظہور الدین کو ان کے شوق کے پیش نظر وکالت کا امتحان دینے کی اجازت دلا دی۔ وکالت پاس کرنے کے بعد میاں ظہور دین نے ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں پریکٹس شروع کر دی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ صوبہ سرحد کے یکتا وکیل شمار ہونے لگے اور دولت کی ریل پیل ہو گئی۔ انہوں نے جسٹس میاں شاہ دین ہمایوں مرحوم کو اور بعد میں میاں سر محمد شفیع مرحوم کو تعلیم کے لئے ولایت بھجوایا۔

جسٹس میاں شاہ دین ہمایوں بچپن سے ہی بڑے جفاکش اور محنتی تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم مشن ہائی سکول رنگ محل میں پائی۔ اس لئے روزانہ باغبانپورہ سے پیدل رنگ محل تک آتے اور وہ بھی اس طرح کہ ایک روایت کے مطابق وہ علی الصبح ایک دودھ والے تیز رفتار ریڑھے کے ساتھ ساتھ باغبانپورہ سے دوڑتے اور ریڑھے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے اس طرح بھاگم بھاگ رنگ محل پہنچ جاتے۔ خان بہادر میاں تاج الدین مرحوم بھی ان کے ہمراہ ہوتے وہ بھی خوب دوڑتے۔

میاں شاہ دین مرحوم انیس برس کے تھے کہ بیرسٹری پاس کرنے کے لئے انگلستان

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ واپس آکر بائیس سال کی عمر میں پریکٹس شروع کی پچیس برس کی عمر میں انہیں سرسید احمد خاں مرحوم کی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا صدر چنا گیا۔ مسلم لیگ کے جس اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۰۸ء میں لیگ کا کانسٹی ٹیوشن بنا اس کی صدارت میاں شاہ دین ہمایوں نے کی۔ اس اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسلم لیگ کے سب سے پہلے صدر میاں صاحب مرحوم تھے

میاں شاہ دین ہمایوں بیک وقت، شاعر، عالم، مفکر اور ریفارمر تھے۔ خدا نے ان کی ذات میں کئی صلاحیتیں کوٹ کوٹ کر بھر دی تھیں۔ دراصل میاں شاہ دین ہمایوں اندازِ فکر اور وسعت کے خیال کے لحاظ سے سرسید احمد خاں اور سید امیر علی کے ہم پایہ تھے۔

یہ تھا وہ ماحول، وہ خاندان اور وہ البوتت جس میں میاں بشیر احمد کی پیدائش ہوئی۔ میاں بشیر احمد جمعرات کی صبح ۲۹ مارچ ۱۸۹۳ء کو اپنے ننھیال کے ہاں باغبانپورہ میں پیدا ہوئے اور چند سال وہیں رہے۔ آپ کے والد محترم بیرسٹری پاس کرکے آئے تو چند مہینے اپنے بھائی میاں ظہور دین کے پاس ڈیرہ اسمٰعیل خاں رہے۔ اس کے بعد لاہور واپس آگئے۔ موری دروازہ کے باہر ایک کوٹھی لے لی اور وہیں پریکٹس کرنے لگے اور اس میں بے حد منہمک ہوئے۔ لیکن ہفتے میں دو مرتبہ باغبان پورہ چلے جاتے تھے۔

میاں بشیر احمد بچپن میں بہت شرمیلے تھے اور اکثر گھر پر ہی رہتے تھے جس کی سب سے بڑی وجہ غالباً یہ تھی کہ اپنی سوسائٹی میں وہ سب سے چھوٹے تھے۔ آپ نے ایک سال تک الہ دین کی مسجد میں تعلیم پائی۔ پھر سنٹرل ماڈل سکول میں داخل ہوئے۔ سکول میں سائنس لازمی مضمون تھا۔ آپ کو ریاضی اور سائنس میں کبھی دلچسپی پیدا نہ ہوئی اور ان مضامین میں اکثر فیل ہوتے رہے۔ ریاضی کی کمزوری پر آپ کو افسوس کی بجائے ہمیشہ فخر رہا۔ عربی سے بہت لگاؤ تھا۔ انگریزی بھی خوب تھی۔ خاص دلچسپی تاریخ سے تھی۔ عربی اور تاریخ سے دلچسپی تمام عمر قائم رہی۔ نو سال کی عمر میں آپ نے قرآن حکیم ختم کر لیا تھا اور اردو میں بہت رواں تھے۔ اپنے والد محترم کی اردو کتب چرا کر پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

پندرہ سال کی عمر میں آپ نے سیکنڈ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا اور گورنمنٹ کالج میں داخل ہوئے۔ کالج میں عربی میں اول آتے رہے۔ ایف اے کرنے کے بعد جون ۱۹۱۰ء میں

Marfat.com

انگلینڈ چلے گئے۔ وہاں آکسفورڈ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ آرزان ماڈرن ہسٹری کے ساتھ آپ جون ۱۹۱۳ء میں بیس سال کی عمر میں گریجوایٹ ہوئے اور اوّل آئے۔ ایک مسلمان طالب علم اور وہ بھی ہندوستانی مسلمان طالب کا آکسفورڈ یونیورسٹی میں اوّل آنا یقیناً ایک غیر معمولی بات تھی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ ساتھ ساتھ آپ نے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کی لیکن بیرسٹری کی صورت میں یہ مجبوری پیش آگئی کہ قواعد کے مطابق اکیس سال سے کم عمر کا امیدوار بیرسٹر نہیں بن سکتا تھا۔ لہذا بیرسٹری کی ٹرم پوری کر لینے کے باوجود آخری امتحان دینے کے لئے آپ کو کچھ عرصہ انتظار کرنا پڑا۔ چنانچہ مارچ ۱۹۱۴ء میں آپ بیرسٹر بنے۔

یہ قیصر ولیم کا زمانہ تھا۔ آسٹریا اور سربیا کے درمیان ۱۹۱۴ء جون میں ہی حملے شروع ہو گئی تھیں۔ اسی سال یکم اگست کو باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی جسے تاریخ پہلی عالمگیر جنگ سے موسوم کرتی ہے۔ اس صورت حال میں میاں شاہ دین ہمایوں نے میاں بشیر احمد کو بذریعہ تار واپس لوٹنے کی ہدایت کی۔ اس وقت تک سمندروں میں سرنگیں پھیلائی جا چکی تھیں۔ کوئی سمندری راستہ محفوظ نہ تھا جس جہاز میں میاں بشیر احمد سوار ہوئے اس کا تعاقب ایک جرمنی جہاز نے کیا مگر آپ اواخر ستمبر ۱۹۱۴ء میں بخیریت واپس پہنچ گئے۔ یہاں آٹھ مہینے آرام کے بعد آپ نے بیرسٹری کا کام شروع کیا۔

۱۷ نومبر ۱۹۱۷ء کو میاں بشیر احمد کی شادی میاں سر محمد شفیع مرحوم کی صاحبزادی محترمہ گیتی آرا بیگم سے اور میاں سر محمد شفیع کے صاحبزادے میاں محمد رفیع کی شادی میاں شاہ دین کی صاحبزادی اصغری بیگم سے ہوئی۔ میاں بشیر احمد نے اپنی بہن اصغری بیگم کو رازمیں لیا اور کہا کہ وہ ابا کو بتا دیں کہ مجھے بیرسٹری سے کوئی دلچسپی نہیں، میں پروفیسر بننا چاہتا ہوں۔ میاں شاہ دین نے اصغری بیگم کی زبان سے یہ ماجرا سنا تو فرمایا:

"میں چاہتا تھا کہ بشیر ملک و قوم کے زیادہ سے زیادہ کام آئے اور یہ بیرسٹری ہی کے ذریعے ممکن تھا۔ بہرحال اگر اسے یہ منظور نہیں تو میں مخالفت نہیں کرتا۔"

اس وقت علی گڑھ میں ہسٹری کے پروفیسر کی آسامی خالی تھی۔ گھر میں یہ آسامی زیر بحث

Marfat.com

آئی تو میاں بشیر احمد کی والدہ محترمہ زیب النساء لیڈی شاہ دین نے شدید مخالفت کی کیونکہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو اتنی دور بھیجنا نہیں چاہتی تھیں اس پر میاں شاہ دین ہمایوں نے مشورہ دیا کہ میاں بشیر احمد اسلامیہ کالج لاہور میں ہسٹری کے آنریری پروفیسر لگ جائیں اس تمرہ پر کر آئندہ قانون ساز اسمبلیوں میں جائیں اور ملک و قوم کی سیاسی عقدہ کشائی میں حصہ لیں۔

چنانچہ مارچ ۱۹۱۷ء میں انجمن حمایت اسلام کا جلسہ منعقد ہوا تو میاں سر محمد شفیع مرحوم نے میاں بشیر احمد کو سٹیج پر کھڑا کر کے اپنی طرف سے اور میاں شاہ دین کی طرف سے قوم کے حضور پیش کر دیا کہ آج سے یہ بغیر کسی معاوضہ کے قوم کی خدمت کریں گے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد میاں بشیر احمد اسلامیہ کالج کے آنریری پروفیسر مقرر ہو گئے۔ اس دوران میں میاں بشیر احمد نے انگریزی میں دو نہایت معرکۃ الآرا مضامین "اسلام کی جمہوری اساس" اور "مغربی تہذیب پر اسلام کا اثر" لکھ کر شائع کرائے جو غیر معمولی طور پر کامیاب رہے اور بین الاقوامی سطح پر انہیں بہت سراہا گیا۔

۱۹۱۸ء میں شاہ دین ہمایوں چیف جسٹس بنا دیئے گئے اور ۲ جولائی ۱۹۱۸ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

میاں بشیر احمد نے دو سال تک اسلامیہ کالج کی آنریری پروفیسری کی۔ ہسٹری اور پولیٹیکل سائنس پڑھاتے تھے۔ دو سال کے بعد آپ کو انجمن حمایت اسلام کی کالج کمیٹی کا سیکرٹری بنانے کا فیصلہ ہوا۔ انجمن کے دو گروہ ایک دوسرے سے متحارب تھے۔ لہذا آپ نے انجمن کی آنریری ملازمت سے استعفےٰ دے دیا۔

جنوری ۱۹۲۲ء میں میاں بشیر احمد نے مشہور اردو ماہنامہ "ہمایوں" جاری کیا۔ اس کا پہلا شمارہ زیر ترتیب تھا کہ میاں بشیر احمد علامہ اقبال کے پاس گئے کہ وہ "ہمایوں" کے پہلے شمارہ کے لئے اپنا تازہ کلام دیں۔ اس زمانے میں علامہ اقبال انارکلی والے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ علامہ صاحب اس وقت نظم کا مطالبہ ٹال گئے لیکن ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ علامہ صاحب نے اپنی وہ مشہور درد انگیز نظم کہہ کر میاں شاہنواز مرحوم کے ہاتھ ارسال کر دی جس کا مطلع یہ ہے۔

Marfat.com

اے ہمایوں زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغ انجمن افروز تھی

ماہنامہ "ہمایوں" کا اجراء اس لئے ہوا کہ ہندوستان میں کسی ایسے بلند پایہ اردو رسالہ کی ضرورت بڑی شدّت سے محسوس کی جا رہی تھی جس کی بنیاد اخلاقی اقدار پر ہو۔ ملک کا یہ تقاضا میاں بشیر احمد نے ماہنامہ "ہمایوں" کے اجراء سے پورا کر دیا۔ میاں صاحب اس کے مالک تھے اور ایڈیٹر بھی۔ قدرتی بات ہے کہ "ہمایوں" کا معیار خود میاں صاحب کے ذوق کا آئینہ دار تھا۔ یہ رسالہ پینتیس برس نہایت باقاعدگی کے ساتھ ہر مہینے شائع ہوتا رہا اور اس کا جو معیار پہلے دن قائم ہوا وہ نہ صرف قائم رہا بلکہ امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں زیادہ حسن پیدا ہوتا رہا۔ اس کے کل ۴۱۴ شمارے شائع ہوئے اور یہ پینتیس سال جاری رہنے کے بعد جنوری ۱۹۵۷ء میں بند ہوا۔ یہ رسالہ محض ایک رسالہ نہیں تھا بلکہ اصلاح و ادب اور تکمیل ذوق کے لئے ایک ادارہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ بیسیوں ہونہار ادباء اور شعراء نے اس کے ذریعے ذہنی تربیت پائی اور اس ادارہ کی بنا پر دنیائے شعر و ادب میں اپنا مقام پیدا کیا۔

مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے میاں صاحب نے پنجاب میں طوفانی دورے کئے اور شاندار کامیابی حاصل کی، جس کا اعتراف ڈاکٹر اقبال اور قائداعظمؒ نے بھی کیا۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کا وہ تاریخی اجلاس جس میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی تھی اس کی استقبالیہ کمیٹی کا سیکرٹری بھی میاں بشیر احمد صاحب کو ہی منتخب کیا گیا۔ قائداعظم ان کی تنظیمی صلاحیتوں سے اس قدر خوش ہوئے کہ ۱۹۴۱ء میں انہوں نے میاں صاحب کو پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کی صدارت قبول کرنے پر مجبور کیا۔

اگست ۱۹۴۲ء میں قائداعظم نے آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا ممبر بنا دیا۔ جون ۱۹۴۹ء میں شہید ملت نے آپ کو ترکی میں پاکستان کا سفیر بنا کر بھیجا جہاں وہ اکتوبر ۵۲ء تک رہے۔ پاکستان اور ترکی کا ۱۹۵۱ء کا معاہدہ دوستی آپ ہی کی وجہ سے ہوا تھا۔ آپ نے باغبانپورہ میں عوام کے لئے ایک خیراتی ہسپتال کھول رکھا ہے جس پر تقریباً چالیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ آتا ہے۔ ان کے صاحبزادے میاں منظر بشیر مشہور سماجی اور سیاسی

Marfat.com

کارکن ہیں جنہوں نے حزب اختلاف کے لئے بہت کام کیا۔ میاں بشیر احمد صاحب کی عمر اس وقت تقریباً بہتر سال ہے۔ میاں منظر بشیر جسٹس پارٹی کے قائد ہیں۔

ڈاکٹر عبدالعزیز

ڈاکٹر عبدالعزیز ۱۸۶۳ء میں ایک ارائیں خاندان میں پیدا ہوئے۔ اس خاندان کا موروثی پیشہ زمینداری اور تجارت تھا مگر عبدالعزیز نے جالندھر میں ابتدائی تعلیم مکمل کر کے ۲۰ سال کی عمر میں لاہور سے امتیاز کے ساتھ ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کی اور دارجلنگ میں چند برس یعنی ۱۹۱۰ء تک ملازمت کی چونکہ ان کے دل میں غریبوں کا درد اور اسلام کی خدمت کا جذبہ موجزن تھا۔ اور ان رفاہی کاموں میں ملازمت بری طرح مانع تھی اس لئے عبدالعزیز نے ملازمت ترک کر کے پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی مگر اس طرح کہ معقول آمدنی سے بقدر گزارے کے قابل رکھتے باقی سب خدمت خلق پر صرف کر ڈالتے چنانچہ دارجلنگ میں دو مسجدیں اور ایک یتیم خانہ تعمیر کرایا۔ طلباء اور طالبات کے سکول ان کے علاوہ تھے۔ مسافر خانہ میں قیام اور طعام مفت تھا۔ ان اداروں کو اسلام کے نام پر جاری رکھنے کے لئے انجمن اسلامیہ دارجلنگ قائم کی ۱۹۱۷ء میں قائداعظم دارجلنگ گئے تو انہوں نے ڈاکٹر عبدالعزیز کے کارناموں کا تفصیلی جائزہ لے کر ان کو بیش قیمت مسلمان قرار دیا اور کہا کہ یہ دارجلنگ کے مسلمانوں کے لیڈر ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم زعماء نے ڈاکٹر عبدالعزیز کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ ان میں نواب سر علی امام۔ نواب کے۔ جی۔ ایم فاروقی۔ مہاراجہ بردوان۔ مہاراجہ سری لعل سنگھ، نواب سر نریندر ناتھ نواب بسم اللہ، سر عبدالرحیم۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین اور لارڈ کارمیل اور جون آندرسن بنگال کے دو گورنر خواجہ ناظم الدین، مولوی فضل حق، مولوی تمیز الدین خاں، مولوی ذکریا، نواب علی چودھری ہوگراور بہت سے عمائدین شامل ہیں۔ دارجلنگ ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۴۶ء تک وہاں کے غریب عوام کی بیش بہا خدمات انجام دینے پر لوگوں نے ان سے اظہار عقیدت کیلئے ایک سڑک کا نام عبدالعزیز روڈ رکھا۔ ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کے رکن اور آنریری مجسٹریٹ بھی رہے حکومت ہند کی جانب سے ان کو خان بہادر کا خطاب ملا اور گورنر بنگال کی مشاورت کمیٹی کے

Marfat.com

ممبر ہو گئے۔

دار جنگ کو خیر باد کہتے وقت ڈاکٹر عبدالعزیز نے اپنی تمام جائیداد رقم اور دوسری چیزیں یتیم خانوں اور مساجد کو دے دیں۔ اور خود اپنے وطن جالندھر چلے آئے۔ اس کے بعد ۵ برس تک لاہور اور لائل پور میں رہے۔ بالآخر ۱۹۴۸ء میں حیدر آباد میں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ جہاں ۲۳ جنوری ۱۹۵۶ء کو دکھی انسانیت کا یہ دلیر اور فیاض دوست اپنے سفر آخرت پر روانہ ہو گیا

حیدر آباد میں ان کے معمولی مکان پر گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی حیثیت سے خواجہ ناظم الدین کو جناب محمد علی بوگرا کو اور دوسرے بزرگوں کو آتے دیکھا۔ دراصل اس باوضع اور درویش صفت انسان کے تعلقات جس سے بھی تھے بے غرضانہ اور پُرخلوص تھے۔ اس لئے ہر وادار انسان خواہ وہ جسٹس محمد شریف ہوں یا خواجہ شہاب الدین حیدر آباد میں آکر خان بہادر ڈاکٹر عبدالعزیز کے خاندان سے ملے بغیر جا ہی نہیں سکتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالعزیز مرحوم نے ۶ لڑکے اور ۴ لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ ان میں سے اکثر نے انتہائی کٹھن حالات میں حصول علم کی کوشش جاری رکھی چنانچہ ایک مخیر بزرگ کے ان بچوں کی اکثریت خود اپنی کوششوں سے اعلیٰ تعلیم مکمل کر چکی ہے اگرچہ ڈاکٹر عزیز کے ورثاء کے پاس کوئی جائیداد یا دولت نہیں پھر بھی ان کے عظیم والد نے اخلاص، سخت محنت اور انسان دوستی کی جو روایات چھوڑی ہیں وہ اس خاندان کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔

(۱۶) میجر عصمت انور (مرحوم)

آپ نے سب سے پہلے آزاد کشمیر گورنمنٹ قائم کی اور آپ ہی کی قیادت میں مہاراجہ کشمیر کی فوجوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا گیا۔ آپ مجاہدین کی قیادت کرتے ہوئے سری نگر کے نواح میں شہید ہوئے۔ ۱۹۴۷ء کے اخبارات کی فائلیں ان کے کارناموں کی گواہ ہیں۔ آپ میاں نصیر الدین ممبر ایران پاکستان باؤنڈری کمیشن کے رشتہ دار تھے۔ مرحوم بہت بہادر، مخلص اور محب وطن تھے اور پکے مسلمان۔ ان کے کارناموں پر علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے تاکہ قوم ان پر ناز کر سکے۔

Marfat.com

۱۰۶۔ کیپٹن انوار الحق شہیدؒ

گزشتہ پاک بھارت جنگ میں ملک کا دفاع کرنے والے جوانوں میں جواں سال اور خوبرد کیپٹن چوہدری انوار الحق بھی تھے۔ ان کے ذمہ موضع جینی (واہگہ بارڈر) کے پل کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری تھی۔ دشمن نے ۷ ستمبر ۱۹۶۵ء کو شدید حملہ کیا لیکن ان کے جوابی حملوں کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ۸ ستمبر کو دشمن تازہ دم فوج لے کر پھر حملہ آور ہوا۔ انہوں نے مشین گن والے مورچے کی کمان خود سنبھالی، توپ خانے کو ہدایات دیں جس نے ٹھیک نشانے پر ایسی گولہ باری کی کہ دشمن پھر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اس کو سخت نقصان پہنچا۔ لیکن بھاگتے ہوئے دشمن کے ایک ٹینک نے مشین گن کی پوزیشن دیکھ کر گولہ پھینکا جو کیپٹن انوار الحق کے کندھے پر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ موضع کھرلہ کنگرہ (جالندھر۔ مشرقی پنجاب) کے مہاجر، راعی برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے اسلامیہ کالج گوجرانوالہ سے بی۔ اے پاس کیا اور ۱۹۵۵ء میں فوج میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ شامل ہوئے اور کوئٹہ، پشاور اور لاہور میں متعین رہے۔ آپ تھرڈ بلوچ رجمنٹ ڈ پلاٹون کے کمانڈر تھے۔ گزشتہ دو سال سے آپ ملٹری کالج جہلم میں بطور کوارٹر ماسٹر اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کی زمین ۲۱۸/۶-۵-۸ تحصیل لیہ میں ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ہی آپ کے والد چوہدری سراج الدین اور چچا شاہ دین سب انسپکٹر پولیس انتقال کر گئے تھے۔

آپ نے اپنے پیچھے ایک لڑکا، دو لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ لڑکا ملٹری کالج جہلم میں زیر تعلیم۔ اپنے والد کے نقش قدم پر چل کرنے عزم کے ساتھ اسلام اور قوم و ملک پر قربان ہونے کی تیاری کر رہا ہے۔

آپ کا مرقد ملٹری قبرستان لاہور چھاؤنی میں ہے اور واہگہ بارڈر پر آپ کا نام شہداء کی فہرست میں سب سے اوپر ہے۔

Marfat.com

۱۰۸۔ میاں محمد سلیم جاوید (تمغہ جرأت) شہید

میاں محمد سلیم جاوید شہید ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء کو لائل پور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میاں نذیر مسلم ایڈووکیٹ (صدر بار ایسوسی ایشن ملتان) ہے۔

۱۹۵۴ء میں میٹرک، اور ۱۹۵۶ء میں انٹر پاس کر کے ۱۹۵۷ء میں بحریہ کے مقابلہ کے امتحان میں کامیاب ہو کر کیڈٹ نیوی میں بھرتی ہوئے ۱۹۵۸ء میں بحریہ میں کمیشن ملا اور (NAVAL COLLEGE DARTMOUTH ENGLAND) میں ٹریننگ کے لیے منتخب ہوئے۔ انگلینڈ میں ۲½ سال کی ٹریننگ کے بعد آپ کو کراچی شپ یارڈ میں متعین کر دیا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں نیوی کے لیے جہاز خریدنے والے وفد میں شامل ہوئے اور بحیثیت ڈپٹی کمانڈر امریکہ سے (P.N.S MOSHAL) خرید کیا، (موشل سرنگیں صاف کرنے والا جہاز ہے) اس کارکردگی کے اعتراف میں متعلقہ جہاز پر جاوید شہید کا نام سرفہرست کندہ ہے۔ ۱۹۶۵ء کی پاک و ہند جنگ میں ہندوستان کی بندرگاہ "دوارکا" پر حملہ کرنے والے، نیوی کے افسران میں شامل تھے اور پی، این، ایس بابر میں بطور (NAVIGATING OFFICER)، لڑائی کے ایام میں معمور رہے، چنانچہ اسی جہاز نے بندرگاہ "دوارکا" اور ہوائی اڈہ کو تباہ کیا اور ہندوستان کی ہوائی فوج کے تین لڑاکا ہوائی جہازوں کو مار گرایا جنہوں نے اُن کے بحری جہاز پر بم برسانے کی کوشش کی۔ جنگ کے اختتام پر انہیں دو تمغہ جات ملے جن میں تمغہ جرأت شامل ہے۔

۱۹۶۷ء میں دوبارہ سپیشل ٹریننگ کے لیے منتخب ہوئے، اور بحری مواصلات کی خصوصی تربیت انگلینڈ سے حاصل کر کے ۱۹۶۸ء میں واپس آئے۔ اس خصوصی تربیت میں شاندار کارکردگی کی بنا پر انگلینڈ کے بحریہ کے تربیتی کالج سے آپ کو B.SC کی آنریری ڈگری عطا کی گئی۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۰ء تک مختلف جنگی جہازوں پر متعین رہے جن میں خاص طور پر تباہ کن جہاز طغرل اور خیبر شامل ہیں۔

ماہ نومبر ۱۹۷۰ء میں ڈھاکہ کے لیے خود اپنی خدمات پیش کیں، اور اسی اثناء میں ۱۹۷۱ء میں شاہ فیصل سعودی عرب نے اپنی نیوی کو قائم کرنے اور ہدایات کے لیے پاکستان سے چار افسران

Marfat.com

کے لیے درخواست کی۔ آپ فروری ۱۹۷۱ء میں GOOD WILL MISSION جہاز لیکر سعودی عرب گئے اور حج اکبر کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی۔ بیت اللہ سے واپسی پر آپ کو چٹاگانگ بحریہ کے ہیڈ کوارٹرز میں (2ND IN COMMAND) نائب کمانڈر نیول (ESTABLISMENT) متعین کیا گیا اور نیوی کی طرف سے (F U) کا تمغہ عطا ہوا۔ ۱۹۷۱ء میں ساتھ ساتھ بطور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر چٹاگانگ اور بطور (EXECUTIVE OFFICAR) چھاؤنی چٹاگانگ کام کیا۔ چنانچہ بحریہ کی طرف سے اپنے کارہائے نمایاں سے لاتعداد سرٹیفکیٹ حاصل کیے۔ ۱۲/۱۲/۷۱ کو بھارت کی بے تحاشہ بمباری سے گودی میں پڑے ہوئے تجارتی جہازوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ چنانچہ آپ جیپ میں سوار ہو کر اسکے سد باب کے لیے نکلے تو ہندوستانی لڑاکا جہازوں نے جیپ پر حملہ کر دیا۔ آپ نے جیپ چھوڑ کر ایک قریبی شیڈ میں پناہ لینے کی کوشش کی لیکن بم شیڈ کو چیرتے ہوئے گزرے اور تمام ملبہ آپ پر گر گیا اور شہید ہو گئے۔ ۱۴ ۱۲/۷۱ کو آپ کو نیوی کے اعزاز کے ساتھ نیول بیس کوارٹر چٹاگانگ کی حدود میں دفن کیا گیا۔

۱۰۷۔ چودھری محمد علی

آپ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء کو جالندھر کی تحصیل نکودر کے گاؤں ننگل انبیا میں پیدا ہوئے اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم پائی۔ ۱۹۲۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ کچھ عرصہ اسلامیہ کالج لاہور میں کیمسٹری کے لیکچرار رہے ۱۹۲۸ء میں انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس سروس میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۳۲ء میں ریاست بہاولپور کے اکاؤنٹنٹ جنرل رہے۔ ۱۹۳۶ء میں دوبارہ حکومت ہند کی ملازمت میں آگئے اور مختلف عہدوں پر فائز رہے۔

آزادئ وطن کی تڑپ نے آپ کو ہمیشہ فعال رکھا۔ چنانچہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے بعد وائسرائے مسلم لیگ سے کیے ہوئے وعدوں سے انحراف کر کے کانگرس کو وزارت بنانے کی دعوت دے چکا تھا اور نہرو کلیدی اور اہم وزارتوں کو اپنی پارٹی اور اپنے لئے مختص کرنے کے بعد مسلم لیگ کو چند غیر اہم وزارتوں پر رضامند کر لینا چاہتا تھا۔ قائداعظمؒ

Marfat.com

اس وقت عجب کشمکش میں مبتلا تھے۔ اور قریب تھا کہ کانگرس کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیتے کہ چودھری محمد علی جو اس وقت وزارتِ مالیات میں سیکرٹری تھے، قائد اعظمؒ کے پاس پہنچے اور یہ دعوت قبول کر لینے پر رضامند کر لیا۔ کانگرس کے منصوبے خاک میں مل گئے کیونکہ چودھری صاحب کے تعاون اور مشورہ سے شہید ملت نے جو وزیر خزانہ تھے مالیاتی پالیسی کچھ اس انداز سے ترتیب دی کہ کانگرس منہ دیکھتی رہ گئی۔ اس کا ہر قدم " مالی گنجائش نہیں" (NO PROVISION IN BUDGET) کے الفاظ کی نذر ہو کر رہ گیا۔ آخر نہرو اور کانگرس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ اس مالیاتی پالیسی کے شکنجہ میں ایسی پھنسی کہ تقسیم ہند کے فارمولا کو ماننے پر مجبور ہو گئی۔ گویا چودھری صاحب نے یوں کاروانِ آزادی کو منزل کے قریب تر کر دیا۔

آپ حکومت پاکستان کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں وزیر مالیات بنائے گئے۔ جون ۱۹۵۵ء میں آئین ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ اگست ۱۹۵۵ء میں وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ آپ نے نہایت محنت و جانفشانی سے پاکستان کا نیا دستور تیار کیا اور دستور ساز اسمبلی سے اسے منظور کرایا۔

۲۳، مارچ ۱۹۵۶ء کو پاکستان آزاد جمہوریہ اسلامیہ پاکستان بن گیا۔ آپ نے ون یونٹ کی سکیم منظور کر کے اسے نافذ کر دیا۔ جس سے علاقائی وحدت کو فروغ ہوا۔ مگر آمریت کے لئے جوڑ توڑ کرنے والوں نے آپ کو بے بس کر دیا۔ اس لئے آپ نے استعفا دے دیا۔ اس کے بعد سے جمہوریت کی بحالی کے لئے آپ متواتر کوشش کرتے رہے۔ آپ نے نظام اسلام پارٹی بنا کر ملک کا دورہ کیا۔

انتظامی ڈھانچے کو اکائیوں میں تقسیم کرنے کے پیش نظر محمد علی بوگرہ نے ۲۲ نومبر ۱۹۵۴ء کو یہ اعلان کیا کہ انکی حکومت مغربی پاکستان کی مختلف انتظامی اکائیوں کو باہمی ادغام سے ایک ہی متحدہ صوبہ بنانا چاہتی ہے۔ کچھ عرصہ بعد جب دستور ساز اسمبلی توڑ دی گئی اور نئے انتخابات سے قبل عبوری کابینہ میں سہروردی وزیر قانون بنے تو انہوں نے مغربی پاکستان کو ایک ہی

Marfat.com

متحدہ صوبہ ایک یونٹ بنانے کا قانون مرتب کیا ۔ لیکن جب انتخابات کے بعد دوسری دستور ساز اسمبلی نے ایک یونٹ کا قانون منظور کیا تو سہروردی اس وقت اپوزیشن میں تھے ۔ بہر حال سہروردی ہمیشہ مغربی پاکستان کے ایک یونٹ کے حامی رہے اور ان کی کوششوں سے ہی ایک مرکزی ایوان میں مشرقی پاکستان نے مساوی نیابت قبول کی تھی ۔ سہروردی نے ایک یونٹ کے لئے جو مسودہ قانون مرتب کیا تھا ۔ اسے چودھری محمد علی کی وزارت عظمیٰ کے زمانے میں منظور کیا گیا ۔ چودھری صاحب ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء کو محمد علی بوگرہ کی جگہ وزیر اعظم بنے تھے اور ۳۰ ستمبر ۱۹۵۵ء کو اسمبلی نے ایک یونٹ کا قانون منظور کیا ۔ اسے ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو نافذ کیا گیا اور مغربی پاکستان کا متحدہ صوبہ معرض وجود میں آیا ۔

ایک یونٹ کے قیام سے مرکزی مقننہ میں صوبوں کی نمائندگی کا مسئلہ اس قدر اہم نہ رہا اور پاکستان کے دونوں حصوں کے لئے مساوی نیابت کی راہ ہموار ۔ اس طرح آئین سازی کی ہر کوشش پاش پاش ہو جاتی تھی ایک یونٹ کے قیام سے یہ توقع بھی وابستہ کی گئی تھی کہ اس سے مغربی پاکستان کے مختلف حصوں کے لوگوں میں اتحاد اور یک جہتی بڑھے گی لیکن یہ توقع عارضی ثابت ہوئی ۔ کیونکہ ایک یونٹ کے منطقی تقاضے پورے کرنے سے غفلت برتی گئی اور جو قدم یک جہتی کے فروغ کے ارادہ سے اٹھایا گیا تھا ۔ وہ روزافزوں تلخی اور خلفشار کا باعث بن گیا ۔

سندھ میں صوبائی خودمختاری کی خواہش شدید اور مقبول رہی ہے ۔ چنانچہ ظہور پاکستان کے بعد سندھ مسلم لیگ نے جو قرار دادیں منظور کیں ۔ ان میں سے بیشتر میں صوبائی خودمختاری کا مطالبہ کیا گیا تھا ۔ اس لئے جب ۱۹۴۹ء میں حکومت نے مغربی پاکستان کے صوبوں کو مدغم کرنے کی تجویز پیش کی تو سندھ میں اس کی پر زور مخالفت کی گئی ۔ اس تجویز پر بعد میں اکتوبر ۱۹۵۵ء میں عمل درآمد کیا گیا جب چوہدری محمد علی وزیر اعظم تھے ۔ اس قانون کے مطابق مغربی پاکستان میں سارے صوبوں اور ریاستوں کے جداگانہ وجود کو ختم کر کے ایک یونٹ بنا دیا گیا ۔ اس وقت یہ اقدام ایک آئینی ضرورت بن گیا تھا اور مشرقی

Marfat.com

و مغربی پاکستان میں مساوی نیابت کے اہتمام کے لئے اسے ناگزیر سمجھا گیا تھا۔ مساوی نیابت نے بھی ۱۹۵۶ء کے جمہوری آئین کی منظوری کی راہ ہموار کی تھی۔ بہرحال مغربی پاکستان کے صوبوں کا ادغام کوئی نیا خیال نہیں تھا اور اس کی ضرورت قیام پاکستان کے ساتھ ہی محسوس ہونے لگی تھی۔ لیکن سندھ کے لیڈر اس کے حامی نہیں تھے۔ اس مخالفت کی وجہ بعض انتظامی مشکلات بیان کی جاتی تھیں۔ لیکن یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سیاسی لیڈروں کو اس بات میں اپنے لئے محرومی کا خطرہ نظر آتا تھا۔ چنانچہ جب اوائل ۱۹۴۹ء میں صوبوں کو متحد کرنے کی تجویز منظر عام پر آئی تو سندھ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کر کے مغربی پاکستان کے صوبوں کو متحد کرنے کی تحریک پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔

آپ کی اصول پرستی اور ملک دوستی کا پتہ اس اعلان سے چلتا ہے جو آپ نے مسلم لیگ کی ہائی کمان کے دباؤ پر اس وقت کیا تھا جب آپ وزیراعظم پاکستان تھے۔ آپ نے کہا میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ وزیراعظم کے طور پر میں جو بھی قدم اٹھاتا ہوں اس کے لئے میں کسی سیاسی پارٹی کی قرارداد کا پابند نہیں ہوتا۔ میں وہی اقدام کرتا ہوں جو آئین کے تحت درست اور مناسب ہوتا ہے اور اس کے لئے میں کابینہ اور پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوں۔

نظام اسلام پارٹی کے داعی کی حیثیت سے آپ کی خدمات قابل قدر رہیں۔ آپ نے ہمیشہ حق بات کہی ہے اور کسی سے کبھی خائف نہیں ہوئے۔ آپ نے "قومی مسائل اور ان کا حل" ایک مقالہ "جنگ" کراچی میں شائع کر کے قوم کی بروقت رہنمائی کی۔ ایلن کیمبل اپنی ڈائری میں لکھتا ہے کہ تقسیم ملک کی اسٹینڈنگ کمیٹی میں مسلم لیگ کے نمائندہ چوہدری محمد علی پاکستان کے لئے ناگزیر ہیں۔ ان کی قابلیت قابل رشک ہے۔ کسی بھی ملک کی سول سروس میں ان کے شاندار مستقبل کی پیش گوئی کی جا سکتی ہے۔ ان میں متانت اور

آپ نے اپنے رسالہ A PROGRAMME FOR PAKISTAN (اردو ترجمہ: پاکستان کے لئے لائحہ عمل) میں پاکستان کی اقتصادی ترقی کے لئے بڑی کارآمد تجاویز پیش کی ہیں جن پر عملدرآمد سے پاکستان خوشحالی کی منزل تک پہنچ سکتا ہے

Marfat.com

حضرت پیر نور محمد خلف الرشید حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحبؒ

آپ ۴ر دسمبر ۱۸۹۶ء بروز جمعہ بمقام بستی بیلارام موجودہ عثمان گنج، لاہور پیدا ہوئے۔ آپ اپنے باپ کے اکلوتے فرزند تھے۔ آپ حنفی اور نقشبندی مشرب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد خواجہ غلام مرتضیٰؒ نے جب صرف چالیس دن کے ہی تھے اپنی بیعت سے مشرف فرمایا تھا۔ جب چودہ سال کی عمر ہوئی تو تبلیغ کا کام شروع کرتے ہی پنجابی شعروں میں ردِ وہابیاں، نامی کتاب لکھی جو بڑی مقبول ہوئی۔ آپ کی تقریریں بڑی مؤثر ہوتی تھیں۔

ایک دفعہ موضع راجہ جنگ تحصیل قصور میں برطانوی عہد میں سکھوں نے مسلمانوں کو اذان دینے سے روک دیا کیونکہ آبادی بہت کم تھی۔ آپ کے مریدوں نے آپ کو تقریر کی دعوت دی۔ بہاول سنگھ ذیلدار و آنریری مجسٹریٹ کو صدر جلسہ بنا دیا گیا۔ آپ کی تقریر صبح سے ظہر کے وقت تک جاری رہی۔ ہزاروں کی تعداد میں ہندو، مسلمان اور سکھ شریک ہوئے۔ سب زار و قطار رو رہے تھے۔ جب ظہر کا وقت تنگ ہونے لگا، آپ نے یہ شعر پڑھ کر تقریر ختم کر دی ؎

مجھے شرع سے فرار نہیں لیکن میں کیا کروں
جو وقت بادہ کشی ہے وہی وقت نماز ہے

اعلان کیا گیا کہ چونکہ سکھوں نے اذان دینا ممنوع قرار دیا ہوا ہے اسلئے بغیر اذان نماز ادا کی جائے۔ ذیلدار بمعیت تمام سکھ رؤسا گردنوں میں پٹکے ڈالے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ آپ مسجدوں میں اذان کا حکم دیدیں۔ آپ نے کہا کہ نہیں ہم آپ لوگوں کو ناراض کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن وہ رو رو کر عرض کر رہے تھے کہ نہیں آپ کو اب کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔ یہ اس مؤثر تقریر کا اثر تھا کہ بہادل سنگھ نے جابی تقریر میں ان کے متعلق کہا کہ یہ مولوی نہیں، خدا کا اوتار ہے۔ گلی کوچوں میں ہر کوئی کہہ رہا تھا کہ ایسا سوہنا، مولوی تو کبھی نہیں دیکھا۔ آپ بڑے وجیہہ تھے

Marfat.com

نہ ایسی تقریر سنی ہے۔
آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ حمیدیہ لاہور، پھر درس نظامیہ مفتی یار محمد صاحب خطیب سنہری مسجد لاہور سے صرف و نحو، منطق و فلسفہ، تفسیر و حدیث اور دیگر علوم کا اکتساب کیا۔ علم مناظرہ میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ سیاسیات سے ہمیشہ کنارہ کش رہے، البتہ قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے لئے زبردست جدوجہد کی۔ آپ کے مضامین اکثر اخبار "الفقیہ" امرتسر میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:-
(۱) تحفۂ ربانی (۲) تحقیق الوجد (۳) حج فقیر پاکستانہ پیر (۴) توثیق الابحاث (۵) شرح درود مستغاث (۶) ظہور الصفات فی جمیع الموجودات (۷) قدم بوسی وغیرہ۔
آپ دل کی دنیا بدل ڈالتے تھے۔ جب کوئی طلب دنیا (مال) اور اولاد کی طلب لیکر آتا، آپ کے چہرہ پر نظر پڑتی تو حُبِ رسولؐ سے سینہ لبریز ہو جاتا۔
آپ کا وصال ۲۱ مئی بروز بدھ ۱۹۵۶ء کو ہوا۔ آپ کے مزار پر بھی محکمہ اوقاف نے قبضہ کر لیا ہے کیونکہ خاص و عام کا مرجع ہے۔
آپ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے مریدوں کو ہمیشہ نصیحت کرتے کہ فقیری کو کبھی ذریعۂ معاش نہ بناؤ اور خود بھی اس پر عامل رہے۔ کھیتی باڑی خود کر کے اپنی گذر اوقات کرتے۔ فرماتے درویش وہ ہے جو نہ مال جمع کرے، نہ اس کی طمع رکھے۔ جو کچھ آتا اسی روز خرچ کر دیتے۔ نماز پنجگانہ کی تلقین کرتے، تہجد کی نماز کی بھی تلقین کرتے۔ آپ کا روضہ محلہ عثمان گنج، لاہور میں برلب سڑک ہے۔
ہر سال ماہ چیت کے پہلے اور ماہ اسوج کے دوسرے اتوار کو آپ کے اور آپ کے والد بزرگوار کے عرس منعقد ہوتے ہیں اور دور و نزدیک سے مریدین اور دوسرے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ راقم ابو الفضل محمد سرور نقشبندی مرتضائی ناظم مدرسہ فیض القرآن۔ محلہ جھوالہ۔ کوٹ رادھاکشن تحصیل و ضلع قصور۔

Marfat.com

حکیم حافظ مولوی محمد بخش صاحب

یہ شیخ کرم داد صاحب کے پڑپوتے تھے۔ حافظ قرآن اور اچھے عالم باعمل تھے اور نہایت منکسر المزاج تھے، سینکڑوں شاگردان کے علم اور حکمت سے فیض یاب ہوئے مُفت تعلیم دیتے اور مفت علاج کرتے تھے ان کے مشہور چند شاگرد یہ تھے۔ (۱) حکیم میاں غلام محمد صاحب امام مسجد کھرلہ (مرحوم) اچھے عالم اور حکیم تھے (۲) چوہدری نور صمد ذیلدار کھانبرہ (۳) چوہدری فتح محمد شیفتہ ڈپٹی ڈائریکٹر امپورٹ، ایکسپورٹ ریٹائرڈ (مرحوم) فارسی اور عربی پڑھتے تھے، لوگوں کا علاج بھی مفت کرتے بلکہ کئی کئی دفعہ دن میں تیمار داری کرتے اس طرح انہوں نے خدمت خلق کی بہترین مثال قائم کی۔ ان کے فرزند میاں عزیز الدین (مرحوم) اور میاں رفیع الدین تھے۔ میاں عزیز الدین تقسیم ملک کے وقت ریاست بہاولپور میں قانونگو تھے، پھر بہاولپور سے ۲۰ سالہ سروس چھوڑ کر اس لئے آگئے کہ وہ خود اپنی ارائیں برادری (کھرلہ کنگرہ) کو از سر نو اکٹھے آباد کریں۔ سب سے پہلے ملتان میں آکر ملازمت کرلی اور برادری کے لوگوں کو بلایا کہ تمہیں اکٹھے بٹھا دیں۔ چند ایک کے سوا باقی لوگوں نے کہا کہ یہاں گرمی بہت ہے، اسلئے ریاست بہاولپور میں موضع رکن پور تحصیل وضلع رحیم یار خاں میں ساٹھ مربعے الاٹ کروائے ان ساٹھ گھروں میں دس بارہ وہاں رہ گئے۔ باقی ایک ایک کر کے واپس آگئے تیسری کوشش یہ کی کہ بغیر تنخواہ ایک سال کی چھٹی لیکر تگ و دو کر کے تھل میں چک نمبر ۲۱۸ و ۲۱۹ ٹی۔ ڈی۔ اے میں لوگوں کو زمین لیکر دی۔ یہ دونوں چک موضع کنگرہ کے ہیں محکمہ مال سے کاغذات لیکر احلطے وغیرہ از خود ان لوگوں کو الاٹ کئے اور محکمہ کا کام بھی خود کروا کر دیا، ان لوگوں کی شیرازہ بندی کیلئے گوجرانوالہ، منٹگمری، لاہور، لائلپور کے کئی چکر لگائے، اپنی گرہ سے آمد و رفت کے مصارف برداشت کئے کسی سے چندہ وغیرہ نہیں لیا حتی کہ نمبرداری بھی نہیں لی کہ اس میں ذاتی غرض پائی جاتی ہے۔ آخر ۳ جولائی ۱۹۶۸ء کو لائلپور میں میرے پاس ہی فوت ہوئے اور یہیں مدفون ہیں۔

رشید احمد

رشید جنرل سٹورز مین بازار طارق آباد لائلپور

Marfat.com

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی

راعی برادری کو سب سے بڑا شرف یہ بھی حاصل رہا ہے کہ اس کا دامن علماء و مشائخ سے بھی مالامال ہے، برصغیر کی مشہور فعال جماعت مجلسِ احرار کے سب سے مؤثر اور فعال بزرگ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اسی برادری کے فرد تھے۔ جن کا ذکر دوسرے صفحات میں ہے، بلکہ ان کا پورا خاندان علم و فضل میں ممتاز تھا۔ اس خاندان کے ایک فرد نے سب سے پہلے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا۔ ملک میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے جو جماعت کام کر رہی ہے اس کے رُوحِ رواں مولانا محمد علی جالندھری بھی راعی تھے۔ اسی طرح پاکستان میں سب سے پہلا بڑا ادارہ 'عربی تعلیم کا جو قائم ہوا۔ اس کے بانی و مہتمم حضرت مولانا خیر محمد جالندھری راعی تھے ——

سیاسی جماعتوں میں جمیعت علماء اسلام ممتاز جماعت ہے۔ جس کے ارکین زیادہ تر مذہبی نمائندے ہیں بلکہ کٹر مذہبی قسم کے لوگوں کی جماعت ہے۔ دس بارہ سال سے اس جماعت کے جو امیر چلے آتے ہیں وہ بھی راعی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا نام مولانا محمد عبداللہ درخواستی ہے، درخواست ایک گاؤں کا نام ہے۔ آپ آج کل خانپور ضلع رحیم یار خاں میں بہت بڑے عربی مدرسے کے مہتمم ہیں جس میں سینکڑوں بیرونی طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔ شعبان و رمضان میں مولانا اپنے مخصوص انداز میں فارغ التحصیل طلباء کو درس قرآن دیتے ہیں۔ جس میں ملک بھر سے سینکڑوں نوجوان علماء آکر شریک ہوتے ہیں۔ سارا سال مولانا ملک کے ہر گوشہ و حصہ سے آئی ہوئی دعوتوں پر جلسوں میں شرکت کرتے ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ اس وقت مولانا کو جتنی احادیث یاد ہیں کسی اور کو نہیں۔ ان کی عوام میں محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ جہاں جاتے ہیں ایک ہجوم ساتھ رہتا ہے۔ اس لئے کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جب وہ تقریر سے فارغ ہوں۔ یعنی مجلس و جلسہ موٹر و گاڑی ہر جگہ وعظ و نصیحت اور تذکرہ و تقریر کا سلسلہ جاری رہتا ہے اپنے وقت کے وہ بڑے صاحب باطن

Marfat.com

حضرات سے اکتساب فیض کیا ہماری مُراد حضرت مولانا غلام محمد دین پوری اور حضرات مولانا تاج محمود امروٹی سے ہے، غرض صاحب حال وقال بزرگ ہیں اور پوری دنیا میں واحد شخصیت ہیں جن کو اس وقت حافظ الحدیث کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

قاری عظیم اللہ پانی پتی

آپ ۱۱ر نومبر ۱۹۰۷ء میں پانی پت میں محلہ راعیاں چاہ چوڑا جو حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء عثمانی کی طرف سے ہے، پیدا ہوئے۔ آپ نے قرآن حفظ اور تعلیم دینیات قاری شبیر محمد صاحب اور حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی سے کیا اور قرآن مجید حفظ کے کئی دور انہی بزرگوں سے کئے۔ ۲۷ر شوال ۱۳۵۱ھ بروز جمعرات مدرسہ اشرفیہ فیض القرآن کی بنیاد رکھی اور اس مبارک تقریب پر مندرجہ ذیل بزرگ موجود تھے (۱) قاری محی الاسلام صاحب عثمانی (۲) حضرت مولانا احمد اللہ صاحب عثمانی (۳) قاری حفیظ الدین احمد صاحب راعی (۴) ہیڈ ماسٹر نذیر حسین صاحب انبالوی (۵) قاری حافظ محمد علی صاحب (۶) قاری رحم علی صاحب (۷) شیخ القرآن مولانا قاری فتح محمد صاحب، جنہوں نے تقریریں بھی کیں۔ تمام اہل شہر اس مدرسہ سے تقسیم ملک تک فیضیاب ہوتے رہے اور اب اس مدرسہ کے فارغ التحصیل پاکستان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ کراچی میں قاری محمد یسین دنانک واڑہ دار العلوم، سکھر میں قاری احمد حسن پانی پتی د مسجد نورانی، مدرسہ تعلیم القرآن، قاری سکندر صاحب مدرسہ مدینۃ العلوم، مسجد مدنی سکھر، حافظ محمد ابراہیم صاحب مدرسہ تعلیم القرآن نواں کوٹ سکھر، تسکار پور میں حافظ نعمت اللہ اور حافظ ولی محمد صاحب، مدرسہ اشرفیہ فیض القرآن محلہ چوڑی گر چنیوٹ میں قاری عبدالرحیم نے مدرسہ فتح العلوم میں ۲۲ سال تعلیم دی اور اب ان کے صاحبزادہ مولانا قاری دین محمد صاحب پڑھا رہے ہیں، حافظ محمد صدیق صاحب، قاری مشتاق محمد صاحب، مدرسہ چنیوٹ میں پڑھاتے ہیں۔ بھیرہ میں بھی مدرسہ فتح العلوم قائم ہے۔ سلانوالی میں مدرسہ حسینیہ حنفیہ میں قریباً ساڑھے تین سو کے قریب طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ حفظ، ناظرہ قرآن شریف

Marfat.com

اور پرائمری تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ناظم حکیم حافظ قاری شریف دین ہیں۔ پنڈدادنخان میں بھی مدرسہ فیض القرآن جاری ہے۔ بھنین والی میں بھی مدرسہ تعلیم القرآن جاری ہے۔ حافظ ارشاد علی صاحب نگران مدرسہ اور مسجد کے خطیب ہیں۔ گھوٹکی ضلع سکھر، چاچڑاں اور ٹیوب ویل میاں جان محمد پہلوان میں بھی مدرسے جاری ہیں۔

قاری عظیم اللہ صاحب نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت کی اور ان کے بعد حضرت مولانا محمد مسیح اللہ صاحب سے تعلیم وفیوض کے حصول کا تعلق قائم ہے۔

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں اور ان کے شاگرد قاری رحیم بخش صاحب مدرسہ خیر المدارس میں درجۂ قرأت کے صدر استاد۔ ان دونوں حضرات کے فیضان سے پاکستان میں ہزار ہا حافظ نور قرآن پھیلا رہے ہیں۔ حکومت سعودی عرب نے ان دونوں بزرگوں کے مشورہ سے بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ میں چھ، سات قاری منگوا کر مدرسوں میں تعلیم القرآن کے لئے مقرر کئے ہیں۔

(میاں) محمد شوکت ۲۶۶ بسی لطیف آباد حیدر آباد

مشرقی پنجاب (بھارت) میں "سرمایۂ ملت کے نگہبان" حضرت شیخ احمد سرہندی کے مرکز و مدفن کے قرب و جوار میں پچیس تیس ہزار افراد پر مشتمل ایک قصبہ تھا "بسی" جسے سرہند بسی یا بسی پٹھاناں کہتے تھے۔ یہی قصبہ ان کا مولد و مسکن تھا اس قصبے میں ارائیں بڑی تعداد میں آباد تھے انہوں نے ایک متوسط گھرانے میں ۱۹۲۱ء میں آنکھ کھولی۔ یہیں تعلیم حاصل کی مسلمانوں کی تعلیمی ترقی اور عام فلاح و بہبود کے مختلف اداروں میں کام کیا یہ قصبہ ریاست پٹیالہ میں تھا۔ اس علاقے میں مسلمانوں میں بیداری کا جذبہ ذرا دیر میں پیدا ہوا تھا۔ اتنے میں ملک تقسیم ہوگیا، اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوگیا۔ چار ماہ تک محصور رہے۔ شہر کے چاروں اطراف میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا اور یہ شہر بھی ہر وقت وحشت و درندگی کی زد میں تھا۔ اس شہر کے باہر سے جان بچا کر آنے والے مسلمانوں اور زخمیوں کی جو خدمت ہوسکی انہوں نے دل و جان سے کی۔ نومبر ۱۹۴۷ء کو سارے شہر کے ساتھ پاکستان پہنچے اور یہاں پہنچ کر اس بات کی کوشش کی کہ "سرہند بسی" کا یہ قافلہ کسی ایک ہی جگہ آباد ہو۔ صدیوں سے ایک ہی جگہ رہنے والے لوگ نئے وطن میں منتشر

Marfat.com

نہ ہو جائیں۔ کافی کوشش اور جدوجہد کے بعد ضلع گجرات میں آباد ہونے کے انتظامات ہو گئے۔ لالہ موسیٰ مرکز تھا اور لوگ ضلع کے دوسرے مقامات میں بھی آباد ہو گئے۔ لیکن ان کی قسمت میں وہاں کا دانہ پانی مختصر تھا۔ اس لئے یارانِ وفا کے ساتھ رہنا نصیب نہ ہوا۔ اور ۱۹۵۱ء میں سندھ چلے آئے۔ ۲ سال تک سکھر رہے اور ۱۹۵۴ء میں حیدرآباد منتقل ہو گئے اور اب تک یہی شہر جائے قرار ہے۔ تقسیم سے قبل عصرِ حاضر کے متکلمِ اسلام مولانا مودودی کی تحریروں پر جب نظر پڑی، ایک مخصوص گروہ سے سیاسی وابستگی کے باوجود جماعت اسلامی میں شامل ہونے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ کی۔ اپنے سابقہ وطن میں اس نظریے کی تبلیغ کرتے رہے۔ پھر پاکستان میں لالہ موسیٰ کے قیام کے دوران ان پر جماعتی کام کی باقاعدہ ذمہ داری آن پڑی۔ پھر سکھر میں منتقل ہوئے تو تین سال تک شہر اور ضلع سکھر کی امارت کی ذمہ داریاں اٹھانا پڑیں۔ پھر سندھ کے دور دراز دیہات میں اس پیغام کو لئے پھرے۔ سکھر میں جب ذاتی کاروبار نہ چل سکا اور حیدرآباد منتقل ہوئے تو یہاں بھی جو خدمت ہو سکی کی۔ کئی سالوں تک مقامی جماعت اسلامی حیدرآباد کے امیر رہے، اور اب ۱۹۷۱ء سے جماعت اسلامی صوبہ سندھ کے جنرل سیکرٹری (قیم) ہیں۔ آپ کے بھائی میاں محمد علی سکھر کے امیر جماعت اسلامی ہیں۔

۱۹۵۷ء سے اب تک جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوتے رہے اسی حیثیت سے ۱۹۶۳ء میں وہ قید و بند کے مراحل سے بھی گذرے۔ حیدرآباد بڑا ہنگامہ خیز شہر ہے اور اپوزیشن کا شہر کہلاتا ہے۔ بیس سال ہو گئے اس شہر کے عوام سے براہ راست تعلق اور زندہ تعلق رہا۔ یہاں اٹھنے والے تمام ہنگاموں، تحریکوں اور سیاسی طوفانوں میں آپ پیش پیش میں رہے۔ یہاں اپوزیشن جماعت اسلامی کے دم قدم سے ہی ہے۔ ۱۹۶۳ء میں بی ڈی ممبر تھے پھر ۱۹۶۶ء میں لطیف آباد میں اپنے وارڈ کے چیئرمین بنے اور جب تک یہ ادارہ قائم رہا اسی سے اور میونسپل کمیٹی حیدرآباد کے ممبر کی حیثیت سے عوام کی خدمت کرتے رہے۔ اب بھی جماعتی کاموں کے علاوہ عوام کی خدمت شعار زندگی ہے، بہت سی مختلف قسم کی تعلیمی، رفاہی اور دینی انجمنیں رہی ہیں جن میں ذمہ دارانہ شمولیت رہی ہے، آپ بہت مدبر، مقرر و خوش خلق انسان ہیں۔

حیدرآباد شہر میں ارائیں برادری کثرت سے آباد ہے۔ بڑے متمول لوگ ہیں یہاں تک کہ برادری کی قوت کی بناء پر ہی مرحوم منیر احمد ارائیں ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں سندھ صوبائی اسمبلی

Marfat.com

کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔ یہ لوگ پنجاب کے ارائیوں کی طرح سے زمیندار اور کاشت کار نہیں ہیں ہندوستان میں راجستھان کی ریاستوں اور یوپی بھیت بریلی وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں، تجارت پیشہ ہیں، زیادہ تر سبزی کا کاروبار کرتے ہیں۔ میر احمد ارائیں ابھی گذشتہ دنوں کراچی حیدر آباد سپر ہائی وے پر ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے تھے۔

یہاں کے مشہور زمینداروں میں چوہدری محمد صادق صاحب ہیں۔ ڈاکٹروں میں ڈاکٹر عبدالمجید صمدانی ایم بی بی ایس ہیں۔ دو سینما ہاؤس ارائیوں کے ہیں۔ ایک کے مالک چوہدری عبداللطیف اور دوسرے کے چوہدری فضل احمد ہیں۔ ٹھیکیداروں میں چوہدری محمد شریف ہیں اور تاجروں میں چوہدری غلام محمد اور چوہدری بشیر احمد انڈس ٹریکٹر کارپوریشن وغیرہ ہیں۔ سرکاری ملازمین میں کافی لوگ ہیں۔ ایک عبدالمجید ارائیں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں ایگزیکٹو انجینئر دوسرے بڑے آفیسر (فارسٹ ڈیپارٹمنٹ) عبداللہ ارائیں تھے جو شاید ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اور ہاں ڈاکٹروں میں ایک بہت ہی اعلیٰ کوالیفائڈ فارن ٹرینڈ آئی اسپیشلسٹ خلیل احمد ارائیں ہیں اور یہاں کے مشہور ڈینٹل سرجن محمد عیسٰے بھی ارائیں ہیں اس وقت یہ حیدر آباد جیسے بڑے شہر میں سب سے بڑے ڈینٹل سرجن ہیں، جام شورو ہاسپٹل میں پروفیسر ہیں۔

سندھ کے مایۂ ناز ہارٹ اسپیشلسٹ ڈاکٹر علی محمد ارائیں ہیں جو ایم۔ بی بی۔ ایس اور مختلف مغربی ممالک سے ہارٹ اسپیشلسٹ کی ٹریننگ لے چکے ہیں۔ آپ حیدر آباد میں پریکٹس کرتے ہیں۔

میاں عبدالباری

میاں صاحب جیسے روشن ضمیر، بے باک سیاست دان اور ہمدرد قوم ہر روز پیدا نہیں ہو سکتے۔ آپ ڈاکٹر اقبال کے "مردِ مومن" کا پیکر تھے۔ آپ چک ۲۲۲ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور کے رہنے والے تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے وقت آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے۔ جہاں ظفر حسن ایبک کی روایت کے مطابق چودہ حریت پسند نوجوانوں کا ایک قافلہ آزادیٔ ہند کی خاطر سرکار انگریزی کی نظروں سے بچتا ہوا یاغستان اور پھر افغانستان میں داخل ہوا۔ میاں صاحب چند وجوہات کی بناء پر کچھ عرصہ بعد وہاں سے واپس لاہور آ گئے اور کچھ عرصہ تک انگریزی

Marfat.com

حکومت کے زیرِ عتاب رہے۔ لیکن ظفر حسن ایبک (جو ارائیں ہیں اور آج کل ترکی میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہیں) افغانستان سے روس پہنچے اور وہاں سے ترکی چلے گئے، ان کا تذکرہ ہماری اسی کتاب میں موجود ہے۔

میاں صاحب کی سیاسی زندگی کا آغاز تنظیم مسلم لیگ سے شروع ہوتا ہے۔ آپ حریت اور اصول پرست تھے۔ اس لئے مسلمانوں کی اس جماعت میں شریک ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے جوشِ عمل اور صلاحیتوں کی وجہ سے قائدِ اعظم کے منظورِ نظر بن گئے۔ چنانچہ قیامِ پاکستان کے وقت آپ پنجاب مسلم لیگ سیکرٹری جنرل تھے۔

اپریل ۱۹۴۹ء میں نواب ممدوٹ اور ممتاز محمد خاں دولتانہ نے اپنے اختلافات مٹا کر نئے سرے سے شانہ بشانہ کام کرنے کا فیصلہ کیا اور دونوں گروپوں نے اتفاق رائے سے میاں عبدالباری کو صدر پنجاب مسلم لیگ نامزد کیا اور وہ اتفاقِ رائے سے منتخب ہو گئے۔ صدر منتخب ہونے کے بعد انہوں نے کونسل سے خطاب کرتے ہوئے تین باتوں پر زور دیا۔ (۱) یہ کہ مسلم لیگ اپنے انتخابی منشور پر سرگرمی سے عمل درآمد کرے گی۔ (۲) یہ کہ رشوت ستانی جو عام ہو گئی ہے، اُس کا انسداد صرف اس طرح ہو سکتا ہے کہ حکومت مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کرے (۳) کونسل میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت پر زور دیا گیا کہ مغویہ خاتون کی بازیابی کا انتظام کیا جائے اور وہ تمام جاگیریں ضبط کر لی جائیں جو یونینسٹ حکومت نے غداروں کو دی تھیں۔

میاں عبدالباری کے صدر منتخب ہونے کے بعد صوبے کے انگریز گورنر سر فرانسس موڈی کو ہٹانے اور کسی پاکستانی کو گورنر مقرر کرنے کی تحریک شروع کی گئی، اس تحریک کا پس منظر یہ تھا کہ جب میاں عبدالباری نے صدر پنجاب مسلم لیگ منتخب ہونے کے بعد صوبے کا دورہ کیا تو ہر جگہ اضلاع کے مسلم لیگی لیڈروں نے ان سے شکایت کی کہ افسروں نے ہمارا اثر و رسوخ ختم کر دیا ہے۔ مسلم لیگ کے مقامی عہدیداروں کو اب کوئی نہیں پوچھتا اور یہ سب کچھ گورنر موڈی کی ہدایت پر ہو رہا ہے۔ وہ اس صوبے میں لیگ کے وقار کو تباہ کر رہا ہے۔ میاں عبدالباری یہ سن کر موڈی کے خلاف جہاد پر تل گئے۔ علاوہ ازیں گورنر نواب ممدوٹ کے خلاف پروپیگنڈا

Marfat.com

کے تحت مقدمہ قائم کر رہا تھا۔ اس لئے اس مہم میں وہ بھی میاں عبدالباری کے ہمنوا ہو گئے سب سے پہلے یہ مطالبہ پنجاب مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد میں کیا جس میں کہا گیا تھا کہ آج ہم ایک نئی مملکت کی تعمیر کے دور سے گذر رہے ہیں۔ ہماری تمام تر تعمیری صلاحیتیں اسلامی سیاست، اخلاق، اقتصادیات، معاشرت اور ثقافت کے احیاء کے لئے مرکوز ہونی چاہئیں، لیکن گورنر آج ان سب شعبوں میں کوئی مثبت قدم اٹھانے میں بُری طرح ناکام رہا ہے یہ بات بے حد افسوسناک ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سماج دشمن عناصر کو سیاسی گمنامی سے باہر نکال کر اہم عہدوں پر فائز کر دیا گیا ہے۔ کمیٹی نے مرکزی حکومت پر پنجاب میں کسی پاکستانی کو گورنر مقرر کرنے پر زور دیا جو سرکاری مشینری کو عوام کی امنگوں کے مطابق اور عوام کے سامنے جوابدہ بنا سکے۔ گورنر کے خلاف ایک اور الزام جس کا قرارداد میں ذکر نہیں کیا گیا تھا یہ تھا کہ وہ مسلم لیگ کے خلاف سرگرم ہے اور اس وجہ سے نوکرشاہی بھی تنظیم کی مخالفت کر رہی تھی۔

وزیر اعظم لیاقت علی خاں کا رد عمل پنجاب کے مسلم لیگیوں کے لئے بڑا حوصلہ شکن تھا۔ انہوں نے پنجاب لیگ کو مشورہ دیا کہ وہ تعمیری رویہ اختیار کرے اور تخریبی نکتہ چینی سے احتراز کرے۔ ورکنگ کمیٹی کے انتہا پسند ارکان نے اسے وزیر اعظم کی طرف سے پنجاب کے عوام کے لئے چیلنج قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ مسلم لیگیوں کو یہ چیلنج قبول کر لینا چاہئیے انہوں نے صوبے میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے کی دھمکی دی۔ اس سلسلہ میں تند و تیز بحث شروع ہو گئی اور بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ میاں عبدالباری کراچی جائیں اور اس سلسلہ میں چودھری خلیق الزمان سے بات چیت کریں، لیاقت علی خاں نے ابتدا میں اس تحریک کی سخت مزاحمت کی لیکن بالآخر میاں عبدالباری اور وزیر اعظم میں یہ طے پایا کہ چونکہ صوبے میں مسلم لیگ کو سیاسی غلبہ حاصل ہے اس لئے اسے صوبائی حکومت سے بالکل الگ رکھنا زیادتی ہوگی۔ چنانچہ فیصلہ یہ ہوا کہ مسلم لیگ کے چند ارکان گورنر کے مشیر مقرر کر دیئے جائیں جن کا مرتبہ وزراء کے برابر ہو۔ گورنر اور مشیروں کے درمیان اختلاف رائے کی صورت میں معاملہ وزیر اعظم کے سامنے پیش کیا جائے جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ مسلم لیگ کے سیاسی دباؤ کے زیر اثر مشیران کو خاصے اختیارات دیئے گئے جسے گورنر نے پسند نہ کیا۔ علاوہ ازیں وہ میاں

Marfat.com

میاں عبدالباری اور ان کے نامزد مشیروں کو اپنے ساتھ بٹھانا پسند نہیں کرتا تھا۔ کیوں کہ وہ اس کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے رہتے تھے، ان حالات اور سیاسی دباؤ کے پیش نظر موڈی نے استعفیٰ دے دیا۔ جسے وزیر اعظم نے فوراً قبول کر لیا۔ موڈی کی جگہ سردار عبدالرب نشتر کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا گیا۔

اپنے زمانۂ صدارت میں میاں عبدالباری نے مہاجرین کے مسائل کی طرف خصوصی توجہ کی شاید اس لئے کہ وہ خود بھی زخم خوردہ تھے۔ انہوں نے مرکزی وزیر بحالیات خواجہ شہاب الدین سے کئی بار ملاقات کی اور مہاجرین کی مستقل آباد کاری کے لئے زور دیا۔ انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ سرکاری وفود کی تشکیل میں مہاجرین کو بھی مناسب نمائندگی دی جائے لیکن ان کی یہ کوششیں مرکزی حکومت کے محدود ذرائع کے باعث پوری کامیاب نہ ہوئیں۔

دولتانہ اور ممدوٹ گروپوں میں سیاسی بالادستی کے لئے طویل اور شدید رسہ کشی کے لئے ۲۵ جولائی ۱۹۵۰ء کو قدرے مدھم ہوئی۔ جب میاں عبدالباری مستعفی ہو گئے۔ انہوں نے دولتانہ کی سرگرمیوں کے خلاف بطور احتجاج استعفاء دیا۔ ان کے مطابق دولتانہ نے آل پاکستان مسلم لیگ کی ہائی کمان کو صوبائی لیگ کے خلاف صف آراء کرنے کی سازش حیلہ بازی سے کر کے صوبائی جماعت کی عزت اور ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ پنجاب مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے ۲۰ اگست ۱۹۵۰ء کے اجلاس میں میاں عبدالباری کا استعفیٰ منظور کر لیا۔

اس کے بعد میاں صاحب حزب اختلاف کے قائد کی حیثیت سے حق گوئی کا حق ادا کرتے رہے۔ انہوں نے ہمیشہ اصول اور حق کے لئے آواز اٹھائی اور اسمبلی ہال کے در و دیوار اور اسمبلی کی کارروائی کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ ان کی وفات کے بعد اس سیرت و کردار کا کوئی دوسرا شخص ان کا جانشین نہ ہو سکا۔ جب چودھری محمد علی نے نظام اسلام پارٹی کی بنیاد رکھی تو میاں صاحب کو صوبہ پنجاب کی صدارت سونپی گئی اور وہ آخر دم تک ایوب خانی حکومت کے خلاف جد و جہد میں مصروف رہے۔ آپ نے ۱۹۶۰ء میں وفات پائی۔ وہ بلا کے مقرر او نکتہ رس تھے بے ضابطگیوں اور دھاندلیوں کے خلاف ہمیشہ جہاد کرتے رہے۔ ان کی طبیعت میں بے حد سادگی تھی۔ حالانکہ وہ صاحب ثروت تھے لیکن انکساری اور مظلوموں کی ہمدردی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

Marfat.com

تحصیل جڑانوالہ کے لوگ میاں عبدالباری کے ہمیشہ ممنون رہیں گے تحصیل جڑانوالہ میں گورنمنٹ نے گورنمنٹ نے ٹیوب ویل لگائے تھے جو کہ پانی ناقص ہونے کی وجہ سے فیل ہو گئے۔ گورنمنٹ نے مالیہ معاف نہ کیا۔ میاں صاحب نے باقاعدہ کیس لڑا، نہ کسی سے چندہ لیا اور نہ ہی کسی سے امداد لی، بلکہ خود ہی وکیل بنے، خود ہی مدعی، لوئر کورٹ سے لیکر سپریم کورٹ تک گئے، یہ الگ بات ہے کہ حکومت نے مخالفت کی بناء پر مالیہ معاف نہ کیا۔ مگر میاں صاحب نے حوصلہ نہ ہارا۔

میاں صاحب نے آخری وقت میں کہا کہ تحصیل جڑانوالہ کے لوگوں کا مجھ پر جو بوجھ ہے کہ میں نے اُن سے مالیہ معاف کرانے کا وعدہ کر رکھا تھا، اگر موت مجھے مہلت دے تو میں ضرور یہ کام سرانجام دے دیتا۔

میاں اللہ بخش مرحوم

میاں اللہ بخش (مرحوم) ایم۔ اے۔ آکسفورڈ سابق چیف کنزرویٹو آف فارسٹس (پنجاب) علاقہ بھر میں "ڈپٹی صاحب" کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ کئی سال تک ڈپٹی چیف کنزرویٹو آف فارسٹس کے عہدہ پر قائم رہے، بعد میں چیف بھی ہو گئے مگر لوگ ڈپٹی صاحب ہی کہتے رہے۔ میاں صاحب انگریزوں کے دورِ حکومت میں ہی اپنی محنت اور خداداد قابلیت کی وجہ سے اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہو گئے تھے۔ آپ کی ملازمت کا ریکارڈ شاندار، بے داغ اور قابلِ فخر ہے۔ رشوت کی لعنت سے کوسوں دور بھاگتے تھے اور راشی کو کسی قیمت پر معاف نہیں کرتے تھے۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ تھے۔ ان کی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی خطوط پر استوار تھی۔ نادِ نوش تو گناہ کبیرہ ہے۔ حقّہ اور سگریٹ تک سے متنفر تھے۔ شروع ملازمت کے دَوران ہی مستحق اور نادار لوگوں کی مالی امداد کیا کرتے تھے لیکن درپردہ ظاہری نمود و نمائش کو پسند نہیں کیا کرتے تھے۔ کئی ایک یتیم، بیوہ اور غریب طلباء کے ماہانہ وظائف مقرر کر رکھے تھے جنہیں باقاعدگی سے ہر ماہ مقررہ رقوم مل جایا کرتی تھیں۔ بار بار یاد دہانی کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی اور یہ سلسلہ تا دمِ آخر قائم رہا۔ مستحق افراد کو قرضۂ حسنہ دیا کرتے تھے۔ ان کے خرچ سے کئی ایک لوگوں نے اعلےٰ تعلیم حاصل کی اور بعد میں اعلیٰ سرکاری ملازمت بھی حاصل کی مگر قرض کسی ایک نے بھی واپس کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ مگر میاں صاحب ایسے لوگوں سے ذرا دل برداشتہ نہ ہوئے اور اپنے کردار میں ذرہ تبدیلی نہ کی، ان کی زندگی کا مقصد ہی خدمت انسانیت تھا۔

Marfat.com

۱۹۵۲ء میں ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد میاں صاحب اپنے گاؤں چک ۱۲/۱۶۱ نزد پیر محل میں آباد ہو گئے۔

میاں صاحب نے علاقہ کی ترقی کے لئے بھرپور تعمیری کردار ادا کیا۔ پیر محل میں کوئی کالج نہیں تھا۔ حکومت کی توجہ بارہا اس اہم قومی ضرورت کے متعلق مبذول کروائی گئی، مگر بے سود، آخرکار فیصلہ ہوا کہ اپنی مدد آپ کے تحت خود ہی یہاں کالج قائم کیا جائے بہت تگ و دو اور مالی وسائل کی ضرورت تھی، اگر انسان پرعزم ہو اور نیت پرخلوص ہو تو مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ علاقہ کے معززین کی ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے ذمہ یہ اہم قومی فریضہ سونپا گیا۔ میاں صاحب اس کمیٹی کے اہم رکن تھے۔ چنانچہ پیر محل کے مضافات میں چک ۳۲۳ میں کالج قائم کر دیا گیا اور پچھلے چند سال سے حکومت نے یہ کالج اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں غالباً یہ واحد کالج ہے جو دیہات میں اپنی مدد آپ کے تحت قائم کیا گیا اور اب علاقہ بھر کے طلباء یہاں سے زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہے۔ اس کالج کی تعمیر اور ترقی کے لئے میاں صاحب کا انفرادی تعمیری کردار سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

میاں صاحب کی شادی لائل پور کے ممتاز اور مشہور لینڈ لارڈ میاں محمد عبداللہ (مرحوم) کے ہاں ہوئی تھی۔ یہ وہی میاں عبداللہ ہیں، جن کے نام پر لائل پور کا مشہور محلہ عبداللہ پور مشہور ہے۔ بیگم صاحبہ ایک نیک پارسا اور زاہدہ مومنہ تھیں۔ اپنے وقت کی "رابعہ بصری" تھیں۔ فرصت کا زیادہ وقت یادِ الٰہی میں گزارتیں۔ کسی سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیا۔ کئی ایک یتیم بچوں کی شادی کے اخراجات خود برداشت کئے اور کئی ایک بیوہ خاتون کی کفالت کی۔ میاں سلیم اللہ سفیر پاکستان متعینہ شام اور وفاقی وزیر مملکت برائے ریلوے میاں عطاء اللہ ایم۔ این۔ اے میاں صاحب کے برادرِ نسبتی ہیں۔

میاں صاحب کے چھ بیٹے ہیں۔ تمام وجیہ اور شکیل اور اعلےٰ عہدوں پر فائز۔

۱۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) احمد سعید

۲۔ ہمایوں اختر۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

۳۔ سکواڈرن لیڈر حمید انور

Marfat.com

۴۔ بریگیڈیئر حبیب اکبر (پاک آرمی)

۵۔ میاں احمد رشید۔ ڈویژنل فارسٹ آفیسر

۶۔ میجر احمد نواز (پاک آرمی)

اوّل الذکر تین امریکہ میں مقیم ہیں۔ موخر الذکر پاکستان میں ہیں۔ میاں صاحب خود فخریہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے دنیا کی ہر نعمت سے نوازا ہے جن میں میری اولاد بھی شامل ہے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران میاں صاحب نے اپنے بیٹے سکواڈرن لیڈر حمید انور مقیم امریکہ کو لکھا کہ قوم دشمن سے نبرد آزما ہے اور پاک سرزمین شہیدوں اور مجاھدوں کے خون سے لالہ زار ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات حکومت کے حوالے کر دے کیونکہ اس آزمائش کی گھڑی میں مادرِ وطن کو تم جیسے جانبازوں کی ضرورت ہے۔ میاں صاحب کے دو بیٹے پہلے ہی محاذِ جنگ کے اگلے مورچوں میں دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ تیسرے کو بھی امریکہ سے بلا کر جنگ کی آگ میں جھونک دیا۔ ایسا وہی کر سکتا ہے۔ جو وطن اور قوم کی آبرو کے لئے قربانی کے جذبہ سے سرشار ہو عظیم باپ کے عظیم فرزند نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اپنی خدمات حکومت کے حوالے کر دیں جنہیں فی الفور منظور کر لیا گیا اور "شاہین بچہ" اپنی روائتی اڑان کے ساتھ پاکستان پہنچ گیا اور قوم کی آواز پر بے خطر آتش نمرود میں کود گیا جو اس کے لئے گلستان ثابت ہوئی، یہ وہی سکواڈرن لیڈر حمید انور ہیں جو کئی سال تک اُردن کے شاہ حسین کے ذاتی پائلٹ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ایک دفعہ لندن میں مختلف ممالک کے فضائیہ کے اعلیٰ افسروں نے فضائی مظاہرے میں حصہ لیا۔ وہاں بھی سکواڈرن لیڈر حمید انور نے حیرتناک فضائی کرتب دکھا کر اپنی فنی مہارت کا لوہا منوایا اور برطانیہ کے اخباروں نے جلی حروف سے ان کے کارناموں کی تعریف کی۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ سے پہلے میاں صاحب کا انتقال ہو چکا تھا تو پھر بھی سکواڈرن لیڈر حمید انور امریکہ سے معرکۂ حق و باطل میں حصہ لینے کے لئے یہ کہتے ہوئے پہنچ گئے کہ آج پھر میرے باپ کی رُوح مجھے جذبۂ جہاد پر اُکسا رہی ہے۔

میاں صاحب کا سب سے بڑا احسان جو قوم پر ہے وہ ہومیوپیتھک ٹرسٹ ہسپتال

Marfat.com

پیر محل کا قیام ہے۔ میاں صاحب پنجاب کے ناظم اعلیٰ جنگلات تھے۔ انہیں ہر وقت ملک کے ممتاز اور ماہر ڈاکٹروں کی خدمات حاصل تھیں۔ مگر وہ شروع سے ہی ہومیوپیتھک طریق علاج کے قائل تھے اور انہوں نے زندگی بھر اسی طریق علاج پر ہی اکتفا کیا۔ بعد میں خود بھی اس سائنس کا مطالعہ کیا اور جز وقتی مریضوں کو مفت دوائی دینے لگے۔ ملازمت کے دوران جہاں بھی تعینات رہے لوگوں کو مفت دوائی دیتے رہے، تجربہ اور مطالعہ نے ہومیوپیتھی میں اُن کا یقین راسخ کر دیا۔ عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ سوچنے لگے کہ انسان فانی ہے۔ ان کی زندگی کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا اور غریب مریض طبی امداد سے محروم ہو جائیں گے، کیوں نہ ایک خیراتی ہسپتال قائم کر دیا جائے جو ایک صدقہ جاریہ کے طور پر ان کی زندگی کے بعد بھی چلتا رہے۔ اس ضمن میں وہ ڈاکٹر محمد مسعود قریشی سے ملاقاتی ہوئے اور ان سے ہومیوپیتھک ٹرسٹ ہسپتال لاہور کے متعلق تمام تفاصیل حاصل کیں۔ ان تفاصیل کی روشنی میں آپ نے پیر محل ہسپتال کا منصوبہ تیار کیا۔ چنانچہ ہومیوپیتھک ٹرسٹ ہسپتال ۱۹۶۷ء میں قصبہ پیر محل میں وجود میں آیا۔ خیراتی ہسپتال کو چلانے کے لئے کافی سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ میاں صاحب نے پیر محل میں اپنی ذاتی مارکیٹ موسومہ "سعید مارکیٹ" جس میں تیس دکانیں ہیں، ہسپتال کے نام وقف کر دی۔ مارکیٹ کی قیمت ۵/۶ لاکھ روپے کے لگ بھگ ہے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ روپے نقد ہسپتال کے نام وقف کیا۔ اس کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ ایک لاکھ روپے کے ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ خریدے گئے۔ جو ۱۹۷۷ء میں دُگنے یعنی دو لاکھ روپے ہو جائیں گے۔

خیراتی ہسپتال کا قیام کوئی معمولی کارنامہ نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں صاحب ایک امیر کبیر آدمی تھے۔ بیس پچیس مربعہ اراضی کے مالک تھے اور کئی ایک کوٹھیاں اور بنگلے ان کی ذاتی ملکیت میں تھے لیکن ملک میں امیر آدمیوں کی کوئی کمی نہیں۔ لکھ پتی اشخاص کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ کروڑ پتی بھی کم نہیں، لیکن صحیح معنوں میں امیر وہ ہے جو دل کا غنی ہو اور دوسروں پر خرچ کرے۔

ہسپتال کامیابی سے چل رہا ہے۔ اب تک تقریباً تین لاکھ مریض اس فلاحی ادارہ سے مفت استفادہ کر چکے ہیں۔ روزانہ اوسط حاضری ڈیڑھ سو کے قریب ہوتی ہے اور لطف کی بات

Marfat.com

یہ ہے کہ آج تک حکومت سے ٹاؤن کمیٹی سے یا کسی فرد واحد سے ایک پیسہ تک بطور چندہ نہیں لیا گیا۔ میاں صاحب کی وقف ملکیت سے ہی ہسپتال چل رہا ہے۔

ایک مرتبہ لائل پور کے ڈپٹی کمشنر نے ہسپتال کا اچانک معائنہ کیا تو حیرانی سے کہنے لگے میں نے اتنے مریض تو کسی بڑے سول ہسپتال میں بھی نہیں دیکھے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کی حیرانگی میں اور اضافہ ہو جاتا اگر وہ مریضوں کے رجسٹر حاضری کا مطالعہ کرتے کیونکہ اس میں کئی ایک "پردہ نشینوں" کے نام بھی آتے ہیں۔ یعنی ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹروں کے نام بطور مریض درج ہیں۔

ڈپٹی کمشنر لائل پور دورہ پر پیر محل آئے ہوئے تھے اور انہوں نے میاں صاحب کو خصوصی ملاقات کا وقت دے رکھا تھا۔ میاں صاحب نے ڈی سی صاحب کو ہسپتال کے قیام کا پس منظر اور آئندہ پروگرام تفصیل سے بتایا۔ ڈپٹی کمشنر بہت خوش ہوئے کہنے لگے اس قسم کے فلاحی اداروں سے حکومت ہر ممکن تعاون کرے گی اور دبی زبان سے کہا اگر فنڈز کی ضرورت ہو تو حکومت وہ بھی دینے کو تیار ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا۔ فنڈ کی کوئی ضرورت نہیں، میں اس ہسپتال کو اپنے ذاتی فنڈز سے ہی چلاؤں گا۔ ویسے آپکی پیش کش کا شکریہ اور ڈی سی حیرت سے میاں صاحب کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ بعد میں انہوں نے ایک وفد کو بتایا کہ میں نے اپنی زندگی میں میاں صاحب جیسا خود دار اور غیور انسان کبھی نہیں دیکھا۔

میاں صاحب اختلاج قلب کے مریض تھے۔ پندرہ برس تک اس مرض میں مبتلا رہے بظاہر تندرست دکھائی دیتے تھے۔ دورہ کی صورت میں میگنیشیا فاس ۶x استعمال کرتے اس سے کافی افاقہ ہو جاتا تھا۔ کیکٹس گرینڈ کے استعمال سے بھی فائدہ ہوتا تھا۔

دسمبر ۱۹۷۰ء کی ایک سہ پہر کو دورہ ہوا۔ دوائی استعمال کی مگر فائدہ نہ ہوا تو سمجھ گئے آخری وقت آپہنچا ہے۔ عزیزوں کو صورتِ حال سے آگاہ کیا تو وہ رونے لگے۔ انہیں صبر اور خاموش رہنے کی تلقین کی اور کہنے لگے وقت تھوڑا ہے، میری باتیں غور سے سن لو اور پھر اپنی گھریلو اور دوسرے اہم امور کے متعلق تفصیلی ہدایات دیں۔ ٹرسٹ ہسپتال کے متعلق خصوصی طور پر تاکید کی کہ اسے میرے پروگرام کے مطابق توسیع و ترقی دی جائے۔ طبیعت مکمل طور پر پُرسکون اور مطمئن تھی، کوئی گھبراہٹ اور پریشانی عیاں نہ تھی ــــ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب

Marfat.com

اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
بروز جمعہ اپنے باغ کے ایک کونے میں خاندانی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

فلائٹ لیفٹیننٹ حبیب شہید

ہفتہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۴ء کو رسالیوالہ (لائل پور) ائیرپورٹ پاکستان ائیرفورس کا ایک ہوورڈ طیارہ حادثے سے دوچار ہوا اس میں سوار قوم کے دو مایۂ ناز سپوت 'اقبالؔ کے شاہین' ہوا کے راہی فلائٹ لیفٹیننٹ عبدالحبیب اور سعید منظور راہیٔ ملک عدم ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون
فلائٹ لیفٹیننٹ عبدالحبیب تحریک پاکستان کے نامور مجاہد اور پاکستان مسلم لیگ کے ممتاز رہنما میاں عبدالباری مرحوم کے نواسے اور مکتبۂ کاروان لاہور کے مالک، معروف علم دوست چودھری عبدالحمید کے صاحبزادے تھے۔ ۱۴ اپریل کو میانی صاحب میں نمازِ بے اذاں ادا کئے جانے سے ٹھیک ۲۵ سال آٹھ ماہ ۱۳ روز قبل (یکم اگست ۱۹۴۸ء کو) لاہور میں پیدا ہوئے حبیب کے کان میں اذانِ بے نماز میاں عبدالباری نے دی۔

ابتدائی تعلیم کیتھڈرل ہائی سکول لاہور سے حاصل کی۔ گھر کی تربیت کی وجہ سے دین کی محبت نس نس میں بھری تھی۔ حافظ ادریس کے سیشن میں "لیفٹسٹ" کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کی نائب صدارت کے امیدوار جی۔ اے صابری بھی حبیب کے ہم جماعت تھے۔ یہ دونوں اسلامی اقدار کے بارے میں گستاخانہ رویہ رکھنے والے اساتذہ سے جھگڑ پڑتے۔ آٹھویں کا امتحان پاس کرنے سے ایک سال بعد دسویں کا امتحان بطور پرائیویٹ اُمیدوار امتیازی حیثیت سے پاس کر لیا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا، مگر مائیگریشن کرا کے گورنمنٹ کالج لائل پور داخلہ لیا۔ سائنس کا یہ ہونہار طالب علم غیرنصابی سرگرمیوں میں بھی خوب خوب حصہ لیتا رہا۔
سیّد کرامت حسین جعفری ان دنوں گورنمنٹ کالج لائل پور کے پرنسپل تھے۔ انہوں نے اشکبار آنکھوں سے حبیب کے قیام لائلپور کی باتیں سناتے ہوئے کہا: "حبیب اُردو اور انگریزی کا ڈبیٹر تھا۔ ہر ڈبیٹ پر جانے سے قبل مجھ سے گھر پر ملتا اور موضوع ڈسکس کرتا۔ ہر مقابلے میں کوئی نہ کوئی انعام حاصل کرتا، بڑا ہنس مکھ اور مؤدب تھا اور طالب علموں میں بڑا مقبول۔ طبیعت سے فراست اور ذہانت ٹپکتی۔ ہر کام تیزی اور سنجیدگی سے کرتا۔"

Marfat.com

پاک بھارت جنگ کے فوراً بعد ۱۹۶۶ء میں پاک فضائیہ کے چند افسر گورنمنٹ کالج لائلپور آئے اور طلبہ کو فضائیہ میں شامل ہونے کی رغبت دلائی۔ سیکنڈ ایر کے طالب علم حسیب نے قومی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر ہوا باز بننے کی ٹھان لی اور پہلی ہی کوشش میں تمام مراحل امتیازی حیثیت سے طے کر لیے۔ سلیکشن کمیٹی کے ایک رکن، قائداعظمؒ کے پائلٹ گروپ کیپٹن عطائے ربانی نے بعد میں حسیب کے والد محترم سے کہا: "اس بچے نے ہمیں بہت متاثر کیا۔ سارے افسران اس غیر معمولی صلاحیتوں والے نوجوان سے بہت متاثر ہوئے"۔ اکیڈمی میں حسیب نے ایک بار پھر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا لیا اور تمام امتحان شاندار پوزیشنوں میں پاس کیے۔

فروری ۷۲ء میں اس کی شادی ہوئی۔ حسیب کی شادی کا ایک واقعہ یادگار رہے گا۔ دعوتِ ولیمہ ایک مقامی ہوٹل میں ہوئی جہاں اور لوگوں کے علاوہ سابق وزیراعظم پاکستان چودھری محمد علی بھی تشریف فرما تھے ـــــ سید قاسم رضوی سی۔ ایس۔ پی ان دنوں سول سروس اکیڈمی کے ایڈمنسٹریٹر تھے۔ وہ بھی تقریب میں موجود تھے، انہوں نے سٹیج پر جا کر چودھری صاحب کی مزاج پرسی کی۔

حسیب ماہر ہوا باز تھا۔ آخری حادثے کا شکار ہونے سے قبل چار خوفناک حادثوں سے دوچار ہوا۔ مگر ہر بار موت کے منہ سے بچ نکلا۔ ایک بار بموں سے بھرا جہاز چلا رہا تھا ـــ کوئی خرابی پیدا ہو گئی، کنٹرول ٹاور سے حکم ملا: اپنی جان بچاؤ، جہاز سے کود جاؤ ـــ مگر اقبالؒ کے شاہین نے یہ گوارا نہ کیا کیونکہ ؎

مردِ سپاہی ہے وہ اُس کی زرہ لا الٰہ
سایۂ شمشیر میں اس کی پناہ لا الٰہ

چنانچہ شہری آبادیوں سے ہٹ کر ایک ویران جگہ جہاز اتار لیا ـــ حکام نے پوچھ گچھ کی کہ جان کی پروا کیوں نہ کی، تو جواب تھا: "میں قوم کے جہاز کو اپنی جان سے قیمتی سمجھتا ہوں ـــ پھر ہو سکتا تھا جہاز شہری آبادی پر گرتا اور سارے بم پھٹ کر قیامت برپا کر دیتے"، چیف آف ایر سٹاف نے یہ جہاز دیکھا تو کہا "THIS AIR.CRAFT IS A GIFT FROM HASIB TO.P.A.F" (یہ جہاز حسیب کی طرف سے پاکستان ایر فورس کو تحفہ ہے)

دسمبر ۷۱ء کی جنگ میں ایک روز بھارت کے ہنٹر طیاروں سے مڈبھیڑ ہو گئی ـــ حسیب کے جہاز میں ایندھن بہت کم رہ گیا تھا، ایسے میں دشمن کے جہازوں کا پیچھا کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ مگر

Marfat.com

حبیب نے جہاز میں موجود اپنے ساتھیوں کو چھتری کے ذریعے اتار دیا، اور خود دشمن کے طیاروں کو بھگا دیا۔ اچانک ایندھن ختم ہوگیا تو کوہاٹ کے نزدیک بڑی مہارت سے جہاز اتار لیا۔

تھوڑا عرصہ پہلے برطانیہ سے شاہی فضائیہ کا ایک وفد پاکستان آیا۔ پاکستان ایرفورس کے سیبر طیارے دیکھ کر مزاحیہ انداز میں کہا: "آپ ابھی تک انہیں استعمال کرتے ہیں؟" پاس ہی کھڑے فلائٹ لیفٹیننٹ حبیب نے کہا: "انشاءاللہ کل بتائیں گے" دوسرے روز برطانوی ہواباز جدید ترین طیارے چلا رہے تھے۔ مگر حبیب اور اس کے ساتھیوں نے سیبرز کے ذریعے انہیں مات کر دیا۔ ۱۶ نشانوں ۸ حبیب کے تھے۔ مظاہرہ ختم ہوا تو برطانوی ہواباز حیرت سے ان کا منہ دیکھنے لگے۔ علامہؒ نے شاہین کی صفت کیا خوب بیان کی۔ ؎

اس کا مقام بھی بلند، اس کا خیال بھی عظیم
اس کا سرور اس کا شوق، اس کا نیاز اس کا ناز

گھڑسواری حبیب کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کہتے ہیں چھ سال کی عمر میں حبیب اپنے نانا جی کا ایک سرکش گھوڑا اصطبل سے لے گیا تھا۔ رسالپور میں بھی فارغ اوقات میں دوستوں کے ساتھ گھڑسواری حبیب کا معمول تھا۔ اتفاق کی بات اُسے سرکش گھوڑوں پر سواری کرنے میں ہی لطف آتا۔ سر پر کبھی حفاظتی خود نہ رکھا۔ اس کے ایک دوست نے بتایا: "حبیب بھائی جان حفاظتی خود میرے حوالے کر دیتے میرے زور دینے پر کہتے، میں خدا کے فضل سے بڑے بڑے حادثوں سے بچ نکلا ہوں، گھوڑے سے گرنے سے رہا۔" ایک مردِ مسلماں کی طرح حبیب موت سے خائف نہ تھا۔ مگر اس کے خیال سے غافل بھی نہیں رہا۔ اس نے کچھ عرصہ پہلے وصیت کی تھی: "مجھے نانا جی کے پہلو میں دفن کیا جائے۔"

موت سے سات دن پہلے اُسے ایک ہفتے کی چھٹی ملی۔ مگر ساتھ ہی کہہ دیا گیا کہ وہ فلائٹ لیفٹیننٹ سعید منظور کو انسٹرکٹرشپ کی ٹریننگ دے۔ یوں چھٹی منسوخ ہوگئی۔ موت سے سات ہی روز پہلے اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹا عطا کیا تھا۔ حبیب ۱۱ اپریل کو خوشی خوشی لاہور آیا۔ وقت مختصر تھا، ابا جان سے دکان پر جا کر ملاقات کی اور اُٹھتے ہوئے خلافِ معمول اپنا سر اُن کے آگے جھکا دیا، جیسے از خود ابا جی سے آخری بار جی بھر کر پیار کرنے کو کہہ رہا ہو۔ یہاں سے خلافِ معمول بھائی کے پریس میں اس سے ملاقات کی اور اپنے سسرال جڑانوالہ روانہ ہوگیا۔ ۱۲ اپریل کو لائلپور میں موجود اپنے تمام رشتہ داروں سے ملاقات کی، جو نہ ملے انہیں خاصی دیر ڈھونڈا۔ رسالیوالہ (لائلپور) ایرپورٹ کے مینیجر حبیب

Marfat.com

کے عزیزوں میں سے ہیں۔ ان سے خاصی دیر گفتگو کی۔ چار بجے ہولین لباس اُتار کر وردی پہننا چاہی اپنے اُن عزیز سے کپڑے لپیٹنے کے لئے اخبار مانگا۔ انہوں نے اُردو اخبار دیا، تو یہ کہہ کر واپس کر دیا۔ "اس میں تو اللہ رسولؐ کا نام مبارک ہوتا ہے، انگریزی اخبار دیجئے"۔ اسی دوران موت کا دوسرا شکار سعید منظور بھی اندر آیا۔ اس نے کہا یہ جہاز چلانا تو خودکشی کے مترادف ہے، کہیں یہ ختم ہو اور ہماری جان چھوٹے"! حبیب نے بھی انہی خیالات کا اظہار کیا۔ یاد رہے یہ بدقسمت جہاز دوسری جنگِ عظیم میں استعمال ہوا تھا اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ فضائیہ کے انسٹرکٹروں نے کئی بار کہا—— ۱۹۴۰ء ماڈل کا یہ جہاز چلانا بلاوجہ موت کو دعوت دینا ہے۔

ساڑھے چار بجے حبیب اور اُس کا دوست مُسکرا مُسکرا کر ٹرمیل سے نکلے اور جہاز میں سوار ہو گئے۔ پانچ منٹ تک جہاز اڑاتے رہے، کنٹرول ٹاور سے حکم ملا، اُوپر نہ جائیے۔ اچانک جہاز نیچے گرا اور آگ لگ گئی جس میں دو ہنستی مُسکراتی جوانیاں بھسم ہو گئیں، اسی شام حبیب کی میت لاہور لائی گئی، اتفاق کی بات وہی نوجوان کار چلا رہا تھا جو اسی سڑک پر دو سال پہلے حبیب کو دولہا بنا کر لے گیا تھا! آٹھ روزہ بچے اور ڈیڑھ سالہ بچی سائرہ کے علاوہ حبیب ان گنت یادیں چھوڑتا ہوا بہت دُور چلا گیا—— شہید جناب حمید نظامیؒ کی قبر کے نزدیک پورے فوجی اعزاز سے دفن کیا گیا۔

چوہدری غلام محمد

چوہدری غلام محمد سکنہ کنیاں کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے تھے، یہ عرصہ ہوا فوت ہو گئے ہیں، ان کا خاندان ساہیوال میں آباد ہے، آپ پہلے محکمہ مال میں پٹواری تھے۔ بعد میں محکمہ امداد باہمی میں انسپکٹر ہو گئے، بہت ہر دلعزیز تھے، منشی نبی بخش نایاب کے ہمراہ بہت کام کرتے رہے ہیں۔ وہ برادری کی تنظیم اور اصلاح کے لئے بہت کوششیں کرتے رہے۔

چودھری نور محمد

چودھری نور محمد صاحب جو پہلے ضلعدار نہر تھے بعد میں ڈپٹی کلکٹر محکمہ نہر ہو گئے تھے ضلع ساہیوال میں سیکرٹری انجمن ارائیاں تھے۔ باپ کا نام چوہدری محمد علی ضلعدار سکنہ بالو کی تحصیل

Marfat.com

نکودر ضلع جالندھر، چوہدری محمد عیسٰے کے دو لڑکے تھے، چودھری نور محمد ضلعدار اور دوسرے چوہدری ظفر عالم پرنسپل زراعتی کالج لائل پور، چوہدری نور محمد (مرحوم) کا لڑکا چوہدری محمد اکرم اکاؤنٹنٹ ہے اور چوہدری ظفر عالم کے دو لڑکے، چوہدری محمد اسلم فوڈ ممبر اقوام متحدہ رُوم (اٹلی) اور چوہدری ظہور عالم ایم۔ایس۔سی امریکہ حال سپیشلسٹ آٹو، مری ہیں۔ یہ دونوں ہی بڑے قابل اور برادری کے لئے قابل فخر ہیں۔

میاں چراغ دین ولد میاں نظام دین

آپ ۱۸۲۷ء میں مرزا جان موضع جو مشرقی پنجاب میں واقع ہے۔میں پیدا ہوئے۔ ۱۵ ہزار ایکڑ اراضی کے واحد مالک تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اپنے علاقہ کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھی کم و بیش ایک ہزار کے قریب انگریزوں کو مارا، جس پر بعد میں جب ہر طرف مسلمانوں کو ... سازش کے تحت شکست ہونی شروع ہوگئی تو یہ بھی شکست کھا گئے۔ انگریزوں ... اشتہاری مجرم قرار دیا اور ان کی اراضی پر قبضہ کر لیا۔ عرصہ تک مختلف جگہوں ... چھپا تے رہے۔ آخر سیالکوٹ میں سکونت اختیار کر لی۔ ظفروال میں موضع جکڑی، سنلھترہ نارووال میں اور سیالکوٹ میں زمین خرید کی، ان کے ۲ لڑکے تھے (۱) میاں علم دین صاحب (۲) میاں امام دین صاحب۔ دونوں کو جب ان کی عمریں ۵، ۷ سال تھیں، انگریزوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور ان کی تعلیم خود کی۔ میاں چراغ دین صاحب اپنے وقت کے عالم آدمی تھے، قرآن وسنت کے پابند، انسان دوست اور خدا ترس انسان تھے۔ جب انگریزوں نے انہیں اشتہاری ملزم قرار دیا تو انہوں نے اپنی شکل وشباہت اور نام تبدیل کر لیا تھا۔ بچوں کو ۲۰، ۲۲ سال کے بعد اپنے والد کا پتہ چلا کہ سیالکوٹ میں آباد ہو گئے ہیں۔ آخر ۱۸۹۹ء میں وفات پائی۔

میاں امام الدین صاحب مرحوم

میاں امام الدین صاحب مرحوم ولد میاں چراغ دین صاحب مرحوم ۱۸۵۲ء میں موضع مرزا جان مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد ماجد موضع مرزا جان میں ۱۵ ہزار ایکڑ زمین کے مالک تھے جب والد بزرگوار کو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شکست کھانے کے بعد اشتہاری مجرم قرار دیا گیا

Marfat.com

اور خاندان کے بہت سے افراد کو قتل کر دیا گیا، وہ بھاگ گئے تھے، تو اُن کے دونوں بچوں میاں علم دین اور میاں امام دین کو انگریزوں نے پکڑ کر اپنی سرپرستی میں یوپی میں تعلیم دلوائی۔ اس لئے زیادہ تر اُردو بولا کرتے تھے۔ جب انگریزوں نے رہا کیا تو بہت عرصہ والد ماجد کو ڈھونڈنے میں صرف کیا۔ پھر پتہ چل گیا کہ والد صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں اور وہاں پر ہی مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ انگریز نے تعلیم میٹرک تک دلوائی۔ ۱۸۷۸ء میں اپنی سروس کا آغاز نیلی بار اور گنجی بار (یعنی ساہیوال، ملتان اور جھنگ اضلاع) میں نائب تحصیلدار کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۱۸ء میں تحصیلدار کی حیثیت سے ضلع جھنگ سے ریٹائر ہوئے۔ بعد میں سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ چونکہ ساری زندگی، ملتان۔ ساہیوال اور جھنگ میں ملازمت کی تھی۔ اس لئے سیالکوٹ سے زیادہ اس علاقے سے محبت ہو گئی۔ آخر سیالکوٹ کی اراضی فروخت کر کے چک نمبر ۸/۱۶ بی۔ آر میاں چنوں ضلع ملتان میں، مربعہ اراضی خرید لی اور مستقل سکونت میاں چنوں میں اختیار کر لی۔ آپ بہت علم دوست اور خدا ترس انسان تھے، آخر ۱۹۳۸ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، اپنے پیچھے ۵ لڑکے ایک

منشی نبی بخش نایاب

آپ ضلع جالندھر کے شہر نکودر کے مشہور ارائیں خاندان مہر فیض محمد کے چشم و چراغ تھے۔ انجمن ارائیان ہند کی داغ بیل ڈالنے والوں میں سے آپ سب سے زیادہ فعال، مستعد اور کامیاب فرد تھے۔ یہ آپ ہی تھے جنہوں نے میاں سر محمد شفیع صاحب کو بار بار بہبود ارائیاں کی طرف متوجہ کیا اور ارائیوں کو فوج میں بھرتی کرانے کے لئے میاں صاحب کے ساتھ مل کر بھرپور تحریک چلائی۔ اگرچہ صوفی اکبر علی صاحب نے سلیم التواریخ صفحہ ۶۹۷ پر دوسرے کئی احباب کا نام لکھا ہے۔ اور منشی نبی بخش نایاب کا ذکر برسبیل تذکرہ کیا ہے لیکن نایاب صاحب کے فرزند ارجمند ارجمند چودھری غلام جیلانی صاحب ساکن نایاب منزل چک نمبر ۱۲۴/۱۵-ایل براستہ میاں چنوں ضلع ملتان نے راقم کے نام اپنے گرامی نامہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۴ء میں اس موضوع پر بہت سی مستند معلومات بہم پہنچائی ہیں۔

ارائیں برادری کا سب سے پہلا جلسہ نکودر میں زیر صدارت مسٹر ایچ فائینس ڈپٹی کمشنر دھر ہوا تھا۔ جس میں خطبہ استقبالیہ منشی نایاب صاحب نے پڑھا تھا۔ ہندوستان کے مختلف

Marfat.com

شہروں سے برادری کے معززافراد کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس وقت دو مقاصد پیش نظر تھے اوّل اصلاح الرسوم۔ دوم۔ ارائیں برادری کو فوج میں بھرتی کرایا جائے۔

چودھری غلام جیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ انگریز ڈپٹی کمشنر جالندھر سے نکودر تک پندرہ میل کا سفر گھوڑے پر طے کر کے آیا اور سڑک کے دونوں جانب کے گاؤں میں لوگوں کو کہتا آرہا تھا کہ ارائیوں کے سب سے پہلے جلسے میں شرکت کے لئے چلو۔ میاں احسان الحق بیرسٹر جالندھری کو میاں سر شفیع کے پاس بار بار جانے، انجمن ارائیاں ہند کی بنیاد ڈالنے اور ارائیوں کو فوج میں بھرتی کرانے کے سلسلہ میں نایاب صاحب کی کوششیں منفرد حیثیت کی حامل ہیں۔ آپ نے ایک کتاب "قومی عزت" لکھ کر ارائیوں کو بُری رسوم اور بدعات سے پرہیز کرنے کے لئے لائحہ عمل پیش کیا تھا۔ دیوان نایاب ان کا مجموعۂ کلام ہے۔ وہ بڑے بلند پایہ اور قادر الکلام شاعر تھے۔ عرصہ پچیس سال تک نکودر میں میونسپل کمشنر رہے۔ اور ایک عرصہ تک پنچائتی بورڈ کے صدر بھی رہے۔ چونکہ بے لوث خدمت کرتے تھے، اس لئے بوڑھے لوگ انہیں "قوم کا پیر" کہا کرتے تھے۔

ان کے بھائی چودھری خوشی محمد شاد جنگ ٹرانسوال (افریقہ) میں ڈاکٹر کے عہدہ پر فائز ہو کر گئے تھے لیکن واپسی پر ۱۹۰۲ء میں جہاز میں ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ دیوان نایاب میں نایاب صاحب نے ان کا دردناک مرثیہ لکھا ہے۔

نایاب صاحب کے دو بیٹے حاجی غلام جیلانی اور چودھری غلام ربانی میاں چنوں میں آباد ہیں۔ حاجی غلام جیلانی کے دو بیٹے ہیں۔ محمد افضل انگلینڈ میں کاروبار کرتے ہیں اور محمد اختر محکمہ انہار میں سب ڈویژنل آفیسر ہیں۔ چودھری غلام ربانی نکودر (انڈیا) اور میاں چنوں میں میونسپل کمشنر اور وائس چیئرمین رہے۔ ان کے چھ لڑکے ہیں:۔

۱۔ لیفٹیننٹ کرنل سلطان احمد جو آرمی انجینئرز میں گلگت میں ہیں۔

۲۔ میجر فاروق احمد کوئٹہ میں ہیں۔

۳۔ چودھری رفیق احمد ایم ایس سی زراعت میں ہیں۔

۴۔ چودھری خورشید احمد بہاولپور میں زمیندار ہیں۔

۵۔ چودھری سردار احمد، بہاولپور میں ٹھیکیدار ہیں۔

Marfat.com

۶۔ چودھری رشید احمد بیرسٹر ہیں اور ملتان میں پریکٹس کرتے ہیں۔
منشی نایاب صاحب کے دادا چودھری فیض بخش رئیس اعظم نکودر تھے۔ سکھوں کے عہد میں اس علاقہ کے کاردار ہوا کرتے تھے۔ منشی صاحب ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۴ء میں انتقال کر گئے۔ دیوان نایاب کا نصف حصہ فارسی کلام پر مشتمل ہے۔
شروع شروع میں آپ کا کلام دہلی اور رامپور کے رسالہ "زبان دہلی" میں شائع ہوتا تھا۔

۱۸۹۶ء کے شمارہ کا ایک شعر مندرجہ ذیل ہے۔

سر موج ہے بس ڈبو دے گا زمیں ساری
میرا دریائے وحشت نفر کب ساحل سے ملتا ہے

آپ کو حضرت مضطر دہلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔
آپ کی مشہور تصانیف میں قومی عزت، نسیم نو بہار، دیوانِ نایاب اور پیغام امن شامل ہیں۔ پیام امن لکھنے پر مسٹر اے لطیفی کمشنر ملتان نے آپ کو انعام دیا تھا۔ آپ کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مرا از کرم داد حق دولتے ٭ منم شاہ ملکِ سخن شاعرے
۲۔ میں دیکھتا ہوں حسرت سے ہر طرف دم نزع ٭ حوالے کس کے کروں کاسۂ گدائی کا
۳۔ مجھ کو تحسین کی تمنا ہے نہ شہرت سے غرض ٭ عمر گذری ہے مری گوشۂ گمنامی میں

چودھری غلام جیلانی صاحب راوی ہیں:۔
"میرے والد مرحوم (منشی نبی بخش نایاب) فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ اوچ شریف سے ایک شجرہ کی نقل اپنے لئے لائے تھے، وہ صوفی اکبر علی صاحب سے کئی باتوں میں اختلاف کرتے تھے اور ارائیوں کے متعلق صوفی صاحب کے نظریئے پر بحث کیا کرتے تھے۔"

میاں نور اللہ

آپ کے آباؤ اجداد جالندھر کے رہنے والے تھے۔ آپ میاں فتح دین مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ ۱۸۹۹ء میں لائل پور کے قریب چک ۲۲۴ ر۔ب میں پیدا ہوئے ۱۹۲۵ء میں بی کام کی ڈگری لندن سے حاصل کی پھر بار ایٹ لا اور پی ایچ ڈی میں داخلہ لے لیا۔ فیلو آف دی رائل سوسائٹی آف اکنامکس منتخب ہوئے۔ تمام یورپین ملکوں

Marfat.com

کا دورہ کیا۔

۱۹۲۵ء میں اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ اسمبلی میں آپ کی تقریریں بہت زوردار ہوتی تھیں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان منظور کرانے میں اہم پارٹ ادا کیا پہلی بار وزیر مالیات مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں وزارت ٹوٹنے پر سیاست سے کنارہ کش ہوگئے۔ اس کے بعد پے در پے کئی بار حج کیا۔ ۱۹۵۹ء میں اپنے خرچ پر تبلیغی جماعت کے ہمراہ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لیے گئے۔ لندن کے تبلیغی اجتماع میں شریک ہوئے ۱۹۶۲ء میں حج کے لئے گئے تو حکومت پاکستان کی اجازت سے ۵۰ ہزار روپیہ اپنے ساتھ لے گئے اور مدینہ منورہ میں ایک سرائے خرید کر حجاج کے لئے وقف کر دی۔ ۱۹۶۴ء میں اس سرائے کو مزید وسعت دی اور انتظامات بہتر بنائے۔

آپ دس سال تک فیلو آف دی پنجاب یونیورسٹی رہے۔ ڈین آف دی فیکلٹی آف کامرس بھی رہے۔ پنجاب میں پہلی بار دی رائل پور کاٹن ملز لگوائی اور اس کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔

آپ کے چار لڑکے ہیں اور چاروں اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں۔ میاں طارق مصطفیٰ اٹامک انرجی کی ٹریننگ کے لئے امریکہ گئے۔ سیا زکو میں جٹ سیبر طیارہ چلانے میں بہترین ہوا باز ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں تمغۂ امتیاز ملا۔ نہایت متدین آدمی ہیں۔ دوسرے صاحبزادہ میاں عمر فاروق ہوائی فوج میں ائیر مارشل کے A.D.C ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں آپ نے SWORD OF HONOUR حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء میں ماری پور میں جٹ کنورشنگ میں اول آئے۔

میاں نوراللہ کی صاحبزادی ڈاکٹر طاہرہ صدیق اور آپ کے داماد دونوں نہایت قابل ڈاکٹر ہیں اور سعودی عرب کے شہر ریاض میں پریکٹس کرتے ہیں۔

میاں نوراللہ صاحب کافی عرصہ سے سیاست سے کنارہ کش ہو کر اپنی خدمات دین کی تبلیغ کے لئے وقف کر چکے ہیں۔

۱۱۰۔ بیگم جہاں آرا شاہنواز

یہ وہی محترمہ ہیں جو لندن گول میز کانفرنس میں میاں سر محمد شفیع کی سیکرٹری تھیں۔ بر

Marfat.com

سکندر وزارت میں اس وقت پارلیمانی سیکرٹری تھیں جب مسلمان عورت گھر کی چار دیواری سے باہر جھانکنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ آپ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں نائب سپیکر بھی رہ چکی ہیں اور اب بھی مدت سے صوبائی اسمبلی کی ممبر ہیں۔ ان کے صاحبزادے ڈاکٹر شاہنواز پاکستان میں واحد شخص ہیں جو ڈی ایس سی کیمیکل ہیں اور اپنے ادارے کے ڈائریکٹر ہیں۔ میاں سر محمد شفیع کی تربیت کا یہ اثر تھا کہ بیگم جہاں آرا نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور ہمیشہ سیاست میں سرگرم رہیں۔

ان کے علاوہ خواتین میں سے بیگم گیتی آرا میاں بشیر، بیگم میاں سر محمد شفیع اور عائشہ عزیز لائلپوری بھی قائدانہ صلاحیتوں کی مالک ہیں۔

۱۱۱۔ ایم۔اے حمزہ

پاکستان کی صوبائی اسمبلی میں آپ کی تقریریں اور صوبائی اسمبلی میں نمائندگی نے آپکی شخصیت کو اجاگر کر دیا ہے۔ آپ کا آبائی وطن موضع اور مان تحصیل نکودر ضلع جالندھر تھا۔ آپ کی دادی صاحبہ لدھیانہ کے مشہور عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن کی پھوپھی تھیں۔ آپ کے والد کا اسم گرامی مولوی عبداللہ تھا جو بے حد متقی اور پرہیزگار تھے۔ حق گوئی و بے باکی ان کا خاصا تھا۔ بہترین مقرر، مناظر اور عالم تھے۔ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی شخصیت کا پرتو تھے۔ جن کے آباؤ اجداد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے اور بعد میں دین کی بے حد خدمت کی۔ اور آزادی ہند کے سلسلہ میں معرکۃ الآراء خدمات سرانجام دیں۔ احرار کے صدر بھی رہے۔

آپ کے والد مولوی عبداللہ صاحب لدھیانہ میں ہوزری اور فلور مل کے مالک تھے۔ حمزہ صاحب ۲۰ مارچ ۱۹۲۹ء کو پیدا ہوئے۔ گھر میں دینی تعلیم حاصل کی۔ تقسیم ملک کے وقت آپ بی۔اے کے طالب علم تھے۔ ہجرت کے بعد گوجرہ ضلع لائل پور میں سکونت اختیار کی، جہاں آپ نے مہاجرین کی آبادکاری کے لیے سر توڑ کوشش کی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے اقتصادیات میں ایم۔اے کیا۔ کالج کے زمانہ میں U.O.T.C کے سپیشل سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔

Marfat.com

آپ فوج میں جانے کے خواہشمند تھے مگر گھریلو حالات کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے۔ پھر آپ نے سی۔ایس۔پی کا امتحان پاس کیا اور جب حکومت نے مقامی افسروں سے ان کے متعلق رپورٹ طلب کی تو انہوں نے ان کی حق گوئی اور بے باکی سے خوفزدہ ہو کر انہیں باغی قرار دینے کی کوشش کی اور مولانا حبیب الرحمٰن کا حوالہ دے کر ثابت کر دیا کہ یہ خاندان ہمیشہ حکومت وقت کا مخالف رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرکاری ملازمت کرنے میں ناکام رہے۔

اسی اثناء میں آپ کے والد کا ۱۹۵۰ء میں انتقال ہو گیا اور آپ نے ان کا کاروبار سنبھالا پھر غرباء اور مظلوموں کی دادرسی کے لئے ایک انجمن "خدمت خلق" بنائی جس نے گوجرہ میں بہت کام کیا۔ اس سے متاثر ہو کر لوگوں نے آپ کو بنیادی جمہوریت کا ممبر چُنا پھر گوجرہ کے چیئرمین ہو گئے اور اسمبلی کے انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کر کے صوبائی اسمبلی کے ممبر بن گئے۔ حالانکہ ان کے مقابلہ میں کروڑپتی لوگ تھے مگر ان کی خدمت خلق نے لوگوں کو ان کا گرویدہ بنا رکھا تھا اسمبلی میں بھی جس طرح آپ نے حق و صداقت کی آواز بلند کی اس سے پاکستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔ آپ پابند شریعت ہیں۔ اقتصادیات کے ماہر ہیں۔ کامیاب تاجر اور صنعت کار ہیں اور قابل رشک خوبیوں کے مالک تھے۔

۱۱۲۔ سابق ایڈمرل حاجی محمد صدیق چودھری

پاکستانی بحریہ کے سابق امیر البحر (کمانڈر انچیف) حاجی محمد صدیق چودھری ہلال پاکستان ایم۔بی۔ای۔ایس۔ اس وقت پاکستان کی مشہور آفاق فرم بٹالہ انجنیئرنگ کمپنی (بیکو) کے ڈائریکٹر ہیں۔ آپ بٹالہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ پہلے ہندوستانی نوجوان ہیں جنہیں خداداد قابلیت کی بدولت برطانوی ہند کی بحریہ میں بحیثیت افسر منتخب کیا گیا تھا ۱۹۵۰ء میں آپ امپیریل ڈیفنس کالج لنڈن میں مزید ٹریننگ کے لئے منتخب ہوئے۔ آپ تیس سال تک بحریہ میں اپنی خداداد قابلیتوں کی بدولت کارہائے نمایاں انجام دیتے رہے۔ آپ کو ساری دنیا میں سیر و سیاحت کی وجہ سے ہر علاقہ کے معاشی، معاشرتی اور ثقافتی احوال پر بصیرت حاصل ہے۔

گزشتہ جنگ عظیم میں آپ بحری اور برّی جنگوں میں شامل ہوئے۔ متعدد بحری افواج کے مختلف دستوں کی کمان بھی آپ کے ہاتھ میں رہی۔ آپ نے تمام محاذوں پر

Marfat.com

جرأت اور ہوشمندی کا مظاہرہ کیا۔ ایک بار بحیرہ قلزم میں آپ کا جہاز بمباروں کی زد میں آگیا تو آپ مسلسل کئی گھنٹے سمندر کی موجوں سے برسرپیکار رہے۔ حتےٰ کہ ایک جہاز نے آپ کو بچا لیا۔

آپ پاکستان بحریہ کے وائس ایڈمرل کے عہدے پر چھ سال تک فائز رہے اور اس کو جدید اسلحہ اور سازوسامان سے لیس کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ آپ نے ڈاک یارڈ اور تربیتی مرکز بنا کر پاکستانی بحریہ کو دوسروں کی امداد سے بے نیاز کر دیا۔

۱۹۵۹ء میں آپ پاکستانی بحریہ سے ریٹائر ہو گئے۔ اس کے بعد ترقی یافتہ ملکوں کا دورہ کر کے جدید کارخانوں کی کارکردگی کو بغور دیکھا اور پھر بیکو میں ڈائریکٹر کی حیثیت سے شامل ہو گئے۔ آپ کو پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کا صدر بھی چنا گیا تھا۔

آپ کی سروسز کو امریکہ نے دو سال کے لئے مستعار مانگا تھا کیونکہ وہ آپ کی صلاحیتوں کا بیحد معترف ہے۔ مگر ملکی ضروریات کے پیش نظر آپ کو جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ آپ کے متعلق صدر پاکستان نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ایڈمرل چودھری کا بحریہ سے نکل آنا بحریہ کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا ہے لیکن آپ کا اثر ملک کے صنعتی ارتقاء میں بلاشک وشبہ محسوس کیا جا رہا ہے۔

آپ نے پاکستان نیوی کو اس قدر مضبوط بنا دیا تھا کہ آج دنیا بھر میں اس کا وقار قائم ہے اور اس کی بدولت ملک کے دونوں حصے یعنی مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو گئے ہیں۔ آپ اعلیٰ کردار کے مالک ہیں ۱۹۵۵ء تک آپ سیٹو (SETO) میں پاکستان کے نمائندہ رہے اور فوجی مشیر کی حیثیت سے پاکستان کی نمائندگی کی۔ آپ نے بحیرہ عرب اور بحر ہند میں بین الاقوامی جنگی مشقوں کی قیادت کر کے دنیا بھر میں اپنی قابلیت، صلاحیت اور جوانمردی کا سکہ جما دیا۔

۱۱۴۔ میاں سر عبدالرشید

آپ باغبان پورہ لاہور کی مشہور میاں فیملی میں ۲۹ جون ۱۸۸۹ء کو میاں نظام الدین

Marfat.com

کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے گریجوایٹ ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں لندن سے بیرسٹری پاس کی اور واپس وطن آ گئے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ کی شادی نواب مولا بخش مرحوم کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی۔ دو لڑکے اور لڑکیاں آپ کی اولاد ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں آپ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جج مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۴ء تک آپ فیڈرل کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس رہے۔ اکتوبر، نومبر ۱۹۵۳ء میں آپ قائمقام گورنر جنرل پاکستان بنائے گئے۔

آپ جس عہدہ پر بھی رہے حکومت اور عوام دونوں نے آپ کی غیر معمولی قابلیت اور دیانتداری کا لوہا مانا۔ آپ کی بے لوث خدمات کے پیش نظر انگریزی حکومت نے آپ کو سر کا خطاب دیا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے آپ کو سب سے بڑا سول اعزاز "ہلال پاکستان" ملا۔

آپ نے اپنے والد میاں نظام الدین، سر میاں محمد شفیع اور میاں شاہ دین ہمایوں سے بہت تاثرات لئے۔ پاکستان کے مسائل کے متعلق آپ کا ارشاد ہے:۔

"اس وقت ہمارے سماج میں دھڑے بندی، پارٹی بازی، فرقہ پرستی بہت ہے۔ جس سے قوم و ملت کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مستثنیات کو چھوڑ کر ہر شخص ضابطہ اخلاق کی پابندی سے آزاد سمجھتا ہے۔ کاریگر اور مزدور پورا وقت کام نہیں کرتے۔ پھر جتنا وقت وہ کام کرتے ہیں اس میں بھی محنت سے جی چراتے ہیں اور حیلے بہانے سے وقت پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی حال ادنٰے اور درمیانہ درجہ کے اہلکاروں کا ہے۔ اعلٰی پوزیشن رکھنے والے جن افراد کے سپرد ان کی نگرانی ہے، ان کا زیادہ وقت اپنے کاروباری ادارہ سے باہر ذاتی مصروفیات میں صرف ہوتا ہے نگرانی ڈھیلی ہونے کی وجہ سے نیچے کئی قباحتیں پرورش پاتی رہتی ہیں جو رفتہ رفتہ پورے معاشرے کو کھانے لگتی ہیں یہیں سے ہر قسم کی بددیانتی کے سوتے پھوٹنے لگتے ہیں۔ اس لئے اصلاح اوپر کے طبقہ سے شروع ہو تو موثر ہوگی۔ اگر کاروباری ادارے یا شعبے اور کارگاہ کا سربراہ خود پہلے وقت کا پابند ہو، معاملہ فہمی میں دیانتدار اور کردار میں بلند ہو جائے اور ہم

Marfat.com

اپنے ماتحتوں کا احتساب سختی سے کرنے لگے تو اصلاح کا یہ نکتہ آغاز بہت مؤثر ثابت ہو گا۔ اکثر لوگ اس وقت شعائر و عبادات کی ظاہریت پر شدت سے زور دیتے ہیں اور وہ اس سے آگے نہیں بڑھتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دوکاندار نماز پڑھتا ہے مگر کاروبار میں بددیانتی کئے جاتا ہے۔ وہ کم تولتا ہے، اشیاء میں ملاوٹ کرتا ہے، قیمت زیادہ وصول کرتا ہے اور اس کے باوجود مطمئن رہتا ہے کہ اس نے نماز پڑھ کر خدا کو خوش کر لیا ہے۔"

میاں صاحب کے یہ ارشادات سنہری حروف سے لکھنے اور عمل کرنے کے قابل ہیں

۱۸۱ الحاج محمد اسحاق حنیف مرحوم

آپ کا آبائی وطن امرتسر ہے۔ جہاں ارائیوں کی آبادی تینتیس فیصد تھی۔ آپکے خاندان نے امرتسر میں ہندوؤں اور سکھوں کو تجارت اور سرمائے میں مات دی اور مسلمانوں کو تجارت پر قابض کرایا۔

آپ نے انجمن اسلامیہ امرتسر کی بنیاد رکھ کر مسجد خیر دین میں ایک معمولی سا مکتب جاری کیا، جسے بعد میں ڈگری کالج کے درجے تک پہنچایا اور پھر کئی ہائی اور مڈل سکول کھلوائے۔ قیام پاکستان کے وقت اس انجمن کا سرمایہ سینتیس لاکھ روپے تھا۔

آپ کے پڑدادا میاں فتح دین صاحب بڑے نیک مسلمان تھے۔ ان کے پاس قرآن مجید کی ایک ایسی جلد تھی جس پر شہنشاہ اورنگ زیب کی مہر تھی، یہ قیمتی چیز ۱۹۴۷ء کے فسادات میں تلف ہوگئی۔ میاں فتح دین کے پوتے میاں امیر الدین نے عورتوں تک کو تعلیم دلائی اور ۱۹۴۲ء میں انتقال کیا۔

حاجی صاحب کے دادا میاں عزیز دین کے دو بیٹے تھے۔ میاں فیروز دین اور میاں محمد یعقوب۔ میاں فیروز دین جوانی میں ہی انتقال کر گئے۔ میاں محمد یعقوب کو زیادہ تعلیم نہ دلائی گئی تھی۔ ان کے صاحبزادے حاجی محمد اسحاق حنیف ہیں۔ آپ امرتسر میں پھلوں کا کاروبار کرتے تھے۔ انجمن ارائیاں امرتسر کو مضبوط اور فعال بنانا ان ہی بزرگوں کا کام تھا۔ اس انجمن نے غلط رسم و رواج کے خلاف خوب جہاد کیا اور بہت کامیاب رہی۔

ان بزرگوں کی جدوجہد اور انجمن اسلامیہ امرتسر کی کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ امرتسر کی

Marfat.com

میوہ منڈی جو پہلے ہندوؤں اور سکھوں کی تھی، قیام پاکستان سے چند سال پیشتر مسلمانوں کی ملکیت ہو گئی اور صرف دو تین دوکانیں ہندوؤں اور سکھوں کی رہ گئیں۔ یہ تجارتی تفوق مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ انجمن کے لئے چندہ اکٹھا نہیں کیا جاتا تھا بلکہ جو پھل منڈی میں فروخت کے لئے آتا اس پر محصول وصول کیا جاتا تھا۔ اسی سے انجمن کے اخراجات پورے ہوتے تھے۔ یہ کاروبار کابل سے مدراس تک پھیلا ہوا تھا۔

آپ یکم محرم ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مسجد میں حاصل کی اور پھر ایم۔ اے۔ او ہائی سکول میں پڑھتے رہے۔ آپ نے زیادہ تعلیم حاصل کرنے کی بجائے کاروباری لائن اختیار کی اور ٹیکسٹائل کو اپنایا۔ چنانچہ کھڈیاں لگوا کر کپڑے کا کاروبار شروع کر دیا۔ قیام پاکستان کے بعد سوت کی تقسیم میں جو تکلیفیں ہوئیں، ان کی وجہ سے آپ نے کوشش کر کے پاکستان انڈسٹریل کوآپریٹو بنک جاری کیا۔

۱۹۴۸ء میں آپ نے نسبت روڈ لاہور پر ہوزری اینڈ ٹیکسٹائل ملز کے نام سے ایک کارخانہ جاری کیا۔ اس کے بعد ٹل پور میں جناب وولن ملز کے مینجنگ ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ اس میں کمبل، کارپٹ، بلیزر، ٹویڈ، بکرم، وغیرہ تیار ہوتے ہیں۔ تقریباً پچیس لاکھ روپے سالانہ کی چیزیں تیار ہوتی ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل صنعتی، تعلیمی، ملی اور معاشرتی اداروں کے عہدیدار بھی ہیں۔

پریذیڈنٹ .. .. .. پاکستان وولن ملز اونرز ایسوسی ایشن
(ملک کی چودہ بڑی بڑی ملز اس ادارے کی ممبر ہیں)
جنرل سیکرٹری .. .. .. پاکستان انڈسٹریل کوآپریٹو بنک
فنانشل سیکرٹری .. .. .. انجمن آرائیان پاکستان
سینیئر وائس پریذیڈنٹ .. .. .. انجمن اسلامیہ امرتسر

آپ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری سے بہت متاثر تھے۔ سیاست میں مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو پسند کرتے تھے۔ آپ ایک درد بھرا دل رکھتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور صنعت میں دلچسپی کی وجہ سے زیادہ تر سیاست کی طرف

Marfat.com

، توجہ نہیں دیتے۔ آپ مشرقی تہذیب کے علمبردار تھے بہادری کے نوجوانوں سے وہ ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ محنت کرو، اہل علم اور اہل ہنر کی صحبت اختیار کرو اور دیانتداری کو کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ جانے دو۔

۱۱۵۔ حافظ محمد حلیم (ملک التجار)

موضع لسبی ریاست پٹیالہ میں حافظ امام بخش صاحب بڑے عالم ہو گزرے ہیں۔ جنہوں نے ایک دینی مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔ ان کے تین بیٹے تھے، محمد بخش، امام دین اور عبدالرحیم۔

عبدالرحیم حاجی تھے اور تجارت کرتے تھے پہلے اجناس کی تجارت کی اور پھر چمڑے کا کاروبار کرنے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان بھر میں "تاجر چرم" کے نام سے مشہور ہو گئے اور جلد ہی بڑی جائیداد پیدا کر لی۔ کانپور میں چمڑے کا کارخانہ تھا جو اس قدر وسیع ہو گیا کہ اس کی شاخ ہندوستان کے ہر بڑے شہر میں قائم ہو گئی۔ حاجی صاحب بڑے مخیر اور خلیق، مہمان نواز اور متدین شخص تھے۔ دو مرتبہ حج کیا۔ ایک ہزار روپیہ مدرسہ دیوبند کو دیتے تھے۔ علامہ شبلی مرحوم کو سیرت النبی مکمل کرنے کے لئے سات سو روپیہ دیا تین تین سو روپے کی رقوم مسجدوں اور کنوؤں کو آباد رکھنے کے لئے وقف کر دی تھیں۔

بسی میں دینی مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند حافظ محمد حلیم نے بڑا نام پایا اور کلکتہ، بمبئی مدراس، کراچی، شملہ اور کوئٹہ وغیرہ میں اپنی تجارتی ایجنسیاں قائم کیں۔ چنانچہ ان کارخانوں اور کوٹھیوں سے ان دنوں چھ لاکھ روپے کی مالیت پیدا کی اور کانپور کے آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ آپ نے لسبی میں ایک باغ "گلزار رحیمی" اور کوٹھی "قصر حلیمی" کے نام سے بنوائی۔

اپریل ۱۹۱۷ء میں انجمن ارائیان ہند کا دوسرا سالانہ جلسہ اسی کوٹھی میں ہوا تھا۔

آپ یو۔ پی کے درباری بھی تھے۔ شاہی دربار دہلی منعقدہ دسمبر ۱۹۱۱ء میں آپ کو خاص نشست دی گئی تھی۔

۷ رجنوری ۱۹۰۷ء کو امیر صاحب آف کابل نے دوران سیاحت ہند آپ سے ملاقات کی۔

Marfat.com

آپ نے امیر کو تین سو برس کا سنہری حروف کا لکھا ہوا قرآن مجید بطور تحفہ پیش کیا۔ مہاراجہ پٹیالہ آپ کے صاحبزادگان کی شادی میں خود شریک ہوا۔

آل انڈیا ارائیں کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۱۶ء بمقام لاہور اور انجمن ترقی تعلیم منعقدہ فروری ۱۹۱۸ء بمقام امرتسر کے جلسوں میں آپ ہی صدر منتخب ہوتے رہے

علی گڑھ کالج، مدرسۃ البنات کانپور، اسلامیہ ہائی سکول اٹاوہ، ندوۃ العلماء لکھنو، دارالعلوم دیوبند سہارنپور، انجمن ارائیان ہند لاہور، انجمن حمایت اسلام لاہور، انجمن اسلامیہ امرتسر، انجمن ترقی تعلیم امرتسر، یتیم خانہ کانپور وغیرہ سب ادارے آپ کی سخاوت اور امداد کے رہین منت ہیں۔ سرہند شریف میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب زائرین کے آرام و آسائش کے لئے ایک سرائے تعمیر کرائی۔ بمبی میں مسلم مرید یتیم خانہ اپنی والدہ کے نام پر بنوایا۔

حافظ صاحب ملک التجار کے لقب سے مشہور تھے اور سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں تو درکنار ہندوؤں میں بھی ان کے پایہ کا تاجر خال خال ہی ہوگا۔ انہوں نے تجارت سے جو کچھ کمایا اس میں سے بیشتر حصہ رفاہ عامہ اور دینی خدمات کے لئے وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے اسلام میں دولت مند کا کردار پیش کر کے آئندہ نسلوں کے لئے زندہ مثال قائم کر دی تاکہ مادیت کے اس دور میں بھی ارائیں ان کی تقلید میں تجارت کر کے دولت کمائیں۔ غریب اور مفلوک الحال نہ رہیں اور پھر دولت کو اسلام کی بتائی ہوئی راہ میں خرچ کر کے اس کا حق ادا کریں۔

۱۱۵۔ میاں افتخار الدین مرحوم

آپ باغبانپورہ لاہور کی مشہور فیملی میاں کے چشم و چراغ تھے جو اپنی قابلیت لیاقت اور علمی، ادبی سیاسی صلاحیت کی بدولت صفحۂ تاریخ پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے ہیں۔ آپ مشہور بیرسٹر، سیاستدان اور مقرر تھے۔ مسلم لیگ کے شعلہ بیان مقرر اور خضر حیات ٹوانہ کی یونینسٹ وزارت کے خاتمہ کا باعث تھے بقول پیر علی محمد راشدی "میاں افتخار الدین مرحوم کے پائے کا جری، بے غرض اور ترقی پسند قومی کارکن اگر کسی

Marfat.com

اور ملک میں پیدا ہوتا تو آج وہاں کے شہر شہر میں ان کی یادگار نظر آتی۔ لوگ ان کے کارناموں پر کتابیں لکھ ڈالتے۔ اور اخبارات ان کی برسی مناتے رہتے مگر مرحوم پاکستان کی پیداوار تھے، مسلمان قوم کے خادم تھے۔ جب تک زندہ رہے قوم ان کی خدمات سے مستفید ہوتی رہی۔ اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی خدمات کا وہی صلہ دیا گیا جو وہ اپنے اکثر مخلص خدمت گزاروں کو دیتی رہی ہے یعنی انہیں بھلا دیا گیا۔

ان کی زندگی بھر کی جدوجہد کا خلاصہ یہ ہے کہ ملک میں غربت نہ رہے۔ خالص جمہوریت ہو، عوام پر کسی قسم کا تشدد نہ ہو۔ ہر اقدام عوام کی منشا کے مطابق ہو، انتظام چلانے میں ایمانداری اور انصاف کے اصول ملحوظ رکھے جائیں۔ سیاست میں افسر شاہی کو دخل نہ دینے دیا جائے۔ انتظام اور انصاف سستا ہو، لوگوں پر محاصل کا بوجھ نہ بڑھنے پائے۔ آپ نے پاکستان میں سب سے پہلے بہترین پریس لگایا اور نہایت بلند پایہ اخبار امروز جاری کیا۔ جو اپنے وقت کا مقبول ترین اخبار تھا۔ آپ نے لوگوں کی خودغرضی اور ابن الوقتی دیکھ کر مسلم لیگ پارٹی کو بھی چھوڑ دیا۔ اور ہمیشہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے انتخاب لڑا اور کامیاب ہوتے رہے۔ آپ اسمبلی میں پیچھے کی نشست پر تنہا بیٹھتے۔

ہر بحث میں مکمل کردار انتہائی جرأت مندی سے حصہ لیتے تھے۔ عوامی زبان میں عوام کے دل کا ماجرا بیان کرتے تھے۔ ان کی تقریریں ہر لحاظ سے منفرد اور زوردار ہوتی تھیں۔ وہ بڑے سے بڑے سرکاری اہل کار کی غلط کاریوں پر پردہ نہیں ڈالتے تھے بلکہ سیاسی منافقوں موقع پرستوں اور افسر شاہی کو لتاڑتے رہتے تھے۔ آپ سوشلسٹ خیال کے آدمی تھے۔ لہذا سرمایہ داروں سے ان کی نہیں بنتی تھی۔

۱۹۴۷ء کی پہلی پنجاب وزارت میں آپ وزیر مہاجرین بھی رہے مگر حکومت کی غلط پالیسیوں سے اختلاف کرتے ہوئے مستعفی ہو گئے۔ آپ کے صاحبزادے میاں عارف افتخار بھی صوبائی اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں۔

Marfat.com

۱۱۷- محترمہ لیڈی شفیع

آپ باغبان پورہ لاہور کے میاں نظام الدین کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کا نام محترمہ امیر النساء بیگم ہے۔ پاکستان کے پہلے چیف جسٹس میاں سر عبدالرشید آپ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد نے آپ کو عربی، فارسی اور انگریزی کی معقول تعلیم دلوائی۔ سولہ سال کی عمر میں آپ کی شادی میاں سر محمد شفیع سے کر دی گئی۔ آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ آزاد ماحول میں گزرا لیکن آپ نے نماز روزہ کبھی ترک نہ کیا اور سادہ زندگی بسر کی حالانکہ آپ کے خاوند ۱۹۱۹ء میں میاں سر محمد شفیع وائسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہو گئے تھے اور زیادہ تر دہلی اور شملہ میں رہتے تھے۔ اور آپ بھی ان کے ہمراہ ہوا کرتی تھیں۔ آپ نے لاہور میں آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس میں بڑا کام کیا۔ عورتوں کی فلاح و بہبود کے لیے آپ کی خدمات کبھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ میاں شفیع ۱۹۳۲ء میں انتقال کر گئے لیکن بیگم صاحبہ نے حوصلہ نہ ہارا بلکہ ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کے انتقال کے بعد بے شمار بیوائیں، یتیم اور مساکین دھاڑیں مار مار کر روتے رہے کیونکہ آپ ان کی سرپرستی فرمایا کرتی تھیں اور بہت مخیر خاتون تھیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد (ہومیوپیتھ) (مرحوم)

ڈاکٹر نذیر احمد ولد الحاج میاں اللہ بخش مرحوم بلاک ۱۱، ڈیرہ غازی خاں، موضع اونکھ والی تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر (بھارت) ۲۹ مئی ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے۔ ایف۔ اے ملتان ایمرسن کالج کر کے ہومیوپیتھی کورس سنٹرل کالج لاہور سے کیا اور ۱۹۴۴ء سے جماعت اسلامی سے وابستہ ہو گئے۔ اس تحریک کے بڑے مخلص کارکن تھے۔ ڈیرہ غازی خاں کو تحریک کا مرکز مولانا مودودی صاحب کے حکم سے کیا۔ مہاجر کیمپوں میں ریلیف کا کام بڑے خلوص سے کیا۔ ۱۹۴۶ء سے ۱۹۴۷ء تک صوبہ بہار میں امدادی کام کیا۔ تحریک جماعت اسلامی میں انتہائی سرگرمی کی وجہ سے مختلف حکومتوں کے زیر عتاب رہے۔ جن میں پولیس کی نگرانی، وارنٹ، مکان میں نظر بندی اور

Marfat.com

پے در پے گرفتاریاں اور مقدمات شامل ہیں۔ اپنے اور اپنے اہل و عیال کی کفالت کے لئے ہومیوپیتھک پریکٹس بھی کرتے تھے اور جماعتی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ وہ مستحقوں کی مدد، تعلیم کے خواہشمندوں کے لئے تعلیم کا بندوبست اور علاقے کی انفرادی اور اجتماعی مسائل کے لئے بھرپور جدوجہد کرتے تھے۔ وہ اخلاص اور ایثار کا عملی نمونہ تھے۔

۱۹۷۰ء میں قومی اسمبلی کی نشست کے لئے جماعت اسلامی کی طرف سے انہیں کھڑا کیا گیا اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔

ایثار کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں اپنا سب کچھ دفاعی فنڈ میں دے دیا ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان گئے۔ سقوط ڈھاکہ سے پہلے واپس آگئے تھے۔ بڑے مخیر اور ہمدرد انسان تھے اور دوسروں کی مدد کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔

۸ر جون ۱۹۷۲ء کو دو نقاب پوشوں نے ان کی دوکان پر آکر آپ کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ آپ بے ہوش ہو کر کرسی سے گر گئے اور ہسپتال میں لے جائے گئے۔

آپ نے اپنے پیچھے تین لڑکے چھوڑے ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی میاں محمد رمضان ایڈووکیٹ ہیں

۱۱۸۔ حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم کرنالیؒ

آپ ۱۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تعلیم قرآن شریف، صرف و نحو، معانی و بلاغت فلسفہ و حکمت، فقہ، علم کلام، حدیث، تصوف وغیرہ مختلف اساتذہ اور بزرگوں سے حاصل کی جن میں حضرت مولانا حافظ قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی قدس سرہٗ حضرت مولانا فتح محمد تھانوی قادری چشتیؒ بھی شامل ہیں۔ بیعت بھی حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب سے سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ سے لے کر ان کے خلیفہ بنے۔ ۱۳۰۴ھ میں حج بیت اللہ اور ۱۳۰۵ھ میں سید محمد و سید محمد امین اور حضرت مولانا عبدالحقؒ مہاجر سے سندات حاصل کیں۔ کرنال واپس آکر شیخ مستغیث الدین صاحب سے مل کر کرنال میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ جاری کیا۔ اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا عبداللہ شاہ قادری نقشبندی، چشتی سہروردی کو جلال آباد سے کرنال بلا کر انہیں صدر مدرس بنایا۔

آپ نے راعی برادری سے متعلق گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ متعدد کتابیں لکھیں

Marfat.com

اور شائع کرائیں۔ ان میں تفریح الاخوان اور ثبوت اہل عرب بودن قوم راعیان "شرف المحترفین شرف الشرافت، فصل الخطاب شامل ہیں۔ ۱۹۰۹ء میں آپ تحصیل وضلع کرنال کے قاضی منجانب حکومت برطانیہ مقرر ہوئے۔ آپ کا وصال یکم نومبر ۱۹۱۵ء کو ہوا آپکی دو نظمیں ضمیمہ میں شامل ہیں۔

۱۱۹۔ حاجی کالے خاں پانی پتی

آپ پانی پت میں بھی کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ اور سبزیوں کا بڑا وسیع کاروبار تھا کچھ اپنی زمین تھی، کچھ ٹھیکہ پر لے رکھی تھی۔ قیام پاکستان کے وقت آپ کا اسی ہزار روپیہ کاروباری سلسلہ میں برصغیر کے مختلف علاقوں میں لگا ہوا تھا اور آپ کے کئی ملازم بھی دور دراز علاقوں میں کام پر مامور تھے۔ جب ہجرت کرکے آپ لاہور آئے تو بالکل تلاش تھے۔ کچھ عرصہ تنگی سے گزرا پھر اطلاع ملنے پر اپنے بھائی اور دوسرے عزیزوں کے پاس چنیوٹ چلے گئے وہاں کبھی کارخانہ میں کام کرتے کبھی قلفیاں بیچتے۔ پھر ایک دوکاندار کی تین مربعہ زمین ٹھیکے پر لے لی۔ اگرچہ یہ زمین غیر آباد تھی مگر اس میں ایک ناکارہ سائیوب ویل موجود تھا آپ نے کوشش کرکے اسے بنوالیا اور سخت محنت کرکے زمین کو بھی آباد کر لیا۔ اس میں

سبزیاں کاشت کرکے آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں آس پاس کے تمام علاقہ میں اپنی محنت اور عظمت کا لوہا منوالیا اور دور دور تک زمینیں ٹھیکہ پر لے کر سبزیاں لگوانے لگے خداوند تعالیٰ نے آپ کی محنت کا صلہ عطا فرمایا اور زرعی اراضی شہرت دولت کے ساتھ ساتھ آپ کو سابق صدر محمد ایوب خاں نے آپ کو زرعی پیداوار بڑھانے پر تمغہ خدمت اور پانچ ہزار روپیہ انعام دیا۔ اس کے ساتھ ہی سرکاری طور پر غلام محمد بیراج میں ساٹھ مربعہ اراضی بھی آسان قسطوں پر الاٹ کردی۔ آپ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہماری برادری میں محنتی اور نیک نیت انسانوں کی کثرت ہے

۱۲۰۔ الحاج ملک محمد بشیر مرحوم

آپ سانده کلاں لاہور کی مشہور ملک فیملی کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے والد ملک دین محمد مرحوم بہت خلیق اور مہمان نواز تھے۔ وہ انجمن ارائیاں ہند کے جنرل سیکرٹری تھے

Marfat.com

ملک محمد بشیر نے اپنے والد محترم کی صفات کا بہت سا حصہ پایا ہے۔ آپ انتھک کام کرنے والے تھے۔ اور آج آپ کی پوزیشن یہ ہے۔

جنرل سیکرٹری	انجمن ارائیان پاکستان
جنرل سیکرٹری	سنٹرل کوآپریٹو بنک لاہور
وائس پریذیڈنٹ	سول سٹی مسلم لیگ لاہور
پریذیڈنٹ	انجمن امداد باہمی سانده کلاں لاہور

آپ میونسپل کارپوریشن کے ممبر اور پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں۔

آپ مارچ ۱۹۰۳ء میں سانده کلاں میں پیدا ہوئے۔ مسجد میں دینی تعلیم حاصل کی۔ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ سے میٹرک اور ایف سی کالج سے انٹر کیا۔ ۱۹۲۱ء میں آپ کی شادی ملک تاج الدین مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ۱۹۵۹ء میں آپ نے حج کیا۔

آپ نے سانده کلاں میں انجمن امداد باہمی کے ذریعے لوگوں کو قرضہ لینے اور... بے روزگار رہنے سے نجات دلوائی ہے۔ چنانچہ سانده کلاں کی خوشحالی میں اس انجمن کا بہت ہاتھ ہے۔ یہ بہت امیر جماعت ہے۔

آپ کا خیال ہے کہ اگر کسانوں کی حالت کو سدھارا جائے تو پاکستان زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے۔ آپ "مشترکہ زراعت کے قائل ہیں کیونکہ اس طرح تھوڑی زمین والے بھی معقول کمائی کر سکتے ہیں۔ آپ نے اپنی اراضی میں سبزیوں اور پھلوں کے بہت مفید تجربے کئے ہیں۔

آپ کے چچازاد بھائی ملک منظور حسن نے وال رادھا رام میں ایک مثالی ایگریکلچر فارم قائم کر رکھا ہے جو اس قدر کامیاب ہے کہ لائل پور کی زرعی یونیورسٹی کے طلبار بھی اسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

Marfat.com

سردار احمد علی

انجمن راعیان پاکستان کے نئے صدر ۱۲۱-

سردار احمد علی جنہیں مجلس عاملہ نے اتفاق رائے سے تین سال کے لئے انجمن راعیان پاکستان کا صدر منتخب کیا ۔ ملک کی سیاسی اور اقتصادی زندگی میں ایک مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ سردار صاحب گنجہ کلاں کے مشہور تاریخی خاندان جس نے تاتاریوں کے دور میں دیپال پور ضلع ساہیوال میں اپنی فرماں روائی کے نقوش یادگار چھوڑے ہیں کے چشم و چراغ ہیں۔ آج سے تقریباً ۹۰ سال پہلے جب پہلی مرتبہ متحدہ ہندوستان کے ارائیوں کا پہلا قومی دربار گنڈا سنگھ والا ضلع لاہور میں منعقد ہوا تھا تو اس کی صدارت کا تاج سردار صاحب کے دادا محترم سردار نور محمد صاحب مرحوم و مغفور کے سر پہ رکھا گیا تھا۔ تقریباً ایک صدی کے بعد سردار مرحوم کے پوتے سردار احمد علی کے حصے میں ایک کروڑ ارائیان پاکستان کی قیادت آئی ہے جس طرح ان کے محترم دادا نے اپنے بے لاگ ایثار سے ارائیوں کی قومی تاریخ میں ایک تابناک باب کا اضافہ کیا تھا۔ اسی طرح آج کے بدلتے ہوئے حالات میں جبکہ ارائیں ایک کامل آزاد اور خود مختار مملکت خداداد کے ذمہ دار شہری ہیں۔ سردار احمد علی صاحب قومی تاریخ میں سنہری بابوں کے اضافہ کے لئے جوش عمل رکھتے ہیں۔ سردار صاحب مرحوم نے ارائیوں کو غیر اسلامی رسوم سے محفوظ رکھنے کے لئے سماجی محاذ پر جہاد کا آغاز کیا تھا آج ان کے قابل فخر پوتے ایک کروڑ راعیان پاکستان کو ملک کی سماجی اور اقتصادی زندگی میں اسلام کی بلند ترین روایات کی روشنی میں اپنا بھرپور تاریخی کردار ادا کرنے کے لئے پیغام دے چکے ہیں۔

سردار احمد علی صاحب پہلی مرتبہ ۱۹۵۱ء میں صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ وہ مسلسل چودہ سال تک اسمبلی کے رکن رہے۔ اسی طرح وہ تین سال تک ڈسٹرکٹ بورڈ لاہور کے چیئرمین کے عہدہ پر فائز رہے۔ وہ ۱۹۴۲ء سے آج تک سنٹرل کوآپریٹو بنک لاہور کے پریذیڈنٹ چلے آتے ہیں۔ اس حیثیت میں انہوں نے کوآپریشن کے زریں اصولوں کے مطابق بے شمار لوگوں اور اداروں کو اقتصادی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد دی۔ سردار صاحب ایک ترقی پسند زمیندار ہیں۔ بلوکی کے نزدیک ان کا فروٹ فارم جو کہ ۱۵ مربعوں پر مشتمل ہے صوبہ کا بہترین فروٹ فارم

Marfat.com

متصور ہوتا ہے۔

سردار احمد علی صاحب کی عمر ۵۱ سال ہے۔ ان کے چار صاحبزادے ہیں۔ ان کے سب سے بڑے صاحبزادے سردار آصف احمد علی نے آکسفورڈ سے بی۔اے آنرز کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ان کے دوسرے بیٹے سردار فاروق احمد علی ایڈووکیٹ ہیں۔ تیسرے صاحبزادے ایم ایس سی کے طالب علم ہیں اور چوتھے صاحبزادے سردار ہارون احمد علی چیفس کالج کے طالب علم ہیں۔

"ارائیں فاؤنڈیشن" قائم کرنے کے لئے آپ کی کوششیں بار آور ہو رہی ہیں۔ چنانچہ جہلم اور میرپور آزاد کشمیر کے ارائیں حضرات نے تین ہزار روپیہ کا عطیہ اس فاؤنڈیشن کے لئے ماہ اپریل ۱۹۷۰ء کو سردار صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ فاؤنڈیشن کے لئے کل پچاس لاکھ روپیہ اکٹھا کیا جائے گا۔

۱۲۲۔ سی۔ ایم۔ لطیف

آپ بٹالہ ضلع گورداسپور کی مشہور مہر فیملی میں مہر میراں بخش کے ہاں ۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بٹالہ میں حاصل کی اور انجنیئرنگ کی تعلیم مغل پورہ انجنیئرنگ کالج سے مکمل کی۔

اس وقت آپ پاکستان کے سب سے بڑے دھات کے کارخانہ بٹالہ انجنیئرنگ کمپنی لمیٹڈ کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ آپ شروع سے ہی آزاد صنعتی کاروبار کے دلدادہ تھے۔ چنانچہ شروع شروع میں بٹالہ میں صابن بنانے کا کارخانہ بنایا جو بہت مشہور ہوا اور لوگ آپ کو صابن صاحب کہنے لگے۔ مگر آپ کا مقابلہ لیور برادرز سے تھا جس نے ۱۹۳۱ء کی کساد بازاری میں یکایک قیمتیں اتنی گھٹا دیں کہ آپ کو مجبوراً کارخانہ بند کرنا پڑا۔ اس وقت آپ کے بھائی چودھری محمد صدیق (ایڈمرل پاکستان نیوی) کیمیکل ٹیکنالوجی کی ٹریننگ لے رہے تھے۔ جب صابن کا کارخانہ فیل ہو گیا تو وہ نیوی میں چلے گئے۔ یوں سمجھئے کہ قدرت نے دونوں کو ترقی کی راہ دکھانے کے لئے اس صابن سازی کے کارخانہ کو فیل کر دیا تھا۔

آپ نے ۱۹۳۲ء میں تین دوستوں کو ملا کر چھ ہزار روپیہ اکٹھا کیا اور بٹالہ انجنیئرنگ

Marfat.com

کمپنی کی بنیاد رکھ دی جس میں ٹوکے بیلنے اور لوہے کے ہل بنانے شروع کئے تقسیم ملک کے وقت تک اس کمپنی کا کاروبار اتنا وسیع ہو چکا تھا کہ ہندوستان میں یہ تیسری بڑی کمپنی تھی۔

آپ یورپی ملکوں کا دورہ کر کے دھاتی کارخانوں اور ان کی ٹکنیک سے خوب واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کو بادامی باغ میں "مکندی کا کارخانہ" الاٹ ہوا آپ نے اس کو خوب بڑھایا اور آپ کے دوسرے بھائی چودھری محمد شریف انجنیئر بھی آپ کے رفیق ہو گئے۔

آپ نے جرمنی سے چوبیس ماہروں کو اپنے کارخانہ میں بلا لیا۔ ان میں بعض بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں اور ان کی فنی قابلیت سے آپ نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اس لئے بیکو پاکستان کا سب سے بڑا دھاتی کارخانہ ہے اور بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ لندن میں اس کا دفتر ہے۔ امریکہ و مشرق وسطی میں اس کے ایجنٹ اور دفاتر ہیں۔ اس کمپنی کی ترقی مسٹر لطیف کی غیر معمولی ترقی اور فنی صلاحیتوں کی مرہون منت ہے۔ انہوں نے لوہے اور فولاد کی مصنوعات کے علاوہ کسی دوسری صنعت کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس کمپنی کا ادا شدہ سرمایہ تین کروڑ محفوظ سرمایہ ایک کروڑ اور زیر کار چودہ کروڑ ہے۔

یہ کارخانہ سالانہ چھ کروڑ روپے کی مشینری بناتا ہے۔ اس میں چھ ہزار مزدور کام کرتے ہیں۔ اب کوٹ لکھپت میں وسیع پیمانے پر بلڈنگ بن رہی ہے۔ اس میں خراد، پمپس، الیکٹرک موٹرز، زرعی آلات، ڈیزل انجن اور دوسری بے شمار چیزیں بنتی ہیں۔ آپ آل پاکستان ری رولنگ ملز ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں وزیر اعظم چین مسٹر چو۔ این۔ لائی نے بھی اس کارخانہ کو دیکھا اور بہت متاثر ہوئے اور مال سپلائی کرنے کا آرڈر دیا۔ اس وقت چودھری محمد صدیق ایڈمرل کارخانہ کے ڈائریکٹر ہیں۔

Marfat.com

۱۲۳ میاں عزیز الدین

آپ پاکستان کے ایک کامیاب ترین صنعتی ادارہ "سرتاج انڈسٹریز لمیٹڈ" کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں اور اپنے زہد و تقویٰ، راستبازی اور دیانت داری کی وجہ سے دنیائے صنعت میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ آپ کے کارخانہ کا سرمایہ کار ایک کروڑ روپے کے قریب ہے۔ یہ کارخانہ گلبرگ لاہور میں بائیس ایکڑ پر محیط ہے۔ گزشتہ سال اس کارخانہ میں چونتیس ہزار سلائی مشینیں اور تیس ہزار بائیسکل بنائے گئے تھے۔

آپ کا آبائی وطن جالندھر ہے، نورنگ پور میں آپ کا مکان تھا۔ آپ کے والد کا نام حاجی غلام محمد تھا۔ میاں عزیز الدین صاحب ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء کو نورنگ پور میں پیدا ہوئے آپ بچپن ہی سے متدین تھے۔ ۱۹۲۷ء میں آپ نے میٹرک پاس کیا اور سنگر سیونگ مشین کے سیلز مین بن گئے۔ پھر ۱۹۳۲ء میں آپ نے لدھیانہ میں محبوب ہوزری ملز قائم کی۔ ۱۹۳۹ء میں راما منڈی جالندھر میں "دوآبہ سیونگ مشین" کا کارخانہ قائم کیا۔ آپ نے اس قدر محنت اور دیانت سے کام کیا کہ ۱۹۴۶ء میں اس ادارے کا ادا شدہ سرمایہ ایک لاکھ پچپن ہزار تک پہنچ چکا تھا۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے لاہور میں مختلف کمپنیاں قائم کیں اور آخر کار ۱۹۴۹ء میں دوآبہ سلائی مشین کا کارخانہ کھولا۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے اس کا نام "سرتاج انڈسٹریز" رکھا اس وقت سرتاج انڈسٹریز کا ادا شدہ سرمایہ ساڑھے باسٹھ لاکھ ہے۔ یہ دراصل دو فرمیں ہیں سرتاج انڈسٹریز اور سرتاج انجینئرنگ کمپنی۔ آپ نے اب جرمنی کی فرم پیت کمپنی کو شریک کار بنا لیا ہے۔ دونوں نصف نصف سرمایہ سے کام کریں گے۔ اس سے ٹیکنیکل مشورے اچھے ملیں گے اور مشین کی کوالٹی بہتر ہو سکے گی۔ اس وقت مغربی پاکستان میں یہ فرم بہت مقبول ہے۔

میاں صاحب غریبوں کی امداد کے لئے مشینیں آسان قسطوں پر بھی فروخت کر رہے ہیں تاکہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔ آپ اپنی لیبر کو بھی خوش رکھتے ہیں۔ اسی واسطے کبھی آپ کے کارخانہ میں ہڑتال نہیں ہوئی۔ ان کے فائدہ کے لئے ڈسپنسری قائم کر رکھی ہے اور کوارٹر وغیرہ بھی بنا دیئے ہیں۔

Marfat.com

آپ کے خیال میں صنعت کاروں کو سیاست حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ یکسوئی سے اپنے کام کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت بھی ہیں اس لئے شریعت کے سختی سے عامل ہیں۔ آپ بچوں کو پہلے دینی تعلیم اور پھر دنیاوی تعلیم دلوانے کے حق میں ہیں۔ آپ "سلف میڈ" آدمی ہیں۔

۱۲۴ میاں فضل محمد عبدالقیوم

میاں فضل محمد و میاں عبدالقیوم جالندھر شہر کے مشہور لوہے کے کارخانہ دار ہیں اور ہندوؤں کے مقابلہ میں ان کا بہت بڑا کارخانہ تھا جس میں لوہے کے رہٹ تیار ہوتے تھے تقسیم ملک سے چند سال پہلے انیمل (تام چینی) کا ایک کارخانہ بھی قائم کیا تھا۔ تقسیم ملک سے ان کے دونوں کارخانے ہندوؤں کے ہاتھ لگے۔ یہاں لاہور آکر انہوں نے لوہے کا کام بادامی باغ میں شروع کیا اور لائل پور وغیرہ میں سریا کا کارخانہ قائم کیا۔ محنتی اور دیانتدار ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں فروغ دیا اور اب جالندھر جیسا کاروبار پھر میسر آ گیا ہے۔ لاہور، گوجرانوالہ اور لائل پور تینوں جگہ سریا، ٹی آئرن، اینگل آئرن اور زرعی آلات تیار ہوتے ہیں۔ لوہے کے بڑے بیوپاری ہیں۔ بٹالہ انجینئرنگ ورکس کی ایجنسی بھی ان کے پاس ہے۔ سیمنٹ کے بڑے ڈیلر ہیں۔

میاں فضل محمد بڑے مخیر آدمی ہیں اور یتامیٰ وغرباء کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ مساجد اور مدارس کو بھی عطیات دیتے رہتے ہیں۔ پچھلے سال انہوں نے انجمن فلاح راعیان کو ایک ہزار روپے کا عطیہ دیا تھا اور قومی دفاعی فنڈ میں پچیس ہزار روپے۔ ایک دینی ادارہ "جامعہ فضلیہ" رحمان روڈ لاہور، آپ کی زوجہ مرحومہ کے نام پر گزشتہ تین سال سے چل رہا ہے جس میں حفظ قرآن پاک اور درس نظامی کا مکمل نصاب تعلیم رائج ہے۔ میاں صاحب اس جامعہ کے سرپرست ہیں۔

میاں عبدالقیوم جالندھر کے ایک متمول اور اونچے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بھی بڑے مخیر ہیں جالندھر میں آپ نے مدرستہ البنات کو مبلغ دو ہزار روپے کا یکمشت عطیہ دیا تھا۔

Marfat.com

۱۲۵ میجر جنرل افتخار احمد کنگروی

ملٹری کی خدمات میں آپ کو ایک مقام حاصل ہے۔ آپ یکم مئی ۱۹۱۱ء کو موضع کھرڑ کنگرہ تحصیل و ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ چوہدری شاہ علی صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ ریٹائرڈ کورٹ انسپکٹر پولیس۔ اچھرہ لاہور کے صاحبزادے ہیں۔ ۱۹۴۱ء میں آپ نے الیکٹریکل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی اور جون ۱۹۴۲ء میں کمیشن حاصل کر کے بمبئے سیپرز اور مائنرز۔ کرکی سے وابستہ ہو گئے۔ پھر نمبر ۶۱۴ سیکنڈ ای اینڈ ایم کمپنی میں تبدیل ہو گئے۔ ملٹری ایکٹو سروس آپ کی برما سے شروع ہوئی اور اس کے بعد اسی یونٹ کے کمانڈر کی حیثیت سے آپ کو میجر بنا کر ملایا بھیج دیا گیا۔ مارچ ۱۹۴۷ء میں آپ واپس ہندوستان آگئے۔ فروری ۴۹ء میں الیکٹریکل اور مکینیکل انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے دو سال انگلینڈ میں رہے۔ واپسی پر جون ۱۹۵۱ء میں آپ کو ترقی دے کر لیفٹیننٹ کرنل بنا دیا گیا۔ اور واہ فیکٹری میں بطور سی۔ ایم۔ ای۔ ایس متعین کئے گئے۔ اس کے بعد جون ۵۴ء میں آپ کو ملٹری سکول لائل پور میں بطور چیف انسٹرکٹر لگا دیا گیا۔ جون ۱۹۵۷ء میں آپ کو کرنل کے درجہ تک ترقی ملی اور بحیثیت چیف انجینئر نمبر ۱ کارپس میں لگا دیئے گئے۔ اپریل ۱۹۶۰ء میں آپ کو بریگیڈیر کا عہدہ ملا اور ڈائریکٹر آف ورکس اور چیف انجینئر (ملٹری) کی اسامی پر فائز کیا گیا۔ ۱۹۶۵ء میں آپکو انجینئرز کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا اور اب میجر جنرل کے عہدہ پر پہنچ کر ریٹائر ہو رہے ہیں۔

آپ نہایت شریف، محنتی اور دیانتدار افسر رہے ہیں اور قوم و ملک کی خدمت میں دن رات کام کیا ہے۔

۱۲۶ بریگیڈیر خورشید ربانی

خورشید ربانی صاحب موضع بوٹ تحصیل و ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب) کے مہاجر ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ ملٹری میں بھرتی ہو گئے۔ ستمبر ۱۹۴۲ء میں کمیشن ملا۔ اسی سال دوسری عالمی جنگ کے دوران عراق اور شام چلے گئے۔ ۱۹۴۵ء میں وہاں سے واپس آکر لیفٹیننٹ ہو گئے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد جنگ کشمیر میں شامل ہو کر کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جن کے صلہ میں ستارۂ جرأت کا ایوارڈ ملا اور کیپٹن کے عہدہ پر متعین ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں میجر ہوئے اور ۵۶ء میں لیفٹیننٹ

Marfat.com

کرنل بن گئے۔ ۱۹۶۳ء میں کرنل اور ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جوڑیاں مقبوضہ کشمیر کو فتح کرنے میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ ۱۹۷۱ء میں بریگیڈیئر کمانڈر بنا دیئے گئے۔

۱۹۲۱ء میں بمقام شملہ میں پیدا ہوئے۔ دوآبہ ہائی سکول جالندھر سے میٹرک پاس کیا۔ ڈی اے وی کالج جالندھر سے انٹرمیڈیٹ اور ایف سی کالج لاہور سے بی اے کر کے فوج میں ملازمت کرلی۔ آپ کے والد چودھری غلام ربانی پولیس میں سب انسپکٹر تھے۔

(۱۲۷) چودھری محمد حسین

آپ ۱۹۰۸ء میں مزنگ لاہور کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے کھیلوں کا بہت شوق تھا۔ ۱۹۲۶ء میں آپ نے میٹرک پاس کیا۔ اور آڑھت کا کام کرنے لگے۔ زیادہ تر پھل اور سبزیاں خریدتے اور فروخت کرتے تھے۔ آپ کے کاروبار اور ساکھ کا یہ عالم تھا کہ کانپور، لکھنؤ، سورت، کابل وغیرہ جہاں سے چاہتے، دو پیسے کا خط لکھ کر مال منگوا لیتے تھے۔ ۱۹۴۴ء میں آپ نے پھل، سبزی، گوشت، ٹرانسپورٹ اور عمارات کی ٹھیکیداری شروع کر دی جو ابتک جاری ہے۔

بچپن سے سیاست میں حصہ لیتے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں مزنگ میں انجمن رفاہ عامہ کی بنیاد رکھی جس نے بہت کام کیا۔ اس انجمن کو گیارہ ہزار روپیہ سالانہ مرکزی حکومت اور چھ ہزار روپیہ سالانہ صوبائی حکومت بطور گرانٹ دیتی ہے۔ آپ نے ارائیں برادری میں غلط رسم و رواج کو دور کرنے کے لئے بڑا جہاد کیا۔ اور کامیاب رہے۔ آپ انجمن اصلاح رسوم ارائیاں کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ جولائی ۱۹۶۱ء کو آپ پانچ سال کے لئے لاہور کارپوریشن کے وائس چیئرمین منتخب ہو کر لاہور کے اوّل شہری ٹھہرے۔ غیر ملکی حکومتوں کے بہت سے سربراہ آئے اور سب کا استقبال آپ نے لاہور کے اوّل شہری ہونے کی حیثیت سے کیا۔ آپ بہت سی انجمنوں اور اداروں کے پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں۔ بہت امیر شخص ہیں۔ آپ کی پوزیشن حسب ذیل رہی ہے۔

Marfat.com

وائس چیئرمین لاہور کارپوریشن

سابق ممبر قومی اسمبلی

پروگریسو پیپرز لمیٹڈ (پاکستان ٹائمز اور امروز وغیرہ) کے ڈائریکٹر

سنٹرل کوآپریٹو بنک لاہور کے ڈائریکٹر

آپ "سلف میڈ" آدمی ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ آپ کی چاند تاروں والی کوٹھی "الفردوس" واقع فیروزپور روڈ میں بڑے بڑے زعماء آتے ہیں۔ وہ غریبوں کے مونس ہیں۔ آپ کے ارشادات ہیں :"ہمارا معاشرہ بہت خراب ہو چکا ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے سخت قوانین کی ضرورت ہے خصوصاً بچوں کے جرائم کے متعلق عبرت انگیز سزا دی جانی چاہیئے۔ ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے اور خصوصاً معاشرہ میں دھڑے بندیوں کو دور کر کے اتحاد پیدا کرنا ضروری ہے۔"

چودھری جمال الدین

آپ ۱۸۹۵ء میں بمقام باگیوال چک $\frac{197}{R.B}$ ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے۔ معمولی ارائیں خاندان سے تعلق تھا۔ ۱۹۰۶ء میں والد صاحب انتقال کر گئے۔

جب ڈاکٹر فرید بخش صاحب نے چک نمبر ۲۴۲ گ ب میں ۱۹۱۷ء میں انجمن غوثیہ کی بنیاد رکھی اور اس کے اہتمام سے غوثیہ اسلامیہ مڈل سکول قائم کیا تو چوہدری جمال الدین صاحب ان کے دست راست بن گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب کی کامیابی میں چودھری صاحب کی کوششوں کا بھی بہت سا حصہ ہے۔ غوثیہ اسلامیہ مڈل سکول ہائی بنا اور پھر کالج، اور ان اداروں کو چلانے کے لئے روپوں کی فراہمی یہ سب کٹھن کام تھے۔ جن میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ چوہدری صاحب کی معیت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا تھا۔ روپے کی فراہمی کے ساتھ لڑکوں کو تعلیم کے لئے آمادہ کرنا ایک اور مشکل کام تھا کیونکہ ارد گرد غریب آبادی تھی۔ پھر ایک لڑکیوں کے سکول کا بھی اجراء کیا۔ یہ تمام کام فی سبیل اللہ کرتے رہے۔

آپ کے لڑکوں نے آپ کے نام پر مستحق طلبہ کو دو وظیفے دینے کا اعلان کیا ہے۔ جس کا نام جمال الدین سکالرشپ غوثیہ کالج چک ۲۴۲ گ۔ب ہے۔ یہ پچاس پچاس

Marfat.com

روپے کے دو مستقل وظیفے ہیں۔

جب ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم لائل پور تشریف لائے تو آپ اس وقت سے مسلم لیگ کے ہمہ وقتی ممبر بن گئے اور تحریک پاکستان میں دیوانہ وار کام کیا۔ خضر وزارت نے نمبرداری چھین لی اور دھمکیاں بھی دیں لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔

مسلم لیگ وزارت کی بداعتدالیوں پر بھی آپ نے نکتہ چینی کی تو آپ کو نمبرداری سے معطل کر دیا گیا لیکن بالآخر حکومت کو ہی جھکنا پڑا۔

آپ نہایت سادہ مزاج تھے۔ ہمیشہ کھدر پہنا کرتے، پیدل سفر کو ترجیح دیتے۔

۱۳۰ ممتاز لیاقت

۲۰ اگست ۱۹۳۳ء کو ضلع لدھیانہ کے گاؤں ہمبڑاں میں پیدا ہوئے۔ ننھیال میں چوہدری حبیب اللہ حسرتی، محمد ابراہیم عرشی اور عبدالخالق عزمی ادب و تہذیب کے دلدادہ تھے۔ محمد ممتاز جب سن شعور کو پہنچے تو ممتاز لیاقت بن گئے۔ ۱۹۴۷ء میں خان پور ضلع ملتان میں اپنے والد چوہدری اسمٰعیل کے ساتھ آکر مقیم ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک اے۔ جی آفس میں ملازم رہے مگر ادبی ذوق کے آدمی کو یہ سرکاری پابندی راس نہ آئی۔ ایک عرصہ تک "اقدام"، "شہاب" اور "کوہستان" سے منسلک رہے۔ آجکل صحافی کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور سماجی میدان کے مختلف شعبوں میں مصروف عمل ہیں۔

ملک و قوم میں اقدار اسلامی اور اخلاق عالیہ کی ترویج کی خاطر "مجلس فکر و عمل" کی اساس رکھی اور آج تک اس کے سیکرٹری ہیں۔ اردو کو سرکاری اور دفتری زبان نیز ذریعہ تعلیم ہونے کی خاطر ایک عرصہ تک انجمن ترویج اردو پاکستان سے وابستہ رہے اور مرکزی انجمن کے معتمد نشر و اشاعت بھی رہے۔

۱۹۶۲ء میں پاکستان اور عرب ممالک کے درمیان تعلقات استوار کرنے کے لئے "اللجنۃ العربیۃ الباکستانیۃ" کی بنیاد رکھی گئی تو اس کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ حزب اختلاف میں محاذ رائے شماری کی کنوینگ کمیٹی میں شامل رہے۔ لاہور کے علمی، ادبی، سماجی اور صحافتی

Marfat.com

حلقوں میں اپنا مقام پیدا کر چکے ہیں۔ آجکل آپ تصنیف و تالیف میں محو ہیں۔

۱۳۰ چودھری عبدالخالق عرفی

ضلع لدھیانہ میں موضع ہمراں کے چودھری نبی بخش کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ادیب فاضل اور بی۔ اے کرنے کے بعد ایم۔ اے (اردو) کیا۔ یونیورسٹی کے "حلقہ ادب" کے صدر رہے۔ کچھ عرصہ اے۔ جی آفس میں ملازم رہے۔ آجکل گورنمنٹ کالج ملتان میں شعبۂ اردو کے صدر ہیں۔ صاحب طرز شاعر اور ادیب ہیں۔ اس وقت تقریباً بتیس سال کی عمر ہے۔

ان کے بھائی چودھری عبدالحمید دوسری جنگ عظیم میں فوج میں تھے۔ سنگاپور پہنچ کر "انڈین نیشنل آرمی" میں شامل ہو گئے۔ اور کیپٹن بنا دیئے گئے۔ انہوں نے فوج سے واپس آکر مسلمانوں کے تحفظ کے لیے اور ۱۹۴۷ء کے متوقع حالات کے پیش نظر "ملنگ پارٹی" بنائی۔ جس میں ان کے دوسرے بھائی چودھری محمد ابراہیم عرشی نے بہت اہم پارٹ ادا کیا۔ اس پارٹی نے تقسیم ملک کے فسادات میں مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و عصمت بچانے میں بڑی جانثاری اور جانبازی کا مظاہرہ کیا۔ اس پارٹی میں اکثریت ارائیوں کی تھی۔

۱۳۱ چوہدری عبدالحق صاحب بیرسٹرایٹ لاء

چوہدری عبدالحق صاحب مرحوم بیرسٹر ایٹ لاء چیئرمین میونسپل کمیٹی فیروزپور و ممبر ورکنگ کمیٹی پنجاب خلافت کمیٹی اور ان کے چھوٹے بھائی چوہدری عبدالستار صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ممبر میونسپل کمیٹی فیروزپور۔ یہ دونوں ارائیں برادری میں روشن چراغ کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ بہادرانہ جذبہ رکھتے تھے۔ بڑی آب و تاب سے چمکے۔ اور لاکھوں اشخاص کو متاثر کر کے اس دنیا سے انتقال فرما گئے۔

چوہدری عبدالحق صاحب مرحوم گورنمنٹ ہائی سکول فیروزپور سے فسٹ ڈویژن میں میٹرک کرنے کے بعد لاہور اسلامیہ کالج میں داخل ہوئے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد یہ انگریزی حکومت کی پالیسی تھی کہ کوئی باشعور مسلمان اپنی

Marfat.com

قوم کا ہمدرد یا آزادی کا حامی لڑکا تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ ملازمت کے دروازے بھی صرف انہی مسلمان لڑکوں پر کھلے رہتے جو دل سے انگریزی حکومت کے حامی ہوں اور اپنی قوم سے ذرا بھی ہمدردی کا جذبہ نہ رکھتے ہیں۔

چوہدری عبدالحق بڑے باشعور اور اپنی قوم کی ہمدردی کا پُرجوش جذبہ رکھتے تھے۔ اس لئے زیادہ عرصہ تک انگریز پرنسپل کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکے۔ ان کو کالج سے نکالنے کے لئے بہانہ کی ضرورت تھی۔ کئی دفعہ پرنسپل نے ان کو طلب کیا اور ان پر لڑکوں کا جتھا بنانے کا الزام لگایا۔ انہوں نے پرنسپل کو کہا کہ ہم نماز باجماعت کے لئے لڑکوں کو اکٹھا کرتے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں ہم اس عظیم اسلامیہ کالج میں اکٹھے مل کر باجماعت نماز بھی نہ پڑھیں۔ پرنسپل ہچکچا کر رہ جاتا یہ کشمکش چلتی رہی جو بڑھتے بڑھتے اس وقت انتہا کو پہنچ گئی جب چوہدری عبدالحق صاحب کا نام بی۔ اے فائنل کے امتحان کے لئے یونیورسٹی میں جا چکا تھا۔ چوہدری صاحب نے اب پہلے سے زیادہ کھل کر لڑکوں میں اسلامی شعور اور قومی جذبہ پیدا کرنے کی کوشش شروع۔ اس کے بعد تو انگریز پرنسپل کی پالیسی کو انہوں نے اعلانیہ طور پر بے نقاب کرنا شروع کیا۔ بی۔ اے کا امتحان دے کر انہوں نے اخبارات میں کئی آرٹیکل بھی دیئے جن میں انہوں نے واضح طور پر مثالیں دے کر پرنسپل کی حرکت کو بے نقاب کیا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ہر ہفتے پرنسپل گورنر سے مل کر اسلامیہ کالج کی ڈائری دیتا ہے۔ جس لڑکے کی یہ سفارش کرے، وہی گورنمنٹ سروس میں لیا جا سکتا ہے اور یہ سفارش اسی کی کرتا ہے جو قومی ہمدردی کا جذبہ نہ رکھتا ہو اور حکومت کا شدت سے حامی اور خوشامدی ہو۔ اس پر حکومت اور پرنسپل چوہدری صاحب کے شدید مخالف ہو گئے۔ اتنے میں چوہدری صاحب کے امتحان کا نتیجہ نکل آیا اور چوہدری صاحب فسٹ ڈویژن میں پاس ہو گئے بی۔ اے کرنے کے بعد یہ بیرسٹری کے لئے لندن گئے تو اس انگریز پرنسپل اور انگریزی حکومت نے انگلستان کی تمام یونیورسٹیوں کو لکھ بھیجا کہ ان کو بیرسٹری کے لئے کسی کالج میں نہ لیا جائے۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ انگلینڈ کے کسی کالج میں ان کو داخلہ نہ مل سکا وہ مجبور ہو کر آئرلینڈ گئے اور وہ ڈبلن کے کالج میں بڑی جدوجہد کے بعد انہیں داخلہ ملا۔

Marfat.com

یہ بیرسٹری کر کے فیروز پور آئے اور پریکٹس شروع کی۔ ساتھ ہی فیروز پور شہر کے پراگندہ حال مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے اور ان کی اصلاح و تنظیم کی جدوجہد پر کمربستہ ہوئے۔ بہت جلد یہ مسلمانوں میں ہردلعزیز ہو گئے۔ یہ نہ صرف خود کامیاب ہوئے بلکہ اپنے ساتھ اپنی پارٹی کو بھی میونسپل کمیٹی فیروز پور کے ممبر بنانے میں کامیاب ہو گئے اور چیئرمین میونسپل کمیٹی کے انتخاب میں یہ بڑی اکثریت سے کامیاب ہوئے۔

پہلی عالمگیر جنگ کے اختتام پر مسلمانانِ ہند نے فیصلہ کیا کہ کوئی مسلمان فتح کے جشن میں حصہ نہ لے۔ چوہدری صاحب نے ترکوں کی تباہی اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے دردناک واقعات سنا سنا کر مسلمانانِ ضلع فیروز پور کی بڑی اکثریت کو جشنِ فتح کی سرکاری تقریبوں سے الگ رکھا۔

میونسپل کمیٹی فیروز پور کا پھر الیکشن ہوا تو یہ خود تو بلا مقابلہ ممبر بن گئے۔ دو تہائی سیٹوں پر اپنے آدمیوں کو بھی کامیاب کرا دیا۔ یہ دوبارہ صدر میونسپل کمیٹی منتخب ہوئے۔ اسی عرصہ میں خلافت تحریک شروع ہو گئی۔ انہوں نے ضلع فیروز پور میں خلافت کمیٹی نہ صرف شہر میں بنائی بلکہ ضلع کی ہر تحصیل اور ہر قصبہ میں خلافت کمیٹیاں جا جا کر قائم کیں۔ یہ ضلع فیروز پور کی خلافت کمیٹی کے صدر اور پنجاب خلافت کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بنائے گئے۔

اسی دوران میں انہوں نے مولانا ابوالکلام آزاد کو فیروز پور آنے کی دعوت دی وہ فیروز پور تشریف لائے۔ چوہدری صاحب نے میونسپل کمیٹی کے ہال میں میونسپل کمیٹی کی طرف سے ان کو ایڈریس دیا۔ یہ ہندوستان بھر میں پہلا مقام تھا جہاں کسی سرکاری ادارے میں کسی ایسے لیڈر کو جو حال ہی میں نظر بندی سے رہا ہو کر آیا ہو، اور حکومت کی نگاہ میں باغیوں کا سرغنہ سمجھا جاتا ہو اس کو ایڈریس دیا گیا ہو۔ پھر ضلع فیروز پور تو وہ ضلع تھا جو جنگ عظیم میں پنجاب بھر میں فوجی بھرتی میں اول رہا تھا۔ اسی شہر میں انگریز کی ہیبت مسلط رکھنے کے دو بڑے نشان یعنی پنجاب میں سب سے بڑی چھاؤنی اور سب سے بڑا قلعہ بھی موجود تھا۔ انگریز کے دبدبہ اور اس کی ہیبت کی دھجیاں اڑانے کے لئے چوہدری صاحب کی دھواں دار تقریریں اور سرکاری ادارہ میں ایک عظیم باغی لیڈر کو ایڈریس دینا کوئی معمولی بات نہ

Marfat.com

تھی۔ انگریز نے اپنے رعب اور دھمکیوں کے سب حربے استعمال کئے لیکن مقابلہ شیر دل چوہدری عبدالحق سے تھا۔ وہ انگریزی وضع کے لباس کی بجائے کھدر پوش بن چکے تھے اور ضلع بھر میں خلافت کمیٹیوں کے لئے دھواں دار تقریروں کے ذریعے کئی بڑے معرکے بڑی بے خوفی کے ساتھ سر کر رہے تھے۔

ان کی تقریروں سے متاثر ہو کر کئی سرکاری ملازم میدان عمل میں آئے۔ ان میں ایک آتش بیان سید پرجیس بھی تھا جو ملازمت چھوڑ کر چوہدری عبدالحق صاحب کی ہدایت پر جگہ جگہ جلسے کرتا۔ انگریز کے مظالم کو دردناک انداز سے بیان کرتا، خود بھی روتا اور جلسوں کے سامعین کو بھی رُلاتا ملک بھر میں تحریک خلافت کا جوش و خروش اور زور دیکھ کر کانگرس بھی ساتھ ہوئی لیکن جلد ہی ہندو قوم نے محسوس کر لیا کہ اس تحریک میں پیش پیش مسلمان ہیں اگر ملک میں اب انقلاب آیا تو سیاسی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ آئے گی۔ اس لئے ہندو چاہتا تھا کہ چونکہ ہندو قوم ابھی تیار نہیں ہوئی اور مسلمان تحریک پر چھا گیا ہے۔ اس لئے یہ تحریک کسی نہ کسی طرح ختم کی جائے۔ تحریک کے عین شباب میں ہندوستان کے کسی قصبہ چورا چوری کے تھانہ میں پولیس کے چند سپاہی جلوس کے ہنگامہ میں زخمی ہو گئے یا مارے گئے گاندھی جی کے ہاتھ بہانہ آگیا کہ عدم تشدد کی تحریک میں تشدد کا اضافہ ہو گیا۔ انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک کو بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس سے اس تحریک کو سخت دھکا لگا اس کے بعد تو ہندوؤں نے آریہ سماج کو آگے بڑھایا تاکہ ہندو مسلم فساد برپا کر کے اس تحریک کا رخ انگریزی حکومت سے ہٹایا جا سکے۔ ہر تحریک میں ہندوؤں کا یہ پرانا طریقہ تھا کہ مسلمان کو چھوڑ کر انگریز سے جا ملتا۔ چنانچہ انگریز اور ہندو کی اس ملی بھگت میں خلافت کی عظیم تحریک فیل ہو گئی۔ ہندو آریہ نے آگرہ کے علاقہ میں مسلمان ملکانہ راجپوتوں کو ہندو بنانے کا اعلان کر کے شدھی سنگھٹن کی تحریک شروع کر دی۔ یکایک ہندو اخبارات کا رویّہ ہی بدل گیا۔ مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز بیانات دینے کا انہوں نے سلسلہ شروع کیا "کہ ہم اوم کا جھنڈا مکہ پر لہرائیں گے"، وغیرہ جیسی سرخیوں کے ساتھ بیان آنے لگے تو چوہدری عبدالحق صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی عبدالستار بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کو ایک جتھا دے کر آگرہ جہاں یہ تحریک ہندوؤں

Marfat.com

نے اظہار کھی تھی" بھیجا جو کافی عرصہ تک وہاں رہ کر کام کرتے رہے۔

چوہدری عبدالحق صاحب کئی سال میونسپل کمیٹی کے چیئرمین رہے ہر اسلامی تحریک کی ایک بہادر رہبر کی طرح رہنمائی کرتے رہے۔ ایک دفعہ سنٹرل اسمبلی کے الیکشن میں گنجہ کلاں والوں نے فیصلہ کیا کہ ہم چوہدری ظفر اللہ کے مقابلہ میں شیخ صادق حسن صاحب مرحوم رئیس امرتسر کی مدد کریں گے۔ ضلع لاہور کے علاوہ ضلع فیروزپور بھی اسی حلقہ میں تھا۔ وہاں تو چوہدری ظفر اللہ کی دال نہیں گلتی تھی بخطرہ ضلع فیروزپور سے تھا۔ اس لئے گنجہ کلاں والوں کی طرف سے سردار محمد شفیع ضلع فیروزپور میں گئے تاکہ چوہدری ظفر اللہ کی بجائے شیخ صادق حسن کو کامیاب کرایا جائے۔ چوہدری عبدالحق صاحب بھی شیخ صادق صاحب کے حامی تھے۔ دونوں نے ضلع فیروزپور کا دورہ کیا چوہدری عبدالحق صاحب کی شخصیت کوئی معمولی نہیں تھی۔ ان کا ضلع کے گوشہ گوشہ میں اثر تھا۔ انہوں نے بڑی اکثریت سے شیخ صاحب کو متعارف کرایا۔

چودھری عبدالحق صاحب کو نہ حکومت ڈرا سکی اور نہ ہندو مرعوب کر سکا۔ کوئی بھی ضلع فیروزپور کی سیاست اور میونسپل کمیٹی میں دم نہ مار سکا لیکن موت نے ان کو خاموش کر دیا۔ ان کی وفات کے بعد چوہدری عبدالستار صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ممبر میونسپل کمیٹی بڑی جرأت سے آگے آئے۔

چودھری عبدالحق، چودھری عبدالستار اور چودھری عبدالسلام تین بھائی تھے۔ ان کے والد صاحب کا نام چودھری علاؤالدین اور ان کے دادا کا نام چودھری ہاشم دین تھا۔ دراصل یہ خاندان دہلی کے قریب قصبہ تہاڑ کا رہنے والا بڑا بہادر خاندان سمجھا جاتا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ان کے بزرگوں نے سب سے قصبہ تہاڑ میں انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا جھنڈا بلند کیا۔ دہلی کے پہاڑی مورچہ پر ان کا جتھہ بڑی بہادری سے انگریز کیخلاف لڑتا رہا۔ اگر وہاں خوراک کی قلت محسوس ہوتی تو یہ دہلی کے معرکہ میں انگریزوں کے خلاف لڑنے والوں کو خوراک بھی بہم پہنچاتے۔ جب آزادی کی تحریک فیل ہو گئی اور انگریز نے دہلی پر قبضہ کر کے قتل عام شروع کیا تو ان کو خطرہ پیدا ہوا کہ اب تہاڑ کی بھی اینٹ سے اینٹ بجے گی اور دہلی کی طرح یہاں بھی قتل عام ہوگا تو یہ خاندان وہاں سے روپوش ہو گیا جو گرفتار ہوئے

Marfat.com

وہ پھانسی پا گئے۔ بقیہ خاندان مصیبتیں جھیلتا، کٹھن منزلیں اپنے اہل وعیال کے ساتھ طے کرتا ہوا فیروزپور کی طرف آیا۔ جب جنگ آزادی کا ہنگامہ ختم ہوا اور ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے معافی کا عام اعلان ہوا تو یہ ظاہر ہوئے اور فیروزپور شہر کے جنوب کی طرف انہوں نے ڈیرہ لگا کر اپنی الگ بستی بنائی جو ان کے سابقہ قصبہ تہاڑ کے نام سے منسوب ہوئی لیکن تہاڑ کا نام عام بول چال میں بگڑتے بگڑتے پنجابی لہجہ کی بدولت تہاڑ والی بستی کی بجائے اُسے دیہاڑیاں والی بستی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ ممدوٹ کے قریب وسیع زمین پر قبضہ کر کے انہوں نے ایک گاؤں بھی آباد کیا جو تہاڑ کی بجائے دیہاڑیوں والے چک کے نام سے پکارا جانے لگا۔

چوہدری عبدالحق صاحب اور چوہدری عبدالستار صاحب کے چھوٹے بھائی چوہدری ... عبدالسلام سابق میونسپل کمشنر فیروزپور آجکل دھینگ شاہ نزد عثمانوالہ تحصیل قصور میں رہتے ہیں وہ وسیع پیمانہ پر ٹریکٹر کے ذریعے بہت اچھی کاشت کراتے ہیں۔ اس خاندان کے کئی وکیل بھی ہیں۔ چوہدری عبدالرحیم صاحب چونیاں میں وکالت کرتے ہیں اور اچھے خاصے باشعور اور باوقار فرد ہیں۔

۱۳۲ خان بہادر میاں محمد یوسف

میاں محمد یوسف ۱۸۹۷ء میں اپنے آبائی گاؤں تندوالی میں پیدا ہوئے بچپن ہی سے آپ کی طبیعت متانت، شائستگی اور مذہب کی طرف مائل تھی۔ شریر بچوں سے کبھی گھل مل نہ سکے۔ آپ نے ۱۹۱۵ء میں مسلم ہائی سکول انبالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ یہ سکول نیا نیا قائم ہوا تھا۔ اس سکول کے طلباء نے پہلی بار اسی سال میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ اس اعتبار سے آپ مسلم ہائی سکول انبالہ کے قدیم ترین طالب علم ہیں۔

آپ نے اسلامیہ کالج لاہور سے ۱۹۱۷ء میں ایف۔ اے اور ۱۹۱۹ء میں بی۔ اے پاس کیا پھر لاہور کے لاء کالج میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں وکالت کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے انبالہ میں وکالت کی پریکٹس کی جس میں بڑے کامیاب رہے۔ آپ کی ہابی فٹ بال کھیلنا اور شکار کھیلنا تھی۔ چنانچہ سکول اور کالج میں فٹ بال کی ٹیم کے باقاعدہ ممبر رہے۔

Marfat.com

کسب معاش سے آپ کا جو وقت بچتا رہا اُسے خدمت عوام میں صرف کرتے رہے ۔ آپ کی مصروفیتوں اور خدمات کو سات شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔

۱۔ آپ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۴۲ء تک میونسپل کمیٹی کے ممبر رہے ۔ اس عرصہ میں سے ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۰ء تک چھ سال اس میونسپل کمیٹی کے سینئر وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوتے رہے ۔ اس طرح ۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۷ء تک ڈسٹرکٹ بورڈ انبالہ کے ممبر منتخب ہوتے رہے اور ۱۹۲۹ء سے ۱۹۴۱ء تک برابر بارہ سال اس کے سینئر وائس چیئرمین رہے ۔ میونسپل کمیٹی کے انتخابات کی طرح ڈسٹرکٹ کے انتخابات بھی ہر سال ہوتے تھے ۔ ان دو عوامی اداروں میں آپ کی خدمات عوام اور حکومت دونوں میں بہت ہی مقبول رہیں ۔

۲۔ اصلاح دیہات اور زمینداروں کی بہبود و فلاح کے لئے بھی آپ نے بہت کام کیا ۔ ۱۹۲۵ء سے لے کر قیام پاکستان تک آپ رورل کمیونٹی کونسل اور زمیندارہ ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری رہے ۔ انبالہ کے ضلعی اخبار "اصلاح دیہات" کے آپ آنریری ایڈیٹر تھے ۔ اس کے علاوہ آپ زمیندارہ بنک انبالہ شہر کے پریذیڈنٹ، سنٹرل کوآپریٹو بنک انبالہ کے ڈائریکٹر، انجمن امداد باہمی کفایت شعاری کے پریذیڈنٹ اور پنجاب کوآپریٹو یونین کے ڈائریکٹر تھے ۔

ان اداروں کے توسط سے آپ نے ضلع انبالہ کے کسانوں کا معیار زندگی بلند کرنے اور معاشرہ میں اصلاح کے لئے بڑا کام کیا ۔ اس میدان میں بھی عوام اور حکومت دونوں ہی آپ کی بے لوث خدمات سے بہت متاثر ہوتے رہے ۔

۳۔ قیدیوں کی بہبود سے آپ کو عمر بھر دلچسپی رہی ہے اس سلسلہ میں بھی آپ نے بہت کام کیا ۔ انجمن رہا شدہ قیدیاں ضلع انبالہ اور بارکر ہوم انبالہ کے آنریری مجسٹریٹ اور انجمن رہا شدہ قیدیاں پنجاب کی انتظامیہ کمیٹی کے بڑے سرگرم ممبر رہے ۔ ۱۹۲۸ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک آپ انبالہ جیل کے غیر سرکاری وزیٹر رہے ۔ پھر رہا شدہ قیدیوں کی نگہداشت کے لئے آپ پروبیشن آفیسر مقرر کئے گئے ۔

Marfat.com

۴۔ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ بنی نوع انسان کی عام خدمت بھی پوری سرگرمی سے کرتے رہے۔ ۱۹۳۳ء میں غیر معمولی سیلاب سے بعض علاقے بری طرح تباہ و برباد ہوئے۔ اس موقع پر ریلیف فنڈ کھولا گیا۔ آپ ضلع انبالہ کی فلڈ ریلیف کمیٹی کے آنریری سیکرٹری منتخب کئے گئے۔ آپ نے ضلع کے طول و عرض میں دیہات کا دورہ کیا اور سیلاب زدہ لوگوں کو خود اپنے ہاتھ سے نقدی، اناج، کپڑا تقسیم کیا۔ اسی طرح زلزلہ بہار کے موقع پر آپ نے بہار ریلیف فنڈ کمیٹی میں نمایاں حصہ لیا۔

آپ لمبا عرصہ انبالہ کی ضلعی سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے وائس پریذیڈنٹ رہے۔ فاسن پبلک لائبریری اور ادارہ درس قرآن کے بھی پریذیڈنٹ تھے۔

۵۔ ۱۹۳۷ء میں سر سکندر حیات مرحوم نے پنجاب کی وزارت بنائی تو اس کی حکمت عملی یہ تھی کہ غریب اور مقروض کسانوں کو جہاں تک ہو سکے ساہوکار کے پنجے سے نجات دلائی جائے۔ اس مقصد کے لئے کئی قوانین بنائے گئے۔ ان ہی قوانین میں سے ایک قانون کے تحت صوبے بھر میں ضلعی سطح پر مصالحتی قرضہ بورڈ بنائے گئے۔ صورت حال یہ تھی کہ مقروض زیادہ تر اور بعض صورتوں میں سو فیصد مسلمان تھے اور ساہوکار ہندو تھے۔ اس لئے مصالحتی بورڈ کا کام ہمیشہ نکتہ چینی کا سبب بنتا تھا۔ اس وجہ سے ہر ضلع میں اس بورڈ کا چیئرمین مقرر کرتے وقت حکومت کو بہت ہی چھان بین سے کام لینا پڑتا تھا۔ چنانچہ ضلع انبالہ کے مصالحتی قرضہ بورڈ کے چیئرمین میاں محمد یوسف مقرر کئے گئے آپ کی انصاف پسندی، وسعت نظر اور بے لاگی کردار کی بڑی شہرت تھی۔ اس لئے ساہوکار گھبرا گئے اور مخالفت نے ایک منظم صورت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ لالہ دنی چند ایم۔ ایل۔ اے نے اسمبلی میں اس تقرر پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ اس وقت تک میاں صاحب کچھ کام کر کے دکھا چکے تھے۔

ان سوالات کا جواب سر چھوٹو رام نے دیا۔ انہوں نے ایوان کو بتایا کہ کارکردگی کے لحاظ سے میاں محمد یوسف پنجاب بھر میں بہترین چیئرمین ثابت ہوئے ہیں اور ضلع انبالہ میں یہ کام جس دیانتداری اور قابلیت سے کیا گیا ہے۔ وہ دوسرے اضلاع کے لئے

Marfat.com

قابل تقلید ہے۔ میاں صاحب کے تقرر فروری ۱۹۳۶ء میں ہوا تھا۔ مارچ ۱۹۴۶ء میں آپ کو انبالہ کمشنری کا ڈویژنل پبلسٹی آفیسر بھی بنا دیا گیا۔

علاوہ ازیں آپ مندرجہ ذیل جمعیتوں سے منسلک رہے اور ان اداروں میں روح عمل پیدا کی۔

(۱) وائس پریذیڈنٹ مارکیٹ کمیٹی انبالہ

(۲) پریذیڈنٹ مسلم لائبریری و دارالمطالعہ انبالہ

(۳) آنریری سیکرٹری حصار فیمن ریلیف کمیٹی

(۴) ممبر ایگزیکٹو کمیٹی ریڈکراس و سینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن انبالہ

(۵) جائنٹ سیکرٹری انبالہ سپورٹس ایسوسی ایشن

(۶) وائس پریذیڈنٹ کھیت سدھار بورڈ پنجاب

(۷) نان آفیشل ممبر ڈویژنل سب سلیکشن بورڈ انبالہ

میاں محمد یوسف کی سیاسی، تعلیمی، ملی اور معاشرتی خدمات بہت ہیں۔ آپ ضلع انبالہ کے ایک مشہور ترین مسلمان لیڈر رہے ہیں چنانچہ جب مسلم لیگ کی تنظیم نو ہوئی تو آپ اس کے وائس پریذیڈنٹ منتخب کئے گئے۔ اور تنظیم کے میدان میں آپ نے خوب کام کیا اور ضلع کے مسلمانوں میں آزادی کی روح پھونک دی۔ اس کے علاوہ آپ انجمن اسلامیہ ضلع انبالہ کے سرگرم ممبر اور انبالہ کی وار پبلسٹی کمیٹی اور ڈسٹرکٹ وار بورڈ کے آنریری سیکرٹری رہے۔ آپ گزشتہ ۲۵ سال سے انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کے سرگرم ممبر اور پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی مجلس منتظمہ کے رکن ہیں۔

ان تمام مصروفیتوں کے باوجود میاں محمد یوسف اپنے قبیلے کو نہیں بھولے۔ اس کیلئے بھی جو خدمت ممکن ہوسکی ہمیشہ کرتے رہے۔ آپ انجمن ارائیاں ضلع انبالہ و کرنال و ریاست ہائے کلسیہ و نابھ کے پریذیڈنٹ رہے۔ ۱۹۳۱ء میں انجمن ارائیاں ہند نے لاہور میں اپنا سالانہ اجلاس منعقد کیا تو آپ نے اس کی صدارت کی۔ اس سے پہلے آپ انجمن ارائیان ہند کے وائس پریذیڈنٹ رہے۔ اور میاں سر محمد شفیع مرحوم اور ملک تاج الدین

Marfat.com

مرحوم کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔

• میاں محمد یوسف کی جن خدمات کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ یہ بحیثیت مجموعی کسی بڑی انجمن کی طرف منسوب کی جائیں بلکہ انہیں دس پندرہ انجمنوں پر بانٹ دیا جائے تو یوں معلوم ہوگا یہ انجمنیں بڑی کامیاب رہیں اور انہوں نے اتنا تعمیری کام کر کے اپنے وجود کو حق بجانب قرار دے دیا لیکن یہ کام انجمنوں نے نہیں کیا بلکہ ایک فرد نے کیا ہے اور وہ فرد اس لئے اس سطح پر پہنچ کر کامیاب رہا کہ اس میں ایمان کی حرارت، کردار کی بلندی اور غیر معمولی قابلیت موجود تھی۔ ان خدمات کا اصل اجر میاں محمد یوسف کو خداوند تعالیٰ کی بارگاہ سے ملے گا اور وہ حضور سرور کائنات کے حضور میں سرخروئی سے پیش ہوں گے۔ لیکن عوام نے بھی ان کی بے پناہ عزت کی ہے اور حکومت نے ان خدمات کے صلے سے اعتراف کے طور پر آپ کو ۲۲-۱۹۳۱ء میں کچھ جاگیر دی۔ ۱۹۳۴ء میں خان صاحب کا خطاب دیا اور ۱۹۴۱ء میں آپ کو خان بہادر بنا دیا گیا۔

۱۹۴۷ء میں جب ملک تقسیم ہوا تو آپ انبالہ کو خیرباد کہہ کر لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں آپ ماڈل ٹاؤن میں مقیم ہوئے اور ابھی تک ماڈل ٹاؤن ہی میں رہائش پذیر ہیں۔ یہاں نومبر ۱۹۴۷ء میں لاہور کا افسر بحالیات مقرر کیا گیا لیکن آپ کی حسن کارکردگی اور معاملہ فہمی کی بنا پر جلد ہی ترقی دے کر ڈپٹی کمشنر بحالیات کے عہدہ پر فائز کیا اور سیالکوٹ میں تقرر ہوا۔ ۱۹۵۳ء میں مارشل لاء نافذ ہوا اور لاہور کے بعض اداروں کی چھان بین ہوئی تو محسوس کیا گیا کہ لاہور میں بالخصوص زیادہ دیانت دار افسروں کی کمی ہے چنانچہ آپ کی دیانتداری کے عملی اعتراف کے طور پر آپ کو لاہور تبدیل کیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ آپ کی مدت ملازمت ختم ہونے پر آپ کو توسیع دی گئی۔ آپ کلیمز آفیسر بنائے گئے۔ پھر لاہور کے ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر بنے۔ ۱۹۶۰ء میں آپ ریٹائر ہوئے اور حج کے لیے تشریف لے گئے۔

اس وقت آپ مندرجہ ذیل اداروں کے عہدیدار یا ممبر ہیں۔

(۱) صدر، ادارہ درس قرآن دربار حضرت داتا گنج بخش ہجویری لاہور

(۲) ممبر انتظامیہ کمیٹی جامعہ اشرفیہ۔ لاہور

(۳) ممبر دار القراء لاہور

(۴) سرپرست۔ مدرسہ خیر المدارس ملتان

میاں محمد یوسف نے یوں تو سینکڑوں میدانوں میں کام کیا اور اس طرح کیا کہ جس میدان عمل میں آپ ہوتے وہاں کچھ اس طرح چھا جاتے کہ ہر طرف آپ ہی آپ نظر آتے کوئی دوسرا آدمی میلوں تک پیچھے نظر نہ آتا۔ تاہم دیہات سدھار کا کام آپ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بن کر رہ گیا۔ کھیتوں کی اصلاح، اور طریق کاشت کو سائنٹیفک اصول پر ڈھالنے کی تلقین کرنا۔ اصلاح شدہ بیج کو دیہات میں رواج دینا۔ دیہی عوام کو صحت کے اصول پہ زندگی بسر کرنے پر زور دینا آپ کی زندگی کا مشن رہا ہے۔ انگریز ڈپٹی کمشنر غیر ملکی حکمران ہونے کے باوجود اضلاع کے دیہات سے گہرا رابطہ رکھتے تھے۔ ضلع انبالہ کے انگریز ڈپٹی کمشنر دورہ دیہات میں جاتے تو ان کی خواہش ہوتی کہ میاں محمد یوسف ان کے ہمراہ چلیں تاکہ اہل دیہات کی ذہنی تربیت کی جائے میاں صاحب جب بھی اس مقصد کیلئے وقت نکال سکتے ڈپٹی کمشنر کے ہمراہ ہو لیتے۔ دورہ کے مقام پر آپ کا خیمہ الگ نصب ہو جاتا اور آپ اہل دیہات سے گھل مل کر انہیں اس طرح بہتر زراعت اور بہتر انداز زندگی کے متعلق مشورہ دیتے کہ یوں معلوم ہوتا کہ ایک نیا سقراط دیہات میں آنکلا ہے۔

سردار فیملی گنجہ کلاں ضلع لاہور

تاتاریوں نے چنگیز خاں کی زیر قیادت جب خوارزم کی سلطنت کو روند ڈالا اور سمرقند اور بخارا وغیرہ شہروں میں قتل عام کیا اور ان کو کھنڈرات بنا کر رکھ دیا۔ اس وقت ہندوستان میں شہنشاہ شمس الدین التمش کا راج تھا۔ اس نے تاتاریوں کی بڑھتی ہوئی زبردست طاقت کو دیکھ کر ان کی یورش کی روک تھام کے لئے لاہور اور ملتان کی فوجوں میں اضافہ کے ساتھ

Marfat.com

ان دونوں شہروں کے درمیان دیپالپور میں چیدہ چیدہ بہادروں کو ملک کے دوسرے گوشوں سے ڈھونڈ کر ایک زبردست فوج رکھی اور وہاں ایک بڑی چھاؤنی قائم کی تاکہ درہ بولان کی طرف سے تاتاری آئیں تو ملتان کی فوج کو ساتھ ملا کر یہ مقابلہ کریں۔ اگر درہ خیبر سے آئیں تو دیپالپور کی فوج لاہور کی فوج کو ساتھ ملا کر مقابلہ کرے۔ یہ چھاؤنی تاتاریوں کے حملوں کے سلسلہ تک تقریباً ایک صدی تک دیپالپور میں قائم رہی۔ تاتاریوں کو ایک دفعہ بھی کامیاب نہ ہونے دیا۔ سردار فیملی کا مورثِ اعلیٰ اس فوج میں بڑا عہدہ دار تھا۔ اس کے لڑکے پوتے بھی ان حملوں کو جو تاتاریوں کے ہوتے تھے بڑی بہادری سے روکتے رہے۔

دیپالپور کے بالکل قریب ان کو آٹھ دیہات پر مشتمل ایک جاگیر ملی۔ اس جاگیر میں انہوں نے ایک مرکزی گاؤں بنایا جو ان کے خطاب دولہ کے نام سے مشہور ہوا۔

جب ایک صدی کے بعد اس چھاؤنی کی ضرورت نہ رہی تو یہ اپنی جاگیر میں زراعت کے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ اس گاؤں کو دو دفعہ تاتاریوں نے مسمار کیا۔ یہ پھر تیسری دفعہ آباد کیا گیا۔ پہلے مسمار شدہ گاؤں کی پختہ اینٹوں کو لا کر سارا گاؤں اور فصیل پختہ اینٹوں سے بنائی گئی۔ جس کی وجہ سے یہ گاؤں ڈولہ پختہ کے نام سے مشہور رہا۔ یہی نام اس گاؤں کا آج تک چلا آرہا ہے۔ جب سکھوں کا زمانہ آیا انہوں نے لاہور کے بعد ملتان پر قبضہ کرنا ضروری سمجھ کر دیپالپور وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ ان کے پانچ گاؤں بھی لے لئے۔ ان کے تین گاؤں ڈولہ پختہ، لوہاری والا اور دولہ واحد رہ گئے۔ جو آج تک ڈولہ پختہ کی میاں فیملی کے پاس موجود ہیں۔

اس خاندان کے ایک بڑے دلیر اور ہوشیار میاں حسن نے ایک زبردست جتھہ مرتب کیا تاکہ سکھوں کی مار دھاڑ کا دفاع کیا جا سکے۔ قصور پر سب سے آخر میں سکھ قبضہ کر سکے وہاں سکھوں کو پٹھانوں کی لڑائی کا حال سن کر میاں حسن اپنے زبردست جتھہ کو لے کر قصور پٹھانوں کی مدد اور سکھوں سے لڑنے کے لئے آ گیا۔ ان کی قصور میں آمد اور لڑائی میں شمولیت کے بعد جلد ہی پٹھانوں اور سکھوں کی صلح ہو گئی۔ اس پر میاں حسن کو فکر لاحق ہوئی کہ رنجیت سنگھ کا عتاب ہم پر ضرور نازل ہو گا کہ ہم پٹھانوں کی مدد کے لئے کیوں آئے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے جتھہ کو لے کر واپس دیپالپور کو روانہ ہوا۔ قصور سے دیپالپور کی طرف ٹھیک ۱۲ میل پر ایک میدان میں انہوں

Marfat.com

نے قیام کیا تاکہ دوسرے دن علی الصبح سفر کیا جائے۔ اس میدان کے قریب ایک سکھ نے خام قلعہ بنایا ہوا تھا۔ یہ رقبہ اس کو اس زمانہ کے دستور کے مطابق اس لئے ملا ہوا تھا کہ بوقت ضرورت وہ ایک سو آدمی لڑائی کے موقع پر لا سکے۔ یہ خام قلعہ چٹیل میدان میں بنایا ہوا تھا اس لئے اس کا نام قلعہ گنجہ مشہور ہو گیا تھا۔

سکھ قلعہ دار نے اپنے قلعہ کے برج سے میدان میں اس قافلہ کو دیکھ کر آدمی بھیج کر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ میاں حسن نے جواب دیا کہ ہم قصور سے واپس دیپالپور جا رہے ہیں۔ کل صبح یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ سکھ قلعہ دار نے پھر یہ پیغام بھیجا کہ آپ سکھوں سے لڑنے کے لئے قصور گئے تھے یہاں سے ابھی نکل جائیں ورنہ میں لڑائی کروں گا۔ میاں حسن نے پیغام لانے والے کو جواب دیا کہ ہم نے رات گزارنی ہے، صبح سویرے ہم چلے جائیں گے لیکن سکھ قلعہ دار نے اپنے قلعہ میں نوبتیں بجا کر اپنی فوج کو اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ اور قلعہ سے باہر فوج لا کر اس جتھہ پر حملہ کر دیا۔ قلعہ میں نوبت کی آواز سے میاں حسن اور ان کا جتھہ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ لڑائی ہوئی اور سکھ ہار گئے اور رات کو ہی میاں حسن نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ سکھ جتھہ دار لاہور کی طرف بھاگ گیا۔

اس زمانہ میں شنوائی یکایک نہیں ہوتی تھی۔ میاں حسن بارہ سال اس قلعہ اور قصبہ پر قابض رہے اس اثناء میں انہوں نے قریب کے تمام مسلمان دیہاتوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کر لئے راجپوتوں وسکھ کے ساتھ بھی اس کے موضع جویرے سے آگے کوٹلی رائے ابوبکر اور رکھانوالہ تک تعلقات قائم ہو گئے۔ پھر لاہور سے دس بارہ میل کے قریب موضع چندرا تھا۔ راجپوت اس کے دوست بن گئے۔ انہوں نے سب کو تاکید کے ساتھ کہا ہوا تھا کہ قلعہ گنجہ کا قلعہ دار رنجیت سنگھ کی فوجی مدد لے کر آئے تو ہمیں فوراً اطلاع دی جائے۔ اس علاقہ میں میاں حسن کی دلیری اور بہادری اور قلعہ کو فتح کرنے کا چرچا تھا۔ اس علاقہ میں میاں کے القاب سے لوگ واقف نہیں تھے۔ وہ بڑے آدمی کو سردار کہتے تھے اس لئے میاں حسن، سردار حسن کے نام سے پکارے جانے لگے۔ موضع چندرا نزد لاہور سے ایک گھوڑ سوار قاصد نے آکر سردار حسن کو اطلاع دی کہ قلعہ دار رنجیت سنگھ کی فوج کا دستہ لے کر آرہا ہے۔ رات اس نے چندرا گاؤں کے میدان میں قیام کیا تھا۔

میاں حسن نے اپنے آدمیوں کو جمع کر کے کہا کہ ہم یہاں راجہ رنجیت سنگھ کی فوج کا مقابلہ

Marfat.com

نہیں کر سکتے۔ اپنا سب اسباب بیل گاڑیوں پر لاد کر یہاں سے روانگی کے لئے تیار ہو جاؤ۔
چنانچہ سردار حسن نے اپنے جتھہ کو لے کر قلعہ گنجہ سے روانہ ہو کر ٹھیک بارہ میل دور جا کر مقام کیا۔
قلعہ گنجہ میں انہوں نے کہا ہوا تھا کہ اگر سکھ فوج نے ہمارا تعاقب کیا تو ہمیں اطلاع دی جائے۔ جس جگہ
سردار حسن نے مقام کیا تھا وہ دریائے ستلج کے قریب تھا کہ اگر لڑائی سے کوئی نقصان ہو تو وہ دریا
کے پار انگریزی راج میں جا سکیں گے۔
چار پانچ دن کے بعد گنجہ کلاں سے آدمی آیا کہ سکھ فوج قلعہ دار کو قلعہ کا قبضہ دے کر اور فتح
کا جشن منا کر فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے واپس لاہور کو چلے گئے ہیں۔
کچھ دن کے بعد جب یہ واضح ہوا کہ اب یہاں کوئی خطرہ نہیں تو سردار حسن نے اسی مقام کو
مستقل رہنے کے لئے پسند کیا۔ یہ زمین ایک سکھ کی جاگیر تھی۔ سکھ مر گیا تو اس کی بیوہ ڈیڑھ میل
دور موضع تارا میں ایک گڑھی (چھوٹا سا قلعہ) میں رہتی تھی۔ اس نے سردار حسن سے
اس لئے کوئی مزاحمت نہ کی کہ جو دیپالپور سے قصور راجہ کے ساتھ لڑائی کرنے آ گیا تھا پھر ایک
قلعہ خام بھی اس نے قلعہ گنجہ چھین لیا تھا۔ اس کے ساتھ لڑائی کی مجھ میں تاب ہی نہیں۔
سردار حسن نے اسی جگہ پر گاؤں بنانا شروع کیا۔ انہوں نے نانک شاہ چھوٹی اینٹوں کے
کئی آوے پکوا کر بارہ کنوئیں تعمیر کرائے اور اپنے گھر کے لئے اس زمانہ کے ڈیزائن کا پختہ مکان بنایا
سردار حسن کی وفات کے بعد اس کے اکلوتے بیٹے سردار احمد نے پندرہ پختہ کنوئیں اور گھر کے مکان
کو محل کی شکل میں تبدیل کرنے کے علاوہ وہاں ایک ایسی پختہ اور بڑی مسجد بنائی کہ قصور شہر یا چونیاں
یا ضلع بھر کے کسی گاؤں میں ایسی بڑی مسجد نہیں تھی۔
سردار احمد کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام نور محمد اور چھوٹے کا برہان تھا۔ سردار احمد کی
وفات کے بعد ان دونوں نے اٹھارہ پختہ کنوئیں اور بنائے۔ جب انگریزی راج آیا تو سردار نور محمد
کی عمر ۴۳ سال اور سردار نور برہان کی عمر ۲۶ سال تھی۔ انہوں نے انگریزی حکومت سے تعاون نہ
کیا۔ اپنی زراعت کے انتظام، گاؤں کی توسیع اور گاؤں سے باہر ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک
بہت بڑا باغ لگانے میں مصروف رہے۔ جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شکست کے بعد ملک میں
ہر ایک نے حکومت سے تعاون کیا تو ان دونوں بھائیوں نے بھی حکومت سے تعاون کرنا ضروری سمجھا

Marfat.com

اس تعاون سے سردار نور محمد اس علاقہ کا ذیلدار بنایا گیا۔ پھر جلد ہی ان کو اس علاقہ کا آنریری مجسٹریٹ بنایا گیا۔ اور دیوانی مقدمات کے بھی اختیارات دے دیئے گئے۔ انہوں نے گاؤں سے باہر باغ کے قریب دو کوٹھیاں بنائیں۔ ایک کوٹھی کو عدالت گھر بنایا گیا اور دوسری کوٹھی انگریز افسران کے لئے جو دورہ پر آتے یا شکار کے لئے آتے (کیونکہ دریا قریب تھا اور یہ بڑی اچھی شکارگاہ تھی) تو اس دوسری بڑی کوٹھی جو اس زمانہ کے اعلیٰ ڈیزائن کی تھی میں ٹھہرتے۔ چھوٹے بھائی سردار نور برہان کو پہلے خان صاحب کا خطاب ملا پھر جلد ہی ان کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا۔ قصور جو ۲۶ میل دور تھا، گاؤں کا ریلوے اسٹیشن تھا۔ یہ چار پانچ تھانے جو قصور اور چونیاں سے دور تھے وہ سب ان کی مجسٹریٹی میں تھے۔

ان دونوں بھائیوں کے گنجہ کلاں میں ۵۴ پختہ کنوئیں تھے۔ جہاں انہوں نے مزارعوں کو آم اور جامن کے پودے دے کر بارہ آم اور بارہ جامن ہر کنوئیں پر لگانا ضروری قرار دیا تاکہ ان کی آمدنی سے اس بڑے گاؤں کی صفائی، مسافروں کے طعام و قیام کے اخراجات اور سرکاری افسروں کی آمد پر خرچ ہو سکے۔ انہوں نے گنجہ کلاں کے قریب ایک اور گاؤں خرید کر اس کا نام گنجہ محمد رکھا۔ اور بڑے گاؤں کا نام بجائے گنجہ کلاں کے گنج کلاں رکھا لیکن عوام میں یہ مقبول نہ ہو سکا۔ ضلع لاہور میں گنجہ کلاں کے اطراف میں ان کے چار گاؤں ماموں کے محمود اور رکھوالے تھے اور دریا کے پار ضلع فیروزپور میں ان دیہات کے متصل چار گاؤں خرید کر بنائے۔ موضع پھاروالا، موضع گلی، موضع خاص مترا، موضع فزنی والا۔ ان دونوں بھائیوں کی زمین چھ ہزار ایکڑ اراضی تھی۔ حکومت سے انہوں نے کوئی زمین نہیں لی۔ بہت عرصے کے بعد جب پتوکی بار آباد ہونے لگی تو حکومت کی طرف سے ان کو پیش کش کی گئی کہ آپ دو ہزار ایکڑ زمین لے کر فارم قائم کریں لیکن انہوں نے لکھا کہ ہمارے پاس آٹھ گاؤں بڑے زرخیز ہیں۔ ہم پتوکی میں خود زمین نہیں لیتے۔ آپ ضلع لاہور اور خصوصیت سے تحصیل قصور اور تحصیل چونیاں میں کم زمین رکھنے والوں کو ہمارے مشورہ سے زمین دیں۔ یہ بات حکومت نے منظور کر لی۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے گاؤں کی حدود سے باہر قصور اور چونیاں تک فہرست بنائی جو حکومت نے مان لی اور اسی فہرست کے مطابق زمین تقسیم ہوئی۔ اس میں بہت کم زمین رکھنے والے ارائیوں کے نام تھے اس لئے پتوکی میں ارائیں بڑی کثرت سے آباد ہوئے۔ پاکستان بننے تک وہ علاقہ برادران گنجہ کلاں کی بڑی عزت کرتا رہا اور اب تک وہ بڑے احترام کی نگاہ سے ان کو دیکھتے ہیں

Marfat.com

۱۹۱۱ء میں امرتسر سے قصور اور قصور سے پاکپتن ریلوے لائن بنائی گئی تو گنجہ کلاں کے قریب چار میل پر عثمان والا اسٹیشن پر ان دونوں بھائیوں نے زمین خرید کر ایک منڈی کی بنیاد رکھی۔ اس میں بھی دو کوٹھیاں، ایک بازار، ایک چوک، ایک مسجد اور محلے بنائے۔ ابھی یہ کام جاری تھا کہ ۱۹۱۷ء میں یہ ریلوے لائن حکومت اکھاڑ کر بصرہ بغداد لے گئی۔ اس سے تعمیر رک گئی۔ ۱۸۹۸ء میں سردار نور محمد آنریری مجسٹریٹ نے ضلع لاہور کے ایک ریلوے سٹیشن گنڈا سنگھ والا میں جو ضلع فیروز پور کے بھی قریب تھا ایک ارائیں خاندان میں جو خطبہ انہوں نے دیا وہ اس خاندان کے پاس چھپا ہوا موجود ہے۔ اس کانفرنس میں باغبان پورہ سے میاں جمال الدین (میاں افتخار الدین کے والد) اور مسٹر شاہ دین جو بعد از اں چیف کورٹ لاہور کے جج رہے، شامل ہوئے اور ان دونوں اضلاع کے جملہ سرکردہ ارائیں شامل ہوئے۔ سردار نور محمد نے اپنے خطبہ صدارت میں تنظیم برادری۔ بیاہ شادی پر بے جا رسومات کی ندش اور کفایت شعاری اختیار کرنے اور تعلیم پر زور دیا۔ ایک محاسبہ کمیٹی بنائی کہ جو دستور کی ... خلاف ورزی کرے گا اس کا محاسبہ کیا جائے گا۔ یہ کمیٹی بڑی سختی سے نگرانی کرتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ضلع لاہور (ماسوائے لاہور شہر) اور ضلع فیروز پور کے ارائیں ۲۰ سال میں اس سے دوگنی زمین خرید سکے جتنی پہلے ان کے ہاں تھی۔

سردار حاجی نور محمد بہت بڑے عالم فاضل اور تاریخ دان تھے۔ انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی خان بہادر سردار نور برہان کی دو لڑکیوں کو پندرہ سال مسلسل خود پڑھایا۔ وہ دونوں عربی فارسی کے علاوہ تاریخ کی بڑی ماہر تھیں، ان میں ایک تو سردار محمد شفیع کی والدہ تھیں۔ وہ محمد شفیع کی پیدائش کے آٹھ دن بعد فوت ہو گئیں تو ان کی بڑی ہمشیرہ نے سردار محمد شفیع کی تربیت کی کیونکہ وہ خود بڑی عالم اور تاریخ دان تھی۔ ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سردار محمد شفیع بچپن ہی سے انگریزی حکومت کے مخالف ہوئے۔ یہ اس ابتدائی تربیت کا نتیجہ ہے۔

سردار نور محمد ۱۹۰۳ء کے قریب جالندھر میں ارائیں کانفرنس میں گئے اور تعلیم و تنظیم پر انہوں نے لیکچر دیا۔ سردار نور محمد ۱۹۱۲ء کے آخر میں انتقال فرما گئے۔ تو ان کے چھوٹے بھائی ان کی جگہ مجسٹریٹ بنے۔ وہ عثمان والا میں عدالت گھر بنا کر عدالت کرتے اور منڈی کی تعمیر کی نگرانی بھی کرتے۔

۱۹۱۶ء میں خان بہادر حاجی سردار نور برہان کے مشورہ سے لاہور میں پہلی ارائیں کانفرنس

Marfat.com

ہوئی۔ ۱۹۲۰ء میں ملک میں اصلاحات ہوئیں اور ضلع لاہور میں رہا سوائے لاہور شہر) ایک ہی مسلم سیٹ تھی۔ میاں سر محمد شفیع نے خان بہادر سردار نور برہان سے مشورہ کر کے اپنے داماد میاں شاہ نواز کو لیجسلیٹو کونسل کے لئے کھڑا کیا۔ وہ کسی دیہات میں نہیں گیا لیکن سردار فیملی نے بڑی بھاری اکثریت سے ان کو کامیاب کرایا۔ تین سال بعد لیجسلیٹو کونسل کا پھر الیکشن آیا۔ اس وقت خان بہادر سردار نور برہان تو انتقال فرما گئے تھے لیکن اس خاندان کا اثر بدستور ضلع بھر میں قائم تھا۔ میاں شاہ نواز کو پھر کھڑا کیا گیا۔ سردار وزیر علی (سردار محمد حسین کے والد) ابن سردار خان بہادر نور برہان، سردار امراؤ علی (سردار محمد شفیع کے والد) ابن سردار نور محمد، اور سردار الہ بخش (والد سردار اصغر علی) جو سردار نور محمد کے پوتے تھے، انہوں نے سارے ضلع کے ووٹ لے کر دیئے اور بڑی بھاری اکثریت سے میاں شاہ نواز پھر کامیاب ہو گئے۔ اس بار بھی وہ صرف ایک دن الیکشن کے وقت پتوکی گئے ورنہ کسی گاؤں میں نہیں گئے۔ اس کے بعد جب اسمبلی بنی اور ضلع کی تین مسلم سیٹیں بنیں تو سردار محمد حسین کو خاندان نے کھڑا کیا۔ وہ کامیاب ہوئے۔ اس سیٹ پر سردار محمد حسین چار دفعہ ممبر بنتے رہے۔ جب پاکستان بنا تو اس خاندان نے ضلع کی دوسری سیٹ پر سردار احمد علی کو کھڑا کیا۔ خاندان کی مدد سے یہ بھی دو دفعہ ممبر بنتے رہے۔

۱۹۰۷ء میں جب اس خاندان کے دونوں بزرگ سردار نور محمد اور سردار برہان زندہ تھے دریائے ستلج گنجہ کلاں کے قریب آ گیا تو انہوں نے جس جگہ دریا خم کھا کر آیا تھا اس جگہ سے ایک بڑی نہر ڈیڑھ میل لمبی اور بڑی چوڑی بنائی۔ جب طغیانی آئی تو بنائی ہوئی نہر کا بند توڑ کر دریا کا بہاؤ بدل کر رکھ دیا۔ یہ دونوں بھائی اور ان کی اولاد ۱۹۲۱ء تک ایک ہی محل میں رہتے تھے ایک ہی جگہ روٹی پکتی تھی لیکن اس کے بعد انہوں نے زمین تقسیم کر لی اور الگ الگ ہو گئے۔ میاں فیملی ڈولہ بچتہ نزد دیپالپور اور میاں فیملی برج جیوے خاں ضلع ساہیوال اور سردار فیملی گنجہ کلاں ان تینوں خاندانوں کا مورثِ اعلیٰ ایک ہی تھا۔ یہ کئی پشت اوپر جا کر مل جاتے ہیں۔

سردار فیملی گنجہ کلاں کا شجرہ نسب نمبر ملاحظہ فرمائیں۔

سردار فیملی کی مشہور اور قابل تذکرہ موجودہ شخصیتیں

(۱) سردار محمد شفیع اس خاندان کے بلحاظ عمر اور تجربہ بڑے ہیں۔ یہ بچپن سے لے کر آج تک

Marfat.com

مسلسل ان پولیٹیکل تحریکوں سے جو اسلام کی سربلندی کیلئے ہوئیں، وابستہ رہے اور بڑی سرگرمی
اور نمایاں طور پر حصہ لیتے اور پارٹیوں کی راہنمائی کرتے رہے۔ تحریک مجاہدین سید احمد شہید
سے بھی وابستہ رہے۔ خلافت کمیٹیوں میں جماعت احرار کے بانیوں میں تھے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ
ینگ ارائیں ایسوسی ایشن کے صدر تھے۔ ۱۹۴۷ء کے شروع میں آل انڈیا احرار کانفرنس کے
صدر تھے اور جو فاضلانہ خطبہ انہوں نے دیا وہ بڑا مقبول ہوا اور ہزاروں کی تعداد میں شائع
ہوکر برادری میں تقسیم ہوا۔ ان کا ضلع سندھ میں ایک زرعی فارم ہے جہاں ان کا بڑا لڑکا
جو مکینیکل انجینئر ہے اس کا انچارج ہے۔ سردار صاحب خود کئی سال اس فارم کے لیئے نواب شاہ
میں آتے انہوں نے وہاں سندھ بشمول کراچی ارائیں انجمن بنا کر ارائیں برادری کو منظم کیا۔ یہ
دو تین بلند پایہ کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ ۱۹۲۰ء سے لے کر اب تک کئی مرتبہ جیل گئے اور
قید کی لمبی سزائیں ان کو ملتی رہیں۔ ان کا مشن صرف قیام حکومت الٰہیہ ہے۔ ان کا فارم نواب شاہ
میں کامیابی سے چلتا ہے جہاں ان کے لڑکے کی نگرانی میں مشینری سے کاشت ہوتی ہے۔

اب ان کی رہائش عثمان والا ضلع لاہور میں ہے۔ ان کی کوٹھی کے قریب ان کی زمین ہے۔
گنجہ کلاں میں بھی ان کی زمین ہے۔

(۲) **سردار احمد علی**:۔ آپ پاکستان بننے کے بعد دو دفعہ پروونشل اسمبلی کے ممبر رہے۔ لاہور
سنٹرل کوآپریٹو بنک کے ۲۸ سال تک صدر رہے۔ چند سالوں سے انجمن ارائیاں لاہور
کے صدر ہیں۔ تحصیل اوکاڑہ ۲/۲۶ میں ان کی زمین ہے اور ایک بڑا باغ ہے۔ ان کا لڑکا
فاروق احمد ایل ایل بی وہاں رہتا ہے۔ ان کا ایک لڑکا صفدر علی ایم اے کر کے مزید
تعلیم کے لیۓ امریکہ گیا ہوا ہے اور سب سے چھوٹا لڑکا چیف کالج لاہور میں پڑھتا ہے۔
گلبرگ میں ان کی کوٹھی ہے جہاں آپ رہتے ہیں۔

(۳) **سردار اصغر علی** بی اے ایل ایل بی پی سی ایس ریٹائرڈ۔ آپ بڑے محنتی ہیں۔ بڑے
بڑے عہدوں پر رہ کر اب ریٹائر ہوئے ہیں۔ انہوں نے تحصیل چونیاں موضع جمل کے
رقبہ میں ایک فارم قائم کیا ہوا ہے جہاں اچھے پیمانہ پر کاشت ہوتی ہے۔ مال روڈ، ریگل
سٹینڈرڈ ہوٹل والی ساری دو منزلہ عمارت ان کی ہے۔ گوجرانوالہ میں بھی ان کی زمین اور کوٹھی

Marfat.com

ہے۔ گنجہ کلاں میں بھی ان کی زمین ہے۔ عثمان والا منڈی کے حصہ دار ہیں۔ پچھلے سال آپ نے اور آپ کی اہلیہ نے حج کیا تھا۔

سردار شوکت علی بی اے ایل ایل بی۔ آپ پہلے بھاشانی پارٹی کے ویسٹ پاکستان کے نمایاں لیڈر تھے اب بھی کسان پارٹی کے صدر ہیں۔ آپ نے چونیاں کے قریب ایک زراعتی فارم قائم کیا ہوا ہے۔ لاہور میں ان کی دو کوٹھیاں ہیں۔ آپ کافی سرمایہ دار ہیں۔ اور کامیاب وکیل ہیں۔

سردار امجد مسعود (ابن سردار اصغر علی) بی اے ایل ایل بی۔ یہ دو دفعہ تعلیم کے لئے لندن گئے اور وہاں سے بھی ڈپلومہ حاصل کیا۔ بڑے شریف اور محنتی ہیں۔ چونیاں میں پریکٹس بھی کرتے ہیں۔ اور اسی تحصیل میں وسیع فارم کی نگرانی کرتے ہیں اصلاحی جذبہ بھی رکھتے ہیں

سردار محمد عمر (ابن سردار محمد حسین) ایم۔ اے) انہوں نے اپنا زراعتی کاروبار سنبھال رکھا ہے۔ عام طور پر فیروزپور روڈ (کوٹھی سردار محمد حسین مرحوم) کوٹھی نمبر ۱۲ میں رہتے ہیں۔ بڑے دلیر اور بہادر ہیں۔

سردار آصف علی (ابن سردار احمد علی) ایم اے آکسفورڈ یونیورسٹی ہیں۔ آپ "گورنر نور خاں کے مشیر بھی رہے ہیں۔ اب بونگا مالا نزد حبیبہ بوکی اپنے زراعتی فارم میں اپنے وسیع باغوں اور زراعت کی نگرانی کرتے ہیں۔

سردار فاروق احمد بی اے ایل ایل بی۔ آپ ۲/۱ ۲۸ ادکاڑہ کے اپنے زراعتی فارم میں جہاں وسیع باغ ہے اس کی نگرانی کرنے اور رہتے ہیں۔

الحاج مولوی پیر محمد صاحب

محترم مولوی پیر محمد صاحب اپنے علاقے کی بلند مرتبت اور مشہور ترین ہستی تھے۔ آپ تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے ایک مشہور گاؤں ننگل انبیار میں پیدا ہوئے۔ آپ کی زندگی اور آپ کی آمدنی کا بیشتر حصہ فلاح قوم کے لئے وقف رہا۔ انہوں نے ضلع جالندھر اور فیروزپور میں کئی تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھی۔ دربائی سکولوں کے علاوہ کئی دوسرے دینی تعلیمی ادارے قائم کئے۔ قومی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ امداد باہمی کے اداروں کو کامیاب بنانے کے لئے بھی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ تعلیمی ذوق رکھنے والوں کی امداد اور حوصلہ افزائی میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔

Marfat.com

ڈاکٹر سر میاں محمد شفیع (مرحوم)

آپ ۱۰ مارچ ۱۸۶۹ء کو باغبانپورہ نزد شالامار باغ لاہور میں پیدا ہوئے۔ شالامار باغ شاہجہان نے ان کے آباؤاجداد سے ان شرائط پر حاصل کیا تھا کہ باغ کا متولی یہ خاندان رہے گا اور تولیت وراثت کے طور پر اس خاندان کے پاس رہے گی اور دو گاؤں کی زمین مالیہ معاف کے طور پر دی۔

شاہراہ اعظم پر ایک نیا گاؤں آباد کر دیا گیا جس کا نام باغبانپورہ رکھا گیا جو شالامار سے قریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا۔

ان کے والد کا نام میاں دین محمد تھا ان کے بھائی میاں نظام الدین تھے جن کی لڑکی کی شادی بعد میں میاں سر شفیع سے ہوئی۔ نظام الدین کا سب سے بڑا لڑکا ظہور الدین تھا جس نے ایل ایل بی کرکے ڈیرہ اسماعیل خان میں پریکٹس شروع کی۔

اس کے چھوٹے بیٹے میاں شاہ دین کو بی۔ اے کے بعد ولایت بھیجا گیا۔

میاں دین محمد کے دو لڑکے تھے عطا محمد اور محمد شفیع۔ محمد شفیع رنگ محل سکول سے میٹرک اور ایف۔ اے فارمن کرسچین کالج سے کرکے انگلینڈ چلے گئے، جہاں مڈل ٹمپل میں بار میں داخلہ لیا اور کنسٹی ٹیوشن لا میں وظیفہ حاصل کیا۔

انگلینڈ میں ان کے اور میاں شاہ دین کے ہم عصر اس وقت گاندھی جی، پنڈت موتی لعل نہرو، لارڈ سنہا، سید علی امام، سید حسین امام، سر عبدالرحیم، سر ابراہیم رحمت اللہ اور مولوی رفیع الدین احمد تھے۔ یہ سب وہ لوگ تھے جنہوں نے بعد میں ہندوستان کی تاریخ میں نمایاں کام کیے۔

لندن میں انجمن اسلامیہ کی داغ بیل بھی ان دو نے ہی ڈالی جس کے پریذیڈنٹ سر عبدالرحیم اور وائس پریزیڈنٹ میاں شاہ دین بنائے گئے۔ ۱۸۹۰ء کو میاں محمد شفیع اس کے پریذیڈنٹ چنے گئے۔

۱۸۹۲ء میں آپ کو سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا بنا یا گیا۔ آپ نے اس وقت اخبار لندن آبزرور میں ایک مضمون میں مسلمانوں کے لئے مسلم لیگ کی تجویز پیش کی۔

Marfat.com

میاں ظہور الدین کے لڑکے میاں محمد شاہنواز جو ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے، گورنمنٹ کالج سے بی۔اے کر کے کیمبرج میں ڈاکٹر محمد اقبال اور میاں فضل حسین سے جا ملے۔ وہاں انہوں نے فرسٹ کلاس بیرسٹر کی ڈگری حاصل کی۔

میاں محمد شفیع نے میاں ظہور الدین، جو اس وقت جالندھر میں ڈسٹرکٹ جج تھے، کے مشورہ سے ہوشیار پور میں پریکٹس شروع کی اور دو سال وہاں رہے اور پھر دوستوں کے مشورہ سے لاہور آ گئے۔ سترہ سال کی عمر میں آپ کی شادی میاں شاہ دین کی ہمشیرہ سے ہو گئی۔ لیکن جلد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ ان سے ایک لڑکے میاں رفیع الدین ہوئے۔

دوبارہ ان کی شادی میاں نظام کی لڑکی امیر النساء سے ہوئی۔

لاہور میں آ کر میاں محمد شفیع نے بڑا نام پیدا کیا۔ میاں شاہ دین اور میاں محمد شفیع نے جلد ہی سرسید احمد خان کے ساتھ آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس میں شمولیت کر لی جس کا مقصد مسلمانوں کو بیدار کرنا تھا کہ اُن کو ہندوؤں سے پیچھے رکھا جا رہا ہے۔ ان دونوں نے انجمن حمایت اسلام کی ترقی میں بھی روپیہ اور وقت دے کر نمایاں کام کیا۔

۱۹۰۶ء میں میاں محمد شفیع اور میاں شاہ دین اس وفد میں شامل تھے جو لارڈ منٹو وائسرائے ہند کو مسلمانوں کے مطالبات پیش کرنے کے لئے گیا تھا۔ اس وفد کے لیڈر سر آغا خان تھے۔

۱۹۰۶ء میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس ڈھاکہ میں ایک نئی پولیٹیکل پارٹی تشکیل کی گئی جس کا نام میاں محمد شفیع کی تجویز پر مسلم لیگ رکھا گیا۔ پنجاب میں بھی اس کے لیڈروں کا اجتماع ہوا جس میں میاں شاہ دین کو اس کا پریذیڈنٹ اور میاں محمد شفیع کو اس کا سیکرٹری چنا گیا۔ اسی سال کے آخر میں میاں شاہ دین کو پنجاب چیف کورٹ کا جج بنایا گیا۔ یہ سب سے بڑا عہدہ تھا جو کسی ہندوستانی کو اُس وقت ملا۔ چنانچہ مسلم لیگ کی صدارت خالی ہو گئی جس کو میاں محمد شفیع نے پُر کیا۔ میاں صاحب اپنے خاندان کی امداد کے علاوہ علی گڑھ کالج، انجمن حمایت اسلام، مسلم لیگ اور یتیموں اور غریبوں کی دل کھول کر مدد کرتے تھے۔ سیاسی اختلافات کے باوجود پنڈت موتی لال نہرو اور سید حسن امام میاں صاحب کے اچھے دوستوں میں سے تھے۔

Marfat.com

میاں صاحب نے ارائیں برادری کی بیداری کے لئے بھی بہت کام کیا۔ ایک بڑی ارائیں کانفرنس بلائی گئی اور ۱۹۲۰ء میں الراعی بلڈنگ تعمیر کی گئی اور ایک اخبار ہفتہ وار الراعی کا اجرا کیا گیا۔ اس کانفرنس میں پنجاب سے بیشتر برادری کے لیڈروں نے شمولیت کر کے اسے کامیاب بنایا۔ میاں صاحب نے خاص جدوجہد کر کے ارائیں برادری کے لئے فوجی ملازمتوں کا دروازہ کھلوایا جو کچھ عرصہ پہلے انگریزوں نے بعض غلط فہمیوں کی بنا پر بند کر رکھا تھا۔ مارچ ۱۹۰۸ء میں میاں شاہ دین نے علی گڑھ میں مسلم لیگ کی صدارت کی۔ مسلم لیگ کے آئین میں ضروری ترمیمات کی گئیں اور پنجاب لیگ کا الحاق اس کے ساتھ عمل میں آیا اور اس کی شاخیں میاں صاحب نے تمام صوبے میں پھیلا دیں۔

۱۹۰۷ء میں افواہ پھیلی کہ اصلاحات کی نئی سکیم میں ہندوستانیوں کو مزید اختیارات دیئے جائیں گے۔ میاں محمد شفیع کو تشویش لاحق ہوئی کہ مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیسے ممکن ہوگا جب کہ انتخابات مخلوط ہوں گے کیونکہ مسلمان صرف آبادی کا ایک چوتھائی تھے بچاؤ کی صرف ایک صورت نظر آتی تھی جب اقلیتوں کے لئے جداگانہ انتخاب ہو۔ علی گڑھ گروپ اور دوسرے عام مسلمان اس کی حمایت میں تھے۔ لیکن ایک اور مصیبت بھی درپیش تھی کہ صرف پنجاب کے مسلمان ہندوؤں کے ڈیڑھ کروڑ روپے کے مقروض تھے مسلمانوں کو یہ خوف تھا کہ مخلوط انتخابات میں ہندوؤں سے مار کھا جائیں گے مغربی ممالک کے حالات ہندوستان سے مختلف تھے۔ وہاں مذہب اور نسل کی مماثلت پائی جاتی ہے لیکن ہندوستان میں حالات بالکل مختلف تھے۔ مذہب کے اختلاف کے علاوہ نہ صرف نسلی اختلافات تھے بلکہ اسی ملک کے ایک طبقہ کو اچھوت قرار دیا جاتا تھا۔ میاں صاحب اور سر سید گروپ اور دوسرے ہم خیال مسلمانوں کی جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ منٹو مارلے اصلاحات کی رو سے جداگانہ انتخابات برائے اقلیات کو تسلیم کر لیا گیا اور یہ ۱۹۰۹ء میں ہوا۔ اگرچہ مخلوط انتخابات کو تقویت دینے والے اس وقت ہندوؤں کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد مسٹر محمد علی جناح علی برادران، میاں فضل حسین، حکیم اجمل خان ڈاکٹر انصاری اور مسٹر آصف علی انصاری جیسے اہم مسلم لیڈر بھی تھے۔ ہندو لیڈروں نے

Marfat.com

نے برٹش پارلیمنٹ کے بعض لیبر لیڈروں کی ہمدردیاں بھی حاصل کر لی تھیں۔ لیکن میاں محمد شفیع نے بھی ہندوستان کے تمام حصوں کے مسلمانوں کی طرف سے ہر قسم کے عملی اقدامات کرائے، جلسے، اخباری بیانات، وائسرائے، برٹش پارلیمنٹ وغیرہ کو ہزاروں تار دلوا کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لی۔ لیکن اسی کش مکش میں مسلم لیگ کی صدارت ایم۔ اے جناح گروپ کو چلی گئی۔ لیکن میاں صاحب اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔

اس کامیابی کے بعد جب پونا میں اُردو کانفرنس منعقدہ ۱۹۱۱ء میں میاں صاحب شرکت کے لیے تشریف لے گئے تو آپ کو جلوس کی شکل میں پونا کی گلیوں میں سے گذارا گیا۔ طلبہ نے تو حد کر دی۔ جب انہوں نے اصرار کیا کہ وہ گھوڑوں کی جگہ گاڑی کو خود کھینچیں گے۔ بعینہ ایسا ہی استقبال آپ کا بمبئی میں بھی ہوا۔

میاں صاحب کی مساعی سے کوئین میری سکول کا اجراء ہوا جس میں شرفاء کی لڑکیاں لاہور اور بیرون جات سے تعلیم حاصل کرتی تھیں۔

۱۹۰۹ء میں آپ کو پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا ممبر نامزد کیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں آپ نے جارج پنجم کی تاجپوشی میں شرکت کی اور آپ کو وائسرائے کی امپیریل کونسل کا ممبر چنا گیا۔ اس کے بعد آپ کو مدراس ہائی کورٹ کی ججی کی دعوت دی گئی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔

۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ کا اجلاس لکھنؤ میں میاں محمد شفیع کی صدارت میں منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا:

"ہندوستان کے لئے ایسی سیلف گورنمنٹ کا حصول جو تاج برطانیہ کی حفاظت میں ہو اور آئینی ذرائع سے حاصل ہو، جس کے تحت موجودہ طرز حکومت میں مسلسل اصلاحات کی جائیں، جس سے قومی اتحاد میں استحکام، ہندوستان کے لوگوں میں قومی جذبات کی پرورش اور مختلف قوموں کا باہمی تعاون اس مقصد کے لئے پیدا کیا جائے۔"

اسی اجلاس میں مسلم لیگ نے ایک اور ریزولیوشن پاس کیا۔

"مسلم لیگ کو اس بات پر یقین ہے کہ ہندوستان کے لوگوں کی تعمیر و ترقی کا

Marfat.com

انحصار اس بات پر ہے کہ مختلف فرقے یکسانیت اور اتحاد سے کام کریں
اور اُمید ہے کہ سب لیڈر اکٹھے ہو کر لوگوں کی بھلائی کے لئے باہمی متحدہ طور پر
کام کریں گے۔"

اس کے بعد علی گڑھ کالج کو مسلم یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کے لئے کام شروع ہوا۔ مسلم ایجوکیشن کانفرنس کا اجلاس لاہور میں سر آغا خان کی زیر صدارت بلایا گیا۔ پنجاب میں میاں محمد شفیع نے اس مہم کی تنظیم کا کام سرانجام دیا۔ تمام پنجاب سے معقول رقم اکٹھی ہوئی اور عورتوں نے بھی اس نیک میں ہاتھ بٹایا۔ عورتوں میں چندہ فراہمی کا کام بیگم شاہنواز نے لیڈر کی حیثیت سے کیا۔

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں کلکتہ میں کانگرس اور مسلم لیگ (جس کی صدارت ایم اے جناح کر رہے تھے) منعقد ہوئی۔ اس میں گورنمنٹ اصلاحات کے بارے میں جو سکیم منظور ہوئی اسے دسمبر ۱۹۱۶ء کو لکھنؤ کے کانگرس لیگ سیشن میں پیش کر کے منظور کیا گیا اور اس کا نام لکھنؤ پیکٹ رکھا گیا۔ اس پیکٹ کے اثرات یہ پڑے کہ پنجاب اور بنگال کے مسلم اکثریت کے صوبوں میں بھی مسلمانوں کی نمائندگی ۵۰٪ ۱۳ اور پندرہ فی صد علی الترتیب کم ہو گئی حالانکہ ان دونوں صوبوں میں حکومت بنانے کا حق مسلمانوں کو تھا۔ یہ کانگرس لیگ معاہدہ گورنمنٹ برطانیہ کو غور کے لئے پیش کیا گیا۔ کانگرس اور لیگ نے اپنے اجلاس ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء کو بمبئی میں منعقد کئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ چار نمائندوں (جن میں ایم اے جناح بھی شامل تھے) کا ایک وفد انگلینڈ بھیجا جائے جو آئینی اصلاحات کی وضاحت کرے اور گورنمنٹ برطانیہ پر زور دے کہ ان کو منظور کیا جائے لیکن گورنمنٹ برطانیہ نے یہ وفد بھیجنے سے انکار کر دیا۔

جب مسٹر ایم اے جناح لیگ کے پریذیڈنٹ بنے تو انہوں نے میاں محمد شفیع کا جواب طلب کیا کہ مسلم لیگ اور پنجاب کے مسلمانوں کے حقوق اور مفادات کے خلاف کیوں کام کیا۔ جس کا نہ صرف میاں صاحب نے جواب دیا بلکہ اُلٹا دوسرے گروپ کو اس بات کا مجرم گردانا لیکن انھوں نے میاں صاحب کے الزام کو مسترد کر دیا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر اس وقت لکھنؤ پیکٹ کے مطابق اصلاحات

Marfat.com

نافذ ہو جاتیں تو مسلمان کبھی پاکستان کو الگ مملکت کے طور پہ بنانے میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ بعد میں مسٹر ایم۔ اے جناح (قائداعظم) نے جو چودہ نکات مسلم لیگ سے پیش کیے، ان میں میاں صاحب ہی کی بات کو دُہرایا گیا تھا کیونکہ ان خوش فہم مسلمانوں کو بھی ہندو ذہنیت کا اچھی طرح سے تجربہ ہو گیا تھا اور وہ بھی جداگانہ انتخابات چاہنے لگے تھے لیکن کافی عرصے بعد۔

بعد میں میاں فضل حسین کے لڑکے میاں عظیم حسین نے بھی برملا اعتراف کیا کہ "مسلمانوں کے مطالبات کے سلسلہ میں بیشتر کام میاں محمد شفیع اور میاں شاہ دین نے ہی کیا تھا۔"

حقیقت یہ ہے کہ میاں محمد شفیع اور میاں شاہ دین اور سرسید گروپ نے مسلم مفادات کے لئے جو کام کیا وہ تاریخ پاکستان کا ایک درخشاں باب ہے۔

یہ کانگرس اور لیگ اتحادی گروپ جہاں اپنے مطالبات منوانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا، متعصب ہندوؤں نے ہندو مسلم فسادات، ایسے صوبوں میں، جہاں مسلمان اقلیت میں تھے، شروع کر دیئے۔ آئے دن یہ فسادات ہوتے رہتے تھے اور مسلمانوں کی جان و مال تباہ ہوتے رہے۔ ۱۹۱۷ء میں مسلم لیگ نے اپنے اجلاس میں جب ان فسادات کی مذمت کی تو اُن کو ہندوؤں کی طرف سے خاموشی پر سخت حیرت ہوئی۔

۱۹۱۷ء میں جسٹس میاں شاہ دین کے انتقال پہ میاں محمد شفیع کو اُن کا یہی عہدہ پیش کیا گیا لیکن آپ نے اس بناء پر انکار کر دیا کہ پھر قوم کی خدمت نہ ہو سکے گی۔

ایک دفعہ گورنر پنجاب سر میلکم ہیلی نے دورانِ ملاقات ایک ٹیڑھا سوال پوچھا:
"شفیع بتاؤ یہ کیا بات ہے کوئی برٹش آفیسر، ہندو یا سکھ کوئی بات کرتے ہیں تو دوسری قوموں کے افراد کے خلاف کہتے ہیں، لیکن مسلمان اپنے ہی ہم قوموں کے خلاف کہتے ہیں کیا ایسی قوم پنپ سکتی ہے جہاں اپنوں ہی کے خلاف اس طرح زہر اُگلا جائے؟" اس بات سے آپ کو بے حد صدمہ ہوا کیونکہ آپ نے کبھی اپنے بھائیوں کے خلاف ایسی باتیں نہ کی تھیں۔

Marfat.com

پہلی جنگِ عظیم میں مسلمانوں نے انگریزوں کی کافی مدد کی تھی۔ لیکن جنگ کے خاتمے پر صلح کے بعد ترکوں کے خلاف سخت تر اقدامات سے گریز نہ کیا اگرچہ مسلمانوں نے اپنے جذبات انگریز حکومت تک پہنچا دیئے تھے۔ اس کے نتیجہ میں تحریک خلافت اور تحریک عدم تعاون (از گاندھی) شروع ہوئے۔

۱۹۱۹ء میں مانٹیگ چیمسفورڈ اصلاحات شائع ہوئے جن کی رُو سے حکومت برطانیہ نے ہندوستانیوں کے بیشتر حقوق سلب کر لیے۔ اہم محکمے اپنے پاس رکھے۔ ووٹ کا حق صرف جائیداد پر رکھ دیا گیا جس سے ۰۸ فی صد آبادی ووٹ کی اہل بنتی تھی۔ قومی تنظیموں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور تمام ملک میں بدامنی کی فضا پیدا ہو گئی۔ ایک دو یورپین لاہور اور امرتسر میں مارے گئے۔ گورنر نے ایک فوری میٹنگ بلائی۔ میاں محمد شفیع اور دوسرے ماڈریٹ لیڈروں نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ تحمل سے کام لے تاکہ فضا مزید خراب نہ ہو لیکن گورنر نے ایک نہ سُنی۔ جلیانوالہ باغ امرتسر میں لیڈروں نے میٹنگ بلائی تاکہ تقریر کریں لیکن جنرل ڈائر نے پہنچ کر بے دریغ گولیاں برسانا شروع کر دیں جس سے بے شمار آدمی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ سے منافرت کی آگ مختلف شہروں میں پھیل گئی۔ ہندو مسلم اتحاد کی تحریک شروع ہوئی۔ حکومت برطانیہ نے مارشل لا نافذ کر دیا۔ ہنٹر کمیٹی صورت حال اور وجوہات کا جائزہ لینے کے لیے قائم کی گئی۔ میاں محمد شفیع نے بطور گواہ حکومت پر واضح کیا کہ افسروں کی غیر معتدل روش نے یہ صورت حال پیدا کی ہے کیونکہ لوگ غیر تسلی بخش اصلاحات سے نالاں تھے۔

۱۹۱۹ء میں لاہور میں نیشنل کانگرس کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ہوم رول کا ریزولیوشن پاس ہوا۔

جولائی ۱۹۱۹ء میں میاں محمد شفیع کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ایجوکیشن ممبر کے طور پر لیا گیا۔ اس حیثیت میں حکومت کو ایسی روش اختیار کرنے کا مشورہ دیا کہ پولیٹیکل تحریکات میں دخل نہ دیا جائے اور پبلک کی جائز خواہشات کا احترام کیا جائے

Marfat.com

انہوں نے یہ مشورہ بھی دیا کہ انگریز افسروں کی رپورٹ کے خلاف جنرل ڈائر کو برخاست کیا جائے۔ انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی کہ جلیانوالہ یا لاہور میں کوئی بغاوت نہیں ہوئی بلکہ یہ صرف جائز احتجاج تھا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ گاندھی اور دوسرے لیڈروں کو رہا کیا جائے۔ انہوں نے حکومت برطانیہ کو مشورہ دیا کہ ترکوں سے قسطنطنیہ نہ لیا جائے اور ایڈریانوپل بلغاریہ کو نہ دیا جائے۔ ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا اور گاندھی کی عدم تعاون کی تحریک میں مسلمان بھی شریک ہو گئے۔ میاں صاحب نے برطانیہ کی حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ ترکوں کے معاملہ میں مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرے اور دوسری طرف تحریک خلافت کے لیڈروں خصوصاً علی برادران سے اپیل کی کہ ترکوں سے صلح کی گفتگو کے دوران انگریزوں کے خلاف تحریک بند کر دیں تاکہ برطانیہ کی ہمدردیاں ترکوں کو حاصل ہو سکیں۔

اسی طرح انہوں نے انگریزوں سے افغانستان کی صلح کرانے میں بھی مدد دی۔ میاں محمد شفیع نے حکومت برطانیہ کو اسی صفحات کا ایک نوٹ لکھا جس میں وضاحت کی کہ عالمی سطح پر مسلمانوں سے موافقت کی پالیسی ہندوستان میں بہتر نتائج پیدا کرے گی برخلاف یونان کی حمایت کے جس کی وجہ سے خلافت اور ہجرت کی تحریکات شروع ہو گئیں۔ اس نوٹ کو برٹش کیبنٹ میں تقسیم کیا گیا۔ اس سے ترکوں کے خلاف اقدامات نرم ہو گئے اور وائسرائے نے میاں صاحب کو مبارکباد دی۔

۱۹۲۲ء آپ نے کونسل آف سٹیٹ کی ممبری چھوڑ دی اور لاہور آ کر دوبارہ پریکٹس شروع کر دی۔ اسی دوران آپ کو "سر" اور کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات بھی مل گئے۔

مزید اصلاحات کا مطالبہ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں طرف سے کیا جاتا رہا، جس میں مکمل آزادی کا ریزولیوشن شامل تھا۔ اگرچہ برٹش گورنمنٹ مزید اصلاحات دس سال کے عرصہ سے قبل دینے کو تیار نہ تھی مگر بادشاہ کی گورنمنٹ رائل کمیشن بھیجنے پر مجبور ہو گئی تاکہ حالات کا جائزہ لے کر تجاویز مرتب کرے لیکن اس میں کوئی ہندوستانی

Marfat.com

شامل نہ تھا۔ نتیجۃً اکثر پارٹیوں نے اس سائمن کمشن کا مقاطعہ کر دیا۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مسلمان اس وقت تین دھڑوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک گروہ نیشنل مسلمانوں کا جو کانگرس کے ساتھ عدم تعاون کی تحریک میں شامل تھا، وہ کانگرسی ممبروں کے ساتھ ہی جیل میں تھا۔ ایک پارٹی مسلم لیگ والوں کی جس کی قیادت مسٹر محمد علی جناح کر رہے تھے۔ یہ کانگرس کے ساتھ مکمل آزادی کے خواہاں تھے، لیکن مخلوط انتخابات کے حامی تھے۔ اس طرح مسلمانوں کے حقوق کی کوئی ضمانت نہ ملتی تھی کیونکہ مسلمان اقلیت میں تھے اور حکومت خود اختیاری کی صورت میں ہندوؤں کے رحم و کرم پر رہتے۔ دوسرے لفظوں میں انگریز کی غلامی سے نکل کر ہندوؤں کے غلام بن جاتے جیسا کہ اس وقت بھارت میں مسلمان اقلیت ہے۔ تیسرا گروہ ایسے مسلمانوں کا تھا جو جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کر رہا تھا تاکہ آزادی کی صورت میں مسلمان اکثریت کے دو صوبوں میں مسلمانوں کی حکومت بنے اور باقی صوبوں میں مسلمانوں کے حقوق متعین ہو جائیں۔ اس گروپ کی قیادت میاں محمد شفیع کر رہے تھے۔ یہ گروہ حکومت برطانیہ کے تحت اپنے مطالبات منوانا چاہتا تھا کیوں کہ انہیں خوف تھا کہ مکمل خود مختاری کی صورت میں ہندو مسلمانوں سے انصاف نہیں کریں گے بلکہ انہیں کچلنے کی کوشش کریں گے اور اس کا بیّن ثبوت یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے الگ حقوق ماننے کو تیار نہ تھے اور ہر جگہ بلکہ ملازمتوں تک میں بھی مسلمانوں کو ان کا حق دینے کو تیار نہ تھے۔ اس کے علاوہ ہندو اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کر دیا گیا تھا اور یہ امر اس گروپ کے خدشات کو بہت تقویت دے رہا تھا کہ مسلمانوں کے الگ حقوق کا تعین قبل از آزادی ضروری ہے۔

دسمبر ۱۹۲۷ء میں میاں محمد شفیع نے مسلمان لیڈروں کی ایک کانفرنس بلائی جس میں تمام ہندوستان سے نمائندگان نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں ہوئی۔ نئی مسلم لیگ بنائی گئی۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اس کے سیکرٹری اور میاں صاحب صدر چنے گئے۔ اس میں انگلینڈ سے آئے ہوئے لوگ بھی موجود تھے۔ وہ لوگ کانگرس کے پراپیگنڈے سے اچھی طرح واقف تھے کہ اصلاحات میں مسلمانوں کے حقوق کو کس طرح نظر انداز کیا جا رہا ہے

انگلینڈ میں مقیم مسلمانوں کو ہندوؤں کی طرف سے یہ تاثر بھی دیا جا رہا تھا کہ میاں محمد شفیع اور سر سید گروپ کے ساتھ چند ایک انگریزوں کے خوشامدی ہیں اور مکمل آزادی کے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ باقی کانگرسی مسلمان یا مسلم لیگی مسلمان جن کے پریذیڈنٹ مسٹر ایم۔ اے جناح تھے، کانگرس کے مطالبات مکمل آزادی کے حامی ہیں۔

برطانیہ کے انگریزوں کو ہندوستان کی عجیب صورتِ حال کی کچھ خبر نہ تھی کہ یہاں کے عام شہری آبادی کے ایک بڑے طبقہ کو اچھوت سمجھتے ہیں۔ اُن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا یا پانی بھی نہیں پی سکتے۔ نیز وہ ہندو ذہنیت کو سمجھنے سے بھی قاصر تھے کہ کس طرح وہ بظاہر ایک اونچے نعرۂ مکمل آزادی کی آڑ میں مسلمانوں کو کچلنا چاہتے تھے۔ لیکن میاں محمد شفیع وغیرہ کے پیشِ نظر یہی خطرات تھے جن کی وجہ سے وہ پیشگی مسلمانوں کے حقوق کے تحفظات کا مطالبہ کر رہے تھے۔

۱۹۲۸ء میں دہلی میں ایک آل پارٹیز کانفرنس بلائی گئی جس کی صدارت سر آغا خاں نے کی، اور اس کو مسلمانوں کا سب سے زیادہ نمائندہ اجتماع قرار دیا گیا۔ سائمن کمیشن کے سامنے تمام صوبوں سے الگ الگ مسلمانوں کے مطالبات بہت زور شور سے پیش کئے گئے اور اس سب کارگذاری میں میاں محمد شفیع ہی پیش پیش تھے۔

۱۹۲۸ء میں پنڈت موتی لال نہرو کی صدارت میں کانگرس کا اجلاس ہوا تا کہ ہندوستان کے لئے نئی اصلاحات کے لئے تجاویز مرتب کرے۔ اس کمیٹی نے مخلوط انتخابات تجویز کئے لیکن اس میں اقلیت کے لئے کوئی خاص نشستیں محفوظ نہ تھیں اور بنگال اور پنجاب میں مسلم اکثریت کو بھی تسلیم نہ کیا گیا۔ اس رپورٹ نے چھپنے پر مسلمانوں کو مشتعل کر دیا مسٹر محمد علی جناح بھی سخت دل برداشتہ ہو گئے۔

دسمبر ۱۹۲۹ء کی مسلم کانفرنس میں مندرجہ ذیل تجاویز مرتب کی گئیں:۔

(۱) حکومت ہند وفاقی ہوگی۔

(۲) بقایا اختیارات صوبوں اور ریاستوں کے پاس ہوں۔

(۳) کوئی بل جس کو کسی فرقے کی تین چوتھائی مسترد کر دے نافذ نہ کیا جائے۔

Marfat.com

(۴) مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخابات برقرار رہیں جب تک یہ خود اُسے نہ چھوڑ دیں۔

(۵) سنٹرل اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک تہائی ہو۔

(۶) جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں، اُن میں موجودہ نمائندگی کا طریقہ برقرار رہے۔

(۷) کسی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل نہ کیا جائے یا برابر نہ کیا جائے۔

(۸) بلوچستان اور صوبہ سرحد میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔

(۹) سندھ کو علیحدہ صوبہ بنایا جائے۔

(۱۰) مسلمانوں کے لئے ملازمتوں کو مخصوص کر دیا جائے۔

(۱۱) مسلمانوں کے کلچر، زبان، مذہب اور تعلیم، اوقاف اور پرسنل لاز کا تحفظ۔

(۱۲) ہندوستان کے آئین میں تبدیلی صوبوں کی منظوری کے بغیر نہ کی جائے۔

(۱۳) اسی طرح ہندوستانی آئین میں تبدیلی ریاستوں کی منظوری کے بغیر نہ کی جائے۔

یاد رہے کہ یہی تجاویز بعد میں محمد علی جناح کے چودہ نکات بنے۔

علی برادران اور نواب محمد اسماعیل بھی کانگرس کی آل پارٹیز کنونشن منعقدہ کلکتہ میں شمولیت کے بعد دہلی مسلم کانفرنس میں بھی شریک ہوئے کیونکہ یہ بھی مسٹر محمد علی جناح کے مخلوط انتخاب کے خلاف ہو گئے تھے۔

کانگرسی لیڈروں نے کلکتہ کنونشن میں مسٹر جناح کے نکات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کو پاکستان کا وجود میں آنا منظور تھا کیونکہ مسٹر ایم۔ اے جناح کی ہندو مسلم اتحاد کی بیس سالہ مخلصانہ کوششیں بیکار گئیں۔

مارچ ۱۹۲۹ء کے بمبئی اسمبلی کے بجٹ سیشن میں میاں شاہنواز اور بیگم شاہنواز نے میاں محمد شفیع اور قائد اعظم کی ملاقات کا انتظام ایک دعوت میں کیا۔ دونوں لیڈروں نے ایک گھنٹہ کی گفتگو کے بعد دونوں لیگوں کو اکٹھا کر دیا۔ میاں صاحب اس متحدہ مسلم لیگ کے پریذیڈنٹ اور مسٹر ایم اے جناح ۱۹۲۹ء میں لندن چلے گئے۔ یہ اتحاد انتہائی مبارک ثابت ہوا کہ دونوں قابل شخصیتیں قوم اور ملک کی خدمت کے لئے متحد ہو کر کام کرنے لگیں۔

۷ نومبر ۱۹۳۰ء کو ہز مجسٹی جارج پنجم نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا افتتاح کیا۔ مسلم نمائندوں

Marfat.com

کی تعداد چودہ تھی اور سب ایک ٹیم کی طرح کام کرتے تھے۔ میاں محمد شفیع اور مسٹر محمد علی جناح تو اس وفد کی جان تھے۔ افسوس کہ مولانا محمد علی جوہر پہلی تقریر کے بعد سخت بیمار ہو گئے اور بعد میں انتقال فرما گئے۔ سر آغا خاں کی شخصیت کا انگلینڈ میں بہت اثر و رسوخ تھا۔ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ سب کا مشترکہ نصب العین تھا۔ سندھ اور فرنٹیئر کو علیحدہ علیحدہ صوبوں کے لیے اصلاحات میں شامل کیا گیا۔

میاں محمد شفیع نے اپنی تقریر میں ہندوؤں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"آپ اپنے ملک کو کامن ویلتھ میں برابر کا ممبر بننے کی خواہش کر رہے ہیں۔ یاد رکھیں کوئی ملک اکیلا اپنی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ ہمارے لئے خوش قسمتی سے کامن ویلتھ موجود ہے۔ اگر آپ اپنے ملک میں مکمل سیلف گورنمنٹ کے خواہاں ہیں، اکثریتی فرقہ جس کو سنٹر میں تمام امور پر کنٹرول ہوگا اور جسے بیشتر صوبوں میں بھی ایسا ہی کنٹرول حاصل ہوگا، اُسے فیاض ہونا چاہئے اور ہمارے جائز حقوق اور مطالبات کو تسلیم کر لینا چاہیے۔"

انہوں نے مزید کہا:

"یقین کیجیے کہ ہندو مسلم اتحاد کے بغیر آپ کے تمام خواب پریشان رہیں گے۔ ہندو مسلم اتحاد کی صورت میں آپ برطانیہ کے نمائندوں سے پُر زور مطالبہ کر سکتے ہیں کہ یہ ہیں ہندوستان کے متحدہ مطالبات یا جب انگریز دیکھیں گے کہ ہندوستان متحد ہے اور اس قابل ہے کہ حکومت خود اختیاری کے معاملات کو چلا سکتا ہے کامن ویلتھ کے ممبر کی حیثیت سے، تو وہ آدھا راستہ آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کریں گے لیکن اگر آپ مسلمانوں کے جائز مطالبات کو تسلیم نہ کریں گے اور ایک بڑے اور طاقت ور فرقے کی ہمدردیوں اور جذبات کو نظر انداز کر دیں گے تو تمہارا ایک ذمہ دار گورنمنٹ کا خواب پریشان ہو کر رہ جائے گا اس صورت میں برٹش پارلیمنٹ کس کو حکومت منتقل کرے گی؟ کیا تمہیں؟ مسلمان اعتراض کریں گے۔ مسلمانوں کو؟ آپ اعتراض کریں گے۔ اس لیے حکومت کی منتقلی خواہ سنٹر میں ہو یا صوبوں میں ناممکن ہو جائے گی جب تک

Marfat.com

ہندو اور مسلمان متحد نہ ہوں اور دونوں فرقے مطمئن نہ ہوں کہ ان کی بقا اور حقوق محفوظ ہیں۔ اسی طرح اقلیتوں کی سب کمیٹی کو بھی آپس میں قابلِ قبول فیصلے کر لینے چاہییں۔"

سکھوں نے ۱۳ فی صد ہونے کے باوجود پنجاب میں ۳۰ فی صد نمائندگی کا مطالبہ کر دیا۔ ہندو کسی سمجھوتے پر نہ آئے۔ اس لیے یہ گول میز کانفرنس ناکام ہو گئی۔ لیکن میاں صاحب کا نام بہت روشن ہوا اور قوم کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ منعقدہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا:

"پنجاب، فرنٹیر، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک مسلم ریاست بنا کر سیلف گورنمنٹ برطانیہ کی ماتحتی میں یا بالکل آزاد ریاست کے طور پر دے دی جائے۔ ایک متحدہ مسلم ریاست ہی مسلمانوں کی آخری منزل دکھائی دیتی ہے، خصوصاً شمال مغربی ہندوستان۔"

پہلی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اگرچہ ناکام رہی تاہم اصلاحات کے طور پر کمیونل ایوارڈ دیا گیا اور پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو ۵۱ فی صد نشستیں دی گئیں۔ سندھ اور فرنٹیر علیحدہ مکمل صوبے بنا دیے گئے۔

دوسری راؤنڈ ٹیبل کانفرنس ستمبر ۱۹۳۱ء کو منعقد ہوئی۔ گاندھی جی کو سب فرقوں کی طرف سے متفقہ طور پر مصالحت کنندہ چنا گیا اور انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ سر آغا خان، میاں محمد شفیع اور مسٹر ایم۔ اے جناح (قائد اعظم) مسلمانوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ دو ماہ تک بات چیت جاری رہی۔ آخر کار مسلمانوں نے اپنی کم سے کم شرائط پیش کر دیں جن کو گاندھی جی نے خود درست تسلیم کیا لیکن چار روز بعد گاندھی جی نے خود ہی کہا کہ سکھ اور مہا سبھائی نہیں مانتے اور بات ختم ہو گئی۔

انگریزی اخبار سٹار اور دوسرے نامور آدمیوں نے میاں محمد شفیع کی خدمات کو ناقابلِ فراموش قرار دیا کہ انہوں نے مسلمانوں کے مقدمہ کو نہایت قابلیت سے پیش کیا

Marfat.com

باقی مسلم نمائندوں کی بھی بہت تعریف کی گئی کہ انہوں نے نہایت قابلیت، انصاف پسندی اور دُور بینی کا مظاہرہ کیا ہے۔

دُوسری گول میز کانفرنس سے واپسی پر آپ کو دوبارہ دو ماہ کے لئے ایگزیکٹو کونسل میں سر فضل حسین کی جگہ (جو ماہ کے لئے ایک وفد کے قائد کے طور پر جنوبی افریقہ جا رہے تھے) بلایا گیا اور درخواست کی گئی کہ ایسے نازک وقت میں آپ کی خدمات کی اشد ضرورت ہے کیونکہ تحریکِ خلافت اور احرار زوروں پر تھے۔ دو ماہ کے بعد آپ لاہور آتے ہی نمونیہ کا شکار ہو گئے اور ۷ جنوری ۱۹۳۲ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

بیگم شفیع صاحبہ مُصر تھیں کہ دو ماہ کے لئے ایگزیکٹو کونسل میں نہ جائیں کیونکہ ڈیڑھ دو سال انگلینڈ میں قومی خدمت میں رہنے سے تمام اندوختہ خرچ ہو چکا تھا بلکہ بنک کے مقروض ہو گئے تھے۔ لیکن اُنہوں نے قومی خدمت کو ترجیح دی اور ذاتی آمدنی کا خیال ترک کر دیا۔

آپ نہایت مخیر، قابل اور محنتی آدمی تھے اور اپنی قابلیت کا سکہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک میں بھی بٹھا دیا تھا۔ آپ مسلمان قوم اور برادری کے سچے خیر خواہ تھے۔ حکومت پنجاب نے جب غازی علم الدین شہیدؒ کی نعش مسلمانوں کو دینے سے انکار کر دیا (جن کو راجپال کے قتل کے مقدمہ میں میانوالی میں پھانسی دی گئی تھی) تو سر میاں محمد شفیع اور میاں عبدالعزیز کی مساعی سے ہی مسلمانوں کو لاش دی گئی۔ آپ نے اپنی ضمانت دے دی تھی کہ مسلمان پُرامن رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ دیں۔ آمین!

یہ مضمون محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ کی کتاب "باپ اور بیٹی" (انگریزی) سے ماخوذ ہے جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔

(سردار محمد)

Marfat.com

منیر احمد ارائیں

منیر احمد ارائیں مرحوم ممبر سندھ صوبائی اسمبلی وارڈ "جی" حیدر آباد ۱۱ راپریل ۱۹۷۲ء کو قومی شاہراہ پر ٹریفک کے حادثہ میں ہلاک ہوگئے تھے۔ آپ ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء کو الور شہر (راجستھان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی چوہدری عبداللہ تھا۔ آپ برصغیر کے مشہور ارائیں خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ موصوف نے ابتدائی تعلیم الور اسٹیٹ میں حاصل کی۔ تقسیم ملک کے وقت آپ اپنے خاندان کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے اور حیدر آباد (سندھ) میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے نور محمد ہائی سکول حیدر آباد سے ۱۹۵۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں آپ گورنمنٹ کالج حیدر آباد میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۴ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ حیدر آباد سندھ لاء کالج سے ۱۹۵۷ء میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ موصوف بڑے ذہین، ہونہار، دُور اندیش اور بلند کردار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے لاء میں تیسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ آپ نے ۱۹۵۸ء میں وکالت کا آغاز کیا اور تا زیست اسی پیشہ سے منسلک رہے آپ کا شمار حیدر آباد کے مشہور وکلاء میں ہوتا تھا۔

انہوں نے ۱۹۵۸ء میں کونسل مسلم لیگ میں شامل ہو کر سیاسی زندگی کا آغاز کیا اور اس پُرخار اور پُرخطر وادی میں قدم رکھا۔ ۱۹۶۱ء میں سٹی مسلم لیگ کے جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئے اور ۱۹۶۶ء تک اسی عہدہ پر فائز رہ کر ملک و ملت کی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۶۸ء میں "ایوب شاہی" کی کھل کر مخالفت کی اور بحالی جمہوریت کے لئے آواز بلند کی۔ بعد ازاں مسلم لیگ سے علیحدگی اختیار کرلی اور جون ۱۹۷۰ء میں جب جمعیت علمائے پاکستان نے سیاست میں آنے کا اعلان کیا تو موصوف اس جماعت میں شامل ہوگئے اور اسی جماعت کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لیا۔ انہوں نے گیارہ امیدواروں کو شکست دیکر اپنے آپ کو عوامی شخصیت ثابت کیا اور ممبر سندھ صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں مسلم لیگ تین حصوں میں تقسیم ہوگئی تھی اور اس پارٹی میں مفاد پرستی کا عنصر داخل ہوگیا تھا۔ اتحاد کی تمام کوششیں ناکام ہوگئیں مسلم لیگ سے جو امیدیں وابستہ تھیں وہ سراب نظر آنے لگیں۔ بقول ان کے مسلم لیگ محض مفاد پرستوں کا ٹولہ بن کر رہ گئی تھی جس سے مایوس ہو کر آپ کو اس جماعت سے مجبوراً علیحدگی اختیار کرنا پڑی۔

Marfat.com

جمعیت کا اعلان تھا کہ وہ پاکستان میں اسلامی قانون یعنی نظام محمدی نافذ کرنے کے لئے انتخابات میں حصہ لے رہی ہے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی مذہبی مملکت بنانے کے لئے ہر طرح سے کوشاں رہے گی۔ موصوف نے ان اصولوں کو پسند کرتے ہوئے اس پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ مرحوم نے اس جماعت میں بھی اپنا نام پیدا کیا اور جمعیت کی سندھ صوبائی پارلیمانی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر منتخب ہوئے۔

آپ نے ارائیں قوم میں تعلیم کی کمی کو محسوس کیا۔ موصوف نے پرانے رواجوں کو ختم کر کے تعلیم زیادہ زور دیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ۱۹۵۲ء میں انجمن ارائیاں کی بنیاد رکھی تاکہ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دلائی جاسکے اور اس انجمن کے آپ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ دیگر سماجی خدمات کے علاوہ آپ نے ایک مڈل سکول قائم کیا جہاں بچوں کی مفت تعلیم کے علاوہ غریب اور نادار طلباء کو کپڑے اور مفت کتابیں بھی دی جاتی ہیں۔ آج بھی حیدر آباد شہر میں ایک پرائمری سکول اور ایک ہائی سکول اس انجمن کے تحت چل رہا ہے۔ جہاں قوم کے بچوں کو مفت دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے۔

مرحوم آخری دم تک ارائیں برادری کی فلاح و بہبود کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہے قوم کے بوڑھے، اپاہج، یتیم بچوں اور بیواؤں کو یہ تنظیم باقاعدہ طور پر وظیفہ دیتی ہے، تا یہ لوگ محتاج نہ رہیں اور باعزت زندگی بسر کرسکیں اور اس تنظیم کی کوششوں کی وجہ سے حید میں مقیم برادری کے چالیس ہزار افراد میں سے کوئی بھکاری یا جرائم پیشہ فرد نہیں جو ایک مثال ہے۔ موصوف بڑے مخلص اور انسان دوست شخصیت کے حامل تھے۔ آپ فرماتے کہ قوم نے انہیں صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب کر کے جو اعزاز بخشا ہے۔ انشاءاللہ تا حیات کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھیں گے آپ حیدر آباد کے جس علاقے سے منتخ ہوئے تھے وہ حیدر آباد کا سب سے پسماندہ علاقہ تھا۔ جہاں صحت و صفائی، پانی ضروریات زندگی کی کمی کے علاوہ تعلیمی سہولتوں کا بھی فقدان تھا۔ مگر آپ کی کوشش اس حلقہ کے عوام کے بہت سے مسائل کو حل کیا جا چکا ہے۔ آپ کی کوششوں سے ا کتاب بنام "ارائیں خاندان سے تعارف" شائع ہو چکی ہے۔ وہ اکثر فرماتے تھے کہ م دروازہ ہر ضرورت مند کے لئے چوبیس گھنٹے کھلا ہے۔ انہوں نے زندگی عوام کی فلا

Marfat.com

بہبود کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ منیر احمد صوبائی تعصب کے سخت مخالف تھے اور فرماتے تھے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ آپ نے پاکستان کو صحیح اسلامی مملکت بنانے کے لئے آخری دم تک کوشاں رہنے کا عزم صمیم کر رکھا تھا۔

وہ اچانک ۱۱ اپریل ۱۹۷۴ء کو قومی شاہراہ پر ٹریفک کے حادثہ کا شکار ہوئے جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ خدمت خلق آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔ ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی پسماندگان میں شامل ہیں۔

آپ نے لطیف آباد (حیدر آباد) میں پرائمری اور مڈل سکول قائم کرانے میں مرکز تنظیم رائیاں کی مناسب رہنمائی کی، افسوس کہ آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور بہت سا پروگرام باقی رہ گیا۔

قدرت اللہ شہاب

آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا اور وہ گلگت کے گورنر تھے۔ اور اس سے پہلے کچھ عرصہ تک علی گڑھ یونیورسٹی میں انگریزی، عربی، فلسفہ اور حساب کے لیکچرار بھی رہے تھے۔

شہاب صاحب ۱۹۲۰ء میں گلگت میں پیدا ہوئے۔ تعلیم سری نگر اور جموں میں حاصل کی جب وہاں پلیگ کا زور ہوا تو آپ کے والد صاحب نے آپ کو اپنے آبائی گاؤں چمکور صاحب ضلع انبالہ میں بھیج دیا۔ وہاں خالصہ ہائی سکول سے میٹرک پاس کیا۔ پھر جب ایف۔ ایس۔ سی اور بی۔ ایس۔ سی کے امتحانات پرنس آف ویلز کالج جموں سے دیئے۔ اسی زمانہ میں انگلستان کی ایک علمی انجمن نے انگریزی مضمون نویسی کا ایک بین الاقوامی مقابلہ منعقد کیا۔ شہاب صاحب نے بھی ۵۰ صفحے کا ایک مضمون بھیج دیا۔ کوئی ۱۹ ہزار مضامین جن سے ان کا مضمون سب سے بہتر قرار دیا گیا اور انہیں اوّل انعام ملا۔ اس موقع پر قائد اعظم، مسٹر گاندھی اور پنڈت نہرو کے علاوہ دیگر ممالک کے مشاہیر نے بھی انہیں مبارکباد کے خط لکھے۔

بی۔ ایس۔ سی کے بعد انہوں نے سائنس چھوڑ کر گورنمنٹ کالج ۔ بور سے انگریزی ادب میں ایم۔ اے کیا اور ۱۹۴۱ء میں آئی۔ سی۔ ایس کے مقابلے میں کامیاب ہوئے ملازمت کا آغاز صوبہ بہار سے ہوا۔ لیکن جونہی بنگال میں سیلاب اور قحط کی قیامت آئی۔ آپ نے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات وہاں منتقل کروالیں۔ اس کے بعد دو سال اڑیسہ میں رہے آزادی کے بعد جب کشمیر کی جنگ شروع ہوئی تو آپ آزاد کشمیر چلے آئے اور سیکرٹری جنرل

Marfat.com

کا عہدہ سنبھال کر آزاد کشمیر کی پہلی حکومت کی تنظیم و تشکیل میں نمایاں حصہ لیا۔ کشمیر کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا تو آپ مزید تعلیم کے لئے ہالینڈ چلے گئے۔ وہاں ایک برس رہ کر ۱۹۵۲ء میں واپس آئے راستے میں حج کا فریضہ ادا کیا۔ اس کے بعد تین عمرے بھی کر چکے ہیں۔

۱۹۵۴ء میں گورنر جنرل کے سیکرٹری مقرر ہوئے اور قومی سیاست کا زیر و بم دیکھتے ہوئے ۱۹۶۲ء تک صدر مملکت کے پرنسپل سیکرٹری رہے۔ پھر ۱۹۶۳ء کے اخیر میں پاکستان کے سفیر بنا کر ہالینڈ بھیج دیئے گئے۔ آج کل آپ مرکزی محکمہ تعلیم کے سیکرٹری ہیں۔ آپ تقسیم ملک کے بعد کچھ عرصہ تک صنعتوں کے ڈائریکٹر بھی رہے۔

آپ اپنی تخلیق "ماں جی" کو اپنا شاہکار سمجھتے ہیں۔ آپ کی کتاب "یا خدا" جو ۱۹۴۷ء کے انسانیت سوز زدلیوں کا ایک رخ ہے بہترین کتاب ہے اور اپنے موضوع پر بلا مبالغہ بڑا شاہکار ہے۔ رائٹرز گلڈ کے بانی آپ ہی ہیں۔ اس طرح آپ نے گویا ادیبوں کی تنظیم کر کے ان کے لئے مستقبل کی تابناکی کے مواقع فراہم کئے۔ ان کی تحریر اور تقریر دونوں ہی بہت سحر آفرین ہیں آپ پکے نمازی ہیں اور معاشرہ میں اسلامی اقدار کے استحکام کے خواہشمند ہیں۔ اسلام سے محبت کا اندازہ آپ کی اس ایک آرزو سے کر لیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"اس وقت سب سے بڑا انقلاب وہ ہاتھ لا سکتے ہیں جو انتظامیہ کو چلا رہے ہیں۔ میرا مفید مشورہ ہے کہ ملازمین حکومت کے "کریکٹر رول" میں اس شق کا اضافہ کیا جائے کہ نماز روزے کی پابندی کا کیا عالم ہے۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ ترقی دیتے وقت انتظامی صلاحیتوں کے برابر پابندی صوم و صلوٰۃ کو اہمیت دی جائے۔ جب کوئی شخص سرکاری ملازمت کے لئے درخواست دے اسے ابتداء ہی سے یہ احساس ہو کہ وہ ایک ایسی ریاست کا رکن بننے والا ہے جس میں ستھرا کردار اور نماز روزے کی پابندی اہمیت رکھتی ہے۔"

آپ نظام تعلیم میں بھی اسلامی انقلاب لانے کی خواہش مند ہیں اور آپ کا کہنا ہے کہ سیرت رسولؐ، تحریک پاکستان کے بنیادی فلسفہ اور اسلامی تاریخ کے بغیر نظام تعلیم سے ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ ۱۹۴۷ء میں جب آپ اڑیسہ میں ڈپٹی ہوم سیکرٹری تھے اور سری ہری کشن مہتاب وزیر اعلیٰ تھے، آپ نے ان کی کنفیڈینشل (خفیہ) بیگ سے وہ تحریر حاصل کر لی تھی جس میں کانگرس ہائی کمان نے مسلمانوں کی تباہی کی سکیم تیار کی تھی۔ یہ تحریر آپ

Marfat.com

نے دہلی جا کر قائد اعظمؒ کو دے دی اور انہیں پورا واقعہ بھی بتا دیا ۔ اس طرح آپ نے مسلمانوں کی بہبود اور مسلم لیگ کی وفاداری کی خاطر اپنے آپ کو انتہائی خطرہ میں ڈال دیا۔ پھر جب سری ہری کشن مہتاب نے اس تحریر کے گم ہونے کے متعلق پوچھا تو آپ نے صاف صاف اور سچ سچ ساری بات بتا دی ۔ اس سے آپ کے کردار کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کس قدر نڈر اور مخلص مسلمان ہیں ۔

آپ "ترقی پسند ادب" کی تحریک کے مخالف ہیں ۔ اس تحریک میں دین اور ملک کی تحقیر کا انداز شامل ہے ۔ جو آپ کو ہرگز پسند نہیں ۔

گورنر جنرل غلام محمد مرحوم کے سامنے "استعفا" کے کاغذات رکھنے کی کسی میں ہمت نہ ہوتی تھی اور کابینہ کے کہنے پر آپ نے ہی اس کٹھن ڈیوٹی کو ادا کیا ۔ چنانچہ جب غلام محمد مرحوم اس پر یکلخت برہم ہو گئے اور کابینہ کے ارکان کو گالیاں دینے لگے ۔ آپ نے کہا ۔

" اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے ۔ اگر آپ نے از خود استعفیٰ نہ دیا تو کابینہ آپ کو برطرف کر دے گی ۔"

اس پر غلام محمد نے اپنے استعفاء پر دستخط کر دیئے ۔ اور جس کام کو سرانجام دینے سے ہر شخص ڈرتا تھا اسے آپ نے نہایت وقار سے ادا کیا ۔

آپ کردار ، قابلیت اور صلاحیتوں کے اعتبار سے منفرد مقام کے حامل ہیں اور آپ کی ادبی سیاسی اور انتظامی خدمات کا ہر کسی کو اعتراف ہے ۔ آپ یحییٰ خاں کے عہد صدارت میں حالات کے ناساعد ہونے کی وجہ سے لندن چلے گئے ۔ آپ نے ایک عرب اور ایک انگریز کا روپ بدل کر اسرائیل کی جاسوسی بھی کی ہے جو انتہائی خطرناک اور کٹھن کام ہے

آپ نے اہلیہ کی وفات پر جو نوحہ لکھا ہے وہ درج ذیل ہے اس سے انکی قادر الکلامی کا پتہ چلتا ہے ۔

"نیا گھر"

اک نیا گھر بسا لیا تُو نے　　ہم سے دامن چھڑا لیا تُو نے

Marfat.com

دل کی جنت میں حور ہے نہ قصور
دعوئے بے رنگ، دار بے منصور
خالی خالی سی رات کی باہیں
شیشہ بے تاب، چاندنی بے نور
جانے کیا چرا لیا تُو نے!
اک نیا گھر بسا لیا تُو نے

چھا گئے ظلمتوں کے لات و منات
کیا ہوئی کائناتِ ذات و صفات
بے عصا طور پہ کھڑا ہے کلیم
نہ تجلی نہ جستجو نہ بات
کچھ تو ہے جو اڑا لیا تُو نے
اک نیا گھر بسا لیا تُو نے

تازہ تازہ سی تیرگی کا سماں!
میٹھی میٹھی سی آگ، ہلکا دھواں
موتیوں کی لڑی میں تنہائی
سنگریزوں میں گمشدہ سا نشاں
مَیں نے ڈھونڈا تھا، پا لیا تُو نے
اک نیا گھر بسا لیا تُو نے

موج در موج خاک کا انبار
مور و ملخ و ملائکہ کی قطار
ایک تابوت نقدِ جاں کے عوض
ڈولی دلھن کی، ساتھ چار کہار
راز جینے کا پا لیا تُو نے
اک نیا گھر بسا لیا تُو نے

کیا وہاں بھی فساد اُٹھتے ہیں؟
آگ لگتی ہے؟ سانس گھٹتے ہیں؟
کیا وہاں بھی برات آئی تھی؟
کیا وہاں بھی سہاگ لُٹتے ہیں؟
جانے کیا کیا پتہ لیا تُو نے
اک نیا گھر بسا لیا تُو نے

Marfat.com

خیر تیری، ترے مکاں کی خیر
تہمتِ آرزوئے جاں کی خیر
ہم تو پھر بھی زباں رکھتے ہیں
یا خدا میرے بے زباں کی خیر

اک نیا گھر بسا لیا جس نے
ہم سے دامن چھڑا لیا جس نے

میاں محمد شفیع ایم اے

(المعروف بہ م۔ش)

میاں محمد شفیع ضلع جالندھر کے ایک متوسط درجے کے کسان گھرانے میں پیدا ہوئے اور انہوں نے انگریزی اور پولیٹیکل سائنس کے مضامین میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ طالب علمی کے زمانے میں جہاں وہ انٹر کالجیئٹ ارائیں ایسوسی ایشن کے سیکرٹری تھے وہاں انٹر کالجیئٹ مسلم برادر ہڈ کے صدر بھی تھے۔ انٹر کالجیئٹ مسلم برادر ہڈ کے زیر اہتمام پہلی مرتبہ ۱۹ مارچ ۱۹۳۸ء میں یوم اقبالؒ منایا گیا تھا۔ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام بھی میاں محمد شفیع کی زیر صدارت عمل میں لایا گیا۔ آپ پنجاب مسلم لیگ کے جس کے صدر حضرت علامہ اقبالؒ تھے پبلسٹی سیکرٹری بھی تھے۔ آپ نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز ہفتہ وار "الراعی" میں مضمون نویسی سے کیا۔ آپ جب ایم۔اے کے فارمن کرسچن کالج میں طالب علم تھے تو آپ روزنامہ "زمیندار" کے عملہ ادارت سے بھی منسلک تھے۔ آپ کو حضرت اقبالؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری بننے کا بھی شرف حاصل ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ کی علالت کے آخری ایام میں آپ نے جاوید منزل میں قیام اختیار کر رکھا تھا۔

تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میاں محمد شفیع نے "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں جو کہ اس دور کا ایک وقیع اخبار شمار ہوتا تھا انگریزی صحافت کا آغاز کیا اور چند سالوں کے بعد آپ اس کے چیف رپورٹر بن گئے۔ آپ نے اس حیثیت میں مسلم لیگ کے کاز کی جس شد و مد سے حمایت کی۔ اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ قائد اعظم کے مخالفین نے یہ کہہ کر ان پر فتویٰ لگانے کی کوشش کی کہ انہوں نے ایک غیر مسلمہ کو اسلام قبول کرائے بغیر اپنے حبالۂ عقد میں شامل کر لیا تھا۔ میاں محمد شفیع نے "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کی پرانی فائلوں کی

Marfat.com

ورق گردانی کر کے اس خبر کو ڈھونڈ نکالا جس میں کہا گیا تھا کہ مس رتن نے اسلام قبول کرنے کے بعد مسٹر جناح سے نکاح کیا۔ میاں شفیع نے اس خبر کو "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں دوبارہ شائع کر کے مسلم لیگ کے مخالفوں کے جھوٹ کا پول کھول دیا۔

جب "سول اینڈ ملٹری گزٹ" پر سکھوں کا قبضہ ہوا تو میاں صاحب "سول" سے علیحدہ ہو کر "نوائے وقت" سے منسلک ہو گئے۔ اس کے بعد قائد ملت لیاقت علی خاں نے آپ کو مسلم لیگ کے انگریزی اخبار "ڈان" دہلی کا شمالی ہند کے لئے چیف رپورٹر مقرر کر دیا۔ آپ نے اس حیثیت میں بعض معرکۃ الآرا کارنامے انجام دیئے۔ جس میں تیس روز تک "زیر زمین" رہ کر پنجاب مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی کی "ڈان" کے لئے مکمل رپورٹنگ شامل ہے۔ جب لاہور سے مسلم لیگ کی حمایت کے لئے "پاکستان ٹائمز" کا اجرا ہوا تو آپ پہلے روز ہی سے اس کے چیف رپورٹر مقرر ہوئے۔ پنجاب میں خضر حیات نے وزارت سے استعفٰی دیا تو میاں محمد شفیع کو ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت گرفتار کر کے سنٹرل جیل ملتان میں بھیج دیا گیا۔ آپ جیل سے اس روز رہا ہوئے جس روز پاکستان کی آزادی کا آفتاب طلوع ہوا۔

۱۹۵۱ء میں آپ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ آپ نے ان انتخابات میں جو نیابت بالغاں کے اصول پر ہوئے تھے، ریکارڈ ووٹ حاصل کئے اور پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ تحریک ختم نبوت میں آپ کو شاہی قلعہ میں نظر بند رکھا گیا۔ جیل سے رہا ہونے کے بعد آپ حزب اختلاف کے بنچوں پر جا بیٹھے اور حزب اختلاف پارٹی کے جس کے لیڈر میاں عبدالباری تھے، سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ جب ون یونٹ اسمبلی کے انتخابات ہوئے تو آپ ساہی وال سے دوبارہ منتخب ہوئے اور بدستور حزب اختلاف کے بنچوں کو زینت بخشتے رہے۔

میاں محمد شفیع نے افریقہ، ایشیا اور یورپ کے مختلف ممالک میں کشمیر کا کیس واضح کرنے کے لئے میر واعظ محمد یوسف کے ساتھ طویل دورہ کیا۔ حکومت نے آپ کی ان خدمات پر بطور خاص خط کے ذریعے اظہار استحسان کیا۔

میاں محمد شفیع ان دنوں ماڈل ٹاؤن لاہور میں مقیم ہیں۔ ان کے بڑے بھائی کپتان الحاج غلام محمد اور چھوٹے بھائی بریگیڈیئر کے ایم خالد ڈائریکٹر جنرل مغربی پاکستان رینجرز ہیں۔ میاں محمد شفیع کے بیٹے اور بیٹیوں کی تعداد گیارہ ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کی والدہ بقید حیات ہیں۔

Marfat.com

میاں محمد شفیع "م۔ش" کے قلمی نام سے پاکستان کے مشہور اردو اخبار "نوائے وقت" میں اپنا کالم لکھتے ہیں جسے لوگ ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد انوار الحق

صنعت و ترقی معدنیات اور فنی تعلیم میں آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

آپ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۴ء کو موضع بسائریاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ چوہدری مراد بخش ذیلدار کے تیسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نے بی۔ ایس سی آنرز۔ ایم۔ ایس سی (کیمیا) کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۳۵ اور ۱۹۳۶ء میں امتیازی حیثیت سے حاصل کی اور محکمہ کسٹمز (گورنمنٹ آف انڈیا) میں ۱۹۳۷ میں ملازمت شروع کی۔ مابعد پنجاب یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر ہوئے اور پھر ۱۹۳۸ میں محکمہ صنعت و حرفت پنجاب میں کلیدی عہدہ کے لئے چنے گئے۔ دوسری جنگ عظیم میں آپ بطور ایڈمنسٹریٹو آفیسر نارورن ایریا اپنے فرائض منصبی ادا کرتے رہے۔ ۱۹۴۵ میں آپ فنی تعلیم کے حصول کے لئے امریکہ تشریف لے گئے۔ میٹلرجیکل انجینئرنگ، کیمیکل انجینئرنگ اور مائننگ انجینئرنگ میں علاوہ ایم۔ ایس سی، پی۔ ایچ۔ ڈی اور ڈی۔ ایس سی کی ڈگریوں کے پروفیشنل انجینئرنگ کا اعزاز حاصل کیا۔ پاکستان بننے پر آپ محکمہ صنعت اور ترقیاتی معدنیات کی کلیدی پوزیشنوں پر کام کرتے رہے ہیں۔ صنعتی ترقیاتی کارپوریشن میں آپ نے کیمیکل اور کیمیاوی کھاد کے کارخانہ جات قائم کئے۔

آپ کی ساٹھ سے اوپر صنعت اور معدنی ترقیات پر تصانیف ہیں جو بہت مقبول ہیں اور بعض تو بیرون ملک یونیورسٹی نصاب میں شامل ہیں۔ آپ ستمبر ۱۹۶۹ء کو ریٹائر ہوئے اور آج کل پنجاب یونیورسٹی شعبہ کیمیکل انجینئرنگ ٹیکنالوجی کے گورننگ باڈی کے ممبر ہیں اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں محکمہ کیمیکل انجینئرنگ اور میٹلرجیکل انجینئرنگ میں مشیر خاص ہیں اور انسٹیٹیوٹ آف کیمیکل انجینئرنگ کے رسالہ کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

آپ نے ۱۹۶۲ء میں ایل ایل بی کا امتحان بھی پاس کیا۔ آپ ترقی یافتہ ممالک کے فنی اداروں کے رکن ہیں۔

Marfat.com

چوہدری عبدالعزیز خالد

(انکم ٹیکس کمشنر۔ لاہور)

آپ ۱۴ر جنوری ۱۹۲۷ء کو پرجیاں کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پانچویں سے دسویں تک ننگل انبیار تحصیل نکودر میں رہے جو ان کے گاؤں سے چار میل کے فاصلے پر تھا۔ پیدل آتے جاتے کیونکہ سائیکل خریدنے کی استطاعت نہ تھی۔ یہ زمانہ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۴ء تک کا ہے۔

۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر اقبالؒ کے انتقال پر جب ان کے ادب دوست استاد چوہدری رحمت علی نے علامہ صاحب کی وفات کا اعلان کر کے سکول بند کیا، اس دن سے ڈاکٹر صاحب مرحوم سے اُن کی آشنائی و اُلفت کا آغاز ہوا اور ان کے کلام نے آئندہ زندگی پر گہرا اثر ڈالا۔

۱۹۴۴ء سے ۱۹۵۰ء تک کا زمانہ اسلامیہ کالج لاہور میں بسر ہوا۔ کالج میں ان کے مضامین ریاضیات، معاشیات، اسلامیات، فارسی، انگریزی اور اردو تھے۔ فارسی میں آنرز اور ایم اے معاشیات میں کیا۔

دسمبر ۱۹۵۰ء سے موجودہ سرکاری ملازمت کا آغاز ہوا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکم ٹیکس کمشنر کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں۔ نہایت ذہین، ایماندار، فرض شناس اور ہمدرد عوام ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک بہت بلند پایہ شاعر بھی ہیں۔ آپ کی تصانیف نے میدانِ سخن میں بہت بڑا نام پیدا کیا ہے۔ رسالہ سیارہ میں ایک بہت ضخیم نمبر (تقریباً ساڑھے گیارہ سو صفحات پر مشتمل عبدالعزیز خالد نمبر نکلا جس میں پاک و ہند کے بہترین شعرا اور نقادوں نے آپ کے کلام کی مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے خوب داد دی ہے۔ تصانیف درج ذیل ہیں۔

(۱) فارقلیط — (۲) منحمنا

(۳) دشت شام — (۴) کفِ دریا

(۵) مزمور میر مغنی — (۶) کلک موج

(۷) زنجیرِ رم آہو — (۸) برگِ خزاں

Marfat.com

(۹) دوکانِ شیشہ گر	(۱۰) ورقِ ناخواندہ
(۱۱) لحنِ حریر	(۱۲) گلِ نغمہ
(۱۳) غزل الغزلات	(۱۴) سلویٰ
(۱۵) سرودِ رفتہ	(۱۶) پروازِ عقاب
(۱۷) زرداغِ دل	(۱۸) ماتم یک شہرِ آرزو
(۱۹) خروشِ خُم	(۲۰) ہوچی منہ کا منظوم ترجمہ

رسالہ 'الراعی' لاہور، مئی ۱۹۶۲ء میں ان کے ایک ہم جماعت جناب عبدالقدیر شک نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ان کا مختصر تعارف کرایا ہے :۔

"عبدالعزیز خالد نے ہمارے نمائندے کو بتایا کہ وہ شروع ہی سے کھیل کود کے عادی نہیں تھے بچپن میں بھی ان کا سارا وقت کتابوں کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔ معیاری علمی کتابیں اس دور میں بھی ان کی بہترین دوست تھیں۔"

مطالعہ کی یہ عادت عبادت کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ ایک بڑا افسر ہونے کے باوجود آپ کے پاس ایک بہترین لائبریری ہے۔ ۱۹۵۲ء کے بعد ان کی زندگی کا زیادہ عرصہ کراچی میں بسر ہوا اور اسی شہر میں شادی ہوئی۔ عبدالعزیز خالد تین بچوں کے باپ ہیں اور یہ مختصر سا گھرانہ سکون کی زندگی بسر کرتا ہے۔

عبدالعزیز خالد ایک بلند پایہ شاعر ہونے کے علاوہ پاکستان کے مشہور زبان دان ہیں۔ انہیں نہ صرف اردو، فارسی اور عبرانی زبان پر دسترس حاصل ہے بلکہ انہوں نے عبرانی، ارمی اور یونانی زبانوں تک کے لوک ادب کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ یونانی زبان کی معروف شاعرہ سیفو کے اشعار کا منظوم ترجمہ 'گلِ نغمہ' ان کی زبان دانی کی بہترین مثال ہے۔ یہ معروف شاعر بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔

Marfat.com

(۱۵۱) نذیر احمد چودھری

آپ کے والد کا نام چودھری شاہ محمد اور وطن موضع رسالپور کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر ہے آپ نے ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول نکودر سے میٹرک اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔ اے ریاضی فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن لے کر پاس کیا۔ اس کے بعد ایم۔ اے (اقتصادیات) کی فرسٹ کلاس ڈگری بھی حاصل کی۔

آپ ۱۹۴۹ء تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ ریاضیات میں بطور پروفیسر کام کرتے رہے اس کے بعد سٹیٹ بنک آف پاکستان میں اعداد و شمار بیانات (STATISTICS) کے شعبہ کے نگران مقرر ہوئے۔ آپ نے بنکاری کے سلسلے میں دہلی، بنکاک اور لندن میں متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی ہے اور پاکستان شماریاتی ایسوسی ایشن کی کراچی برانچ کے صدر بھی رہے ہیں۔ ان علمی خدمات کے صلہ میں آپ کو ۱۹۶۶ء میں اسٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے "مظفر گولڈ میڈل" دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ڈائریکٹر شماریات سٹیٹ بنک آف پاکستان سنٹرل ڈائریکٹوریٹ کراچی رہے ہے۔ آج کل آپ نے اپنی خدمات انڈونیشیا کے سپرد کی ہوئی ہیں۔

(۱۵۲) عبدالغفور چودھری

آپ کے والد کا نام حاجی عبداللطیف ہے۔ آپ ۵ نومبر ۱۹۰۹ء کو موضع رسولپور کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن پھلور ضلع جالندھر تھا۔ تعلیم پہلے گورنمنٹ کالج لاہور میں حاصل کی۔ پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی (فزکس) کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد لندن یونیورسٹی سے بی۔ اے آنرز کی ڈبل ڈگری حاصل کی اور ٹیچرز ڈپلوما کا امتحان پاس کیا۔

ملازمت پہلے ٹیچرز ٹریننگ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۴۹ء تک کی۔ اس کے بعد پروفیسر سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۱ء تک رہے پھر پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج لائل پور ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۲ء تک رہے اور پھر سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ ویسٹ پاکستان ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کے عہدہ پر فائز رہے۔

Marfat.com

آپ اسلامی نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم پر متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ محکمہ تعلیم پنجاب نے آپ کی تصنیف کردہ متعدد کتابیں منظور کر کے رائج کیں۔ آپ ۱۵۔ اے سانڈہ روڈ لاہور میں مقیم ہیں۔

(۱۵۲) ڈاکٹر میاں امداد حسین

آپ ۲۱ مارچ ۱۹۰۰ء کو دیہ بلاسور تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام خانصاحب میرا خان تھا۔

آپ نے میٹرک اور بی۔ اے خالصہ کالج امرتسر سے پاس کیا اور ایم۔ اے (انگلش) گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کر کے عازم انگلستان ہوئے۔ وہاں ایڈنبرا یونیورسٹی سے ۱۹۲۴ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی ان انگلش لٹریچر کی ڈگری حاصل کر کے واپس انڈیا تشریف لائے۔ ۱۹۲۴ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے لیکچرر مقرر ہوئے اور ۱۹۴۰ء تک اس کالج میں کام کیا۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۲ء تک اسلامیہ کالج پشاور میں بطور انگریزی لیکچرار کام کیا۔ ۱۹۴۲ء میں آگرہ تشریف لے گئے وہاں آگرہ کالج میں بطور پروفیسر انگریزی کام کیا۔ ۱۹۴۶ء میں آپ نے اپنی خدمات گورنمنٹ آف انڈیا نیو دہلی کو بطور اسسٹنٹ ایجوکیشن ایڈوائزر سپرد کر دیں۔

تقسیم ملک کے بعد ۱۹۴۷ء میں پاکستان گورنمنٹ نے آپ کی خدمات حاصل کر کے بطور اسسٹنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر اور اتاشی ایمبیسی پاکستان واشنگٹن ڈی۔ سی (یو۔ ایس۔ اے) مقرر کیا اور وہاں آپ ۱۹۵۲ء تک رہے۔

۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک کراچی میں بطور ڈپٹی ایجوکیشنل ایڈوائزر ٹو گورنمنٹ آف پاکستان کام کیا پھر ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۹ء تک لندن (انگلینڈ) میں بطور ڈپٹی ایجوکیشنل ایڈوائزر متعین رہے۔ ۱۹۵۹ء میں آپ واپس وطن تشریف لائے اور ۱۹۶۰ء تک اسی حیثیت سے کام کیا۔

۱۹۶۰ء میں آپ کو گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور ہیڈ آف انگلش ڈیپارٹمنٹ چنا گیا، جہاں آپ اب تک کام کر رہے ہیں۔ آپ بڑے قابل، محنتی اور شریف الطبع انسان ہیں۔ آپ کا شمار پاکستان کے چوٹی کے انگریزی دانوں میں ہوتا ہے نیز انگریزی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری

Marfat.com

پاکستان بھر میں صرف دو تین آدمیوں کے پاس ہی ہے۔

عبدالحمید امر

آپ ایک مشہور پنجابی شاعر ہوئے ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں ضلع امرتسر کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے لاہور میں آکر میٹرک، پنجابی فاضل اور منشی فاضل پاس کیا پھر ہومیوپیتھی میں دسترس حاصل کی۔ استاد محمد رفیق محجوب کو اپنا استاد بنایا۔ انہیں کے ہاں رہتے تھے۔ بادامی باغ واٹر ورکس میں بھی کام کیا کرتے تھے اور ڈرین صاحب جو انچارج تھا انہیں بہت پسند کرتا تھا وہ انہیں انگلینڈ بھی لے جانا چاہتا تھا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔

آپ نے بزم وارث، پنجاب پرہیا، پنجابی دربار وغیرہ کی بنیاد رکھی اور بڑے کامیاب مشاعرے کرائے۔ رائٹرز گلڈ کے ممبر ہوئے۔ مجلس حسینؓ کی بنیاد رکھی۔ پنجابی ادبی سنگت کے مشاعروں کی روح رواں رہے۔ آپ کا کلام امروز، ملت، سفینہ، مجاہد، ہلال پاکستان پنجابی، پنجابی ادب، میں شائع ہو رہا ہے۔

(۱۵۴) پروفیسر محمد رفیع انور

آپ کی تاریخ پیدائش ۱۹ اپریل ۱۹۲۱ء ہے۔ آپ نے ۱۹۴۴ء میں ایم اے (سیاسیات) پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ اس کے بعد مختلف سرکاری محکموں سے منسلک رہے۔ ۱۹۴۹ء میں مرے کالج سیالکوٹ میں سیاسیات کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں گورنمنٹ کالج منٹگمری میں بطور لیکچرار تقرر ہوا۔

۱۹۵۵ء میں مانچسٹر یونیورسٹی میں بسلسلہ تعلیم گئے اور ۱۹۶۰ء میں وہاں سے ایم۔ اے (سیاسیات) کر کے وطن واپس آکر گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور لیکچرار سیاسیات کام شروع کیا۔ ۱۹۶۲ء میں ان کا انتخاب بطور پروفیسر سیاسیات ہو گیا اور اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ سیاسیات سے منسلک رہے۔ ۱۹۶۶ء میں ان کا انتخاب بطور سینئر پروفیسر سیاسیات ہوا۔ اور گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور صدر شعبہ سیاسیات متعین ہو گئے۔ آجکل آپ گورنمنٹ کالج میں

Marfat.com

میں پرنسپل کے عہدہ پر ترقی دے کر تبدیل کر دیا گیا ہے۔

شہرت اور سیاسیات پر مندرجہ ذیل کتابوں کے مصنف ہیں جن کو مکتبہ کارواں کچہری روڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔

شہرت اور سیاست حصہ اوّل و دوم۔ اس کتاب میں خواجہ محمد اسلم پرنسپل اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور آپ کے ساتھ شامل ہیں۔ (۲) دساتیر (انگریزی) ۳. تحریک قیام پاکستان

(۱۵۵) چودھری شیر محمد

آپ تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے ایک گاؤں رشو پور کلاں میں ۴ اپریل ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر اور امتحان میٹرک فرسٹ ڈویژن میں اپنے ہائی سکول بورڈ والے سے ۱۹۴۶ء میں پاس کیا۔ ۱۹۵۰ء میں بی۔ ایس سی (آنرز) گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا۔ ایم۔ اے (شماریات) گورنمنٹ کالج لاہور اور شعبہ شماریات پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۵۲ء میں فرسٹ ڈویژن اور فرسٹ پوزیشن لے کر پاس کیا۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور لیکچرار مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۶۳ء سے آپ اسی کالج میں بطور پروفیسر شماریات تعینات ہیں۔ آپ بڑے شریف النفس، محنتی اور قابل آدمی ہیں اور ملک کی خدمت کے متمنی۔

(۱۵۶) پرویز۔ اے شامی

آپ کا پورا نام پرویز احمد تخلص شامی، اردو اور انگریزی دونوں کے ادیب اور شاعر ہیں انگریزی کلام نثر و نظم روزنامہ ڈان کراچی میں ۱۹۵۶ء تا ۱۹۶۹ء چھپتا رہا اور چیدہ چیدہ اصلاحی اور سماجی مضامین انگریزی کتاب ASSORTED THOUGHT CREEPAND-HOT اس کتاب پر فیلڈ مارشل جناب محمد ایوب خاں صدر پاکستان نے نقد انعام عطا فرمایا۔ اور ان کے سیکرٹری نے کتاب لکھنے پر مبارکباد پیش کی۔

آجکل سندھ یونیورسٹی میں شعبہ تعلیم میں ریڈر یا اسسٹنٹ پروفیسر کلاس اوّل ریلکشن

Marfat.com

ڈیڈ ہیں۔ آپ گورنمنٹ کالج لاہور کے گریجوایٹ، سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے بی ٹی اور نارنس کالج گھوڑا گلی میں ہیڈ ماسٹر بھی رہے ہیں۔ بعد میں ٹیچرز کالج کولمبیا نیویارک امریکہ سے شعبہ تعلیم میں ایم۔ اے فرسٹ ڈویژن میں کیا۔ گورنمنٹ آف پاکستان کی سفارش پر امریکی وظیفہ پر ۱۹۶۲ء تا ۱۹۷۰ء میں امریکہ رہے۔ ۱۹۴۵ء سے پہلے گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کو ان کے آبائی وطن قصبہ ترنتارن ضلع امرتسر کا تین سال کے لیے میونسپل کمشنر نامزد کیا۔

آپ کے والد مرحوم کو خان بہادر کا خطاب تھا اور آسام بنگال میں بہ سب انجنیئر تھے۔ ریٹائرمنٹ پر ایک ماڈرن قسم کا فروٹ فارم قائم کیا اور دس سال تک نامزد میونسپل کمشنر بھی رہے۔ آپ کا پورا نام خان بہادر میاں ہیرا خاں تھا۔

آپ کے دو بڑے بھائی ہیں (۱) ڈاکٹر میاں امداد حسین ہیڈ ڈیپارٹمنٹ آف انگلش گورنمنٹ کالج لاہور۔

(۲) میاں غلام حسین مرحوم سابق ایکس۔ ای۔ این ریلوے ملتان۔

(۱۵۷) میاں منظور احمد

آپ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فاضل عربی، ایم۔ اے عربی (گولڈ میڈلسٹ) ایم اے علوم اسلامیہ (گولڈ میڈلسٹ) اور فاضل دیوبند ہیں۔ فن تفسیر و حدیث میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کے شاگرد خاص اور فن خطابت میں خاص ملکہ ہے۔ آجکل جامع سیکرٹریٹ لاہور کے خطیب بھی ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں پروفیسر کے عہدہ پر تعینات تھے۔ اب آپ کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں حدیث کے پروفیسر کے طور متعین کیا گیا ہے۔

سیالکوٹ سے جانب مشرق تقریباً دس گاؤں ارائیوں کے آباد ہیں۔ موضع درگانوالی انہی میں سے ایک ہے۔ اس گاؤں کی غالب آبادی ارائیوں کی ایک گوت ہانسی پر مشتمل ہے افراد خاندان مختلف محکموں میں ملازم ہیں۔ اکثر افراد کاشتکار ہیں۔ میاں منظور احمد ایم۔ اے کا تعلق اسی گاؤں کی ارائیں برادری سے ہے۔

Marfat.com

پنج دریا اور لہراں میں شائع ہوتا تھا۔ آپ ہفت روزہ پنجاب اور ماہوار پنجابی ادب اور لہراں کے ایڈیٹر بھی رہے۔

آپ بڑے ہنس مکھ، ملنسار اور خوبصورت جوان تھے اور ہر مجلس میں بڑی عزت سے بلائے جاتے تھے۔ ۲۱ جنوری ۱۹۶۸ء کی شام کو سانده جاتے ہوئے ایک ریہڑے سے ٹکر ہوگئی سکوٹر سے گر گئے اور اسی حادثہ میں گنگا رام ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ آپ کی قبر پر پنجابی سب یکین رائٹرز گلڈ نے پھولوں کی چادر چڑھائی۔ پنجابی زبان اور اس کی شاعری پر آپ کے بہت سے احسانات ہیں۔

(۱۲۵) چودھری محمد اسلم سلیمی

آپ ہندوستان میں ریاست کپورتھلہ کے گاؤں مونڈی چودھریاں میں ۷ جنوری ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد سے گوجرانوالہ میں سکونت پذیر ہیں۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن حکیم، حدیث شریف، فقہ اور اسلامی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ آپ ایک بہترین مقرر بھی ہیں۔

۱۹۴۶ء میں تحریک اسلامی سے روشناس ہوئے اس وقت سے اب تک جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں اور انتھک کارکن ہیں۔ صائب الرائے، ذہین اور جرأت مند ہیں۔ حق بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ ۱۹۵۲ء سے مختلف اوقات میں جماعت اسلامی کے شہری اور ضلعی تنظیم کے امیر رہے ہیں۔ آجکل جماعت اسلامی پاکستان کے نائب قیم ہیں۔ آپ نے ایوبی آمریت کے زمانہ میں مادر ملت کی انتخابی مہم میں بہت اہم کام کیا ہے۔ تحریک کشمیر، جداگانہ انتخاب اور دستوری مہم میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں، کئی بار جیل یاترا بھی کی ہے ۱۹۶۳ء میں اجتماع لاہور کے موقع پر جب جماعت کے جلسہ میں حکومت کی طرف سے غنڈہ گردی کرائی گئی تھی اور اس کے چند ماہ بعد مرکزی مجلس شوریٰ کے تمام ارکان کے ساتھ چودھری صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور ساڑھے ۹ مہینے جیل میں رہ کر اکتوبر ۱۹۶۴ء میں رہا ہوئے۔ چودھری صاحب نے پاکستان تحریک جمہوریت میں شہری تنظیم کے صدر کی حیثیت سے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے جلسے جلوسوں اور تقریروں کے ذریعے سے آمریت کے خم

Marfat.com

کے قفر کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس دور میں دو بار قید و بند کی صعوبتوں سے گزرے لیکن اس مردِ آہن کے عزم اور استقلال میں کوئی کمی نہ آئی۔ دوسرے مارشل لاء کے بعد سیاسی سرگرمیاں بحال ہوئیں تو آپ نے سوشلزم کے خلاف مہم میں بھرپور حصہ لیا اور رائے عامہ کو بیدار کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا۔ آپ متعدد کتب کے مؤلف بھی ہیں۔ "اسلام یا سوشلزم" "معاشی مسائل اور ان کا حل"، "خاندانی منصوبہ بندی کیوں؟" "سید مولانا مودودی کے خلاف فتویٰ بازی کا جائزہ" اور "خلافت و ملوکیت اور علمائے اہل سنت" خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی نگرانی میں ایک ادارہ "اصلاحِ ملت" قائم ہے، جس کی زیر نگرانی ایک ہائی سکول چل رہا ہے۔ جس کا شمار شہر کے بہترین سکولوں میں ہوتا ہے۔ یہ اسکول ملت ہائی سکول کے نام سے مشہور ہے۔ چودھری صاحب ایک بے داغ ماضی کے حامل سیاست دان کی حیثیت سے معروف ہیں۔ آپ نے نائب قیم جماعت اسلامی کی حیثیت سے بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔

(۱۳۶) مولانا جان محمد بھٹو

آپ ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء کو ضلع سکھر کے گاؤں زندہ دیہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا محمد مبارک مرحوم علاقہ کے خدا ترس اور متوکل زمیندار تھے۔ آپ درس نظامی کے فارغ التحصیل بڑے ہی فاضل دین ہیں۔ آپ دینی اور سیاسی مسائل پر بصیرت رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ سندھی آپ کی مادری زبان ہے، اردو میں بھی اچھے مقرر ہیں۔ انگریزی کا پرائیویٹ مطالعہ کیا ہے آپ تحریک اسلامی کے انتھک کارکن ہیں۔ آپ نے تحریک کی اشاعت و تبلیغ دین کے لئے سندھی زبان میں کئی پمفلٹ تصنیف کئے ہیں۔ اسلام جی شروعات، دعوت فکر اور سوشلزم جی حقیقت قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں جماعت اسلامی کا مقصد، تاریخ اور لائحہ عمل اور تفہیم القرآن، سورہ بقرہ، آل عمران، نور کا ترجمہ بھی سندھی زبان میں شائع کیا۔ آپ کے پاس بیس ایکڑ زمین ہے اور اپنی زمین مزدوری پر کاشت کراتے ہیں۔ ادارہ تعمیر ملت منصورہ کے نائب صدر اور کام کے ذمہ دار ہیں۔ لہٰذا وہاں سے بھی الاؤنس ملتا ہے۔ مولانا صالح مزاج آدمی ہیں۔ تحریک کی چند ہی کتب سے اتنے متاثر ہوئے کہ جماعت اسلامی کے باقاعدہ رکن بن گئے۔ ۱۹۵۳ء میں مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے اور اس وقت جماعت اسلامی

Marfat.com

صوبہ سندھ کے نائب صدر رہے۔ ایک مومن کی زندگی کا نصب العین رضائے خداوندی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور خدا نے ہمیشہ اپنے نیک بندوں کو آزمایا ہے۔ مولانا صاحب بھی ایسے ہی مومن ہیں جنہیں رضائے خداوندی کے لئے آٹھ ماہ دس دن جیل یاترا کرنی پڑی۔ آپ عوام میں تعلیم پھیلانے کے لئے ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ آپ کے ہی مشورہ اور محنت و کاوش سے ادارہ تعمیر ملت شاہ ولی اللہ کالج اور مدرسہ البنات منصورہ، نیا مدرسہ نوابشاہ قائم ہوئے۔ تعمیر ملت شفا خانہ منصورہ بھی آپ کی عوام دوستی کا زندہ ثبوت ہے۔ آپ عوام کے بہی خواہ اور غم خواہ ہیں۔

آپ کی رائے میں اشتراکیت کے پروپیگنڈہ پر فوراً پابندی عائد ہونی چاہیئے۔

(۱۲۷) میاں محمد شوکت

آپ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے مولد و مسکن سرہند شریف کے قریب قصبہ بسی میں ایک خود کاشت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی خدا بخش مرحوم ہے وہیں سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی بعد ازاں متواتر تین سال مطالعہ میں مصروف رہے اور آپ نے قرآن حکیم حدیث شریف اور تاریخ اسلامی پر عبور حاصل کر لیا۔ تقسیم ملک کے بعد ۱۹۴۷ء میں ہندو مسلم فسادات میں آپ کے گھر کے لوگ شہید ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں قافلے کے ساتھ پاکستان پہنچے۔ تین سال لاڑکانہ میں قیام رہا پھر تین سال سکھر اور اس کے بعد آج تک حیدرآباد میں مقیم ہیں۔

۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ اور کانگرس کی کش مکش کے دوران جماعت اسلامی کی دعوت سے روشناس اور متاثر ہوئے اور اپنے علاقے میں تحریکی کاموں میں مصروف ہو گئے۔ آپ پر جوش اور مستعد کارکن ہیں۔ پاکستان میں آکر تحریکی کاموں کو ہر طبقہ تک پہنچا دیا ہے۔ ضلع سکھر کے امیر مقرر ہوئے تو اپر سندھ کے دور دراز دیہات تک تحریک کے لئے تین سال تک جانفشانی سے کام کیا۔ کاروبار کی وجہ سے حیدرآباد منتقل ہوئے تو جماعت کی امارت کی ذمہ داریاں آپ کے سر ڈال دی گئیں تو انہوں نے یہاں بھی تحریک کو عوام میں مقبول بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

Marfat.com

میاں محمد شوکت حیدرآباد کے عوامی اور مزدور حلقوں میں بڑے مقبول ہیں۔ آپ میونسپل کونسلر کی حیثیت سے ایک طویل عرصہ شہر اور اپنے علاقہ میں رفاہی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ متعدد تعلیمی، رفاہی اور دینی اداروں میں ذمہ دارانہ کام کیا اور آپ ادارہ تعمیر ملت حیدرآباد اور اسلامک ایجوکیشنل سوسائٹی کے ممبر ہیں۔

آپ نے لطیف آباد میں یونین کونسل کے زیراہتمام ایک لائبریری قائم کی ہے، جہاں ہندوپاکستان کے منتخب ناشروں کی شائع کردہ کتب کا نہایت اعلیٰ درجہ کا انتخاب موجود ہے۔ شہر حیدرآباد اور اپنے علاقہ کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ یہی آپ کی مستقل مصروفیت ہے۔

حیدرآباد کی شہری زندگی میں آپ کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ آپ نے ہمیشہ عوامی اور جمہوری تحریکوں کا ساتھ دیا۔ تحریک جمہوریت کی آپ نے ہی راہنمائی کی اور محترمہ فاطمہ جناح کے صدارتی الیکشن کے سلسلہ میں ساری مہم اپنی زیرنگرانی منظم کی۔

۱۹۵۸ء میں پہلی دفعہ مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں جب مجلس شوریٰ کے تمام ارکین کو ۹ ماہ کے لئے نظر بند کیا گیا تو آپ نے پابندیٔ سلاسل کے مصائب خندہ پیشانی سے برداشت کئے۔ اشتراکیت کے بارے میں آپ کی رائے بھی اپنے دیگر ساتھیوں سے مختلف نہیں۔ آپ کی عمر پچاس سال ہے، سادگی پسند ہیں۔ حیدرآباد میں بڑے اثر رسوخ کے مالک ہیں۔ عوام سے رابطہ اور ان کی مشکلات کا دور کرنا آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔

آپ جماعت اسلامی صوبہ سندھ کے سیکرٹری ہیں۔

چودھری محمد سلیم

آپ ۱۹۲۴ء میں جالندھر کے نواحی گاؤں فورپور میں ایک متوسط ارائیں خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد چودھری قطب الدین علاقہ کے بااثر زمیندار تھے جب تقسیم ہوا تو ہجرت کر کے ضلع سرگودہا میں آباد ہو گئے۔ آپ نے ۱۹۴۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد پرائیویٹ طور پر اسلام اور جدید علوم کا گہرا مطالعہ کیا۔ تعلیم سے فراغت پا کر فوج میں ملازمت

Marfat.com

کرلی

آپ نے ۱۹۴۷ء میں جماعت اسلامی کی طرف سے شروع کردہ اسلامی دستور کی مہم میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ تحریک کے نظریات کو سمجھنے کے بعد آپ ۱۹۵۱ء میں باقاعدہ رکن بنے۔ ۱۹۵۲ء میں ضلع سرگودھا کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے اور پچھلے سولہ سال سے اسی حیثیت سے پورے ضلع میں جماعت کو منظم کرنے کے لئے نمایاں کام کر رہے ہیں۔ آپ پہلے ۱۹۵۷ء میں پھر ۱۹۶۰ء میں تیسری بار ۱۹۷۰ء میں مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے۔ آپ رفاہی اور بہبود کے کام بڑی لگن سے کرتے ہیں۔ آپ نے بحالی جمہوریت اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں نمایاں کام کر کے عوام دوستی کا ثبوت دیا۔ آپ بہی خواہ اور ہمدرد رفیق ہیں۔ آپ کا نظریہ ہے کہ اشتراکیت کی تبلیغ پر پابندی ہونی چاہیئے۔

(۱۳۹) میاں طفیل محمد

۱۹۱۴ء میں ریاست کپورتھلہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے فرسٹ کلاس میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۲ء میں آپ نے ایف۔ ایس۔ سی (انجینئرنگ) فرسٹ کلاس میں پاس کر کے گورنمنٹ سکالرشپ حاصل کیا۔ ۱۹۳۵ء میں آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے فزکس میں آنرز کے ساتھ فرسٹ ڈویژن میں بی۔ اے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۳۷ء میں لاء کالج لاہور سے فرسٹ ڈویژن میں قانونی شہادت اور رہن اور جنبذل [illegible] اعزاز کے ساتھ ایل ایل بی کی ڈگری لی اور یونیورسٹی میں دوسرا انعام حاصل کیا۔ وکالت کی ڈگری [illegible] کر لینے کے بعد جناب شیخ محمد شریف (جو ۱۹۳۲ء میں جالندھر میں ایک نامور وکیل تھے اور [illegible] پاکستان کے جج کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے) سے ایک سال وکالت کی تربیت حاصل کی اور [illegible] اپنا وکالت کا کام شروع کیا۔

۱۹۳۹-۴۰ء میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی دعوت سے متاثر ہوئے اور ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء کو جب جماعت اسلامی کی تاسیس ہوئی تو پہلے ہی روز اس میں شریک ہو گئے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۴۴ء کو جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے اور ۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء تک سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ یکم جنوری ۱۹۶۶ء کو امیر جماعت اسلامی مغربی پاکستان منتخب کئے

Marfat.com

گئے اور یکم مئی ۱۹۷۰ء سے نائب امیر جماعت اسلامی اور پھر قائم مقام امیر جماعت اسلامی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

فروری ۱۹۶۶ء میں لاہور میں منعقدہ کل پاکستان نیشنل کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کے بالاتفاق صدر مقرر ہوئے اور اس حیثیت سے میاں صاحب نے خداداد انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ اور ملک میں پہلی مرتبہ تمام مکاتیبِ فکر کے راہنماؤں کو ایک نمائندہ قومی پلیٹ فارم پر جمع کر کے آمریت کے خلاف متحدہ جدوجہد کی بنیاد ڈالی۔

۶۸-۱۹۶۹ء میں جب مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی نے بیماری کے علاج کے سلسلے میں جماعت کی امارت سے ایک سال کی رخصت لی تو جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے آپ کو قائم مقام امیر جماعت اسلامی پاکستان منتخب کیا۔ اس دوران میں آپ تحریک جمہوریت پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ اور جمہوری مجلس عمل کی مرکزی عاملہ میں شریک رہے۔ آپ تحریکِ اسلامی کی جان تصور کئے جاتے ہیں۔ آپ نے نہایت پُر کٹھن راہوں میں اقامتِ دین کی خاطر تحریک کے ساتھ وابستہ رہ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔

آپ نے پاکستان کے قیام کے بعد فروری مارچ ۱۹۴۸ء میں جماعت اسلامی کے مطالبۂ نظام اسلامی کا پرچم بلند کیا اور اس کے لئے ملک گیر تحریک کا آغاز کیا۔ اسی مطالبۂ نظام اسلامی کے مقدس جرم کی پاداش میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے ہمراہ سیفٹی ایکٹ پنجاب کے تحت ۴ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو نظر بند کئے گئے اور بیس ماہ بعد ہائیکورٹ کے ایک فیصلے کے تحت رہا ہوئے۔

آپ تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور جماعت کے دوسرے راہنماؤں کے ساتھ ۲۸ مارچ ۱۹۵۳ء کو گرفتار ہوئے اور گیارہ ماہ تک نظر بند رہے۔ ایوب خان کے نافذ کردہ فیملی لاز آرڈی ننس کے خلاف شریعت حصوں پر برملا تنقید کی اور اس جرم میں ۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو نظر بند کئے گئے۔ اور آخر ہائیکورٹ میں رٹ کے نتیجے میں ۲۳ جون ۱۹۶۲ء کو رہا ہوئے۔ اپریل ۱۹۶۳ء میں ایوب حکومت نے آپ کے اور اپوزیشن کے ۸ دوسرے قومی راہنماؤں کے خلاف بغاوت کا مقدمہ بنایا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ تقریباً دو ہفتے بعد ضمانت پر رہا کر دیے اور عدم ثبوت کی بنا پر حکومت کو اپنا مقدمہ واپس لینا پڑا۔ ۱۹۶۴ء میں ایوب گورنمنٹ

Marfat.com

آفیشل سیکرٹس ایکٹ کے تحت ایک اور بے بنیاد مقدمہ رجسٹر کر کے گرفتار کر لیا اور ایک ایک لاکھ روپے کی دو ضمانتوں پر رہا کیا۔ جماعتِ اسلامی اور اس کے قائدین سے انتقام لینے کے لیے جنوری ۱۹۶۴ء کو حکومت نے جماعتِ اسلامی کو خلافِ قانون قرار دے دیا اور جماعت کی مجلس شوریٰ کے دوسرے ارکان کے ساتھ آپ کو بھی گرفتار کر لیا۔ ۹ ماہ کے بعد سپریم کورٹ کے حکم سے رہا ہوئے۔

آپ لاء گریجوایٹ ہیں اور تحریک کے ایک اہم اور ذمہ دار عہدہ پر فائز ہیں۔ مگر آپ سادگی پسند، تکلفات سے آزاد، حق گوئی و بے باکی کا پیکر، مخلص اور ہر دلعزیز ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ فقہ کے علوم پر عبور حاصل ہے۔ کوئی مسئلہ لے لیجیے۔ قاری کی سوچ اور علم کے مطابق حل کریں گے۔ رضائے الٰہی پر شاکر صبر و قناعت کا مجسمہ۔ منزل کی صداقت پر یقین کامل رکھتے ہوئے اس انقلابی کارواں کے ساتھ جرأتِ ایمانی سے چل رہے ہیں۔ اشتراکیت کے پروپیگنڈہ پر پابندی کے بارے میں آپ صاحب الرائے ہیں کہ اگر دنیا کی دوسری نظریاتی مملکتوں میں ان کے نظریہ کے خلاف حق گوئی جرم ہے تو پاکستان میں بھی پابندی عائد ہونی چاہیئے۔ آپ اس مادی دور میں وہی شخصیت ہیں جس نے ہر ظلم کے خلاف کلمۂ حق بلند کیا۔ دربار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ آپ نے حضرت داتا گنج بخش کی مشہور عالم تصنیف "کشف المحجوب" کا اردو میں ترجمہ کر کے اس پر نہایت بیش قیمت حواشی لکھے ہیں۔

آپ آجکل امیر جماعتِ اسلامی پاکستان ہیں۔

(۱۴۰) ظفر حسن ایبک

کرنال کے رہنے والے تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد کابل چلے گئے۔ بعد میں ترکی گئے اور وہاں کرنل بن گئے۔ چند سال ہوئے ٹرکش ڈیلیگیشن کے ساتھ آئے تھے۔ ترکی میں ان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کے کچھ حالات چٹان کے کسی شمارہ میں شائع ہوتے تھے۔ آپ مولانا محمد جعفر تھانیسری کے قریبی عزیز تھے۔ آپ کے تفصیلی حالات تین جلدوں پر مشتمل "آپ بیتی ظفر حسن ایبک" کے نام سے منصور بک ڈپو لاہور نے شائع کیے ہیں۔ ان کا مطالعہ ہر آدمی کے لئے ضروری ہے۔

چودھری عبد الغفور

آپ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور کے رہنے والے ہیں۔ آپ یونائیٹڈ ایڈورٹائزرز کے ڈائریکٹر

Marfat.com

ہیں جس کا شمار ملک کی ممتاز ترین ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں میں ہوتا ہے۔ کراچی میں بڑے رسوخ کے آدمی گنے جاتے ہیں۔ گزشتہ دو سال سے پاکستان کی ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن کے صدر ہیں تین سال سے گھارو ضلع ٹھٹھہ میں غلام محمد بیراج کے دائیں کنارے کے زمینداروں کی انجمن کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ بہت عمدہ مقرر ہیں۔ ایم۔ اے پاس ہیں۔

(۱۴۲) جناب ارشاد احمد

آبائی وطن جالندھر ہے۔ ایف۔ اے میں علیگڑھ یونیورسٹی میں اول آئے تھے قیام پاکستان کے بعد چک نمبر ۲۴۹ گ۔ ب موضع پور ضلع لائل پور میں مقیم ہو گئے۔ بی۔ اے میں پنجاب یونیورسٹی میں اول آئے۔ سی۔ ایس۔ پی میں کامیاب ہونے کے بعد ڈپٹی کمشنر ہو گئے۔ آجکل کمشنر صوبہ بلوچستان ہیں۔ بڑے بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کے مالک ہیں۔ زندگی میں سادگی کا عنصر غالب ہے۔

(۱۴۳) خان بہادر میاں اللہ بخش، (مرحوم)

آبائی گاؤں اٹوکھروال ضلع جالندھر ہے۔ پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد محکمہ جنگلات کے چیف کنزرویٹو کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ پابند شریعت ہیں۔ بڑے زمیندار ہیں۔ زراعت جدید آلات سے کراتے ہیں۔ ان کے باغ کی آمدنی ہی لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ بیحد فیاض، یتیم پرور اور غریب نواز ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے حکیم اور ڈاکٹر بھی ہیں۔ مفت دوائی دیتے ہیں، ہزاروں غریب ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ غوثیہ اسلامیہ کالج فرید آباد کے بڑے مربی اور خزانچی ہیں۔ آجکل چک نمبر ۷۰ گ۔ ب زد بیر محل ضلع لائل پور میں مقیم ہیں۔ اب ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

(۱۴۴) میاں منظور حسین ایڈووکیٹ

انجمن ارائیاں (رجسٹرڈ) لائل پور کے صدر ہیں۔ انہوں نے دو کتابیں شائع کی ہیں تعمیر ملت میں قوم و ملک کے لئے ٹھوس پروگرام اور ترقی کی معقول تجاویز اور قابل عمل ترقی کی راہیں پیش کی ہیں دوسری کتاب "ارتقائی انقلاب" ہے جس میں موجودہ حکومت کے کارناموں کا جائزہ لیا گیا ہے

Marfat.com

چوہدری حبیب اللہ

پیپلز کالونی لائل پور میں رہائش ہے۔ ادیب ہیں اور بلند کردار کے مالک ہیں علمی تحقیقات کا ذوق ہے۔ ان کی ایک کتاب "جماعت اسلامی کا رخ کردار" شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

چودھری محمد صدیق راگی

ضلع جالندھر کے مہاجر ہیں، پاک و ہند کے پنجابی زبان کے مشہور شاعر اور گویے ہیں۔ ان کے ریکارڈ ریڈیو پاکستان سے اکثر بجائے جاتے ہیں۔ ریڈیو میں محمد صدیق فون کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ آجکل لائل پور میں مقیم ہیں۔

(۱۴۷) مسکین علی حجازی

نکودر ضلع جالندھر کے مہاجر ہیں۔ میٹرک میں پنجاب یونیورسٹی میں دوم آئے تھے۔ منشی فاضل میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل رہے۔ ایم۔اے جرنلزم میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آئے۔ پھر ایم۔اے اردو کیا۔ چھ سال تک "چٹان" میں کام کرتے رہے۔ "زمیندار" "نوائے وقت" میں بھی کام کیا۔ آجکل "کوہستان" میں کام کر رہے ہیں۔ اور پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ صحافت میں پروفیسر ہیں۔ سادہ مزاج اور نیک انسان ہیں چک نمبر ۲۶۲ ج۔ب نزد پیر محل ضلع لائل پور میں مقیم ہیں۔ آپ کی صحافت کے مختلف موضوعات پر کتب بیحد مقبول ہو چکی ہیں۔ جن میں فن صحافت، اداریہ نویسی اور صحافتی زبان شامل ہیں۔ صحافت کی تاریخ پر بھی ایک کتاب ہے۔ آپکے ناول "اللہ کے سپاہی" کو اہل نظر نے اردو ادب میں ایک بیش بہا اضافہ قرار دیا ہے۔ آپ شعبۂ صحافت کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔

(۱۴۸) ڈاکٹر محمد طاہر

آپ ۱۹۲۷ء میں موضع اکبرپور کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار چودھری رحمت علی نازش اردو فارسی کے ادیب اور نامور استاد ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی تعلیم انہی کے زیر سایہ اسلامیہ ہائی سکول ننگل انبیا میں ہوئی۔ میٹرک گورنمنٹ ہائی

Marfat.com

سکول جالندھر سے پاس کیا۔ اور بی۔ ایس۔ سی تک دوآبہ کالج جالندھر میں پڑھتے رہے۔

تقسیم ملک کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ لائل پور میں آباد ہوئے۔ آپ نے علم کیمیا میں ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔ اور مغربی پاکستان کے محکمہ تعلیم میں بطور لیکچرر علم کیمیا ملازمت اختیار کرلی۔ بطور لیکچرر، گوجرانوالہ، سرگودہا اور گورنمنٹ کالج لائل پور میں ۱۹۵۸ء تک اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اسی سال کے اخیر میں محکمہ تعلیم سے رخصت لے کر اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلینڈ چلے گئے۔

برمنگھم یونیورسٹی میں پروفیسر ایم سٹیسی اور پروفیسر جے سی ٹیٹلو کے ساتھ نامیاتی کیمیا میں تحقیق شروع کی۔ دو سال کیمیا کے عطری مرکبات اور فلورین پر تحقیقاتی کام کیا۔ جسے برطانیہ کی دفاعی تجربہ گاہوں نے بہت سراہا۔ اس پر حکومت برطانیہ نے انہیں تیسرے سال وظیفہ عطا کیا تاکہ وہ اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ ۱۹۶۱ء میں ان کے اس کام پر برمنگھم یونیورسٹی نے انہیں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی۔

پاکستان واپس آئے تو محکمہ تعلیم نے انہیں گورنمنٹ کالج حیدرآباد میں پروفیسر اور صدر شعبہ کیمیا کے منصب پر متعین کیا اور قریباً ایک سال بعد انہیں گورنمنٹ کالج لائل پور میں پروفیسر اور صدر شعبہ کیمیا کی حیثیت سے واپس بلا لیا گیا۔ ۱۹۶۴ء کے اخیر تک آپ اسی عہدہ پر کام کرتے رہے۔ اور زرعی یونیورسٹی لائل پور میں آنریری خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔

اردو سے محبت آپ کو ورثہ میں ملی ہے اور آپ اس نظریہ کے پرزور حامی ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو ایسے مساعد حالات پیدا کئے جائیں کہ ہمارے طلبا کیمیائی مسائل کو اپنی زبان میں سمجھیں چنانچہ اس سلسلہ میں وہ پہلے مسلمان مترجم و مؤلف ہیں جنہوں نے اپنے فاضل دوست مسعود الحسن کے ساتھ مل کر ۱۹۶۳ء میں ایف۔ ایس۔ سی میں علم کیمیا کی درسی کتابیں اردو میں منتقل کر کے پاکستانی یونیورسٹیوں کے طلبہ سے خراج تحسین وصول کیا۔

۱۹۶۴ء سے آپ پاکستان کے محکمہ دفاع کی ڈیفنس ریسرچ آرگنائزیشن لیبارٹری راولپنڈی سے منسلک ہو گئے ہیں۔ اس تجربہ گاہ میں آپ نے کیمیائی تجربہ گاہ کی بنیاد رکھی اور اسے خوش اسلوبی سے ترتیب دیا ہے۔ گزشتہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں ان کے کیمیائی سیکشن نے اپنی

Marfat.com

ان تھک کوششوں سے مؤثر کردار ادا کیا۔ اور ڈاکٹر صاحب کو ۱۹۶۶ء میں ترقی دے کر پرنسپل ریسرچ آفیسر بنا دیا گیا ہے اور اس سال حکومت پاکستان راکٹ کی تحقیق کے سلسلہ میں انہیں جرمنی بھیج رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب ملک کے ان خاموش کارکن نوجوانوں میں سے ہیں جو اپنی خداداد صلاحیتوں، شبانہ روز محنتوں اور ذہنی کاوشوں کو بروئے کار لا کر ٹھوس ترقیاتی نتائج پیدا کرنے کے متمنی ہیں۔

۴۹۱: ڈاکٹر محمد سعید زاہد

آپ ۱۹۲۳ء میں بمقام جالندھر پیدا ہوئے۔ آجکل ڈیفنس ریسرچ آرگنائزیشن منسٹری آف ڈیفنس میں پرنسپل ریسرچ آفیسر ہیں۔ تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر اور گورنمنٹ کالج لاہور سے حاصل کی۔ اور اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی کی انسٹیٹیوٹ آف کیمسٹری میں ملازمت کر لی۔ ۱۹۵۰ء میں سرجان فلپ بکسٹر کے ساتھ ڈاکٹریٹ کے لئے کام کیا اور کیمیکل انجنیئرنگ میں امتیازی ڈگری پی۔ ایچ۔ ڈی حاصل کی۔ سرجان اٹامک انرجی کمیشن آف آسٹریلیا کے چیئرمین اور نیو ساؤتھ ویلز یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب چند ماہ کے لئے واپس پاکستان آئے اور پھر نیوکلیر انجنیئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ تشریف لے گئے جہاں ان کا کام بہت سراہا گیا۔ مختلف ممالک میں آٹھ سال گذارنے اور کئی ٹیکنیکل سندات حاصل کرنے کے بعد وطن کے لئے مراجعت کی اور اٹامک انرجی کمیشن آف پاکستان کی پلیننگ کے سلسلہ میں نمایاں کام کیا۔ انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور کے کیمیکل انجنیئرنگ کے شعبہ کی بنیاد بھی انہوں نے ہی رکھی۔ پاک بھارت جنگ کے زمانہ میں ڈیفنس ریسرچ آرگنائزیشن سے منسلک ہو گئے۔

ڈاکٹر زاہد کی تصنیفات امریکہ، آسٹریلیا اور پاکستان میں شائع ہوئی ہے۔ مختلف ممالک کی انڈسٹری کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور پاکستان کی انڈسٹری کے متعلق مختلف رپورٹوں کے مصنف بھی ہیں۔

کالج کے زمانہ میں شعر و شاعری سے بھی گونہ دلچسپی رکھتے تھے اور کالج میگزین کی ادارت کے فرائض بھی ان کے ذمے تھے۔ بہترین مقرر ہیں۔ انکسار اور شگفتہ مزاجی ان کا خاصہ ہے۔

Marfat.com

(۵۸) چوہدری محمد اصغر

آپ جالندھر کے ایک غیر متمول گھرانے میں پیدا ہوئے۔ دوران تعلیم مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ ایف۔ ایس۔ سی میں صوبے بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ پھر بی۔ ایس۔ سی میں فرسٹ ڈویژن حاصل کر کے فزکس ایم۔ ایس۔ سی میں بھی یونیورسٹی بھر میں اوّل رہے اس کے بعد سی۔ ایس۔ ایس کی تیاری کرنے لگے۔ اور اسی دوران ۱۹۵۹ء میں ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ سی۔ ایس۔ ایس میں کامیاب ہونے کے بعد اٹامک انرجی کمیشن میں شامل ہو گئے اس کے بعد مختلف ملکوں میں اٹامک انرجی کی اعلیٰ تعلیم پانچ سال تک حاصل کرتے رہے۔ آجکل دوبارہ بیرون ملک تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(۵۹) میاں عبدالعزیز گورداسپوری

آپ بٹالہ ضلع گورداسپور کے ایک معزز ارائیں خاندان میں حاجی جلال الدین صاحب کے گھر ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ وراثتی اثرات کے باعث ایک زیرک اور بلند پایۂ انجنیئر بنے۔

آپ نے پہلے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے پاس کیا۔ پھر رڑکی کالج سے ۱۹۳۲ء میں انجنیئرنگ کی ڈگری حاصل کی اور صوبہ سندھ کے محکمہ انہار میں ملازمت اختیار کر لی دوسری عالمگیر جنگ کے دوران آپ نے صوبہ سرحد میں متعدد اہم سڑکیں بنوائیں۔ ایک عرصہ تک حکومت پنجاب میں انڈر سیکرٹری اور پھر پرنسپل انجنیئرنگ کالج کے عہدوں پر فائز رہے۔ ہندوستانی انجنیئروں کے ایک وفد میں شامل ہو کر امریکہ گئے حسن کارکردگی کے اعتراف میں حکومت ہند نے آپ کو M-B-E کا خطاب اور ایک تمغہ عنایت کیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے علاقہ تھل میں سڑکوں کا جال بچھانے کی خدمات سرانجام دیں۔ قیام وحدت مغربی پاکستان کے بعد سڑکوں کی توسیع، بہم رسانی اور نکاس آب وغیرہ کی متعدد نئی سکیموں کو عملی جامہ پہنایا۔ دارالخلافہ اسلام آباد کے محل وقوع کی جانچ پڑتال اور

Marfat.com

سرکاری عمارات کی تعمیر میں بھی ایسا قابل قدر کام سرانجام دیا کہ حکومت نے آپ کو "تمغۂ پاکستان" عطا کیا۔ آپ مغربی پاکستان انجینئرز ایسوسی ایشن کے بھی صدر رہے۔ حال ہی میں آپ چیف انجینئر کے منصب سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ کے بڑے دو صاحبزادے بھی انجینئر ہیں اور تیسرا ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

(۱۶۰) چودھری الطاف حسین

آپ کے والد کا نام چودھری مولا بخش مرحوم تھا اور آبائی وطن جنڈ تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور (مشرقی پنجاب) ہے۔ آپ اعلیٰ درجے کے زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری لی۔ کچھ عرصہ تک ضلع ہوشیارپور میں وکالت کی۔ تقسیم ملک کے بعد ضلع ساہیوال کے چک ۹۔ ۱۲/ایل میں آباد ہوئے اور وہاں اراضی حاصل کی۔ ۱۹۵۳ء میں وکالت کی غرض سے رحیم یار خاں تشریف لے گئے اور چند مہینوں میں ہی آپ وہاں کے ممتاز وکلاء میں شمار ہونے لگے۔ اور آپ نے دیوانی اور مال کے مقدمات میں خاصی شہرت حاصل کی۔

کئی سال تک آپ مسلسل رحیم یار خاں بار ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۲ء تک آپ ڈسٹرکٹ کونسل رحیم یار خاں کے نامزد رکن رہ چکے ہیں۔ علاوہ ازیں بہاولپور ڈویژن جج کمیٹی اور سیٹلمنٹ ٹاؤن الاٹمنٹ کمیٹی ضلع رحیم یار خاں کے بھی نامزد رکن رہ چکے ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۱ء میں سلسلۂ وکالت لاہور منتقل کر لیا اور ۵۴ وِلنگٹن مال لاہور چھاؤنی میں مستقل اقامت اختیار کر لی۔ صنعتی قوانین میں آپ نے بہت بلند مقام حاصل کیا ہے اور اس پر متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ صنعتی تنازعات اور دیوانی اور مال کے مقدمات کی پیروی کے لئے آپ کا شمار ملک کے چوٹی کے وکلاء میں ہوتا ہے۔

(۱۶۱) میجر محمد افضل ملک شہید

میجر محمد افضل ملک شہید فرنٹیئر فورس کے مجاہد شکرگڑھ کے محاذ پر دادِ شجاعت د۔

Marfat.com

ہوئے قربان ہوئے، جنہوں نے سب سے پہلے گولیوں کو اپنے سینے پر روکا اور دشمن کی جارحیت کو کچل کر رکھ دیا۔ شہید محمد افضل لاہور کے معزز ارائیں گھرانے میں پیدا ہوئے جناب حنیف رامے ایڈیٹر مساوات اور حفیظ چوہدری پروپرائٹر مکتبہ پاکستان سے ان کی قریبی عزیزداری تھی بچپن میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور والدہ نے گھر پر دینی تعلیم کا انتظام کیا۔ وہ بچپن میں 'بوبی' کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ ان کا لڑکپن مذہبی ماحول میں گزرا۔ اس وجہ سے اپنے ساتھیوں میں صوفی مشہور تھے۔ شہید نے ۱۹۶۶ء میں کمیشن حاصل کیا اور امتیازی حیثیت سے تمام امتحان پاس کئے۔ میجر محمد افضل کے کمانڈر اعلیٰ نے ان کی بہادری، جرأت اور جانثاری کی بہت تعریف کی ہے۔

مسٹر جاوید الطاف

آپ کا آبائی وطن موضع جنڈ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور (مشرقی پنجاب) ہے اور چودھری الطاف حسین صاحب ایڈووکیٹ لاہور کے صاحبزادے ہیں۔

آپ نے ۱۹۶۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے (فلسفہ) نہ صرف فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا بلکہ یونیورسٹی بھر میں اوّل رہ کر ریکارڈ قائم کیا۔ اسی سال آپ کامن ویلتھ یونیورسٹی سکالرشپ لے کر آکسفورڈ یونیورسٹی میں مزید تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان روانہ ہو گئے۔ ۱۹۶۴ء میں آپ نے وہاں سے فلسفہ کے مضمون میں امتیازی طور پر آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ دوران تعلیم ۱۹۶۴ء میں آپ نے لندن سے سی۔ ایس۔ پی کے امتحان میں شرکت کی اور پاکستان سول سروس کے لئے منتخب کر لیئے گئے۔ پاکستان سول سروس اکیڈمی سے ٹریننگ کی تکمیل کے بعد آپ سرگودہا میں بطور اسسٹنٹ کمشنر متعین ہوئے۔ آپ آجکل سروس سے ریٹائر ہو کر لاء کی پریکٹس کر رہے ہیں۔

مسٹر ظفر الطاف

آپ کا آبائی وطن موضع جنڈ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور (مشرقی پنجاب) ہے۔ آپ چودھری الطاف حسین صاحب ایڈووکیٹ لاہور کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ کرکٹ کے میدان میں آپ نے خاص شہرت حاصل کی ہے۔ اور پاکستان نیشنل کرکٹ ٹیم کے معروف کھلاڑی ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں آپ نے نیشنل ٹیم کے ساتھ بھارت کا دورہ کیا تھا۔ ۱۹۶۴ء میں آپ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے سائیکولوجی کا امتحان پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں سائیکولوجی

Marfat.com

کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ آپ نے اپنا طالب علمی کا زمانہ بھی اسی کالج میں گزارا۔ آپ ۱۹۶۵ء میں سی۔ایس۔پی کے مقابلے کے امتحان میں شریک ہوئے اور امتیازی طور پر کامیابی حاصل کی۔ اور پاکستان سول سروس کے لئے منتخب ہوئے۔ آج کل آپ ڈائریکٹر فنانس (فلور ملز) ہیں۔

چودہری محمد بشیر حسین مرحوم ایڈووکیٹ

تقسیم ہند سے قبل ان کا خاندان چک نسکو ضلع جالندھر کا نہایت معزز خاندان سمجھا جاتا تھا۔ آپ کے والد چودہری فضل محمد مرحوم علاقہ کے با اثر زمیندار تھے محمد بشیر حسین ایم اے۔ ایل ایل بی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان لاہور میں پریکٹس کرتے تھے، ان کی ایک بیٹی اور چار بیٹے ہیں، اختر بشیر بی ایس سی (مکینیکل) کراچی فولاد کے کارخانے میں انجینئر ہیں۔ جاوید بشیر ایم اے۔ ایل ایل۔ بی لاہور پریکٹس کر رہے ہیں اور کامران بشیر، عمران بشیر زیر تعلیم ہیں۔

محمد بشیر حسین کے چار بھائی ہیں، محمد نصیر حسین محکمہ انکم ٹیکس لاہور میں ایڈمنسٹریٹو آفیسر ہیں، اکرام محی الدین سائنسدان ہیں۔ کینیڈا کی کوئینز یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی ہے اور آج کل کامن ویلتھ ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف بیالوجی راولپنڈی میں اٹمولوجسٹ ہیں۔ محمد حنیف حسین اور نیاز محی الدین زمیندار ہیں۔ محمد نصیر حسین کے دو بیٹے ہیں، ناصر جمیل محکمہ ڈاٹا پروسیسنگ سنٹر لاہور میں ملازم اور محمد نعیم زیر تعلیم ہے۔

غفور بیگم صوفی

آپ لاہور میں لارنس روڈ پر رہائش پذیر ہیں اور ایم۔ اے بی ٹی ہیں۔ چودھری نواب علی ریٹائرڈ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کی دختر ہیں اور مسٹر جسٹس ایم۔ اے صوفی کی بیوہ۔ نہایت دیندار ہیں۔ سیاست اور مذہب پر گہری نظر رکھتی ہیں۔ تحریر و تقریر کے فن میں ید طولیٰ رکھتی ہیں۔ ان کی ایک بیٹی اور تین بیٹے ہیں۔ لڑکی بی۔ اے میں زیر تعلیم

Marfat.com

ہے۔ایک لڑکا بی۔ایس۔سی زنان میڈیکل، دوسرا ایف ایس۔سی (میڈیکل) اور تیسرا میٹرک میں زیر تعلیم ہے۔ نہایت جانفشانی سے ان کی تعلیم میں حصہ لیتی ہیں۔

(۱۶۶) حکیم محمد شریف جامی

آپ کا آبائی وطن موضع کھرل کنگرہ ضلع جالندھر ہے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے اور ضلع ساہیوال کے مشہور گاؤں "حضرت کرماں والا" میں آباد ہو گئے۔ آپ کافی عرصہ مغربی ممالک میں گزار چکے ہیں۔ مشرقی اور مغربی علوم میں دسترس حاصل ہے۔ جدید و قدیم علم طب کا کافی مطالعہ کیا ہے اور اسی تجربہ کی بنیاد پر آپ پیتھالوجی یعنی ماہیت الامراض پر دو ضخیم کتابیں اردو زبان میں مرتب کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ۴۵ ہزار طبی اصطلاحات کے مترادف ترتیب وار اردو میں ترجمہ کر چکے ہیں۔ ان کا یہ کارنامہ دنیائے طب میں ہی عظیم نہیں ہے بلکہ اردو زبان میں بھی گرانبہا اضافہ کا موجب ہے۔ آپ ڈاکٹری تعلیم کو اردو زبان میں رائج کرنے کے حامی ہیں۔

(۱۶۷) ڈاکٹر چوہدری حسن عزیز

آپ چوہدری عبدالغفور صاحب سابق پرنسپل ٹریننگ کالج لائل پور کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے ایم بی۔بی۔ایس لاہور سے کیا اور برطانیہ سے ایم۔آر۔سی۔پی کی ڈگری حاصل کی اور LEADS میں بطور رجسٹرار کام بھی کر رہے ہیں۔ بہت ذہین ہیں۔ دماغی امراض کے ماہر ہیں اور کراچی میں جناح پوسٹ گریجویٹ سنٹر میں بحیثیت پروفیسر کام کر رہے ہیں۔

چوہدری الٰہی بخش

چوہدری صاحب طویل قامت، دوہرے مضبوط بدن، باوقار چہرے پر چمکتی آنکھوں سے زندگی کی ستر بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں۔ اردو، فارسی انگریزی، عربی، ملائی، چینی، تامل، گورمکھی، ہندی اور پنجابی زبان کے ماہر ہیں۔ مرکزی حکومت کے پنشن یافتہ اور کھاتے پیتے زمیندار ہیں۔

Marfat.com

سابقہ سکونت موضع جگو پورہ تحصیل پٹی ضلع امرتسر میں تھی۔ اب چک نمبر آئی۔ آر۔ ا ۔ ر حسلہ رینالہ خورد تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال میں اپنی باقی برادری کے ساتھ آباد ہیں۔ اپنے علاقے پر برادری کی تعلیمی، دنیوی اور معاشرتی ترقی کے لئے ہر لحظہ کوشاں رہتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے شاہین کی صفات رکھتے ہیں۔

آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد قومی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں۔ آپ چوہدری صاحب کو برادری کی بہبود اور ترقی کے لئے ہر لحظہ تیار پائیں گے۔ میاں سر شاہنواز، میاں محمد شفیع، میاں عبدالعزیز، میاں افتخار الدین، میاں عبدالحق اور مولانا علم الدین سالک کے ہم جلیس ہیں۔ ضلع ساہیوال اور تحصیل اوکاڑہ میں برادری کے منفرد افراد میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے چار بیٹے ہیں۔

پہلا لڑکا محمد رفیع احمد پاک فوج میں خدمات سرانجام دیتا رہا ہے۔ انہی خدمات کے صلہ میں اسے زرعی اراضی دی گئی ہے۔ فی الحال کلکٹر لیبار [illegible] میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہے۔ چوہدری صاحب کا دوسرا لڑکا محمد اقبال احمد محکمہ سنٹرل [illegible] میں افسر ہے۔ تیسرا لڑکا عبدالعزیز خالد پاک فضائیہ میں معروف [illegible] کر ہوائی حادثہ سے [illegible] حکومت نے زرعی اراضی دے کر اس کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ چوہدری صاحب کا چوتھا لڑکا قمر الزمان [illegible] (فاضل) کا طالب علم ہے۔ [illegible] کر کے وکالت کا پیشہ اختیار کرنا چاہتا ہے

(۱۹۹) محمد طفیل

اردو کے مشہور ادیب جناب احمد شجاعؒ نے [illegible] کے [illegible] محمد طفیل صاحب کے بارے میں لکھا ہے۔

محلہ جوگیاں اندرون بھاٹی گیٹ لاہور [illegible] محمد طفیل [illegible] صاحبزادے رہتے تھے۔ ان کو خوش نویسی کا بڑا شوق تھا۔ ان کا ذکر [illegible] کیا گیا ہے [illegible] کہ انہوں نے اس محلے سے "نقوش" کے نام سے [illegible] مشہور [illegible] سے نامی مجلہ ۱۹۴۸ء میں شائع کرنا شروع کیا جو آج کل بیرون [illegible] بازار لاہور سے شائع ہوتا

یہ رسالہ اپنی ضخامت، مضامین کے تنوع اور کتابت کے تکلف کے اعتبار سے اپنے تمام پیشرو رسائل سے مختلف اور ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بعض شمارے تو ایسے ہیں کہ زمانۂ مستقبل میں ایک تاریخی مقام حاصل کرلیں گے۔ اور ان مصنفین کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گے جنہیں موجودہ اردو ادب کی تاریخ مرتب کرنے میں حوالوں کی ضرورت ہو۔''

نقوش کے علاوہ آپ نے کراچی کے رسالہ "روح ادب" کی بھی کچھ عرصہ ادارت کی یہ رسالہ بھی اپنے وقت کا مشہور رسالہ تھا۔ نقوش اور روح ادب کی ادارت کے علاوہ آپ کئی ایک کتابوں کے بھی مصنف ہیں۔ جن میں صاحب، آپ، جناب تو اسکیچوں کے مجموعے ہیں جن میں مشہور ادیبوں کے بارے میں ان کے تاثرات ہیں اور "ساقی" سفرنامہ ہے جو سندھ کے مشہور صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی کی ذات سے (سندھ کی تاریخ سے متعلق ہے۔

ان کا ایک مشہور پبلشنگ ہاؤس بھی ہے جو ادارہ فروغ اردو کے نام سے معروف ہے جس نے بڑے اہم ادبی موضوعات پر بڑے کام کی کتابیں چھاپی ہیں اس کے علاوہ ان کا ایک پریس بھی ہے۔ نقوش پریس، جس میں ہر قسم کی جدید مشینری موجود ہے۔

غرض طفیل صاحب کی علمی و ادبی خدمات کو ہر پڑھے لکھے شخص سے لے کر صدر مملکت تک نے سراہا ہے۔

آپ ۱۵ اگست ۱۹۲۳ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میاں عمر الدین ہے جو بیحد مخیر انسان تھے۔

(۱۷۰) چوہدری فتح محمد شگفتہ

آبائی وطن موضع حسین پور تحصیل و ضلع جالندھر ہے۔ آپ کا تعلق اعلیٰ متوسط درجہ کے زمیندار خاندان سے ہے۔ والد محترم کا نام حاجی محمد اسماعیل ہے۔

آپ نے اوائل میں حکومت ہند کے آرمی ڈیپارٹمنٹ میں بطور اسسٹنٹ ملازمت حاصل کی۔ تقسیم ملک سے قبل آپ کا شمار مرکزی حکومت کی مشہور و معروف شخصیتوں میں ہوتا تھا آپ کو مرکزی حکومت میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کے سلسلہ میں امتیازی درجہ حاصل تھا۔

Marfat.com

بلکہ یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ تقسیم ملک کے وقت مرکزی حکومت کے دفاتر خاص طور پر آرمی ہیڈکوارٹرز میں مسلمان ملازمین میں نوّے فیصد کی ملازمت چوہدری فتح محمد شیفتہ کے وجود کی مرہون منت تھی۔

آپ نے خداداد قابلیت، ذہانت اور محنت سے بہت جلد ترقی حاصل کرلی اور دوسری جنگ عظیم میں اسسٹنٹ کنٹرولر آف سپلائی مقرر ہوئے اور اس کے بعد متعدد اعلیٰ آسامیوں پر فائز ہوئے۔ آپ ۱۹۵۲ء میں مرکزی حکومت کے ڈپٹی چیف کنٹرولر امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد ان کی زیادہ تر رہائش "فیروزہ" جمشید روڈ کراچی میں رہی۔ پچھلے دنوں آپ کا انتقال ہوگیا۔

(۱۷۱) چوہدری بدرالدین

لمبے چھریرے جسم، چمکتی ہوئی آنکھوں اور سفید چاندی ایسے بالوں والے چوہدری بدرالدین بعمر ۷۰ سال تقریباً ۴۵ سال سے انجمن آرائیاں پاکستان لاہور سے منسلک ہیں۔ سابقہ سکونت کنیاں کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر تھی۔ اب میاں چنوں میں اپنے دوسرے عزیزوں کے ہمراہ آباد ہیں۔

ان کو مرمیاں محمد شفیع، خان بہادر ملک تاج الدین، میاں محمد شاہنواز اور دوسرے بانیان انجمن کے ساتھ مل کر قومی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔ وہ ممبر، ایڈیٹر اور سفیر انجمن کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ ساری برادری ان سے واقف ہے۔ یہ ساری برادری کے شناسا ہیں۔ برادری کے جتنے بھی اجتماعات ہوئے ہیں۔ ان کا وجود ہر اجتماع میں ناگزیر رہا ہے۔

آپ نہایت فرض شناس، معاملہ فہم، دور اندیش اور سینے میں برادری کا درد رکھتے ہیں۔ نہایت سلجھے ہوئے ذوق اور اعلیٰ اوصاف کے حامل ہیں۔ مرنجان مرنج طبیعت اور باغ و بہار آدمی ہیں۔ اراعی برادری کی موجودہ صدی کی چلتی پھرتی تاریخ ہیں۔ چوہدری صاحب کو تاریخ اور ادبیات سے خاص شغف ہے۔

الراعی بلڈنگ اور چوہدری بدرالدین لازم و ملزوم ہیں۔ بلڈنگ کا انتظام و انصرام بھی انہی کے ذمہ ہے۔ بلڈنگ ہذا میں رہنے والے برادری کے طلبہ کی اخلاقی اقدار کا چوہدری

Marfat.com

صاحب کو ہمیشہ خیال رہا ہے۔

انجمن، برادری اور بلڈنگ کے مفاد کو انہوں نے اپنی اولاد کی طرح سمجھا ہے۔ تادم تحریر ضعیف العمری کے باوجود برادری کی بہتری اور ضرورت کا کوئی کونہ بھی ان کی عقابی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ آجکل چودھری صاحب پنشن پر ہیں۔

چودھری صاحب کی نجی زندگی صاف ستھری، بے داغ بے لوث اور خاص وضعداری سے گزر رہی ہے۔ ان کی اس درویشانہ زندگی میں بھی ایک شان استغنا ہے۔ علامہ اقبالؒ کی زبان میں چودھری صاحب کی یہ درویشی ہی سلطانی ہے۔ خوشامد اور لالچ کے الفاظ ان کی لغت میں ہی نہیں ہیں۔

چودھری صاحب کا صاحبزادہ محمد امین میاں چنوں میں اپنا نجی کاروبار کرتا ہے اور چار ننھے مُنّے بچوں کا باپ ہے۔

آپ کے چچا زاد بھائی چودھری فتح محمد، حشمت علی، عظمت علی اور کنبہ کے دیگر افراد میاں چنوں میں زیادہ تر کاروبار کرتے ہیں۔

(۱۷۲) محمد منیر عالم شہریار

آپ بورڈ آف ریونیو لاہور میں ملازم ہیں۔ ابھی کالج میں ہی زیر تعلیم تھے کہ میوزک کا شوق شدت اختیار کر گیا۔ چند فلموں میں میوزک دے کر بہت مشہور ہوئے۔ فلمی دھنیں بنانے میں آپ کا انداز بالکل انوکھا ہے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ نے انہیں بھی متاثر کیا اور چند قومی نغموں کی دھنیں ترتیب دیں جن میں سے مندرجہ ذیل بہت مشہور رہیں۔

۱۔ اے وطن کے سجیلے جوانو، میرے نغمے تمہارے لئے ہیں۔

۲۔ میں ہوں موسیقار وطن کا

(۱۷۳) لیفٹیننٹ جنرل سلیم احمد میاں

ایس۔کیو۔اے، ایم۔بی۔ای، ایچ۔ایس پی

آپ ۱۵ جنوری ۱۹۰۸ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ایم۔بی۔بی۔ایس پنجاب یونیورسٹی سے

Marfat.com

۱۹۳۲ء میں پاس کر کے ایل۔ آر۔ سی۔ پی (لندن) اور ایم۔ آر۔ سی۔ پی (انگلینڈ) کی ڈگریاں ۱۹۳۳ء میں اور ایف۔ آر۔ سی۔ ایس کی ڈگری ۱۹۳۶ء میں حاصل کی۔

آپ کو انڈین میڈیکل سروس میں کمیشن ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو ملا۔ ۱۹۳۸ء میں آپ کو ماہر سرجری کا اعزاز ملا اور اسی حیثیت سے آپ ۱۹۴۹ء تک مختلف ہسپتالوں میں بطور آفیسر کمانڈنگ کام کرتے رہے۔ آپ ایم۔ بی۔ ای ۱۹۴۲ء میں بنائے گئے اور ۱۹۴۴ء میں آپ نے لیفٹیننٹ کرنل کے عہدہ تک ترقی کرلی۔ ۱۹۴۹ء میں آپ کا تقرر بطور مشیر سرجن عمل میں آیا اور کرنل بنا دیئے گئے پی۔ اے۔ ایم۔ سی سکول میں آپ بطور چیف انسٹرکٹر کام کرتے رہے اور ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۹ء تک اکثر اوقات پاکستان آرمی میڈیکل کارپس کالج کی ملٹی کمان بھی آپ کے ہاتھ رہی۔ ۱۹۵۸ء میں بریگیڈیئر کے عہدہ تک ترقی ملی اور آرمڈ فورسز میڈیکل کالج کا آپ کو سرجری میں چیف انسٹرکٹر بنا دیا گیا۔ جہاں آپ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۱ء تک رہے۔

۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۲ء تک آپ نے بطور ڈپٹی ڈائریکٹر میڈیکل سروسز نمبرا کارپس کام کیا اور پھر ۱۹۶۳ء تک بطور کمانڈنٹ اے۔ ایف۔ ایم کالج راولپنڈی میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس وقت آپ ڈائریکٹر آف آرمڈ فورسز میڈیکل سروسز کے عہدہ پر متمکن ہیں۔

آپ کی بلند پایہ خدمات کے عوض حکومت پاکستان نے ۱۹۶۵ء میں آپ کو ستارۂ قائداعظم کا تمغہ عطا فرمایا۔

آپ بڑے محنتی اور بلند اخلاق انسان ہیں۔ قوم اور ملک کی خدمت کا جذبہ آپ کے رگ پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اسلام سے آپ کو بڑی محبت ہے۔

(۱۴۷) لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر ایم قمر الدین

آپ میاں جمال الدین مرحوم کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ موضع کھرلہ کنگرہ نزد جالندھر شہر بتاریخ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ملایا میں پائی جہاں آپ کے والد بزرگوار ریلوے سروس میں بحیثیت انسپکٹر فائز تھے۔ میٹرک جالندھر سے پاس کرنے کے بعد ایف۔ ایس سی (میڈیکل) رندھیر کالج کپورتھلہ سے کر کے میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہو گئے۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس

Marfat.com

کی ڈگری ۱۹۴۰ء میں حاصل کی۔ ستمبر ۱۹۴۰ء میں انڈین میڈیکل سروس میں کمیشن ملا اور دوسری عالمگیر جنگ میں پائی فورس کے ساتھ اڑھائی سال تک سروس میں رہے۔

پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۸ء میں آپ نے آزادی کشمیر کی جنگ میں کئی بار اہم حصہ لیا۔ ۱۹۵۰ء سے آپ مختلف یونٹوں کی مؤثر کمانڈ کر رہے ہیں۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں آپ ایک فیلڈ ایمبولینس کی کمانڈ کرتے رہے۔ اور سیالکوٹ کے محاذ پر بہت اہم خدمات انجام دیں۔ آپ نہایت شریف اور متحمل مزاج انسان ہیں اور قوم اور ملک کی خدمت کرنا اپنا نصب العین تصور کرتے ہیں۔

(۱۷۵) ڈاکٹر میاں بشیر احمد (مرحوم)

ایم۔ ایس۔ سی، پی۔ ایچ۔ ڈی (لندن) ایل۔ ایل۔ ڈی (کیمبرج) ایف۔ آر۔ آئی۔ سی، ایف۔ این۔ آئی، سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

آپ میاں نصیر احمد چیئرمین پبلک سروس کمیشن کے بڑے بھائی ہیں۔ آپ بہت بڑے سائنسدان تھے۔ جنہوں نے لندن، زیوریچ، برلن، پنجاب اور جان ہاپکنز انسٹی ٹیوٹ یو۔ ایس۔ اے کی یونیورسٹیوں میں ریسرچ کا بہت بڑا کام کیا۔ بائیوکیمسٹری اور پلانٹ پروڈکٹس پر تحقیقات کیں ڈیڑھ سو سے زائد نامور سائنسی رسالوں میں آپ کے مضامین چھپتے رہے۔

آپ نہ صرف سائنس کے بہت بڑے عالم تھے بلکہ ایک بہت بڑے منتظم اور ڈویلپمنٹ اور پلاننگ کے بھی بڑے ماہر تھے۔ ویسٹ پاکستان ریجنل لیبارٹری کے ڈائریکٹر ہونے کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی میں آرگینک کیمسٹری کے پروفیسر اور پنجاب یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ آف کیمسٹری کے ڈائریکٹر تھے۔ آخر میں آپ بطور وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کام کرتے رہے۔

(۱۷۶) میاں الطاف شوکت

آپ قصبہ شاہ کوٹ ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایم۔ اے اسلامیہ کالج لاہور سے کیا اور گورنمنٹ ہیلے کالج آف کامرس کے ساتھ منسلک ہو گئے اور اب تک

Marfat.com

وہیں ہیں۔

آپ نے مختلف اسلامی، قومی اور فلاحی اداروں میں کارہائے نمایاں کئے ہیں اور اب تک مستقل مزاجی سے اسی خدمتِ قوم و ملک میں لگے ہوئے ہیں۔ طالب علمی کے زمانہ میں آپ نے انٹر کالجیٹ تحریک کی قیادت کی، جس کا مقصد طلبہ میں خدمتِ خلق کے جذبات کی نشو و نما تھی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے مسجد شاہ چراغ میں مجلس تعمیر ملت کی بنیاد رکھی جس کا مقصد اسلام کی سربلندی اور لادینیت والحاد کے سیلاب کی روک تھام ہے۔ اس ادارہ کے آپ جنرل سیکرٹری ہیں۔ یہاں اشاعت اسلام اور احیاء دین پر تقاریر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ایک اسلامی لائبریری جو اس ادارہ سے منسلک ہے اس کے آپ سربراہ ہیں۔

یوم اقبالؒ کی تقریب منانے کی تحریک کے آغاز کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ آپ ویسٹ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن کے بھی جنرل سیکرٹری ہیں۔

جامعہ فضلیہ (لواں کوٹ) لاہور کا قیام و بقاء آپ ہی کی کوششوں کا مرہونِ منت ہے

(۱۷۷) میاں عطاء الحق

آپ ایک متوسط ارائیں خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے دادا چوہدری محمد حاجی محکمہ مال میں گرداور قانونگو تھے۔ اور والد بزرگوار چوہدری محمد عبد اللہ اپنی زمینداری کے علاوہ پولیس افسر رہے ہیں۔

میاں عطاء الحق صاحب موضع ڈھڈہ ضلع جالندھر میں ستمبر ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں دوآبہ ہائی سکول جالندھر شہر سے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا اور اس کے بعد "ہومیوپیتھک ڈاکٹری" کی طرف متوجہ ہوئے لیکن جنوری ۱۹۳۲ء میں ملازمت اختیار کر لی اور ۱/۲ پنجاب رجمنٹ میں شامل ہو گئے۔ جنگ عظیم کے دوران فرسٹ پنجاب رجمنٹ میں مختلف مقامات پر رہے۔ دورانِ ملازمت انہوں نے ۹ عدد جنگی تمغات حاصل کئے۔ ۱۹۴۵ء میں آپ آرمی ایجوکیشن کور میں چلے گئے۔

دورانِ ملازمت میں ہی انہوں نے پورے مضامین لیکر ایف۔اے اور بی۔اے کے امتحانات

Marfat.com

بطور پرائیویٹ امیدوار پاس کئے اور لاء کالج لاہور سے ایل۔ ایل۔ بی۔ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد صوبیدار کے عہدہ سے سبکدوش ہو کر وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور اس وقت لاہور کے ممتاز وکلاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کنٹونمنٹ بورڈ لاہور چھاؤنی اور کئی لمیٹڈ کمپنیوں کے قانونی مشیر ہیں اور ڈسٹرکٹ آرمڈ سروس بورڈ لاہور اور ٹی بی ایسوسی ایشن لاہور کی انتظامیہ کمیٹیوں کے سرگرم رکن ہیں۔

آپ کی رہائش ۱۰۲-ٹی رام گڑھ کالونی اور دفتر ۴ مزنگ روڈ لاہور میں ہے۔

(۱۷۸) چودھری محمد اسلم

بی۔ اے (آنرز) ایل ایل بی، ڈبلیو۔ پی۔ ایس۔ ایس

آپ ۱۹۳۵ء میں بمقام رسالپور تحصیل نکودر ضلع جالندھر پیدا ہوئے۔ پرائمری سے لے کر بی۔ اے تک نہ صرف اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوتے رہے بلکہ سرکاری وظائف بھی حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۶۰ء سے بطور سیکشن آفیسر حکومت مغربی پاکستان سول سیکرٹریٹ لاہور میں کام کر رہے ہیں۔

(۱۷۹) چودھری فضل محمد فضل جالندھری

آپ جالندھر کے مہاجر ہیں۔ محکمہ جنگلات میں ملازم تھے اور پچھلے دنوں سپرنٹنڈنٹ دفتر جنگلات کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ ایک بہت اچھے شاعر ہیں۔ آپ نے شاعری کو نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یا قومی فلاح و بہبود کی نظموں میں ہی محصور کر لیا ہے۔ آپ کی ایک کتاب معجزات رسولؐ (منظوم) شائع ہو چکی ہے۔ جو بڑی مقبول ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے چند اصلاحی پمفلٹ (منظوم) بھی شائع ہو چکے ہیں۔ آپ نے اخلاق رسولؐ (منظوم) کتاب بھی لکھی ہے وہ ابھی زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی۔ اسی طرح ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران آپ نے ایک کتابچہ "معرکہ حق و باطل" نظم میں لکھا، جو ابھی تک چھپا نہیں۔ امید ہے۔ یہ جلد چھپ جائیں گے۔

Marfat.com

(۱۸۰) چودھری سلطان احمد (مرحوم)

چودھری سلطان احمد نے ایل ایل بی کرنے کے بعد عملی سیاست میں قدم رکھا اور مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور آخر دم تک اسی پارٹی سے وابستہ رہے۔

چودھری سلطان احمد کی عمر ۱۵ سال تھی۔ موضع بسم اللہ لائل پور میں پیدا ہوئے۔ گزشتہ انتخابات میں آپ نے حلقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے لئے انتخاب لڑا اور کامیاب ہوئے۔ اس علاقہ میں آپ نے مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے جس محنت اور عزم کے ساتھ کام کیا اسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ آپ سنٹرل کوآپریٹو بنک کے سیکرٹری اور کئی سرکاری کمیٹیوں کے ممبر بھی رہے ہیں۔ آپ لائل پور انجنیئرنگ کمپنی (لیکو) کے مالک تھے اور کافی خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے۔

چودھری سلطان احمد مرحوم کا پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک کے لوگوں کے دلوں میں بھی بہت احترام تھا۔

(۱۸۱) مولوی محمد علی لاہوری (مرحوم)

اگرچہ عقیدے کا اختلاف ہے۔ مولوی محمد علی صاحب لاہوری احمدیہ جماعت کے امیر تھے اور ارائیں برادری کے ایک فرد۔ لاہوری اور قادیانی جماعتوں کے اختلاف عقائد سے اکثر لوگ واقف ہیں۔ لہٰذا ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

مولوی صاحب نے قرآن پاک کا ترجمہ انگریزی میں کیا اور تفسیر بھی لکھی۔ اردو میں بھی تفسیر لکھی جن میں مخصوص عقائد کو چھوڑ کر بہت سی کام کی باتیں بھی لکھی ہیں۔ انگریزی میں اور بھی بہت بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ انگریزی میں اسلامی لٹریچر پر ان کی کتابوں کی تعداد خاصی طویل ہے۔

(۱۸۲) سرور سلیم ایل۔ ایل۔ ایم۔ بیرسٹرایٹ لاء

سرور سلیم صاحب چوہدری برکت علی ریٹائرڈ سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین محکمہ نہر کے صاحبزادے

Marfat.com

ہیں جو ریٹائرمنٹ کے بعد چک نمبر ۱۹۲-آر-بی ڈاکخانہ کھرڑیاں والا ضلع لائل پور میں مقیم ہیں۔
چوہدری صاحب مذکور موضع کال پور تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے مہاجر ہیں۔

سرور سلیم صاحب گریجوایشن کے بعد لاء کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ وہیں سے انگلینڈ چلے گئے۔ اور لنڈن کے لنکنزان سے بیرسٹری کی سند حاصل کی اور پھر مانچسٹر یونیورسٹی سے ایل۔ایل۔ایم کی ڈگری حاصل کی۔ مانچسٹر میں محنت مزدوری اور بس ڈرائیوری کر کے تعلیم کے اخراجات پورے کرتے رہے۔ اب انگلینڈ کے شہر لیڈز میں ان کا اپنا دفتر ہے اور وہیں پریکٹس کرتے ہیں۔

ان کے ایک بھائی اسلام آباد میں فارم مینجر ہیں جن کا نام رشید اختر ہے۔ رشید اختر صاحب ہاکسنگ کے مشہور کھلاڑی ہیں۔ پنجاب میں تین سال چیمپین شپ جیتی۔ زراعتی کالج اور پنجاب کی باکسنگ کی ٹیموں کے کپتان تھے۔

ان کے ایک اور بھائی ریاض حمید صاحب نے بھی بڑی جدوجہد اور پرائیویٹ نوکریاں کر کے ایم۔ایس سی کیمسٹری کی ڈگری حاصل کی اور اب لیبیا چلے گئے ہیں۔

(۱۸۳) میاں نصیر احمد سی ایس پی (مرحوم)

میاں نصیر احمد سی۔ایس۔پی جو کہ مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن کے چیرمین کے عہدہ سے ۳۰ مارچ ۱۹۶۷ء کو ریٹائر ہوئے، بلحاظ فرض شناسی، دیانت داری اور قابلیت کے اپنی سروس میں ممتاز ترین حیثیت اور قابل رشک شہرت کے مالک سمجھے جاتے تھے۔ میاں صاحب ضلع جالندھر کے مردم خیز خطہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جہاں ان کا خاندان دنیاوی جاہ وحشم میں منفرد تھا۔ میاں صاحب کے والد میاں رحمت الٰہی سول سرجن تھے۔ لیکن میاں صاحب کی تعلیم و تربیت میں زیادہ حصہ آپ کے تایا صاحب کا تھا جو اہل اللہ میں شمار ہوتے تھے۔ میاں نصیر احمد صاحب کے ایک چھوٹے بھائی میاں بشیر احمد صاحب پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدے پر متعین تھے۔ اگر موت نے انہیں مہلت دی ہوتی تو کچھ عجب نہیں کہ ان کی ریسرچ سے سائنس کی دنیا میں نئے نئے راز کھلتے۔

Marfat.com

میاں صاحب نے مقابلے کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اپنی ملازمت کا آغاز ضلع میانوالی سے کیا جہاں انہیں بندوبست میں وسیع تجربہ حاصل ہوا۔ میاں صاحب اپنی متنوع دورِ ملازمت میں مختلف اضلاع کی ڈپٹی کمشنری کے علاوہ پنجاب کے ڈائریکٹر آف انڈسٹریز کے عہدے پر مامور رہے۔

آزادیٔ وطن کے بعد میاں صاحب نے مہاجرین کے انخلاء کے سلسلہ میں مہتم بالشان خدمات انجام دیں۔ بعد میں وہ مرکزی حکومت میں انڈسٹری کے محکمہ کے سیکرٹری مقرر ہوئے میاں صاحب کچھ عرصہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے عہدے پر فائز رہے۔ پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین کے عہدے پر فائز ہونے سے پہلے وہ مغربی پاکستان کے بورڈ آف ریونیو کے سینئر رکن تھے۔

میاں نصیر احمد صاحب اعلیٰ درجہ کے سپورٹس مین رہے ہیں۔ آپ پنجاب ہاکی فیڈریشن کے صدر تھے۔ آپ کی کوششوں کا یہ ثمر تھا کہ عالمی اولمپک کھیلوں میں پاکستان کی ہاکی ٹیم نے دنیا کی تمام ٹیموں کو شکست دے کر گولڈ میڈل حاصل کیا تھا۔

(۱۸۴) محترمہ نفیس اقبال

آنسہ نفیس اقبال ملک کے ممتاز ناشر جناب محمد اقبال سلیم گاہندری صاحب مالک نفیس اکیڈمی کراچی کی بیٹی ہیں آپ کو بچپن سے گڑیوں سے کھیلنے کا بیحد شوق تھا اس لئے بعض اوقات ان کے دوسرے عزیز اور چھوٹے بڑے بہن بھائی ان کو کہہ دیتے تھے کہ نفیس تو پڑھ ہی نہیں سکتی لیکن نفیس بڑی معصومیت سے جواب دیتی "کھیل کے وقت کھیل اور پڑھائی کے وقت پڑھائی"۔ نفیس بہت ذہین تھی، اسکول میں جو کچھ پڑھتی اسی وقت ذہن نشین ہو جاتا۔ اور ہمیشہ سالانہ امتحان میں اول آتی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نفیس نے بی۔ اے اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔ والدین نے نفیس کا شوق دیکھتے ہوئے اسے ایم۔ اے کرنے کی اجازت دے دی ایم۔ اے میں سیاسیات لینے پر لوگوں نے ایک بار پھر کہا کہ نفیس جیسی لڑکی جس کا شعر و شاعری اور افسانہ و ادب سے دل لگاؤ ہے۔ اپنے مضمون کے انتخاب میں دھوکا کھا گئی ہے نفیس اقبال نے سیاسیات جیسے خشک مضمون میں ایم۔ اے نہ صرف درجہ اول میں پاس کیا بلکہ یونیورسٹی سے طلائی تمغہ

Marfat.com

حاصل کر لیا. نفیس اقبال کا کہنا ہے کہ انہوں نے ابن خلدون کا بڑا گہرا مطالعہ کیا ہے اور ان کے نظریہ عمرانیات پر تحقیقاتی مقالہ لکھیں گی۔ اور وہ اس سلسلے میں باہر جانے سے نہیں گھبراتی ہیں۔ نفیس اقبال و افسانہ نگاری کا بڑا شوق ہے اور بڑے صاف ستھرے اور پاکیزہ افسانے لکھتی ہیں۔ وہ افسانہ میں رومان اور شعر و شاعری کی دلدادہ ہیں۔ ان کی آٹو گراف بک میں ملک کے تمام بڑے ادیبوں، شاعروں اور لیڈروں کے دستخط ہیں۔ مطالعہ کا بے حد شوق ہے۔ وہ ہر ماہ ایک نئی کتاب خرید لاتی ہیں اور اس کو پڑھے بغیر چین نہیں آتا۔ اس کے علاوہ اپنے والد محترم کی تمام کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی علمیت میں بڑا اضافہ ہوا ہے۔ انہوں نے اپنا ذریعہ تعلیم ہمیشہ اردو رکھا ہے۔ آجکل جامعہ کراچی کے میگزین کی اسسٹنٹ ایڈیٹر بھی ہیں۔

شاہکوٹ کے دو معزز خاندان

۱. خاندان ماسٹر خیر الدین (مرحوم) ماسٹر صاحب بڑے با خلاق، دیندار، محنتی آدمی تھے۔ ہمیشہ اپنے شاگردوں کو سکول کے بعد مفت پڑھاتے تاکہ لڑکے نہ صرف امتحان میں کامیابی حاصل کریں بلکہ قابل بھی بنیں۔ ان کے دو صاحبزادے ہیں۔

(۱) چوہدری نیاز علی احمد جو آج کل ملٹری میں صوبیدار ہیں اور کراچی میں متعین ہیں۔

(۲) چوہدری غلام محی الدین گراؤنڈ انجینئر (پی۔آئی۔اے) آج کل حکومت لیبیا نے ان کی خدمات حاصل کی ہیں۔

۲. خاندان ماسٹر غلام بھیک (مرحوم) یہ بھی بڑے نیک، خلیق، خدمت خلق کے دلدادہ اور قابل اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے چار صاحبزادے ہیں۔

۱. میاں اعجاز احمد اوورسیر شیخوپورہ ہیں۔

۲. میاں افتخار احمد، ایم ایس سی انجینئرنگ (بیروت یونیورسٹی) آج کل اسلام آباد میں بطور سپلائی انجینئر متعین ہیں۔

۳. میاں ابرار احمد امپورٹ ایکسپورٹ کرتے ہیں۔

۴. سب سے چھوٹے لڑکے کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

Marfat.com

سیٹھ محمد اسحاق

آپ انجمن ارائیاں، سانگھڑ کے صدر اور زمیندار ہیں۔ سابق فوجی بھی ہیں، سانگھڑ شہر میں لوہے اور ہارڈ ویئر کی تین دکانیں بھی ہیں۔ آپ نے برادری کی تاریخ مرتب کرنے کے جس قدر مالی قربانیاں دی تھیں وہ بلاشبہ قابل قدر ہیں۔ تاریخ ارائیاں کا پہلا ایڈیشن آپ ہی کی تحریک اور مالی تعاون سے معرض وجود میں آیا تھا۔" تاریخ سندھ کا گمشدہ باب یعنی قوم ارائیں کا تاریخی پس منظر" بھی آپ ہی کے خرچ سے ہی شائع کیا گیا تھا۔ جسے برادری میں مفت تقسیم کیا گیا۔ آپ کے تعاون سے گاؤں میں ہومیوپیتھک ڈسپنسری میں مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔

کرنل حیدر علی

آپ چک ۴۸۲ گ۔ب نزد موروتی پور تحصیل سمندری ضلع لائل پور میں ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے اور گورنمنٹ کالج لائل پور سے انٹر سائنس کرنے کے بعد بی۔ ایس۔ سی اسلامیہ کالج لاہور سے پاس کیا۔ پھر ۱۹۵۰ء میں ایئر فورس میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں بھرپور حصہ لیا۔ فروری ۱۹۷۳ء میں پنشن پر آ گئے۔ آج کل منجھورو ضلع سانگھڑ کے نزدیک ۲۲۴ ایکڑ اراضی خرید کر اس میں ماڈل زرعی فارم تیار کر رہے ہیں۔ کاشت ٹریکٹروں اور جدید ترین زرعی مشینوں سے کراتے ہیں۔ اس علاقہ کے مشہور زمینداروں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے ایئر فورس کی ٹریننگ U.K میں حاصل کی تھی۔ مصر اور فرانس میں بھی کافی عرصہ رہے ہیں۔
آپ کے خاندان کے بیشتر افراد امریکہ اور برطانیہ میں کاروبار کرتے ہیں۔ جن کی ایک مختصر سی فہرست مندرجہ ذیل ہے:۔

برکت علی آپ کے سگے بھائی نیوکاسل میں تجارت کرتے ہیں۔ گلاسگو میں آپ کے پھوپھی زاد بھائی محمد اسمٰعیل، کارڈف میں وزیر علی۔ بلفاسٹ میں عبدالغفور۔ برسٹل میں علی محمد یہ سب تجارت کرتے ہیں۔ سہیل یوسف اور صادق لنڈن رینجرز میں ہیں۔ محمد اختر کیلیفورنیا میں ڈاکٹر ہیں۔ جاوید اکبر اور مقبول احمد آپ کے بھتیجے کینیڈا میں ہیں۔
آپ بڑے خوش اخلاق ہیں اور اپنے کردار کی پختگی کی وجہ سے ہر دلعزیز ہیں۔

Marfat.com

محترمہ غلام فاطمہ مرحومہ

آپ میاں امام الدین صاحب مرحوم کی بڑی صاحبزادی تھیں، آپ کی پیدائش ۱۸۸۵ء میں ہوئی۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ نہایت شریف النفس اور پاکیزہ سیرت خاتون تھیں۔ آپ کا نکاح سیالکوٹ کے ایک نہایت ممتاز گھرانے کے چشم و چراغ میاں حسن دین بی۔ اے ایل۔ ایل بی وکیل ولد میاں نظام دین سے ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ آپ کی ۳ بچیاں تھیں: (۱) اقبال بیگم (۲) سردار بیگم (۳) حمیدہ بیگم ـــ جوانی کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔ ایک لڑکا عبدالرحمان تھا۔ جسے محض اس لئے کہ جائیداد کا وارث نہ بن سکے، وارثوں نے مٹی کا تیل ڈال کر جلا دیا۔ ساری زندگی اپنی بچیوں کی تعلیم و تربیت میں صرف کر دی۔ بیوہ ہونے کے بعد نہایت نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن تینوں بچیوں کو اعلیٰ تعلیم اور ساتھ ہی دینی تعلیم بھی دلوائی۔ اقبال بیگم بڑی بچی کا نکاح میاں حاکم علی صاحب سے ہوا جو انجینئرنگ یونیورسٹی مغلپورہ لاہور میں ، سال تک پرنسپل کے عہدہ پر فائز رہے اور ۱۹۵۸ء میں وفات پائی۔ دوسری بچی سردار بیگم کا نکاح اپنے دیور چودھری نواب دین کے بیٹے چودھری محمد اکرام سے کیا، جو اوکاڑہ مل میں مینجر ایں۔ تیسری لڑکی حمیدہ بیگم کا نکاح میاں حاکم علی پرنسپل کے چھوٹے بھائی میاں احمد علی صاحب سے ہوا، جو ۱۹۵۹ء میں میجر ریٹائر ہوئے بعد میں ڈپٹی ڈائرکٹر BASIC DEMOCRACIES میں لے لئے گئے۔ وہاں سے ۱۹۷۶ء میں ریٹائر ہوئے۔ اس محترم خاتون نے جتنی تکلیفیں دیکھی تھیں آخری عمر میں اتنا ہی سکون میسر آیا۔ آخر ۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔ میاں چنوں میں دفن کیا گیا۔

میاں عبدالصمد صاحب مرحوم

میاں عبدالصمد صاحب ولد میاں امام الدین صاحب مرحوم ۱۹۰۵ء میں ساہیوال میں پیدا ہوئے بی۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ نائب تحصیلدار کے عہدہ سے اپنی سروس کا آغاز کیا۔ تحصیلدار کی حیثیت سے ۱۹۶۰ء میں جھنگ سے ریٹائرڈ ہو گئے۔ لیکن آخری ۶ سال سٹی مجسٹریٹ کے فرائض بھی انجام دیئے۔

Marfat.com

بڑے جسیم اور بڑے خوبرو جوان تھے۔

تاریخ ارائیاں لکھنے کی آپ کی دلی خواہش تھی۔ اس کے لئے بہت سا مواد بھی آپ نے اکٹھا کیا تھا۔ بے تحاشہ مطالعہ کیا لیکن افسوس اُنکی وفات کے نامعلوم یہ سارا خزانہ کدھر گیا۔ جب کچہری سے نکلتے تو ہر انسان جو وہاں موجود ہوتا، پوچھتے کہ کیا کام ہے اور پوچھتے: رہنے کی کوئی جگہ بھی ہے یا نہیں؟ اگر جواب نہیں میں ملتا تو اُسے ساتھ گھر لے آتے اور اپنی بساط کے مطابق خوب خدمت کرتے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ کسی سے ایک پائی بھی لینا حرام سمجھتے۔ بتاتے کہ جب میں نائب تحصیلدار لگا تو میں نے ۲۵/- روپے رشوت لی۔ اُسی رات میں نے خواب دیکھا جس میں رشوت خوروں کو قبر کا عذاب دکھایا گیا۔ آخر ایک بزرگ خواب میں آئے اور مجھے کہا کہ عبدالصمد اگر تُو نے بھی یہی کام کیا تو تمہارا انجام بھی یہی ہوگا۔ اُسی وقت رات کو اُٹھے گھوڑے پر سوار ہو کر رات کو ہی جس سے رشوت لی تھی، اُس کے گاؤں گئے۔ رقم اُسے واپس دی، اور خدا سے توبہ کی اور ساری زندگی پھر رشوت نہیں لی۔ ۵۸ء میں ڈاکٹر عبیدالرحمان کی وفات نے گہرا قلبی اور ذہنی صدمہ دیا۔ یہ انکے چھوٹے بھائی تھے۔ ۲۸ اپریل ۶۰ء کو آپ کی بچی جمیلہ بیگم ۱۴ روز کا بچہ منصور رحمان چھوڑ کر وفات پا گئی۔ ٹھیک ایک ماہ اور ایک دن کے بعد یکم جون ۶۰ء کو دل کا دورہ پڑنے سے اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اپنے پیچھے ۳ بچیاں، ۴ بچے ایک بیوہ حمیدہ بیگم چھوڑی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

چوہدری عبدالعزیز صاحب

چوہدری عبدالعزیز صاحب ولد میاں امام الدین صاحب ۱۹۱۲ء میں ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ زرعی کالج لائلپور (جو اب زرعی یونیورسٹی بن چکی ہے) سے زراعت میں بی۔ ایس۔ سی تک تعلیم حاصل کی۔ ۹ رجون ۱۹۳۷ء میں ضلعدار کی حیثیت سے سروس کا آغاز کیا۔ بعد میں کچھ سال کے بعد ڈپٹی کلکٹر ہو گئے اور اسی عہدے سے ۲۸ ستمبر ۱۹۶۶ء کو ریٹائر ہوئے۔ نہایت سلیم الذہن اور وسیع النظر ہیں۔ اس کے علاوہ نہایت مخلص، دیندار، خدا ترس، مدبّر اور منتظم ہیں۔ میاں چنوں سے اپنی جدی جائداد کو فروخت کر کے آپ نے موضع فتح پور تحصیل

Marfat.com

راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خاں میں ۴ مربعہ اراضی خریدلی ہے۔ سکونت راجن پور اختیار کی ہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔

میاں عبدالحئی ولد میاں عبدالحق صاحب

آپ ۱۹۲۳ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد سیکشن آفیسر تھے۔ جو جوانی کی عمر میں ہی وفات پا گئے۔ میاں عبدالحئی صاحب نے مرے کالج سیالکوٹ سے بی اے کیا اور پھر لاء کالج لاہور ایل ایل۔ بی کیا۔ صوبائی اسمبلی پنجاب میں آفس سپرنٹنڈنٹ کے منصب پر فائز ہیں۔ علمی اور ادبی لحاظ سے بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ آج کل مستقل سکونت ۲۰ شاہ جمال روڈ لاہور پر ہے۔

میاں عبدالقادر فریدالزماں ولد میاں عبدالصمد صاحب مرحوم

آپ ۲۰ مئی ۱۹۴۲ء کو میاں چنوں ضلع ملتان میں پیدا ہوئے۔ ان کے دوسرے تین بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) عبدالقدوس شمس الزمان (۲) عبدالقیوم بدرالزماں (۳) عبدالعزیز یوسف الزماں۔ بچپن میں والدہ ماجدہ جن کا نام جنت خاتون تھا وفات پا گئیں۔ میٹرک کے بعد سیالکوٹ گورنمنٹ پالی ٹیکنک کالج سے ڈپلومہ کورس کیا۔ پھر مختلف جگہوں پر سروس کی۔ پہلے یونائیٹڈ ہانسی بس ٹرانسپورٹ لمیٹڈ میں ورکشاپ انچارج کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر علی آٹو موبائل لمیٹڈ ویسٹ وہارف روڈ کراچی میں سروس انجینئر کی حیثیت سے ۱½ سال کام کیا۔ شروع ۱۹۶۵ء میں کراچی شپ یارڈ جو پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی کے تحت تھا۔ انچارج مشین شاپ مینٹننس کی حیثیت سے ۴ سال تک کام کیا۔ پھر ہیوی مکینیکل کمپلکس ٹیکسلا تبادلہ ہو گیا۔ مشین شاپ انسٹالیشن میں انچارج کی حیثیت سے ۴ سال تک کام کیا۔ ایک سال کے لئے کوئٹہ ایئرن اوور میں تبدیل ہو گئے۔ اس کے بعد اگست ۱۹۷۶ء میں ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری میں انجینئر کی حیثیت سے تبدیل ہو کر آ گئے۔
اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ نفس کے مطالبات پورے نہ کرو کیونکہ جس قدر تم انہیں پورا کرو گے۔ اسی قدر اس کے مطالبات میں اضافہ ہو گا۔ خدا کے محبوب و مطلوب بندوں کے ساتھ اپنے تعلق کو زیادہ تر وابستہ کیا ہوا صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ اہل سنت جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

Marfat.com

حافظ نور محمد

حافظ صاحب جوہیکی ضلع جالندھر کے مہاجر تھے۔ آج کل ان کا خاندان پیر محل چک ٦٧٠/١١ میں آباد ہے۔ حافظ صاحب بہت مشہور آدمی تھے اور ان کے پوتے چودھری محمد سعید حال ہی میں انگلینڈ سے بیرسٹری کا کورس کر کے آئے ہیں۔ ان کے ایک پوتے واپڈا میں چیف ریونیو آفیسر ہیں، جن کا نام چودھری ریاض احمد ہے۔ حافظ صاحب کے ایک لڑکے چودھری نذیر الحق ہیں جو زمیندارہ کراتے ہیں۔

حاجی عبدالکریم صاحب

حاجی صاحب ضلع ہوشیارپور کے مہاجر ہیں، آجکل چک ١٩٤/ ر ب لاٹھیانوالہ ضلع لائل پور میں آباد ہیں۔ حاجی صاحب ریٹائرڈ مدرس ہیں۔ حاجی صاحب بہت نیک سیرت انسان ہیں، بڑے متقی اور پرہیزگار ہیں، ان کے ایک لڑکے چوہدری تصدق حسین اور دوسرے چودھری تجمل حسین طارق جو ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ ایک اور لڑکے چودھری جاوید حسین واپڈا میں ملازم ہیں۔ چوتھے محمد طاہر حسین کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ یہ سب برادری کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہتے ہیں۔ گاؤں میں انجمن ارائیاں بھی بنائی ہوئی ہے۔

میاں عبدالقدوس شمس الزمان ولد میاں عبدالصمد صاحب

آپ ١٩٤٢ء میں میاں چنوں ضلع ملتان میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ایمرسن کالج ملتان سے بی۔ اے کیا۔ بعد میں ملتان میں ہی ایل۔ ایل۔ بی کی تعلیم بھی حاصل کر لی۔ پاپولیشن پلاننگ آفیسر کی حیثیت سے سروس کا آغاز کیا۔ ابھی ملتان ہی میں ہیں۔ آپ پابند صوم و صلوٰۃ، بڑے باذوق اور طنز و مزاح میں ثانی نہیں رکھتے

چوہدری عبدالعزیز یوسف الزمان ولد عبدالصمد صاحب مرحوم

آپ ١٩٤٦ء میں جھنگ میں پیدا ہوئے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ گورنمنٹ ہائی سکول کچا کھوہ میں سکول ٹیچر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ دیندار گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں، انسان دوستی اور خدمتِ خلق ان کا مشغلہ ہے۔

Marfat.com

چودھری عبدالرحیم ولد ڈاکٹر چودھری عبدالرحمان صاحب مرحوم

آپ ۱۹۴۰ء میں میاں چنوں ضلع ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایم اے تک تعلیم حاصل کی سپرنٹنڈنٹ جیل کے عہدہ پر فائز ہیں۔ بڑے بااصول، مخلص، ہمدرد و غمگسار، بااخلاق اور باکردار انسان ہیں۔ زمیندار گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔

چوہدری محمد فضل کریم

صادق آباد میں چوہدری فضل کریم اسسٹنٹ کمشنر صاحب ارائیں برادری کی مشہور شخصیت ہیں۔ نہایت دیانتدار اور باوقار افسر ہیں۔ ان کی دیانتداری اور انصاف کے باعث صادق آباد کے لوگ بیحد خوش ہیں۔

۱۔ چوہدری نظام الدین: ان کے متعلق ہارٹہ تحصیل و ضلع ہوشیارپور سے ہے جب لائلپور کا علاقہ آباد ہوا تھا تو ان کے والد صاحب چک ۱۹۲ ر کھ برانچ، رسول نگر، تحصیل و ضلع لائلپور میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ چوہدری صاحب نے لائل پور زرعی کالج سے بی ایس سی کیا۔ ۱۹۵۷ء میں نائب تحصیلدار بھرتی ہوئے اور ۱۹۵۹ء میں تحصیلدار ہوئے۔ ۱۹۶۶ء سے موجودہ عہدہ پر فائز ہیں۔ ان کے ایک بھائی زمیندارہ کراتے ہیں اور دوسرے بھائی محکمہ ٹیلیفون میں سپروائزر ہیں۔

۲۔ چوہدری غلام محی الدین: چوہدری نظام الدین کے بھائی اور اے سی صاحب کے چچا ہیں۔ لائلپور کی معروف شخصیت ہیں۔ رسول نگر کے نمبردار ایوبی دور میں یونین کونسل کے چیئرمین رہے ہیں اور ضلع کونسل کے ممبر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ اس دوران انہوں نے رفاہ عامہ کے لئے بے حد کام کیا چک میں بجلی کا بندوبست کرایا اور کئی چکوک کے لئے پکی سڑکیں بنوائیں، بیحد متحرک انسان ہیں، عوام اور برادری کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں۔

حاجی میاں امانت علی

۱۔ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خاں میں ارائیں برادری میں حاجی میاں امانت علی اور ا

Marfat.com

کے فرزندوں کا نام محتاج تعارف نہیں ضلع جالندھر تحصیل نکودر کے قریب ان کے جدِ امجد جیون نے ایک گاؤں ننگل جیون کے نام سے آباد ہوئے۔ اس خاندان کے بہت سے افراد ضلع تھرپارکر سندھ میں آباد ہیں جن میں کرنی علاقہ کے چوہدری شاہ محمد بارانی والے مشہور و معروف شخصیت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ چودھری قطب الدین صاحب بھی آپ کے عزیز ہیں۔ انگلستان میں آپ کا بڑا کاروبار ہے اور باعزت زندگی گزار رہے ہیں

ڈاکٹر میاں محمد شفیع

آپ ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے اور ویٹرنری کالج لاہور سے ۱۹۳۹ء میں بی۔ وی۔ ایس کا ڈپلوما حاصل کیا اور ۱۹۵۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے افزائش حیوانات کی خصوصی ڈگری کے ساتھ ویٹرنری سائنس میں بیچلر کا کورس پاس کیا، ۱۹۶۴ء میں بیروت کی امریکن یونیورسٹی سے افزائش نسل حیوانات میں ایم۔ ایس۔ سی کیا۔

۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۰ء تک مغربی پاکستان کے پالتو جانوروں کے ڈائریکٹریٹ کے فارموں میں جانوروں کی افزائش کے سلسلہ میں پلاننگ و ڈویلپمنٹ کے پراجیکٹس پر بطور انچارج ریسرچ کا کام کیا۔

جانوروں کے گورنمنٹ فارموں میں بارہ سال تک انتظامی عہدے پر نہایت محنت سے فرائض سرانجام دیئے افسر انچارج یا مینیجر کے طور پر ساہیوال، بہاولنگر، سندھی، تھل، دھانی اور داجل (بھگناری) کے فارموں میں نیلی۔ راوی اور کنڈی بھینسوں کے فارموں کی اصلاح اور بھیڑ بکریوں کی مختلف قسموں کی دیکھ بھال اور اصلاحات کے متعلق قابل قدر کام انجام دیئے ان کے علاوہ جانوروں کی بیماریوں کے انسداد کے لئے مختلف ہسپتالوں میں بھی بہت عمدہ کام کرتے رہے ہیں

گورنمنٹ آف ویسٹ پاکستان کے سپیشل افسر کے طور پر پولٹری فارموں اور جانوروں کی افزائش کے متعلق تین سال تک پلاننگ اور ماہرانہ شمار مہیا کر کے ان کی ترقی میں نمایاں کام کیا۔

اکتوبر ۱۹۷۰ء سے فروری ۱۹۷۵ء تک بطور ایڈیشنل ڈائریکٹر خدمات سرانجام دیں اور گورنمنٹ، ۳ گرانٹس اور ۵ لینڈ ریفارم گائے بھینسوں کے فارم اور پولٹری فارم اور بھیڑ بکریوں اون، بال، گوشت کے متعلق مختلف پراجیکٹوں کی دیکھ بھال کا کام نہایت خوش اسلوبی

Marfat.com

سے انجام دیا۔

آپ نے آخر میں آزاد کشمیر گورنمنٹ کے جانوروں کے متعلق افزائش کی سکیموں کی دیکھ بھال کے لئے بطور مشیر خاص مقرر ہوئے اور اس کے بعد سروس سے ریٹائر ہوگئے۔

آپ نے جانوروں کی افزائش کے متعلق بہت سا ریسرچ کا کام کیا اور پاکستان گورنمنٹ کو نہایت مفید مشورے دیتے رہے۔

گھوڑوں اور مویشیوں کے میلوں میں آپ ہی کو انعامات دینے کے لئے جج مقرر کیا جاتا رہا ہے اور آپ ہمیشہ یہ کام نہایت ایمانداری سے کرتے رہے۔

لاہور اور بہاولپور کے گھڑ دوڑ یا گھوڑوں کا انتظام آپ کے سپرد کیا جاتا رہا ہے کیونکہ آپ ہر طرح سے اس کے اہل تھے

پنجاب یونیورسٹی اور ایگریکلچر یونیورسٹی لائل پور میں بطور بیرونی ممتحن آپ کا تقرر کئی سال سے ہوتا رہا ہے۔

میاں منور الدین جنرل منیجر سنٹرل ٹیلی کمیونیکیشن لاہور

آپ ۱۰ اپریل ۱۹۱۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے آپ کے والد صاحب کا نام میاں شاہ دین ہے۔ آپ نے میٹرک میں وظیفہ حاصل کیا اور پھر بی اے میں بھی انگریزی لٹریچر میں ۷۰% نمبر حاصل کئے۔ بی۔ ایس۔ سی انجنیئرنگ الیکٹریکل میں پنجاب یونیورسٹی میں آنرز کے ساتھ اول آئے۔
آپ الیکٹریکل انجنیئر پنجاب کے فیلو ہیں۔

۱۹۵۱ء میں آپ پنجاب کالج آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں بطور لیکچرر ایک سال کام کیا۔ پھر اسسٹنٹ انجنیئر محکمہ بجلی پنجاب ورکس چارج سنبھالا۔ ۱۹۵۲ء سے اب تک محکمہ ٹیلیگراف انجنیئرنگ سروس میں کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۶۳-۶۴ء میں اس بورڈ کے مشیر خاص مقرر ہوتے جو انجنیئرنگ یونیورسٹی کے لئے پروفیسروں کا انتخاب کرتا ہے۔

آپ نے پاکستان میں محکمہ ٹیلیفون، ٹیلیگراف کے سٹاف کی ٹریننگ کے سلسلہ میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ انگلینڈ میں ریڈیو انجنیئرنگ اور تربیتی اداروں میں بھی نمایاں کام کیا۔

۱۹۶۹ء میں بطور ڈائریکٹر ٹیلی کمیونک سٹاف ہری پور کام کیا۔ ۱۹۷۰ء ڈپٹی چیف انجنیئر اسلام آباد

Marfat.com

کا چارج سنبھالا۔ پھر آج تک جنرل منیجر سنٹرل ٹیلی کمیونیکیشن لاہور میں اپنی خدمات نمایاں طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نہ صرف اپنے عہدہ کے لحاظ سے اعلیٰ انتظامی قابلیت کے مالک ہیں اور ٹیکنیکل صلاحیتوں میں چوٹی کے ماہروں میں آپ کا شمار ہوتا ہے، بلکہ زبانوں میں آپ انگریزی، پنجابی اور اردو تحریر و تقریر میں اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں اور عربی میں بھی اچھی خاصی دسترس رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حسین چوہدری

آپ اگست ۱۹۴۷ء کے فسادات میں جالندھر شہر سے ہجرت کر کے پاکستان آئے اور جڑانوالہ ضلع لائلپور میں آباد ہوئے۔ پاکستان کی تعمیر میں دیگر مہاجرین کی طرح مال اور جانی قربانی دیں۔ ایک حقیقی بھائی شہید اور والد صاحب و دیگر رشتہ دار سخت زخمی ہوئے۔ پھر زخمیوں کے تبادلہ میں پاکستان پہنچے۔ میں اس وقت ابھی میڈیکل کالج میں زیر تعلیم ہی تھا۔ یہاں آ کر تعلیم مکمل کی اور قصبہ جڑانوالہ میں ہی پرائیویٹ میڈیکل پریکٹس شروع کر دی۔ پھر وہیں جڑانوالہ میونسپل کمیٹی کے ممبر نامزد ہو گئے۔ ۵۱-۱۹۵۰ء کے اسمبلی کے الیکشن میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر جڑانوالہ حلقہ نمبر ۲ سے مہاجر سیٹ پر صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ اس وقت ملک میں ڈاکٹروں کی شدید قلت تھی۔ حکومت ۴۲ سال سے کم عمر تمام ڈاکٹروں کو جبری بھرتی کر رہی تھی۔ ڈاکٹر صاحب بھی اس لازمی سروس میں آ گئے۔ جڑانوالہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، ناندلیانوالہ، لائل پور، حافظ آباد، وزیر آباد اور گوجر خان میں میڈیکل آفیسر متعین رہے۔

ان کا خاص شعبہ سرجری رہا ہے۔ پھر ٹھٹھہ (سندھ)، مظفر گڑھ، جہلم اور لائل پور کے ضلع میں بطور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کام کیا۔ اب ضلع سیالکوٹ میں ڈی۔ ایچ۔ او کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ مستقل رہائش ۲۷۹۔ ڈی پیپلز کالونی لائل پور میں ہے۔

چوہدری عبدالباری

چوہدری عبدالباری ایک معزز ارائیں گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں ان کے والد محترم چوہدری

Marfat.com

عبدالقادر ریاست کپورتھلہ میں تحصیلدار تھے اور ان کے بھائی اعلیٰ سول و فوجی عہدوں پر فائز تھے۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد چوہدری صاحب ریاست کپورتھلہ مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے اور تقسیم ملک تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ انہوں نے قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلہ میں دو بار گرفتار بھی ہوئے۔ تقسیم کے بعد وہ گوجرانوالہ میں آباد ہوئے اور جلد ہی چیمبر آف یوٹیفیلز انڈسٹریز کے صدر منتخب ہوئے اور کئی سال تک صدر کے فرائض سرانجام دیتے رہے، اس کے بعد میٹل مینوفیکچررز فیڈریشن رجسٹرڈ کے صدر منتخب ہوئے چوہدری صاحب چونکہ سیاست میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ شلائٹ ایسوسی ایشن رجسٹرڈ کے صدر چنے گئے اور وہ آجتک صدر چلے آرہے ہیں، چوہدری صاحب سیاست کے ساتھ ساتھ برادری کے فلاح و بہبود کے کاموں میں کافی دلچسپی لیتے ہیں، وہ پاکستان پیپلز پارٹی شہر گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری ہیں اور سول ڈیفنس آرگنائزیشن کے چیف وارڈن ہیں۔ دونوں حیثیتوں میں انہوں نے قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور ان کو اس سلسلہ میں متعدد سندیں عطا کی گئیں۔ چوہدری صاحب ڈسٹرکٹ ٹی بی ایسوسی ایشن کے انفریشن سیکرٹری ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہاکی ایسوسی ایشن کے نائب صدر اور سلائٹ ٹاؤن فٹ بال کلب کے بھی نائب صدر ہیں۔

عرصہ ۷ سال سے چوہدری صاحب جنرل سیکرٹری انجمن اراعیان ضلع گوجرانوالہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ انجمن اراعیاں پنجاب و آزاد کشمیر کے مشیر اعلےٰ حال ہی میں منتخب ہوئے ہیں۔ برادری سے ان کو گہری عقیدت ہے۔ انہوں نے انجمن اراعیاں پاکستان اور پنجاب و آزاد کشمیر میں الحاق پیدا کرنے میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔

چوہدری صاحب جرگہ کے ممبر بھی رہ چکے ہیں اور اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ فوڈ ایڈوائزری بورڈ اور ڈسٹرکٹ الاٹمنٹ کمیٹی کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ ان کے اپنے دو کارخانے ہیں اور دیگر کاروبار کے ساتھ ساتھ زمیندارہ بھی ہے۔ حال ہی میں وہ پیپلز ورکس کونسل کے ممبر بنے ہیں اور بلدیہ گوجرانوالہ کی انسپکشن ٹیم کا بھی ان کو ممبر چنا گیا ہے۔

Marfat.com

بشیر احمد بیتاب کے چھوٹے بھائی میاں بشارت علی صادق آباد

" میاں بشارت علی صادق آباد میں کمیشن ایجنٹس ہیں اور دوسرے چھوٹے بھائی چودھری شوکت علی ڈویژنل فارسٹ آفیسر سکھر ہیں جو اپنی فرض شناسی، دیانتداری اور خودداری کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ یہ سب بھائی اس پورے علاقہ میں وسیع ترمراسم اور اپنے کردار و جاہت سے بہت مقبول ہیں۔"

ضلع رحیم یار خاں میں ۵۵ فی صدی آبادی ارائیوں کی ہے۔ ڈاکٹر چودھری بشیر احمد بھی ضلع رحیم یار خاں کی ارائیں برادری میں ایک لیڈر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جناب ظفر عالم صاحب

آپ اس وقت برمنگھم (انگلینڈ) میں کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔ آپ مشرقی انڈیا میں رسول پور کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔ چودھری نذیر احمد ڈائریکٹر شماریات اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور ان کے بھائی چودھری نصیر احمد سانده روڈ لاہور والوں کے والد چودھری شاہ محمد صاحب ظفر عالم کی والدہ صاحبہ کے تایا تھے آپ کے مورث اعلیٰ فیروزپور ضلع کے رہنے والے

ہیں۔ میاں صاحب کے بڑے فرزند کا نام چوہدری بشیر احمد بیتاب ہے جو کہ تحصیل صادق آباد کسان بورڈ کے صدر بھی ہیں، اپنے فارم میں کھیتی باڑی کراتے ہیں۔ ان سے چھوٹے بھائی چوہدری شوکت علی ارائیں سندھ ڈویژنل فارسٹ آفیسر ہیں اور سب سے چھوٹے چوہدری بشارت علی غلہ منڈی صادق آباد میں آڑھت کی دکان کرتے ہیں۔ جرأت و خودداری اس خاندان کا طرۂ امتیاز ہے۔

۲۔ سنجر پور تحصیل صادق آباد میں ماسٹر عبدالحمید اور چوہدری مقصود احمد ارائیں برادری کے مشہور فرد ہیں۔ وسیع کاروبار کے مالک ہیں اور سیاسی اور رفاہی کاموں میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں، ان کے تعاون سے ایک مدرسہ چل رہا ہے، اور کئی بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر ایم لطیف اختر

نائب صدر انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر (سرگودھا ڈویژن)

آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی چوہدری محمد طفیل تھا۔ آپ چک نمبر ۲۰ لاٹھیانوالہ ضلع لائل پور میں سنہ ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے لیاقت میڈیکل کالج حیدر آباد سے ایم۔بی۔بی۔ایس کا امتحان پاس کیا اور لائلپور شہر میں پرائیویٹ پریکٹس شروع کی۔ آپ ایک لڑکے اور دو لڑکیوں کے باپ ہیں۔ تقسیم سے قبل آپ کے آباؤ اجداد سندہ چور ضلع ہوشیارپور میں مقیم تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے برادری کی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ سنہ ۱۹۷۲-۷۳ء میں آپ انجمن راعیان لائل پور کے سینئر نائب صدر رہے، اور سنہ ۱۹۷۴-۷۵ء میں آپ کو انجمن راعیان لائل پور کا صدر چنا گیا۔ آپ اوج پاکستان کے ڈسٹرکٹ پریزیڈنٹ ہیں۔ آپ اوج پاکستان (مرکز) کے سینئر نائب صدر ہیں۔ اس وقت آپ ۴۴۔ڈی پیپلز کالونی لائل پور میں قیام پذیر ہیں۔ آپ کے دو بڑے بھائی ہیں۔ سب سے بڑے بھائی کا اسم گرامی ڈاکٹر محمد صدیق اختر ہے، اور وہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لائف سٹاک اینڈ ڈیری فارم ڈیرہ غازی خاں تعینات ہیں۔ دوسرے بھائی کا نام محمد رفیق اختر ہے اور وہ لاہور میں موٹر ورکشاپ کے پروپرائٹر ہیں۔

آپ نے الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر منعقدہ میرپور آزاد کشمیر پور کیلئے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ ایک مخلص کارکن ہیں۔

محمد رضاء اللہ

سیکرٹری جنرل انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر

Marfat.com

چوہدری خورشید احمد جیولرز راولپنڈی

آپ ۱۹۱۹ء میں امرتسر (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ادیب عالم پاس کرنے کے بعد کاروبار شروع کر دیا۔ آپ جواہرات اور سونے چاندی کی تجارت کا کام کرتے ہیں اور اس کاروبار میں اتنی ترقی کی کہ آپ آل پاکستان صرافہ اینڈ جیولرز ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ آپ بڑے مخیر ہیں اور غریبوں اور برادری کے کاموں میں خصوصاً بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں پچھلے دنوں آپ نے حزب راعیاں، راولپنڈی کو مبلغ دس ہزار روپے کا عطیہ دیا تاکہ اس سے برادری کے پروگرام کے مطابق اپنی بلڈنگ الراعی بلڈنگ راولپنڈی کی قیمت (جو غالباً ڈیڑھ لاکھ روپے سے کچھ زائد ہے اور اس کا ذکر کسی اور جگہ ہو گا) ادا کی جائے۔ راولپنڈی میں یہ عطیہ سب سے زیادہ تھا۔ آپ راولپنڈی کی حزب الراعیاں انجمن کے سرپرست بھی ہیں اور ہمیشہ سے دل کھول کر اس کی امداد کرتے رہے ہیں۔

آپ کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ آپ کے ایک بھائی گنج منڈی میں آڑھت کا کاروبار کرتے ہیں اور دوسرے بھائی جیولرز ہیں اور اپنا علیحدہ کاروبار کرتے ہیں

میاں فقیر محمد ندیم باری

میاں فقیر محمد ندیم باری، ایم اے (معاشیات) انجمن راعیاں پاکستان سنی لاہور کے سینئر نائب صدر، انجمن راعیاں پاکستان (لاہور) کے نائب صدر اور انجمن راعیاں پنجاب و آزاد کشمیر کے پبلسٹی سیکرٹری ہونے کے علاوہ اوج پاکستان کے جنرل وائس پریذیڈنٹ بھی ہیں۔ آپ نے گذشتہ دس سال میں انجمن راعیاں کی متعدد تنظیموں کی بنیاد رکھی جن میں بھیرہ، گوجرہ، پیر محل، تاندلیانوالہ، شیخوپورہ، جڑانوالہ، کمالیہ، میانوالی، رسول پور کی انجمنیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ان علاقوں میں اوج کے یونٹ قائم کرنے کے لئے آپ نے صوبہ پنجاب کا دورہ میاں مجیب الرحمٰن بانی و سرپرست اوج کی قیادت میں کیا اور صوبہ بھر میں قبیلہ راعیاں کی بیداری اور تنظیم کے لئے اپنی شعلہ نوائی سے نئی روح پھونک دی

Marfat.com

نوائے اوج نے انہیں خطیب اوج کے خطاب سے نوازا۔ آپ نے انجمن ارائیاں پنجاب وآزاد کشمیر کی تشکیل اور مرکزی انجمن ارائیاں پاکستان کی تنظیم نو اور جمہوری اقدار کے فروغ میں بڑا موثر کردار ادا کیا۔ آپ اپنی شعلہ نوا خطابت اور انتھک محنت کے باعث قبیلہ کے نوجوانوں اور بزرگوں میں یکساں مقبول ہیں۔

آپ مقرر ہونے کے ساتھ افسانہ نگار بھی ہیں۔ آپ پاکستان رائٹرز گلڈ لاہور کے رکن مجلس عاملہ، بینک ملازمین ضلع لائل پور کے صدر، انجمن تحفظ ختم نبوت کے رکن اور نیشنل مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی کے مشیر اعلیٰ ہیں۔ آپ میاں عبد العزیز جالندھری کے بیٹے ہیں۔ آپ کی تخلیق "وفا کی خوشبو" نظریاتی افسانوں کی کتاب بہت مقبول ہوئی ہے۔

محمد شریف جلیس

آپ انجمن ارائیاں انبالہ کے معزز رکن تھے جنہوں نے قیام پاکستان کے بعد سرگودھا میں آکر ارائیں کارپوریشن غلہ منڈی کے نام سے فرم قائم کر کے اجناس کا کاروبار شروع کیا اور رفتہ رفتہ اُس سابق انجمن کو انجمن ارائیاں سرگودھا میں تبدیل کر دیا۔ آپ اس انجمن کے بانیوں میں سے ہیں۔ یہ بڑی فعال انجمن ہے جس نے زر کثیر جمع کر کے ارائیں ہاؤس تعمیر کیا۔ اور چوہدری جہانگیر علی ایم اے ایل ایل بی سے اس کا افتتاح کرایا۔ جہاں طلبا اور طالبات کو دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ آج کل پنجاب انڈسٹریل آفیسرز تنظیم قائم کر رہے ہیں تاکہ برادری میں ایک دوسرے کا تعارف ہو سکے۔ آپ کچھ عرصہ تک انجمن ارائیاں سرگودھا کے جنرل سیکرٹری بھی رہے ہیں۔ آج کل اس کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔

شہاب الدین وارثی

آپ یوپی کی ارائیں برادری کے معزز رکن ہیں اور اپنے حلقہ یعنی مسلم آباد لارنس روڈ کراچی میں سابق بی ڈی ممبر بھی رہے ہیں۔ بڑے درد مند دل رکھنے والے انسان ہیں۔ برادری کی تنظیم اور بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

Marfat.com

حاجی مبارک علی، خازن، انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر

آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی حافظ اللہ بخش ہے۔ آپ بتاریخ یکم مئی ۱۹۲۰ء کو شہر انبالہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم پائی، آپ کا موجودہ پتہ مکان ۱۵۴/۶۷ بلاک ۲۵ متصل روضہ سائیں عزیز الرحمن خالقی شہر سرگودھا ہے۔

اولاد:- تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

آپ چار بھائی اور تین بہنیں ہیں جنکی اولاد تقریباً ایک صد نفوس پر مشتمل ہے آپ کا موجودہ ذریعہ معاش زمینداری ہے۔ آپ انجمن الراعیان ضلع سرگودھا کے صدر ہیں۔

(۱) ۱۹۴۳ء میں انجمن اراعیان ملتانی حلقہ دیہاتی اضلاع انبالہ، کرنال ریاست کیسر وغیرہ کے سیکرٹری جنرل چنے گئے۔

(۲) کئی جگہ دینی مدارس، پرائمری سکول، برادری کے دیہاتوں میں جاری کرائے۔

(۳) رسومات قبیحہ کا انسداد کروایا۔

(۴) برائیوں کے روک تھام، جہیز کی نمائش پر پابندی لگائی گئی۔

(۵) تعلیمی وظائف مستحق طلباء کو دلائے گئے۔

(۶) ۴ اگست ۱۹۷۵ء کو کنونشن کے دوران انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کے قیام پر متفقہ طور پر خازن چنے گئے۔

تعارف

عہدیداران انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر

الحاج چوہدری محمد عالم، صدر انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی حاجی بدرالدین ہے۔ آپ مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۲۲ء کو میرپور (جھنگ الراعیاں) میں پیدا ہوئے۔ ایف اے تک تعلیم پائی۔ آپ چھ لڑکوں اور ایک لڑکی کے باپ ہیں۔ آپ انجمن الراعیان میرپور آزاد کشمیر کے صدر رہ چکے

Marfat.com

ہیں۔ ۲۴ اگست ۱۹۷۵ء کو الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر منعقدہ میرپور آزاد کشمیر کے دوران آپ کو انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کا صدر چنا گیا۔ آپ پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائن کی سیلز ایجنسی میرپور کے مالک ہیں۔ میرپور میں آپ بے حد مقبول ہیں۔ آپ کا شمار میرپور کے متمول اصحاب میں ہوتا ہے۔ کئی دوکانات اور مکانات کے آپ مالک ہیں، آپ کے دو بھائی انگلینڈ میں مقیم ہیں۔ آپ نے برادری کی بے شمار اور نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱۔ برادری میں پائی جانے والی بری رسومات کے خاتمہ کی تحریک میں حصہ لیا۔

۲۔ برادری کے نادار بچوں کی امداد

۳۔ برادری کے تعلیم یافتہ بچوں کو روزگار مہیا کرنا۔

۴۔ ذہین اور ہونہار طلبا کو "الراعی سکالرشپ" دینا۔

۵۔ میرپور میں سی۔ ایم۔ ایچ کا زنانہ وارڈ تعمیر کروا کر وقف کرنا۔

۶۔ منگلا ڈیم سے متاثرہ آبادی کے لئے زرعی اراضی کے حصول کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔

۷۔ منگلا ڈیم سے متاثرہ برادری کی جائداد کا معقول معاوضہ دلانا اور اُن کی آبادکاری میں مدد کرنا۔

۸۔ میرپور میں دو مرتبہ الراعی کنونشن کا انعقاد۔

۹۔ پرانے میرپور منڈی الراعیاں کا قائم کرنا۔

۱۰۔ جھنگ الراعیاں میں مڈل سکول جاری کروانا اور اُس کے لئے مکان اور کھیلوں کے میدان کے لئے زمین وقف کرنا۔

۱۱۔ مورخہ ۲۳، ۲۴ اگست ۱۹۷۵ء کو میرپور آزاد کشمیر میں الراعی برادری کا تاریخی اور فقید المثال اجتماع جس میں دس ہزار مندوبین جن کا تعلق پنجاب و آزاد کشمیر کی انجمنوں سے تھا، شامل ہوئے، آپ نے تمام مندوبین کے قیام و طعام کا دو روزہ انتظام نہایت احسن طریقے پر کیا تھا۔ اس کنونشن کا انعقاد

Marfat.com

ہمیشہ آپ کی یاد دلاتا رہے گا۔ یہ کنونشن برادری کی تاریخ میں ایک سنہری باب کے طور پر یاد کیا جائے گا اور آپکی ذات گرامی بطور میزبان کنونشن اور انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کے بانی صدر کی حیثیت سے برادری کی تاریخ کا درخشندہ ستارہ تصور ہو گی۔ آپ کی غیر متنازعہ فیہ شخصیت کی قیادت میں انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کی ترقی کے امکانات بے حد روشن ہیں اور آپکی پر خلوص کوششوں سے یہ انجمن برادری کے تمام حلقوں میں مقبول سے مقبول تر ہوتی جائے گی۔

پروفیسر محمد رضاء اللہ سیکرٹری جنرل انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر

۱ آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی حکیم غلام محمد ہے۔ آپ بتاریخ ۲ مارچ ۱۹۴۲ء کو چک نمبر ۹۴ این پی تحصیل خانپور، ضلع رحیم یار خاں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے آپ نے ۱۹۶۲ء میں ایم۔ ایس سی (نباتیات) BOTANY کا امتحان گورنمنٹ کالج لاہور (پنجاب یونیورسٹی) سے پاس کیا۔ آپ کے والدین کا تعلق تقسیم سے قبل مرید وال تحصیل نکودر، ضلع جالندھر سے تھا۔ آجکل آپ گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی میں بطور پروفیسر کام کر رہے ہیں آپ دو لڑکوں اور ایک لڑکی کے باپ ہیں۔ آپ کا تعلق راولپنڈی کی ضلعی انجمن حزب راعیاں راولپنڈی سے ہے۔ آپ کے تین چھوٹے بھائی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) محمد ضیاء اللہ ایم۔ اے پولیٹیکل سائنس (پنجاب یونیورسٹی) آج کل ڈسٹرکٹ الیکشن آفیسر، رحیم یار خاں تعینات ہیں۔

(۲) ڈاکٹر محمد ذکاء اللہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (پنجاب) قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں اسسٹنٹ پروفیسر (ANATOMY) رہ چکے ہیں اور آجکل انگلینڈ میں ایم۔ آر۔ سی۔ پی (M.R.C.P) کر رہے ہیں۔

(۳) محمد عطاء اللہ۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کی فائنل ایئر ایم۔ بی بی ایس کے طالبعلم ہیں۔

Marfat.com

آپ نے برادری کی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) مورخہ ۸ جون ۱۹۷۳ء کو حزبِ راعیان راولپنڈی کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور اب تک اسی عہدہ کو بطریق احسن نبھا رہے ہیں۔

(۲) ایڈہاک کنونشن کمیٹی کا تیسرا اجلاس جو مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۷۵ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوا اس کے لئے تمام انجمنوں سے خط و کتابت کی اور اجلاس کے انتظامات میں نمایاں کردار ادا کیا۔

(۳) ۳۰ مارچ ۱۹۷۵ء کے اجلاس منعقدہ اسلام آباد میں آپ کو متفقہ طور پر "سیکرٹری تنظیمی کمیٹی" برائے انعقاد الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر چنا گیا۔

(۴) الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر جو ۲۳، ۲۴ اگست ۱۹۷۵ء کو میرپور میں منعقد ہوا، کیلئے تمام انجمنہائے پنجاب و آزاد کشمیر سے مسلسل خط و کتابت کی اور مسلسل رابطہ قائم رکھا۔ رابطہ کمیٹی اور تنظیمی کمیٹی کے اجلاس مختلف شہروں میں منعقد کرائے جن میں سے اسلام آباد، لاہور، میرپور (آزاد کشمیر) سرگودھا، لائل پور اور ساہیوال قابل ذکر ہیں۔

(۵) الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر منعقدہ میرپور (آزاد کشمیر) کے انتظامات میں نمایاں حصہ لیا اور تمام اجلاسوں کی کارروائی قلمبند کی۔

(۶) دوران کنونشن انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کا قیام عمل میں آیا اور آپ کو متفقہ طور پر اس انجمن کا "سیکرٹری جنرل" چنا گیا۔

(۷) مختلف انجمنوں کے قیام اور اُن کی کارکردگی کو بہتر بنانے کیلئے دور دراز کا سفر کیا، مثلاً انجمن اراعیان رحیم یارخاں اور اس کی ذیلی تنظیموں کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کی۔ تلہ گنگ (ضلع کیمبلپور) کی انجمن کو مؤثر بنانے کے لئے دو بار تلہ گنگ کا دورہ کیا۔

(۸) الراعی بلڈنگ راولپنڈی کے قیام کے لئے مسلسل کوشش کی اور بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۵ء کو مبلغ ۵۵/۸۵۵، ۷۱، اروپے بطور چندہ جمع کر کے بلڈنگ مذکور کی قیمت ادا

Marfat.com

کی۔ اور اس طرح الراعی بلڈنگ راولپنڈی کے قیام میں آپ نے اہم ترین اور نمایاں کردار ادا کیا۔ یاد رہے کہ یہی بلڈنگ انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کے مرکزی دفتر کے لئے استعمال ہوگی۔

محمد ارشاد چوہدری

نائب صدر (ملتان ڈویژن) انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر

آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی صوفی محمد اسلم ہے۔ آپ بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۴۴ء کو متھرا کینٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایف۔اے تک تعلیم پائی۔ آپ کا آبائی گاؤں غازی پور ریاست کپور تھلہ ضلع جالندھر تھا۔ آجکل محلہ علی پور H بلاک اوکاڑہ، ضلع ساہیوال میں مقیم ہیں۔ ایک لڑکی اور ایک لڑکے کے باپ ہیں۔

آپ انجمن اراعیاں ساہیوال کے نائب صدر اور تنظیم الراعی اوکاڑہ کے کنوینر ہیں ٹرانسپورٹر اور زمیندار ہیں۔ آپ کے فارم کا نام الراعی ماڈل فارم ہے۔ آپ کا ایک اور بھائی ہے جو کاروبار ساتھ ہی کرتا ہے۔

آپ برادری کے لئے وقف ہیں۔ الراعی برادری میں بیداری پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر کے انعقاد کے لئے کوشش کی۔ اوکاڑہ کی تنظیم الراعی انجمن کا قیام عمل میں لائے، ضلعی اور صوبائی سطح پر سرگرم عمل ہیں اور بیداری کو جگانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔

میاں عبدالخالق۔ نائب صدر (بہاولپور ڈویژن) انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر

آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی میاں غلام محمد ہے۔ آپ کی جائے پیدائش رحیم یار خاں ہے میٹرک تک تعلیم پائی تقسیم سے قبل آپ کے والدین کا تعلق محلہ شریف پورہ امرتسر سے تھا۔ آجکل گلشن کالونی رحیم یار خاں میں قیام پذیر ہیں۔ ذریعہ معاش [illegible] ہے آپ کی فرم میاں عبدالخالق اینڈ کمپنی فیکٹری ایریا رحیم یار خاں کے نام سے مشہور ہے۔ آپ

Marfat.com

انجمن اراعیاں رحیم یارخاں کے بھی سینئر نائب صدر ہیں، آپ ۳ لڑکے اور ۴ لڑکیوں کے باپ ہیں۔ آپ کے ۵ بھائی ہیں سب کا ذریعہ معاش تجارت ہے (۱) آپ انجمن تاجران ضلع رحیم یارخاں کے صدر ہیں (۲) آپ چیف وارڈن سول ڈیفنس رحیم یارخاں ہیں (۳) آپ انجمن فلاح معاشرہ رحیم یارخاں کے سابقہ صدر ہیں۔

میاں نسیم احمد، نائب صدر انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر (لاہور ڈویژن)

آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی میاں محمد دین (مرحوم) تھا۔ آپ ۱۹۳۱ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تعلیم پائی۔ آپ چاہ ٹالیاں والا، عقب مشن ہسپتال، نئی آبادی پورن نگر، سیالکوٹ میں مقیم ہیں۔ آپ کے ۷ بچے ہیں۔ آپ کا تعلق انجمن ارائیاں (رجسٹرڈ) سیالکوٹ سے ہے۔ آپ کا ذریعہ معاش ٹھیکیداری (واپڈا) ہے۔ آپ کے تین بھائی ہیں جو کاروبار کرتے ہیں۔ آپ نے برادری میں اصلاح رسوم و دیگر اصلاحی مہمات میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر غلام نبی

ایم ایس سی کیمسٹری (پنجاب) ایم ایس سی کیمسٹری (سٹرتھ کلائیڈ، گلاسگو) پی۔ ایچ۔ ڈی (آسٹن، انگلینڈ) پروفیسر پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

آپ نے ایم ایس سی (پنجاب) ۱۹۵۱ء میں یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء سے انسٹی ٹیوٹ آف کیمسٹری پنجاب یونیورسٹی میں سائنسی تحقیق کر رہے ہیں اور ریسرچ پیپرز سائنسی رسائل (ملکی و غیر ملکی) میں شائع کرا رہے ہیں۔ آپ نے انگلینڈ میں امپیریل میٹل انڈسٹریز کا تین سال کے لئے اوپن سکالرشپ حاصل کیا اور رائل ایئر فورس کے لئے راکٹ موٹر کا معمہ حل کیا۔ آپ نہایت محنتی، فرض شناس دیانتدار، شفیق استاد اور ماہر تعلیم ہیں۔ پاکستان میں سائنس کی ترقی کے کوشاں ہیں آپ نے میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور بی ایس سی کے لئے نصابی کتابیں لکھی ہیں۔

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر افتخار الدین آرائیں

آپ سندھ یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ آف کیمسٹری میں فزیکل کیمسٹری کے مشہور پروفیسر ہیں۔ آپ نے سٹریتھ کلائیڈ (گلاسگو) یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی نہایت بلند اخلاق اور شفیق استاد ہونے کے علاوہ ماہر تعلیم ہیں۔

پروفیسر غضنفر علی چودھری

آپ اس وقت پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ فارسی کے چیئرمین ہیں۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ فارسی کے چیئرمین ہیں۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں ۱۹۵۶ء میں اول پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل جیتا۔ ۱۹۵۶ء سے آپ شعبہ فارسی میں پڑھا رہے ہیں۔ چوہدری صاحب وسکانسن یونیورسٹی (امریکہ) سے ایم ایس۔ سی کی ڈگری بھی حاصل کر چکے ہیں۔

میاں محمد امین رضوانی نائب صدر (راولپنڈی ڈویژن)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی خانصاحب فضل الدین تھا۔ آپ ۱۹ مئی ۱۹۲۰ء کو گڑھا دہندان ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم پائی۔ اس وقت آپ ۲۶۸۔ کمال روڈ، راولپنڈی صدر قیام فرما ہیں۔ آپ کا موجودہ ذریعہ معاش تجارت ہے۔ آپ ریٹائرمنٹ کے وقت پاکستان ایرفورس میں سکواڈرن لیڈر کے عہدہ پر فائز تھے، آپ ۲ لڑکیوں اور ۲ لڑکوں کے باپ ہیں۔

آپ کے ایک بڑے بھائی تھے جو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ برادری میں رابطہ کے فقدان کو شدت سے محسوس کیا ہے، اس اہم کمزوری کی نشاندہی کرتے ہوئے رضوانی صاحب نے راولپنڈی برادری کے ایک سوشل گروپ ( ) کی بنیاد رکھی جسکی ماہانہ میٹنگ ہوتی تھی، اس گروپ نے ۱۰ اجلاس منعقد کیے اور برادری میں میل ملاپ کو فروغ دیا۔ آپ کا شمار برادری کے اُن اصحاب میں ہوتا ہے جو عرصہ سے اراعی کنونشن کے انعقاد کے لیے سوچ رہے تھے۔ آپ انجمن اعیان ساہیوال کے بلاوے پر ساہیوال تشریف لے گئے جس میں کنونشن کے انعقاد کے بارے میں فیصلہ ہوا اور ساہیوال انجمن کے اس

Marfat.com

فیصلہ کو آپ نے ہمیشہ سراہا ہے۔

آپ حزب راعیان راولپنڈی کے صدر رہ چکے ہیں۔ عرصہ سے حزب سے متعلق ہیں۔ الراعی کنونشن پنجاب و آزاد کشمیر کے لئے آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کی دستور ساز کمیٹی کے اہم رکن تھے "دستاویزی رپورٹ" کی اشاعت کا ذمہ بھی آپ نے لے رکھا ہے۔ جنرل کونسل انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر کے اجلاس اول منعقدہ میرپور میں آپ کو انجمن مذکور کا نائب صدر (برائے راولپنڈی ڈویژن) چنا گیا۔

محمد رضا اللہ سیکرٹری جنرل

مسٹر امتیاز احمد

ایک معزز ارائیں خاندان قصبہ آدم پور دوابہ ضلع جالندھر کے فرد ہیں۔ آپ ۴ ستمبر ۱۹۴۴ء کو جالندھر شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ چوہدری عبدالغنی سپرنٹنڈنٹ محکمہ زراعت لاہور کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد سول لائن گوجرانوالہ میں سکونت اختیار کر لی۔ ۱۹۵۹ء میں فرسٹ ڈویژن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۴ء میں بی۔ ایس۔ سی (فارمیسی) اعزاز کے ساتھ پاس کی۔ اس کے بعد برطانوی فرم EVANS میں کام کیا۔ جون ۱۹۶۶ء میں آپ کو لیبیا کی حکومت نے (حکومت پاکستان کی وساطت سے) کنٹرولر آف ڈرگز حکومت لیبیا بن غازی کے عہدہ کے لئے منتخب کر لیا اور آج کل آپ وہیں پاکستان کا نام روشن کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر امتیاز احمد نے مندرجہ ذیل مزید ڈگریاں حاصل کر لی ہیں:

ایم۔ آر۔ ایس۔ ایچ (لنڈن) ایم۔ ایس (یو۔ ایس۔ اے)

پی۔ ایچ۔ ڈی (یو۔ ایس اے) ان کے دو چھوٹے بھائی مندرجہ ذیل عہدوں پر

۱۔ میاں طارق مسعود بی۔ ایس۔ سی (انجنیئرنگ) سوئی ناردرن گیس انجنیئرنگ

۲۔ چوہدری نذیر احمد ڈپٹی چیف انجنیئر۔ پاک عرب فرٹیلائزرز، ملتان

ایک عزیز: ڈاکٹر محمد شفیع۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (لنڈن) چیف انجنیئر اسلام آباد

Marfat.com

سر شاہ نواز خاں بھٹو

یہ خاندان حقیقت میں پنجاب سے ترک سکونت کر کے سندھ میں آباد ہؤا۔ سندھ میں ان کا پڑدادا میاں محمد خاں آیا تھا۔

سر شاہ نواز کے دادا کا نام خدا بخش خان تھا جس نے گوٹھ "گڑھی خدا بخش خاں" رتو ڈیرو میں آباد کی تھی۔ سر شاہ نواز خاں اسکے فرزند غلام مرتضیٰ خاں کے پہلے لڑکے تھے اور وہ گڑھی خدا بخش خاں میں ۲ مارچ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کچھ عرصہ کے لئے گوٹھ میں حاصل کر کے سندھ مدرسہ کراچی اور سینٹ پیٹرک اسکول کراچی میں تعلیم کے لئے چلے گئے، ان کے دادا ۱۸۹۶ء میں فوت ہوئے۔ ان کے بعد ان کے والد غلام مرتضیٰ خاں جوانی میں ۳۱ سال کی عمر میں ۱۸۹۹ء میں فوت ہو گئے، اس لئے پڑھائی چھوڑ کر وہ اپنی جائداد کی نگرانی کے لئے واپس گوٹھ آ گئے۔

انکی جائداد لاڑکانہ اور جیکب آباد میں تھی۔ انہوں نے ۲۲ سال کی عمر میں ملکی کاموں میں دلچسپی لینا شروع کی۔ ۱۹۱۰ء میں وہ ضلع لاڑکانہ کے لوکل بورڈ کے ممبر منتخب ہوئے۔ اس زمانے میں لوکل بورڈ کے پریزیڈنٹ کلکٹر ہوتے تھے۔ اپنی ملکیت کو بھی سنبھالتے رہے اور لاڑکانہ میں بھٹو کالونی آباد کی جس کے اکثر جنگلوں میں سرکاری ملازم رہتے تھے۔ یہ لاڑکانہ کے پہلے زمیندار تھے جنہوں نے جدید طرز پر بود و باش اختیار کی۔ انہوں نے ہر کام کے لئے وقت مقرر کر رکھا تھا۔ ہر کوئی اطلاع دے کر آتا تھا: دوسرے زمینداروں کی طرح اپنا وقت شکار اور دوسرے فضول کاموں میں ضائع نہیں کرتے تھے۔ اس لئے ان کو ۱۹۱۹ء میں او۔ بی۔ او کا خطاب ملا۔ اس کے بعد ۱۹۲۱ء میں "خان بہادر" ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں "قیصر ہند" کا خطاب پایا اور ۱۹۲۶ء میں سی۔ آئی۔ اے کا لقب ملا۔ آخر میں یکم جنوری ۱۹۳۰ء میں "سر" (K.C) کا خطاب ملا۔

آپ ۱۹۱۹ء میں منٹو مارلے ریفارمز کے تحت ایک سال کے لئے زمینداروں اور جاگیرداروں کی طرف سے "امپیریل کونسل" کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں ضلع لاڑکانہ کے ممبر منتخب ہوئے، اس عہدے پر ۱۹۳۶ء تک رہے اور اس کے بعد سندھ علیحدہ صوبہ بن گیا۔

۱۹۲۵ء میں "سندھ محمڈن ایسوسی ایشن" کے صدر بنے اور اس جماعت کے صدر کی حیثیت سے

Marfat.com

بمبئی گورمنٹ میں وزیر بننے تک رہے۔

انہوں نے کواپریٹو تحریک کو ترقی دینے کے لئے خان بہادر عظیم خاں کے ساتھ ملکر بہت کوشش کی۔ اس لئے کافی عرصہ تک اُس کے چیئرمین بھی رہے، گورمنٹ کی طرف سے ان کو فرسٹ کلاس آنریری مجسٹریٹ بھی ۱۹۲۰ء میں چُنا گیا اور اس عہدہ پر وہ ۱۹۳۰ء کام کرتے رہے۔

سائمن کمشن کی مدد کرنے کے لئے وہ بمبئی کی طرف سے اس کے چیئرمین منتخب ہوئے انکے خلاف سندھ کو علیحدہ صوبہ بنانے کے سوال پر ووٹ نہ دینے کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوئے اس لئے انہوں نے اپنی پوری سیاست کا رُخ پھیر دیا اور سندھ محمڈن سوسائٹی کی طرف سے "سندھ علیحدہ" کی قرارداد پاس کرائی۔

نومبر ۱۹۳۰ء میں لندن میں جو گول میز کانفرنس ہوئی اس میں انکو سندھ کا نمائندہ مقرر کیا گیا تھا۔ یہاں پر سندھ کی علیحدگی پر غور کرنے کے لئے ایک کانونسل بنائی گئی جس کے ممبر سر شاہنواز اور مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ بنائے گئے۔ انہوں نے کمیٹی کے اجلاس میں سندھ کے جُدا کرنے کے لئے پُر زور تقریر کی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ "سکھر بیراج اسکیم" میں بھی ان کا بہت زیادہ ہاتھ تھا۔

۱۹۳۲ء میں حیدرآباد والی "سندھ آزاد کانفرنس" میں جو علامہ یوسف علی کی صدارت میں ہوئی تھی، آپ استقبالیہ کمیٹی کے ممبر تھے۔ اس کے بعد سندھ آزاد کانفرنس کے صدر مقرر کئے گئے اس کے سیکرٹری میاں محمد شاہ تھے۔

۱۹۲۴ء میں بمبئی گورمنٹ میں محکمہ لوکل سیلف کے وزیر مقرر ہوئے اور ۱۹۳۶ء تک اسی عہدے پر کام کرتے رہے۔ اس کے بعد ایک سال کے لئے سندھ کے گورنر کے مددگار بھی رہے۔

سندھ میں جب ۱۹۳۴ء میں "پیپلز پارٹی" کے نام سے جماعت بنائی گئی تو یہ بھی اس کے ممبر تھے۔ یہ سندھ میں مسلمانوں کی پہلی سیاسی جماعت تھی۔ محمڈن ایسوسی ایشن میں سے ایک گروہ سر غلام حسین ہدایت اللہ کا تھا اور دوسرا گروہ سر شاہ نواز کا تھا۔ پہلے گروہ کے رکن سید محمد کامل، مسٹر نور محمد وکیل، خان بہادر محمد ایوب کھوڑو۔ سردار عبدالرحیم خاں

Marfat.com

کھوسو۔ اور پیر صاحب پاگارو تھے۔ اور دوسرے گروہ میں خان بہادر الہ بخش سومرو، سید میراں محمد شاہ، مسٹر محمد ہاشم گزدر، خان بہادر غلام نبی شاہ اور مخدوم صاحب ہالہ تھے۔

پیپلز پارٹی اصل میں سر شاہنواز کی پارٹی تھی۔ ان دونوں گروپوں نے اپنی اپنی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے مرکزی اسمبلی کے ممبروں کے انتخاب کے لئے زور آزمائی کی۔ سر غلام حسین گروہ نے حاجی عبداللہ ہارون کی اور سر شاہ نواز گروہ نے نبی بخش خان بھٹو کی مدد کی۔ جس میں بھٹو گروپ جیت گیا۔

اس کے بعد سر شاہ نواز کی دوسری مصروفیات کی وجہ سے یہ پارٹی اپنی موت آپ مرگئی۔

۱۹۳۶ء میں سندھ علیحدہ ہونے کی وجہ سے پھر سیاسی زندگی میں تازگی پیدا ہوئی اور "سندھ اتحاد پارٹی" بنائی گئی اور دونوں گروپوں کو شرکت کی دعوت دی گئی لیکن دونوں گروپوں نے یہ شرط لگائی کہ سیٹھ عبداللہ ہارون ان کا صدر ہوگا اور یہ دونوں گروپ اس کے ڈپٹی صدر ہونگے۔

۳۱ راکتوبر ۱۹۳۶ء میں یہ کانفرنس ہوئی مگر ووٹوں کے وقت جب تیسرا ڈپٹی لیڈر سید میراں شاہ مقرر ہوا تو غلام حسین والا گروہ احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کر گیا، سیٹھ ہارون کے صدارت کے عہدہ سے استعفیٰ دینے کے بعد سر شاہ نواز بھٹو صدر بنے۔ یہ غیر فرقہ وارانہ پارٹی تھی اور سر غلام حسین والی مسلم پولیٹیکل پارٹی فرقہ وارانہ تھی۔ جب انتخابات ہوئے تو سر شاہ نواز اور سیٹھ ہارون فرقے وارانہ پروپیگنڈہ ہو جانے کی وجہ سے ہار گئے، اتحاد پارٹی کے ۲۴ ممبر آئے اور انہوں نے سر شاہنواز کو وزارت بنانے کے لئے گورنر کے واسطہ سے درخواست دی، جس کے انتخابات کے لئے جی۔ ایم سید نے استعفیٰ دے دیا۔ مگر گورنر نے یہ بات نہ مانی اور اس نے کہا کہ یہ جمہوریت کے خلاف ہے کہ ایک شکست خوردہ آدمی کو وزارت بنانے کی دعوت دی جائے، مگر منت سماجت کر کے سر شاہ نواز کو بمبئی میں پبلک سروس کمیشن کا ممبر مقرر کیا گیا، اس کے ساتھ سر شاہ نواز نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

۱۴ راپریل ۱۹۳۷ء سے لیکر ۱۹۴۵ء تک پبلک سروس کمیشن کے ممبر رہے اور اس کے بعد جوناگڑھ اسٹیٹ کے دیوان مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۷ء تک دیوان رہے۔ ۱۹۴۷ء میں جب ریاست

Marfat.com

پر ہندوستان نے قبضہ کر لیا اور نواب صاحب پاکستان میں آگئے تو ان کے ساتھ آپ بھی آ گئے۔ کچھ عرصہ یہاں پر بھی دیوان رہے مگر صحت کی خرابی کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا۔

سر شاہ نواز کی دو شادیاں تھیں، پہلی بیوی سے امداد علی خاں اور دوسری سے سکندر علی خاں پیدا ہوئے، پہلی بیوی زندگی ہی میں ۱۹۵۰ء میں فوت ہو گئی اور دوسری نے ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں وفات پائی اور دوسری بیوی سے ۵ جنوری ۱۹۲۸ء میں ذوالفقار علی پیدا ہوئے جنہوں نے پڑھنے کے بعد بیرسٹری کا امتحان پاس کیا، ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۶ء تک جناب ذوالفقار علی بھٹو پاکستان حکومت میں وزیر کے عہدے پر رہے اور آخری سال میں وزیر خارجہ بن گئے تھے۔ پھر انہوں نے پیپلز پارٹی کی داغ بیل ڈالی اور آجکل پاکستان کے وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز ہیں۔ (مفصل حالات علیحدہ عنوان سے ملاحظہ فرمائیں)

سیاسی مسلک: آپ سندھ کے دوسرے سیاستدانوں کی طرح عملی سیاست دان تھے انکی سیاست غیر فرقہ وارانہ اور آبادکار طبقہ کی حمایت والی تھی۔

آپ ۱۹ نومبر ۱۹۵۷ء میں لاڑکانہ میں فوت ہو گئے۔

ذوالفقار علی بھٹو

(از جناب پروفیسر محمد شفیق جالندھری شعبۂ صحافت پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور)

میری فرمائش پر جناب پروفیسر محمد شفیق صاحب شعبۂ صحافت پنجاب یونیورسٹی نے جناب وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے متعلق یہ مختصر حالات زندگی تاریخ ارائیاں کے لئے لکھ کر بھیجے ہیں جن کے لئے ہم اُن کے شکر گذار ہیں۔

سردار محمد

جناب ذوالفقار علی بھٹو سندھ کے ارائیں قبیلے بھٹو کے چشم و چراغ ہیں۔

۵ جنوری ۱۹۲۸ء کو المرتضیٰ لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سر شاہنواز سندھ کی ممتاز سیاسی شخصیت تھے۔ گھر کے سیاسی ماحول کی وجہ سے آپ کو بچپن ہی میں سیاسی تربیت ملنے لگی۔

Marfat.com

۱۹۳۶ء میں آپ کے والد سر شاہنواز بھٹو نے صوبہ بمبئی کی وزارت قبول کر لی اور لاڑکانہ سے بمبئی منتقل ہو گئے۔ یہاں ذوالفقار علی بھٹو کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز کیتھیڈرل ہائی سکول کے فرسٹ سٹینڈرڈ میں داخلے سے ہوا۔ بمبئی میں دو سال رہے۔ سندھ کے علیحدہ صوبہ قرار دیئے جانے پر آپ کے والد دوبارہ سندھ آ گئے۔ اب ذوالفقار علی بھٹو تعلیم کے لئے کراچی پہنچ گئے۔ تحریک پاکستان کے وقت آپ کے والد سر شاہنواز بھٹو نے سندھ میں مسلم لیگ کو منظم کیا۔ کراچی سے ذوالفقار علی بھٹو حصول تعلیم کے لئے دوبارہ بمبئی چلے گئے۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے کچھ دنوں بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ روانہ ہوئے۔

۱۵ جون ۱۹۵۰ء میں انہیں کیلیفورنیا یونیورسٹی سے آرٹ اور پولیٹیکل سائنس میں بی اے کی ڈگری مل گئی۔ اس کے بعد انہوں نے انگلستان آ کر آکسفورڈ میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۵۲ء میں آکسفورڈ سے ایم۔ اے کرنے کے ساتھ اسی سال بیرسٹرایٹ لاء کی بھی ڈگری اعزاز سے حاصل کی۔ اس اعزاز کی وجہ سے انہیں لا فیکلٹی آف ساؤتھمپٹن میں بین الاقوامی قانون کا لیکچرار مقرر کیا گیا۔ اسی دوران میں وہ وطن آئے تو ان کی شادی ایرانی النسل خاتون نصرت اصفہانی سے ہو گئی۔ شادی کے بعد آپ دوبارہ انگلستان چلے گئے لیکن والد صاحب کے مشورے پر وطن لوٹ آئے تاکہ زمینداری کا خیال رکھ سکیں۔

کیلیفورنیا، آکسفورڈ اور لندن کی درسگاہوں کی اعلیٰ ڈگریوں کے ساتھ وہ ۱۹۵۴ء کو ستائیس برس کی عمر میں وطن لوٹے۔ انہوں نے کراچی میں قیام کیا اور بندر روڈ پر وکالت شروع کر دی۔ بہت جلد اس شعبے میں اپنا مقام بنایا۔ پریکٹس کے ساتھ لاء کالج میں قانون بھی پڑھانے لگے۔ انہیں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ایک وفد میں شامل کیا گیا۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو انہوں نے سکندر مرزا کے وزیر کی حیثیت سے حلف اٹھایا وطا

ایوب خاں نے بھی ذوالفقار علی بھٹو کو اپنی وزارت میں شامل رکھا۔ آپ ایوب

Marfat.com

کابینہ کے سب سے کم عمر وزیر تھے۔ انہیں معدنیات اور قدرتی وسائل کا شعبہ دیا گیا
۲۳ر جنوری ۱۹۶۳ء کو پاکستان کے وزیر خارجہ محمد علی بوگرہ وفات پا گئے تو ان کی جگہ جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ پاکستان مقرر ہوئے۔

وہ ۲۳ر فروری ۱۹۶۳ء کو وزیر خارجہ پاکستان کی حیثیت سے چین گئے۔ ان کی وزارت خارجہ کے دور سے پاکستان کی آزاد خارجہ پالیسی کا آغاز ہوا۔ یکم مارچ ۱۹۶۳ء کو پاک چین سرحدی معاہدہ ہوا۔ چین سے پاکستان کی دوستی کو امریکہ نے بہت محسوس کیا۔ پاکستان کی امداد بند کر دی گئی۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی امریکہ کا رویہ غیر موافق رہا۔

اعلان تاشقند کے بعد بھٹو صاحب نے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی لیکن ملکی مفاد کی خاطر ایوب خاں کے کہنے پر کچھ عرصہ کے لئے راولپنڈی آ گئے۔ اعلان تاشقند کے بعد ایوب حکومت کے خلاف عوام میں نفرت پھیل گئی۔ بھٹو صاحب کی علیحدگی کی افواہیں پھیلنے لگیں۔ ۱۸ر جون ۱۹۶۶ء کو ایوب خاں نے اعلان کیا کہ ذوالفقار علی بھٹو پچھلے کئی برسوں سے کام کرتے تھک گئے ہیں اور بیمار ہیں اس لئے علاج کرانے کے لیے رخصت پر جا رہے ہیں

۲۷ر فروری ۱۹۶۷ء کو لائل پور کے ایک عشائیہ میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کونشن لیگ سے علیحدگی کا اعلان کیا۔ اگست ۱۹۶۷ء میں آپ نے وسیع پیمانے پر عوامی رابطہ مہم کے سلسلے میں ملک کا دورہ کیا اور نئی سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا۔ نئی پارٹی کا نام پاکستان پیپلز پارٹی رکھا گیا۔

اکتوبر ۱۹۶۸ء میں انہوں نے سرحد کا دورہ کیا۔ ہر مقام پر لاکھوں افراد نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۸ء کی رات انہیں گرفتار کر لیا گیا آمریت کے خلاف تحریک جاری رہی۔ حکومت سیاسی راہنماؤں سے بحالیٔ جمہوریت۔ کے مذاکرات پر مجبور ہو گئی۔ ۱۴ر فروری ۱۹۶۹ء کو بھٹو صاحب رہا کر دیئے گئے سیاسی رہنما صدر ایوب سے

Marfat.com

مذاکرات کے لئے گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے۔ آپ نے اس کا بائیکاٹ کیا۔
حالات بگڑے ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو ملک میں ایک بار پھر مارشل لاء نافذ ہو گیا۔
یحییٰ خاں نے مارشل لاء نافذ کرتے وقت انتخابات کرا کے اقتدار عوامی نمائندوں کے سپرد کر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ انتخابات کے سلسلے میں محدود جلسوں کی اجازت دے دی۔ بھٹو صاحب نے ملک بھر میں جگہ جگہ جلسے کر کے عوام میں ایک زبردست جوش و خروش پیدا کر دیا۔

جس کے نتیجے میں ۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی مغربی پاکستان میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئی۔ مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن نے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کر لی۔ شیخ مجیب نے چھ نکات کی بنیاد پر انتخاب جیتا تھا جو سب کے سب مغربی پاکستان اور نظریۂ پاکستان کے حامیوں کے لئے قابل قبول نہیں تھے۔ مجیب الرحمٰن انتخابات جیتنے کے بعد فی الفور قومی اسمبلی کا اجلاس بلانے پر زور دے رہے تھے لیکن آئینی اور سیاسی امور پر کسی سمجھوتے کے لئے تیار نہیں تھے۔ بھٹو ان سے مذاکرات کے لئے ڈھاکہ گئے لیکن شیخ مجیب نے ہٹ دھرمی نہ چھوڑی۔ عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان میں علیحدگی کی تحریک شروع کر رکھی تھی۔ عوامی لیگیوں نے کچھ عرصہ بعد پاک افواج پر حملے شروع کئے۔ حالات بگڑے بالآخر فوج کو کارروائی کرنا پڑی۔ مجیب الرحمٰن گرفتار ہوئے۔ بھارت نے مکتی باہنی کے نام سے فوج تیار کر کے مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ مغربی پاکستان پر بھی حملہ کیا گیا۔ ۸ دسمبر ۱۹۷۱ء کو بھٹو پاکستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے اقوام متحدہ پہنچے لیکن اُس وقت تک صورت حال انتہائی مایوس کن ہو چکی تھی۔ پاکستانی حکومت کی طرف سے انہیں ہر شرط پر صلح کی ہدایت کر دی گئی۔ پاکستان کے خلاف سازش مکمل ہو چکی تھی۔

وسط دسمبر میں مشرقی پاکستان پر بھارتی فوجوں کی مدد سے مکتی باہنی کا قبضہ مکمل ہو گیا پاکستانی افواج نے ہتھیار ڈال دیئے۔ نوے ہزار سے زائد پاکستانیوں کو جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ذوالفقار علی بھٹو امریکہ سے وطن واپس پہنچے تو یحییٰ خاں نے

Marfat.com

انہیں اقتدار سونپ دیا۔ آپ نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے عنان حکومت سنبھالی۔

ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالتے ہی تمام مسائل کے حل کے لئے انتھک محنت شروع کر دی۔ معاہدہ شملہ ہوا۔ پاکستان کو اپنے چھنے ہوئے علاقے واپس ملے۔ جنگی قیدی واپس آئے۔ اسلامی دنیا اور بڑی طاقتوں سے روابط بڑھانے کی انتھک کوشش کی گئی۔ لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس ہوئی۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ حج و اوقاف اور مذہبی امور کی الگ وزارت قائم کی گئی، ہر کسی کو حج کی اجازت دے دی گئی۔ عالمی سیرت کانفرنس بلائی گئی۔ اغلاط سے پاک قرآن پاک چھاپنے کا پبلشروں کو سختی سے پابند کیا گیا۔ یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو بنیادی اہمیت کی حامل دس بڑی صنعتوں کے ۳۱ اداروں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔ ستمبر ۱۹۷۳ء میں بناسپتی گھی کی ۲۶ ملیں قومی ملکیت میں لی گئیں۔ جنوری ۱۹۷۴ء میں جہازرانی کی صنعت کو قومیا لیا گیا اور بنک اور انشورنس کمپنیاں قومی ملکیت میں لی گئیں۔ سرکاری ملازمین کی اور صنعتی اداروں کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔

فروری ۱۹۷۲ء کو لیبر اصلاحات کا اعلان کیا گیا جن کے ذریعے مزدوروں کو بہت سی مراعات دی گئیں اور انہیں کمپنیوں کے منافع سے زیادہ حصہ دلایا گیا ان کے بچوں کی تعلیم کا ذمہ دار کمپنیوں کو قرار دیا گیا۔

یکم مارچ ۱۹۷۲ء کو صدیوں پرانا فرسودہ زرعی نظام ختم کیا گیا اور زمینداروں سے ۱۵۰ ایکڑ نہری اور ۳۰۰ ایکڑ غیر نہری زمین سے زائد زمین حاصل کر لی گئی کاشتکاروں اور مزارعین کو بہت سی مراعات دی گئیں۔

۲ مارچ ۱۹۷۲ء کو نئی صحت پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ پرانے میڈیکل کالجوں کی نشستوں میں اضافہ کیا گیا نئے میڈیکل کالج اور سکول قائم کئے گئے۔

۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء کو تعلیمی پالیسی کا اعلان ہوا جس کے تحت تمام پرائیویٹ کالجوں اور سکولوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا اور ان کے سٹاف کی ملازمت مستقل کر دی گئی۔ نئے کالج اور سکول کھولے گئے۔ مڈل تک تعلیم مفت اور لازمی قرار

Marfat.com

دی گئی۔ نئے ثانوی تعلیمی بورڈ قائم ہوئے۔ نئی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ یونیورسٹیوں میں سمسٹر سسٹم اور شعبوں کی سربراہی کے لئے روٹیشن سسٹم رائج ہوا۔ طلبہ کو کرایوں میں رعایت دی گئی۔ نئے ہوسٹل تعمیر ہوئے۔ وظائف کی تعداد بڑھائی گئی۔ غریب طلبہ کے لئے بک بنک قائم کئے گئے۔

۱۲ اپریل ۱۹۷۲ء کو پولیس اصلاحات نافذ ہوئیں۔ پولیس ملازمین کی تنخواہ بڑھائی گئی۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۲ء کو عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی اور نئی قانونی اصلاحات نافذ ہوئیں۔ ۱۹۷۳ء میں معدنی پیداوار بڑھانے، تیل کی تلاش اور زرمبادلہ زیادہ کمانے پر خصوصی توجہ دی گئی۔ ایٹمی توانائی کے پروگراموں کو بہت اہمیت ملی۔ فولاد کے کارخانہ کا کام تکمیل کے مرحلے طے کرنے لگا۔ ذرائع ابلاغ کو ترقی دی گئی۔ نئے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کئے گئے۔

بلوچستان کا سردار داری نظام ختم کر دیا گیا اور اس صوبہ کے غریب اور مظلوم عوام کو سرداروں کے ظلم سے نجات دلائی گئی۔

۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء کو قومی اسمبلی میں پہلی بار متفقہ طور پر ایک قومی آئین منظور کیا گیا۔ ۱۲ اپریل کو آپ نے صدر کی حیثیت سے اس کی توثیق کی اور ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء کو اس مستقل آئین کے نفاذ کا اعلان کیا گیا۔

جنوری ۱۹۷۷ء میں مزید زرعی اصلاحات کا اعلان کیا گیا۔ پچیس ایکڑ نہری زمین تک مالیہ معاف کر دیا گیا۔ زمین کی حد ملکیت کم کر کے سو ایکڑ نہری اور دو سو ایکڑ بارانی کر دی گئی۔ زمینداروں کے لیے انکم ٹیکس کا نظام رائج کیا گیا۔

جناب بھٹو کی حکومت نے ۷ اور ۱۰ مارچ ۱۹۷۷ء کو ملک میں عام انتخابات کرائے۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار بھاری اکثریت میں جیت گئے۔ حزب مخالف نے پاکستان قومی اتحاد کے پلیٹ فارم سے یہ اعلان کیا کہ انتخابات میں بڑے پیمانہ پر دھاندلیاں ہوئی ہیں اور دھاندلیاں حکومت کی طرف سے کرائی گئی ہیں۔ ۱۰ مارچ کو ہونے والے صوبائی انتخابات کا حزب مخالف نے بائیکاٹ کیا اور اسمبلیوں میں جانے سے انکار کر دیا۔

Marfat.com

حزب مخالف کی طرف سے احتجاج اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ دھاندلیوں کے نتیجے میں تشکیل پانے والی اسمبلی توڑ دی جائے۔ وزیر اعظم بھٹو مستعفی ہو جائیں اور انتخابات فوج اور عدلیہ کی نگرانی میں دوبارہ کرائے جائیں۔ لیکن فوج کی طرف سے ذوالفقار علی بھٹو کی مکمل تائید و حمایت کا اعلان کر دیا گیا۔ حیدرآباد، کراچی اور لاہور میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔

حزب مخالف کے ایک لاکھ کے قریب کارکن گرفتار کر لیے گئے۔ سینکڑوں افراد گولی کا نشانہ بنائے گئے۔ ملکی معیشت کو اربوں کا نقصان پہنچا۔ بالآخر عرب ممالک خصوصاً شاہ خالد والئی سعودی عرب کی کوششوں سے سمجھوتے کی بات چیت ہوتی لیکن ناکام ہوئی۔

بالآخر ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو بھٹو کی حکومت ختم کر کے فوج نے ملک کا نظم و نسق سنبھال لیا۔ آرمی کے چیف آف سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے۔ الیکشن کے بعد انہوں نے ملک کی باگ ڈور منتخب اراکین کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔ جنرل صاحب کے اس اقدام کو ملک کے تمام سمجھدار لوگوں، مختلف انجمنوں، کاروباری حلقوں نے خراج تحسین پیش کیا ہے اور اس خوشی میں جا بجا حلوے تقسیم کیے گئے ہیں۔ بھٹو صاحب کی نیک نامی بدنامی میں تبدیل ہو گئی۔

ممتاز علی بھٹو

آپ ضلع لاڑکانہ کے تعلقہ رتو ڈیرو کے ایک گاؤں پیر بخش بھٹو میں پیدا ہوئے، آپ کے والد متحدہ ہندوستان کی مرکزی قانون ساز اسمبلی کے ممبر تھے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم ہندوستان میں ہی حاصل کی تھی، قیام پاکستان کے بعد وہ آبائی گاؤں میں آئے اور تھوڑے عرصہ بعد انہیں اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ بھیجا گیا جہاں انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے گریجوایشن کیا۔ اس کے بعد لندن میں قانون کی ڈگری حاصل کی اور وطن واپس آکر کراچی میں پریکٹس شروع کر دی جس کے ساتھ ساتھ عملی سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ ۱۹۶۴ء میں وہ لاڑکانہ ضلع سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب

Marfat.com

ہوئے۔ آپ ترقی پسند زمیندار ہیں۔ وہ گذشتہ انتخابات میں لاڑکانہ سے بھاری اکثریت کے ساتھ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ آپ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو سندھ کے گورنر مقرر ہوئے۔ جہاں سے آپ ۲۰ اپریل ۱۹۷۲ء کو استعفےٰ دے دیا اور بعد میں سندھ کے وزیراعلیٰ بنائے گئے، لیکن ۱۹۷۴ء کے آغاز میں آپ نے وزارت اعلیٰ سے بھی استعفےٰ دے دیا۔ اپنی اراضی کی دیکھ بھال کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر آپ وفاقی وزیر مواصلات بنائے گئے۔

چند اہل قلم کا مختصر تعارف

شمس الدین المعروف بہ شمس الراعی

آپ ضلع انبالہ کے مہاجر ہیں۔ مشہور شاعر اور مصنف ہیں۔ متاعِ شمس" اور "نسب نامہ الراعی" وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔

پروفیسر محمد ظریف ایم اے

آپ نامور ادیب اور شاعر تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

نسیم حجازی

آپ کا اصلی نام محمد شریف اور تخلص نسیم ہے۔ بی۔ اے پاس کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک نواب بہاول پور کے صاحبزدگان کے اتالیق بھی رہے۔ بیرانی ضلع سانگھڑ میں رئیس گوہر خاں کے اتالیق بھی رہے جبکہ آپ "محمد بن قاسم" کی تکمیل کے سلسلہ میں بیران کے پاس دلور میں منصورہ اور برہمن آباد کی جغرافیائی حدود کا مطالعہ کر رہے تھے۔

کراچی سے "تنظیم" اخبار جاری کیا۔ پھر میر جعفر خاں جمالی کی تحریک پر کوئٹہ چلے گئے اور "تنظیم" وہاں سے ایڈٹ کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد راولپنڈی سے "تعمیر" اخبار جاری کیا۔ پھر کوہستان شروع کیا جو اس قدر مقبول ہوا کہ بیک وقت ملتان، لاہور اور راولپنڈی سے شائع ہونے لگا۔ اس اخبار (کوہستان) کے متعلق" اردو صحافت ہند و پاکستان میں" کے صفحہ ۵۲۳ پر ڈاکٹر عبدالسلام لکھتے ہیں۔

لاہور کی صحافت میں "کوہستان" کے اجراء اور نشو و ارتقاء نے تمام ہمعصر اخباروں کو متاثر کیا ہے۔ یہ اخبار پہلے راولپنڈی سے جاری ہوا تھا۔ پھر

Marfat.com

اس کا لاہور ایڈیشن نکلنے لگا۔ اس کے بعد ملتان ایڈیشن جاری ہوا لیکن پرچے کی اصل ترتیب لاہور میں ہی ہوتی ہے۔ اس کے مدیر مشہور ناول نگار اور اخبار نویس جناب نسیم حجازی ہیں۔ آپ نے ابتدا شاعری سے کی پھر اسے چھوڑ کر ناول نویسی اختیار کی اور بے شمار ایسے ناول لکھے جن کے کئی کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ صحافت کا آغاز کوئٹہ سے کیا پھر روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی کی ادارت کرتے رہے۔ وہاں سے مستعفی ہو کر کوہستان جاری کیا۔

"کوہستان" پاپولر جرنلزم کا ایک نمونہ ہے اور اس کی دیکھا دیکھی دوسرے اخبار نے بھی یہی رنگ اختیار کر لیا ہے۔ "جنگ" کراچی کے بعد مغربی پاکستان کا سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اخبار "کوہستان" ہے۔

صحافت کا قابل تقلید نمونہ پیش کرنے کے علاوہ آپ نے بہت سے ناول لکھے ہیں جن کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ کوئی پڑھا لکھا گھرانا، ادارہ یا لائبریری ان ناولوں سے خالی نہیں ہے۔ بقول مولانا صلاح الدین احمد مرحوم ایڈیٹر "ادبی دنیا" لاہور: "مغربی پاکستان میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتابیں نسیم حجازی کے ناول ہیں۔"

چند مشہور ناول یہ ہیں۔

محمد بن قاسم۔ داستان مجاہد، انسان اور دیوتا، سو سال بعد، آخری چٹان، اور تلوار ٹوٹ گئی، آخری معرکہ، شاہین، سفید جزیرہ، ثقافت کی تلاش، پاکستان سے دیار حرم تک۔ قیصر و کسریٰ، خاک و خون، معظم علی۔

آپ کے ناولوں کا موضوع جہاد ہے اور خدا کے فضل و کرم سے خود بھی مجاہد ہیں۔ بلند قامت، مضبوط جسم، پُر رعب چہرہ جس پر مسکراہٹ کی لہریں ہر وقت دوڑتی رہتی ہیں گھوڑ سواری، نشانہ بازی، تیراکی، چھلانگ لگانا اور تیز دوڑنا عہد جوانی کے چند مشاغل تھے اسلامی اخلاق کا مجموعہ ہیں۔

نسیم حجازی کی ادبی صلاحیتیں اپنا لوہا منوا چکی ہیں اور ہند و پاکستان میں ان سے زیادہ مقبول ناول نگار کوئی نہیں ہے۔

Marfat.com

صفدر سلیمی صاحب

آپ پہلے خاکسار تحریک میں پبلسٹی انچارج تھے۔ آجکل "طلوع اسلام" لاہور کے ایڈیٹر ہیں۔ یہ رسالہ پرویز صاحب کی جماعت کا ترجمان ہے۔

آپ نے پہلے لائل پور سے "انصاف" اخبار جاری کیا تھا اور خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد پر ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ آپ کی تحریریں بڑی زوردار ہوتی ہیں۔

نوٹ: اب ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

عبدالرشید تبسم ایم۔اے

آپ ارائیں برادری کے قومی آرگن "الراعی" لاہور کے ایڈیٹر رہے ہیں۔ آپ ایک کہنہ مشق ادیب، صحافی اور شاعر بھی ہیں اور ملک کے مختلف جرائد میں ان کے رشحات قلم وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔

حنیف رامے

آپ ادیب کی حیثیت سے کم اور آرٹسٹ کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ پاکستان کے نامور آرٹسٹ ہیں جنہیں یورپین ممالک نے بھی انعامات دیئے ہیں اور ان کے آرٹ کی تعریف کی ہے۔ آپ ماہنامہ "نصرت" لاہور کے ایڈیٹر ہیں۔ آپ کے اداریوں نے ایک نئی طرز تحریر کی راہ کھول دی ہے اور قارئین کے لئے غور و فکر کا سامان بہم پہنچایا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے اداریے اپنی مثال آپ ہیں۔ پیپلز پارٹی کے قیام میں آپ نے نمایاں کام کیا اور اس پارٹی کے آرگن 'مساوات' کے ایڈیٹر رہے۔ بعد میں صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو نے انہیں ان کی نمایاں خدمات کی وجہ سے پنجاب کی کابینہ میں لے لیا۔ وہ آجکل وزیر خزانہ ہیں۔

چودھری محمد اکبر

آپ نے محکمہ تعلیم میں مختلف ذمہ دار جگہوں پر عرصہ تک کام کیا ہے۔ اس لئے بچوں کی تعلیم و تربیت آپ کا خاص موضوع ہے۔ آپ نے یوں تو کئی کتابیں لکھی ہیں مگر "ایام مدرسہ" اور "شاہراہ اسکول" دو زیادہ مشہور اور مقبول کتابیں ہیں۔ آپ نے نئی نسل کی رہنمائی کے لئے اساتذہ اور والدین کو بھی ان کا فرض یاد دلایا ہے۔ آپ تفہیم القرآن کا انگریزی

Marfat.com

ترجمہ کر رہے تھے لیکن آپ کا انتقال ہو گیا۔

مولانا محمد اسحاق نقشبندی

آپ ہفت روزہ "نسیم" جہلم کے ایڈیٹر ہیں۔ بلند پایہ ادیب اور دیندار انسان ہیں۔ قوم میں یکجہتی اور دینداری پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

علی اصغر چوہدری

راقم نے زیادہ تر جماعت اسلامی کے جرائد کی خدمت کی ہے۔ "ایشیا" اور "شباب" کے لئے گذشتہ کئی سالوں سے لکھا ہے۔ چند تاریخی اور سماجی ناول بھی لکھے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں۔

امیر اندلس۔ دوشیزۂ عرب۔ آخری جہاز۔ استاد بھکنا۔ آخری چراغ۔ منزل مراد۔

دینی خدمت کے لئے مندرجہ ذیل کتابچے شائع کر کے مفت تقسیم کئے۔

دعوت عمل، گھر کے اندر، اسلامی تہذیب۔ نوجوانوں کی راہنمائی کے لئے ایک گائیڈ "جوانی کی راہ میں" لکھی ہے جو زیر طبع ہے، جس میں نوجوانوں کے مسائل اور ان کا حل بتایا گیا ہے۔ قومی خدمت کے لئے "تاریخ قوم ارائیں" لکھی جو آپ کے سامنے حاضر ہے۔ تازہ ترین تصنیف "دجال اور دھماکے" اور سکون اور سکون کی راہ ہے

میاں شاہ محمد عزیز

آپ مغربی پاکستان کے واحد تجارتی روزنامہ "ڈیلی بزنس" لائل پور کے ایڈیٹر ہیں، جس کے متعلق "اردو صحافت ہند و پاکستان میں" صفحہ ۵۲۵ پر لکھا ہے۔

"لائل پور کے ایک روزنامے "ڈیلی بزنس رپورٹ" کو یہ خصوصیت حاصل ہے

ہے کہ یہ پاکستان کا واحد تجارتی روزنامہ ہے اور نہایت کامیاب ہے۔

اس کے مدیر جناب شاہ محمد عزیز ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں اس کا ایک ایڈیشن لاہور سے بھی نکلنے لگا تھا۔"

آپ نے "لائل پور سے ماسکو تک" اپنے سفر کی ایک دلچسپ ڈائری بھی ترتیب دی ہے جس میں احیائے اسلام کے جابجا اشارے کئے ہیں۔

آپ نے "بزنس ڈائریکٹری" مرتب کر کے تجارتی اداروں پر بڑا احسان کیا ہے۔

Marfat.com

اردو زبان میں غالباً یہی ایک ڈائریکٹری اس موضوع پر لکھی گئی ہے۔

میاں محمد شفیع سابق ڈپٹی کمشنر لاہور

آپ اپنے فرائض منصبی کو ادا کرنے کے علاوہ علم و ادب کی بھی خدمت کرتے رہتے ہیں چنانچہ آپ کا شاہکار "۱۸۵۷ء" علمی، ادبی اور تاریخی حلقوں سے خراج تحسین وصول کرنے کے علاوہ حکومت پنجاب سے نقد انعام بھی حاصل کر چکا ہے۔ یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اور بطور سند پیش کی جا سکتی ہے۔ اس پر تبصرہ کی ایک سطر مندرجہ ذیل ہے۔

"میاں صاحب اس پُرآشوب دور میں ان چند لوگوں میں سے ہیں جن کے دل قوم و وطن کے درد سے لبریز ہیں اور جن کے قلم اس درد کی عکاسی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔"

مصنّف کے متعلق

آپ ۷ اپریل ۱۹۲۲ء کو کھنڈہ ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان ۱۹۳۸ء میں مشن ہائی سکول پالم پور ضلع کانگڑہ سے پاس کیا اور پھر منشی فاضل اور بی اے کرنے کے بعد پہلے اسی اسکول میں کچھ عرصہ تک ٹیچر رہے اور بعد میں ۱۹۴۲ء میں فوج میں بھرتی ہو گئے۔ یہاں ۱۹۴۶ء تک ملازمت کرنے کے بعد مشن ہائی سکول دھاریوال ضلع گورداسپور میں بطور سینئر اورنٹیل ٹیچر کام کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد سندھ کی پولیس اور محکمہ انسداد رشوت ستانی میں ملازمت کرنے کے بعد ڈسٹرکٹ کونسل سانگھڑ کے ہائی اسکولوں میں کچھ عرصہ تک ٹیچر رہنے کے بعد ۱۹۶۱ء میں بی۔ ٹی کا کورس کیا اور پھر ہیڈ ماسٹر ہو گئے۔ آج کل آپ گورنمنٹ ہائی اسکول بیرانی میں ہیڈ ماسٹر ہیں مستقل رہائش ارائیں ہاؤس محلہ اللہ یار، ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ میں ہے۔ آپ رجسٹرڈ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی ہیں اور جز وقتی ڈسپنسری بھی چلاتے ہیں۔ آپ اہل علم اور دین دار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھی ہیں۔

Marfat.com

اسی مصنف کے قلم سے

۱۔ امیر اندلس ۔ مطبوعہ مکتبہ پاکستان۔ انارکلی لاہور
۲۔ دوشیزۂ عرب۔ مطبوعہ ایوان اردو سنت نگر۔ لاہور
۳۔ آخری جہاز ۔ " ایوان اردو۔ سنت نگر۔ لاہور
۴۔ آخری چراغ ۔ " ایوان اُردو۔ سنت نگر۔ لاہور
۵۔ استاد پھکنا ۔ " ایوان اُردو۔ سنت نگر۔ لاہور
۶۔ تاریخ قوم ارائیں ۔ " علمی کتاب خانہ۔ اُردو بازار۔ لاہور
۷۔ تذکرہ میران باگارہ ۔ کنگری پرنٹرس پوسٹ بکس نمبر ۱۲۴۔ حیدر آباد
۸۔ نوجوانوں کی اُلجھنیں اور آن کا حل۔ مطبوعہ مکتبہ نسیم۔ بازار کلاں جہلم
۹۔ سکون اور سکون کی راہ " " " "
۱۰۔ محمدؐ۔ آغوش آمنہ سے غار حرا تک " " " "
۱۱۔ اسلامی تہذیب ۔ مطبوعہ مکتبہ نسیم جہلم
۱۲۔ ہمارے جرنیل۔ مطبوعہ مکتبہ نسیم جہلم
۱۳۔ ہمارے صوفیائے کرام۔ مطبوعہ مکتبہ نسیم جہلم
۱۴۔ مسلمان فلاسفر ۔ " " " "
۱۵۔ ہمارے قائدین ۔ " " " " "
۱۶۔ ہمارے بادشاہ " " " " "
۱۷۔ نامور خواتین " " "
۱۸۔ قرآن مجید کے متعلق سو ضروری باتیں۔ مطبوعہ مکتبہ نسیم جہلم
۱۹۔ تاریخ سندھ کا گمشدہ باب یعنی قوم ارائیں کا تاریخی پس منظر۔ مکتبہ نسیم جہلم
۲۰۔ دجال اور دھماکے۔
۲۱۔ منزل مراد (زیر طبع) ایوان اُردو سنت نگر لاہور
۲۲۔ بھول (") آزاد بک ڈپو۔ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

۲۳۔ دعوت عمل نایاب
۲۴۔ پاک تاریخی کہانیاں ۔ نیاز بک ڈپو۔ اردو بازار۔ لاہور

خاندان مولوی عبدالحق مرحوم

والد بزرگوار کا اسم گرامی میاں عبداللہ شاہ تھا۔ آبائی گاؤں سلیم پور آرائیاں تھا جو گورداسپور سے کلانور جانے والی سڑک پر کوئی دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ گورداسپور سے آٹھ میل کے فاصلے پر پنجاب کے آخری مسلمان صوبہ دار آدینہ بیگ نے ادینا نگر کا قصبہ آباد کیا بعد میں یہ قصبہ دینا نگر کہلایا۔ سکھوں کے دور سے اس شہر کی شاہی مسجد اصطبل کے طور پر استعمال ہو رہی تھی۔ میاں شاہ عبداللہ کی دینی حمیت نے یہ گوارا نہ کیا اور انہوں نے سکھوں کو بزور مسجد سے نکال باہر کیا اس طرح خانہ خدا کی تکریم کو پھر سے بحال کر دیا وہ خود بھی دینا نگر ہی کے ہو لیے۔ سلیم پور آرائیاں میں چند ایکڑ اراضی ملکیت تھی میاں عبداللہ شاہ متقی، زاہد و عابد اور خدا رسیدہ انسان تھے ہزاروں لوگ ان سے فیض حاصل کرتے رہے شاہ کا لقب ان کے زہد و تقویٰ کی بنا پر مخلوق خدا نے دے رکھا تھا۔

مولوی عبدالحق میاں عبداللہ شاہ کے بڑے بیٹے تھے۔ چھوٹی عمر ہی میں علوم دینیہ کے حصول کے لیے گھر سے نکل کھڑے ہوئے چالیس برس کی عمر تک شمالی ہندوستان کے مختلف دینی مدارس میں مولانا رشید احمد گنگوہی و مولانا محمد قاسم نانوتوی جیسے عظیم الشان اساتذہ سے اکتساب علم حاصل کرتے رہے حکیم اجمل خان سے علم طب حاصل کیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے بیعت تھے بڑے جید عالم اور زہد و تقویٰ کے پیکر تھے۔ دینا نگر اور نواحی علاقوں کے تمام علماء ہندو ہوں یا مسلم آپ ہی کے شاگردوں میں سے تھے مولوی سراج الحق سجادہ نشین گڑھ بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے طب صرف مخلوق خدا کی خدمت کا ذریعہ تھا فقر و فاقہ کی زندگی کو ترجیح دیتے۔ امیر و غریب سب ہی ساتھ خدمت رہتے اور فیض حاصل کرتے۔ شاہی حکام اور [illegible] اپنی اپنی ضرورتوں کے تحت ان کے دروازے پر حاضری دیا کرتے

Marfat.com

شہر کے ہندوؤں نے مولوی صاحب سے بائیکاٹ کا فیصلہ کر لیا۔ ان کی ضروریات زندگی
انہی دنوں گاندھی جی کے فتوے کہ "ذبیحہ گائے ممنوع ہے" سے اظہار بیزاری
کے طور پر آپ نے اپنے گھر میں گائے ذبح کروی۔ شہر میں ہندوؤں کی اکثریت تھی مسلمان کمزور اور اقلیت میں تھے۔
اس قدر کم تھیں کہ بازار سے صرف نمک ہی کی ضرورت پڑتی تھی۔ ان کے شاگرد ہندو اطبا
نے شہر کے ہندوؤں کو یہ احساس دلایا کہ اس مردِ حق کی ضروریات اس قدر محدود ہیں کہ
انہیں بازار سے سوائے نمک کے کسی چیز کی حاجت نہ ہوگی اور یہ بائیکاٹ یقیناً" ان کے
اپنے ہی نقصان پر منتج ہوگا۔ چنانچہ ہندو آبادی ان (مولوی صاحب) کے فیض سے محروم ہوگئی۔
کئی ماہ بعد مولوی صاحب جب بازار نکلے تو ہندو دکاندار دو رویہ ادباً کھڑے ہوگئے۔
یہی ان کا معمول چلا آتا رہا۔ آپ کی وفات پر شہر اور اس کے نواح میں صفِ ماتم بچھ گئی۔
ہزاروں انسان کندھا دینے کے لیے مضطرب تھے اور ہزاروں لوگوں نے نمازِ جنازہ ادا
کی۔ اس علاقے میں انسانوں کا اتنا بڑا ہجوم زمانے کی آنکھ نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

آپ کے چار بیٹے تھے۔ سب سے بڑے عبدالرحمٰن محکمہ جیل میں ملازم رہے اور
چالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی اولاد میں سے میاں عزیزالرحمٰن اسسٹنٹ
ٹریژرر سٹیٹ بنک ہیں۔ باقی تین بیٹے عبیدالرحمٰن اعجازالرحمٰن اور عتیق الرحمٰن
ملازم پیشہ ہیں۔ ان کے سب سے بڑے بیٹے مستفیض الرحمٰن بڑے ہونہار طالب علم
تھے لیکن عمر نے وفا نہ کی اور جب آپ ایف اے میں پڑھ رہے تھے تو ان کا
انتقال ہوگیا۔ مولوی عبدالحق صاحب کے دوسرے بیٹے عبدالرحیم تھے جو اوائل
عمر ہی میں وفات پا گئے۔ تیسرے بیٹے مولوی فضل الرحمٰن منجھے ہوئے مقرر تھے اور
زبردست سیاسی بصیرت رکھتے تھے۔ دینانگر اور نواحی علاقوں میں تحریک احرار
اسلام اور تحریک خلافت کے بانی تھے۔ جوانی ہی میں وفات پاگئے ان کی اولاد
میں سے ان کے بیٹے خلیل الرحمٰن بقیدِ حیات ہیں۔

مولوی عبدالحق صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے میاں حبیب الرحمٰن ہیں
تعلیم ان کے والدِ بزرگوار نے خود کی۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ نے علم دین اور
فنون کا مطالعہ مکمل کر لیا۔ میاں حبیب الرحمٰن کی زندگی ایک اولوالعزم انسان

Marfat.com

کی زندگی ہے اوائل عمر میں والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا اور پھر سب سے بڑے بھائی ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑ گئے۔

اس علاقے میں مسلمانوں کی تمام سیاسی دینی تحریکوں نے مولوی عبدالحق کے گھرانہ میں جنم لیا۔ تحریک احرار اسلام تحریک خلافت اور مسلم لیگ کی تحریک پاکستان اسی گھرانہ ہی کی وساطت سے دینا نگر اور اس کے نواحی علاقوں میں پھیلیں۔ میاں حبیب الرحمٰن دینا نگر اور اس کے نواحی علاقوں میں مسلم لیگ کے بانی مبانی تھے اور اس کے صدر رہے۔ ضلع مسلم لیگ گورداسپور کی مجلس عاملہ کے رکن تھے مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی کے سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ نے نیشنل انجینئرنگ ورکس فولاد کا کارخانہ دینا نگر میں قائم کیا۔ تقسیم ملک پر نقل مکانی کر کے سیالکوٹ چلے آئے۔ سیالکوٹ شہری مسلم لیگ مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ سیالکوٹ میونسپلٹی کے میونسپل کمشنر اور صوبائی مسلم لیگ کے کونسلر رہے۔

میاں حبیب الرحمٰن کے چار بیٹے سب سے بڑے بیٹے میاں مجیب الرحمٰن کا ذکر دوسرے صفحات میں آچکا ہے۔ ان سے چھوٹے میاں نعیم الرحمٰن ایڈووکیٹ ہیں جو سیالکوٹ بار میں صف اول کے سول لائیر ہیں۔ نہایت عابد اور خدا ترس انسان ہیں۔ ان سے چھوٹے میاں انیس الرحمٰن ایگزیکٹو انجینئر ہیں اور سب سے چھوٹے میاں خلیق الرحمٰن ایم ایس سی پبلک ایڈمنسٹریشن ہیں وہ نجی کاروباری شعبہ میں ملازم ہیں۔ دونوں بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ بڑی بیٹی کے میاں امتیاز احمد اختر ڈائرکٹر محکمہ ٹیلیفون ہیں اور چھوٹی بیٹی کے میاں جمیل اختر فوج میں میجر ہیں۔

میاں مجیب الرحمٰن

جد امجد کا نام مولوی عبدالحق مرحوم اور والد بزرگوار کا نام نامی حبیب الرحمٰن ہے۔ ۱۹/ اگست ۱۹۲۰ء کو دینا نگر ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ دینا نگر کا اصلی نام ادینا نگر تھا۔ اس قصبہ کو سکھوں کی عملداری سے پہلے پنجاب کے آخری مسلمان صوبے دار آدینہ بیگ نے بسایا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد سیالکوٹ آبائی گھر ہے۔

Marfat.com

پرائمری تک تعلیم ڈسٹرکٹ بورڈ سکول دینا نگر میں پائی۔ گورنمنٹ ہائی سکول گورداسپور سے ۱۹۴۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۸ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے ایف ایس سی نان میڈیکل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۹ء تک اسلامیہ کالج لاہور میں بی ایس سی کے طالب علم رہے اور ۱۹۵۲ء میں بی ایس سی انجینئرنگ الیکٹریکل کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ ۱۹۷۱ء میں یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے ایم ایس سی انجینئرنگ (پاور) کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۷۰ء میں مرکزی حکومت نے ملک بھر سے ممتاز سائنس دانوں اور پاور انجینئروں کی جو فہرست مرتب کی تو ملک بھر سے جن اٹھارہ انجینئروں کو یہ اعزاز نصیب ہوا آپ بھی ان میں سے ایک ہیں۔

بچپن سے ہی خاموش اور غمگسار طبیعت پائی۔ انتھک محنت اور پُرخلوص جدوجہد عمر بھر ان کا شعار رہا کسی کی دل آزاری ہمیشہ انہیں ناگوار رہی۔ تحریک ادب پاکستان کے تصور کے خالق اور اس تحریک کے بانی ہیں۔ اس تحریک کا اوّلین مقصد اسلام کے حیات پرور احکام اور اصولوں کی روشنی میں انسانی زندگی کے اندھیروں کو دُور کرنا۔ بے لوث خدمت کے جذبے سے انسانی معاشرے میں نکھار پیدا کرنا زمانے کی ستم ظریفیوں کے شکار انسانی طبقہ کی امداد و اعانت کرنا ہے۔ انسانوں میں باہمی میل جول کو فروغ دینا اور پھر باہمی اشتراک عمل سے زندگی کی دوڑ میں جو احباب پیچھے رہ گئے ہیں انہیں آگے بڑھانا ہے۔ غریب بچوں کو تعلیمی مدد دینا اور ایثار و قربانی خلوص و مروت کے جذبات سے انسانی کردار کی تعمیر نو کرنا ہے۔ بے شمار مسائل میں الجھے ہوئے انسانی معاشرہ میں سلجھاؤ پیدا کرنا ہے۔

اس تحریک کا ایک منشہ علم و ادب کا فروغ ہے کہ جہالت کی تاریکیاں علم کی روشنی سے دُور ہو سکتی ہیں۔ ان کے نزدیک صحیح انسانی زندگی کا تصور یہ ہے کہ فرد معاشرے کے لیے ہر گھڑی ایثار و قربانی پر آمادہ رہے اور اس ایثار کے صلہ کی توقع صرف خدائے بزرگ و برتر سے رکھے۔ اس طرح انسانوں کی ایک ایسی جماعت تیار ہو سکے گی جو ہمہ تن ایثار و مروت کے جذبہ سے سرشار ہوگی اور معاشرے کو طلب و تقاضا کے تصادم اور تباہی سے نجات دلا سکے گی۔

Marfat.com

مختصراً ان کی تحریک کا ماٹو "خدمت خلق کے لئے اُٹھیے" ہے۔ یہ تحریک قطعاً غیر سیاسی اور صرف سماجی ... اور علمی و تعلیمی فروغ کی تحریک ہے۔

چوہدری محمد یوسف صدر انجمن راعیان ڈسٹرکٹ گجرات

آپ جولائی ۱۹۱۱ء میں بمقام امرتسر ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حاجی دین محمد ہے۔ آپ کے حالات زندگی کا خلاصہ جو قوم کے ہر بہی خواہ کے لئے مشعل راہ ہے۔ بیس برس کی عمر میں مرکزی انجمن ارائیان پاک و ہند سے منسلک ہوئے اور دیوانہ وار کام کی بدولت بہت جلد انجمن کی ورکنگ کمیٹی کے رکن مقرر ہو گئے اور اب تک ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں محکمہ تعلیم میں ملازم ہو کر گجرات آئے اور ۱۹۶۹ء میں ریٹائر ہوئے۔ اس طویل عرصہ میں آپ نے فرصت کے قیمتی اوقات کو ایک مستقل اصول بنا کر برادری کی تنظیم نو میں کچھ اس خلوص سے دن رات کام کیا کہ برادری کی اجتماعی زندگی کے ہر گوشے میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ جہلم و میرپور (آزاد کشمیر) محراب پور (سندھ) اور کوئٹہ وغیرہ جہاں بھی آپ تبلیغ وغیرہ کی غرض سے گئے۔ وہاں مقامی انجمنوں کی تشکیل اور ہر قوم کے حسب و نسب کی روشن مثالیں دے کر بھائی بندوں کے دلوں میں دیگر برادریوں میں باوقار رہنے کے

خان بہادر میاں عبدالرب صاحب

تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے ایک مشہور و معروف گاؤں ننگل انبیا میں پیدا ہوئے۔ ... کالج سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کرنے کے بعد سال ۱۹۳۷ء میں ضلع جالندھر کے دیہاتی حلقے سے ... پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ سال ۱۹۴۴ء میں حکومت ہند نے انہیں محکمہ مالیات میں ملازمت کے لئے مدعو کر لیا اور ممبر قومی بچت صوبہ مغربی پاکستان کے عہدے سے سال ۱۹۶۷ء میں ریٹائر ہوئے سرکاری ملازمت کے دوران اچھی کارکردگی کے سلسلے میں حکومت ہند نے ان کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا۔ کئی سال تک مختلف تعلیمی اداروں کی انتظامیہ میں اعزازی طور پر خدمات سرانجام دیں۔ آجکل بطور آنریری جنرل سیکرٹری انجمن ارائیان پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ کے والد محترم مولوی پیر محمد صاحب مرحوم نے اضلاع ... اور فیروز پور میں تعلیم کو فروغ دینے میں ... ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

Marfat.com

محمد ابراہیم لیکچرار

موضع گوڑ دیڑ تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر میں ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے قیام پاکستان کے بعد سے والدین چک نمبر ۱۳/۲/۶۷۲ گ ب براستہ پیر محل ضلع لائلپور میں مقیم ہیں۔ ابتدائی تعلیم غوثیہ اسلامیہ ہائی سکول چک نمبر ۳۳۳ گ ب. فرید آباد سے حاصل کی۔ عملی زندگی کا آغاز کوہِ نور ٹیکسٹائل ملز لائلپور میں مزدوری سے ہوا۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں ائرمین کی حیثیت سے پاک فضائیہ میں دفاعِ وطن کے لئے شریک رہے۔ سیکرٹریٹ اور گورنر ہاؤس میں کلرک رہے اور اسی دوران میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو اور ایم اے سیاسیات کے امتحانات پاس کئے۔ آج کل گورنمنٹ ... انگلش میں لیکچرار ہیں۔ اپنی مدد آپ کے تحت تعلیم مکمل اور موجودہ مقام حاصل کیا۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ سے بہت ہی زیادہ متاثر ہیں۔

میاں محمد حنیف ایم اے (صحافت)

میاں محمد حنیف کا تعلق قصور پورہ (راوی) روڈ لاہور کے ذیلدار گھرانے سے ہے۔ آپ کے والد میاں فیروز الدین مرحوم لاہور شہر کے ذیلدار تھے۔ راوی کے کنارے آپ کی زرعی اراضی ہے۔ میاں محمد حنیف نے ۱۹۶۷ء میں صحافت کے مضمون میں ایم۔اے کیا۔ صحافت کے فارغ التحصیل طلبہ کی تنظیم ینگ جرنلسٹس سرکل کی داغ بیل ڈالی جس نے جلد ہی ملک کی ایک فعال تنظیم کی حیثیت اختیار کر لی۔ ریڈیو۔ ٹیلی ویژن، اخبارات، تعلقات عامہ، اطلاعات اور خبر رساں اداروں میں اس تنظیم کے سینکڑوں ارکان کام کر رہے ہیں۔ میاں محمد حنیف ینگ جرنلسٹس سرکل کے صدر اور جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ فعال سماجی رہنما اور علاقہ کے ہیڈ وارڈن سول ڈیفنس ہیں۔

Marfat.com

میاں عبدالرشید ذیلدار

آپ میاں فیروزالدین سابق ذیلدار لاہور کے بڑے صاحبزادے اور لاہور کی اہم سیاسی و سماجی شخصیت ہیں۔ روزنامہ "کوہستان" کے نسیم حجازی کے زمانے میں مینجنگ ڈائرکٹر تھے۔ یوتھ موومنٹ کے بانیوں میں سے ہیں۔ آپ نے زمانہ طالب علمی کے دوران پنجاب میں باکسنگ کے چیمپئن رہے۔ پھر تحریک استقلال میں شامل ہو گئے۔ ایوب آمریت اور مسٹر بھٹو کے غیر جمہوری رویہ کے خلاف تحریک میں آپ نے سرگرم حصہ لیا۔ سماجی برائیوں کے خلاف مہم اور رفاہی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ برادری کے تنظیمی امور میں بھی سرگرم رہے۔ ایوب دورِ حکومت میں علاقہ راوی روڈ کی یونین کونسل کے چیئرمین اور ... میونسپل کارپوریشن کے کونسلر رہے۔

محمد حنیف رامے

آپ یکم مارچ ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے آپ نے جغرافیہ میں بی اے آنرز کیا، پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے معاشیات میں ایم اے کیا۔ آپ ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس کے افراد زیادہ تر زراعت میں مصروف ہیں۔ آپ لارنس کالج گھوڑا گلی میں لیکچرار بھی رہے ہیں اور اس ملازمت کے دوران آپ کالج کے مجلہ "راوی" کے مدیر تھے۔ ۱۹۵۱ء میں آپ کو ممتاز ادبی جریدے "سویرا" کا مدیر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں آپ نے ماہنامہ "نصرت" جاری کیا۔ اسی دوران ۱۹۶۰ء تک آپ نے تاریک الدنیا بن کر گوشہ نشین دو سال تک قرآن حکیم کا مطالعہ کیا۔ ۱۹۶۵ء میں نصرت اسلامی سوشلزم کا علمبردار بن گیا۔ ۱۹۶۶ء "نصرت" نے اسلامی سوشلزم پر ایک خصوصی نمبر نکالا جس نے پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے لئے بنیادی دلائل اور مواد فراہم کیا۔ ۱۹۶۸ء میں جب پیپلز پارٹی قائم ہوئی تو ماہنامہ نصرت کو ہفت روزہ بنا دیا گیا تاکہ پارٹی کے نقطۂ نظر کو فروغ دیا جائے۔ اپنے نظریات کی تشہیر کے لئے اس پارٹی آرگن نے بہت کام کیا ہے۔ آپ نے جناب ذوالفقار علی بھٹو سے مل کر اُس وقت سے کام کرنا شروع کیا تھا۔ جب انہوں نے ایوب کابینہ سے استعفےٰ دیا تھا۔ ۱۹۷۰ء کو آپ نے لاہور سے روزنامہ "مساوات" جاری کیا

Marfat.com

جب پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی تو آپ کو حکومت پنجاب کا وزیر خزانہ مقرر کیا گیا۔ انہوں نے ۷۲۔۱۹۷۱ء کا جو بجٹ پیش کیا تھا وہ ایک غریب آدمی کے بجٹ کی حیثیت سے سراہا گیا۔ ۱۱ر مارچ ۱۹۷۴ء کو آپ کو غلام مصطفےٰ کھر کی جگہ پنجاب کا وزیر اعلےٰ بنایا گیا۔ آپ اس عہدہ پر بلا مقابلہ کامیاب ہوئے جو آپ کی ہر دلعزیزی کا ثبوت ہے لیکن کچھ ماہ بعد آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ آپکو سینیٹ کا ممبر لیا گیا۔ آپ کے وزیر اعظم سے کچھ اختلافات ہو گئے۔ آپ اب مسلم لیگ کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور سوشلزم سے تائب ہو کر خالص اسلام ہی کو سرمایۂ نجات دُنیوی و اُخروی تصور کرنے لگ گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اسلام کا صحیح تصور عطا فرمائے اور اس کی خدمت کی توفیق بخشے۔ اقتدار تو آنی جانی چیز ہے۔

آپ بیک وقت ادیب، سیاست دان، ماہر معاشیات اور آرٹسٹ ہیں۔ آپ بیرون ملک بھی آرٹسٹ کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں، چنانچہ جرمنی اور فرانس وغیرہ نے آپ کے فن کی قدر کے طور پر آپ کو انعامات بھی دیئے ہیں، آپ کے چچا چودھری برکت علی کو آپ سے بہت پیار تھا۔ آپ کے بھائی چودھری بشیر احمد، چودھری نذیر احمد (مرحوم) اور چودھری رشید احمد سب ناشر ہیں اور نہایت عمدہ کتابیں شائع کرتے ہیں۔

روزنامہ مشرق کراچی نے اپنے اداریہ مورخہ ۱۶ر مارچ ۱۹۷۴ء میں لکھا ہے، "سیاست میں کسی شخص کا غیر متنازعہ فیہ ہونا عام طور پر اس کے لئے خراج تحسین نہیں قرار دیا۔ اس کی شخصیت کے بعض پہلو ایسے ضرور ہوتے ہیں جن کے بارے میں اکثر اوقات خود اس کے حامیوں میں بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے لیکن جہاں تک حنیف رامے کے قلب و ذہن کی خصوصیات اور ان کے ذاتی اوصاف و کردار کا تعلق ہے، انہیں بلا شبہ غیر متنازعہ فیہ کہا جا سکتا ہے۔ ان کا بدترین سیاسی مخالف بھی ان کی شخصیت کی جامعیت، ان کی بالغ نظری، ان کی شائستگی، ان کی اصول پسندی اور ان کی انسانیت دوستی کا اعتراف کرتا ہے۔ سیاست، ادب، صحافت، مصوری اور فلسفہ کے امتزاج نے انہیں ملک کے سیاست دانوں میں ایک منفرد مقام عطا کر دیا ہے اور ان میں ایسی صفات پیدا کر دی ہیں جو حکومت کی ذمہ داریوں سے بدرجۂ احسن عہدہ برآ ہونے میں خاص طور پر معاون ثابت ہونگی۔"

ہمارے خیال میں اس تبصرے کے بعد مزید کسی تعارف کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

Marfat.com

ڈاکٹر بشیر احمد چوہدری۔ رحیم یار خاں

جناب ڈاکٹر بشیر چوہدری صاحب ضلع رحیم یار خاں کی مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ اسلامی نظام کے قیام کے لئے ہمیشہ سرگرم اور کوشاں رہے ہیں۔ ایک منکسر اور درویش صفت انسان ہیں۔

ان کے والد چوہدری محمد ابراہیم صاحب خلیج فارس کے انگریزی مقبوضات میں ملازم تھے۔ ڈاکٹر صاحب ۱۹۱۹ء میں تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے قصبہ سیانیوال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔

۱۹۴۰ء میں ڈی جے سندھ کالج کراچی میں زیر تعلیم تھے کہ خاکسار تحریک میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۴۱ء میں پاکستان سیشن لاہور میں رضاکار کے طور پر شامل تھے۔ انہی دنوں اسلامیہ کالج لاہور کے طالبعلم کی حیثیت سے سندھ اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے رکن منتخب ہوئے۔

۱۹۴۳ء کے قحط بنگال میں میڈیکل ریلیف مشن کے ممبر کی حیثیت سے بنگال گئے اور وہاں تین ماہ قیام کیا۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ نے امرتسر سے ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں میڈیکل ریلیف مشن بہار بھیجا۔ وہاں پٹنہ، مونگھیر اور بھاگل پور کے اضلاع میں کام کرتے رہے۔

۱۹۴۷ء میں لاہور سے مشرقی پنجاب جا کر کیمپوں میں کام کرتے رہے۔ پاکستان میں مسلم لیگ سے مایوس ہو کر نظام اسلام پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ نظام اسلام پارٹی ختم ہونے کے بعد جماعت اسلامی میں شامل ہیں اور اب تک جماعت اسلامی میں کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سیاست میں ہمیشہ بھرپور حصہ لیتے رہے ہیں اور کئی دفعہ اسمبلی کا الیکشن لڑ چکے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں مرکزی اور ۱۹۶۵ء میں صوبائی اسمبلی اور پھر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مرکزی اسمبلی کا الیکشن لڑا لیکن ہمیشہ اپوزیشن میں ہونے کے باعث چند ووٹوں کے باعث ہار جاتے رہے۔ بی ڈی ممبر اور بلدیہ رحیم یار خاں کے منتخب وائس چیئرمین رہ چکے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں لاہور اور ڈھاکہ میں ڈیلیگیٹ کے طور پر شامل ہوئے۔ آجکل خاموشی کے دن گزار رہے ہیں اور ڈاکٹری پریکٹس سے دل بہلا رہے ہیں۔

چوہدری محمد شریف

صادق آباد میں ارائیں برادری کی اہم شخصیتوں میں چوہدری محمد شریف صاحب کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ چوہدری صاحب کے والد چوہدری محمد اسماعیل نے مدے پور جالندھر

Marfat.com

سے آکر مدے پور لائلپور میں ایک مربعہ اراضی خرید لی تھی۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۴۲ء میں صادق آباد ریاست بہاولپور میں اراضی خرید کی۔ اس وقت چوہدری صاحب اٹھارہ مربع اراضی کے مالک ہیں۔ ایک جننگ فیکٹری کے حصہ دار ہیں۔ آڑھت کی دکان ہے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے سنہ ۱۹۶۰ء اور سنہ ۱۹۶۵ء کے الیکشن میں یونین کونسل کے چیئرمین رہے۔ سنہ ۱۹۶۰ء سے سنہ ۱۹۶۹ء تک کنونشن لیگ ضلع کے نائب صدر رہے۔

چوہدری محمد صفدر امین صاحب

آپ اس وقت جماعت اسلامی صادق آباد کے امیر کی حیثیت سے معروف شخصیت ہیں۔ ایک جننگ فیکٹری میں حصہ دار ہیں۔ آڑھت کی دکان ہے۔ بی۔ اے تعلیم ہے اور سابقہ ضلع امرتسر سے تعلق رکھتے ہیں۔ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

میاں غلام رسول صاحب

آپ تاجر برادری میں صادق آباد میں کافی مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ رؤف ٹیکسٹائل مز کراچی کے مالک ہیں، ایک جننگ فیکٹری ہے۔ آڑھت کی دکان بھی ہے اور نیک مزاج انسان ہیں۔ غلہ منڈی صادق آباد چیمبر کے سا، ا سال تک صدر رہے ہیں۔ موضع آدرامان تحصیل نکودر ضلع جالندھر سے تعلق رکھتے ہیں۔

چودھری ظفر عالم

آپ ضلع جالندھر کے مہاجر ہیں۔ پاکستان میں تحصیل وہاڑی ضلع ملتان میں سکونت پذیر تھے لیکن آج کل برمنگھم (انگلینڈ) میں مقیم ہیں۔ آپ کے ایک بھائی قمر الاسلام وہاں یونیورسٹی میں ایم بی۔ بی۔ ایس کر رہے ہیں۔ ایک بہن نے ایم۔ ایس۔ سی میں داخلہ لیا ہے۔ خود اپنے والد کے ساتھ کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔

آپ کی والدہ چودھری نذیر احمد سابق ڈائریکٹر شماریات سٹیٹ بنک آف پاکستان کی چچا زاد بہن ہیں۔ آپ کی والدہ کے چچا زاد بھائی چودھری نصیر احمد سانده روڈ لاہور ہیں۔ ان کے والد چودھری شاہ محمد چودھری ظفر عالم صاحب کے نانا لگتے ہیں۔ چودھری قطب دین پھلوری نظم صاحب کے رشتہ دار تھے۔

Marfat.com

چودھری صاحب نے تاریخ ارائیاں کی اشاعت اور اس کی پبلسٹی میں بہت دلچسپی لی ہے اور مالی تعاون سے عملی طور پر ہاتھ بھی بٹایا ہے۔ آپ آج کل ۳ کالونی روڈ سپارک بروک برمنگھم میں کاروبار کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ برمنگھم میں جالندھری ارائیوں کی اکثریت ہے جو زیادہ تر تجارت پیشہ ہیں۔ اسکے بعد آزاد کشمیر کے ارائیوں کا نمبر آتا ہے جو زیادہ تر فیکٹری ورکر ہیں۔

چودھری محمد رفیق ایم اے بی ایڈ

آپ سیالکوٹ کے نواحی گاؤں بیڑھ (BIR) کے ایک معزز ارائیں خاندان میں ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب چوہدری نور حسین زمیندار ہیں اور خود کاشت کرواتے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے سکول ہی میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان مشن سکول سیالکوٹ سے پاس کیا۔ مرے کالج سیالکوٹ سے ۱۹۵۵ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ عرصہ ۱۵ سال سے محکمہ تعلیم آزاد کشمیر سے وابستہ ہیں اور اس وقت گورنمنٹ ہائی اسکول مظفر آباد آزاد کشمیر میں ہیڈ ماسٹر ہیں۔ آپ کے تایازاد بھائی رشید احمد چوہدری جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں پرنسپل ہیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم گاؤں کے ہی سکول میں حاصل کی۔ مشن سکول سیالکوٹ سے ۱۹۵۱ء میں بی اے آنرز کیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں اول آنے پر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اسلامیہ کالج لاہور سے ۱۹۵۵ء میں ایم اے (ریاضی) کیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں دوئم پوزیشن حاصل کی اور گولڈ میڈل انعام پایا۔ اس وقت سے محکمہ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ ان کی شادی ان کے ماموں کے ہاں ہوئی ہے جو سیالکوٹ کے ایک بڑے زمیندار ہیں۔ اسی خاندان سے میاں مسعود احمد ایڈووکیٹ (ایم۔ این۔ اے) ممبر قومی اسمبلی حلقہ سیالکوٹ ہیں۔ رشید صاحب کے برادر نسبتی (BOOTHER-IN-LAW) چوہدری محمد امین ایڈووکیٹ سیالکوٹ میں پریکٹس کرتے ہیں، جبکہ باقی بھائی کاروبار اور ٹھیکیداری کرتے ہیں۔

آپ کے دو چھوٹے بھائی برطانیہ میں مقیم ہیں۔ وہاں ان کا بڑا اچھا کاروبار ہے ایک چھوٹا بھائی امریکہ میں کاروبار کرتا ہے۔ آپ کی شادی اپنے خالو کے ہاں ہوئی ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے وہ ذیل میانہ پورہ کے ذیلدار تھے۔ آجکل سپورٹس کی ایک بہت بڑی فیکٹری چلا رہے ہیں۔ آپ کے برادر نسبتی (BOOTHER-IN-LAW) حاجی محمد یونس سیالکوٹ کے ایک

Marfat.com

بہت بڑے صنعت کار ہیں۔ اُن کی فیکٹری کا نام کلز انٹرپرائزز ہے، جہاں ہاکی، فٹ بال، اور گلوز تیار ہوتے ہیں۔ تمام مال بیرونی ممالک کو جاتا ہے، ان کے سب آفس (ذیلی شاخیں) جرمنی، برطانیہ اور امریکہ میں ہیں۔ وہ سال کا بیشتر حصہ وہاں ہی کاروبار کے سلسلہ میں گزارتے ہیں۔

آپ کے ماموں زاد بھائی جو کہ محلہ میانہ پورہ سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ کچھ برطانیہ اور کچھ امریکہ میں کاروبار کرتے ہیں۔ آپ کے پھوپھا میاں جمال حسین جو کہ ایبٹ روڈ سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں اُن کے لڑکے چوہدری محمد صدیق اسسٹنٹ چیف انجینئر لاہور میں۔ محمد رفیق بی اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ برطانیہ میں ہیں۔ ڈاکٹر محمد قدیر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس سعودی عرب میں ملازم ہیں

چوہدری فرزند علی اختر بھدّو

چوہدری صاحب حضرت شاہ عنایت اللہ قادری شطاریؒ کی اولاد میں چودھویں پشت سے ہیں۔ اگرچہ آپ پٹواری ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کا دامن رشوت وغیرہ کی آلودگی سے پاک رکھا ہے۔ اپنی گذراوقات زمین کی آمدنی سے ہوتی ہے۔ وہ مختلف پیچیدہ اور پرانی امراض کا علاج بذریعہ دُعاء کر دیتے ہیں اور معاوضہ وغیرہ نہیں لیتے۔ کہتے ہیں کہ یہ حضرت شاہ عنایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خاندانی بخشش ہے جو اس خاندان میں چلی آرہی ہے۔ آپ چک ۴۷ ر۔ب (R.B) تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور میں مقیم ہیں۔

آپ کے ایک رشتہ دار چوہدری نذیر احمد ڈی۔ ایس۔ پی ٹیلی کمیونی کیشن پنجاب، قربان لائنز، لاہور ہیں۔ آپ بڑے ملنسار اور قوم و ملک کے سچے خادم ہیں۔ اپنی ڈیوٹی نہایت فرض شناسی سے ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں قوم و ملک کی خدمت کی مزید توفیق دے۔

Marfat.com

خلیفہ خالد امین مخفیؔ - ایڈووکیٹ

ایم۔ایس سی۔شماریات، ایم۔اے۔اقتصادیات، ایم۔اے۔فلسفہ، ایل ایل بی، ڈی۔ایس۔ٹی، ڈی، ٹی ایل، ڈی ایل، ایل، اردو فاضل، پنجابی فاضل اور فارسی فاضل ہیں۔ ان دنوں نیو لاہور کالج الشجر بلڈنگ، نیلا گنبد لاہور کے پرنسپل ہیں اور ماہنامہ احساسات اور ہفت روزہ "ناز" لاہور کے ایڈیٹر ہیں۔ ہفت روزہ "زندگی"، روزنامہ "مشرق" لاہور اور روزنامہ "جسارت" [illegible] سے منسلک رہ چکے ہیں۔ آپ اندرون بھاٹی گیٹ ۱۳۶۸ B/A شیش محل، لاہور میں مقیم ہیں۔

آپ حضرت شاہ عنایت اللہ قادری شطاری [illegible] کی اولاد اور ان کے گدی نشین خلیفہ منظور الٰہی کے برادرِ اصغر ہیں۔ "پاکستان اور بنگلہ دیش"، "پراسرار شخصیت"، "خواجہ رفیق شہید"، "شمائلہ" اور "نازو" کے نام سے متعدد کتب کے مصنف ہیں اور دیوانِ مخفیؔ، اور انگریزی گرامر کی کتب بھی لکھ چکے ہیں۔ برادری کی [illegible] کی خدمت میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

قبل ازیں ان کے والد ماجد خلیفہ محمد امین مرحوم حضرت شاہ عنایت کے گدی نشین تھے جو برصغیر پاک و ہند میں ایک ممتاز مذہبی رہنما اور سماجی کارکن اور تحریک پاکستان میں عظیم خدمات کے حامل رہے ہیں۔

حضرت بابا شاہ عنایتؒ کے جدِ امجد محمد بن قاسم کے ہمراہ [illegible] تشریف لائے تھے۔ ہم اس دور کے عظیم خاندان کا شجرۂ نسب برائے اشاعت ادارہ کو پیش کر رہے ہیں تاکہ تاریخ کا حصہ بن جائے اور [illegible] بیش گراں قدر اضافہ کا باعث بنے۔

اس کے بعد پی۔سی۔ایس۔آئی۔ اے لیمیٹڈ میں بطور ڈائریکٹر [illegible] ۱۹۶۰ء تک کام کیا۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۹ء تک بطور ڈائریکٹر [illegible] مسری

Marfat.com

ہیں کام کر کے ریٹائر ہو گئے۔
آپ نہایت شریف النفس، محنتی اور قوم و ملک کے سچے خادم ہیں۔ تمام ملازمت میں انتہائی دیانتداری سے کام کیا جس کی وجہ سے کھانے پینے کے عادی لوگ ناراض ہو گئے، لیکن آپ نے اپنا اصول نہ بدلا۔

پروفیسر ملک محمد ارشد

آپ یو۔پی کی معزز آرائیں برادری کے مایہ ناز فرزند ہیں۔ آپ سقوط ڈھاکہ سے پہلے بنگلہ دیش کے کئی کالجوں میں بطور لیکچرار کام کرتے رہے لیکن بعد ازاں کراچی چلے گئے۔ اس وقت آپ گورنمنٹ کالج ناظم آباد کراچی میں اکنامکس کے پروفیسر ہیں۔ آج کل حکومت امریکہ کی طرف سے ریسرچ اسسٹنٹ کے طور پر بھی کام کر رہے ہیں۔ جو آپ کی اعلیٰ ذہنی اور علمی صلاحیتوں کا واضح ثبوت ہے آپ محنتی۔ خوش اخلاق اور برادری کی بہبود کے لیے زبردست تڑپ رکھنے والے نوجوان ہیں۔ بریلی کی آرائیں برادری کے جن معززین کے تذکرے ہماری تاریخ میں شامل ہیں وہ ہمیں آپ ہی کے تعاون سے مہیا ہوئے ہیں، آپ انگلش ٹرانسلیشن کے ایک سلسلے کے مصنف بھی ہیں جو نویں۔ دسویں جماعتوں کے لیے نہایت مفید ہے آپ کا موجودہ پتہ مندرجہ ذیل ہے۔
پروفیسر ملک محمد ارشد عقب ڈاکخانہ سمن آباد
فیڈرل بی۔ ایریا کراچی

ڈاکٹر میاں محمد اسلم

۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کو ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم موروثی پور ہائی سکول (لائل پور) سے حاصل کی۔ ۱۹۶۹ء میں زرعی یونیورسٹی لائل پور سے ایم۔ ایس۔ سی آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ میٹرک سے ایم۔ ایس سی تک تمام امتحانات

Marfat.com

امتیازی حیثیت سے پاس کیے اور وظیفہ حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۷۲ء میں ایسٹ ویسٹ سنیٹر (ہوائی) امریکہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے گئے۔ چار سال سے کم عرصہ میں یہاں سے ایم۔ ایس سی اور پی۔ ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۱۹۷۶ء میں وطن لوٹے۔ ان دنوں زرعی یونیورسٹی لائل پور میں تدریسی و تحقیقی کاموں میں مصروف ہیں۔

عبدالرؤف رامے

آپ نے جنوری ۱۹۷۶ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں الراعی سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی۔ جس یہاں قوم کے طلبہ کی فلاح و بہبود کے لیے نمایاں کام کیا اور ضرورت مند طلبہ و طالبات کو وظائف دلوائے۔ ان کا تعلق ساہیوال سے ہے۔ آپ کے والد میاں برکت علی جالندھر سے آکر ساہیوال کے قریبی گاؤں ۹۱ گ۔ ب میں آباد ہوئے۔ عبدالرؤف رامے نے ۱۹۷۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے صحافت کیا۔

چودھری محمد شفیع لینڈ ریکلیمیشن آفیسر (ریٹائرڈ)

چودھری محمد شفیع بی۔ اے لینڈ ریکلیمیشن آفیسر (ریٹائرڈ) ۲۱-۶ پیپلز کالونی — لائلپور۔

۱۹۱۶ء میں لائل پور میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب محکمہ مال میں گرداور قانونگو تھے۔ جن کا سابقہ ضلع جالندھر تھا۔ چودھری محمد شفیع نے ۱۹۳۳ء میں امتحان میٹرک ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول چک جھمرہ (لائل پور) سے امتیازی نمبر لے کر پاس کیا۔ ۱۹۳۰ء میں گورنمنٹ کالج لائل پور سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ کالج باسکٹ بال ٹیم کے ممبر اور نیو ہوسٹل کے پریفیکٹ اور سیکرٹری جزیرہ کامن روم رہے۔ بی اے کرنے کے بعد جب جنگ عظیم دوم شروع ہوئی۔ تو فوج میں بھرتی ہوگئے۔ کم و بیش سات

Marfat.com

فوج کی ملازمت کے بعد محکمہ انہار میں براہِ راست ضلعدار منتخب ہوتے بعد میں ڈپٹی کلکٹر اسسٹنٹ لینڈ ریکلیمیشن آفیسر اور آخر کار ۲۷۔۸۔۱۹۷۴ بطور لینڈ ریکلیمیشن آفیسر ریٹائر ہوتے۔ دوران ملازمت اُن کی کارکردگی کو محکمہ کے افسرانِ اعلےٰ نے ہمیشہ سراہا۔ ہر جگہ ہر علاقہ کے زمینداروں میں ہر دلعزیز رہے۔ اولاد کے بارے میں نہایت خوش قسمت ثابت ہوتے ہیں۔ اُن کی بیٹی عرصہ ۶۔۷ سال سے شاہی ہسپتال مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں بطور ڈاکٹر خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اور بیٹا ڈاکٹر طاہر شفیع ایم۔ ڈی۔ نیویارک (امریکہ) میں M.R.C.P کے علاوہ گردوں کی بیماریوں میں معالج خصوصی کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر شفیع ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (پنجاب) ایم۔ ڈی (امریکہ)

ریٹائرڈ لینڈ ریکلیمیشن آفیسر چوہدری محمد شفیع کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۵۔۱۱۔۱۹۴۵ء کو بمقام پونہ (بھارت) پیدا ہوئے جہاں کہ اُن کے والد فوجی ملازمت کے سلسلہ میں ان دنوں تعینات تھے۔ ابتدا سے ہی نہایت ذہین تھے۔ ۱۹۶۲ء میں امتحان میٹرک نہایت ہی ممتاز نمبروں سے پاس کیا۔ پنجاب بورڈ کے کم و بیش اسی ہزار طلباء میں ۵۸۶ نمبر لے کر دوسری پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ اوّل آنے والے طالب علم کے ۵۷۸ نمبر رہے۔ میٹرک کا امتحان ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول سیلین ضلع ملتان سے پاس کیا۔ اِس طرح سے ایف۔ ایس سی میڈیکل کا امتحان گورنمنٹ کالج ملتان سے صوبہ بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کر کے پاس کیا۔ بعد ازاں نشتر میڈیکل کالج ملتان میں داخلہ لیا۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کے پہلے سال کے امتحان میں اوّل قرار پائے۔ باقی امتحانوں میں بھی نمایاں پوزیشن حاصل کرتے رہے اور ۱۹۶۹ء میں امتیازی نمبروں سے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس فائنل امتحان میں کامیاب

Marfat.com

ہوئے۔ اس وقت BROOKDALE HOSPITAL, BROOKDALE U.S.A

میں ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم کے اعلیٰ مدارج بھی طے کر رہے ہیں۔ ایم۔ڈی کی ڈگری کے علاوہ امریکن بورڈ آف میڈیسن کا امتحان بھی پاس کر لیا ہے۔ M.R.C.P. اور NEPHROLOGY کی ڈگریاں بھی ۲-۳ ماہ تک حاصل کریں گے۔ شروع سے کیریئر نہایت ہی شاندار رہا ہے۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان میں کئی ایک سرٹیفکیٹ کے علاوہ، گولڈ میڈل اور، سلور میڈل بطور انعام حاصل کیے جو کہ اس وقت کے گورنر جنرل موسٰے نے تقسیم کیے تھے۔ ۲ سال اُسی ہسپتال میں بطور سینیئر ہاؤس فزیشن اور ہاؤس سرجن بھی کام کیا۔ پاکستان کے مشہور و معروف ڈاکٹر رؤف کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔ نہایت شریف النفس منکسر المزاج اور قابل انسان ہیں۔

چودھری محمد شریف

آپ گجرات کے آرائیں برادری کے سپال خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ثمر آپ کا تخلص ہے۔ بہت اچھے شاعر ہیں۔ آج کل اکاؤنٹنٹ جنرل سندھ کراچی کے دفتر میں بطور آڈیٹر کام کر رہے ہیں۔ آپ نے ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان بھی پاس کیا ہے۔ آپ بڑے محنتی۔ خوش اخلاق اور ذہین نوجوان ہیں۔ کراچی میں صنعتی۔ سُنی تنظیم کے نائب صدر بھی ہیں۔

کراچی کی ارائیں برادری کی مختلف انجمنوں اور تنظیموں کے درمیان آپ ایک رابطہ آفیسر کا کام دیتے ہیں۔ آپ کے مفید مشوروں کی وجہ سے کراچی کی انجمنیں بڑی فعال ہیں۔ برادری کے کوائف معلوم کرنے کے لیے آپ نے اپنے خرچے پر سندھ کے مختلف شہروں کا کئی بار دورہ کیا ہے۔ سندھ میں آرائیں سرکاری ملازمین کی فہرست تیار کرنے میں ہمیں آپ سے بڑی مدد ملتی ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر کریم اللہ ۸ - لارنس روڈ - لاہور

آپ ۱۹۰۳ء میں ہوشیار پور، مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علیگڑھ اور جامعہ ملیہ، دہلی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ایڈنبرا اور ہیڈل برگ سے کیمسٹری میں پی ایچ۔ ڈی کیے۔ آپ کو گورنمنٹ آف انڈیا نے انڈسٹریل ریسرچ لیبارٹریز کلکتہ کے ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ کر دیا۔ پھر ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۵ء تک ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ پنجاب گورنمنٹ رہے۔ پنجاب یونیورسٹی نے انھیں ڈائریکٹر انسٹی آف کیمسٹری مقرر کر دیا۔ جہاں وہ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۸ء تک رہے۔

آزاد کشمیر

آزاد کشمیر میں مقامی آبادی میں ارائیں لوگ بہت ہی کم ہیں البتہ ضلع میرپور آزاد کشمیر میں ارائیں برادری کافی ہے۔ اُن کے صدر چوہدری محمد عالم صاحب ہیں۔ پنجاب و آزاد کشمیر ارائیں کنونشن کی تفصیلات کتاب کے دوسرے اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

لیکن پاکستان کے کچھ لوگ یہاں ملازم ہیں جن کی ایک مختصر فہرست مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- چوہدری محمد یعقوب ایس۔ ای پی ڈبلیو ڈی مظفر آباد

۲- چوہدری محمد افضل ایکس۔ ای۔ این پی ڈبلیو ڈی مظفر آباد

۳- چوہدری سلطان احمد، ایس۔ ڈی۔ او، پی۔ ڈبلیو۔ ڈی میرپور

۴- چوہدری ڈاکٹر مختار احمد ڈپٹی ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز مظفر آباد

۵- چوہدری محمد اکرم طاہر ایم۔ اے اقتصادیات پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی (شاعر۔ ادیب اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں)

۶- میاں محمد رفیق ایم۔ ایس۔ سی پرنسپل گورنمنٹ کالج دھیرکوٹ آزاد کشمیر

۷- چوہدری محمد مرتضےٰ ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی پرنسپل گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج افضل پور آزاد کشمیر

۸- چوہدری رفیق اختر ایم۔ اے، بی ایڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول مظفر آباد۔

چوہدری افضل حق خالد ایم۔ اے سابق پروفیسر اسلامیات گورنمنٹ کالج میرپور حال پرنسپل امنگ

Marfat.com

۱۰- چوہدری محمد سرور ایم۔ ایس سی پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور۔
۱۱- چوہدری محمد خیرات ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور
۱۲- میاں محمد ارشاد ایم۔ ایس۔ سی اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت آزاد کشمیر
۱۳- میاں ریاض احمد ایگریکلچر آفیسر مظفر آباد۔

آزاد کشمیر اور ارائیں برادری

میرپور، کوٹلی، مظفر آباد اور پونچھ چار اضلاع پر مشتمل وہ علاقہ جسے ۱۹۴۷ء کی جنگ آزادی میں یہاں کے غیور عوام نے ڈوگرہ حکومت سے آزاد کرا کر آزاد جموں و کشمیر حکومت قائم کی، آزاد کشمیر کہلاتا ہے اور ضلع مظفر آباد کے شہر مظفر آباد کو حکومت کا صدر مقام مقرر کیا۔ اس جنگ آزادی میں الرّاعی برادری نے نمایاں کردار ادا کیا۔ کیونکہ پرانے میرپور شہر کے قریب ترین اس برادری کے بہت سے دیہات آباد تھے۔ دو درجن سے زائد الرّاعی مجاہد اس جنگ میں شہید ہوئے۔ یہ برادری آٹھ مربع میل علاقہ میں شہر میرپور کے پاس آباد تھی۔ یہ لوگ نہایت محنتی اور جفاکش ہونے کی وجہ سے باقی تمام مسلم برادریوں سے آسودہ اور خوشحال تھے۔ الرّاعی برادری علاقہ پوٹھوہار سے آکر یہاں آباد ہوئی تھی۔ اسی لئے وہاں کی طرح یہاں بھی اس برادری کو ملیار کہہ کر پکارا جاتا، مگر کاغذات محکمہ مال میں کہیں کہیں اُن کو الرّاعی لکھا جاتا رہا جُوں جُوں برادری کے ہونہار زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوئے وہ لفظ ملیار سے نفرت کرنے لگے اور اپنے آپ کو اپنی پنجاب کی برادری کے نام الرّاعی سے پکارا جانے پر فخر محسوس کرنے لگے۔

حاجی بدر دین برادری کے سب سے پہلے فرد ہیں جو انگلینڈ پہنچے اور کاروبار کرنے میں کامیاب ہوئے، اُن کی تقلید اور اُن کی مدد سے بہت سے لوگ وہاں پہنچ گئے۔ جس کی وجہ سے الرّاعی زیادہ آسودہ حال ہو گئے۔ حاجی صاحب مذکور نے اپنی اولاد کو اعلےٰ تعلیم دلوائی اور چوہدری محمد عالم اُنکے منجھلے فرزند ہیں، جنہوں نے پرنس آف ویلز کالج جموں سے تعلیم حاصل کی اور محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ ملازمت کا زیادہ حصہ بحیثیت اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس گذارا اور میعاد ریٹائرمنٹ پورا کرنے سے پہلے ریٹائر ہو گئے اور پی۔ آئی۔ اے کی جنرل سیلز ایجنسی لے کر کاروبار شروع کر دیا اور زیادہ وقت تعمیر برادری میں صرف کرنا شروع کر دیا۔ منگلا ڈیم سے متاثرہ ہونے کی وجہ سے جسقدر اُن کی زرعی زمینوں اور مکانوں سے معاوضہ ملا، انہوں نے

Marfat.com

میرپور میں اپنے مکانات کی تعمیر پر صرف کیا اور اپنی کوٹھی کا نام الرّاعی منزل اور دیگر کمرشل جائیداد کا نام الرّاعی اسکوائر رکھا۔ یہ امر اُن کی اپنی برادری سے والہانہ اُنس اور محبت پر دال ہے۔ برادری کے کچھ لوگ نئے میرپور میں آباد ہوئے اور بقایا کچھ لوگ مثلاً ہملٹ، بیچیاں، دینہ اور جہلم جاکر آباد ہوگئے۔ الرّاعی برادری میں اسلامی جذبہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قبیلہ جہاں بھی جاکر آباد ہوا انہوں نے نہایت خوبصورت قسم کی مسجدیں بنوائیں۔

جو لوگ میرپور آباد ہوئے وہ زراعت کا پیشہ چھوڑ کر تجارت میں لگ گئے، چنانچہ نئے میرپور کی تجارت اسی برادری کے ہاتھ میں ہے۔ جو لوگ باقی جگہوں پر آباد ہوئے۔ کچھ زرعی زمین خرید کر زراعت کا کام کرنے لگے۔ چوہدری محمد عالم کو برادری نے انجمن الرّاعیان میرپور کا صدر مقرر کیا اور انہوں نے برادری کے بہت اچھے اچھے کام کئے مثلاً پرانے میرپور میں اپنے علاقہ کا مڈل سکول اُنکی کوششوں سے بنا جہاں برادری کے بچے مڈل تک تعلیم اپنے گھروں کے نزدیک نہایت آسانی سے حاصل کرتے اور بقایا اعلےٰ تعلیم کے لئے وہ شہر میرپور چلے جاتے۔ برادری کو چوہدری صاحب نے منظم کیا غریب اور نادار لوگوں کی مالی امداد کی۔ بُری رسومات کو ختم کرکے برادری کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور انجمن الرّاعیان آزاد کشمیر کا الحاق پاکستان کی انجمن الرّاعیان سے کیا۔ کُل پاکستان انجمن الرّاعیان کا اجلاس میرپور میں بُلوا کر برادری کو پاکستان کی برادری سے نہ صرف متعارف کرایا بلکہ اپنے پڑھے لکھے بچوں کے رشتے پاکستان کی برادری سے کروا کر اپنے تعلقات اور زیادہ بڑھائے۔

ایک سو سے زائد رسالہ الرّاعی کی میرپور میں خریداری کا انتظام کیا۔ ممبران انجمن کو پاکستان کی انجمن کے اجلاس میں شمولیت کرائی۔ اِس طرح پاکستان کی بلند پایہ شخصیتوں سے اپنے آزاد کشمیری بھائیوں کو متعارف کرایا۔ اس وقت حکومت پاکستان کی مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں الرّاعی برادری کے بہت سے ممبر موجود ہیں اور اُن میں سے اکثر وزارت کے عہدوں پر فائز ہیں جو چودھری صاحب سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ اُن کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ علاقہ آزاد کشمیر میں جب یہ وزرا دوروں پر تشریف لاتے ہیں تو سرکاری بنگلوں میں ٹھہرنے کی بجائے چوہدری محمد عالم کے پاس قیام کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس طرح برادری کا وقار زیادہ بلند ہوگیا ہے۔

Marfat.com

برادری کے درج ذیل اصحاب بھی اس ضمن میں قابل تذکرہ ہیں:۔

چوہدری محمد عالم سے پہلے انجمن کی صدارت حاجی کفائت علی کے پاس تھی جو گذشتہ سال وفات پا گئے۔ ٹھیکیدار نظام دین بھی انجمن کے صدر رہ چکے ہیں۔ پروفیسر محمد مرتضےٰ پرنسپل ٹیچر ٹریننگ کالج افضل پور پروفیسر خیرات علی پرنسپل انٹر کالج بھمبر، چوہدری محمد اسحاق ایڈووکیٹ کوٹلی، چوہدری محمود احمد ایڈووکیٹ میرپور، ماسٹر محمد رمضان تھوک فروش اکال گڑھ جو انجمن کے عرصہ دراز سے سیکرٹری جنرل چلے آتے ہیں۔ چوہدری فضل الٰہی تھوک فروش میرپور، چوہدری محمد خاں تھوک فروش میرپور، چوہدری محبت علی تھوک فروش میرپور خزانچی انجمن الراعیان میرپور، چوہدری عاشق حسین تھوک فروش میرپور، چوہدری محمد حسین تھوک فروش میرپور جمعدار محمد اسحاق تھوک فروش میرپور، چوہدری محمد زمان تھوک فروش میرپور، چوہدری محمد حسین تھوک فروش میرپور، چوہدری عبدالخالق تھوک فروش میرپور، حاجی عبدالعزیز تھوک فروش میرپور، چوہدری محمد صادق، محمد صدیق تھوک فروش میرپور، چوہدری فضل حسین تھوک فروش میرپور، حاجی محمد اسلم سلیمی کریانہ مرچنٹ میرپور، باؤ عبدالخالق سپر مارکیٹ میرپور، ڈاکٹر محمد فاضل، فاضل میڈیکل ہال میرپور۔ حاجی عبدالکریم پنساری میرپور، چوہدری محمد یعقوب یعقوب ہوٹل میرپور، حاجی عبدالکریم فائن کلاتھ ہاؤس میرپور، حاجی نظام دین کاٹن کلاتھ ہاؤس میرپور، عبدالحمید، حمید واچ ہاؤس میرپور، چوہدری خادم حسین بوٹ ہاؤس میرپور، حاجی کرم الٰہی تھوک فروش میرپور، چوہدری حاجی فضل داد ریٹائرڈ رینج افسر میرپور صوبیدار محمد شریف منگلا ہملٹ میرپور، ٹھیکیدار عبدالرحمٰن منگلا ہملٹ میرپور، چوہدری محمد شفیع نیا مکتبہ میرپور، چوہدری عبدالعزیز انٹرنیشنل ایئر ٹریول میرپور، حاجی محمد مالک کریانہ مرچنٹ مسجد ابوالفتح میرپور، چوہدری محمد شفیع قاسمی چک میرپور، باؤ محمد سرور علی بیگ میرپور، باؤ محمد بشیر علی بیگ میرپور، ماسٹر محمد دین علی بیگ میرپور، میجر منظور احمد راعی میرپور، میجر احمد دین راعی میرپور، ٹھیکیدار محمد رمضان راعی میرپور، چوہدری محمد منظور سکھ چین پور، حاجی محمد عبداللہ سکھ چین پور میرپور، حاجی محمد بشیر میرپور جہلم ٹرانسپورٹ میرپور، حاجی محمد لطیف ٹرانسپورٹر میرپور، چوہدری کرم داد میرپور۔ چوہدری محمد شریف

Marfat.com

آفیسر الائیڈ بنک میرپور، چوہدری ممتاز حسین کو اپریٹو بنک میرپور، ڈاکٹر فضل داد میرپور، ماسٹر محمد شفیع میرپور، میجر ظہور احمد میرپور، ڈاکٹر اقبال احمد میرپور، صوفی مطلوب حسین چیچیاں میرپور۔ چوہدری محمد فیروز چیچیاں میرپور، ماسٹر غلام رسول کوٹلی چوہدری مظفر احمد منڈی راعیاں میرپور۔ پروفیسر محمد صدیق سہنہ میرپور۔ ماسٹر حسن محمد سہنہ میرپور۔ چوہدری محمد عالم صدر انجمن الراعیاں میرپور کو لاہور کے تاریخی اجلاس منعقدہ الراعی بلڈنگ لاہور جس میں بیگم شاہ نواز صاحبہ نے بھی اپنی برادری کو خطاب فرمایا سینئر وائس پریذیڈنٹ انجمن الراعیاں پاکستان چُنا گیا۔ چوہدری صاحب نے اپنے دورِ صدارت میں برادری کے حسب ذیل کام کئے۔

۱۔ اپنے علاقہ میں جو شہر سے بالکل قریب تھا مڈل سکول جاری کرایا، جہاں قوم کے بچے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بآسانی اعلےٰ تعلیم کے لئے میرپور شہر جا سکتے تھے۔

۲۔ سبزیوں کی فروخت کے لئے پُرانے میرپور میں سبزی منڈی قائم کروائی تاکہ ہر سبزی پیدا کرنے والا بھائی وہاں جا کر اپنی پیداوار باوقار طریقے سے فروخت کر سکے۔

۳۔ انجمن الراعیاں میرپور کا الحاق مرکزی انجمن الراعیاں لاہور سے کرایا اور کل پاکستان انجمن الراعیاں کا اجلاس میرپور میں منعقد کرا کر پاکستان نے بھائیوں سے اپنی برادری کو متعارف کرایا۔

۴۔ برادری کے کئی افراد کو جنہیں غریب ہونے کی وجہ سے غلط طور پر قتل کے مقدمات میں ملوث کیا گیا تھا امداد کر کے بری کرایا اور تمام اخراجات خود برداشت کئے۔

۵۔ سابقہ صدر انجمن الراعیاں میرپور حاجی کفائت علی مرحوم کے جواں سال فرزند کی وفات پر اُن کے یتیم بچوں کے لئے پچیس ہزار تک چندہ فراہم کر کے بچوں کی امداد کا بندوبست کیا۔

۶۔ برادری کے بہت سے بچوں کی ملازمت کا بندوبست کیا۔

۷۔ منگلا ڈیم کے سلسلہ میں اپنی برادری کی جائداد کا معقول معاوضہ دلوایا۔

Marfat.com

۸۔ تبادل رقبہ کے حصول کے وقت نئے حاصل کردہ رقبہ کی قیمت کا تعین مناسب طور پر کرایا۔

۹۔ برادری کی طرف سے کالجوں اور ہائی سکولوں میں "الراعی وظائف" دے کر برادری کا نام بلند کرنے کی کوشش کی۔

۱۰۔ سی ایم ایچ میرپور میں برادری کے نام کا زنانہ وارڈ تعمیر کرا کر دوسری برادریوں کے لئے اعلےٰ نمونہ پیش کیا۔

ان کاموں کے علاوہ کئی چھوٹے موٹے کام جن کا ذکر موزوں نہیں ہو گا، کئے اور برادری کو بہت بلند مقام پر پہنچا دیا۔ اس وقت میرپور اور تمام آزاد کشمیر میں الراعی برادری کو بہت احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

بشیر احمد چوہدری ایم اے

پرنسپل پائلٹ سکول، شرق پور، ضلع شیخوپورہ)

قرآن اور صاحب قرآن اور اس کی زندگی جس کے یہ مصنف ہیں، موضع چکو کی ریاست کپورتھلہ کے رہنے والے ہیں۔ آباؤ اجداد موضع بھگوپور ضلع لاہور سے اُٹھ کر سکھوں کے زوال کے زمانہ میں موضع چکو کی پہنچے۔ یہاں سکھوں کا ایک قلعہ تھا جس ارائیوں نے فتح کر کے وہاں گاؤں آباد کر لیا۔ اُن کا گھرانہ تقسیم سے قبل ہی پاکستان میں آگیا تھا۔ اس لئے تقسیم کے وقت ان کے والد اور انکے چچازاد بھائی حاجی نثار احمد ٹرک لے کر مہاجروں کو ہندوستان سے لاتے رہے۔ حاجی نثار احمد صاحب بڑے بیباک، دلیر اور عوامی کارکن ہیں اور آج کل ننکانہ صاحب میں زمینداری کرتے ہیں۔

محمد صادق قصوری ارائیں بھٹہ

میرے آباؤ اجداد موضع بُرج کلاں تحصیل قصور ضلع لاہور کے رہنے والے ہیں اور ارائیں بھٹہ کہلاتے ہیں۔ والد گرامی کا اسم مبارک میاں شہاب الدین ولد مہر جیون بخش ولد مہر امیرا ولد مہر قطبہ ولد مہر مادا ہے۔ میرے آباؤ اجداد اس گاؤں کے بانیوں

Marfat.com

میں شمار ہوتے ہیں۔ روایت ہے کہ گاؤں آباد ہونے سے قبل ہمارے آباؤ اجداد کھیم کرن ضلع امرتسر (بھارت) میں رہتے تھے، وہاں سے نقل مکانی کرکے اس گاؤں کو آباد کیا۔

میری پیدائش ۱۹۴۲ء میں اپنے ننھیال موضع بن یودلہ نزد حسین خاں والا ہٹھاڑ تحصیل قصور ضلع لاہور میں ہوئی۔ پرائمری کا امتحان ڈی بی مڈل سکول برج کلاں سے پاس کرنے کے بعد ڈی سی ہائی سکول گنڈا سنگھ والا تحصیل قصور سے ۱۹۶۰ء میں میٹرک کیا اور ۶۳-۱۹۶۲ء میں ایگریکلچرل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ سرگودھا سے فیلڈ اسسٹنٹ کے ایک سالہ کورس کا ڈپلوما حاصل کیا۔ ۲۷ جون ۱۹۶۳ء کو بطور فیلڈ اسسٹنٹ محکمہ زراعت میں بھرتی ہو گیا۔ پہلی تقرری بھائی پھیرو تحصیل چونیاں ضلع لاہور میں ہوئی، پھر وہاں سے حسین خانوالا ہٹھاڑ تحصیل قصور میں تبدیل ہو کر آ گیا اور تا حال یہیں خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ میری بیعت پیر سید محمد حسین خلف الرشید امیر ملت سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

۱۹۶۸ء میں پرائیویٹ طور پر ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ تحریر و مطالعہ سے شروع سے ہی دلچسپی رہی ہے۔ مختلف پرچوں مثلاً روزنامہ سعادت لاہور۔ ماہنامہ ضیائے حرم، سلسبیل لاہور، ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی۔ ماہنامہ نور اسلام شرقپور۔ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ سہ ماہی العلم کراچی، ہفت روزہ الہام بہاولپور ہفت روزہ سواد اعظم لاہور۔ ہفت روزہ پاک جمہوریت لاہور۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور اور ماہنامہ المیزان بمبئی (انڈیا) وغیرہ میں میرے مضامین شائع ہوتے رہتے رہتے ہیں۔ میرا موضوع زیادہ تر مذہبی تاریخ و شخصیات ہے۔ میری ذاتی لائبریری میں تقریباً دو ہزار کتابیں ہیں۔ مندرجہ ذیل کتابیں میرے قلم سے نکل چکی ہیں۔

۱۔ اکابر تحریک پاکستان حصہ اول مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء۔ اس کتاب میں ان علماء و مشائخ کا تذکرہ ہے۔ جنہوں نے تحریک پاکستان کی خون جگر سے

Marfat.com

آبیاری کی۔ حصہ دوم زیر طبع ہے۔

۲۔ مولانا غلام قادر اشرفی آف لالہ موسیٰ سے ایک ملاقات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

۳۔ تکملہ تذکرہ نقشبندیہ از مولانا نور بخش توکلی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

۴۔ خلفاء اعلیٰ حضرت: مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلفاء کرام کے تفصیلی حالات۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

۵۔ خلفاء امیر ملت: امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے حالات (زیر قلم)

۶۔ خلفاء مجدد۔ حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء کے حالات۔ (زیر قلم)

۷۔ ۱۸۵۷ء کے جانباز (زیر قلم)

۸۔ مشاہیر کے خطوط (زیر قلم)

۹۔ مشائخ نقشبند (زیر قلم)

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۷۶ء کو انجمن غلامان مصطفیٰ برج کلاں تحصیل قصور کی بنیاد رکھی۔ انجمن کا مقصد عوام میں مذہبی شعور بیدار کرنے کے علاوہ ارائیں برادری کی اصلاح بھی ہے میں انجمن کا بانی اور سیکرٹری نشر و اشاعت ہوں۔ انجمن تیزی سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے ارائیں برادری سے فضول رسومات کی سرکوبی کے لئے ہم سخت جدو جہد کر رہے ہیں۔

محمد صادق قصوری

موجودہ پتہ: حسین خان والا میٹھار براہ قصور ضلع لاہور

مستقل پتہ: محمد صادق قصوری۔ برج کلاں۔ براستہ قصور ضلع لاہور

۱۔ مکمل نامہ فارسی مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد

۲۔ ایھا ذھن ایھا شیھن سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد

۳۔ مشاہیر سندھ۔ سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد

۴۔ تاریخ طاہری۔ ۔

Marfat.com

رشید آفرین سیالکوٹی ـــــ مختصر حالاتِ زندگی

نام محمد رشید، تخلص: آفرین، تعلیم: ایم اے، پیشہ: ملازمت، تاریخ وجائے ولادت: محلہ مجید پورہ سیالکوٹ شہر، ۲۴ مارچ ۱۹۳۸ء۔ موجودہ رہائش محلہ پورن نگر سیالکوٹ۔ ولدیت چوہدری محمد شریف، شعر و شاعری کا شوق بچپن سے ہے۔ ابتداء میں بچوں کے رسائل میں نظمیں چھپتی رہی ہیں، آج کل کا کلام مشہور ادبی جرائد میں جگہ پا رہا ہے۔ شہر کی ادبی انجمنوں میں باقاعدہ حصہ لیتے ہیں۔ جناب اکبرؔ لاہوری سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ پہلا مجموعۂ کلام "وجۂ آفرین" چھپ چکا ہے۔

آپ نے مندرجہ ذیل اشعار مورخہ ۷ مارچ ۷۶ء کنونشن ارائیان سیالکوٹ کے موقع پر پڑھے:۔

چار سُو آرزو کے ہیں دیپک جلے ؛ ظلمتوں کے ہر اک دل سے سائے ڈھلے
عزم محکم لئے کارکن تھے رواں ؛ کچھ نہ کچھ طے ہوئے راہ کے مرحلے
وقت کے حوصلے پر شکستہ ہوئے ؛ یوں قدم سے قدم سب ملا کر چلے
قوم نے پا لیا منزلوں کا نشاں ؛ آگیا فرد فرد اپنے پرچم تلے
دوستوں سے ملی دادِ حسنِ وفا ؛ دشمنوں نے مگر دستِ حسرت ملے

آج کل کر کرو شکر اے آفریں
کامراں ہو گئے قوم کے ولولے

میاں فیملی کنگرہ ضلع جالندھر

(۱) میاں عزیز الدین (حاجی) قانونگو ولد حافظ محمد بخش حکیم، ۳ جولائی ۱۹۶۸ء کو بمقام چک ۲۰۵ آر بی جھل والا لائلپور میں فوت ہوئے اور اسی جگہ مدفون ہیں، ان کے چھوٹے لڑکے میاں عبدالرشید مالک جنرل سٹور، مین بازار طارق آباد لائل پور۔

(۲) میاں محمد افضل ولد میاں علم الدین ولد میاں رفیع الدین نمبردار سفید پوش) ونگ

Marfat.com

کمانڈر ہیں، جو آج کل راولپنڈی - جی - ایچ - کیو میں ہیں، ان کا مستقل ایڈریس یہ ہے :-
معرفت چوہدری علم الدین ریٹائرڈ پی - ڈبلیو - آئی نزد غلہ منڈی اڈہ لاریاں گوجرہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

(۳) محمد ظفر ایس - ڈی - او ، ولد میاں علم الدین کا ایڈریس مندرجہ بالا ہی ہے۔ یہ واہ میں تعینات ہیں، محمد افضل کے حقیقی بھائی ہیں۔

(۴) ڈاکٹر قمر الدین ولد میاں جمال الدین کا تذکرہ علیحدہ دیا گیا ہے۔

(۵) محمد سلیم چوہدری ولد نیاز الدین میاں فیملی کنگرہ کے فرد ہیں یہ حافظ حکیم محمد بخش صاحب کے حقیقی بھائی اکبر الدین کے پڑپوتے ہیں اور یہ اسی سال سی ایس پی کر کے لائلپور میں انکم ٹیکس آفیسر کا چارج لیا ہے۔ میرے پاس ہی مقیم ہیں، ان کا مستقل ایڈریس یہ ہے : چک ۵۵/ای - بی ماہنے موڑ والہ تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی ہے۔

(۶) میجر محمد شریف ولد ماسٹر اصغر علی، مستقل ایڈریس یہ ہے :- جنڈیالہ باغوالہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ - یہ انڈیا میں قید بھی کاٹ آئے ہیں۔ گوجرانوالہ میں کچہری کے نزدیک کوٹھی بھی بنائی ہے۔

(۷) کیپٹن محمود افضل ولد محمد منیر ولد ماسٹر اصغر علی میجر شریف کے بھتیجا ہیں۔ ان کا ایڈریس یہ ہے۔ چک ۱/۴ - ایل اوکاڑہ ضلع ساہیوال

(۸) پروفیسر مظہر حیات ولد محمد اکرم ولد شاہ علی برادر بابو شاہ الدین کنگرہ میاں فیملی کے فرد ہیں ان کا ایڈریس یہ ہے۔ گلی ۱ محلہ فاروق گنج لاہور۔ غالباً اسلامیہ کالج میں پڑھاتے ہیں۔

(۹) میجر اعجاز احمد ولد بابو سردار محمد ولد بابو شاہ الدین (کنگرہ) پتہ :- جناح چوک ساہیوال شہر

(۱۰) صوبیدار عبد الخالق ولد رفیع الدین ولد حافظ محمد بخش، ریٹائرڈ صوبیدار حال سکونت انگلینڈ، وہاں پر اب ہوٹل چلا رہے ہیں۔

مرسلہ
عبد الرشید جنرل سٹور مین بازار طارق لائل پور
کوٹھی ۵۵، بلاک بی پیپلز کالونی ۱ لائلپور

Marfat.com

شجرہ نسب حافظ محمد بخش حکیم کنگرہ میاں فیملی

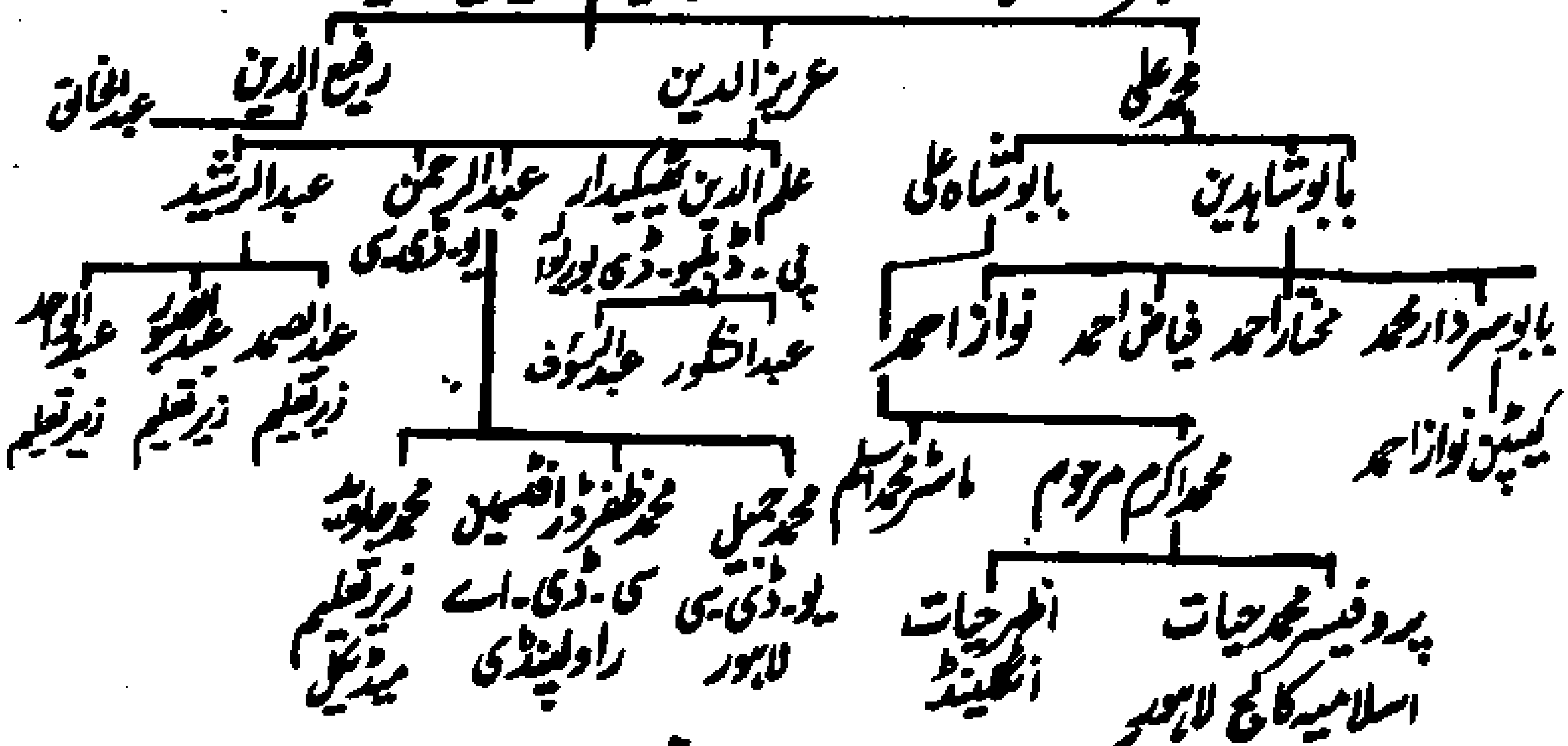

ملک عطا محمد (عیسیٰ خیل ضلع میانوالی)

ملک عطا محمد عیسیٰ خیل کے ارائیں برادری کے ستون ہیں آپ کی عمر لگ بھگ پچپن سال کے قریب ہے۔ آپ عیسیٰ خیل کے بہترین زمینداروں میں شمار ہوتے ہیں اور آپ سے تقریباً عیسیٰ خیل شہر کے تمام بڑے بڑے زمیندار مشورہ لیتے ہیں۔ زمیندار ہونے کے علاوہ آپ ایک سوشل ورکر بھی ہیں۔ آپ رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اپنے آبائی شہر میں انہوں نے تین سکول کھول رکھے ہیں اور اُن سکولوں کے لئے انہوں نے اپنی زمین بھی دے رکھی ہے۔ اپنی برادری کے لئے انہوں نے فنڈ کھول رکھا ہے۔ جس سے اپنی برادری کے غریب اور ہونہار بچوں کو وظائف اور امداد دیتے ہیں آپ کی شخصیت بڑی پُر وقار ہے۔ اور برادری کے بڑے ہر دلعزیز لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ کے ایک صاحبزادے رضا محمد صاحب ایم۔اے، ایل ایل۔ بی ہیں جو اپنے والد صاحب کے نقش قدم پہ چلنے کو فخر سمجھتے ہیں۔

ملک حق نواز ٹھیکیدار سبزی منڈی میانوالی

ملک حق نواز ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ یہاں ارائیں عموماً ملک کہلاتے ہیں جن کا ایک مشہور قبیلہ ملک راضی کا قبیلہ ہے اس کی ایک گوت کری خیل ہے۔ اس کے بعد دوسرا مشہور قبیلہ ملک اللہ یار کی برادری ہے، جس کی گوت کامری ہے۔ ان دونوں کی آپس میں

Marfat.com

رشتہ داریاں ہونے کی وجہ سے اس پورے علاقہ میں ان کی وجاہت اور انفرادیت قائم ہے۔ ان کے اتفاق اور اتحاد کی وجہ سے میانوالی ضلع میں پھیلی ہوئی نیازی برادری کو ان سے تصادم کا خطرہ مول لینے میں ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔

"آرائیں پن فرینڈز کلب کا قیام"

یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو نئے سال کے مبارک موقع پر موضع پیناکھ ضلع گوجرانوالہ میں آرائیں پن فرینڈز کلب کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے لئے ریاض احمد آرائیں (بی۔اے) صدر اور منور شریف آرائیں سیکرٹری منتخب ہوئے۔ کلب کے تحت ہر تین ماہ بعد اردو اور انگریزی زبان میں ایک انٹرنیشنل رسالہ "دی ینگ انٹرنیشنل" شائع کیا جاتا ہے۔ جس میں دوسرے کالموں کے علاوہ ایک کالم صرف آرائیں برادری کے خواتین و حضرات کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس کالم میں آرائیں برادری کے ایسے شائقین حضرات کے پتے اور تصاویر شائع کی جاتی ہیں جو کہ ایک دوسرے سے قلمی دوستی کرتے، ٹکٹوں اور تحائف کا تبادلہ کرنے اور کاروباری لحاظ سے ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہتے ہوں۔ صدر کلب کا یہ کام شروع کرنے کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ آرائیں برادری کے لوگ بھی دوسری برادریوں کی طرح آپس میں متحد ہوں اور ایک دوسرے سے متعارف ہونے کے ساتھ ساتھ ترقی کی راہ پر عمل پیرا ہوں۔ "دی ینگ انٹرنیشنل" میں پتے اور تصاویر شائع کرانے والوں سے پریس کے خرچے کے لئے مختصر فیس لی جاتی ہے۔ برادران تفصیلات اور "دی ینگ انٹرنیشنل" کی تازہ کاپی آرائیں پن فرینڈز کلب پیناکھ ضلع گوجرانوالہ کے پتہ پر دو روپے بذریعہ منی آرڈر، پوسٹل آرڈر یا ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ برادران میری اس کاوش کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مفید رائے سے ضرور نوازیں گے۔

خیر اندیش: ریاض احمد آرائیں بی اے صدر
ارائیں پن فرینڈز کلب پیناکھ۔ ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

میجر فتح محمد صابر نظامی (ریٹائرڈ)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ نظامی بستی نظامیہ بستی کلیر صابری چوک صابری رتہ روڈ شلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

میجر فتح محمد صابر نظامی (ریٹائرڈ، ا پنجاب رجمنٹ پاکستان آرمی) ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۷ء جالندھر شہر کے قریب موضع کھرلہ کنگرہ میں چوہدری غلام محمد صادق (مرحوم) کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ ایک مشہور خوشحال زمیندار ارائیں خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو موضع ڈھڈہ ہزارہ تحصیل و تھانہ جالندھر شہر میں مدت سے پاکستان بننے سے پہلے سکونت پذیر تھا اور پاکستان بننے کے بعد ملتان شہر محلہ چاہ بوہڑ والا میں آباد ہوئے اور اراضی قصبہ مخدوم رشید کے قریب چک نمبرا ٹرپائی میں ملی۔ میجر صاحب کی تعلیم و تربیت پہلے جالندھر شہر اور پھر لاہور میں ہوئی۔ ان کا سارا خاندان ہی تعلیم یافتہ اور نہایت سلجھا ہوا خاندان ہے جس کا شجرہ شیخ محمد اکبر بن عبداللہ راعی[1] سے جو حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ کی سپاہ میں ملازم تھے ملتا ہے۔

۱۹۴۲ء میں والد بزرگوار کو اُن کی اعلیٰ جنگی خدمات یعنی پانچ لڑکوں کے فوجی اوفیسر ہونے کی بناء پر ایک مربع اراضی چک نمبرا ٹرپائی نزد مخدوم رشید ضلع ملتان میں ملی اور ۱۹۴۷ء میں ان کا سارا خاندان ترک وطن کر کے وہاں ہی آباد ہوا۔ اب اس خاندان کے کئی نونہال پاکستان سول سروس اور فوج میں اچھے عہدوں پر ہیں مثلاً لیفٹیننٹ کرنل احسان الحق (آرمی ایجوکیشن کور) میاں عطاء الحق ایڈووکیٹ لاہور (ریٹائرڈ صوبیدار)۔ چوہدری خورشید عالم پوسٹ ماسٹر چوہدری محمد افضل اوورسیر انہار۔ محمد اشرف انسپکٹر زراعت محمد اعظم ویٹرنری ڈاکٹر۔ محمد اکمل ایس۔ ڈی۔ او۔

---

[1] یہ انکشاف منشی روشن علی جالندھری نے کیا جنہیں یہ بات چوہدری محمد حاجی صاحب (میجر فتح محمد کے دادا جان کے چھوٹے بھائی) نے بیان کی۔

Marfat.com

محمد کلیم اکاؤنٹنٹ، عبداللطیف بنک منیجر یوپی۔ ایل۔ میجر محمد یعقوب پاک آرمی۔ میجر محمد عارف صاحب پاک آرمی انجنیئر کور۔ اور چند لڑکیاں کالجوں اور سکولوں میں معلم ہیں۔ میجر فتح محمد صابر نظامی کے تین مذکورہ بالا صاحبزادے اور ۴ لڑکیاں ہیں لڑکیوں میں تین اپنے گھروں میں خوشحال و صاحب اولاد ہیں۔ ایک ولایت میں اپنے خاوند کے ساتھ ہے۔ دوسری چوہدری محمد نثار صابر سیکورٹی آفیسر کوہ نور ٹیکسٹائل ملز (میجر صابر کا حقیقی بھانجہ) کے عقد میں ہے اور تیسری چوہدری خورشید احمد اہلکار لوکل سلف گورنمنٹ گوجرانوالہ کی رفیقہ حیات ہے۔ چھوٹی لڑکی پڑھ رہی ہے اور میجر صاحب آجکل آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ واقع بستی کلیم صابری رتہ روڈ سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں رُشد و ہدایت کا سلسلہ بحکم مُرشدی حضرت سرکار صوفی احمد دین چشتی قادری ظاہری رحمۃ اللہ علیہ چلا رہے ہیں۔ کافی مریدین ہیں اور دینی و روحانی و فلاحی کاموں میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔ دینی و روحانی و فلاحی کام کے علاوہ آپ ملکی سیاست میں اور ارائیں برادری کے فلاح و بہبود میں پورا حصہ لیتے ہیں۔ ان کی زندگی کے حالات یہ ہیں۔

۱۹۳۱ء میں منشی روشن علی قادری (مرحوم) چوہدری غلام محمد صادق قادری (مرحوم) اور میاں اکبر علی پٹواری قادری کے ساتھ ایک دن حضرت صوفی اکبر علی قادریؒ مصنف تاریخ ارائیاں سے جالندھر شہر میں ملاقات ہوئی صوفی صاحب نے جو میجر صابر نظامی کے والد اور مندرجہ بالا بزرگان خاندان کے پیر بھائی تھے فرمایا کہ برادری کی خدمت بے حد کار ثواب ہے۔ لہٰذا اس دن سے آج تک میجر صابر نظامی برادری کی انجمنوں سے منسلک رہے ہیں۔ انجمن ارائیاں گوجرانوالہ کے کنوینر اور صوبائی انجمن آرائیاں پنجاب و آزاد کشمیر کے تنظیمی بورڈ کے ناظم اعلیٰ اور اوج پاکستان گوجرانوالہ کے صدر ہیں۔

ابتدا ہی سے سیاسی رجحان رکھتے ہیں اور مسلم لیگ میں نوجوان کارکن تھے اور پاکستان بننے پر مہاجرین کو نکالنے پر معمور ہوئے، جالندھر امرتسر ہوشیارپور و گورداسپور سے بے شمار مہاجرین کو مشکل حالات میں نکال کر لائے اور مشہور مدرسۃ البنات جالندھر شہر کو بھی نہایت دلیری سے لڑتے ہوئے لاہور سلامت لے آئے جو ایک مشکل کار خیر تھا۔

ملازمت کا سلسلہ میجر صاحب نے ۱۹۳۶ء میں محکمہ زراعت جالندھر شہر سے شروع کیا اور پھر ۱۹۳۷ء میں انڈین آرمی میں وارنٹ آفیسر کے طور پر بھرتی ہو گئے ۱۹۴۲ء تک اسی عہدے پر برابا

Marfat.com

میں جنگی خدمات، جنگ عظیم دوم میں کرتے رہے۔ ۱۹۴۳ء میں کمشن کے لئے اعلیٰ جنگی کارکردگی کی بنا پر منتخب ہوئے اور کمشن لے کر سیکنڈ لفٹیننٹ کے طور پر ۹/۲ جاٹ رجمنٹ میں پھر برما میں جنگی محاذ پر چلے گئے۔ وہاں جاپانی گھیرے میں آ گئے مگر نہایت معجزانہ و دلیرانہ طور پر کئی سو میل پیدل چل کر ناگا پہاڑیوں میں سے واپس آسام آ گئے اور پھر بریلی میں معمور رہے۔ ۱۹۴۵ء میں پھر برما محاذ پر چلے گئے اور پھر ۱۹۴۶ء میں دانا کیمپ فرنٹیر میں ایس ایچ او (کپتان) بنا دیئے گئے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بن جانے پر پہلے فرنٹیر فورس میں پھر ۱۶/۲ پنجاب رجمنٹ میں بطور میجر تبدیل ہو گئے جو آجکل ۱۷ پنجاب کہلاتی ہے۔ اس میں مختلف عہدوں پر رہے۔ میجر راجہ عزیز بھٹی مرحوم (نشان حیدر) ان کے ماتحت کمپنی آفیسر تھے اور ان کی ابتدائی ٹریننگ بھی میجر صابر نظامی کی نگرانی میں ہی ہوئی تھی۔ جس پر میجر صاحب کو بڑا ناز ہے۔ ۱۹۴۸ء۔ ۴۹ میں آزاد کشمیر کی جنگ میں کمپنی کمانڈر کے طور پر ۲ سال تقریباً بر سیکٹر میں رہے۔ بکیال، کوٹلی، پونچھ اور راولاکوٹ میں جنگ بندی لائن پر بھارتی جھڑپوں کا لگاتار مقابلہ کرتے رہے۔ ۵۳۔ ۱۹۵۰ء تک جنرل سٹاف آفیسر رہے۔ ۵۴ تا ۱۹۵۶ء گلگت، بلتستان میں سیکٹر کمانڈر کے فرائض ادا کرتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں سٹاف کالج کوئٹہ میں ایڈمنسٹریشن فن حرب کی اعلیٰ تعلیم پائی۔ انٹیلیجنس کورس کیا اور ۱۹۶۲ء تک کئی فوجی عہدوں پر جگہ بجگہ معمور رہے۔ مثلاً مارشل لا کے زمانے میں شیخوپورہ کی تحصیل شاہدرہ تا بدوملی کے انچارج رہے اور بعد میں کوئٹہ ایریا میں مارشل لا ٹیم کے چیئرمین لگا دیئے گئے۔ آزاد کشمیر میں بارڈر ڈیوٹی دی اور بالآخر ۶۴۔۱۹۶۳ء میں صدر محمد ایوب خاں مرحوم کی باڈی گارڈ بٹالین کے سیکورٹی آفیسر (نائب کمانڈر) رہے۔ ۶۵ کی پاک بھارت جنگ میں ۲۴ پنجاب رجمنٹ کھڑی کر کے چھمب جوڑیاں محاذ پر جنگی ڈیوٹی پر گئے اور کالی دھار دنن دھار پہاڑیوں پر بھارتی فوج کو شکست فاش دی اور اکھنور تک چلے گئے۔ اس سے آگے پیش قدمی کا حکم نہ ملا اور واپس ٹریننگ سنٹر مردان چھاؤنی آ کر ایک اور پلٹن تیار کی اور وہ اسے پشاور میں پوری ٹریننگ دی جس کے نتیجے میں وہ اوّل آئی۔ ۱۹۶۶ء میں عمر ۴۹ سال ہو جانے پر فوج سے پنشن پائی اور زرعی ترقیاتی کارپوریشن میں سیڈ فارمز کے سپرنٹنڈنٹ (ای اے ڈی اے) (EADA) لگا دیئے گئے اور بعد میں ڈپٹی ڈائریکٹر ہو گئے اور ۳ سال ملازمت کرنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں گھر واپس آ گئے۔ ۱۹۷۱ء میں پاک بھارت جنگ میں پھر لا

Marfat.com

محاذ پر حاضر خدمت ہوئے مگر جنگی خدمات کا موقع نہ ملا۔ پھر کوئی ملازمت آج تک نہیں کی۔

ان کو روحانی نسبت بچپن سے قادریہ خاندان سے بواسطہ اپنے والد بزرگوار تھی مگر باقاعدہ بیعت کے لئے والد صاحب نے ان کو سرکار صوفی احمد دین چشتی قادری قبولہ شریف نزد عارف والا ضلع ساہیوال ۱۹۵۱ء کو بھیج دیا۔ مرشد صاحب ایک باشرع بزرگ اور ظاہر ولی تھے۔ چونکہ میجر صاحب نے کافی حد تک دینی تعلیم بچپن میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم و بانی خیر المدارس ریلوے روڈ جالندھر شہر حال مقیم ملتان شہر (مرحوم) سے لے رکھی تھی اب باشرع ظاہر ولی کی نظر کرم ہو گئی اور ۱۹۶۹ء میں مرفوع الاجازت خلیفہ مجاز بنا کر خلافت عامہ عطا فرمائی اور علاقہ گوجرانوالہ، شیخوپورہ اور سیالکوٹ میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کرنے کا حکم فرمایا جو الحمد للہ آج تک جاری ہے۔ آستانہ عالیہ ایک کشادہ اور خود کفیل مرکز ہے۔ ریل روڈ پر جو بیرون شلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ نزد چوک صابری بنایا گیا تھا۔ اب اس کے گرد ۱۱۰ گھر آباد ہو گئے جو بستی کلیر صابری کہلاتی ہے جامع مسجد صابری میجر صاحب ۱۹۷۰ء سے خود خطیب ہیں اور اب تک کافی افراد اُن سے قرآن پاک کی تعلیم لے چکے ہیں آجکل ۳۲ لڑکے زیر تعلیم ہیں آستانہ میں برانچ پوسٹ آفس بھی کھولا جا چکا ہے۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات سے پہلے میجر صاحب کو چوہدری عبدالرحمن ریٹائرڈ سیشن جج (میجر صاحب کے پھوپھا) اور حافظ محمد عبداللہ ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت (میجر صاحب کے دادا سسر) نے انجمن ارائیاں گوجرانوالہ میں شامل کر لیا تھا اور وہ آج تک اس انجمن کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں۔

قائد عوام کے اسلامی نعرہ سے متاثر ہو کر پیر خانے کی اجازت سے پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے اور سیکٹر نمبر ۱۲۴ اور مرکزی بزم حق پاکستان پیپلز پارٹی اور رابطہ کمیٹی سٹی پی پی پی گوجرانوالہ کے صدر ہیں۔ ۱۹۷۵ء سے ادج پاکستان گوجرانوالہ کے صدر تھے۔ ۲۳/۹/۷۵ کو آل ارائیں کنونشن میر پور آزاد کشمیر میں شرکت کی اور صوبائی انجمن بنانے کی تحریک کو پسند کیا اور اپنی خدمات ان کے سپرد کر دیں۔ ۶ ماہ کی لگاتار کوششوں کے بعد انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر کو مرکزی انجمن ارائیاں لاہور نے تسلیم کر لیا جس میں میجر صاحب کی نمایاں کارکردگی تھی اور ان کو یکم فروری ۱۹۷۶ء کے اجلاس منعقدہ لاہور میں ناظم اعلیٰ صوبائی تنظیمی بورڈ انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر نامزد کیا

Marfat.com

گیا اور آج تک وہ اس عہدے پر برادری کی خدمت کر رہے ہیں۔ میجر صاحب ایک انتھک اور بے لوث خدمتگار ہیں اور اپنی ذہانت کا ثبوت کئی اصلاحی انجمنوں کو سلجھانے میں دے چکے ہیں۔ نئی ضلعی انجمن وہاڑی وقصور وملتان ومظفر گڑھ بنانے میں ان کا کافی حصہ ہے میجر صاحب نے کئی ہنگامی سکیمیں لکھ کر بھی صاحب صدر کو گاہے بگاہے پیش کی ہیں جو کہ کافی کارآمد ثابت ہوئی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح سے ملک قوم اور برادری کی دینی، روحانی وسیاسی وجماعتی خدمت کرتے رہیں گے۔

مرسلہ فتح محمد صابری نظامی

چوہدری محمد فاروق سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

۲۶۔ شاہراہ قائداعظم (ڈپلومیٹ بلڈنگ)، لاہور

۶، اپریل ۱۹۳۸ء کو گجرات (راولپنڈی ڈویژن) میں پیدا ہوئے۔ جہاں پر ان کے والد ریٹائرڈ جسٹس چوہدری محمد صدیق بطور سب جج تعینات تھے۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول ملتان اور سنٹرل ماڈل سکول لاہور سے حاصل کی۔ ۱۹۵۷ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ڈگری حاصل کی۔ اور پھر ۱۹۵۹ء میں یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ کالج کے زمانہ میں تعلیم کے علاوہ ٹینس کے کھیل سے منسلک رہے۔ اور گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی ٹینس ٹیم کے کپتان مقرر ہوئے۔

اگست ۱۹۵۹ء میں لاہور میں وکالت شروع کی ۱۹۶۲ء سے پنجاب یونیورسٹی لاء کالج میں بطور لیکچرار قانون کی تدریس کر رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ آجکل آل پاکستان لان ٹینس ایسوسی ایشن کے اعزازی سیکرٹری ہیں۔ اس وقت بطور سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان پریکٹس کر رہے ہیں۔ انگلستان۔ یورپ۔ چین اور مشرق بعید کے کئی ملکوں کا دورہ کر چکے ہیں۔

Marfat.com

چوہدری محمد صدیق، ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ مغربی پاکستان، لاہور

آپ کا آبائی وطن مشرقی پنجاب میں موضع کریام تحصیل نورشہر ضلع جالندھر تھا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ نے اپنی متروکہ اراضی کا معاوضہ کمالیہ ضلع لائل پور میں حاصل کیا۔ ان کی اپنی مستقل رہائش کوٹھی نمبر ۷۵ شادمان لاہور میں ہے۔

آپ نے قرآن کریم ختم کرنے کے بعد پرائمری کا امتحان اپنے گاؤں سے پاس کیا۔ اور نورشہر میں دوابہ آریہ ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ جہاں سے 1925ء میں ۔ ۔ ۔ ۔ امتحان پاس کیا اور اپنے سکول میں اول آئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۲۷ء میں ایف اے اور ۱۹۲۹ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ اور یونیورسٹی لاء کالج لاہور میں داخل ہوئے جہاں سے ۱۹۳۱ میں ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور اپنی تحصیل نورشہر میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۳۴ء میں پی سی ایس جوڈیشل کا امتحان پاس کیا اور پنجاب اور بہاولپور کے مختلف اضلاع میں بطور سول جج مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تعینات رہے ۵۵-۱۹۵۴ء میں بطور انڈر سیکرٹری محکمہ قانون حکومت پنجاب تعینات ہوئے۔ ۱۹۵۹ء میں ڈپٹی سیکرٹری وزارت قانون حکومت پاکستان تعینات ہوئے۔ ۶۱-۱۹۶۰ میں بطور ڈپٹی سیکرٹری محکمہ قانون حکومت مغربی پاکستان تعینات ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں دوبارہ حکومت پاکستان وزارت قانون میں بلائے گئے۔ ۱۹۶۳ء میں اسی وزارت میں بطور جوائنٹ سیکرٹری ترقی یاب ہوئے۔ اور ۱۹۶۷ء میں بطور جج ہائیکورٹ مغربی پاکستان اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا۔ ۱۹۶۹ء میں ہائی کورٹ سے ریٹائر ہوئے۔ بطور ہائی کورٹ جج لاہور کے علاوہ پشاور، بہاولپور، کراچی اور کوئٹہ میں بھی کام کرنے کا موقع ملا۔

چوہدری صاحب دوران تعلیم ہر مرحلہ پر اپنے ہمعصروں میں ممتاز رہے۔ دین، خدمت اور ورزش کا شوق وراثت میں ملا تھا۔ تعلیمی اعزاز کے علاوہ تحریری، تقریری اور سپورٹس

Marfat.com

کے مقابلوں میں بھی نمایاں اعزاز حاصل کرتے رہے۔ تائید خداوندی سے ملازمت کے دوران بھی ہر جگہ اپنی محنت۔ قابلیت اور دیانتداری کے گہرے نقوش چھوڑتے رہے۔

ملازمت کے دوران اپنی مجبوریوں کے باوجود دینی تعلیمی اور سپورٹس کے میدانوں میں امکانی امداد کرتے رہے اور کئی جگہ قابل قدر یادگاریں چھوڑ گئے۔ ریٹائر ہونے کے بعد احباب کی مدد سے انہوں نے انجمن خدام اسلام کی بنیاد ڈالی اور اس کے برگ و ثمر سے بہت سی اُمیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں۔

آپ کی شادی ۱۹۳۲ء میں خانصاحب رسالدار نورالٰہی صاحب کی دختر سے ہوئی خانصاحب مذکور انجمن ارایان ہند کے نائب صدر تھے اور پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں ضلع لائل پور کی طرف سے ممبر رہ چکے تھے۔

چوہدری صاحب کے بڑے لڑکے چوہدری محمد فاروق لاہور میں ایڈووکیٹ ہائیکورٹ اور سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ہیں اور برادری کے معاملات میں گہری دلچسپی لیتے ہیں آپ پاکستان لان ٹینس ایسوسی ایشن کے آنریری سیکرٹری اور روح رواں ہیں۔ چوہدری محمد فاروق کے دوسرے بھائی چوہدری اسدالرحمن ایڈووکیٹ کی دلچسپی سیاست اور ترقی یافتہ زراعت میں بھی ہے۔ تیسرے بھائی چوہدری خلیل الرحمن حکومت پنجاب کے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل ہیں۔ سب سے چھوٹے بھائی عثمان محمود انگلستان میں زیر تعلیم ہیں۔

حکیم علامہ محمد حسین عرشی امرتسری

علامہ محمد حسین عرشی ۱۸۹۲ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ والدگرامی کا اسم مبارک میاں دین محمد تھا۔ حکیم فیروزالدین احمد فیروز طغرائی۔ حکیم زاہد علی اکبر آبادی۔ علامہ مولانا محمد عالم آسی، امرتسری خواجہ احمد دین امرتسری اور علامہ اقبال سے اکتساب علم کیا۔ حصول تعلیم کے بعد مولانا حسین علی دیوبندی کے ہاتھ پر نقشبندی سلسلے میں بیعت کی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تصنیف و تالیف کو نصب العین بنایا اور آج تک مندرجہ ذیل کتب ان کی نوک قلم سے نکل چکی ہیں۔

Marfat.com

۱. مقدمہ حیاتِ محمدؐ :۔ محمد حسنین ہیکل مصری کی کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔
۲. مقالہ در شرح لفظ دین (عربی سے اردو ترجمہ)
۳. ملّتِ ابراہیم خلیل۔ ۴. احوال و حقیقت جن۔ ۵. علوم اسلام و انکارِ حجیتِ حدیث۔
۶. اقبال کی پیشگوئیاں۔ ۷. تحقیق قربانی۔ ۸. تاویلِ تنزیل :۔ بہائی مذہب کے رد میں۔
۹. نقوشِ اقبال۔ ۱۰. در آغوشِ مسیحیت۔ ۱۱. مثنوی جنت کا گہنا (لڑکیوں کے لئے)
۱۲. پیشگوئی ہائے قرآن حکیم۔ ۱۳. قرآن سے قرآن تک۔ ۱۴. تلخیص تفسیر ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی
۱۵. تلخیص تفسیر مولوی عبداللہ چکڑالوی۔ ۱۶. نقشہائے رنگ رنگ (فارسی کلام)
۱۷. رسوا کیا مجھے (اُردو کلام)

تصنیف و تالیف کے علاوہ آپ مندرجہ ذیل ماہناموں کے ایڈیٹر بھی رہے۔

۱. ماہنامہ بلاغ امرتسر ۲. ماہنامہ البیان امرتسر ۳. ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی

آپ شروع جوانی سے ہی اُردو، فارسی، [illegible] عربی میں پختگی کے ساتھ شعر کہتے ہیں۔ آپکا کلام اکثر روزناموں اور مجلّوں میں شائع ہوتا رہا ہے مثلاً زمیندار لاہور، مدینہ بجنور، پرواز راولپنڈی سروش و نظام المشائخ، دہلی۔ ادبی دنیا لاہور، شاہکار لاہور، نگار کراچی، پنج دریا، لاہور، اقبال ریویو کراچی، ہلال (فارسی) کراچی، فاران، کراچی، امروز لاہور وغیرہ وغیرہ۔

آپ کو سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے۔ آجکل کبر سنی کے باوجود سفر پر ہی رہتے ہیں (محمد صادق قصوری)

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

آپ کی پیدائش ۱۹۳۳ء میں شرقپور شریف ہوئی۔ آپ حضرت میاں غلام اللہ ثانی لا ثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (برادر اصغر و جانشین حضرت میاں شیر محمد شرقپوری) کے فرزند اصغر ہیں۔ آپ نے شرقپور شریف سے میٹرک کرنے کے بعد فاضل فارسی کیا۔ پھر اسلامیہ کالج لاہور سے ایف اے کیا اور والدگرامی کے دست حق پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے اجازت و خلافت حاصل کی۔

والدگرامی کی رحلت کے بعد ۱۹۵۷ء میں سجادہ نشین ہوئے۔ اور سخت محنت سے کام لے کر ملک بھر کا دورہ کیا۔ عقیدتمندوں کو روحانی سلسلہ سے مربوط کیا علما و مشائخ سے رابطہ پیدا کر کے نقشبندی

Marfat.com

سلوک کو عام کرنے کی مقدور بھر جدوجہد کی۔ ۱۹۵۵ء میں ماہنامہ "نور اسلام" جاری کیا جو آج تک مذہبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس مجلہ کے "امام اعظم نمبر" نے آپ کی قابلیت کا لوہا منوالیا ہے۔ اب عنقریب ایک ضخیم "مشائخ نقشبندیہ نمبر" نکال رہے ہیں۔ آپ کی تالیفات میں سے ارشادات مجدد اور مسلک مجدد عوام و خواص سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ حضرت مجدد قدس سرہ سے آپ کو خصوصی ارادت ہے۔ چنانچہ تعلیمات مجددیہ کو پھیلانے کے لئے شب و روز ملک گیر دورہ پر رہتے ہیں۔ پاکستان میں ملکی سطح پر یوم مجدد منانے کی تحریک آپ نے ہی شروع کی ہے۔ مسلک مجددیہ پر کئی کتابیں چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کر چکے ہیں۔

آپ ہر سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اکثر اسلامی ممالک کے دورے کر کے تعلیمات مجددیہ پھیلائیں۔ ان ممالک کے مشائخ کرام سے ملے اور مزارات پر حاضری دی۔ شرقپور میں دارالعلوم دار المبلغین آپ کی نگرانی میں چلتا ہے۔ عقیدتمندوں میں علماء، خطباء، صحافی، امراء و فقراء کی بہت بڑی تعداد شامل ہے۔ اس دور میں آپ کی ذات مسلمانوں کے لئے مینارۂ نور ہے۔

(محمد صادق قصوری)

وقار انبالوی

مقام پیدائش موضع چنار تھل تحصیل انبالہ، تاریخ پیدائش ۲۳ جنوری ۱۸۹۶ء ابتدائی تعلیم پشاور میں پائی جہاں ان کے دادا پشاور جیل کے افسر اعلیٰ تھے۔ مڈل سکول ملانہ اور مسلم ہائی سکول انبالہ سے تعلیم پا کر پہلی جنگ عظیم میں ۹۰/ اپنجابی رجمنٹ میں این سی۔ او بھرتی ہو کر ناگپور کی چھاؤنی کامٹی پہنچے اختتام جنگ پر نظم و نثر کی طرف توجہ کی۔ طبیعت موزوں تھی ۱۹۱۹ء میں ایک شاعر اور افسانہ نویس کی حیثیت سے منظر عام پر آئے اسی سال سے اخبار نویسی کا شوق پیدا ہوا اور لاہور کے مختلف اخبارات ملاپ، ویر بھارت میں قومی نظمیں لکھتے رہے مولانا ظفر علی کی تحریک پر زمیندار کے عملہ ادارت میں شامل ہوئے ۱۹۳۶ء میں احسان کے چیف ایڈیٹر مقرر ہوئے ۱۹۴۷ء میں اپنا روزنامہ سفینہ جاری کیا جو پنجاب کے آخری انگریز گورنر فرانسس موڈی سے ٹکر لینے اور اس کے پنجاب سے بھگانے کی شورش میں بند ہو گیا پھر روزنامہ آفاق کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ آج کل نوائے وقت میں کالم اور اشعار لکھتے ہیں جن دنوں پاکستان اور

Marfat.com

اکھنڈ بھارت کے موضوع پر انتخابات ہوئے، راجہ غضنفر علی اور دولتانہ صاحب نے پبلسٹی ان کے حوالے کی۔ دوسری جنگ عظیم میں ایڈیٹروں کے وفد کے ہمراہ مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے ممالک کا دورہ کیا۔ طبیعت بے تکلف اور سادہ پائی ہے۔ مزاج فقیرانہ ہے لیکن امیروں سے لڑنے میں ہمیشہ بے باک رہے۔ اب عمر کی آخری منزلوں میں ہیں۔ ان کے خاندان میں سول اور ملٹری کے اعلیٰ عہدیدار رہے ہیں قدرت علی اور رسالدار اور قمر الدین معروف شخصیتیں تھیں۔ ان کے والد صفدر علی کو برادری میں سرداری کا مقام حاصل رہا۔ ان کے بڑے صاحبزادے ناصر علی پاک فضائیہ میں ونگ کمانڈر کے عہدے پر ہیں دوسرے فرزند عارف علی لاہور ٹیلی ویژن میں پروڈیوسر ہیں۔ ان کی ایک صاحبزادی نے ۱۹۸۱ء میں ایم۔ اے اردو کے امتحان میں پچھلے ریکارڈ توڑ کر نیا ریکارڈ قائم کیا۔ وہ آجکل کنیئرڈ کالج میں پڑھاتی ہیں دوسرے اعزہ میں میاں دوست محمد جو ان کے عمزاد ہیں کمیشن میں پرچیز افسر رہے ہیں۔ ایک اور عمزاد اقبال حسین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس میں اعلیٰ عہدے پر رہے ہیں۔ ان کے ایک بھتیجے یوسف ضیاء چیف انجنیئری سے ریٹائرڈ ہوئے۔ خان بہادر محمد یوسف سے بھی ان کے قریبی روابط رہے ہیں۔ ضلع انبالہ کی برادری میں ان کا خاندان ہمیشہ ممتاز رہا۔ آج کل موضع بجو وال تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ میں آباد ہیں اور میدان صحافت میں بدستور ہنگامہ آرا ہیں۔ صحت کے اعتبار سے قابل رشک ہیں۔

محمد عاشق اصغر

آپ محلہ شریف پورہ گوجرہ ضلع لائل پور کے رہنے والے ہیں آج کل ۶۸۔ ڈی بلیک شاک روڈ، لنڈن میں کاروبار کرتے ہیں، آپ نے اس تاریخ کی اشاعت کے لئے مالی تعاون کر کے اس دشوار کام کو بہت آسان کر دیا ہے۔ آپ لنڈن میں اسلامی تحریک کے سرگرم کارکن ہیں پمفلٹ وغیرہ بھی شائع کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی محمد علی جوہر ایم اے بی ایڈ اسلامیہ ہائی اسکول گوجرہ میں ٹیچر ہیں۔ ان کو بھی برادری کی خدمت کا بہت شوق ہے۔

چودھری محمد اقبال سلیم گاہندری

آپ پورے پاکستان میں نفیس ترین لٹریچر نہایت نفیس انداز میں شائع کرنے والی نفیس اکیڈمی

Marfat.com

اسٹریچن روڈ کراچی کے پروپرائٹر ہیں، آپ گابندراں ضلع جالندھر کے رہنے والے ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل آپ حیدر آباد دکن میں نہایت مشہور و معروف پبلشر تھے۔ ملک کی تقسیم کے بعد آپ اپنا ادارہ اور کاروبار چھوڑ کر کراچی آ گئے اور یہاں اس کاروبار کا نئے سرے سے آغاز کیا آپ خود بھی صاحب علم، صاحب قلم اور صاحب دل ہیں۔ آپ نے عربی کی تاریخی کتب کا اُردو میں ترجمہ شائع کر کے اُردو ادب کو مالا مال کر دیا ہے۔ یہ بات بلاشبہ نہایت یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے۔ بہترین اور اعلےٰ درجے کی تاریخی کتابیں شائع کرنے میں نفیس اکیڈیمی کا مقابلہ کوئی دوسرا ادارہ نہیں کر سکتا۔ آپ کے بیٹے خالد اقبال صاحب آج کل سارا کاروبار سنبھالے ہوئے ہیں۔ آپ کی صاحبزادی نفیسہ اقبال جن کا ذکر تاریخ کے دوسرے صفحات میں ہے آج کل کیلیفورنیا میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ راس اینجلس (کیلیفورنیا) میں بے شمار ارائیں خاندانوں کے باغات ہیں اور صف اول کے اجناس پیدا کرنے والے زمیندار ہیں جن کی وجہ سے اس علاقہ میں پاکستان کا وقار بہت بلند ہے کیونکہ یہ لوگ بہت محنتی اور متمول ہیں اور نہایت عمدہ طریقے سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

میاں سعید احمد

میاں صاحب باغبانپورہ کی میاں فیملی سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی ذہنی تربیت میں پاکستان کی معروف سیاستدان بیگم جہاں آرا شاہنواز کا بڑا ہاتھ ہے۔ ان کی قربت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بیگم جہاں آرا شاہنواز کی بڑی صاحبزادی ممتاز جہاں شاہنواز کو مہلک ہوائی حادثہ پیش آیا تو میاں فیملی نے بیگم صاحبہ کو یہ اندوہناک خبر سنانے کے لئے میاں سعید احمد کی خدمات سے استفادہ کیا۔ ممتاز جہاں شاہنواز کی بے وقت وفات کے ساتھ ہی وہ مجلس تمام ہوئی میاں سعید احمد جس کے سرگرم رکن تھے۔

سعید احمد صاحب کے دادا میاں چنن دین اور والد میاں عبدالحمید بنیادی طور پر زمیندار تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم باغبانپورہ میں ہوئی۔ ایف اے کا امتحان ایف۔ ایس۔ سی کالج لاہور سے پاس کیا اور اعلیٰ تعلیم خواجہ دل محمد اور پروفیسر علم الدین سالک جیسے فاضل اساتذہ سے پائی۔ تعلیم ہی کے سلسلہ میں کچھ عرصہ بمبئی میں بسر ہوا۔ میاں سعید احمد اپنی عملی زندگی کا آغاز فوج کی ملازمت سے کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے دو بھائیوں کی بے وقت موت اس مقصد میں

Marfat.com

حائل رہی اور ماں کی مامتا نے انہیں فوج کی ملازمت سے باز رکھا۔ انہوں نے راشننگ انکوائری آفیسر کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ان دنوں پنجاب کے معروف سی۔ ایس۔ پی آفیسر حافظ عبدالحمید راشننگ کنٹرولر تھے۔

۱۹۴۶ء میں اصفہانی صاحب نے تحریک کی کہ تعلیمیافتہ مسلمان نوجوانوں کو انشورنس کے شعبہ میں آگے آنا چاہیئے۔ چنانچہ اس قومی تقاضا کے لئے میاں صاحب نے ایک جونیئر آفیسر کی حیثیت سے ایسٹرن فیڈرل یونین انشورنس کمپنی میں ملازمت اختیار کی۔ ملکی آزادی کے وقت وہ کلکتہ میں تعینات تھے۔ بعدازاں ان کی والدہ کی درخواست پر ان کا تبادلہ لاہور ہوا۔ ۱۹۶۳ء میں انہیں تربیت کے لئے لندن اور میونخ بھیجا گیا۔ اب وہ ایسٹرن فیڈرل یونین انشورنس کے ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ جناب روشن علی بھیم جی اس ادارہ کے سربراہ ہیں۔

محبوب جاوید

آپ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ لائل پور کے مشہور ایڈووکیٹ اور ماہنامہ کہان ڈائجسٹ کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ کچھ عرصہ تک ماہنامہ الراعی لاہور کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں ۱۹۶۹ء ہیں۔ لاکالج کے میگزین "المیزان" کے مدیر تھے۔ آج کل اس کوشش میں ہیں کہ انجمن آرائیاں لائل پور کے زیراہتمام "آرائیں میگزین" کا اجرا ہو۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد ۱۸۹۵ء میں ہوشیارپور کے ایک گاؤں "عثمان شہید" سے نقل مکانی کرکے لائل پور میں آباد ہوئے تھے اور وہ کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہیں یعنی بنوامیہ سے ہیں۔ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ سابق وزیراعظم پاکستان چودھری محمد علی کا گاؤں ننگل امیہ تھا جو اس بات کا ایک یقین ثبوت ہے کہ ہماری برادری کا تعلق بنوامیہ سے ہے۔ یہ انکشاف بھی آپ ہی نے بروایت صوبیدار احمد علی چودھری آفس سیکرٹری انجمن جٹاں لائل پور) کا مولانا محمد علی جوہر کا پرائیویٹ سیکرٹری ابوالحسن تھا جو اصل میں ملتان کا ارائیں تھا اور اس کا نام محمد حسن تھا (راوی کی اس

Marfat.com

شخص سے ملاقات دوسری جنگ عالمگیر کے وقت فلسطین میں ہوئی تھی) یہ شخص گریجوایٹ تھا اور اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ غلام ہندوستان میں نہیں جائے گا جب مولانا جوہر فوت ہوئے تو محمد حسن اسے بیت المقدس میں لے آیا اور وہاں دفن کر کے خود ان کا مجاور بن کر رہنے لگا۔ آپ کو برادری کی تاریخ سے بڑی دلچسپی ہے۔ نہایت عمدہ ادیب اور بہت کچھ کر گذرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔

چودھری جہانگیر علی

چوہدری جہانگیر علی صاحب ۷ اپریل ۱۹۲۸ء کو ضلع کرنال، موضع کھیڑی تابع حسن میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ برصغیر ہند و پاک کی تقسیم کے وقت سے چک نمبر ۸۴۔ این۔ بی ضلع سرگودھا میں آباد ہیں۔ آپ ایک ماہر قانون دان ہیں۔ چوہدری جہانگیر علی صاحب نے قانون کی ڈگری، پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے ۱۹۵۸ء میں حاصل کی اور اسی سال ڈسٹرکٹ کورٹ سرگودھا میں وکالت شروع کی۔ ایڈووکیٹ کی حیثیت سے آپ ہائی کورٹ لاہور کے وکلاء کی ممتاز صف میں ۱۹۶۱ء میں شامل ہوئے اور زیادہ تر سول اور دیوانی مقدمات کی پیروی کرتے رہے۔

۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں آپ پیپلز پارٹی کے امیدوار کی حیثیت سے سرگودھا شہر کے حلقہ این۔ ڈبلیو ۳۹، سرگودھا I سے قومی اسمبلی کی نشست کیلئے کھڑے ہوئے آپ کے حریفوں میں جماعت اسلامی کے امیدوار سید اسعد گیلانی اور اس علاقہ سے قومی اسمبلی کے موروثی ممبر مہر خداداد لک تھے عام انتخابات میں جماعت اسلامی کے امیدوار کی ضمانت ضبط ہوئی اور خداداد لک کو ۲۷ ہزار ووٹوں سے شکست ہوئی۔

چوہدری جہانگیر علی صاحب قومی اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی کے رکن اور قومی اسمبلی میں آئین کی "ترمیم کمیٹی" کے جنرل سیکرٹری اور ضلع جلاس ترقیاتی بورڈ کے رکن بھی رہے ہیں چوہدری صاحب صوبہ پنجاب کی "پبلک کمیٹی" کے رکن ہیں۔ قومی اسمبلی کے اس وفد کے

Marfat.com

ممبر تھے، جس نے ۱۹۷۳ء میں صوبہ بلوچستان کی سیاسی صورتحال کا جائزہ لینے اور رپورٹ مرتب کر کے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے صوبے کا دورہ کیا اور آپ نے اس وفد کی اکثریتی جماعت کے رکن کی حیثیت سے اس رپورٹ کو مرتب کیا۔ چوہدری صاحب نے قومی اسمبلی کے قانون سازی کے کام میں گہری دلچسپی لی اور بہت سے قوانین کو بہتر بنانے کے لئے قابل قدر اور قیمتی ترامیم پیش کیں۔ آپ ثانوی بورڈ سرگودھا کے رکن بھی ہیں۔

۱۹ ستمبر ۱۹۷۴ء سے ۳۰ ستمبر ۱۹۷۴ء تک پاکستان کے پارلیمانی وفد کے ممبر کی حیثیت سے روس کا اور یکم اکتوبر سے ۳ اکتوبر تک ایران کا دورہ کیا۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم کی کابینہ میں شامل کر لئے گئے اور تعمیرات کا محکمہ تفویض ہوا۔ اپنی خداداد قابلیت ذہانت، انتھک محنت اور دیگر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے فرائض کو بطریق احسن سرانجام دیتے رہے۔ آپ [illegible] میں اسلام آباد میں ہونے والے "ایشیائی کھیلوں" کی انتظامیہ کمیٹی کے رکن رہے۔

چوہدری جہانگیر علی صاحب نے سینی گال جانے والے وفد کی قیادت کی اور ترقی پذیر ممالک کی کانفرنس برائے خام مال میں شرکت کی جو ۴ فروری ۱۹۷۵ء سے ۸ فروری ۱۹۷۵ء تک جاری رہی آپ کو اس کانفرنس کا نائب صدر منتخب کیا گیا اور چوہدری صاحب نے کانفرنس کے ایک اجلاس کی صدارت بھی کی۔ آپ سینی گال کے مسلمانوں کو پاکستان کے مسلمانوں کے جذبات و احساسات سے آگاہ کرنے کے لئے ڈکار (DAKAR) کی جامع مسجد میں بھی گئے۔ سینی گال کی سپریم کورٹ کا معائنہ کیا اور اُن کے اٹارنی جنرل سے وہاں کی ۸۰ فیصدی آبادی جو مسلمانوں پر مشتمل ہے، کے مسائل خصوصاً ذاتی عائلی، معاشرتی و دیگر متعلقہ امور کے سلسلے میں پیدا ہونے والے تنازعات میں "قانون محمدی" کے نفاذ اور استعمال کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا۔

۲۲ فروری ۱۹۷۵ء کو اسلامی سربراہی مینار کے سنگ بنیاد کی افتتاحی تقریب کا انتظام کیا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے چوہدری جہانگیر علی صاحب نے میزبانی کے فرائض بھی سرانجام دیئے یہ مینار پنجاب اسمبلی لاہور کی عمارت کے سامنے محکمہ تعمیرات کی زیر نگرانی تعمیر کیا گیا۔

Marfat.com

چوہدری جہانگیر علی صاحب ایک دیندار، محنتی، با اصول، مخلص، خلیق و ملنسار، راستگو اور روا داری کا سخن طراز انسان ہیں، آپ سے ملنے والا ہر شخص پہلی ہی ملاقات میں آپکی شخصیت سے متاثر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد بشیر چودھری

ڈائرکٹر جنرل سائل سروے آف پاکستان

ملک کے مایۂ ناز سائنسدان ہیں۔ آپ کا تعلق ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہے امریکہ سے سائل سائنس میں پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے کے بعد سائل سروے آف پاکستان سے وابستہ ہو گئے متعدد موضوعات پر گراں قدر تحقیق کر چکے ہیں۔ آپ کی نگرانی میں سائل سروے کا کام انتہائی تیزی سے ہو رہا ہے۔ آپ ڈاکٹر محمد امین مرحوم کے صاحبزادے ڈاکٹر کرنل محمد صدیق پاکستان آرمی کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد ظہیر (کینیڈا) اور چودھری محمد رفیق پی، ڈی، ایس، پی کے بڑے بھائی ہیں۔ آپ کی سرکردگی میں سائل سروے کے محکمہ نے جس مستعدی اور دیانتداری سے کام کیا اس کا اعتراف وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو بھی کر چکے ہیں۔

ملک محمد حسین (سانده) لاہور

سانده شمس الدین لاہور کے ممتاز زمیندار خاندان کے چشم و چراغ اور علاقے کی اہم سیاسی و سماجی شخصیت ہیں ۱۹۵۹ء کے بی۔ ڈی۔ انتخابات میں کامیاب ہوئے۔ ۱۹۶۴ء کے انتخابات میں دوبارہ کامیابی ہوئی۔ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۱ء تک بی۔ ڈی چیئرمین اور میونسپل کونسلر رہے۔

دسمبر ۱۹۳۲ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۵۵ء میں بی۔ ایس۔ سی کرنے کے بعد ۱۹۵۸ء میں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کیا۔ سانده، اتفاق کالونی، چوہان روڈ، نسیم پارک اور صداقت پارک کی متعدد سماجی بہبود کی تنظیموں کے سرپرست ہیں۔ غریب دوستی اور نیک دلی کی بناء پر علاقے میں مقبولیت حاصل کی۔

آپ کے والد ملک جلال الدین صاحب شہر کے ممتاز زمیندار ہیں، تقسیم سے

Marfat.com

قبل علاقہ کے نمبردار، سفید پوش اور زرعی کوآپریٹو بنک سانڈہ شمس الدین کے صدر رہے آپ نے ۱۹۴۲ء میں علاقے کے زمینداروں اور کاشتکاران قائم کی جس نے مثبت بنیادوں پر بہت سے مفید کام کئے۔

ملک محمد حسین اور ان کے چھوٹے بھائی ملک اقبال حسین اور ملک اشفاق حسین ملک کے ممتاز اور جانوروں کی ادویات تیار کرنے والے سب سے بڑے ادارے سٹار لیبارٹریز کے مینیجنگ پارٹنرز ہیں۔ سٹار لیبارٹریز ملک میں فارماسیوٹیکل صنعت کے میدان میں بیش بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس میں انسانی استعمال کی ادویات تیار کرنے کا الگ شعبہ بھی ہے اور یہ ادارہ پیکنگ اور کوالٹی کنٹرول کے جدید ترین سازوسامان اور مشینری سے لیس ہے۔

شفیق جالندھری

یکم نومبر ۱۹۷۱ء سے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ صحافت میں لیکچرار ہیں۔ "اردو کالم نویسی"، "فیچر نگاری"، "رپورٹنگ" اور "اخبارات و رسائل" کے موضوعات پر بڑے اور اعلیٰ پائے کی تحقیقی کتب لکھ چکے ہیں۔ بچوں اور بڑوں کے لئے چھوٹی بڑی نصف درجن کے قریب دوسری کتب کے بھی مصنف ہیں۔ قومی اخبارات و رسائل میں سینکڑوں فکر افروز مضامین لکھے اور شہرت حاصل کی۔ روزنامہ "جسارت" روزنامہ "ندائے ملت" روزنامہ "عوام"، روزنامہ "سیاست"، روزنامہ "وفاق"۔ ہفت روزہ "زندگی" اور پندرہ روزہ "زراعت نامہ" میں رپورٹر، کالم نویس، ایڈیشن انچارج، سب ایڈیٹر، شفٹ انچارج، ٹرانسلیٹر اور نیوز ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ متروکہ وقف املاک بورڈ لاہور میں افسر تعلقات عامہ کی حیثیت سے بھی چھ ماہ کام کیا۔ ۱۹ نومبر ۱۹۴۶ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے۔ سکول کے زمانہ ہی سے صحافت اور ادب سے دلچسپی شروع ہوئی۔ سکول اور کالج میگزین کے ایڈیٹر رہے۔ کالج بزم ادب کے سیکرٹری اور پھر صدر منتخب ہوئے۔ کالج امتحان میں تمام

Marfat.com

مضامین میں اوّل رہے۔ بہترین مقرر قرار پائے۔ لاہور اور لائل پور کی متعدد ادبی اور ثقافتی تنظیموں کے عہدیدار رہے۔

آباؤ اجداد کا تعلق جالندھر سے تھا۔ والد چودھری محمد صدیق اسلامیہ کالج لاہور کے پرانے گریجوایٹ ہیں۔ جو طالبعلمی کے زمانہ میں پنجاب میں والی بال کے ممتاز کھلاڑی تھے۔ اسلامیہ کالج کی والی بال الیون کے کیپٹن رہے۔ ان کی سرکردگی میں اس ٹیم نے دہلی کے آل انڈیا والی بال ٹورنامنٹ سے گولڈن کپ جیتا۔ چودھری محمد صدیق ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ایک قابل احترام سیاسی اور سماجی شخصیت ہیں۔ آپ نے علاقے میں تعلیمی ادارے قائم کرنے کے علاوہ بہت سے سماجی فلاح کے کام سرانجام دیئے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کمیٹی کے وائس پریذیڈنٹ بھی رہے۔

نثار احمد ملک

ساندہ کلاں لاہور کے ممتاز زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں قائم ہونے والے اے۔ ایم۔ سٹوڈیو، بندروڈ، لاہور کے مالک اور مقبول سماجی و سیاسی شخصیت ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پنجاب یونیورسٹی لاء کالج سے پاس کیا۔ علاقے کی متعدد سماجی بہبود کی تنظیموں کے عہدیدار اور سرپرست ہیں۔

آپ کے والد ملک مشتاق احمد مرحوم ریلوے میں اکاؤنٹس آفیسر تھے۔ آپ کے دادا خان بہادر ملک تاجدین برصغیر میں انگریز حکومت کے وقت پہلے اکاؤنٹنٹ جنرل تھے۔

نثار احمد ملک پیپلز پارٹی کے سرگرم اور مخلص رہنما ہیں۔

Marfat.com

میاں صدرالدین المعروف مہر ملا غازی پوری

میاں صدرالدین غازی پور تحصیل و ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے اور مستقل طور پر وہیں سکونت پذیر رہے۔ لمبا قد اور مضبوط دوہرا جسم تھا۔ سر پر بیس گز لمبی ململ کی پگڑی رکھتے تھے۔ بس ایک وجیہہ جوان اور شہزادہ صفت انسان تھے۔ طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی با اخلاق اور بلند پایہ بزرگ تھے۔ مہمان نوازی میں غیر معمولی شہرت کے مالک تھے۔ حسنِ سلوک کا یہ عالم تھا کہ اُن کی حویلی میں ہر وقت اپنے گاؤں اور باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی محفل گرمی رہتی تھی۔ کوئی میاں صاحب سے انصاف کرانے آتا تو کوئی دوسرا مظلوم امداد حاصل کرنے کی غرض سے بیٹھا رہتا تھا بس یہی کیفیت رہتی تھی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے میاں مہرالدین کی عادت اپنے والدِ گرامی سے ملتی جلتی ہے۔ وہ بھی مظلوم کی امداد کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔

میاں صدرالدین نے اپنی ارائیں برادری کی بے حد خدمت کی۔ جب کوئی مشکل میں مبتلا دیکھا تو فوراً اس کے گھر جا کر درپردہ امداد کی۔

میاں صاحب سلیم التواریخ کے مصنف حضرت مولانا اکبر علی صوفی صاحب کے ہم زلف تھے اور پاکستان کے مشہور معالج ڈاکٹر نیاز الدین مرحوم کے ماموں تھے۔ آپ آپ نے ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان آنا تھا تو ارد گرد کے تمام دیہات کے مسلمان اُن کے پاس غازی پور آ گئے۔ میاں صاحب نے ان کی خدمت بھی کی اور حفاظت بھی۔ آخر اس قافلے کے ساتھ سرزمین پاکستان میں داخل ہوئے اور چک نمبر ۱۱ گ ب تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ میں سکونت اختیار کی اور چند دن بعد ہی ۱۱۰ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ میاں صاحب کے پانچ بیٹے تھے جن میں چار انتقال کر چکے ہیں اور صرف بڑے صاحبزادے میاں مہرالدین اسی گاؤں میں رہائش پذیر ہیں۔ اُن کی عمر ۱۰۵ سال ہے۔ انشاء اللہ اب بھی اچھی صحت کے مالک ہیں۔ ان کا خاندان ارائیں برادری کی آجکل بھی بے پایاں خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

Marfat.com

میاں امتیاز احمد جاوید

آپ یکم مئی ۱۹۲۹ء کو موضع ڈھولنوال، لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے E.E. سا پنجاب سنہ ۱۹۵۱ء میں کیا۔ M.E. ا پنجاب ۱۹۵۶ء میں اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کا ڈپلوما سنہ ۱۹۶۴ء میں حاصل کیا۔ آپ نے ۱۲ ماہ جاپان سے سنہ ۱۹۶۹ء میں کیا۔ آپ نے پالی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی میں بطور انسٹرکٹر سنہ ۱۹۶۱ء سے سنہ ۱۹۷۴ء تک کام کرتے رہے۔ پھر سنہ ۱۹۷۴ء سے سنہ ۱۹۷۷ء تک بطور پرنسل ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ ملتان میں کام کیا۔ آج کل آپ B-4، لٹن روڈ لاہور میں بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن کام کر رہے ہیں۔ بڑے دیانتدار اور محنتی شخص ہیں اور ملک و قوم کی خدمت بڑے خلوص اور جذبے سے کر رہے ہیں۔

انجمن راعیان جڑانوالہ

صدر :۔ چوہدری عطا محمد

سیکرٹری :۔ چوہدری ریاض احمد

ممبرانِ انتظامیہ :۔

چوہدری محمد حسین

چوہدری عبدالخالق

میاں عبداللطیف

چوہدری محمد حنیف

میاں محمد

انجمن ہر سال دو غریب طلباء کو جو اچھے محنتی ہوں، وظیفہ دیتی ہے۔ بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو امداد دیتی ہے اور سوشل کاموں اور ملکی سیاست میں حصہ لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شہر اور گرد و نواح میں برادری کے تمام افراد انجمن سے پورا پورا اتحاد

Marfat.com

بلوچستان

صوبہ بلوچستان میں پنجاب سے آئے ہوئے ارائیوں کی تعداد تقریباً تیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہ لوگ یہاں کے شہری بن گئے ہیں۔ زراعت اور تجارت میں بڑی خدمات سرانجام دے رہے ہیں لیکن صوبائی تعصب کی وجہ سے انہیں ابھی تک غیر مقامی سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ دو سال پیشتر لسانی فسادات کی وجہ سے جہاں سندھ میں فتنے رونما ہوئے وہاں بلوچستان کے ارائیوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت سے نقل مکانی کر گئے۔ تاہم ابھی تک ہماری برادری کے تیس ہزار افراد مستقل طور سے اس علاقہ میں رہ رہے ہیں اور بلوچستان کی ترقی کے لئے انہوں نے نمایاں حصہ لیا ہے۔

کوئٹہ میں ارائیں برادری کے انجمن کے صدر چودھری عطا محمد (۱۸/۶-۵ موتی رام روڈ کوئٹہ) بلوچستان میں ڈائریکٹر تعلیمات رہ چکے ہیں اور بہبود ارائیاں کے سلسلہ میں ان کی خدمات قابل قدر ہیں۔ شجاعت احمد چودھری پروپرائٹر ہالی ووڈ فرنشرز میکانگھی روڈ، کوئٹہ اس انجمن کے سرگرم رکن ہیں۔

ایک مہاجر خاندان

چودہری نذیر احمد مالک ایم اے برادرز (رجسٹرڈ) انارکلی فون نمبر ۶۱۱۰۱ لاہور الیکٹرک گڈز، ریڈیو، ٹیلیوژن، فینز پنکھے) وغیرہ نقد اور قسطوں پر ملتے ہیں لدھیانہ کے مہاجر ہیں

حاجی محمد اسلم چودہری ایس پی رینجرز I آفیسر کالونی رینجرز غازی روڈ لاہور لدھیانہ کے مہاجر ہیں۔ بڑے فرض شناس اور بڑے دیانت دار آفیسر ہیں۔

میاں عبد القیوم ایڈیشنل آئی جی (سی) پنجاب مہاجر آبادی لاہور، بڑے دیانت دار، محنتی اور فرض شناس آفیسر ہیں۔

فون نمبر: ۳۳۱۴۱۳ - نشاط ٹریڈنگ کمپنی ۸۹- سرکلر روڈ - لاہور

فون نمبر ۵۴۷۱۵، ۵۴۷۴۵

۶۸/A ابوبکر بلاک نیوگارڈن ٹاؤن - لاہور فون نمبر ۸۵۱۴۱۳

سٹیل مل میں جی آئی پائپ آٹومیٹک مشینری سے تیار کئے جاتے ہیں۔ دوکان ۸۹ سرکلر

Marfat.com

میاں عبدالکریم ولد میاں محمد علی

گزشتہ تین صدیوں سے ہمارے آباؤ اجداد لاہور میں ہی مقیم چلے آ رہے ہیں۔ وہ زیادہ تر مذہبی تبلیغ اور دینی خدمات میں مصروف رہے۔ بعد میں حکیم غلام محمد عرف حکیم گاماں اور حکیم محمد سردار علی کے نام سے طبیبوں میں سرفہرست رہے۔ اس لئے ہمارا خاندان خاندان حکیماں مشہور ہوا۔ ہمارے آباؤ اجداد آج سے کئی صدیاں پیشتر برصغیر میں محمد بن کے ساتھ آئے تھے۔ وہ پہلے سندھ میں آباد ہوئے، اس کے بعد ان کی نسل لاہور میں آ کر مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئی اور اب تک اسی شہر میں آباد ہے۔

میرے والد بزرگوار میاں محمد علی نے تقریباً ۳۶ سال تک گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور میں ملازمت کی اور پھر بحیثیت جنرل فورمین میں خود اس وقت دفتر ڈائریکٹر آف انڈسٹریز اینڈ منرل ڈویلپمنٹ، گورنمنٹ آف پنجاب لاہور میں ملازمت کر رہا ہوں۔ میرا بڑا بھائی میاں منور علی اس وقت فلم انڈسٹری سے منسلک ہے اور رقاص فلمز کے نام پر کاروبار کر رہا ہے۔

محمد علی امین میڈیسن مارکیٹ، چوک اردو بازار لاہور ہماری ملکیت ہے۔ اس کے علاوہ اور جائیداد بھی اس خاندان میں چلی آ رہی ہے۔ اس مارکیٹ کا شمار لاہور کی بہترین میڈیسن مارکیٹوں میں ہوتا ہے۔

میاں محمد امین کے ایک صاحبزادے محمد اکرم اسسٹنٹ ورکس منیجر، ڈیزل شاپ، ریلوے، لاہور ہیں۔

دوسرے لڑکے میاں محمد اشرف امین سنز کیمسٹس کے نام سے محمد علی امین مارکیٹ میں دوائیوں کا تھوک کاروبار کرتے ہیں۔

Marfat.com

ضلع رحیم یار خاں

۱۔ ڈاکٹر بشیر احمد چودھری۔ آپ سابق ضلع جالندھر کے گاؤں سانیوال سے تعلق رکھتے ہیں۔ قومی اسمبلی کے الیکشن میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے کئی دفعہ حصہ لے چکے ہیں لیکن حزب اختلاف کے لیڈر ہونے کی وجہ سے ناکام رہے ہیں، دردمند دل کے مالک اور مخلص انسان ہیں۔ پہلے نظام اسلام پارٹی میں تھے آج کل جماعت اسلامی میں کام کرتے ہیں۔

۲۔ چودھری محمد شریف۔ آپ بھی سابق ضلع جالندھر سے تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ تک ضلع مسلم لیگ کے صدر اور چیئرمین یونین کونسل صادق آباد رہے ہیں۔ نہایت لائق اور بردبار انسان ہیں۔ مستقل سکونت صادق آباد میں ہی ہے۔

۳۔ میاں غلام رسول، رئیس اعظم صادق آباد۔ نہایت مخلص اور دیانت دار شخص ہیں، رؤف ٹیکسٹائل ملز کراچی کے مالک ہیں۔ شرقپور ضلع جالندھر کے رہنے والے ہیں۔ تاجر برادری میں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

۴۔ چودھری محمد اشرف۔ آپ صادق آباد کے نہایت معروف ایڈووکیٹ اور چیئرمین پیپلز پارٹی ہیں۔ برادری کے کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

۵۔ چودھری محمد شفیع۔ خانپور میں رہتے ہیں جہاں ممتاز سماجی درجہ رکھتے ہیں۔ آپ آپ نہایت معاملہ فہم انسان ہیں آپ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر بھی ہیں۔

۶۔ چودھری بشیر احمد بیتاب۔ آپ صادق آباد کے پاس ایک گوٹھ (بسنل کوٹ) کے زمیندار و شاعر ہیں آپ کا تذکرہ اس کتاب کے دوسرے صفحات میں ہے۔

۷۔ چودھری فقیر محمد۔ سابق چیئرمین یونین کونسل بوٹمانوالی ضلع گوجرانوالہ مستقل رہائش ضلع گوجرانوالہ میں ہی ہے۔ آپ بہت خوبصورت اور بارعب جوان اور برادری کے مخلص کارکن ہیں۔ دوسری برادریوں کے لوگ بھی آپ کے حسن اخلاق کے گرویدہ ہیں، حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ چند معزز اور معروف ارائیوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

چودھری محمد علی۔ میسرز میاں نظام الدین محمد علی غلہ منڈی صادق آباد۔ چودھری محمد شریف میسرز مظہر برادرز غلہ منڈی صادق آباد۔ چودھری محمد اقبال تاجر۔ چودھری محمد اکرم ایڈووکیٹ صادق آباد۔ چودھری عبدالستار۔ ستار آئل ملز صادق آباد۔

Marfat.com

ڈاکٹر چودہری جمال دین اور اُن کے لڑکے چودہری فیض الحسن

پروپرائیٹر فیض میڈیکوز صادق آباد۔۔

چوہدری برکت علی (مرحوم)

آپ جناب محمد حنیف رامے کے چچا تھے۔ آپ علم و ادب کے معماروں میں شمار ہوتے ہیں، آپ نے ادب کو ترقی دی عوام میں ذوق مطالعہ پیدا کیا۔ نشر و اشاعت میں طرز جدید کی داغ بیل ڈالی اور ایسی معیاری کتابیں شائع کیں، جنہیں آج بھی ارباب ذوق دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ ایک ادبی ماہنامہ "ادب لطیف" جاری کیا جو مسلسل تیس برس سے علمی و ادبی خدمات انجام دے رہا ہے، دو ادبی ادارے مکتبۂ اردو اور پنجاب بک ڈپو قائم کئے۔ قیام پاکستان سے قبل آپ نے معیاری نصابی کتب شائع کر کے اپنے غیر مسلم معاصرین کے مقابلہ میں غیر معمولی کامیابی حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے تین علمی ادارے قائم کئے اور مسلسل جدو جہد سے انہیں ایسی مضبوط بنیادوں پر اُستوار کیا کہ وُہ آج بھی قوم کے ہزاروں نونہالوں کو علم کی روشنی بخش رہے ہیں۔ چنانچہ مسلم ماڈل ہائی اسکول، اسلامیہ ہائی اسکول موہنی روڈ اور اسلامیہ ہائی اسکول مصری شاہ آپ ہی کی کوششوں کے رہین منت ہیں۔

آپ کے صاحبزادے بھی اپنے علم دوست اور ادب نواز باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علم و ادب کی خدمات ذوق وشوق سے انجام دے رہے ہیں۔ آج بھی چودھری صاحب کے بیٹے خالد چودھری جدید لائبریری کے سلسلہ میں ارزاں کتابیں شائع کر کے ادب کی خدمت کر رہے ہیں ــ چودھری صاحب مرحوم برادری کا درد رکھتے تھے اور بے شمار غریب بچوں اور بیوہ عورتوں کی سرپرستی کیا کرتے تھے، وُہ ایک مُخلص اور ہمدرد انسان تھے۔

چودھری بشیر احمد بیتاب

آپ ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ادبی ذوق آپ کا سرمایۂ حیات ہے۔ انجم وزیر آبادی کے شاگرد ہیں۔ ضلع جالندھر تحصیل نکودر کے ننگل جیون گاؤں سے آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق تھا۔ جیون صاحب آپ کے بزرگوں میں سے تھے جن کے نام پر یہ گاؤں آباد تھا۔ ان کے خاندان کے لوگ اب تک بھی "جیون کے" لکھدیتے ہیں، آپ اس وقت تقریباً پینتیس سال

Marfat.com

کے صحت مند جوان ہیں۔ برادری کی خدمت کا بے حد شوق ہے۔ آپ نے ضلع تھر پارکر سندھ کے ایک شہر کُنری میں پندرہ سال گذارے ہیں اور آج کل اپنی اراضی واقع گوٹھ عالو ہند کوٹ سبزی ضلع رحیم یار خاں میں رہتے ہیں۔ کُنری کے ان خاندان کے چودھری شاہ محمد۔ چودھری نور محمد اور چودھری عبدالغفور بڑے مشہور لوگ ہیں۔

آپ کا کلام "شانِ ہند" دہلی میں شائع ہوتا رہا ہے۔ رسالہ "عارف" لاہور اور "ہدایت" لاہور میں بھی شائع ہوا کرتا تھا۔ آج کل نورنگ لاہور میں شائع ہوتا ہے آپ موضع گوٹھ عالو تحصیل صادق آباد کے زمیندار اور تحصیل صادق آباد کسان بورڈ کے صدر ہیں۔ آپ کے بھائی چوہدری بشارت علی بشارت برادرز کے پروپرائٹر ہیں۔

آپ کے چھوٹے بھائی چودھری شوکت علی ڈویژنل فارسٹ آفیسر لاڑکانہ میں جو اپنی حق گوئی اور بے باکی کی وجہ سے مشہور ہیں اور حکام کے سامنے لگی لپٹی کہہ دینے کا حوصلہ رکھتے ہیں، لوگ انہیں "بدنام دیانتدار" کہتے ہیں۔ کیونکہ وزراء کے غلط کاموں کو سرانجام دینے سے انہوں نے ہمیشہ انکار کیا ہے۔

جناب بیتاب صاحب کے کلام کا نمونہ درج ذیل ہے:۔

نمونۂ کلام

۱۔ مشکلات و مصائب مرے سدِّ راہ، حادثے دم بدم مُنہ کھولے ہوئے
منزلیں ہیں کٹھن، پُرخطر راستے، حوصلہ چاہیئے زندگی کے لئے

۲۔ تیرگی بڑھتی جاتی ہے اے ہمسفر، دُور منزل ہے اور راستہ پُرخطر
راستے ہی میں ہم کھو نہ جائیں کہیں، رُخ سے پردہ اُٹھا روشنی کے لئے

۳۔ مَیں نے پالا جنہیں دے کے خُونِ جگر، عمر بھر جو رہے ہیں مرے ہم سفر
سانپ وہ آستیں کے مِری بن گئے، عمر بھر کیلئے، زندگی کے لئے

۴۔ میکدہ تیرا قائم رہے ساقیا، جام پر جام بھر کے پلا دے مجھے
تشنگی کا نہ احساس باقی رہے، تیری محفل میں ہمیں دو گھڑی کیلئے

Marfat.com

۵۔ اب یہ دنیا کہاں میرے شایانِ شان، نہ یہ کہاں ہے مری رفعتوں کا نشاں
اپنے بیتاب کو اک جہاں اور دے، رفعت و عظمت و برتری کیلئے

یہ آنسو، آہیں، نالے ہیں اور تنہائی کی راتیں ہیں
فرقت کی لمبی راتوں کو اس طرح گزارا کرتے ہیں
ہم طوفانوں کے خوگر ہیں احسان نہ لیں گے ساحل کا
نزدیک کنارا جب آئے ہم اس سے کنارا کرتے ہیں

تیری باتوں سے میرے دل نے اک آسودگی پائی
ترے لفظوں کی چاہت میں عجب وارفتگی پائی
تری تحریر کو چوما ہے، آنکھوں سے لگایا ہے
تری تحریر سے دل نے بڑا ہی کیف پایا ہے
ترا احسان ہے مجھ پر کہ تو نے یاد فرمایا
کسی غمخوار کے دل کو ہے ایسا شاد فرمایا
عنایت ہے کرم ہے شکریہ ہے مہربانی ہے!
ترا نامہ سراسر تیری الفت کی نشانی ہے
(آپ نے یہ اشعار راقم کے ایک مکتوب کے جواب میں تحریر فرمائے تھے)

چودھری رحمت اللہ

آپ وزیر علی انڈسٹریز حیدر آباد میں پلانٹ مینجر کے عہدے پر فائز ہیں۔ آپ کے خاندان کے مورث اعلےٰ مہر فاضل ہانسی حصار کے علاقہ میں دریائے سرسوتی کے کنارے آباد تھے اُس وقت یہ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب تھا۔ یہ بزرگ حضرت شامی صاحب ساکن شام چوراسی ضلع ہوشیار پور کے مرید تھے۔ حضرت شامی صاحب نے ان کو ہوشیار پور میں آجانے کے لئے

Marfat.com

دعوت دی لیکن آپ نے معذرت کر دی حضرت شامی صاحب کی وفات کے بعد ان کے کسی خلیفہ نے مہر فاضل کی اولاد میں سے برخو نامی ایک بزرگ کو تلونڈی قانونگویاں ضلع ہوشیارپور میں (جو حضرت شامی صاحب کی جاگیر میں سے تھا) مستقل طور پر آباد کرا دیا۔ چنانچہ ۱۸۵۲ء سے یہ اراضی ان کی ملکیت میں چلی آرہی تھی۔ پھر ۱۸۸۴ء میں جب ساندل بار آباد ہوئی تو یہ خاندان یہاں آکر آباد ہو گیا۔ اس خاندان کے چند مشہور احباب مندرجہ ذیل ہیں۔

ظہیر الدین احمد بریگیڈیئر گورونانک پورہ لائل پور۔ محمد اکرم سوشل ویلفیئر آفیسر چک ۲۵۸ لائلپور کیپٹن جان محمد۔ کیپٹن محمد اسماعیل بہاولپور۔ نور الدین جہانگیر ٹیریف برانچ پاکستان ریلوے۔ تسلیم الدین ماننگ انجینئر خوشاب۔ لیفٹیننٹ ضیاء الدین کیپٹن محمد سرور۔ مسعود احمد اسسٹنٹ سیکرٹری لاء اینڈ لیجسلیچر۔ محمد انوار سیکرٹریٹ لاہور۔ عبد الحمید ڈائریکٹر انیمل ہسبنڈری۔ عبد الغنی کسٹم آفیسر۔

آپ کے صاحبزادے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور حیدر آباد میں مختلف ملازمتوں میں ہیں، آپ لطیف آباد (حیدر آباد) نہایت عمدہ کوٹھی میں رہتے ہیں لوگ آپ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ ایم۔ اے ہیں۔

محمد سلیمان

آپ یو۔پی سے ہجرت کر کے آنے والی ارائیں برادری کے نہایت مخلص اور درد مند دل رکھنے والے گریجوایٹ ہیں۔ اس وقت پی اے ایف کراچی میں ای ایم میں سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ آپ کے لڑکے ابوظہبی میں بنک میں بڑی اچھی ملازمتوں پر کام کر رہے ہیں۔ آپ نے کراچی میں انجمن اتحاد ارائیاں کی تنظیم و تشکیل میں بے حد اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کو یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ یوپی کے ارائیں آجکل کراچی میں اپنے لڑکوں کی شادیاں غیر کفو خاندانوں میں کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ارائیں لڑکیوں کے لئے مناسب رشتے تلاش کرنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ معاملہ واقعی نازک اور اہم ہے اور ذمہ دار افراد کو بھی آپس میں صلاح و مشورہ کر کے اس کا مناسب حل سوچنا چاہیئے کیونکہ برادری کا اتحاد اور رابطہ بہرحال مجروح

Marfat.com

نہیں ہونا چاہیے۔ یہ احساس آپ کی برادری سے محبت کا آئینہ دار ہے۔ آپ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ آرائیں برادری کے اتحاد میں لسانی فرق کو رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہیے۔ آپ کا مشاہدہ ہے کہ اردو بولنے والے آرائیوں سے پنجابی بولنے والے ارائیں عام طور پر تعاون نہیں کرتے بلکہ کنارہ کش رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ اردو بولنے والی برادری ان بزرگوں کی نسل سے تعلق رکھتی ہے جو آج سے ایک صدی پیشتر پنجاب سے حصول معاش کے سلسلے میں ہجرت کر کے یو پی کے مختلف شہروں میں آباد ہو گئی تھی۔ برادری کا مفاد اور اتحاد زبان کے مسئلے کی نذر ہو جاتا۔ یقیناً افسوس ناک بات ہے آپ اس سلسلہ میں کراچی میں بالخصوص بہت جدوجہد کر رہے ہیں ہمیں ایسے مخلص انسان سے تعاون کرنا چاہیئے۔

پیلی بھیت (یوپی) میں ارائیں برادری

مختصر جائزہ ★ — از پروفیسر ایم شفیق احمد

ضلع پیلی بھیت و بریلی (یوپی) میں ارائیوں کی پہلی آبادی کب شروع ہوئی۔ یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے۔ بزرگوں کی روایت اور زمینوں کے کاغذات (مال) سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس علاقے کے کل ارائیں آبادکار دو مرحلوں میں ہجرت کر کے آئے۔ پہلے مرحلے میں تقریباً ۳ گاؤں ضلع سرسہ (حصار) پنجاب سے اٹھارہویں صدی کے آخر میں آئے اور پیلی بھیت ضلع کے مغربی حصے اور بریلی ضلع کے کچھ حصوں میں آباد ہو گئے۔ یہ لوگ "سرسہ وال" کہلائے اور آج بھی اسی نام سے پکارے جاتے ہیں ضلع رامپور، بریلی کے مواضعات منڈنپور، بھسوڑی، جھنڈہ، سرنیاں، پپرا، منڈیا جاگیر، ضلع نینی تال سے

Marfat.com

گاؤں بچھا، سرولی۔ لال کنواں۔ لالپور، گنہ، دیا لوجہ اور ضلع پیلی بھیت کے مواضعات ڈانگ۔ کھمریا۔ پوٹلا۔ ایکھڑہ۔ کرگھینان، سکٹیا۔ ڈھیرم۔ منڈیا نبی بخش۔ ترکنیاں وغیرہ میں یہ پہلے آبادکار آئے اور ان لوگوں نے اپنی محنت اور قابلیت سے نہایت عمدہ طریقے سے زمینیں استعمال کیں۔ حتیٰ کہ پچاس سال کے اندر اندر انہوں نے قریب کے دوسرے مواضعات خرید کر بڑی بڑی زمینداریاں قائم کرلیں۔ "سرسہ" سے ان کی ہجرت کے مختلف وجوہات بیان کیئے جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سیاسی اور معاشی زبوں حالی کا شکار ہو کر یہ لوگ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ ایک بزرگ نے جو سرسہ کے رہنے والے تھے اور اب ہجرت کرکے لاہور کے محلہ کرشن نگر میں آباد ہیں بتایا کہ دریائے سرسوتی میں سیلاب کثرت سے آتے تھے اور سرسہ اس کی زد میں رہتا تھا لہٰذا یہ ارائیں خاندان اپنی زمینوں کی تباہی سے تنگ آکر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ "تیس گاؤں والی روایت" کی انہوں نے بھی تائید کی اور بتایا کہ ان کے بچپن میں پیلی بھیت سے ارائیں رشتہ دار ان کے بزرگوں کو ملنے آتے رہتے تھے۔ پیلی بھیت و بریلی میں خصوصی طور پر ان لوگوں کی آبادکاری کا ایک سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ ان علاقوں میں اب بھی مسلمانوں (روہیلوں) کی حکومت تھی اور یہ علاقے مرہٹوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ تھے اس لئے غالباً مسلمان حاکموں کی ہمت افزائی پر یہ آبادکار پیلی بھیت اور بریلی کے اضلاع میں جاکر آباد ہوئے۔ ارائیوں کی ہجرت کا دوسرا مرحلہ انیسویں صدی کے پہلے پچاس سالوں میں پیش آیا۔ یہ دور پنجاب میں سکھوں کی حکومت کا زمانہ تھا اور مسلمان آبادیاں سکھوں کے ظلم وستم سے تنگ آکر ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئی تھیں۔ اس مرتبہ ضلع جالندھر کی تحصیل نکودر کے تقریباً پچاس گاؤں جن میں ایک نمایاں گاؤں "بہاد" بھی تھا ضلع پیلی بھیت کی طرف ہجرت کرکے پہنچے۔ ان کی ہجرت کا دوسرا سبب غالباً یہ ہوگا کہ پہلے آبادکاروں سے ان کی پرانی رشتہ داریاں تھیں۔ یہ لوگ "بہادڑیے" یا "بہادوالے" کہلائے اور ان کی آبادی زیادہ تر اس علاقہ میں ہوئی جسے ترائی یا کچا علاقہ کہا جاتا تھا۔ ان کے مشہور گاؤں اودے پور۔ جگت۔ نور پور۔ منڈلیا۔ بالسکھیڑہ۔ بھینسیہ۔ کھنکری، زیوڑہ گوپال نگر۔ کچھا۔ گدھور۔ برا۔ ترائے پور۔ اُکھنپور وغیرہ تھے۔ ان لوگوں کی آبادکاری

Marfat.com

کے وقت تک روہیل کھنڈ (بشمول ضلع پیلی بھیت و بریلی) کا پورا علاقہ انگریزوں کے زیرنگیں آچکا تھا اور ان آباد کاروں کو بسانے کے لیے انگریز کمشنر LORD DRIAE نے جنگلات صاف کرائے تھے۔ یہ زمین چونکہ بہت زرخیز تھی اس لیے یہ لوگ بھی جلدی خوش حال ہو گئے اور اچھی جائدادیں بنالیں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے موقع پر انگریز پسپا ہوتے ہوئے پناہ کی تلاش میں پیلی بھیت و بریلی کے ان دُور دراز دیہات تک پہنچے جہاں ارائیں آباد کار رہتے تھے۔ راقم کی ایک بزرگ پھوپھی نے جن کی عمر تقریباً سو سال تھی بتایا کہ غدر (جنگ آزادی) کے دنوں میں انگریزوں کی عورتیں اور بچے ان دُور دراز علاقوں میں چھپتے پھرتے تھے۔ لیکن چونکہ عوام ان کے خلاف تھے اس لیئے اکثر جگہوں پر انہیں قتل کر دیا جاتا تھا صرف چند لوگوں نے انہیں چھپانے پر آمادگی ظاہر کی اور اس کے صلے میں انہیں بعد میں جاگیریں دی گئیں۔ ان میں اُودے پور کی جاگیر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

ضلع پیلی بھیت و بریلی کی ان ارائیں آبادیوں میں سے بیشتر ابھی تک اسی طرح قائم ہیں۔ صرف چند گاؤں انقلاب زمانہ سے تباہ ہو گئے۔ تقسیم کے بعد برادری کی نئی نسل کے تقریباً پچاس فی صد افراد ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور وہ زیادہ تر کراچی اور سکھر میں آباد ہوئے۔ چند ملازم پیشہ افراد مردان۔ پشاور، کوہاٹ۔ نوشہرہ۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ لائل پور۔ شکارپور۔ ٹھٹھہ۔ دادو۔ میرپورخاص۔ شادی پلی اور لاڑکانہ میں بھی آباد ہیں۔

بریلی و پیلی بھیت کی ارائیں برادری نے تقریباً دو سو سال میں سیاسی، معاشی، سماجی اور تعلیمی میدانوں جو کام کیے ان کا ذکر یہاں ضروری ہے۔ انہوں نے تقریباً تمام علاقے میں مدرسے قائم کیے اور عربی و فارسی کی تعلیم کو خوب فروغ دیا۔ ان میں کرگھنیاں۔ دھوندری مونڈیا اور ڈانگ کے مدرسے خاص طور پر قابلِ ذکر تھے۔ کرگھینے کا مدرسہ حاجی قدرت علی صاحب نے قائم کیا تھا اور یہ مدرسہ تقریباً ایک صدی تک چلتا رہا۔ حاجی قدرت علی صاحب کے صاحبزادے حاجی عبدالرحمٰن صاحب بھی اس کی سرپرستی فرماتے رہے لیکن ان کے بیٹے حاجی سعیدالرحمٰن صاحب کے زمانہ میں یہ مدرسہ ختم ہو گیا۔ دھوندری کا مدرسہ شیخ منظور احمد صاحب رئیس دھوندری کی وفات کے بعد اس گاؤں کے محکمہ اوقاف میں چلے جانے

Marfat.com

کے بعد اپنی آمدنی سے شروع ہوا،
اور تقریباً ۵۰ سال کام کرتا رہا۔ موجودہ صدی کے اوائل میں حافظ عبدالرشید صاحب کر گھینوی اس کے سیکرٹری تھے۔ اس مدرسے کے تعلیم یافتہ حضرات میں حاجی فہیم الدین صاحب ایم اے جی (ریٹائرڈ) حال مقیم راولپنڈی اور میاں عبدالخالق صاحب جیلانی ڈی سی ایم اے (راولپنڈی) قابلِ ذکر ہیں۔ یہ مدرسہ اب ہائی سکول کی شکل میں تبدیل ہو گیا ہے اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے تحت آگیا ہے۔

مونڈیا کا مدرسہ بھی نہایت کامیابی سے تقریباً ایک صدی تک قائم رہا۔ جناب فضل حق خیر آبادی بھی اسی مدرسے میں تعلیم دیتے رہے۔ میاں سعید احمد صاحب منڈیری (کراچی) کے والد میاں حبیب احمد صاحب نے اسی مدرسے سے تعلیم حاصل کی۔
پیلی بھیت کی ارائیں برادری کے لوگ انگریزی تعلیم اور سرکاری ملازمت دونوں سے کافی عرصہ تک متنفر رہے۔ لیکن بیسویں صدی کے اوائل میں انہوں نے اپنے نوجوانوں کو علی گڑھ یونیورسٹی بھیجنا شروع کر دیا۔ کر گھینے کے میاں فہیم الدین صاحب ایم اے جی (ریٹائرڈ) عبدالحفیظ نعیمی صاحب وکیل (حال پیلی بھیت) اور عبدالخالق جیلانی صاحب (راولپنڈی) اس علاقے کے پہلے فارغ التحصیل لوگوں میں سے تھے۔ ان کے علاوہ موجودہ صدی کے اوائل میں موضع ڈھکیا کے رئیس جلال الدین صاحب نے اپنے صاحبزادے وصال الدین صاحب کو انگلینڈ بھی بھیجا تھا۔ لیکن چند وجوہ کی وجہ سے وہ اپنی تعلیم مکمل نہ کر سکے اور ناکام واپس آئے۔ غلام یزدانی صاحب پی سی ایس (حال کراچی) اور محمود احمد جیلانی صاحب پی سی ایس (حال لاہور) بھی علی گڑھ کے تعلیم یافتہ تھے۔
معاشی اعتبار سے پیلی بھیت کی ارائیں برادری خاصی خوش حال تھی۔ موٹر کاروں کے رواج سے پہلے اکثر رؤسا اپنی سواری کے لیے ہاتھی پالتے تھے۔ ایک بزرگ میاں محمد اسحٰق صاحب منڈیوی کی روایت کے مطابق ۱۹۱۰ء میں ہماری برادری میں ۱۶ رئیس ایسے تھے جنہوں نے ہاتھی رکھے ہوئے تھے۔ موٹر کار کی ایجاد کے بعد غالباً ۱۹۲۲ء میں سب سے پہلے شیخ نذیر احمد صاحب رئیس ڈانگ نے موٹر کار خریدی تھی۔

Marfat.com

علم و ادب کے فروغ نے اس برادری میں کئی سیاست دان۔ اساتذہ، شاعر حکیم اور ادیب بھی پیدا کیے۔ تقسیم سے پہلے اس برادری کے امتیاز احمد باطلی صاحب (کھمریوی) کئی سال تک یوپی اسمبلی کے ممبر رہے۔ جناب سعید احمد (منڈیا) بھی ۱۹۴۶ء کے انتخاب میں یوپی کی صوبائی اسمبلی کے ممبر بنے اور بعد میں جب ہجرت کرکے کراچی آئے تو یہاں بھی کراچی کارپوریشن کے کونسلر رہے۔ تقسیم کے بعد بھی باوجود اس امر کے کہ تقریباً تمام نوجوان نسل پاکستان ہجرت کر آئی تھی ۱۹۵۶ء میں انیس الرحمٰن صاحب (سکٹیا) یوپی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوتے۔ تعلیم کے میدان میں بھی اس برادری نے خاصی ترقی کی۔ تقسیم سے پہلے ماسٹر انوار احمد صاحب مرحوم، ماسٹر اسمٰعیل صاحب (حال کراچی)، ماسٹر عبدالسلام (حال سکھر)، ماسٹر عبدالشکور صاحب علوی (حال کراچی)، ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (مادھوپوری)، اور کئی دوسرے اساتذہ نہایت اچھی شہرت کے مالک رہے۔ بھارت اور پاکستان کے مختلف تعلیمی محکموں میں پیلی بھیت کی ارائیں برادری کے مندرجہ ذیل افراد اس وقت بھی مصروف کار ہیں۔

۱۔ پروفیسر تاج الدین صاحب ایم۔اے۔ وائس پرنسپل ایچیسن کالج۔ لاہور

۲۔ پروفیسر ایم شفیق احمد ایم۔اے۔ شعبہ انگریزی۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

۳۔ پروفیسر محمد ارشد صاحب ایم۔اے شعبہ معاشیات گورنمنٹ کالج ناظم آباد کراچی

۴۔ پروفیسر احمد سعید صاحب ایم۔اے شعبہ نفسیات گورنمنٹ کالج ناظم آباد کراچی

۵۔ پروفیسر محمد عرفان صاحب ایم۔اے " معاشیات گورنمنٹ اسلامیہ کالج سکھر

۶۔ پروفیسر الطاف احمد صاحب ایم۔اے صدر شعبہ معاشیات اسلامیہ کالج۔ جناح روڈ کراچی

۷۔ ماسٹر اعجاز الرحمٰن صاحب ایم۔اے پبلک اسکول۔ ملیر کراچی

۸۔ ماسٹر حمایت احمد صاحب۔ گورنمنٹ اسکول۔ مردان

۹۔ محمد ادریس صاحب ایم۔اے لیکچرار پالی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ۔ کراچی

۱۰۔ میاں عبدالحامد جیلانی ایم ایس سی لیکچرار شعبہ سول انجینئرنگ۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

۱۱۔ پروفیسر حمید احمد ایم اے صدر شعبہ معاشیات۔ اسلامیہ کالج۔ پیلی بھیت (یوپی)

Marfat.com

۶۲۔ مس عائشہ ایم اے پروفیسر گورنمنٹ گرلز کالج سکھر

ڈاکٹری اور طب کے میدان میں بھی اس برادری کے چند لوگوں نے نمایاں مقام حاصل کیے۔ تقسیم سے پہلے ڈاکٹر عبدالغفور صاحب، ڈاکٹر جیلانی صاحب، حکیم سراج احمد صاحب اور رڑہ پور سے والے حکیم جھنڈو صاحب بڑی شہرت کے مالک تھے۔ پاکستان میں ڈاکٹر عقیل احمد صاحب (سکھر) ڈاکٹر صالح محمد (سکھر) ڈاکٹر عقیب احمد صاحب (سکھر) ڈاکٹر ذکیہ سلطانہ دختر صغیر احمد صاحب (کراچی) ڈاکٹر فیروزہ اسرار، ناظم آباد (کراچی) ڈاکٹر سلطانہ اقبال (حال سعودی عرب) نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

ہجرت کے بعد پاکستان کی افواج اور ایئر فورس میں بھی بیلی بھیت کی ارائیں برادری کے نوجوانوں نے خوب حصہ لیا اور اس وقت بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ میاں فہیم الدین صاحب ایم۔ اے، ایم اے جی (ریٹائرڈ) حال راولپنڈی

۲۔ میاں عبدالخالق جیلانی ایم۔ اے، ڈی سی ایم اے 〃 〃

۳۔ کیپٹن سلیم فہیم الدین صاحب انجنیئر پاکستان آرمی لشکر گڑھ بارڈر

۴۔ میاں بدرالدین ایم ایس سی۔ اکاؤنٹنٹ۔ پاکستان مشین ٹولز فیکٹری۔ لانڈھی

۵۔ میاں طفیل احمد صاحب ایم اے سپرنٹنڈنٹ۔ ایئر ہیڈ کوارٹر۔ پشاور

۶۔ کیپٹن شمشاد احمد (شہید) پاکستان نیوی (غازی)

۷۔ میاں اخلاق احمد (نیوی) (حال پی۔ او۔ ڈبلیو) بھارت

۸۔ صدیق احمد صاحب ڈی سی ایم اے کوئٹہ

۹۔ امتیاز احمد صاحب نیوی بیس۔ ماڑی پور۔ کراچی

۱۰۔ میاں اشرف حسین۔ کنسلٹنٹ انجنیئر، کراچی۔ صدر

بیلی بھیت کے ارائیوں میں علم و ادب و شاعری کو کافی فروغ ہوا۔ اردو و فارسی کی تعلیم عام ہونے سے علمی ذوق بھی نکھرا اور فارغ البالی نے اسے خاصی جلا بخشی۔ موضع ڈھکیہ کے جلال الدین صاحب مرحوم جو جلال تخلص فرماتے تھے۔ بڑے اچھے قادرالکلام شاعر تھے۔ ان کی ایک غزل کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

تم آؤ تو مے خانے میں اک لطف ہے زاہد
پینا نہ سہی ! مردِ خدا دیکھتے رہنا
واں زلفیں سنواری گئیں اُمڈے ہیں ادھر اشک
کس رُخ پہ برستی ہے گھٹا دیکھتے رہنا

ایک اور بزرگ جناب محمد اسحٰق صاحب (منڈیا) جو بے صبر تخلص فرماتے ہیں ابھی بقیدِ حیات ہیں اور کراچی (فیڈرل بی ایریا) میں مقیم ہیں آم کی تعریف میں ان کے قلم سے چند شعر درج ذیل ہیں۔ یہ اشعار انہوں نے ۱۹۳۰ء کے قریب لکھے تھے۔

جس سرزمین پہ آم کی فصلِ بہار ہے
اس پہ نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے

تاروں بھری ہے رات ہر ایک آم کا درخت
صبح بہار خلد بھی اس پر نثار ہے
حوروں کے گوشوارے ہیں جو آم سبز ہیں
"دُرِ عدن سفید" دُرِ شاہوار ہے

- - - - - - - - - -

سندوریا، میں رنگ گُلِ رُوئے یار ہے
جنت سے بھیجے حضرت آدم کے ساتھ ساتھ
یہ آم خاص بخششِ پروردگار ہے
اللہ کا "الف" ہے محمد کا "میم" ہے
یوں ہم کو ان سے اُلفت دیوانہ وار ہے

یہی بزرگ ایک اور جگہ کراچی کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

اے کراچی اے نگارِ انقلاب
تجھ سے بوئے دوستاں آنے لگی

جیسا کہ اُوپر ذکر کیا گیا پہلی جمعیت کی ارائیں برادری میں سیاسی بیداری بھی کافی

Marfat.com

موجود تھی۔ ۱۹۲۲ء میں آل انڈیا ارائیں کانفرنس پیلی بھیت میں ہوئی۔ اس کانفرنس میں پنجاب سے شامل ہونے والے سردار محمد شفیع صاحب (عثمان والا) ابھی بقید حیات ہیں۔ اس کے بعد جالندھر اور لاہور میں جو ارائیں کانفرنسیں ہوئیں ان میں پیلی بھیت برادری کی طرف سے محمد جیلانی صاحب امتیاز صاحب اور کئی دوسرے بزرگ جواب اس دنیا میں موجود نہیں شریک ہوتے رہے۔

مہاجرین از پیلی بھیت

حافظ محمد اسحاق صاحب

آپ پوری پیلی بھیت بریلی کی ارائیں برادی میں معمر ترین انسان ہیں۔ آپ کی عمر تقریباً ۹۰ سال ہے۔ آپ کو سیاحت کا بے انتہا شوق ہے۔ شاعر بھی ہیں۔ بے صبر تخلص فرماتے ہیں، آپ کا دیوان محفوظ ہے۔

آپ ضلع بریلی میں موضع مونڈیا نبی بخش کے رہنے والے ہیں۔ ۵۲ ۱۹ میں ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ آپ کی زمینوں کی دیکھ بھال دادو میں آپ کے داماد ابرار احمد جیلانی کر رہے ہیں۔ آپ کی تین صاحبزادیاں ہندوستان میں ہیں۔ آپ کے ایک صاحبزادہ محمد عارف بھی ابھی تک ہندوستان میں ہیں۔ آپ اپنی صاحبزادی مصطفائی خاتون کے ساتھ ۱۶-اے بلاک ۸ فیڈرل بی ایریا میں رہائش پذیر ہیں۔

میاں محمد صدیق صاحب

آپ ۱۱ جون ۱۹۱۰ء کو موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حافظ رفیع الدین ضلع پیلی بھیت کے با اثر زمیندار تھے۔

میاں صدیق احمد صاحب کو شہر پیلی بھیت میں مسلم لیگ کے سرگرم رکن کی حیثیت سے نمایاں مقام حاصل تھا لیکن میونسپل کمیٹی پیلی بھیت کے انسپکٹر کے عہدہ پر ہوتے ہوئے حکومت کو ان کی سرگرمیاں ایک آنکھ نہ بھائیں۔ چنانچہ تقسیم ہند کے بعد ناپسندیدہ اشخاص کی فہرست میں شامل کر کے آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔ قصور صرف مسلم لیگی ہونا اور مسلمانوں کی رہنمائی

Marfat.com

کا تھا لیکن پیلی بھیت کے راجہ خاندان نے آپ کو راتوں رات پاکستان بھیجنے کے انتظامات کرادیئے۔
آپ مختصر سے کنبہ کے ہمراہ چھوٹے بھائیوں اور ماں سے جدا ہو کر کس مپرسی کے عالم میں جو کچھ لا سکتے تھے معمولی اثاثہ لے کر پاکستان تشریف لائے۔
آپ نے آتے ہی ۱۹۴۷ء میں سائٹ کنٹریکٹر کی حیثیت سے خیرپور اسٹیٹ میں کام شروع کردیا اس کے علاوہ سکھر میں گرین پروکیورمنٹ کا کام بھی کیا۔ آپ کی زمینیں سکھر کے نزدیک، گوسرجی شیرکوٹ اور نوردہ میں ہیں۔
آپ نے دسمبر ۱۹۷۰ء میں برادری کے اصرار پر سکھر سے ہجرت کرکے کراچی کو اپنا مستقر قرار دیا ہے۔ یہاں پر آپ کو پیلی بھیت کوآپریٹو سوسائٹی کا صدر منتخب کرکے اپنی برادری کے لئے کراچی کی نئی اسکیموں میں زمینیں حاصل کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔
خدا کا شکر ہے زمین مل گئی ہے۔ اس پیلی بھیت کوآپریٹو سوسائٹی میں ۹۵ فیصد بریلی، پیلی بھیت رامپور اور نینی تال اضلاع کے ارائیں حضرات ہیں پیلی بھیت سوسائٹی کا دفتر فرید چیمبر ۳۷۔ اے نزد جبیس ہوٹل پاک مہندس کنسٹرکشن کمپنی کراچی سے وابستہ ہے۔
آجکل آپ اپنی تین منزلہ کوٹھی نمبر ڈی ۲۰۶ بلاک ۴ فیڈرل بی۔ ایریا میں سکون کی زندگی گذار رہے ہیں۔ آپ کے ایک لڑکے محمد اظہر امریکہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

حاجی ابراہیم صاحب

آپ سکھر کی ارائیں برادری کے نہایت خوشحال فرد ہیں۔ تجارت اور معاملہ فہمی میں بہت مشہور ہیں۔ آپ ہندوستان میں موضع مونڈیا جاگیر ضلع بریلی کے رہنے والے ہیں۔ آپ ۱۹۶۲ء میں بھارت سے ہجرت کرکے آئے لیکن اس سے پہلے ہی آپ کے صاحبزادہ میاں محمد اسمٰعیل پاکستان آگئے تھے اور انہوں نے پاک پتن شریف میں کاروبار کیا، بعد میں سکھر میں ابراہیم کلاتھ ہاؤس کے نام سے دوکان کھولی جو شاہی بازار میں واقع آج بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ شکارپور روڈ پر ایک پٹرول پمپ چل رہا ہے۔ آپ کے دو اور صاحبزادے ڈاکٹر صالح اور طلحہ بہت شہرت کے مالک ہیں۔ آپ کی رہائش گاہ بکھر چوک رائل روڈ پر واقع ہے۔

Marfat.com

میاں عبدالقیوم صاحب

آپ کے والد کا نام میاں ریاض الدین تھا آپ کی پیدائش اگست سنہ ۱۹۲۳ء میں موضع دیا بورہ ضلع بریلی میں ہوئی۔ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۵۰ء کو آپ بھارت سے ہجرت کر کے سکھر تشریف لائے۔ یہاں آکر آپ نے اپنی جدوجہد کا آغاز شاہی بازار میں جوتے کی دوکان کھول کر کیا لیکن یہ دوکان صرف ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۲ء تک رہی اس کے بعد صابن سازی کے کام کا آغاز کیا اور ۱۹۵۷ء تک سوپ فیکٹری چلانے کے بعد کیمیکل انڈسٹری کی طرف راغب ہو گئے، جہاں ۱۹۵۸ء سیبا گائیگی پاک لمیٹڈ سے کاسمیٹک کی ایجنسی حاصل کی۔ اس کے بعد گلیکسو لیبارٹریز پاک لمیٹڈ سے ۱۹۶۳ء میں لیکوئڈ گلوکوز کی ایجنسی حاصل کی اور ۱۹۶۶ء میں سندھ الکلیز لمیٹڈ کراچی کے توسط سے کاروبار کیا۔ سکھر کے لئے آپ نے اسی کمپنی سے ڈسٹری بیوٹر شپ حاصل کی۔ آج بھی آپ کا کاروبار فاران ٹریڈنگ کمپنی (Faram Trading Co) کمپنی کے نام سے سکھر میں چل رہا ہے۔ آفس شہید گنج میں ہے۔ فون نمبر ۳۳۷۷ ہے۔ آپ نے اپنے مکان پر ارائیں ہاؤس جلی حروف میں لکھوایا ہے۔ یہ مکان عبیدی گلی میں واقع ہے۔ مکان کا نمبر اے ۱۲۹۰ ہے گھر کا فون نمبر ۳۳۵۷ ہے۔

میاں بدرالحسن صاحب

آپ کے خاندان کا ذکر موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت کی تاریخ کا اہم حصہ ہے آپ کے والد میاں ذکی الدین تحریک خلافت کے علمبردار تھے۔ انگریزوں کے عہد میں آپ نے اس وجہ سے جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ اہل کھمریا آپ کی مسلم نوازی کو بڑی قدر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آخری بار جب آپ جیل کاٹ کر آئے تھے تو گرد و نواح کی ساری آبادی آپ کا استقبال کرنے کے لئے پوٹا کھمریا ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو گئی۔ جوش عقیدت کا یہ عالم تھا سب لوگ اپنے اپنے گھروں سے دریاں چادریں اور قالین لے کر ملنے آئے تھے تاکہ راستہ میں ان کو بچھا دیں کیوں کہ آپ کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے، لوگ چاہتے تھے آپ کو گھر پہونچنے میں تکلیف نہ ہو۔

آپ کا مکان موضع کھمریا کے وسط میں تھا۔ بڑے بڑے وعظ آپ ہی کے مکان پر ہوتے

Marfat.com

تھے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں گولہ چھوڑنے، سحری کو نقارہ بجوانے کا انتظام کرنے کی سعادت اسی گھرانے کو حاصل تھی۔

آپ بہت منکسر المزاج ہیں، جوانی کی عمر میں شکار کے بہت شوقین تھے، آپ کی سفید چت کبری گھوڑی کے قصے آج بھی نئی نسل بڑے فخر سے ایک دوسرے کو سناتی ہے۔

کھریا موضع کے قریب چند میل کے فاصلہ پر رائے پور نام کا ایک گاؤں آباد ہے جس میں قریب قریب ساری آبادی جاٹوں اور ٹھاکروں سے بھری ہوئی ہے۔ بدقسمتی سے اس زمانہ میں چند مسلم خاندان وہاں پر آباد ہو گئے تھے۔ یہ ٹھاکر لوگ ان مسلمانوں سے بیگاریں لیتے اور طرح طرح سے ان کو تنگ کرتے تھے۔ ان مسلمانوں نے میاں بدر الحسن سے اس مصیبت سے نجات دلانے کی گذارش کی۔ میاں بدر الحسن نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا، جوانی کا جوش اور پھر خاندانی شرافت رنگ لائی، کھلم کھلا ان مسلمانوں کی مدد کو آگئے۔ ان مسلمانوں کو کھریا میں آباد کرنے کا منصوبہ بنایا گیا لیکن جب ان غریب مسلمانوں نے رائے پور سے ہجرت کی تیاری کی تو تمام ٹھاکر اور دوسرے ہندو مسلح ہو کر آگئے اور اپنے وقار کا سوال بنا کر کہا یہ لوگ یہاں سے قیامت تک نہ جا سکیں گے۔ یہ ماجرا سن کر آپ کا جوش حمیت موجزن ہو گیا۔ فوراً چند جیالے بندوق چلانے والے ساتھی جمع کئے اور کچھ بنوٹی گھمانے والے لٹھ باز ہمراہ لئے لیکن اس خبر کے پہونچتے پہونچتے ٹھاکر بھی غیض و غضب سے دیوانے ہو گئے، انہوں نے بھی قرب و جوار کے ہندو گاؤں سے آناً فاناً بندوق، تلوار، کرپان اور لاٹھی چلانے والے لوگ بلانے کا بندوبست کیا۔ غرض یہ حال دیکھ کر میاں بدر الحسن نے بھی مسلمانوں کے جوش جہاد اور جذبۂ اسلامی کو جگایا، مسلمان تعداد میں اطراف کی آبادی دیکھتے ہوئے بہت کم تھے، پھر بھی پانچسو مسلمان آپ کی سرکردگی میں لڑنے مرنے کو آمادہ ہو گئے جبکہ اہل ہنود کم از کم دس ہزار اکٹھے ہو گئے، معاملہ کی نوعیت کچھ اس طرح کی تھی کہ کوئی فریق بھی پیچھے ہٹنے کو اپنے وقار کی توہین سمجھ رہا تھا، بزرگوں نے میاں بدر الحسن کو سمجھانے کی کوشش کی اور کہا تم کہاں اس جم غفیر کا مقابلہ کر سکو گے، باز آجاؤ، لیکن اب حریت پسندوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنا آسان کام نہ تھا، غرض پانچسو آدمیوں کا قافلہ سر پر کفن باندھ کر مسلمانوں کی مدد کو پہنچا، جیسے ہی یہ لشکر رائے پور کی حدود میں داخل ہوا ہندوؤں نے پیچھے ہٹ کر مسلمانوں کو گاؤں کے اندر آنے کا موقعہ دیا۔ غرض مسلمان ان پریشان حال

Marfat.com

مسلمانوں تک پہونچ گئے لیکن جوں ہی سب نے چلنے کی تیاری شروع کی، دس ہزار ہندوؤں نے آبادی کی آڑ لے کر مٹھی بھر مسلمانوں پر یلغار کردی، تلواروں، کرپانوں، بلموں اور لاٹھیوں کا آزادانہ استعمال ہوا مسلمانوں نے ہمت و حوصلہ کے جوہر دکھائے۔ بندوقوں کا آزادانہ استعمال ہوا لیکن ہندوؤں کی اکثریت اس خوں ریز منظر کا سامنا نہ کرسکی اور بہت بڑی تعداد میں ہندو مارے گئے اور بے شمار زخمی ہوئے، مسلمان زخمی تو ضرور ہوئے لیکن شہید کوئی نہ ہوا جب ہندوؤں کے کچھ مایۂ ناز بہادر لقمۂ اجل بن گئے اور سینکڑوں زخمی ہوگئے تو ہندو بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس طرح مظلوم خاندان تو بچ کر نکل آئے لیکن انگریزوں کا زمانہ تھا پوری کمشنری حرکت میں آگئی۔ پولیس نے فوراً موضع کھمریا کا محاصرہ کرلیا۔ گھر گھر کی تلاشی لی گئی، لیکن میاں بدرالحسن مع چند ساتھیوں کے پولیس کی دسترس سے نکل گئے تھے، مگر کیس جب عدالت میں پہنچا تو کچھ لوگوں کو قید کی سزا ملی۔

ہجرت کے بعد آپ سکھر میں آباد ہوئے زیادہ تر لوگ ان کو بدرالحسن کے نام سے جانتے ہیں۔ آڑھت کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان کی کراچی کی رہائش گاہ: ۸۹۔ اے۔ بلاک آئی گلشن اقبال اسکیم ۲۴ ہے۔ جبکہ سکھر میں کوئنس روڈ پر ان کی رہائش کو ہر شخص جانتا ہے۔ ان کی ایک ایک لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ کینیڈا میں ہے اور ایک صاحبزادہ ذکی سعید امریکہ میں ہے۔

نوشابہ بیگم عبدالقدیر نعیمی (مرحوم)

آپ کے شوہر عبدالقدیر نعیمی مشہور وکیل عبدالحفیظ نعیمی پیلی بھیت (حال) کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ آپ کے مرحوم شوہر کے دادا جد الرشید صاحب موضع کرگینہ ضلع پیلی بھیت کے بڑے رئیسوں میں شمار ہوتے تھے آپ کے مرحوم شوہر نے فوٹوگرافی میں کمال عروج حاصل کیا کئی سال سرکاری فوٹوگرافر کی حیثیت سے کام کیا۔ فن فوٹوگرافی پر آپ نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جو تمام فوٹوگرافر حضرات کو گائیڈ کا کام دیتی ہے۔ آپ کے مرحوم شوہر کے فوٹو اسٹوڈیو کی بڑی شہرت تھی۔ انتقال کے کچھ عرصہ بعد تک نمک خوار ملازمین اس اسٹوڈیو کو چلاتے رہے لیکن لیکن آخرکار اسٹوڈیو کو بند کرنا پڑا۔ آپ بڑے صبر اور تحمل کے ساتھ بیوگی کی زندگی گذار رہی ہیں۔

Marfat.com

آپ فوٹو آرٹ کمرشل ایریا سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں قیام پذیر ہیں۔

احمد اللہ صاحب

آپ یکم جولائی ۱۹۱۶ء کو موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں پیلی بھیت گورنمنٹ ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۳۵ء میں بریلی کالج بریلی سے انٹر پاس کیا۔ ۱۹۳۶ء سے پیلی بھیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آفس میں سرکاری ملازمت اختیار کی، مئی ۱۹۴۲ء میں ڈیپوٹیشن پر دہلی بسلسلہ ملازمت چلے گئے۔ وہاں پر تقسیم کے وقت تک محلہ قرولان میں رہے۔ تقسیم کے وقت آپ پاکستان تشریف لے آئے۔ ۱۳ر اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی پہونچ گئے۔ ۱۹۴۹ء میں فارسی میں آنرز کا امتحان پاس کیا اور ملازمت کے دوران ہی آپ نے ۱۹۵۰ء میں بی۔اے پاس کیا۔ یکم اگست ۱۹۶۵ء کو آپ محکمہ فوڈ اینڈ ایگریکلچر سے سیکشن آفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہو گئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے پاک اور نٹیل کارپٹ انڈسٹریز کا کاروبار کیا۔ اس کے علاوہ پولٹری فارم کو چلانے کی مہارت حاصل کی۔ آپ کی بیگم نے انڈسٹریل ہوم قائم کیا۔ آجکل آپ کی بیگم انڈسٹریل ہوم سے متعلق تکنیکی معلومات حاصل کرنے انگلستان گئی ہوئی ہیں۔ رہائش اپنی بیٹی اور داماد کے پاس ہے۔

آپ نہایت نیک، پرہیزگار، باسلیقہ انسان ہیں۔ آپ آجکل ایم۔ ۶۴۔ ۲۔ پی ای سی ایچ ایس میں الفلاح مسجد کے سامنے رہائش پذیر ہیں نہایت خوشحال زندگی گذار رہے ہیں، آپ کا فون نمبر ۴۳۱۴۸۱ ہے آپ کے دو صاحبزادے محمد اسلم اور اشرف ہیں۔ محمد اسلم ایسوشیئیٹ انجینئر، کیمیکل مشین ٹول فیکٹری لانڈھی کراچی میں اور محمد اشرف ریڈیو الیکٹرونک پاکستان نیوی میں ایسوشیئیٹ انجینئر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

عبدالخالق جیلانی صاحب

آپ ڈپٹی کنٹرولر آف ملٹری اکاؤنٹ کے فرائض انجام دے رہے ہیں آپ کا تعلق ہندوستان میں موضع کرگہنہ ضلع پیلی بھیت سے ہے آپ کے والد عبدالرشید صاحب کا شمار پیلی بھیت کے بڑے رئیسوں میں ہوتا ہے۔ آپ مرحوم عبدالقدیر نعیمی کے حقیقی چچا اور فہیم الدین صاحب (ایم لے جی) ریٹائرڈ کے برادر نسبتی ہیں۔ آپ نہایت سادہ مزاج انسان ہیں، آپ آج کل ۲-۱ای۔ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں قیام پذیر ہیں۔

Marfat.com

شمشاد احمد ولد رحیم الدین

آپ کی ابتدائی تعلیم شہر پیلی بھیت میں ہوئی۔ بعد میں علی گڈھ یونیورسٹی سے آپ ایم۔ ایس۔ سی کیا۔ آپ کی شادی موضع ڈانگس کے رئیس خاندان میں ہوئی ہے۔ آپ بیروت روم لندن بسلسلہ تعلیم جا چکے ہیں، ابھی حال ہی میں آپ کناڈا بسلسلہ ملازمت جا رہے تھے کہ افغانستان میں پاسپورٹ گم ہو گیا اور آپ کو واپس آنا پڑا۔ آپ آج کل ہیلتھ ڈویژن میں سٹیٹ سٹیکل آفیسر ہیں۔ ۲۰۔ ای۔ جی۔ ۴/۶ اسلام آباد میں قیام پذیر ہیں۔

فہیم الدین صاحب

آپ موضع کرگہنہ ضلع پیلی بھیت میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم دھندری کے مدرسہ میں پوری کی بعد میں علی گڈھ یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم اے کیا۔ تقریباً دو سال علی گڈھ یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم اے کیا۔ تقریباً دو سال علی گڈھ یونیورسٹی میں لیکچرار کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔ بعد میں ملٹری میں کمیشن حاصل کیا۔ آخر میں ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ نے اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر بھیجا ہوا ہے۔ آپ کی وجہ سے برادری برادری کے لوگوں کو روزگار کی فراہمی میں کافی مدد ملی ہے۔ آپ نہایت ہی رحمدل اور با اصول انسان ہیں، آج کل کراچی میں کلفٹن پر حسین ڈی سلوا فلیٹ میں ریٹائرمنٹ کی زندگی گذار رہے ہیں۔ کبھی کبھی راولپنڈی میں بھی اپنی قیام گاہ پر چلے جاتے ہیں۔

تاج الدین صاحب

آپ موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت میں پیدا ہوئے، آپ کے والد حمید الدین صاحب موضع کھمریا کے بڑے زمیندار تھے۔

آپ محکمہ ریلوے میں عرصہ تک مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے، شکارپور، پٹ عیدن، میرپور خاص اور لانڈھی کراچی میں آپ نے اسٹیشن ماسٹر کی حیثیت سے اپنے فرائض بڑی تندہی سے انجام دیئے ہیں، آپ کے بڑے صاحبزادہ ظفر کناڈا میں بڑے اہم عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔

Marfat.com

چھوٹا لڑکا اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن میں مقیم ہے۔ گذشتہ سال آپ حج کے بعد انگلستان میں اپنے لڑکے اور لڑکی سے ملنے گئے تھے، لڑکی اور داماد نے بھی مستقل سکونت لندن میں اختیار کر لی ہے۔ آپ کی کوٹھی کا نمبر ایل ۲/۱۲۱ بالمقابل الفلاح مسجد پی ای سی۔ ایچ۔ ایس ہے۔

ابرار احمد صاحب

آپ موضع مونڈیا نبی بخش میں ضلع بریلی میں ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ قصبہ بہیڑی میں ۱۹۳۹ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک نوٹیفائڈ ایریا کے سیکرٹری رہے۔ اس کے بعد شہر بیلی بھیت میں کاروباری فضا سازگار دیکھ کر وہاں منتقل ہو گئے۔ آپ کے آٹا پیسنے والے انجن اور آرا مشین کے علاوہ اور بھی کاروبار تھے۔ لیکن جلد ہی آپ کو احساس ہو گیا کہ مسلمانوں کی بقاء ہندوستان میں ممکن نہیں ہے، چنانچہ ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے سکھر آ گئے۔ سکھر میں مدتوں کاروباری صلاحیت کا مظاہرہ کرتے رہے آپ کے بڑے صاحبزادے امتیاز احمد اندرون سندھ مشین سازی کا کام جاننے کی وجہ سے خاطر خواہ استفادہ کر رہے ہیں۔ دوسرے لڑکے اخلاق احمد نے این۔ ای۔ ڈی کالج سے ۱۹۵۸ء میں انجینئرنگ کا امتحان پاس پاس کیا۔ وہ آجکل چک درا میں ڈپٹی چیف انجینئر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ تیسرے لڑکے اوصاف احمد نے ملٹری میں ۱۹۶۵ء میں کمیشن حاصل کیا۔ ۱۹۶۹ء میں کیپٹن کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کے فرنٹ پر بھیج دیا گیا، جہاں بریلی کیمپ نمبر ۵۸ میں اسیری کے دن گذار کر واپس آئے ہیں، آپ نے دوران اسیری ایک غزل جمیل الدین عالی کی نظم کے جواب میں اپنے عزیزوں کو لکھ کر بھیجی تھی جس کو ریڈیو اور ٹی وی پر بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ لاہور سے خصوصیت سے اس کی ریکارڈنگ ہوئی، اس کے بول اس طرح تھے: "اے دیس کی ہواؤ واپس لوٹ جاؤ" وغیرہ۔ ابرار احمد صاحب کے چوتھے صاحبزادہ کیپٹن محمد اشرف راجستھان سیکٹر میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا چکے ہیں۔ اجمیر شریف کے گنبد نظر آنے لگے تھے کہ پوشیدہ میزائل اور راکٹوں سے آگاہی نہ ہوئی پھر ایئر کوریج بھی نہ مل سکا۔ زخمی ہوئے پھر بھی حوصلہ بلند تھا لیکن حکومت نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ابرار احمد صاحب کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی جو زیر تعلیم ہیں۔ آجکل آپ بزنس مین بن گئے ہیں۔ آپ کا بنگلہ نمبر ۲/۹۶۰ - ۹۵۹ عزیز آباد فیڈرل

Marfat.com

میاں محمد امجد صاحب

آپ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۰ء کو موضع مونڈیا نبی بخش میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ سب سے پہلے ملٹری فنانس میں ملازمت اختیار کی اور کراچی میں تغلق ہاؤس میں منسٹری آف فنانس میں خدمات سرانجام دیتے رہے اس کے بعد اسلام آباد ٹرانسفر ہو گئے۔ آپ کی زمینیں شکار پور کے نزدیک گڑھی یاسین میں ہیں، لیکن اُن سے فارغ ہو گئے ہیں۔ وقت پر کسی کے کام آنا فرض سمجھتے ہیں۔ رواداری آپ کا خاصہ ہے۔ آپ آجکل ۲۲/۲ ڈی ایف ۶/۱ اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ مستقل رہائش گاہ ۶۵۰/۲ فیڈرل بی۔ ایریا، کراچی ہے۔

سعید احمد صاحب

آپ ۱۹ فروری ۱۹۱۶ء کو موضع مونڈیا نبی بخش ضلع بریلی میں پیدا ہوئے، آپ کے والد مولوی حبیب احمد صاحب کا بڑے زمینداروں میں شمار ہوتا تھا۔ چونکہ مولوی حبیب احمد صاحب کو تجارت اور کاروبار کا بہت شوق تھا اس لئے رامپور میں بجو خاں کے گھر کے پاس شیش محل نامی مقام پر رہائش اختیار کر لی۔ مولوی حبیب احمد صاحب نے نواب رامپور کے توسط سے کچھ ٹھیکیداری کا سلسلہ شروع ہی کیا تھا کہ انتقال فرما گئے۔

والد کے انتقال کے بعد بڑے بھائیوں نے آپ کی سرپرستی کی۔ بڑے بھائی محمد احمد صاحب کے مقابلہ میں آپ منجھلے بھائی عنایت احمد صاحب سے بہت متاثر تھے لیکن بدقسمتی سے منجھلے بھائی کا بھی جلد ہی انتقال ہو گیا، چنانچہ ان کے انتقال کے بعد آپ کنبہ سے اپنے آپ کو الگ تھلگ محسوس کرنے لگے۔ لہٰذا اپنی جائداد کا کچھ حصہ فروخت کر کے شہر بریلی میں مستقل سکونت اختیار کی اور تجارت شروع کر دی۔ شہر بریلی میں کتب خانہ پر اوپیرا ریڈیو ہاؤس نام کی عظیم الشان دوکان تھی جس کی مثال آج بھی بریلی میں نہیں ملتی۔ بعد میں آپ نے کاروں کی خرید و فروخت کا کام بھی شروع کر دیا۔ غرض دیکھتے ہی دیکھتے دولت کی ریل پیل ہو گئی لکھ پتی آدمی بن گئے۔ آخر ۱۹۴۶ء میں آپ بریلی اور نینی تال ضلع سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے اور ۵۰ ہزار روپے الیکشن پر آنے کے بعد آپ کامیاب ہو گئے لیکن تقسیم کے بعد مسلم لیگیوں کی مٹی پلید ہونا شروع ہو گئی، پھر بھی آپ ۵۱-۱۹۵۰ء تک ایم ایل اے کے فرائض انجام دیتے رہے، بعد میں پاکستان آگئے کراچی

Marfat.com

میں فاطمہ جناح کالونی میں رہائش اختیار کی، کچھ عرصہ کے لئے آپ فاطمہ جناح کالونی کے علاقہ کے میونسپل کمشنر رہے۔ بعد میں کلیم میں زمینیں ملیں، تو آپ زراعتی فارم پر توجہ دینے لگے۔ آج بھی آپ کی زمینیں لکھی نزد شکار پور میں واقع ہیں۔ باقاعدہ ٹریکٹر سے کاشت کراتے ہیں، نہایت حوصلہ اور عزم والے انسان ہیں۔ آپ کے دو بڑے لڑکے بغرض اعلیٰ تعلیم بیرون ممالک گئے ہوئے ہیں۔ ایک انگلستان میں ہے، دوسرا کناڈا میں، باقی بچے کراچی کے مختلف کالجوں میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ رہائش ۲۷ فاطمہ جناح کالونی کراچی ۵ میں ہے فون نمبر ۱۲۳۰۹ ہے۔

آفتاب الدین ولد رحیم الدین

آپ موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت میں پیدا ہوئے ۱۹۵۰ء میں پاکستان آگئے، شروع میں پی۔ اے۔ ایف میں ملازمت اختیار کی۔ پھر کچھ اقتصادی بہتری کو مدِنظر رکھتے ہوئے پی۔ آئی۔ اے میں ۱۹۶۱ء میں شامل ہوگئے۔ آپ کا شمار پی۔ آئی۔ اے کے بہترین انجنیروں میں ہوتا ہے آپ دنیا کے بیشتر ممالک اپنی ملازمت کے سلسلہ میں دیکھ چکے ہیں۔ آپ نے اپنی ملازمت کے دوران خصوصی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ احمد اللہ صاحب کے سب سے بڑے داماد ہیں۔ آپ آج کل کراچی میں ایم ۲/۶۴ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ ایس میں مقیم ہیں۔

بیگم ماسٹر انوار احمد صاحب

آپ کے شوہر ماسٹر انوار صاحب مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ بیوہ ہونے کے بعد بیگم صاحبہ نے اپنے بچوں کو خود سنبھالا۔ آپ کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، بڑا لڑکا شمشاد احمد نیوی میں لیفٹننٹ کمانڈر تھا غازی سب میرین میں ۱۹۷۱ء کی جنگ میں شہید ہوگیا۔ باقی دو لڑکے سجاد احمد اور آفاق احمد امریکہ چلے گئے ہیں۔ آفاق احمد جیلانی گربارڈ روڈ، پلین ویو، لانگ آئز لینڈ نیویارک ۱۱۸۰۳ امریکہ میں ہیں اور سجاد احمد جیلانی ۱۱۷۶ والنشیا ڈاکٹر فلرٹن کیلیفورنیا ۹۰۲۳۰ امریکہ میں مقیم ہیں، اس کے علاوہ چھوٹی صاحبزادی ریشہ بھی اب لندن سے کناڈا پہونچ گئی ہیں۔ بڑی صاحبزادی اور داماد جمیل احمد کوٹری بیراج پر ہیں۔ جمیل احمد صاحب بحیثیت انجنیئر کوٹری بیراج پر متعین ہیں۔ خود آجکل اپنی نواسی اور پوتوں کے ہمراہ بنگلہ نمبر ۵۵ ۹۔۹۰۷ عزیز آباد فیڈرل بی ایریا میں قیام پذیر ہیں۔

Marfat.com

محمود حسین عرف احسن

آپ اکاؤنٹس کے ماہر ہیں۔ ڈبلیو۔ پی آر ڈی سی میں سینئر کاسٹ اکاؤنٹنٹ کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ ہندوستان میں موضع پنڈری ضلع پیلی بھیت کے رہنے والے ہیں تعلیمی استعداد بڑھانے میں ان کی اپنی ہمت اور حوصلہ شامل ہے۔ آپ نہایت شریف النفس اور قناعت پسند انسان ہیں۔ خدمتِ خلق میں اُن کا کوئی جواب نہیں۔ گذشتہ سال آپ حج کے فرض سے بھی سبکدوش ہو گئے۔ آپ کی رہائش گاہ ۵/۳۳۴ فیڈرل بی ایریا دستگیر سوسائٹی کراچی ۳۸ میں ہے۔

پروفیسر احمد سعید صاحب

آپ ۱۹۳۰ء میں موضع گوپال ناگر ضلع بریلی میں پیدا ہوئے آپ کے والد میاں وحید احمد بڑے زمینداروں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے میٹرک ۱۹۴۹ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول پیلی بھیت سے کیا۔ پھر علی گڈھ چلے گئے۔ وہاں پر بی ایس سی کرنے کے بعد ۱۹۵۶ء میں ۱۹۵۶ء میں سائیکولوجی میں ایم ایس سی کیا۔ آپ کی شادی پیلی بھیت کے ممتاز وکیل (حال) عبدالحفیظ نعیمی کی لڑکی سے ہوئی۔ آپ شادی کے بعد پاکستان چلے آئے۔

آپ ۱۹۵۸ء سے تعلیمی محکمہ سے منسلک ہیں۔ نفسیات کے شعبہ میں لیکچرار رہے ہیں۔ آپ ملازمت کے سلسلہ میں ملتان، جہلم، پنڈی، پشاور، خیرپور وغیرہ ہو آئے ہیں۔ آجکل آپ گورنمنٹ کالج ناظم آباد میں شعبہ نفسیات کے صدر ہیں۔ رہائش گاہ ۲/۱۲۵ اجوہرا باد فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸ میں ہے۔

مولانا وقار الدین صاحب

آپ یکم جنوری ۱۹۱۵ء کو موضع کمریا ضلع پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حمید الدین تھا۔ آپ کی شادی مولانا انوار الحق صاحب کی (بڑی) صاحبزادی سے ہوئی۔ شادی کے بعد آپ فوراً پاکستان ہجرت کے لئے آمادہ ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی

Marfat.com

امین الدین صاحب اور تاج الدین صاحب کی طرح آپ نے بھی مشرقی پاکستان کو ہجرت کی۔ بڑے بھائی تو مغربی پاکستان میں تھوڑے ہی عرصہ بعد چلے آئے لیکن آپ ۱۹۷۱ میں سقوط مشرقی پاکستان کے المیہ سے کچھ عرصہ پہلے آئے۔ آپ کا ایک پرنٹنگ پریس اسلام آباد مارکیٹ کے سی ڈی روڈ چٹاگانگ میں واقع تھا، سب تباہ ہوگیا۔ بس صرف آپ معہ بچوں کے بخیریت کراچی پہونچ گئے۔ آجکل آپ دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ پر تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ دلائل اور حقائق سے کسی بات کو منوانے میں آپ کا جواب نہیں ہے۔ آپ نے جامعہ رضویہ بریلی سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۷ء میں تعلیم مکمل کی اور مدرسۂ منظر الاسلام میں ۱۰ سال مدرسی کی۔ آپ آجکل ہر جمعہ کو مسجد ابراہیم میں خطبہ دیتے ہیں۔ یہ مسجد فیڈرل بی ایریا بلاک ۶ میں واقع ہے۔ آپ کی رہائش گاہ ۲۷۵/۱۷ رحیم آباد فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸ میں ہے۔

صغیر احمد صاحب

آپ موضع کہمریا ضلع پیلی بھیت کے رہنے والے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ برما کے محاذ پر اپنی بہادری کے جوہر دکھلائے مسلمان فوجی کی حیثیت سے پاکستان تشریف لائے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ماری پور بیس پر آپ نے اپنی خدمات پیش کیں ۱۹۷۱ء کی جنگ میں سیالکوٹ سیکٹر پر تعینات تھے۔ اب ریٹائرمنٹ کے بعد آپ میاں شمس احمد جیلانی کے ساتھ میرپور خاص میں کھاد کا کام کر رہے ہیں۔ آپ کی رہائش ۳۹۷/۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸ میں ہے۔

غلام محمد جیلانی صاحب

آپ کا تعلق اُودے پور کے خاندان سے ہے۔ اُودے پور کے مشہور رئیس محمد جیلانی صاحب مرحوم آپ کے ماموں تھے۔ آپ نہایت ہی جفاکش اور محنتی انسان ہیں۔ آپ لپٹن کی چائے کمپنی میں ملازم ہیں۔ آج کل آپ میر پور ساکرو ضلع ٹھٹھہ میں تعینات ہیں۔ آپ کی کراچی کی رہائش گاہ سمن آباد میں ہے۔ مکان نمبر ۳۵۴/۱۸ ہے جو فیڈرل بی ایریا میں واقع ہے۔

Marfat.com

مقبول احمد ولد منیر احمد

آپ کا تعلق موضع نور پور ضلع پیلی بھیت سے ہے۔ آپ نے معاشیات میں ایم اے کیا ہے آپ سب سے پہلے سٹینڈرڈ بینک میکلوڈ روڈ پر اہم عہدہ پر فائز ہوئے۔ گھر کا پتہ ۸/۴۴۴ عزیز آباد فیڈرل بی ایریا کراچی ہے۔ آپ کی بیگم قیصر مقبول نے ایم اے معاشیات اور ایم۔ اے انگلش میں کیا ہے۔ بیگم کراچی کے مشہور اپوا کالج واقع کریم آباد میں بحیثیت لیڈی لیکچرار شعبہ انگریزی میں اپنے فرائض ادا کر رہی ہیں۔ آپ آجکل نیو نہم روڈ پر میمن مسجد کے پیچھے رہتے ہیں۔

عبدالشکور علوی صاحب

آپ مشہور مسلم لیگی ڈاکٹر عبدالغفور صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ نے درس و تدریس کا کام اسلامیہ اسکول پیلی بھیت میں ۱۹۴۰ء سے شروع کیا۔ بعد میں بڑے بھائی کے ہمراہ پاکستان تشریف لے آئے۔ آپ کے بڑے بھائی ڈاکٹر عبدالغفور صاحب ادبی نقادوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ وہ مشہور رسالہ حرم کے ایڈیٹر اور مالک بھی تھے۔ آپ کی بڑی لڑکی فیروزہ اسرار نہایت کامیاب ڈاکٹر ہے۔ اس کے علاوہ لڑکا جاوید شکور پولی ٹیکنیک میں لیکچرار ہے۔

آپ جس طرح تدریسی کام میں ماہر ہیں اسی طرح عملی زندگی میں ثابت قدم ہیں۔ آپ نے سکھر کے اسلامیہ اسکول میں مدتوں تک ہیڈ ماسٹری کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ریٹائر ہو کر کراچی میں آباد ہو گئے ہیں۔ آپ کی کوٹھی ۱۷۶ بی بلاک آئی نارتھ ناظم آباد کراچی ہے۔ فون نمبر ۶۱۵۸۶۲ ہے۔

اسرار احمد صاحب

آپ موضع پیرا ضلع بریلی میں پیدا ہوئے آپ کی تاریخ پیدائش یکم جولائی ۱۹۴۲ء ہے۔ ۱۹۶۳ء میں آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی سے بی ایس سی کیا۔ ۱۹۶۴ء میں پاکستان تشریف لائے لوذرکاسی نیشنل ہوٹل میں ملازمت اختیار کی۔ ۷۱-۱۹۷۰ء میں آپ کو منتظمین کی طرف سے مزید اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے آسٹریا بھیج دیا گیا، وہاں سے واپس آکر آپ نے اسسٹنٹ منیجر برائے فوڈ اینڈ بیوریج کے فرائض سنبھال لئے آپ کی بیگم فیروزہ ایک کامیاب لیڈی ڈاکٹر ہیں۔ شمالی ناظم آباد میں فیروزہ کلینک

Marfat.com

نام کا ہسپتال چل رہا ہے جس میں نہ صرف کراچی بلکہ سندھ کے دُور دراز علاقوں سے بھی مریض آتے ہیں۔ آپکی بیگم کے ہسپتال کا فون نمبر ۶۱۵۸۷۴ ہے۔ جبکہ آپ کے آفس کا فون نمبر ۲۱۵۰۲۱ ہے ایکسٹینشن ۴۴ ۳ ہے۔

آپ کے والد ڈاکٹر سراج احمد صاحب پیلی بھیت شہر کے مشہور ڈاکٹروں میں سے ایک تھے لیکن ۲۱ دسمبر ۱۹۷۴ء کو اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مشرف حسین صاحب

آپ کے والد میاں چھنو پیلی بھیت شہر کے نیک لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ مالی حالت اچھی نہ تھی، پھر بھی پڑھائی جاری رکھی، ۱۹۴۶ء میں میٹرک کا امتحان پورے یو پی میں امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ چار مضامین میں ڈسٹنکشن حاصل کیا۔ بعد میں علی گڑھ حصول تعلیم کے لئے چلے گئے۔ وہاں سے آپ ایک اسکالرشپ پر انجنیرنگ کی ڈگری حاصل کرنے پر انگلستان چلے گئے بعد میں حالات سے مجبور ہوکر معہ بھائیوں بہنوں اور والدہ، ہجرت کرکے کراچی آگئے۔ آجکل آپ پاک مہندس نام کی کنسٹرکشن کمپنی کے پروپرائٹر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے ہیں۔
آپ کے ہی توسط سے پیلی بھیت کوآپریٹو سوسائٹی کا دفتر آپ کے دفتر سے ملحق ہوسکا ہے۔ آپ کے دفتر کا پتہ ۳۷۔ اے فرید چیمبرز نزد جبیں ہوٹل ہے۔ آپ کی رہائش گاہ عائشہ منزل کے قریب سُپر ہائی وے پر ہے۔ آپ کی اہلیہ احمد حسین صاحب ڈائرکٹر پروموشن بیورو کی ہمشیرہ ہیں آپ کو اپنی بیٹی عنبریں سے بہت محبت ہے اس لئے آپ نے اپنی کوٹھی کا نام عنبریں کاٹیج رکھا ہے یہ کوٹھی بی۔۲ بلاک ۱۰، فیڈرل بی ایریا میں واقع ہے۔ آفس کا فون نمبر ۵۱۴۷۱۰ ہے۔

احمد حسین صاحب

آپ شہر پیلی بھیت کے مشہور رئیس عثمان حسین صاحب کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کے والد موضع اُودے پور کے بڑے زمینداروں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی سے معاشیات میں ایم اے کیا اور وہیں پر مقیم مشہور ائی کلکٹر غلام یزدانی جو خود بھی اُودے پور سے تعلق رکھتے تھے، کی صاحبزادی سے شادی کی اور پاکستان چلے آئے۔ آجکل آپ

Marfat.com

بحیثیت ڈائرکٹر آف ایکسپورٹ پروموشن بیورو کراچی میں کام کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی رہائش گاہ کا نام اُودے پور ہاؤس رکھا ہے۔ آپ مدثر مسجد کے نزدیک ڈی۔اے ایکم نمبرا پی ای سی ایچ۔ایس میں رہتے ہیں۔ آپکی زمینیں ضلع سکھر موضع جہانا ڈاکخانہ باگرجی میں واقع ہیں۔

میاں ریاض فاروقی صاحب

آپ کا تعلق موضع ڈبکیا ضلع پیلی بھیت کے مشہور رئیس خاندان سے ہے۔ جلال الدین صاحب رئیس اعظم ڈبکیا آپ کے پَردادا تھے۔ آپ کے والد کا نام میاں ریاض الدین اور والدہ کا نام فاروقی تھا۔ آپ کا نام والد اور والدہ کی شخصیتوں کا مظہر ہے۔ آپ کے والد میاں ریاض الدین پیلی بھیت بریلی نینی تال اور رامپور کے اضلاع میں پہلے شخص تھے جو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے تھے۔

آپ کے والد میاں ریاض الدین صاحب شیر کے شکار کے لئے پورے یو پی مشہور تھے ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ نے ۴۲ خونخوار شیروں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا۔ اکثر جگہوں پر آدم خور شیروں کو مارنے کے لئے حکومت ہندوستان نے میاں ریاض الدین مرحوم کی خدمات حاصل کیں، جن کے قصے ہندوستان کے مختلف رسائل اور اخباروں میں چھپ چکے ہیں۔

آپ ۱۹۶۲ء میں پاکستان آئے۔ ریاض فاروقی صاحب کی شادی کر کے جب آپ واپس ہندوستان گئے تو ۱۹۶۴ء میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

ریاض فاروقی صاحب میں اپنے والد بزرگوار کی بہت سی خصوصیات موجود ہیں۔ آپ

آپ ۱۹۵۰ء میں پاکستان تشریف لائے۔ مدتوں K.D.A میں بحیثیت انجنیئر کام کیا۔ بعد میں واپڈا کی ملازمت اختیار کی اور منگلا ڈیم کی تعمیر میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ بعد میں آپ لندن چلے گئے۔ جہاں سے کناڈا کی حکومت نے آپ کی خدمات مستعار لیں۔ آپ کی تنخواہ ۲۵۰۰ ڈالر ہے اور شرط یہ ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو پنشن پاکستانی روپے میں ملتی رہے گی۔ آپ ۴۳۔ تھاری کلف پارک ڈاکٹر اپارٹمنٹ ۲۱۸

ڈڈون ملیس، ٹورنٹو کناڈا میں رہائش پذیر ہیں۔

Marfat.com

محمد اطہر صاحب

آپ موضع ڈانگ ضلع پیلی بھیت کے رئیس اعظم شیخ نذیر احمد صاحب کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ ہیں۔ آپ اعلیٰ تعلیم کے واسطے علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی۔ جیولوجی میں کرنے کے بعد لندن اور روم گئے۔ وہاں سے فنی استعداد بڑھانے کے بعد کچھ عرصہ بھارت میں مقیم رہے۔ بھارت کی حکومت نے انتہائی کوشش کی کہ آپ کی خدمات جیولجیکل سروے میں حاصل کی جائیں، اس سلسلہ میں آپ شروع شروع میں رضامند ہو گئے تھے لیکن بعد میں آپ کو جذبہ اسلامی نے وہاں اپنی تحقیقات کا لوہا منوانے سے باز رکھا۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ ایسی جگہ اپنی قابلیت اور ذہنی صلاحیت صرف کریں جو مسلم دشمنی کے لئے اپنی مثال آپ ہے۔ آپ بھارت میں ڈیرہ دون میں جیولیجکل سروے کے سلسلہ میں تعینات تھے لیکن بہت جلد ہی بھارت سے ہجرت کر کے پاکستان آگئے حالانکہ آج بھی وہاں آپ کی کافی جائداد بڑے بھائیوں کی نگرانی میں ہے اگر چاہتے تو بغیر ملازمت بھی وہیں سکون سے رہ سکتے تھے۔

آپ نیچرل ریسورسز ڈویژن اسلام آباد میں ڈپٹی ڈائرکٹر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ نہایت ہی وجیہ قوی ہیکل شخصیت کے مالک ہیں۔ رئیس اعظم ڈانگ کے وارثوں میں آپ پاکستان میں واحد نشانی ہیں۔ آپ ساری دولت و حشمت کو خاک میں ملا کر پاکستان آچکے ہیں۔

آفتاب الدین احمد

آپ کے والد محمد قادر صاحب کا حال ہی میں موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت میں انتقال ہو گیا ہے۔ آپ تقسیم کے بعد سے کسٹم کے محکمہ میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں، عرصہ دس سال تک آپ لاہور، والٹن، واہگہ اور گنڈا سنگھ والا کے مقامات پر خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نہایت ہی خلیق اور ملنسار واقع ہوئے ہیں، ہر کس و ناکس کی بُرے وقت میں مدد کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ آپ آجکل بحیثیت پی۔ اے ٹو کلکٹر آف کسٹم ہیں، آپ کا آفس سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں واقع ہے۔

Marfat.com

بیگم محمد جیلانی صاحب مرحوم

آپ کے شوہر مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ شہر پیلی بھیت میں بڑے رئیسوں میں شمار ہوتے تھے۔ چینی سازی کی تجارت میں بڑا نام پیدا کیا تھا اور بڑے تاجر تھے۔ تقسیم کے بعد بہت عرصہ تک آپ کے بیک وقت دو دو چینی تیار کرنے کے کارخانے چلتے رہے، اس کے علاوہ بہت تجارتی فرموں کے حصے خریدے ہوئے تھے، ضلع بدایوں میں قصبہ اوجھیانی میں ویونگ اینڈ اسپننگ مل میں آپ بہت بڑے شیئر ہولڈر تھے اس کے علاوہ باغات اور زمینداری بھی کم نہ تھی۔ پیلی بھیت کی راجہ فیملی آپ کے خاندان کا بڑا احترام کرتی تھی۔ اکثر اوقات محفل سماع اور قوالیوں میں راجہ خاندان جیلانی صاحب کی کوٹھی پر شامل ہونے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا تھا۔ آپ کے چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ سب سے بڑے صاحبزادہ حامد جیلانی سوئٹزرلینڈ میں بہت اہم عہدہ پر فائز ہیں۔ دوسرے صاحبزادہ محمود جیلانی امریکہ میں بغرض اعلیٰ تعلیم گئے ہوئے ہیں۔ ایک بڑی صاحبزادی لاہور میں ہیں۔ باقی تمام بچے کراچی میں مختلف کالجوں میں زیر تعلیم ہیں، آپ آجکل ۴۔ ڈی۔ بلاک نمبر ۴ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸ میں رہائش پذیر ہیں۔ مشرف حسین صاحب آپ کے بھائی ہیں۔

اعجاز احمد صاحب

آپ ۱۹۰۷ء میں موضع مونڈیا نبی بخش ضلع بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ ہندوستان میں بدایوں، آنولہ، نگینہ، بجنور، پورنپور اور شاہجہان پور تحصیلدار کے عہدہ پر کام کر چکے ہیں، ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر پہونچنے سے پہلے ہی آپ نے ریٹائرمنٹ لے لی ضلع پیلی بھیت میں موضع انڈلائن میں ایک بہت بڑے رقبہ پر آپ کا فارم تھا۔ ٹریکٹر سے فارمنگ ہوتی تھی لیکن لڑکوں کے پاکستان آجانے کی وجہ سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہاں پر ضلع ٹھٹھہ اور حیدر آباد میں آپ کی زمینیں ہیں۔ بڑے صاحبزادہ آفتاب احمد ایگزیکٹو انجینئر حیدر آباد میں متعین ہیں۔ منجھلے صاحبزادہ سرفراز احمد اندرون سندھ زمینوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں چھوٹے صاحبزادہ فیروز احمد کسٹم میں پریونٹو آفیسر ہیں۔ آپ آج کل عزیز آباد نمبر ۸ میں مقیم ہیں آپ کے بڑے صاحبزادہ ۲/۱۳ ۱۲ عزیز آباد فیڈرل بی ایریا میں قیام پذیر ہیں۔

Marfat.com

ہارون احمد صاحب

آپ موضع مونڈیا نبی بخش میں ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے، پاکستان میں آکر بڑی جدوجہد کر کے اپنی اولاد کو تعلیم سے آراستہ کیا۔ آج ماشاء اللہ آپ کے دونوں صاحبزادے صاحبِ حیثیت ہیں۔ بڑے صاحبزادہ مامون احمد صاحب احمد اللہ صاحب کے داماد ہیں اور انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک آف پاکستان میں عرصہ دراز سے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، آجکل آپ حیدرآباد میں متعین ہیں۔ آپ کی ایک رہائش گاہ اے ۳۱۱ بلاک آئی شمالی ناظم آباد میں ہے۔ دوسرے صاحبزادہ متین احمد پانچ سال فوج میں انجینئر کے فرائض انجام دینے کے بعد آپ کے۔ ای۔ ایس۔ سی، میں ہیں اور ڈیپوٹیشن پر سعودی عرب گئے ہیں۔ آجکل ہارون احمد صاحب بھی حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے سعودی عرب گئے ہوئے ہیں۔ ہارون احمد صاحب بہت ہی ملنسار اور بامروت انسان ہیں، آپ کی رہائش ۱۶/۸۹، فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸ میں ہے۔

اعجاز الرحمٰن صاحب

آپ کا تعلق مادھو پور ضلع پیلی بھیت سے ہے۔ آپ نے ۱۹۵۲ء میں بی اے کیا اور اسی سال پوربندر چلے گئے، یہ پوربندر وہ مقام ہے جہاں آنجہانی گاندھی جی پیدا ہوئے۔ آپ وہاں پر مسلم اسکول میں پڑھانے لگے، پوربندر بمبئی کے نزدیک ہے، اس لئے آپ وہاں سے اکثر اوقات بمبئی جاتے رہتے تھے۔ اسی دوران آپ کی ایک تنظیم سے ملاقات ہوئی جس نے آپ کی خدمات کو سراہا اور پیش کش کی کہ آپ دارالسلام کینیا براعظم افریقہ میں اپنی خدمات انجام دیں تو مناسب معاوضہ آپ کو دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آپ راضی ہو گئے۔ آپ نے دارالسلام میں ۱۰ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں، پھر واپس ہندوستان آکر علی گڑھ یونیورسٹی سے ۱۹۶۴ء میں بی ٹی کا امتحان پاس کیا اور پاکستان چلے آئے۔ یہاں پر چند دن کے لئے ناظم آباد میں تعمیر نو اسکول میں ملازم ہوئے، بعد میں عائشہ باوانی اکیڈمی میں ہیڈ ماسٹر کے فرائض انجام دیئے۔ اس کے بعد حبیب پبلک اسکول میں چلے گئے، وہاں سے اور آگے بڑھے تو کراچی کے مایۂ ناز اسکول (گرامر اسکول) میں جغرافیہ کے اسپیشلسٹ کی حیثیت سے ملازم ہوئے۔ آج کل بھی آپ وہاں پر جغرافیہ کے استاد کی حیثیت سے تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ وزیر اعظم بھٹو کے بچوں کے استاد رہ چکے ہیں۔ آپ

Marfat.com

اسکول میں رحمٰن صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔

اسرار الحق صاحب

آپ شہر پیلی بھیت کے ممتاز رئیس اعظم عبدالحق کرگہنہ (کرگہنہ بلڈنگ کے مالک) کے سب سے بڑے پوتے ہیں۔ عبدالحق صاحب شہری جائداد میں سب سے اوّل تھے۔ محلہ شاہ جی میاں میں کم و بیش آپ کے عظیم الشان ۵۰ مکانات تھے۔ اس کے علاوہ دیہی علاقہ میں زمینداری الگ تھی۔ آپ شہر میں راجہ مالتا پرشاد اور جگدیش پرشاد سے مقابلہ میں کسی طرح کم نہ تھے۔ مہمانوں کا رات اور دن تانتا بندھا رہتا تھا۔ اکثر کلکٹر کمشنر اور گورنر جب دورے پر آتے، راجہ خاندان کو نظر انداز کر کے آپ کی دعوت کو ترجیح دیتے تھے، ایک زمانہ وہ تھا جب شہر پیلی بھیت میں کرگہنہ بلڈنگ کا ڈنکا بجتا تھا۔ لیکن عبدالحق صاحب کے انتقال کے بعد انوار الحق صاحب مرحوم جائداد سنبھال نہ سکے اور آج اپنی ہی برادری کے بہت سے خاندان اس بلڈنگ کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ مثلاً چند کے نام یہ ہیں: عرفان حسین صاحب (اودے پور) عبدالحی صاحب (کریا) ڈاکٹر سراج صاحب مرحوم (پیپرا) انوار احمد صاحب مرحوم (کھمریا) - محمد احمد صاحب عرف جما میاں (ڈانگ) - وصی احمد صاحب (کھمریا) - ہدایت احمد صاحب (مونڈیا نبی بخش) اس کے علاوہ خود ان کے یعنی انوار الحق صاحب یا اسرار الحق صاحب کے چھوٹے بھائی ابھی تک اس بلڈنگ میں قیام پذیر ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں: انصار الحق، اختیار الحق اور اظہار الحق۔

اسرار الحق صاحب یہاں پاکستان میں کاسٹ اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے عرصہ پندرہ سال تک فلپس الیکٹریکل ریڈیو اینڈ ٹی وی کمپنی میں کام کرتے رہے لیکن اب ایک پرائیویٹ کمپنی میں ہیں۔ آپ کے گھر کا پتہ حسین ڈی سلوا کے نزدیک بلاک اے، ڈبی نمبر ۵ ناظم آباد کراچی ہے۔ فون نمبر ۶۱۵۲۹۴ ہے۔

میاں مقبول احمد کھمریوی

آپ میاں محمد صدیق صاحب کے داماد ہیں۔ آپ بھی موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت کے زمیندار ارائیں خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے والد رحیم بخش عرف سوکھا بھائی تھے۔ آپ کا بچپن نہایت

Marfat.com

ناگفتہ بہ حالات میں گذرا لیکن آپ نے ایگریکلچر میں بی۔ ایس۔ سی، ۱۹۵۱ء میں شہر کانپور ضلع یو پی سے کیا۔ گریجوایشن کے دوران آپ ہوسٹل میں گنے چنے مسلمانوں میں سے ایک تھے۔ جہاں ہندو لڑکے بھی آپ کے اخلاق حسنہ سے متاثر تھے۔

آپ فارغ التحصیل ہونے کے کچھ عرصہ ہی بعد پاکستان چلے آئے۔ یہاں آکر ایگریکلچر بنک سے وابستہ ہو گئے۔ آپ سندھ کے مختلف اضلاع میں ایگریکلچرل بنک آف پاکستان کی مختلف شاخوں ... فرائض منصبی ادا کرتے رہے ہیں، آجکل آپ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک آف پاکستان واقع ... کراچی میں ڈپٹی ڈائرکٹر ان ایڈمنسٹریشن کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی رہائش ... ۲ بلاک ۴ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸ میں ہے، آپ کے گھر کا فون نمبر ۶۸۲۸۰۷ ہے اور آفس کا ... ہے۔

محمد ارشد صاحب

آپ ۲ر جولائی ۱۹۳۶ء کو موضع بھیریا میں پیدا ہوئے، آپ کا تعلق نبی بخش صاحب کے خاندان سے ہے جو اپنی ہردلعزیزی کے لئے ضلع بریلی میں مشہور تھا۔ موضع مونڈیا نبی بخش بھی ضلع بریلی میں اسی خاندان کی وجہ سے مشہور ہے۔ آپ نبی بخش صاحب کے پر پوتے ہیں، آپ کے دادا مولوی حبیب احمد صاحب مرحوم اور والد حاجی محمد احمد صاحب ابھی تک موضع مونڈیا نبی بخش میں رہائش پذیر ہیں۔

آپ کے والد صاحب نے کراچی سے ہی جاکر ۱۹۳۲ء میں حج کیا تھا۔ محمد ارشد صاحب کی ابتدائی تعلیم مونڈیا نبی بخش کے مدرسہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ کی جائداد ضلع پیلی بھیت میں تھی چنانچہ والدہ نے چند ناگزیر حالات کی وجہ سے مونڈیا نبی بخش کو خیرباد کیا اور مستقل سکونت محلہ شیخ چاند میں ایک مکان خرید کر شروع کردی، یہ مکان آج بھی موجود ہے۔ شہر پیلی بھیت میں آپ کی والدہ نے آپ کو ۱۹۴۰ء میں مدرسہ پنجابیاں میں داخل کرا دیا۔ وحید احمد صاحب اور حافظ اختیار خاں کو دینی اور مذہبی تعلیم دینے پر مامور کیا۔ بعد میں ۱۹۴۳ء میں آپ کو اسلامیہ اسکول میں پڑھنے کے لئے بھیجا گیا۔ ابھی آپ نے اسلامیہ ہائی اسکول کا کل ایک سال پورا بھی نہ کیا تھا کہ ۱۱ر مارچ ۱۹۴۴ء کو آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد نے پیلی بھیت کی رہائش چھوڑ کر موضع مونڈیا نبی بخش میں مستقل

Marfat.com

سکونت اختیار کرلی۔ پھر آپ کو گورنمنٹ ہائی اسکول پیلی بھیت میں ۱۹۵۰ء میں داخل کرا دیا۔ آپ نے ۱۹۵۲ء میں میٹرک پاس کیا۔ اور ۱۹۶۱ء میں بریلی کالج بریلی سے گریجوایشن کیا، بعد میں شہر مراد آباد سے بی۔ٹی کے امتحان میں شریک ہوئے اور پھر بھارت سے پاکستان ہجرت کرکے آگئے۔ یہاں آکر متفرق اسکولوں میں پڑھایا۔ پھر ۱۹۶۶ء میں کراچی یونیورسٹی سے معاشیات میں ایم اے کیا۔ سب سے پہلے انجمن اسلامیہ انٹر کالج میں، پھر محسن اعظم انٹر کالج میں پڑھایا۔ ۲۹ اپریل ۱۹۶۹ء سے آپ گورنمنٹ کالج ناظم آباد میں بحیثیت لیکچرار انٹر اور ڈگری کلاسوں کو پڑھانے لگے۔ آج کل سٹی کالج برائے طلبا فیکلٹی آف آرٹس شام ناظم آباد کراچی میں شعبہ معاشیات میں بحیثیت لیکچرار اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی رہائش گاہ ۱۸/۱۳۵ سمن آباد فیڈرل بی ایریا ہے۔ حافظ محمد اسحاق صاحب آپ کے نانا۔ سید احمد صاحب مونڈیا نبی بخش چچا۔ محمد امجد صاحب بھائی، احمد اللہ صاحب ماموں۔ سیٹھ بدر الحسن صاحب خالہ زاد بھائی اور صدیق احمد صاحب ماموں کے علاوہ تمام بریلی، پیلی بھیت، رامپور اور نینی تال کے اضلاع کی ارائیں برادری سے آپ کا کوئی نہ کوئی رشتہ ناطہ ہے۔

نوٹ :- بریلی کی ارائیں برادری کی تمام تفصیلات ہمیں جناب ارشد صاحب نے مہیا کی ہیں، جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ (مصنف)

محمود احمد صاحب

آپ موضع مونڈیا نبی بخش میں پیدا ہوئے، آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے موضع مونڈیا نبی بخش میں سب سے اول علی گڈھ یونیورسٹی سے ایم اے معاشیات میں کیا اور قانون کی ڈگری لی۔

آپ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی شادی پیلی بھیت شہر کے مشہور رئیس محمد جیلانی صاحب کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کے چار لڑکے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ دو امریکہ میں ملازمت کے ساتھ اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کا پتہ مندرجہ ذیل ہے :-

۱۲/۲۱۶ شفیق منزل ۔ ۲
مین سمن آباد لاہور

12/216 SHAFIQUE MANZIL-2
MAIN SAMAN ABAD
LAHORE

Marfat.com

حمایت احمد صاحب

آپ جولائی ۱۹۳۳ء میں موضع مونڈیا نبی بخش میں پیدا ہوئے۔ آپ کی زمینیں ہاتھیاں ضلع مردان میں ہیں۔ صاحب حیثیت آدمی ہیں۔ شغل کے لئے ضلع مردان میں ہیڈ ماسٹر کے فرائض بھی انجام دیتے رہتے ہیں۔ مردان میں ہر شخص آپ کو ماسٹر حمایت احمد کے نام سے جانتا ہے۔ عرصہ بیس سال سے زیادہ صوبہ سرحد میں سکونت پذیر ہیں۔ پشتو خوب روانی سے بولتے ہیں۔ آپ کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:۔

۵۱۰۔ سی شام گنج۔ مردان

مونڈیا نبی بخش ضلع بریلی

مونڈیا نبی بخش میں تین زمیندار خاندان پروان چڑھے۔ ان تینوں خاندانوں کی زمینداریاں صرف مونڈیا نبی بخش تک محدود نہیں تھیں بلکہ موضع بیدی، لبیدا، کھنی کھنہ، ڈنڈیا نگلہ، جگنڈانڈی، شیخپور، مونڈیا نصیر، گوٹھا، رہنیاں، بہادر گنج، کرگہنی، غازی پور، پورینیاں، نوادا، سنگوبھی، مل پور، چھتونیاں، وغیرہ میں بھی ان کی زمینداریاں تھیں۔

یہ تینوں خاندان سگے بھائیوں کے تھے لیکن اب بڑھتے بڑھتے دُور کی رشتہ داریوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ نبی بخش صاحب سب سے بڑے، منجھلے حکیم بخش اور چھوٹے رحیم بخش صاحب تھے۔ پاکستان میں نبی بخش صاحب کے خاندان میں سعید احمد صاحب، محمد امجد صاحب، حمایت احمد صاحب، محمد ارشد صاحب اور راجرہ بیگم موجود ہیں، جبکہ بھارت میں نبی بخش صاحب کے خاندان کے محمد احمد صاحب، خطیب احمد صاحب، ہدایت احمد صاحب، نسیم اختر صاحب، خدیجہ بیگم، رقیہ بیگم، خالدہ خاتون، صبیحہ ارجمند وغیرہ ہیں۔

حکیم بخش صاحب کے خاندان میں یہاں پر اعجاز احمد صاحب، انوار احمد صاحب مرحوم، ابرار احمد صاحب، مقصود احمد صاحب، محمود احمد صاحب، آفتاب احمد صاحب، سرفراز احمد صاحب، فیروز احمد صاحب، اخلاق احمد صاحب، اوصاف احمد صاحب، محمد اشرف صاحب،

Marfat.com

اور اقبال احمد صاحب موجود ہیں۔ جبکہ ہندوستان میں منظور احمد صاحب، ڈاکٹر افتخار احمد صاحب، ممنون احمد صاحب موجود ہیں۔

رحیم بخش صاحب کے خاندان سے حافظ محمد اسحاق صاحب، سلیمان احمد صاحب ہارون احمد صاحب، شعیب احمد صاحب، ذوالنون احمد صاحب، ایوب احمد صاحب، عرفان احمد صاحب، مامون احمد صاحب، متین احمد صاحب، محمد یوسف صاحب، مقبول احمد صاحب، حلیمہ بیگم، صابرہ خاتون، مصطفائی بیگم، ذوالقرنین، ذاکرہ بیگم، پاکستان میں موجود ہیں جبکہ ہندوستان میں مرغوب احمد صاحب، معصوم احمد صاحب داؤد احمد صاحب، یعقوب احمد صاحب مرحوم، موجود ہیں۔

مندرجہ بالا خاندانوں میں صرف شادی شدہ لوگوں کا ذکر ہے اور جن کا رشتہ صرف نبی بخش، حکیم بخش اور رحیم بخش صاحب کے پڑپوتے یا پڑپوتی تک نکلتا ہے۔

مونڈیا نبی بخش کے لوگوں کی عام خصوصیت یہ ہے کہ نہایت ہی شستہ اردو بولتے ہیں، اور ادب سے لگاؤ ہوتا ہے۔ عمارتیں بنوانے کا شوق رکھتے ہیں یہی وجہ ہے مونڈیا نبی بخش ہر چند کہ موضع ہے لیکن قلعہ نما مکانات کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ لوگ سرسیوال کہلاتے ہیں

موضع اُودے پور ضلع پیلی بھیت

اس موضع کی وجہ شہرت غدر کے زمانہ میں انگریز افسر کی جان بچانے کی وجہ سے ہوئی، یہاں پر اکثریت پہاڑ کے علاقے سے آنے والوں کی ہے، ان کی عام خوراک کڑھی ہے جس انگریز افسر کو اُودے پور کے لوگوں نے پناہ دی تھی اس کو دوران کڑھی کھلائی۔ انگریزی افسر شروع شروع میں کڑھی دیکھ کر بہت گھبرایا، کیونکہ اس کو شبہ ہوا کہ اس کو ذلیل کرنے کے واسطے کوئی غلیظ چیز تو نہیں کھلائی جارہی ہے لیکن جب اس نے سب لوگوں کو کھاتے دیکھا تو خود بھی کھائی اور بہت تعریف کی۔ غدر کے بعد اس نے خصوصیت سے کڑھی کا ذکر کیا۔ "ذویل تم نے ہم کو پیلا پیلا کھلایا۔ خوب مزہ کا تھا۔

اس واقعہ کے بعد سے غیر قوموں کو بھی پتہ چلا کہ ارائیں برادری خواہ وہ سرسیوال کی ہو یا پہاڑی

Marfat.com

کی کڑھی دونوں وقت ضرور کھاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس علاقہ کے ارائیں برادری کے لوگوں کی عام غذا کڑھی ہے، بلکہ آباؤ اجداد کی یہ عادت پاکستان آکر بھی ان لوگوں نے نہیں چھوڑی جب بھی موقعہ ملتا ہے دہی، مٹھا، املی کے پتوں، کھٹائی، کچے آموں تک کی کڑھی بنا کر کھاتے ہیں۔ یہ کڑھی عام شہر میں پکنے والی کڑھی سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ خاص طریقہ سے آدھ گھنٹہ میں پک کر تیار ہو جاتی ہے۔

موضع کھمریا ضلع پیلی بھیت

یہ موضع شہر پیلی بھیت سے سات میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ ریلوے اسٹیشن پوٹا ایک فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تقریباً پانچ ہزار کی آبادی میں آج بھی برادری کے لوگوں کی اکثریت ہے۔ مکانات کسی شہر کے محلہ کی طرح اس طرح سے ہیں کہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں آسانی سے جا سکتے ہیں۔ اب اس موضع میں بجلی آنے سے رونق بڑھ گئی ہے۔ آبادی متوسط طبقہ کی زیادہ ہے۔ بڑے زمینداروں میں خاندان میاں قادر صاحب، رحیم الدین صاحب، حنیف احمد صاحب، محمد احمد صاحب، وصی اللہ صاحب موجود ہیں۔

یہاں پر اتنے خاندان سکونت پذیر ہیں کہ پتہ ہی نہیں چل پاتا کہ کون کب آیا۔ بہرحال زیادہ تر لوگ سرسیوال یعنی سرسہ سے آکر آباد ہوئے ہیں، مہمان نوازی عام ہوتی ہے۔ اب زیادہ تر لوگ شہر پیلی بھیت میں آباد ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عبد اللہ

ایم بی بی ایس۔ ڈی پی ایچ۔ پی ایچ۔ ایس (1)
سول سرجن واسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز (ریٹائرڈ)

آپ ۶۸ سال قبل ۵ مئی ۱۹۰۵ء میں موضع شیر گڑھ ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ پیدائش کے جلد ہی بعد ان کا خاندان بار آباد ہونے پر موضع خان پور چک نمبر ۲۹۳ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور میں منتقل ہو گیا اور آپ کا بچپن وہیں گزرا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی ۱۹۲۴ء میں کیا اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ۱۹۲۹ء میں

Marfat.com

ایم بی بی ایس کی ڈگریاں حاصل کر کے ایک سال بطور ہاؤس سرجن ، کرنل بروچہ کے ساتھ کام کیا۔ چند سال افغانستان میں بطور سرکاری ڈاکٹر کے کام کرنے کے بعد ۱۹۴۳ء میں پنجاب سول میڈیکل سروس میں بطور اسسٹنٹ سرجن کے منتخب کر لیے گئے۔ ۱۹۵۰ء میں آپ ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر و میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے طور پر تعینات ہوئے اور ۱۹۵۵ء میں آپ اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز بنا دیے گئے۔ ۱۹۶۰ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تالاب بازار میں رہائش پذیر ہیں اور وہیں پریکٹس بھی کرتے ہیں۔ فون نمبر ۳ ہے۔

ڈاکٹر مشتاق احمد

ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء کو جھوگیاں خان جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے میٹرک اوکاڑہ میں کیا اور ایف ایس سی گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کر کے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی۔ جناح پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل سنٹر کراچی سے ایم فل کی ڈگری حاصل کی اور کراچی یونیورسٹی میں [illegible] اس کے بعد انڈیانا یونیورسٹی امریکہ سے بائیوکیمسٹری میں [illegible] کیا۔ آج کل آپ پنجاب میڈیکل کالج لائل پور میں فزیالوجی کے پروفیسر ہیں۔ آپ نے حال ہی میں بائیوکیمسٹری کے مضمون پر ایک کتاب لکھی ہے جو میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹس میں بہت مقبول ہو رہی ہے۔ علمی کتاب خانہ نے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔

ڈاکٹر سلیم محمود سلیم

ڈاکٹر سلیم محمود ڈاکٹر عبداللہ نیاز ڈپٹی اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز حال ٹوبہ ٹیک سنگھ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ [illegible] سال قبل تحصیل و ضلع مظفرگڑھ میں پیدا ہوئے۔ نشتر میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد وہیں بطور ڈیمانسٹریٹر کے کام کیا۔ پھر امریکہ کا ECFMG امتحان پاس کرنے کے بعد امریکہ چلے گئے۔ امریکہ کے سات سال کے قیام کے دوران ملازمت اور پڑھائی جاری رکھی اور

Marfat.com

(DIPLOMA IN ORTHOPAEDICS

کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ پہلے پاکستانی ہیں جن کو یہ اعزاز ملا ہے اس کے علاوہ FACS کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ امراض ہڈی، جوڑ، پٹھے کے ماہر ہیں۔ نشتر میڈیکل کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر اور فوج میں میجر کے طور پر کام کر چکے ہیں

آج کل آپ نشتر میڈیکل کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

میاں شوکت علی ممتاز قصور

میاں شوکت علی ممتاز حضرت عنایت شاہؒ کے خاندان سے ہیں جو حضرت بلھے شاہ کے پیرو مرشد تھے ان کے دادا حضرت منشی کرم بخش (مرحوم) قادری مشہور پنجابی شاعر اور عالم با عمل تھے۔ انہوں نے ایک کتاب "ابر رحمت" لکھی جو شریعت اور طریقت کی حامل تھی تمام کتاب پنجابی نظم، غزلوں اور حکایتوں کا مجموعہ ہے۔ پنجابی ادب میں اس کا ایک مقام ہے۔

ان کا روضہ بھی کوٹ پکا قصور میں ہے۔ ہر سال ان کا عرس یکم مارچ کو منعقد کیا جاتا ہے جس میں بے شمار عقیدت مند شامل ہوتے ہیں۔ اس خاندان میں اکثر تجارت پیشہ اعلیٰ سرکاری ملازم (ڈاکٹر۔ انجینئرز) اور مینوفیکچرز کیمیکلز ہیں۔ ان کے والد میاں علی محمد صاحب ہیں ان کے چھ بھائی ہیں اور برادری کے کاموں میں اکثر حصہ لیتے رہتے ہیں۔ میاں یا منشی کرم بخش کے نام سے قصور شہر دیگر نواح میں مشہور ہیں۔ کلین بافی، شریش بنانے اور کیمیکلز تیار کرنے کا کام کرتے ہیں۔ میاں شوکت علی ممتاز قصور شہر میں کیمیکلز خود تیار کرتے ہیں اور فیکٹری بھی قصور میں ہے جو کہ نیو ہمالیہ کیمیکل کمپنی قصور کے نام سے مشہور ہے۔ ارائیں برادری قصور کے لئے ایک کام کیا ہے کہ دن رات کوشش کر کے برادری کی انجمن کی بنیاد رکھی اور پورے پنجاب، آزاد کشمیر کے عہدے داروں کو دعوت دی جنہوں نے ایک ایڈھاک کمیٹی تشکیل کرنے کو کہا اور انجمن ارائیاں ضلع قصور کا کونسلر مقرر کیا اور تین ماہ کی

Marfat.com

مہلت دی گئی اسی سے ہی انجمن ارائیاں ضلع قصور تحصیل قصور اور تھانہ قصور قائم کی گئی ہیں اب میاں شوکت علی ممتاز انجمن ارائیاں تحصیل قصور کے جنرل سیکرٹری ہیں۔
ڈاک کا پتہ یہ ہے:۔ شوکت علی ممتاز پروپرائٹر نیو ہمالیہ کیمیکل کمپنی لکا قلعہ تحصیل قصور ہے۔

پروفیسر حاجی نعمت علی

آپ یکم جنوری ۱۹۲۴ء سے موضع جکوپور خورد نزد لودھیاں خاص تحصیل نکودر ضلع جالندھر جانے پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ورنیکلر مڈل سکول لودھیاں خاص میں پائی چوتھی جماعت اور مڈل کے امتحان میں وظیفہ حاصل کیا۔ میٹرک کا امتحان اسلامیہ ہائی سکول ننگل انباء سے فسٹ ڈویژن حاصل کر کے پاس کیا۔ اسلامیہ ہائی سکول ننگل انباء میں دو استاد قابل قدر میسر آئے جنہوں نے علامہ اقبال سے لگاؤ پیدا کر دیا۔ ایک تھے چوہدری رحمت علی نازش والد بزرگوار ڈاکٹر محمد طاہر اور دوسرے آغا صادق حسین صاحب صادق جو کہ ایک شاعر باکمال ہیں۔ اور ریٹائرڈ پرنسپل ہیں جنہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔

ایف۔ ایس۔ سی نان میڈیکل کا امتحان ۱۹۴۵ء میں پاس کر کے ایک سال کے لئے مسلم راجپوت ہائی سکول کلانور ضلع رہتک میں بطور سائنس ماسٹر کام کیا۔ چونکہ دل میں علم حاصل کرنے کا شوق موجزن تھا۔ اس لئے ملازمت چھوڑ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بی۔ ایس۔ سی (   ) کا امتحان پاس کیا۔ تحریک پاکستان کے تقریباً تمام مقتدر رہنماؤں کے خیالات سننے کا وہاں اتفاق ہوا اور اسی جگہ اسلام سے محبت پیدا ہوئی۔ عالمی اسلامی اخوت اور مساوات کا مظاہرہ دیکھا۔ اسلامی اقدار سے وابستگی پیدا ہوئی۔

بی۔ ایس۔ سی کا امتحان ۱۹۴۸ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا۔ ایم ایس سی کیمسٹری کے لئے پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ اور یہ امتحان ۱۹۵۰ء میں پاس کیا۔

Marfat.com

چھ ماہ کے لئے بطور ریسرچ سکالر پنجاب یونیورسٹی میں کام کیا۔ چار مارچ ۱۹۵۱ء سے بطور لیکچرر گورنمنٹ کالج بہاول نگر میں کام شروع کیا۔ اور اسی کالج میں یکم جولائی ۱۹۵۹ء سے بطور اسسٹنٹ پروفیسر ترقی ہوئی۔ اسی کالج میں لگاتار سروس عرصہ ۲۲½ سال سے کر رہا ہوں۔ اس دوران پچھلے تقریباً دو سال سے بطور پرنسپل کالج ہذا کام کر رہا ہوں۔

تعلیم حاصل کرنے کے دوران میری جو مدد چوہدری محمد علی سابقہ وزیرِ اعظم پاکستان نے کی وہ ناقابلِ فراموش ہے۔ آپ سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ آپ کی محنت۔ خلوص، وقت کی قدر، محبت نے مجھے بہت تقویت دی۔ ڈاکٹر بشیر احمد مرحوم سابقہ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی میرے ایم۔ ایس۔ سی میں استاد تھے۔ اُن کی پدرانہ شفقت بھی مجھے یاد ہے۔ انکے بھی مجھ پر بے شمار احسانات ہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ کہ حضورِ اقدس سے ہی دریافت کیا جائے کہ اتنے فرقوں میں کونسا فرقہ صحیح العقیدہ ہے؟ کھانا پینا۔ سونا بہت ہی کم کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں تقریباً ۴۰ دن کے بعد بہت سی بشارتیں نصیب ہوئیں جن کا ذکر نامناسب ہے۔ البتہ سب سے بڑی عطا جو ہوئی وہ یہ صاف طور پر بتایا گیا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ برحق ہے۔ اور بندہ کیلئے ایک راستہ متعین ہو گیا۔ جس پر آج تک بفضلِ خدا استقامت اور شریعت مطہرہ کی پابندی نصیب ہوئی۔ نماز، روزہ، حج، زکواۃ کی توفیق ملی۔ ایمان کی دولت سے نوازا گیا۔ اللہ کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے نوازا گیا۔ اولیاء اللہ کی

Marfat.com

زیارتوں سے عنایت الٰہی شامل حال ہوئی۔ جو محض اللہ کریم کے فضل سے ہے بیعت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب المعروف "حضرت کرماں والا" خلیفہ اعظم حضرت میاں شیر محمد شرق پوری سے کی۔ کل پانچ بچے ہیں جن میں سے دو لڑکیاں اور تین لڑکے ہیں سب سے بڑی لڑکی عصمت فاطمہ ماشاءاللہ میٹرک اور انٹر آرٹس کے امتحانوں میں ملتان بورڈ میں سیکنڈ رہی اور

حاصل کئے۔ اور امسال بی۔ اے کا امتحان دے رہی۔ دونوں بچیاں حافظ قرآن ہیں۔ بڑا لڑکا محمد اکرام اللہ بھی قرآن پاک حفظ کر رہا ہے، آدھا حفظ کر چکا ہے اُس نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ چھوٹے بچے بھی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں۔ اس طرح گھر میں اللہ کے فضل سے قرآن پاک کی مشعل روشن ہے۔ اور ملت اسلامیہ کے لئے مثالی کردار پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ دُعا ہے۔ اللہ کریم اُمتِ مسلمہ کو پھر شراب کہن سے نوازے صراطِ مستقیم عنایت کرے اور وارث پیغمبراں کر دے۔ آمین!

کنگ ارائیاں تحصیل پھلور ضلع جالندھر کا

ایک ارائیں خاندان

برصغیر پاک و ہند میں اپنی ذاتی محنت اور جدوجہد سے جن گھرانوں نے ارائیں خاندان کی تاریخ میں ایک قابلِ فخر مقام پیدا کیا، اُن میں ضلع جالندھر کی تحصیل پھلور میں واقع موضع کنگ ارائیاں کے بانی خاندان کا ذکر خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔

اس خاندان کے بزرگ انبالہ سے چلے اور ریاست کپورتھلہ کے شہر پھگواڑہ میں کچھ عرصہ رہ کر تحصیل پھلور کے ایک غیر آباد مقام پر سکونت پذیر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی اور مسلمانوں کے لئے عزت و آبرو

Marfat.com

اور امن و شانتی سے زندگی گزارنا انتہائی مشکل ہو رہا تھا۔ اِس خاندان کے انبالہ سے ہجرت کر کے تحصیل پھلور کے ویران علاقے میں مقیم ہونے کی وجہ سوائے اِس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ سکھا شاہی کے دَور میں کسی بھی باعزت مسلمان کے لئے ٹِک کر بیٹھنا اور عزت کی زندگی گزارنا ناممکن بنا ہُوا تھا۔ بہرحال تحصیل پھلور کے اندر اِس خاندان نے قوت و طاقت اور جاں فشانی و جدوجہد کے بل پر مضبوطی سے اپنے پنجے گاڑ دیئے۔ اردگرد کی سکھ آبادیوں سے لڑائیوں میں اُن کی مسلسل کامیابیوں سے علاقے میں اُن کی ہمت و جواں مردی کی دھاک بیٹھ گئی۔ رفتہ رفتہ وہ غیر آباد مقام ایک خوش حال اور ترقی یافتہ گاؤں کی شکل اختیار کر گیا جس کا نام اُس کے بانیوں نے اپنی برادری کے نام پر کنگ ارائیاں رکھا۔

قیامِ پاکستان سے قبل جب کہ مسلمانوں کے عام دیہات تمدنی اعتبار سے بڑی پست سطح پر تھے۔ کنگ آرائیاں اپنی ترقی یافتہ صورت میں دوسروں کے لئے قابلِ رشک مثال کی حیثیت رکھتا تھا۔ جدید زندگی کی وہ تمام سہولتیں جن کے تصوّر سے ہمارے دیہات والے آج اتنی مدّت گزر جانے کے باوجود بھی محروم ہیں۔ اس گئے گزرے دَور میں موضع کنگ ارائیاں کے باشندوں کو میسّر تھیں۔

بچوں کی تعلیم کے لئے ایک پرائمری سکول کے علاوہ یہاں ایک کواپریٹو بنک اور ڈاکخانہ بھی موجود تھا۔ اس گاؤں کے ارائیں علاقے کے بہترین کاشت کار مانے جاتے تھے۔ اُن کی مذہبی اور سماجی زندگی دوسروں کے لئے قابلِ تقلید تھی۔ تقسیم ملک کے بعد اِس خاندان کے افراد پاکستان آئے اور مختلف شہروں اور دیہاتوں میں آباد ہُوئے۔ یہاں بھی انہوں نے اپنی پُرانی روایات کو قائم رکھا اور اپنی انفرادیت کی وجہ سے اپنے اپنے علاقوں میں عزت و وقار کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

اس خاندان کے چند قابلِ ذکر افراد کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ چوہدری محمد علی بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (مرحوم) ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ اپنی ذاتی جدوجہد و قابلیت سے ایل۔ ایل۔ بی تک تعلیم حاصل کی۔ پھر حکومت

Marfat.com

پنجاب سول سروس ٹریبونل میں رجسٹرار کے فرائض انجام دئے ۔آپ برادری کی ترقی وبہتری کے لئے ہمیشہ سے کوشاں رہے ۔انجمن ارائیاں لاہور کے سیکرٹری نشرواشاعت رہے ۔ آپ کا ۱۳ دسمبر ۱۹۷۶ء کو انتقال ہوگیا۔

۲۔احسان الحق بی اے (آنرز) ایم اے او کالج لاہور میں پروفیسر ہیں۔ ادبی۔ اسلامی۔ تاریخی موضوعات پر بارہ سے زائد بلند پایہ کتب کے مصنف ہیں۔

۳۔ ریاض الحق ایم ۔اے۔ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن سے وابستہ ہیں۔

۴۔ فیاض الحق بی۔اے۔ ایل ایل۔ بی کے طالب علم ہیں۔ مختلف معاشرتی و سماجی فلاح وبہبود کے کام کرنے والی متعدد تنظیموں کی روح رواں ہیں۔

۵۔ چوہدری ولی محمد ذکی۔ایم ۔ایس سی۔ایم۔ایڈ۔بی۔ایچ۔ڈی پہلے حکومت پاکستان محکمہ تعلیم اسلام آباد میں جائنٹ سیکرٹری کے عہدے پر ملک وقوم کی خدمات انجام دیتے رہے

پھر اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے چیئرمین بنا دیئے گئے

مولوی خاندان گڑھا وہنڈہ (جالندھر)

"مولوی" خاندان جن کا تعلق مغلیہ دور میں براہ راست لدھیانہ اور دہلی سے تھا ۱۹۴۷ء سے قبل موضع گڑھا دہنداں ضلع جالندھر میں رہائش پذیر تھے۔اُن کے آباؤاجداد مولانا محمد محسنؒ اور مولانا عبدالرحمٰنؒ محمد دریا گنج دہلی میں مقیم تھے اور سلطنت مغلیہ میں اہم عہدوں پر فائز تھے، مولوی محمد مسلمؒ اور مولوی محمد اسماعیلؒ کے والد محترم مولوی محمد عظیم لدھیانہ میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر متعین تھے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء اور سکھوں کی دست برد کے تلخ واقعات اور حالات کے تحت مولوی محمد مسلمؒ اور مولوی محمد اسمٰعیلؒ لدھیانہ سے نقل مکانی پر مجبور ہوئے اور موضع گڑھا متصل جالندھر چھاؤنی سکونت اختیار کی سارا خاندان کے بیشتر افراد تبلیغ واشاعت دین سے وابستہ رہے ۔مولوی محمد مسلمؒ نے پنجابی شعری ادب میں تاریخ اسلام چار جلدوں میں شائع کی جو آج تک چہار گلزار کے نام سے مشہور ہے ۔ اس کے علاوہ خطبات مسلم و دیگر دینی کتب کے وہ مصنف تھے۔ گلزار محمدیؐ اور گلزار

Marfat.com

موسیؒ۔ آج کل بھی کشمیری بازار کے ایک کتب فروش چھاپتے ہیں لیکن موجودہ نسخے بے احتیاطی کی وجہ سے اغلاط سے پُر ہیں۔ دو پُشت تک جن میں مولوی محمد علیؒ مولوی بدرالدین احمدؒ۔ حافظ محمد عبدالرحیمؒ کے نام قابلِ ذکر ہیں ضلع جالندھر اور مضافات میں اشاعت و تبلیغ دین اسلام میں سرگرم رہے۔ مولوی بدرالدینؒ نے تبلیغ دین کے علاوہ سرکاری ملازمت میں بطور ایچ ڈی۔ سی اور سپرنٹنڈنٹ کمشنر آفس جالندھر۔ ہوشیار پور اور فیروز پور کام کیا اور جون ۱۹۴۳ء کو واصل بحق ہوئے۔ مولوی شمس الدین صاحب جو جالندھر میں کتب فروشی اور تانبے کے برتنوں کی دکان کرتے تھے ۱۹۴۷ء میں لائل پور میں آکر آباد ہوئے اور پیپلز کالونی میں مدفون ہیں۔

مولانا حافظ محمد عبدالرحیمؒ صاحب حضرت مولانا محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے تیرہ مشہور و معروف خلفاؒ کی صف میں شامل تھے۔ جن میں حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ تھانوی مولانا محمد قاسم نانوتوی حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا حافظ عبدالرحیم کا ذکر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب "دعائے مقبول" از تاج کمپنی لاہور میں کیا ہے۔ حضرت مولانا حافظ محمد عبدالرحیم صاحب سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت کے سرداہ اور درگاہ شاہی صاحب شام چوراسی ضلع ہوشیار کے متولی تھے۔ یہی سلسلۂ خلافت بعدازاں مولوی عبدالحق صاحب اور حضرت مولوی محمد عبدالغفور صاحب اُؤیسی (مصنف شانِ غزل) کو منتقل ہوا۔ مولوی خاندان کے افراد پاکستان میں مختلف شہروں اور قصبوں میں بکھرے ہوئے ہیں بقیہ حیات افراد میں سے چند ایک نام درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر مولوی عبدالستار صاحب جی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

مولوی حمید مسلم صاحب ایم اے۔ بی ایس۔ سی آنرز ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر۔ جڑانوالہ

میاں نذیر مسلم صاحب ایڈووکیٹ (صدر بار ایسوسی ایشن)، نواں شہر۔ ملتان چھاؤنی

چوہدری محمد منیر مسلم المعروف منیر کمال مصنف "سیلِ رواں" "کلیاں اور کانٹے" "شام سحر" وغیرہ ۱۵، ہیرن روڈ۔ کرشن نگر۔ لاہور

میاں شمس الحق حسنی ایم۔ اے (سابق سیکرٹری کاٹن ایکسچینج کراچی)، حبیب بنک کراچی

Marfat.com

میاں اکرام الحق حسنی (ریڈ کمپیوٹر سسٹم) حبیب بنک۔ راولپنڈی
میاں ریاض مجید ایم۔اے پروفیسر گورنمنٹ کالج۔ جڑانوالہ
ڈاکٹر مولوی محمد رفیق مسلم مالک کامیاب ہسپتال۔ جڑانوالہ
بریگیڈیئر انوار الحق۔ جی۔او۔سی کھاریاں۔ راولپنڈی
جناب بدر منیر احمد اپریشنل انجنیئر ایسو کھاد فیکٹری۔ ڈیرکی سکھر
میاں نثار الحق چیف فلائنگ انسٹرکٹر۔ فلائنگ کلب۔ راولپنڈی
جناب ڈاکٹر محمد نعیم پرویز (بابر) نشتر میڈیکل کالج۔ ملتان
جناب ایف ایم چوہدری ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی۔ محکمہ اقتصادیات۔ یو۔این او نیویارک
اے۔ آر۔ چوہدری سیلز آفیسر ایسو کھاد فیکٹری سکھر
ڈاکٹر محمد کلیم اللہ پی۔ایچ۔ڈی۔ لیڈز یونیورسٹی (برطانیہ)
میاں جلیل الیکٹریکل انجنیئر ۲۰۹ چک، لائل پور
میاں عبدالرحمن ایم۔اے ״ ״
ڈاکٹر مسز نور عبداللہ پرنسپل پبلک ہیلتھ سکول۔ کوئٹہ

خاندان چوہدری گل محمد موضع بازید پور

یہ خاندان تحصیل قصور کے علاقہ ہٹھاڑ میں بہت معزز اور ممتاز سمجھا جاتا ہے چوہدری گل محمد صاحب کے پوتے میاں جمال الدین صاحب کی کوششوں سے ۱۸۹۸ء میں ارائیں برادری کا سب سے پہلا اجتماع ریلوے سٹیشن گنڈا سنگھ والا میں منعقد ہوا۔ آجکل چوہدری محمد رشید نمبردار بہت مشہور سیاسی اور سماجی کارکن ہیں اور ارائیں برادری کی ترقی کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا بڑا صاحبزادہ چوہدری بشیر احمد افواج پاکستان میں میجر ہے اس خاندان کے بیشتر افراد تعلیمیافتہ ہیں اور ممتاز عہدوں پر فائز ہیں۔ ان کی مختصر فہرست درج ہے۔

۱:۔ چوہدری سردار علی صاحب افسر مال (قیام پاکستان سے پہلے)
۲:۔ چوہدری برکت علی صاحب ضلعدار محکمہ انہار ریٹائرڈ۔

Marfat.com

۳:۔ چوہدری خان محمد صاحب ڈویژنل فارسٹ آفیسر جوہر آباد (ریٹائرڈ)

۴:۔ ڈاکٹر محمد شفیق صاحب ایم بی بی ایس۔ آجکل انگلینڈ میں مزید تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۵:۔ چوہدری محمد شفیع ارشد بی اے ایل ایل بی، وائس پریذیڈنٹ انگلینڈ بنک ملتان۔

۶:۔ چوہدری محمد رفیع صاحب منیجر سٹینڈرڈ بنک ماڈل ٹاؤن لاہور۔

۷:۔ چوہدری محمد اسلم صاحب بی ایس سی ایگریکلچر لینڈ ریکلیمیشن آفیسر سکارپ نمبر IV لاہور

۸:۔ میاں محمد شریف صاحب انسپکٹر پولیس ریٹائرڈ۔

۹:۔ چوہدری عنایت اللہ صاحب آڈیٹر سی ایم اے لاہور۔

۱۰:۔ چوہدری محمد عتیق صاحب بی ایس سی انجنیئرنگ انجنیئر اردو کی کمپنی لاہور۔

۱۱:۔ چوہدری محمد رفیق صاحب اکاؤنٹنٹ ایم پی او واپڈا لاہور۔

۱۲:۔ چوہدری خیر الدین صاحب پروپرائٹر کے۔ ڈی آٹو سروس ساہیوال۔

۱۳:۔ میاں محمد اقبال پی سی ایس ریذیڈنٹ مجسٹریٹ علی پور۔

ارائیں برادری پنڈدادنخاں کے چند صاحب حیثیت افراد

چوہدری حسن علی: آپ پنڈدادنخاں غلہ منڈی میں آڑھت کی دوکان کرتے ہیں اور ٹرانسپورٹر بھی ہیں، برادری کے بڑے ہمدرد اور مخلص انسان ہیں۔ پنڈدادنخاں کی انجمن کے خزانچی ہیں۔

چوہدری محمد امین۔ آپ بھی غلہ منڈی پنڈدادنخاں میں آڑھت کا کاروبار کرتے ہیں اور برادری کے مخلص اور ہمدرد ہیں، ضلع جہلم کی انجمن کے کونسلر ہیں۔

چوہدری محمد یامین۔ آپ کی غلہ منڈی میں آڑھت کی دوکان ہے اور پنڈدادنخاں کی انجمن کے نائب صدر ہیں۔

چوہدری عبدالسلام۔ آپ کی غلہ منڈی پنڈدادنخاں میں آڑھت اور گھی کی ایجنسی ہے برادری کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

چوہدری احمد علی۔ آپ نیشنل بنک چوہا سیدن شاہ کے منیجر ہیں اور برادری کے بڑے

Marfat.com

ہمارے مکتبے!

۱۔ علمی کتاب خانہ اُردو بازار لاہور: ۔ یہ کتاب خانہ ۱۹۴۷ء کے بعد سے الحاج مولوی سردار محمد صاحب کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔ جنہیں کشنہ برادر زکی کتابوں کی مشہور دکان الاٹ ہوئی تھی۔ ۱۹۵۸ء میں اس کتب خانہ کی چودہ کتابیں محکمہ تعلیم نے منظور کیں اور اس کا شمار اچھے پبلشرز میں ہونے لگا۔ اب یہ ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابوں کے رجسٹرڈ پبلشرز ہونے کے علاوہ کالج کی ٹیکسٹ بکس، امدادی کتب، ماڈل ٹیسٹ پیپرز اور لاء بکس اور جنرل بکس کے پاکستان بھر میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔ ان کی کالج کی کتابیں بہت معیاری اور پاکستان کے کالجوں میں بے حد مقبول ہیں۔ لاء بکس میں تو تمام پاکستان میں ان کا کوئی مدِ مقابل نہیں ہے یہ ادارہ دن دو نی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اب اسلامی کتب کی طباعت کا کام بھی شروع کر دیا ہے تبلیغی جماعت کا پورا سیٹ بھی طبع کیا ہے، اس ادارے نے دینی کتابوں میں شامل احادیث پر اعراب لگوائے ہیں۔

حاجی سردار محمد صاحب پاکستان پبلشرز کی زونل کمیٹی کے صدر ہیں۔ تاریخ ارائیاں کی اشاعت ان کی برادری سے محبت کا بیّن ثبوت ہے، آپ قومی، ملکی اور رفاہی اداروں میں بڑی دلچسپی اور جانفشانی سے خدمات انجام دیتے ہیں۔ شروع میں آپ نظام اسلام پارٹی کے سرگرم رکن بھی رہ چکے ہیں۔ مگر بعد میں رفاہی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے سیاست سے دستکش ہو گئے اور اب محلے اور اردو بازار کی مسجدوں کی خدمت اور ایک خدمتِ خلق کا ادارہ سستا شفاخانہ کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ برادری کی خدمت میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ اوج پاکستان اور انجمن ارائیاں پنجاب و آزاد کشمیر کے سرگرم کارکن ہیں۔

یہ سب ترقی ایمانداری اور معاملات میں دیانتداری کی مرہونِ منت ہے۔

Marfat.com

۲۔ مکتبہ کارواں۔ کچہری روڈ، لاہور: یہ ادارہ شروع شروع میں ۱۹۴۶ء میں جالندھر (مشرقی پنجاب) میں قائم کیا گیا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس ادارے کو آتما رام اینڈ سنز کی مشہور دوکان الاٹ ہو گئی، چنانچہ انہوں نے میڈیکل بکس کے بڑے بک سیلر اور امپورٹر کی حیثیت سے کام شروع کر دیا اور ۱۹۵۱ء میں محکمہ تعلیم کی نے اس مکتبہ کی بے شمار کتابیں ٹیکسٹ بکس کی حیثیت اور مولانا ظفر علی خاں کی شہرۂ آفاق کتابیں بہارستان، چمنستان، نگارستان، حبسیات، نیالستان، فیض احمد فیض کی کتابیں۔ ناصر کاظمی کی کتابیں۔ سے منظور کیں جس سے طباعت داشاعت کے کام میں بہت ترقی ہوئی۔ اس مکتبہ کی کتابیں ہر لحاظ سے معیاری ہوتی ہیں۔ سکول اور کالج کی ٹیکسٹ بکس کے علاوہ لاء اور میڈیکل بکس کی طباعت بھی جاری ہے چوہدری محمد علی صاحب کی مشہور کتاب "ظہورِ پاکستان" کی اشاعت بھی اسی ادارے کے ہاں سے ہوئی ہے۔ اس مکتبہ کے پروپرائٹر چودھری عبدالحمید صاحب ایم۔اے (علیگ) بڑے اچھے مقرر، قومی کارکن اور بلند پایہ شاعر ہیں۔

آپ پاکستان پبلشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن کی لاہور کی زونل کمیٹی کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں۔ آپ میاں عبدالباری (مرحوم) کے داماد ہیں۔

۳۔ منصور بک ہاؤس، کچہری روڈ لاہور: منصور بک ہاؤس کی بنیاد ۱۹۵۷ء میں ڈالی گئی تھی۔ اس وقت سے یہ ادارہ خاموشی محنت اور دیانتداری سے کام کر رہا ہے۔ اس لئے ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے یہ ادارہ قانونی کتب۔ میڈیکل بکس اور کالج کی کتابوں کا کاروبار کرتا ہے بیرونی ممالک سے بھی مال درآمد کیا جاتا ہے۔ اس ادارہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قانونی کتب کا اردو ترجمہ اس نے اپنے ذمے لیا ہوا ہے چنانچہ کثیر رقم خرچ کر کے اس کام کو بطریق احسن سرانجام دیا جا رہا ہے۔ اس ادارہ کے مالک میاں عبدالحکیم (مرحوم) انبالہ کے مہاجر تھے۔ انجمن حمایت الاسلام کے اسکولوں میں بطور ہیڈ ماسٹر ملازمت بھی کر چکے تھے۔ ریٹائر ہونے پر آپ نے منصور پریس لگایا۔ اور اس کے کچھ عرصہ بعد منصور بک ڈپو کی بنیاد رکھی۔ اس ادارہ کی مطبوعات کی تعداد

Marfat.com

کافی ہے۔ کیپٹن ظفر حسن ایبک کی آپ بیتی اس ادارے کا ایک شاہکار ہے۔ میر صاحب انبالہ کے ارائیں تھے ان کے صاحبزادگان خوش اسلوبی سے تمام کاروبار کو نبھا رہے ہیں اور پریس بھی چل رہا ہے۔ اُن کے ایک لڑکے کیمسٹری کے لیکچرر ہیں۔

(۴) پنجاب بُک ڈپو: اس ادارہ کے مالک چوہدری برکت علی (مرحوم) تھے جو مجلس احرار اسلام کے مشہور کارکُن تھے۔ آپ نے جب بی۔اے پاس کرنے کے بعد ایم۔اے کا امتحان دینا تھا۔ اُن دنوں تحریک ترکِ موالات کے مشہور مقدمۂ کراچی کے دوران حضرت مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد مرحومین نے قوم کو انگریز کی نوکری کی بجائے تجارت کرنے کا مشورہ دیا، چوہدری صاحب نے اس مشورہ کے مطابق "پنجاب بک ڈپو" کے نام سے لاہور میں سرکلر روڈ بیرون موری دروازہ، دوکان کھول لی۔ ۱۹۳۵ء سے ماہنامہ (اُردو) "ادب لطیف" لاہور کا اجراء کیا۔ یہ رسالہ اب تک جاری ہے اور پاکستان کے تمام سکولوں اور کالجوں میں جاتا ہے۔

۱۹۳۸ء میں "مکتبہ اُردو" کے نام سے اپنے بھتیجے چوہدری نذیر احمد (مرحوم) کی نگرانی میں کُھلوایا، جو اب بھی "نیا اِدارہ" کے نام سے چل رہا ہے۔

۱۹۴۲ء میں مسلم ماڈل ہائی سکول کی بُنیاد مُسلم تعلیمی مجلس نے رکھی جس کے روحِ رواں چوہدری صاحب ہی تھے اس مجلس نے بعد میں مزید پانچ سکول کھولے۔ چوہدری صاحب کی تحریک پر ہی ایک مشترکہ بڑے مسلم ادارہ کی بنیاد رکھی گئی جس کا نام "پبلشرز یونائیٹڈ" رکھا گیا۔ اس کے لاہور کے آٹھ بڑے پبلشر حصہ دار تھے۔

چوہدری صاحب مرحوم مخلص بڑے کنبہ پرور بھی تھے۔ انہوں نے اپنے بھتیجوں کو گاؤں سے بُلا لیا اور کھیتی باڑی کی بجائے خود اپنے ادارے میں تربیت دی، جنہوں نے پہلے ایک ادارہ "مکتبہ اُردو" کے نام سے قائم کیا بعد میں سب نے اپنے علیحدہ علیحدہ ادارے قائم کر لیئے جن کی تفصیل اس کے بعد درج ہو گی۔

"پنجاب بک ڈپو" کو اب چوہدری صاحب کے بڑے لڑکے چوہدری افتخار علی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایل ڈی ہائی سے لئے انگریزی گرامر، ٹرانسلیشن کی کتابیں اُردو گرامر

Marfat.com

دہائی کے لئے کیلی گرافی۔ خوشخطی کی کاپیاں، ورک بکس، یہ سب کافی شہرت کی کتابیں ہیں اور سکولوں میں رائج ہیں۔ یہ ادارہ لائبریری کے لئے جنرل کتابیں ناول وغیرہ بھی شائع کرتا ہے۔ رسالہ "ادب لطیف" سے تو سب ہی آشنا ہیں۔ اس کے ایڈیٹر ناصر زیدی ہیں۔ چوہدری صاحب کے دوسرے دو لڑکوں نے اپنے مندرجہ ذیل ادارے علیحدہ علیحدہ بنا لئے ہیں:۔

۵۔ مکتبہ جواد برادرز: زیر نگرانی چوہدری ظفر علی ۳۔ قاسم روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور میں قائم کیا گیا ہے۔ ناول، افسانے، بچوں کی کہانیوں کی کتابیں ڈرائنگ کی کاپیاں برائے مڈل وغیرہ یہ سب چھاپتے ہیں۔ چند مشہور کتابیں درج ذیل ہیں۔

(۱) اختر شیرانی کی نغمۂ حرم (۲) در و دیوار اور بگولے از احمد ندیم قاسمی (۳) ایم۔ حمید کی آٹھ کتابیں (۴) جنگل میں روتے ہیں ڈربے (۵) جہاں برف گرتی ہے (۶) صحرا کا بادل (۷) خیالی پلاؤ وغیرہ (۸) اندھیرے اُجالے از ہاجرہ مسرور

۶۔ چوہدری اکیڈمی: زیر نگرانی چوہدری محمد خالد۔ ۳۔ قاسم روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور یہ ادارہ جنرل بکس، ناول، افسانے وغیرہ طبع کرتا ہے۔ چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:۔ (۱) خرابات از عدم (۲) چارۂ درد از عدم (۳) یادوں کی بارات از جوش ملیح آبادی (۴) غبارے از ممتاز مفتی وغیرہ

۷۔ نیا ادارہ: زیر نگرانی چوہدری نذیر احمد (مرحوم) (چوہدری برکت علی مرحوم کے بڑے بھتیجے) اس ادارہ نے ترقی پسند ادب کی بنیاد رکھی۔ رسالہ "سویرا" کا اجرا کیا اور سویرا آرٹ پریس ۱۹۴۷ء میں شروع کیا۔ ترقی پسند ادب شائع کرتے ہیں۔

(۸) مکتبہ جدید۔ انار کلی چوک۔ لاہور: زیر نگرانی چوہدری بشیر احمد، چوہدری رشید احمد، چوہدری محمد حنیف رامے۔ اور چوہدری محمد حفیظ۔ یہ ادارہ ۱۹۶۲ء تک مشترکہ طور پر چلاتے رہے۔ پھر یہ تقسیم ہو کر مندرجہ ذیل چار الگ الگ درج ذیل اداروں کے طور پر چل رہے ہیں:۔

مکتبہ جدید اب چوہدری رشید احمد صاحب کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔ ان کی چند ایک کتابوں نام یہ ہیں:۔ (۱) جنید بغدادی (۲) عرب دنیا (۳) سکندر اعظم (۴) امیر تیمور (۵) اقبال کا

Marfat.com

فلسفۂ خودی (۶) حیاتِ اقبال کا جذباتی دَور (۷) کھویا ہُوا اُفق (۸) انسانی تماشا (۹) اسلام پاکستان میں (۱۰) مقالات شام ہمدرد وغیرہ۔

چوہدری رشید احمد مکتبہ جدید پریس چلا رہے ہیں جس میں آفسٹ پرنٹنگ اور لیٹر پریس دونو طرح کی بہترین چھپائی ہوتی ہے تاریخ ارائیاں کا تیسرا ایڈیشن اسی پریس میں طبع ہوُا تھا۔

چوہدری صاحب نے حال ہی میں کوٹ لکھپت، لاہور میں ایک گتہ فیکٹری بھی قائم کی ہے۔

۹۔ **مکتبہ میری لائبریری:** چوک اُردو بازار، سرکلر روڈ، لاہور، زیر نگرانی چوہدری بشیر احمد (چوہدری برکت علی مرحوم کے بھتیجے) انہوں نے اُردو میں کم قیمت کاغذی جلد کتابوں کا سلسلہ شروع کیا جو کامیابی سے چل رہا ہے اور گراں قیمت کتابیں ارزاں نرخ پر شائع کی ہیں چند ایک کے نام یہ ہیں۔

(۱) عجیب آدمی از عصمت چغتائی (۲) گفتگو اور تقریر کا فن از ڈیل کارنیگی (۳) میٹھے بول میں جادو ہے از ڈیل کارنیگی (۴) پرواز از شفیق الرحمٰن (مزاحیہ افسانے) (۵) شیر شاہ سوری از میاں عبدالرشید (۶) ستاییے اور زندگی بڑھائیے ترجمہ از پروفیسر سلیم اختر (۷) ۱۰ بڑے شہر از زاہد حسین انجم (۸) حسین بنئے از محترمہ شہناز ہمایوں

چوہدری صاحب نے اپنا آفسٹ پریس بھی قائم کر لیا ہے

(۱۰) مکتبۂ البیان و ہفت روزہ نصرت لاہور و روزنامہ مساوات، لاہور

اور مساوات پریس کے مالک پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ محمد حنیف رامے ہیں۔ پہلے ہفت روزہ نصرت چاروں بھائی اکٹھے شائع کرتے تھے۔ پھر تقسیم ہونے کے بعد چوہدری حنیف رامے نے چارج سنبھالا اور پیپلز پارٹی کا پیغام ملک کے کونے کونے تک پہنچایا۔ پھر روزنامہ مساوات جاری کیا۔ وہ بھی پارٹی کا ہی آرگن بنا دیا۔ پریس قائم کیا اور وہ بھی پارٹی کو دے دیا۔ چوہدری محمد حنیف رامے صاحب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دستِ راست شمار ہوتے تھے۔ پہلے وزارت خزانہ ملی، پھر وزیر اعلیٰ بنے بعدہٗ وزارت اعلیٰ سے مستعفی ہوئے اور سینیٹ میں لئے گئے مگر حکومت سے کچھ اختلافات پیدا

Marfat.com

ہو گئے اور آپوزیشن (مسلم لیگ) میں شمولیت کر لی اور آج کل حکومت کی حراست میں کیمبل پور جیل میں ہیں اور اپنے سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کے عقیدے سے تائب ہو کر خالص اسلام ہی کے مدعی بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدے پر ثابت قدم رکھے۔

مکتبہ البیان کی چند ایک مشہور کتابیں یہ ہیں:۔

(۱) دس پیغمبر (۲) دس سلطان (۳) دس ولی (۴) دس بڑے مسلمان (۵) محمد رسول اللہ (سیرت رسول کریم بصورت ڈرامہ از توفیق الحکیم مصری ترجمہ از عطیہ خلیل عرب) اور دوسری بہت سی بلند پایہ کتابیں شائع کی ہیں۔

(۱۱) **مکتبہ پاکستان، چوک انارکلی، لاہور:** زیر نگرانی چوہدری محمد حفیظ بی۔ اے یہ مکتبہ جنرل کتابیں شائع کرتا ہے۔ چند ایک یہ ہیں:۔

(۱) سوانح قائد عوام از یونس ادیب، پیش لفظ از چوہدری محمد حنیف رامے۔

چوہدری محمد حفیظ یورپ سے پرنٹنگ کا ڈپلومہ لے کر پچھلے دنوں آئے ہیں اور پیکجز لمیٹڈ میں کسی اعلیٰ تنظیمی عہدے پر فائز ہیں۔

۱۲۔ **راوی بک ہاؤس اردو بازار لاہور:** اس کے پروپرائٹر چوہدری عبدالحمید صاحب ہیں۔ سکولوں اور کالجوں کی نئی اور پرانی کتا [illegible] کے بڑے تاجر ہیں۔ کتابیں امپورٹ بھی کرتے ہیں۔

۱۳۔ **خاور بک ہاؤس اردو بازار لاہور:** اس کے پروپرائٹر چودھری محمد حلیم ہیں سکولوں اور کالجوں کی نئی اور پرانی کتابوں کی تجارت کرتے ہیں۔ کالج کی کتابوں کے خلاصے اور شرحیں بھی شائع کرتے ہیں۔ باہر کی کتابوں کے امپورٹر بھی ہیں۔

۱۴۔ **اسٹوڈنٹس اون بک ڈپو اردو بازار لاہور:** اس کے پروپرائٹر مولانا عبدالرحیم ساقی ہیں، جو پہلے آزاد اخبار کے مالک تھے۔ یہ ادارہ کبھی گیس پیپرز اور امدادی کتب شائع کرنے کے لئے

Marfat.com

مشہور تھا۔ اب انہوں نے ایک اپنا پریس لگا لیا ہے۔

۱۵۔ جدید بک ڈپو اردو بازار لاہور: یہ کالج ٹیکسٹ بکس اور امدادی کتب شائع کرتے ہیں۔ ان کا ایک ادارہ لائل پور میں بھی ہے۔

۱۶۔ آزاد بک ڈپو اردو بازار لاہور: جناب چودھری بشیر احمد ٹبالوی صاحب اس کے پروپرائٹر ہیں۔ پاکستان بھر میں ٹریننگ اسکولوں کی امدادی کتب شائع کرنے والا یہ واحد ادارہ ہے جو بی۔ اے۔ ایس وی بی ٹی اور مولوی فاضل وغیرہ کی کتابیں شائع کرتا ہے۔ چودھری صاحب ککئے زئی خاندان کے چشم و چراغ اور ٹبالہ ضلع گورداسپور کے مہاجر ہیں۔

۱۷۔ بساط ادب اردو بازار لاہور: اسلامی، ادبی، معاشرتی و تاریخی ناول شائع کرتے ہیں۔ اس کے پروپرائٹر چودھری ثناء اللہ صاحب ککئے زئی خاندان کے چشم و چراغ اور ٹبالہ ضلع گورداسپور کے مہاجر ہیں اور آزاد بک ڈپو کے پروپرائٹر چودھری بشیر احمد صاحب کے برادر بزرگ ہیں۔ آپ مجلس احرار اسلام کے آجکل صدر ہیں۔

۱۹۔ چودھری غلام رسول اینڈ سنز اردو بازار لاہور: چودھری صاحب لاہور کے رہنے والے ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے بھی درسی کتابیں شائع کیا کرتے تھے۔ آپ سکول ٹیکسٹ بکس اور امدادی کتب بھی چھاپتے ہیں۔ آپ ٹیکسٹ بک بورڈ کے رجسٹرڈ پبلشر بھی ہیں۔ اب کالج کے لئے ماڈل ٹیسٹ پیپرز بھی شائع کرنے لگے ہیں۔

۲۰۔ نیاز بک ڈپو اردو بازار لاہور: حاجی نیاز محمد اس کے پروپرائٹر ہیں۔ آپ جالندھر کے مہاجر ہیں اور وہاں بھی یہی کاروبار کرتے تھے۔ عام طور پر درسی کتابوں کی اشاعت کرتے ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے مصنف تاریخ ارائیاں کی پہلی تاریخی کتاب "پاک تاریخی کہانیاں" شائع کی تھی جسے پنجاب ٹیکسٹ بکس بورڈ نے چھٹی جماعت کے لئے بطور ٹیکسٹ بک منظور کر لیا تھا۔

Marfat.com

۲۱۔ مکتبۂ نسیم بازار کلاں جہلم: اس کے پروپرائیٹر ہفت روزہ نسیم کے ایڈیٹر جناب محمد اسحاق نقشبندی ہیں، سکولوں کے لیئے درسی اور امدادی کتابیں شائع کرتے ہیں۔ آج کل مصنف تاریخ ارائیاں کی ایک کتاب "نوجوانوں کی اُلجھنیں اور ان کا حل" شائع کر رہے ہیں۔

۲۲۔ آزاد بک ڈپو سرگودھا: اس کے پروپرائیٹر چودھری بشیر احمد بٹالوی ہیں جو آزاد بک ڈپو لاہور کے بھی پروپرائٹر ہیں۔ ٹریننگ کالجوں کے لئے ضروری کتابیں شائع کرتے ہیں۔ مصنف تاریخ ارائیاں کا ایک معاشرتی ناول "بھول" شائع کر رہے ہیں۔

۲۳۔ رشید بک ڈپو سرگودھا یہ بھی چوہدری بشیر احمد صاحب کے بڑے بھائی کا مکتبہ ہے۔ سکول اور کالج کی کتابیں بیچتے ہیں اور سٹیشنری کا کاروبار کرتے ہیں۔

۲۴۔ ظفر بک ڈپو سرگودھا: بک سیلرز اور پبلشرز ہیں، سکولوں کی کتابیں بھی شائع کرتے ہیں اور سٹیشنری کا کاروبار بھی کرتے ہیں۔ اس کے پروپرائیٹر سرگودھا ہی کے رہنے والے ہیں۔

۲۵۔ چشتیہ پریس ہسپتال روڈ لاہور: یہ پریس قیام پاکستان کے بعد میاں محمد یوسف چشتی اور محمد اکرم چشتی کی زیر نگرانی شروع ہوا، جو جالندھر کے مہاجر ہیں، انگریزی (لیٹر پریس) کا کام اچھا اور وقت کے مطابق ہوتا ہے۔ سکولوں اور کالجوں کے پرچے چھپوانے کا کام بھی ہوتا ہے اس کام میں یہ پریس بہت نیک نامی اور شہرت حاصل کر چکا ہے۔

۲۶۔ رشید آرٹ پریس پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور: اس پریس کے مالک میاں علم الدین ہیں جو لاہور ہی کے رہنے والے ہیں، یہاں انگریزی ٹائپ یعنی لیٹر پریس کے ساتھ لیتھو پرنٹنگ کا کام وعدے اور معیار کے مطابق بارعایت کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ پریس رات دن چالو رہتا ہے۔ بلاک بنانے کا شعبہ الگ کام کرتا ہے۔ پریس کافی شہرت کا

Marfat.com

حامل ہے

۲۷۔ **نقوش پریس۔ لاہور:** یہ سویرا کے ایڈیٹر محمد طفیل کا پریس ہے اس میں آفسٹ کا عمدہ کام ہوتا ہے۔ یہ ٹیکسٹ بک بورڈ کے بڑے پبلشر ہیں، اس کی کارکردگی مشہور اور مسلّم ہے۔

۲۸۔ **مُنیر بک ڈپو مسجد روڈ نواب شاہ:** اس کے پروپرائٹر جناب محمد اسلم منیر ہیں جو نواب شاہ کے مشہور صحافی ہیں۔ زیادہ تر درسی کتابوں اور سٹیشنری کا کاروبار کرتے ہیں۔

۲۹۔ **نفیس اکیڈمی۔ اسٹریچن روڈ کراچی:** اس کے پروپرائٹر جناب چودھری محمد اقبال سلیم گاہندری ہیں جو ضلع جالندھر کے مہاجر ہیں۔ قیام پاکستان سے پیشتر آپ کا کاروبار حیدر آباد دکن میں تھا۔ جہاں آپ نے بے نظیر کتابیں شائع کی تھیں۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کا کاروبار برباد ہو گیا اور آپ پریشانی کی حالت میں کراچی پہنچے جہاں آپ نے نفیس اکیڈمی کی بنیاد رکھی اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ اکیڈمی ملک بھر میں مشہور و معروف ہو گئی اس اکیڈمی نے عربی کی تاریخی اور دینی کتابوں کے تراجم نہایت سلیقے اور نفاست سے شائع کئے اور یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ بہترین تاریخی کتابیں شائع کرنے میں پورے ملک میں یہ ادارہ اپنی نظیر آپ ہے۔ سلیم صاحب خود بھی بہت اچھا لکھنے کا ذوق رکھتے ہیں، اُن کے متعلق ایک مفصل نوٹ ہماری اس کتاب کے آئندہ صفحات میں موجود ہے۔ آج کل یہ اکیڈمی حکومت سندھ کی طرف سے سکولوں اور کالجوں کی کتابیں بھی شائع کرتی ہے۔

نعمت کدہ لاہور: مہر خدا بخش صاحب لاہور کے مشہور شہری ہیں، نعمت کدہ ہوٹل اُن کی ملکیت ہے یہ ہوٹل ۱۹۴۹ء میں چوک انارکلی میں کھولا گیا تھا اور آج کل اوّل درجے کا ہوٹل ہے کھانے کی پاکیزگی اور صفائی کے لحاظ سے نعمت کدہ لاجواب ہے۔ یہاں راتوں رات ا[illegible] ہو جانا مقصود نہیں ہے بلکہ کھانے

Marfat.com

اعلیٰ اور دام کم" والی بات ہے اس لئے یہاں ہر وقت رش رہتا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں اس کی رہائشی شاخ (ایئر کنڈیشنڈ) انار کلی میں کھول گئی۔ یہ عوام کو رہائشی سہولتیں بہم پہنچاتی ہے۔

سلور مشین انڈسٹریز، لاہور

یہ چوک نیلی بار بنک، کرشن نگر لاہور میں واقع ہے اور مولوی محمد داؤد صاحب جو فرید کوٹ کے مہاجر ہیں، اس کے مالک ہیں یہ بال بیرنگ والی مشین ہے، مضبوط اور سستی ہونے کی وجہ سے بہت مقبول ہے۔ ماڈل A اور ماڈل B کے علاوہ ماڈل C فیملی مشین کہلاتی ہے۔ یہ وزن میں ہلکی ہے تاکہ گھر میں آسانی سے استعمال کی جا سکے، یہ مشینیں ولائتی مال سے کسی صورت میں کم نہیں ہیں۔

محمدی کتب خانہ جدید بازار رحیم یار خان

یہ دکان رحیم یار خان کے ضلع بھر میں کتابوں کی سب سے پرانی اور مشہور دوکان ہے۔ سکول و کالج کی کتب کے علاوہ مذہبی اور دینی کتب بھی رکھتے ہیں۔ اس دوکان کے مالک میاں علی محمد صاحب ہیں۔ ان کے پانچ بیٹے ہیں۔ عرصہ بارہ سال سے ایک اور دوکان پاکستان بکڈپو سکول بازار رحیم یار خان میں کھول رکھی ہے۔ سکولوں کے لئے اضافی کتب اور گرائمر وغیرہ اپنی چھپواتے ہیں۔ دو سال سے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے ممبر بھی ہیں۔

اب کاروبار بیٹوں نے سنبھال رکھا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں: محمد رفیق، لطیف احمد، صدیق احمد، شفیق احمد اور ہارون الرشید ظفر۔

ہارون الرشید ظفر نے ایم۔ اے معاشیات ایف۔ سی کالج لاہور سے ۱۹۶۹ء میں کیا۔ اور آج کل کاروبار میں شریک ہیں۔

Marfat.com

ایم۔ سلیم اینڈ کمپنی، کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور

۱۔ ملک سلیم حسن نے ۱۹۴۸ء میں شرقپور میں کتابوں کا کام اس وقت شروع کیا جب ارائیں فیملی میں کاروبار کرنا مستحسن خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ ۲۲ سال تک شرقپور میں کاروبار کو محنت و کامیابی سے چلایا۔ ۱۹۷۱ء میں اردو بازار لاہور میں سٹیشنری کا تھوک کاروبار ایم سلیم اینڈ کمپنی کے نام سے شروع کیا اور کامیابی سے اب اسے چلا رہے ہیں

مکتبہ رشیدیہ ۳۰ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

اس کے مالک عبدالرشید ارشد یکم ستمبر ۱۹۳۲ء کو بہری پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ کچھ ابتدائی تعلیم ڈی۔ بی ہائی سکول نکودر میں حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں حفظ قرآن کیا اور فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۳ء میں مدرسہ عربی خیر المدارس سے سند فراغت حاصل کی۔ مستقل سکونت میاں چنوں میں ہے۔ وہیں ۱۹۵۵ء میں مکتبہ رشیدیہ کی بنا ڈالی۔ چند ایک رسائل اور ایک کتاب "نغمات جہاد" ترتیب دے کر وہیں سے شائع کی۔ ۱۹۶۵ء میں لاہور آکر کام شروع کیا۔ "بیس بڑے مسلمان" نامی کتاب جس میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے لے کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری تک بیس اکابر کا تذکرہ ہے ترتیب دی اور خود ہی شائع کی۔ یہ اپنی نوعیت کی برصغیر میں پہلی کتاب ہے اور ۲۰x۳۰/۸ کے گیارہ صد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر روح المعانی (عربی) جو سولہ جلدوں پر محیط ہے شائع ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف کتابیں دینی و علمی شائع کی ہیں جن میں النبی الخاتم (مولانا مناظر احسن گیلانی) اور تذکرہ مولانا محمد یوسف (امیر تبلیغی جماعت) قابل ذکر ہیں۔ کام کرنے کی استعداد و صلاحیت ہے لیکن مالی وسائل کے فقدان کی بنا پر

Marfat.com

کچھ بن نہیں پڑتا۔ بہرحال ایک اچھے اشاعتی ادارے کو قائم کیا ہے۔

ان کے والد حاجی تاج محمد صاحب برمنگھم میں صدر جمیعتہ المسلمین ہیں اور پینتیس سال سے انگلینڈ میں مقیم ہیں۔ جمیعتہ المسلمین انگلینڈ میں مسلمانوں کی اوّلین انجمنوں میں سے ایک ہے۔ جس کے رُوحِ رواں حاجی صاحب رہے ہیں۔ اس جمیعت نے برمنگھم میں چار لاکھ پونڈ کے صرفے سے ایک عظیم الشان جامع مسجد تیار کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جس میں برمنگھم کے ہزاروں مسلمان حصّہ لے رہے ہیں۔ تعمیر شروع ہو چکی ہے۔ آپ ہی کی کوششوں سے دو چار احباب نے مل کر انگلینڈ میں تبلیغی جماعت کا کام شروع کیا جو اب پُورے ملک میں پھیل چکا ہے۔ آپ کی اس دیندارانہ تربیت میں مدرسہ عربی لائلپور کا بڑا حصّہ ہے۔ آج انگلینڈ میں سینکڑوں لوگ باریش ہیں، حاجی صاحب جوانی کی عمر میں باریش ولایت گئے جب کہ آپ کے علاوہ اور کوئی باریش نہیں تھا۔ اتنے متقی اور پرہیزگار ہیں کہ اتنے عرصے میں شائد ہی کوئی نماز قضا ہوئی ہو اور اتنے عرصے تک وہاں رہنے کے باوجود آج تک پاکیزہ کھانا کھایا اور وہاں ایسے رہ رہے ہیں گویا کوئی خانقاہ ہے جس میں ان کی مسلسل تربیت ہو رہی ہے۔

لائل پور میں اشاعت وطباعت کے ادارے

اسلیف برادرز سٹیشنرز بک سیلرز :- چوہدری عبداللطیف، حاجی عبدالعزیز اور حاجی عبدالحکیم تینوں بھائی جالندھر شہر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد لائل پور کے ریل بازار میں کاروبار شروع کیا۔ سٹیشنری اور طباعت کا وسیع کاروبار ہے۔

شریف سنز تاجران کتب :- حاجی محمد شریف ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آزادی کے بعد کارخانہ بازار میں کاروبار شروع کیا۔ ماشاء اللہ بڑے کاروباری ہیں اور باغ و بہار شخصیت بھی۔ ارائیں برادری کے غمگسار اور بھرپور ہمدردی رکھنے والے آدمی ہیں۔

سٹوڈنٹ بک ڈپو :- چوہدری عبداللطیف ضلع جالندھر سے تعلق رکھتے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد امین پور بازار لائل پور میں کاروبار شروع کیا۔ لائل پور میں ان کا وسیع کاروبار ہے۔

جدید بک ڈپو : میاں محمد صدیق جالندھر شہر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم لائل پور سے حاصل کی اور پھر جھال بازار میں کاروبار شروع کیا۔ بڑا اچھا کاروبار ہے اپنے اور مُجھے ہوئے ذہن کے مالک ہیں۔

Marfat.com

کتاب مرکز: چوہدری محمد علی جالندھر کے مشہور محلہ عالی میں پیدا ہوئے۔ تعلیم اسلامیہ ہائی سکول جالندھر سے حاصل کی تقسیم ملک کے بعد بھوانہ بازار میں کتابوں کا کاروبار شروع کیا۔ اس میدان میں وسیع تجربہ اور دسترس رکھتے ہیں۔ برادری کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ بڑے محنتی اور ملنسار آدمی ہیں۔

اخبار ڈیلی بزنس رپورٹ اور پریس: بزرگ صحافی اور معروف کاروباری چوہدری شاہ محمد عزیز ضلع کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ ان کا اخبار اپنی انفرادیت کی وجہ سے ملک کے کونے کونے میں پڑھا جاتا ہے۔

فائن آرٹ پریس: غازی عبدالرشید پرجوش سیاسی کارکن ہونے کے علاوہ صاحب عزم کاروباری شخصیت ہیں۔ ان کا پریس لائل پور میں انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔

حاجی اینڈ کمپنی پیپر مرچنٹ: عبدالرحمن پیچلے بی۔ کام' آنرز' لدھیانہ کے معروف راہئیں خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ گلی جامع مسجد میں بلاک سازی اور کاغذ کا وسیع کاروبار ہے نہایت زیرک اور پرجوش آدمی ہیں۔

اس کے علاوہ جناب بک ڈپو کے چوہدری سردار محمد سلیمی فرینڈز کے میاں محمد سلیم سلیمی برادرز کے میاں ظہور الحسن تنویر بک ڈپو کے چوہدری ظہور الحق بھی ارائیں برادری سے متعلق اصحاب ہیں۔

ارائیں ویلفیئر سوسائٹی راولپنڈی کا ایک جائزہ

میاں عبدالستار (مرحوم) اے۔ ڈی۔ ایم راولپنڈی کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد راولپنڈی کی ارائیں برادری کے حلقہ مداحان میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ برادری کی تعمیر و ترقی کے لئے جن پہلوؤں کی بنیاد میاں صاحب موصوف نے رکھی تھی وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ میاں صاحب کی بے لوث خدمت کے پیش نظر، صاحب اختیار احباب کی عدم توجہی کے باعث اس احساس کا جنم لینا ایک قدرتی امر تھا۔ میاں صاحب موصوف کے منشور میں برادری کی فلاح و بہبود کے دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ غریب اور

Marfat.com

مستحق طلبا کو وظائف دینا۔ مربوط دیہی ترقی کے پروگرام کے تحت راولپنڈی کے گردونواح کے دیہات میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلی ہوئی ارائیں برادری جو میار کے نام سے موسوم ہے کے کاغذاتِ مال میں میار کی بجائے قوم ارائیں کا اندراج کرواکر احساسِ کمتری ختم کرنا دیہی پس ماندگی دور کرنا اور برادری کا اجتماعی وقار بڑھانا شامل تھا۔

شروع شروع میں میاں صاحب کے ان مداحوں کی پوری جدوجہد کے باوجود خدّامِ راعیاں راولپنڈی موصوف کے نقشِ قدم پر چلنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مالی حالات نے منزل کی جانب ایک قدم بھی اٹھنے نہ دیا اور یوں خدام راعیاں راولپنڈی کا دائرۂ کار راولپنڈی شہر تک محدود ہو کر رہ گیا۔ ان حالات میں چند ہم خیال احباب نے دل برداشتہ ہو کر سوشل گیٹ ٹو گیدر گروپ قائم کر کے میاں صاحب مرحوم کے منشور کو عملی جامہ پہنا کر اُن کی روح کو تسکین پہنچانے اور خراجِ عقیدت پیش کرنے کی راہ نکال لی۔ یہی سوشل گیٹ ٹو گیدر گروپ تنظیمِ نو کے بعد آج ارائیں ویلفیئر سوسائٹی کے نام سے سرگرمِ عمل ہے۔

سوسائٹی کے دستور العمل کے مطابق پاکستان کے تمام دوسرے شہروں کی تنظیمیں اس سے الحاق کر سکتی ہیں اور خواہش مند حضرات انفرادی طور پر ممبرشپ حاصل کر سکتے ہیں۔ دریں حالات خدام راعیاں راولپنڈی ایک مقامی تنظیم اور ارائیں ویلفیئر سوسائٹی ایک نیشنل تنظیم کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اس طرح ارائیں ویلفیئر سوسائٹی راولپنڈی ایک خالص غیر سیاسی، معاشرتی اصلاحی تنظیم اور خود مختار ادارہ ہے اور کسی بھی صورت میں خدام راعیاں راولپنڈی کی مخالف یا ذیلی تنظیم نہیں۔

سوسائٹی کے قیام کا پاکستان کے گوشے گوشے میں خیر مقدم کیا گیا ہے اور اس کی جاری کردہ ارائیں خون کے تحفظ کی سکیم کو بہت سراہا گیا ہے۔ اس سکیم کے تحت باہمی رشتے خوش اسلوبی سے طے پا رہے ہیں۔ برادری کے ضرورت مند احباب انفرادی طور پر موزوں رشتوں کی تلاش میں سرگرداں ہونے کی بجائے سوسائٹی کی بلامعاوضہ خدمات سے فائدہ اُٹھانے کے لئے سوسائٹی کا مجوزہ فارم طلب فرمائیں۔ سوسائٹی عنقریب ہی تعلیمی وظائف کی سکیم، دیہی ترقی کی سکیم اور اجتماعی طور پر تعمیر و ترقی کی سکیم جاری کر رہی ہے۔

Marfat.com

تعلیمی وظائف کی سکیم کے تحت سوسائٹی امسال پاکستان میں میڈیکل تعلیم کے لئے کسی ایک طالب علم یا طالبہ کو وظیفہ دینے کا جلد اعلان کر رہی ہے۔ دیہی ترقی کی اسکیم کے تحت کھوڑ شہر، موضع بھلاکھر، موضع سہر، موضع باغ بھمبر، نارہ منڈی، موضع بندہ وغیرہ میں معزز احباب کو ارائیں ویلفیئر سوسائٹی کی شاخیں قائم کرنے میں آمادہ کر لیا ہے۔ اجتماعی تعمیر و ترقی کی سکیم کے تحت واہ چھاؤنی، ٹیکسلا، گوجر خان، منگلا، میرپور (آزاد کشمیر)، لالہ موسیٰ، گجرات، ڈسکہ، میانوالی، سرگودھا، خوشاب، بھلوال، خان پور، رحیم یار خان، بہاول پور وغیرہ میں الراعی تنظیموں سے قریبی رابطہ قائم کر لیا گیا ہے۔ ان سب تنظیموں نے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے۔

ارائیں ویلفیئر سوسائٹی راولپنڈی کی نامزد ہر منتظمہ و اراکین

(الف) سرپرست ۱۔ چوہدری عبدالرشید صاحب سابق ممبر قومی اسمبلی و جاگیردار چک پڑاربال ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

۲۔ سردار محمد عالم صاحب، رئیس اعظم، الراعی منزل، میرپور، آزاد کشمیر

(ب) نامزد منتظمہ ۱۔ بانی ممبر و صدر، میاں محمد امین تینوانی صاحب سواڈن لیڈ زبانرد ۲۶۹ کمال روڈ صدر راولپنڈی

۲۔ بانی ممبر و نائب صدر، خورشید اے چوہدری صاحب ۵۲ چناب روڈ واہ چھاؤنی

۳۔ بانی ممبر سیکرٹری جنرل و فنانشل سیکرٹری چوہدری محمد اقبال صاحب اسسٹنٹ انجینئر ٹیلیفونز ٹیلیگراف کالونی بلال روڈ، صدر راولپنڈی

(ج) اراکین: ۱۔ بانی ممبر ڈاکٹر عبدالمجید صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس چیف میڈیکل آفیسر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال راولپنڈی

۲۔ چوہدری محمد انور صاحب ٹاؤن پلانر سی۔ ایچ۔ بکو، راولپنڈی

۳۔ ” ” چوہدری بشیر احمد صاحب پرنسپل فارسٹ کالج۔ بہاول پور

Marfat.com

۴۔ " " چوہدری انور علی صاحب۔ سینئر سائنٹیفک آفیسر نیلور۔ راولپنڈی

۵۔ " " چوہدری اسلم حیات صاحب ۶۔ بی۔ ہائتھ روڈ راولپنڈی

۶۔ " " چوہدری عبدالمجیب صاحب ۲۰۔ اے عابد مجید روڈ، راولپنڈی

۷۔ " " ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کامن ویلتھ انسٹیٹیوٹ آف بائی اولوجیکل کنٹرول راولپنڈی

۸۔ " " چوہدری محمد شفیع داؤدی صاحب۔ داؤدی برادرز ٹرنک بازار لیاقت مارکیٹ راولپنڈی

۹۔ " " میاں امتیاز احمد جاوید صاحب پروفیسر گورنمنٹ پالی ٹیکنیک کالج راولپنڈی

۱۰۔ " " چوہدری بشیر احمد سینئر سائل کنزرویشنٹ واپڈا ۱۲، بی سٹلائٹ ٹاؤن "

۱۱۔ " " محمد عبداللطیف صاحب اسسٹنٹ انجنیئر ٹیلیفونز ریکو ۴۵۹ پل شاہ نذر راولپنڈی

۱۲۔ " میاں مقبول احمد صاحب پاپولیشن پلاننگ آفیسر بی ۱۰۶۵ اصغر مال، راولپنڈی،

(د) نمائندگان ۱۔ نمائندہ مری شگلا چوہدری محمد لطیف صاحب سینئر ریسرچ اسسٹنٹ ۴۔ ڈی ٹائٹ بنک کالونی شگلا

۲۔ نمائندہ واہ ٹیکسلا۔ خورشید اے چوہدری صاحب ۲۵ چناب روڈ واہ چھاؤنی

۳۔ نمائندہ موضع سہر براستہ نارہ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔ چوہدری غلام رسول صاحب

۴۔ نمائندہ کہوٹہ۔ حکیم خداداد ابوذر صاحب مٹور روڈ کہوٹہ شہر

۵۔ نمائندہ نارہ منڈی۔ چوہدری رحم علی صاحب دکاندار نارہ منڈی تحصیل کہوٹہ

۶۔ نمائندہ بھلاکر۔ چوہدری فقیر محمد صاحب۔ موضع بھلاکر براستہ کلر سیداں تحصیل کہوٹہ

لائل پور کے کوائف

ضلع میں ارائیں برادری کی آبادی ۔ ۴۵ فی صد۔

لائل پور شہر میں غلہ منڈیوں، سبزی منڈی، سوتر منڈی میں اکثریت ارائیں دوکانداروں کی

Marfat.com

ہے اور کاروبار ان کے ہاتھ میں ہے۔

پرانی غلہ منڈی میں چوہدری غلام حیدر پروپرائٹر ظفر کمیشن شاپ چوہدری عبدالستار، حاجی شاہ دین۔ میاں محمد رفیق۔ پروپرائٹر میاں اینڈ کمپنی۔

نئی غلہ منڈی۔ میاں عبدالرزاق پروپرائٹر علی شیر اینڈ کمپنی واہگہ کمیشن شاپ۔

سبزی منڈی۔ چوہدری عبدالمجید صدر انجمن آڑھتیاں۔ حاجی محمد اسحاق۔

ٹرانسپورٹ:۔ (۱) چوہدری نذیر احمد پروپرائٹر کوہستان بس سروس۔

(۲) چوہدری محمد علی، بشیر احمد، شیر محمد مالکان شیر برادرز ٹرانسپورٹ کمپنی۔

(۳) چوہدری نذیر احمد مالک صفدر نذیر ٹرانسپورٹ کمپنی۔

(۴) چوہدری نیاز احمد پروپرائٹر نیاز بس سروس۔

(۵) چوہدری غلام رسول ٹرانسپورٹر۔

شخصیات

کل ۱۲۵ وکلاء ارائیں برادری کے جو لائل پور، جڑانوالہ، سمندری اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہیں

۱: مہر محمد صادق ایڈووکیٹ مرحوم سابق وزیر امداد باہمی مغربی پاکستان

۲: چوہدری شاہ محمد ایڈووکیٹ سابق سیکرٹری ویگل ایڈوائزر مارکیٹ کمیٹی۔

۳: میاں حمید اختر ایڈووکیٹ بیگل ایڈوائزر نیشنل بنک آف پاکستان لائل پور۔ سابق سیکرٹری اسلامیہ کالج (انجمن اسلامیہ لائل پور)

۴: چوہدری نواز لطیف ایڈووکیٹ مینجر یتیم خانہ زیر اہتمام انجمن اسلامیہ لائل پور۔

۵: چوہدری محمد یعقوب ایڈووکیٹ سابق پی۔آئی۔

۶: چوہدری محمد سماعیل۔

۷: میاں صدیق انور ایڈووکیٹ سابق فنانس سیکرٹری بار ایسوسی ایشن و جنرل سیکرٹری انجمن ارائیاں ضلع لائل پور۔

۸: میاں محبوب جاوید ایڈووکیٹ سابق ایڈمنسٹریٹر "الزراعی" لاہور۔ حالیہ مدیر کہانی ڈائجسٹ لائلپور مجلہ مدیر اعلیٰ ڈائجسٹ لائل پور۔

۹: میاں عبدالحمید اختر ایڈووکیٹ و مشیر انکم ٹیکس صدر نیشنل عوامی پارٹی لائل پور۔

Marfat.com

۱۰: چوہدری سیف خالد ایڈووکیٹ صدر نیشنل عوامی پارٹی ولی گروپ۔

۱۱: میاں احسان الحق ایڈووکیٹ ممبر قومی اسمبلی۔

۱۲: چوہدری احمد دین ایڈووکیٹ ممبر قومی اسمبلی۔

۱۳: چوہدری احمد دین ایڈووکیٹ جڑانوالہ صدر انجمن ارائیاں جڑانوالہ۔

۱۴: چوہدری عبدالغفور اسلم ایڈووکیٹ مشیر انکم ٹیکس۔

سیاسی شخصیات

۱: میاں عطاء اللہ ممبر قومی اسمبلی خلف رشید حاجی عبداللہ سابق ایم۔ ایل۔ اے المعروف عبداللہ پور والے بھتیجا و داماد میاں نور اللہ سابق وزیر خزانہ پنجاب پاکستان۔

۲: میاں احسان الحق ایڈووکیٹ ممبر قومی اسمبلی۔

۳: چوہدری محمد اسلم ممبر قومی اسمبلی (ٹوبہ ٹیک سنگھ) لائل پور۔

۴: چوہدری محمد بشیر ممبر قومی اسمبلی (چک جالندھر) لائل پور۔

۵: چوہدری علی محمد خادم ممبر صوبائی اسمبلی۔

۶: چوہدری شوکت علی ممبر صوبائی اسمبلی مینجنگ ڈائریکٹر رائل ٹریول سروس لائل پور۔

۷: چوہدری ظہور احمد، ممبر صوبائی اسمبلی (ماموں کانجن) لائل پور۔

۸: چوہدری نور احمد ممبر صوبائی اسمبلی (ٹوبہ ٹیک سنگھ) لائل پور۔

۹: ایم۔ اے حمزہ ایم۔ اے صدر پی ڈی پی پنجاب۔

۱۰: میاں غلام دستگیر باری خلف رشید میاں عبدالباری مرحوم جڑانوالہ۔

۱۱: میاں زاہد سرفراز نائب صدر کونسل مسلم لیگ پاکستان۔

۱۲: حاجی بشیر احمد پی۔ ڈی۔ پی

۱۳: چوہدری محمد اقبال عرف کاسترو

۱۴: چوہدری احمد بخش صاحب سابق ممبر ڈسٹرکٹ کونسل لائل پور۔ چیئرمین یونین کونسل۔ صدر انجمن ارائیاں لائل پور۔

میڈیکل پریکٹیشنرز

۱: ڈاکٹر چوہدری حاکم دین ریٹائرڈ سول سرجن لائل پور۔

Marfat.com

۲: ڈاکٹر محمد حسین ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر لائل پور۔

۳: ڈاکٹر یوسف علی سابق سول سرجن سرگودھا، میونسپل ہیلتھ آفیسر لائل پور۔

۴: ڈاکٹر لطیف انور ایم بی بی ایس

۵: ڈاکٹر لطیف اختر ایم بی بی ایس سینئر نائب صدر انجمن ارائیاں لائل پور۔

۶: ڈاکٹر محمد جاوید ایف آر۔سی۔ایس۔آئی سپیشلسٹ۔

۷: ڈاکٹر عبدالرشید ایم۔بی۔بی۔ایس۔

۸: ڈاکٹر کیپٹن نور محمد ایم۔بی۔بی۔ایس۔

۹: ڈاکٹر کیپٹن محمد علی ریٹائرڈ سول سرجن و ریٹائرڈ میونسپل ہیلتھ آفیسر لائل پور۔

۱۰: ڈاکٹر بشیر احمد ایم۔بی۔بی۔ایس۔ڈی۔ڈی۔ٹی میونسپل ہیلتھ آفیسر ٹی بی ہسپتال لائلپور۔

۱۱: ڈاکٹر گلزار محمد افضل ایم۔بی۔بی۔ایس۔

۱۲: ڈاکٹر کیپٹن فضل محمد ایم۔بی۔بی۔ایس میاں ٹرسٹ ہسپتال لائل پور۔

۱۴: ڈاکٹر کیپٹن محمد یٰسین ایم۔بی۔بی۔ایس۔

15: ڈاکٹر کیپٹن محمد شفیع ایم۔بی۔بی۔ایس۔

ڈاکٹر سلیم فضل ڈینٹل سرجن جناح کالونی لائل پور۔
ڈاکٹر محمد رفیع ڈینٹل سرجن سرکلر روڈ لائل پور۔
ڈاکٹر محمد شفیق خیال ڈینٹل سرجن ڈگلس پورہ۔

تعارف ارکان برادری

چودھری فرزند علی پٹواری چک ۷۵ ر ب ڈاکخانہ خاص تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور۔

چودھری نذیر احمد ڈی۔ایس۔پی ٹیلی کمیونیکیشن قربان لائن لاہور۔

ڈاکٹر علی محمد ہارٹ اسپیشلسٹ حیدر آباد۔

چودھری محمد رفیق ایم اے۔ایم۔ایڈ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر مظفر آباد

Marfat.com

آزاد کشمیر۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد مدرسہ اشرفیہ ناظم آباد کراچی۔

چودھری محمد حسین ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی A-۳۴ ماڈل ٹاؤن لاہور۔

میاں سعید اختر سول جج بہاولنگر۔

چودھری محمد جمیل ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی مجسٹریٹ درجہ اول A-۳۷ بوریوالہ منڈی ضلع وہاڑی حال لودھراں

فرزند علی اختر چک ۲/۵ ر۔ ب لوبکہ خورد ڈاکخانہ خاص تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور۔

میاں تنویر شاہد ایم۔ اے آفیسر تعلقات عامہ لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز لاہور۔ ملک بشیر احمد چوہان روڈ لاہور۔

میاں سجاد سعید ماشر سلائی مشین ساہیوال۔

خلیفہ محمد امین پرنسپل نیو لاہور کالج الشجر نیلا گنبد لاہور۔

۱۔ حکیم میاں عبداللطیف (زمیندار) بسم اللہ پور $\frac{248}{R\cdot B}$ لائل پور

۲۔ حکیم صاحب کے مندرجہ ذیل صاحبزادگان ہیں:

۳۔ ڈاکٹر محمد انور لطیف ایم۔ بی۔ بی۔ ایس 36 پیپلز کالونی لائل پور

۴۔ محمد امجد لطیف ریٹائرڈ ریلوے انجینئر حال کنٹریکٹر لائل پور

۵۔ محمد نواز لطیف بی۔ ایس سی۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ لائل پور

۶۔ عبدالصمد لطیف بزنس حال مقیم کینیڈا

۷۔ ڈاکٹر خالد لطیف ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (پنجاب)

۸۔ (ڈاک) M.C.P.S & H. D.T.M (ایڈنبرا) کا لٹی فریش میو ہسپتال لاہور

۹۔ ڈاکٹر عبدالبادی لطیف ایم۔ ایس سی، پی۔ ایچ ڈی، پروفیسر آف کریمنل جسٹس، ہنگسٹن سٹیٹ یونیورسٹی۔ اوہائیو۔ یو۔ ایس۔ اے

Marfat.com

مختصر فہرست نامورانِ قوم

(قیامِ پاکستان سے قبل)

اس عنوان کے تحت، متعدد ذیلی عنوانات کے تحت مختلف فہرستیں دی گئی ہیں بعض نام بہت پرانے ہیں اور وہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ بعض کے پتے تبدیل ہو چکے ہیں۔ پاکستان کی موجودہ سیاسی فضاء میں انتہائی تکدر کی وجہ سے دماغوں کو جو پریشانی لاحق تھی، اس نے اتنی فرصت نہیں دی کہ ان کی درستی کی طرف قدم اٹھایا جاتا۔ یہ کام بھی بڑا کٹھن اور بہت سے وقت کا متقاضی ہے۔ ادھر کتاب کو شائع کرنے کا مطالبہ بہت شدت اختیار کر گیا ہے۔ اس لیے ذہن میں جتنی اصلاحات تھیں، اُن کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کتاب کو اُسی حالت میں شائع کیا جاتا ہے۔ نامورانِ قوم کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اس قوم کے افراد کو احساسِ کمتری یا کمتری میں مبتلا نہ ہونا چاہیے۔ جو بھی صحیح سمت میں قدم اٹھا کر کام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے دنیا و آخرت میں نوازے گا۔ (سردار محمد)

(۱) خان بہادر آنریبل جسٹس میاں شاہ دین ہمایوں (مرحوم)، بیرسٹر، جج عدالت عالیہ چیف کورٹ۔ پنجاب۔ لاہور

(۲) خان بہادر آنریبل میاں سر محمد شفیع (مرحوم) بیرسٹر، سی۔ آئی۔ ای۔ گورنر یوپی۔ لاہور

(۳) خان بہادر نواب مولا بخش (مرحوم) سی۔ آئی۔ ای۔ آنا جی ٹو گورنمنٹ آف انڈیا بٹالہ

(۴) خان صاحب آغا محمد علی صوفی (مرحوم)، سپرنٹنڈنٹ آفس آف پولیٹیکل آفیسر بصرہ۔ جالندھر

(۵) میاں نصیر الدین احمد (مرحوم)، اسسٹنٹ برٹش ریذیڈنٹ عدن۔ امرتسر

(۶) میاں نظام الدین۔ ڈسٹرکٹ جج۔ لاہور

(۷) میاں علم الدین افسر مال۔ لاہور

Marfat.com

(۸) میاں محمد یوسف۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ لاہور

(۹) میاں عبدالحمید " " " "

(۱۰) میاں سردار علی " " " "

(۱۱) میاں سراج الدین۔ افسر مال۔ لاہور

(۱۲) چودھری اللہ بخش۔ پریذیڈنٹ آف وارڈس۔ جالندھر

(۱۳) چودھری علی احمد۔ سیکرٹریٹ گورنمنٹ آف انڈیا۔ جالندھر

(۱۴) چودھری نور بخش " " " "

(۱۵) میاں غلام محی الدین۔ ٹور سپرنٹنڈنٹ دفتر لاٹ صاحب۔ لاہور

(۱۶) ملک غلام رسول۔ ناظم ریاست بیکانیر۔ دہلی

(۱۷) سردار بہادر کپتان غلام حسین۔ آنریری مجسٹریٹ۔ جالندھر

(۱۸) خان بہادر میاں جمال الدین۔ آنریری مجسٹریٹ۔ لاہور

(۱۹) خان بہادر سردار نور بُرہان " " گنجہ کلاں۔ لاہور

(۲۰) سردار محمد شفیع۔ صدر آئی آل انڈیا ارائیں کانفرنس " "

(۲۱) میاں عبدالعزیز بیرسٹر۔ صدر آل انڈیا انجمن ارائیاں۔ لاہور

(۲۲) سردار فتح محمد۔ رجسٹرار چیف کورٹ پٹیالہ۔ پٹیالہ

(۲۳) ملک تاج الدین۔ اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب۔ کرنسی آفیسر۔ لاہور

(۲۴) میاں عبدالرحیم۔ ڈسٹرکٹ انجینئر۔ لاہور

(۲۵) ڈپٹی محمد اکرم۔ ڈپٹی کلکٹر۔ لاہور

(۲۶) خاں صاحب میاں چنن دین۔ اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ این ڈبلیو ریلوے۔ لاہور

(۲۷) میاں نظام الدین۔ گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلویز۔ پٹیالہ

(۲۸) خان بہادر میاں سزاوار۔ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب۔ لاہور

(۲۹) شیخ سراج الدین۔ پرسنل اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب۔ لاہور

(۳۰) خان بہادر منشی فضل دین۔ ڈپٹی کنزرویٹو جنگلات۔ لاہور

Marfat.com

(۳۱) ڈاکٹر سبحان علی۔ میڈیکل کالج آگرہ۔ جالندھر
(۳۲) ڈاکٹر عبدالعزیز۔ سول سرجن۔ لاہور
(۳۳) ڈاکٹر فیروز الدین " " "
(۳۴) ڈاکٹر علی محمد " " "
(۳۵) کپتان ڈاکٹر عبدالرشید۔ میڈیکل کالج لاہور۔ ہوشیارپور
(۳۶) حافظ محمد عبداللہ ایل اے جی۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ زراعت۔ جالندھر
(۳۷) شیخ بدرالدین۔ سپرنٹنڈنٹ آبکاری۔ لاہور
(۳۸) میاں عبداللطیف۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز۔ لاہور
(۳۹) شیخ محمد عبداللہ " گورداسپور
(۴۰) ڈاکٹر ولی محمد ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی۔ شعبہ سائنس لکھنؤ یونیورسٹی۔ فیروزپور
(۴۱) میاں محمد ابراہیم۔ پرنسپل ایمرسن کالج ملتان۔ فیروزپور
(۴۲) مولوی غلام رسول۔ طبیب خاص نواب بہاولپور۔ اوان، ہوشیارپور
(۴۳) مولوی غلام محی الدین غلامی۔ اتالیق مہاراجہ کپورتھلہ۔ کپورتھلہ
(۴۴) مولوی محمد علاؤالدین فرخ۔ اتالیق نواب ولی عہد بھوپال۔ مظفرنگر
(۴۵) کرنل شہاب الدین۔ کرنل عساکر بہاولپور۔ کپورتھلہ
(۴۶) خان صاحب بہادر علی خان " " " پٹیالہ
(۴۷) میاں محمد امین۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس سہارنپور۔ جالندھر
(۴۸) میاں غلام محی الدین سپرنٹنڈنٹ پولیس بہاولپور "
(۴۹) شیخ نذیر احمد رئیس اعظم ڈانگ پیلی بھیت۔
(۵۰) میاں عبدالعزیز، خان بہادر سی آئی ای۔ چیف انجینئر یوپی۔ چیئرمین پبلک سروس کمیشن یوپی۔ لاہور
(۵۱) میاں ریاض احمد۔ چیف کنزرویٹر جنگلات پنجاب۔ لاہور۔
(۵۲) میاں غلام جیلانی۔ وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ۔ کپورتھلہ

Marfat.com

(قیام پاکستان کے بعد)

(۵۳) جسٹس میاں سر عبدالرشید، "ہلال پاکستان" سابق چیف جسٹس فیڈرل کورٹ آف پاکستان و قائم مقام گورنر جنرل پاکستان۔ لاہور

(۵۴) چودھری محمد علی۔ سابق وزیر اعظم پاکستان و سابق داعی نظام اسلام پارٹی۔ لاہور

(۵۵) ذوالفقار علی بھٹو" ہلال پاکستان"، "نشان ہمایوں ایران" سابق وزیر خارجہ پاکستان۔ لاڑکانہ و حال وزیر اعظم پاکستان۔ اسلام آباد۔

(۵۶) حاجی محمد صدیق چودھری "ہلال پاکستان" سابق وائس ایڈمرل نیوی۔ لاہور

(۵۷) میاں بشیر احمد بیرسٹر (مرحوم) سابق سفیر ترکی۔ لاہور

(۵۸) میاں افتخار الدین بیرسٹر (مرحوم) سابق وزیر مہاجرین حکومت پنجاب۔ لاہور

(۵۹) میاں عارف افتخار۔ ممبر قومی اسمبلی۔ لاہور

(۶۰) میاں نور اللہ۔ سابق وزیر تعلیم حکومت پنجاب۔ لائل پور

(۶۱) مہر محمد صادق (مرحوم) سابق وزیر حکومت پنجاب "

(۶۲) جناب عبد السلام۔ سابق نائب وزیر مغربی پاکستان "

(۶۳) میاں محمد شفیع (م۔ش) سابق ممبر صوبائی اسمبلی۔ لاہور

(۶۴) میاں محمد شریف (مرحوم) سابق ممبر صوبائی اسمبلی۔ لاہور

(۶۵) میاں معراج الدین " " " "

(۶۶) سردار محمد حسین (مرحوم) " " " "

(۶۷) سردار احمد علی صدر آل پاکستان انجمن اراعیان۔ لاہور

(۶۸) میاں عبد الباری (مرحوم) سابق صدر پنجاب مسلم لیگ ممبر قومی اسمبلی۔ لائل پور

(۶۹) میاں عبد الرشید۔ ممبر قومی اسمبلی

(۷۰) چودھری محمد حسین۔ سابق ممبر قومی اسمبلی و سابق وائس چیئرمین لاہور کارپوریشن لاہور

(۷۱) جناب حمزہ صاحب سابق ممبر صوبائی اسمبلی۔ لائل پور

(۷۲) پیر بخش بھٹو سابق ممبر قومی اسمبلی۔ لاڑکانہ

(۷۳) میاں عبد الحق (مرحوم) " " ساہیوال

Marfat.com

(۷۴) بیگم شاہنواز صاحبہ سابق ممبر صوبائی اسمبلی لاہور
(۷۵) چودھری سلطان احمد۔ ممبر قومی اسمبلی۔ لائل پور
(۷۶) میاں عبدالعزیز۔ چیف انجینئر مغربی پاکستان لاہور
(۷۷) میاں مسعود احمد۔ چیف انجینئر ڈیولپمنٹ واپڈا۔ لاہور
(۷۸) میاں سعید احمد۔ چیف انجینئر بی اینڈ آر۔ لاہور
(۷۹) میاں اعجاز احمد۔ سپرنٹنڈنگ انجینئر واپڈا۔ ،،
(۸۰) جناب محمد دین ارائیں۔ ڈپٹی چیف انجینئر بی اینڈ آر۔ سانگھڑ
(۸۱) ڈاکٹر شاہنواز ڈی ایس سی۔ ڈائرکٹر کیمیکل کنسلٹنٹس۔ لاہور
(۸۲) میاں محمد شفیع۔ سابق ڈپٹی کمشنر لاہور
(۸۳) جناب اے حمید کلکٹر آف کسٹمز کراچی
(۸۴) میاں عبدالرب سابق ڈائرکٹر نیشنل سیونگ سکیم پاکستان، سیکرٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پاکستان وحال سیکرٹری انجمن اعیان پاکستان لاہور۔
(۸۵) میاں نصیر احمد (مرحوم) چیئرمین پبلک سروس کمیشن مغربی پاکستان۔ لاہور۔
(۸۶) ڈاکٹر غلام مصطفےٰ ارائیں، ڈائرکٹر حیاتیاتی سروسز۔ لاہور
(۸۷) جناب دین محمد ارائیں۔ سابق ڈپٹی سیکرٹری بورڈ آف ریونیو مغربی پاکستان سانگھڑ
(۸۸) جناب میاں عبدالحمید ڈائرکٹر سول سپلائیز کراچی
(۸۹) جناب غلام رضا بھٹو۔ انسپکٹر آف سکولز خیرپور ڈویژن سکھر
(۹۰) جناب پرویز شامی۔ قائم مقام رئیس شعبہ تعلیمات سندھ یونیورسٹی۔ حیدرآباد
(۹۱) میاں محمود احمد سابق پرنسپل گورنمنٹ ایمرسن کالج ملتان
(۹۲) ڈاکٹر محمد ابراہیم سابق ایڈمنسٹریٹر نشتر میڈیکل کالج و ہسپتال ملتان
(۹۳) جناب محمد اسلم سابق کیپٹن کرکٹ ٹیم پاکستان
(۹۴) جناب عبدالحفیظ کاردار سابق کیپٹن کرکٹ ٹیم پاکستان

Marfat.com

(۹۵) جناب میاں سعید احمد بہترین بیٹسمین کرکٹ۔ لاہور
(۹۶) جناب میاں محمد بشیر (مرحوم) سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور
(۹۷) کرنل محمود احمد ایم آر سی وی ایس۔ ڈائریکٹر فارمز ملٹری ہیڈکوارٹر۔ راولپنڈی
(۹۸) لیفٹیننٹ جنرل ایس اے میاں افواج پاکستان
(۹۹) بریگیڈیئر چودھری محمد اصغر " "
(۱۰۰) لیفٹیننٹ کرنل ایف آر سردار " "
(۱۰۱) " " شوکت علی میاں " "
(۱۰۲) کرنل علی محمد " "
(۱۰۳) " محمد شفیع " "
(۱۰۴) " اعجاز احمد میاں " "
(۱۰۵) " افتخار احمد " "
(۱۰۶) میجر انوار الحق " "
(۱۰۷) " محمد اسلم " "
(۱۰۸) " محمد اقبال " "
(۱۰۹) " مہر صبح صادق " "
(۱۱۰) " بشیر احمد " "
(۱۱۱) محمد بشیر " "
(۱۱۲) " ظفر احمد " "
(۱۱۳) " تنویر احمد " "
(۱۱۴) " شاہ محمد " "
(۱۱۵) " عمر دین چودھری " "
(۱۱۶) " نصیر احمد " "
(۱۱۷) کیپٹن محمد رفیق چودھری " "

Marfat.com

(۱۱۸) " غلام محمد " " "

(۱۱۹) " شمس الحق " " "

(۱۲۰) اسلام باری " "

(۱۲۱) کیپٹن محمد اختر افواجِ پاکستان

(۱۲۲) " فضل الرحمن " "

(۱۲۳) " احسان الحق چودھری " "

(۱۲۴) " سردار خان " " "

(۱۲۵) " عبدالرحمن " " "

(۱۲۶) " انوار الحق " " "

(۱۲۷) میاں عبدالحفیظ " "

(۱۲۸) " محمد اشرف " "

(۱۲۹) " خورشید عالم " "

(۱۳۰) " محمد اشرف " "

(۱۳۱) " محمد بشیر " "

(۱۳۲) میاں اسلام باری سلیمی کموڈور نیوی (پاکستانی بحریہ)

(۱۳۳) جناب رشید احمد سٹاف آفیسر ایگزیکٹیو نیوی لیفٹیننٹ کمانڈر نیوی

(۱۳۴) جناب ایس۔ او۔ احمد لیفٹیننٹ کمانڈر نیوی

(۱۳۵) میاں عبداللطیف " "

(۱۳۶) جناب ملازم حسین مرحوم " "

(۱۳۷) جناب ایم۔ ایم حسین کموڈور "

(۱۳۸) میاں اظہر حسین کمانڈر "

(۱۳۹) جناب حبیب احمد لیفٹننٹ ایکزیکٹو "

(۱۴۰) جناب رشید احمد " " "

Marfat.com

(۱۴۱) جناب عبدالرزاق سب لیفٹیننٹ "

(۱۴۲) " نذیر احمد گوہر " " "

(۱۴۳) " عبدالرحمٰن " " "

(۱۴۴) چودھری عبدالغنی سب لیفٹیننٹ نیوی

(۱۴۵) جناب ایم اقبال لیفٹیننٹ کمیونیکیشن نیوی

(۱۴۶) چودھری منیر صادق " " "

(۱۴۷) جناب ایم۔ آر۔ احمد انسٹرکٹر کمانڈر "

(۱۴۸) " محمد طفیل جٹالہ " لیفٹیننٹ کمانڈر "

(۱۴۹) " ثناءاللہ سرجن " "

(۱۵۰) " عبدالرحمٰن " " "

(۱۵۱) " طارق مجید لیفٹیننٹ "

(۱۵۲) " محمد تسنیم " "

(۱۵۳) چودھری محمد حسین سابق آئی جی سی آئی ڈی مغربی پاکستان

(۱۵۴) " فیض محمد ڈپٹی رجسٹرار ہائی کورٹ مغربی پاکستان

(۱۵۵) میاں قاسم علی سپرنٹنڈنٹ پراونشل ملیریا ایراڈیکیشن مغربی پاکستان

(۱۵۶) حاجی علی محمد رشید ہیڈ اینلسٹ فوڈ لیبارٹری لاہور ریجن، لاہور

(۱۵۷) چودھری محمد خورشید اکاؤنٹ آفیسر زرعی یونیورسٹی لائل پور

(۱۵۸) چودھری بشیر احمد جاوید سپرنٹنڈنٹ اے۔ جی آفس لاہور

(۱۵۹) " حسن علی بی ڈی اینڈ ایل جی سول سیکرٹریٹ لاہور

(۱۶۰) " عبدالرحیم سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ گارڈن (باغ جناح) لاہور

(۱۶۱) " حیدر علی سینئر کلیم انسپکٹر ریلوے ہیڈکوارٹر لاہور

(۱۶۲) " عبدالقیوم اسسٹنٹ ڈائریکٹر و انچارج ٹسٹنگ لیبارٹری لاہور

(۱۶۳) " عبدالرحیم ڈائریکٹر جنرل اے۔ ڈی۔ سی لاہور

(۱۶۴) " غلام احمد ڈپٹی سیکرٹری (ریٹائرڈ) زراعت لاہور

Marfat.com

(۱۶۵) جناب ارشاد الحق کمشنر قلات
(۱۶۶) چودھری فضل محمد افسر مال
(۱۶۷) چودھری محمد نواز ڈی ایف او چیچاوطنی
(۱۶۸) " شیر محمد " " " لیہ
(۱۶۹) ڈاکٹر چودھری یوسف علی اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز سرگودھا ریجن
(۱۷۰) میاں عبداللطیف ممبر صوبائی اسمبلی
(۱۷۱) ملک مظفر علی ڈائریکٹر نیشنل بنک آف پاکستان
(۱۷۲) جناب حنیف رامے آرٹسٹ و وزیر خزانہ حکومت پنجاب
(۱۷۳) جناب نسیم حجازی صاحب بہترین ناول نگار، سابق ایڈیٹر کوہستان لاہور
(۱۷۴) جناب صفدر سلیمی صاحب، ایڈیٹر طلوع اسلام، لاہور
(۱۷۵) میاں محمد اکبر صاحب، نامور مصنف، سیالکوٹ
(۱۷۶) جناب علی اصغر چوہدری، ناول نگار و ہیڈ ماسٹر سنجھورو
(۱۷۷) میاں شاہ محمد عزیز، ایڈیٹر ڈیلی بزنس، لاہور
(۱۷۸) مولانا محمد اسحاق نقشبندی ایڈیٹر ہفت روزہ نسیم جہلم
(۱۷۹) جناب عبدالرشید تبسم سابق ایڈیٹر ماہنامہ الراعی لاہور
(۱۸۰) جناب غلام محمد گاڈی نامور پہلوان لاہور
(۱۸۱) مولانا محمد علی جالندھری (مرحوم) صدر مجلس ختم نبوت۔ پاکستان۔ ملتان
(۱۸۲) خان صاحب غلام محمد صاحب رئیس اعظم تھرپارکر
(۱۸۳) جناب مہر محمد صادق صاحب رئیس اعظم حیدر آباد
(۱۸۴) جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب، سول سرجن مکہ معظمہ
(۱۸۵) میاں عبدالعزیز "ستارۂ قائداعظم" چیف انجینئر مغربی پاکستان
(۱۸۶) ماجھا پہلوان ستارۂ ہند (بلاقی والا) لاہور
(۱۸۷) جیجا پہلوان " " لاہور

Marfat.com

(۱۸۹) حاجی مہتاب دین (باغبان) تمغہ باغبانی ۱۹۶۱ء لاہور
چودھری چراغ دین " ۱۹۶۳ء "
(۱۹۰) چودھری کالے خاں تمغہ اور پانچ ہزار روپیہ انعام صدر کی طرف سے پیداوار بڑھانے پر چنیوٹ
(۱۹۱) چودھری محمد حسن، پیداوار بڑھانے پر انعام۔ تھرپارکر
(۱۹۲) میاں سعد اللہ پی سی ایس ڈپٹی سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ مغربی پاکستان
(۱۹۳) چودھری علی محمد ایس ڈی ایم چشتیاں
(۱۹۴) چودھری بشیر احمد رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی لاہور
(۱۹۵) میاں عبدالرشید اختر سابق پرنسپل زراعتی کالج ٹنڈو جام
(۱۹۶) ڈاکٹر خلیل الرحمن ارائیں سول سرجن سانگھڑ
(۱۹۷) چودھری اکرام الحق ڈپٹی سیکرٹری تعلیم اسلام آباد
(۱۹۸) " عبدالحمید ایگزیکٹو انجینئر زرعی یونیورسٹی لائل پور
(۱۹۹) " عبدالرحیم ڈائریکٹر جنرل اے ڈی سی لاہور
(۲۰۰) میاں مشتاق احمد سابق ڈائریکٹر محکمہ تعلیم مغربی پاکستان لاہور
(۲۰۱) " الطاف حسین " " زراعت "
(۲۰۲) " عبدالرشید ڈپٹی سابق " " " "
(۲۰۳) جناب قدرت اللہ شہاب سیکرٹری تعلیم۔ اسلام آباد
(۲۰۴) چودھری انور لطیف کمشنر بمالیات و بندوبست خیرپور ڈویژن
(۲۰۵) میاں ظفرالدین ڈائریکٹر کالج آف اینمل ہسبنڈری نائجیریا
(۲۰۶) چودھری محمد انور، مرکز ایٹمی توانائی ٹنڈو جام
(۲۰۷) چودھری غلام محمد (مرحوم) امیر جماعت اسلامی کراچی
(۲۰۸) چودھری بدرالدین سابق ایس پی (ریٹائرڈ) لاہور
(۲۰۹) ڈاکٹر سردار احمد کیپٹن ریڈیالوجسٹ نشتر ہسپتال ملتان

Marfat.com

(۲۱۰) ڈاکٹر افتخار احمد فزیشن۔ پروفیسر آف میڈیسن نشتر ہسپتال و کالج ملتان
(۲۱۱) ڈاکٹر مسز افتخار احمد انچارج فاطمہ جناح ہسپتال ملتان
(۲۱۲) ڈاکٹر یوسف علی اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز ملتان
(۲۱۳) میاں منظور احمد چیف کنزرویٹو آف فارسٹ مغربی پاکستان ملتان
(۲۱۴) چودھری محمد جمیل ریلوے کلیم انسپکٹر ملتان
(۲۱۵) میاں محمود احمد ڈبلیو پی ای ایس پرنسپل گورنمنٹ ایمرسن کالج ملتان
(۲۱۶) جناب عبدالسلام چیف سیکرٹری وزارت دفاع پاکستان
(۲۱۷) جناب عبدالغفور ریونیو آفیسر سکھر بیراج
(۲۱۸) " ذکاء اللہ سپرنٹنڈنٹ پوسٹل ٹریننگ سنٹر لاہور
(۲۱۹) " محمد حنیف ڈپٹی چیف ایڈمنسٹریٹو آفیسر جی۔ ایچ۔ کیو
(۲۲۰) " طارق مسعود ریسرچ آفیسر محکمہ ڈیفنس
(۲۲۱) " فہیم الدین کنٹرولر آف ملٹری اکاؤنٹس اینڈ پنشن لاہور
(۲۲۲) " عطا ربانی گروپ کیپٹن پی۔ ایف۔ ایل۔ او۔ اے لنڈن
(۲۲۳) " ایم اے ارشد ڈائریکٹر آف ریکری ایشن پی اے ایف ہیڈکوارٹرز
(۲۲۴) چودھری عبدالرشید پائلٹ کیپٹن مرچنٹ نیوی کراچی
(۲۲۵) جناب عبدالجبار " " "
(۲۲۶) جناب ایم انور سکواڈرن لیڈر پی اے ایف
(۲۲۷) میاں محمد طفیل قیم جماعت اسلامی پاکستان
(۲۲۸) چوہدری عبدالغفور سابق پرنسپل ٹریننگ کالج لائل پور
(۲۲۹) چوہدری نذیر احمد ڈائریکٹر سٹیٹ بنک کراچی
(۲۳۰) ڈاکٹر چوہدری محمد عبداللہ ریٹائرڈ سول سرجن ٹوبہ ٹیک سنگھ
(۲۳۱) چوہدری عبدالحمید شاہد ایم۔ اے پروفیسر پبلکیشن آفیسر سول سیکرٹریٹ لاہور
(۲۳۲) پروفیسر کیپٹن عبدالکریم چوہدری ایم اے سابق پرنسپل ایمرسن کالج ملتان
(۲۳۳) " چوہدری افتخار احمد ایم۔ ایس۔ سی لیکچرار باٹنی۔ پنجاب

Marfat.com

(۲۳۴) ڈاکٹر چوہدری محمد افضل ایم اے پی ایچ ڈی سابق ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ آف دی ڈیپارٹمنٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۲۳۵) ڈاکٹر چوہدری سردار محمد (مرحوم) ایم ایس سی، پی ایچ ڈی پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ

(۲۳۶) چوہدری رشید احمد ڈویژنل انجنیئر ٹیلیفون ٹیلیگراف۔ پرنسپل آر۔ ٹی۔ ٹی۔ ایس

(۲۳۷) " ولی محمد بی اے ایڈووکیٹ ملتان

(۲۳۸) " علی احمد سرور، پرنسپل پوسٹل ٹریننگ کالج کراچی

(۲۳۹) " نذیر احمد ایم ایس سی (کیمسٹری) زمیندار۔ سنت نگر لاہور

(۲۴۰) " محمد شفیع انچارج انجنیئر سوئی گیس۔ حیدر آباد

(۲۴۱) ڈاکٹر چوہدری محمد رفیع ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، انجنیئر، زرعی یونیورسٹی لائل پور

(۲۴۲) چوہدری ولی محمد بی اے بی ٹی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر۔ خانیوال

(۲۴۳) چوہدری نیاز احمد ریٹائرڈ انجنیئر سنت نگر لاہور

(۲۴۴) کرنل ڈاکٹر میاں عبدالحمید (ریٹائرڈ) لاہور چھاؤنی، لائل پور

(۲۴۵) مولانا محمد سعید شبلی، مبلغ اسلام، ساہیوال

(۲۴۶) ڈاکٹر ایم داؤد ڈینٹل سرجن، مزنگ اڈہ لاہور

(۲۴۷) ہومیوپیتھک ڈاکٹر ایم افضل، ہسپتال ٹمپل روڈ در ریلوے روڈ لاہور (پاکستان کے مشہور ڈاکٹر)

(۲۴۸) محمد سعید چودھری، ڈپلوما ان لیدر ٹیکنالوجی۔ فیلو ایشین پروڈکٹوٹی، آرگنائزیشن ٹیکنیکل نمائندہ سینڈوز لمیٹڈ ۵۲ بی ماڈل ٹاؤن لاہور (چمڑہ کی دباغت و تیاری کے علوم کے ماہر خصوصی)

(۲۴۹) پروفیسر محمد شمس الدین ایم اے پرنسپل اسلامیہ کالج سول لائن۔ لاہور

(۲۵۰) چوہدری محمد خورشید انور الیمین واپڈا۔ ۴ ڈیوس روڈ لاہور

Marfat.com

(۲۵۱) چوہدری عبدالکریم ایس ڈی او (ریٹائرڈ) اُردو بازار لاہور
(۲۵۲) چوہدری احسان الحق بی اے (آنرز) ایم اے (اُردو) پروفیسر ایم اے او کالج لاہور
(۲۵۳) چوہدری محمد اشتیاق ایم ایس سی لیکچرار باٹنی گورنمنٹ کالج لائل پور
(۲۵۴) میاں محمد افضل (جالندھری) ایم ایس سی سکوڈرن لیڈر پبلک ریلیشنز آفیسر پی اے ایف - ایئر ہیڈ کوارٹرز پشاور
(۲۵۵) چوہدری علاؤ الدین ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ نارمل سکول نارووال. لاہور
(۲۵۶) کیپٹن چوہدری ایم اے لطیف ڈائریکٹر سگنلز پاکستان نیوی کراچی
(۲۵۷) لیفٹیننٹ کرنل اے حق، فرنٹیر فورس رجمنٹ کوہاٹ
(۲۵۸) چوہدری بدر منیر اے ایم. ای مکینکل انجینئر لاہور
(۲۵۹) چوہدری محمد علی جالندھری اسسٹنٹ کلکٹر سنٹرل ایکسائز اینڈ [illegible]
(۲۶۰) چوہدری نذیر احمد جالندھری ایم اے، ایم ای ڈی پائلٹ سکول ساہیوال
(۲۶۱) چوہدری بشیر احمد تبسم جالندھری ایم اے، پبلک ریلیشنز آفیسر وزارت
(۲۶۲) اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان سیکرٹریٹ [illegible] اسلام آباد
(۲۶۳) چوہدری غلام محی الدین (شاہکوٹی) گراؤنڈ انجنیئر پی-آئی-اے راولپنڈی
(۲۶۴) چوہدری عبدالسلام گراؤنڈ انجنیئر پی-آئی-اے کراچی
(۲۶۵) چوہدری محمد طفیل دارا صدر شعبۂ اُردو ایم اے او کالج لاہور
(۲۶۶) میاں ممتاز احمد ایم ایس سی صدر شعبۂ کیمیا ایف سی کالج لاہور
(۲۶۷) پروفیسر رمضان شاہ ایم ایس سی گورنمنٹ کالج سرگودھا
(۲۶۸) چوہدری ایم-ایچ مصدق ایم-ایس-سی " " "
(۲۶۹) چوہدری محمد بخش ایم-اے لیکچرار جغرافیہ "
(۲۷۰) چوہدری عبدالغنی ایم-اے لیکچرار اکنامکس " "
(۲۷۱) چوہدری محمد افضل ایم-اے لیکچرار کیمسٹری " "

Marfat.com

(۲۷۲) چوہدری سلیم اختر ایم۔ایس۔سی لیکچرار زوالوجی گورنمنٹ کالج سرگودہا
(۲۷۳) چوہدری غلام مصطفےٰ ایم۔ایس۔سی لیکچرار فزکس " "
(۲۷۴) چوہدری غلام انور ایم۔ایس۔سی لیکچرار فزکس " "
(۲۷۵) چوہدری محمد دین انور ایم۔اے لیکچرار اردو " "
(۲۷۶) چوہدری نذیر احمد ایم۔اے لیکچرار اردو " "
(۲۷۷) عبدالحمید شاہد پروفیسر سیکشن آفیسر سول سیکرٹریٹ۔ لاہور
(۲۷۸) چوہدری محمد امین پروفیسر شعبہ ریاضی گورنمنٹ کالج لاہور۔
(۲۷۹) چوہدری رفیع الدین پروفیسر شعبہ اردو سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور۔
(۲۸۰) چوہدری بشیر الدین سبجیکٹ سپیشلسٹ ایجوکیشن ایکسٹینشن سنٹر لاہور۔
(۲۸۱) چوہدری ظہیر الدین۔ سپرنٹنڈنٹ بورڈ آف ریونیو لاہور۔
(۲۸۲) چوہدری محمد انور رومان، ڈپٹی سیکرٹری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ۔ گورنمنٹ بلوچستان کوئٹہ
(۲۸۳) ڈاکٹر چوہدری انعام الحق کوثر (ڈی۔ اے۔ ڈی۔)، پرنسپل گورنمنٹ کالج لورالائی
(۲۸۴) میاں عبدالرشید، ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل۔ راولپنڈی
(۲۸۵) عارف ذوالفقار فرزند چوہدری محمد ذوالفقار چیئرمین ریونیو بورڈ اسلام آباد
امتحان ۱۹۶۲ء سی ایس پی میں اول آئے۔

انجمن فلاح راعیان لاہور

فہرست عہدیداران وممبران انتظامیہ کمیٹی وبعض دیگر ممبران

(۱) میاں فضل محمد پارٹنر میاں فضل محمد عبدالقیوم آئرن اینڈ سٹیل ورکس بادامی باغ لاہور
(سابق چیئرمین)
(۲) میاں عبدالغنی (رحمی)، ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل اے۔جی آفس۔ لاہور (سابق نائب

Marfat.com

(۳) حاجی سردار محمد چیئرمین پاکستان پبلشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن زونل کمیٹی لاہور پانیر
علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ، اُردو بازار لاہور (جنرل سیکرٹری)

(۴) چوہدری محمد علی بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی رجسٹرار سول سروسز اپیلیٹ ٹریبونل۔ پنجاب
لاہور۔ (مرحوم)

(۵) چوہدری محمد اقبال اکاؤنٹس آفیسر برانچ اے۔ جی آفس لاہور (خزانچی)

(۶) چوہدری محمد علی سپرنٹنڈنٹ اکاؤنٹس برانچ ڈی ایس آفس ریلوے لاہور (جائنٹ
سیکرٹری)

(۷) میاں محمد منیر مسلم بی۔ اے، ریٹائرڈ انسپکٹر ریلوے، ہیڈ آفس لاہور۔

(۸) ڈاکٹر محمد رفیع ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کرشن نگر لاہور۔

(۹) چوہدری عنایت اللہ ایڈووکیٹ اونکار روڈ۔ کرشن نگر لاہور۔

(۱۰) مہر محمد شفیع ایم۔ ایس۔ سی ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز والد ڈاکٹر محمد رفیع کرشن نگر لاہور۔

(۱۱) چوہدری محمد اسحاق ایم۔ اے ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔ لاہور۔ (سابق

(۱۲) چیئرمین)

(۱۳) چوہدری نعمت اللہ بی۔ اے۔ بی ٹی۔ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول سنت نگر
لاہور۔ (وائس چیئرمین)

(۱۳) چوہدری محمد عبدالعلیم ایڈووکیٹ۔ فردوس پارک سنت نگر لاہور۔

(۱۴) چوہدری محمد بشیر اختر اکاؤنٹس آفیسر جی۔ ایم جی۔ آفس لاہور

۱۵ : چوہدری منیر احمد کمال سپرنٹنڈنٹ محکمہ معدنیات۔ گورنمنٹ پنجاب۔ لاہور۔

۱۶ : چوہدری عنایت اللہ اسسٹنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور۔

۱۷ : چوہدری محمد نعیم حسین قادری، ایڈمنسٹریٹو افسر انکم ٹیکس لاہور۔

۱۸ : چوہدری صوفی نذیر محمد ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ محکمہ انکم ٹیکس لاہور

۱۹ : چوہدری محمد رشید نیشنل بنک آف پاکستان لاہور۔

۲۰ : میاں محمد یوسف چشتی، چشتیہ پریس ہسپتال روڈ لاہور۔

۲۱ : چوہدری محمد بشیر حسین ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ سنت نگر لاہور (مرحوم چیئرمین)

Marfat.com

۲۲: میاں عبدالعزیز اکاونٹنٹ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

فرینڈز میوچل بینیفٹ سوسائٹی

اتحاد کالونی۔ ملتان روڈ۔ لاہور

عہدیداران ۱۹۷۳ء

(۱) چوہدری محمد نواز صدر ڈائریکٹر محکمہ زراعت۔ مسائل فرٹیلیٹی ۴ ریک روڈ لاہور۔

(۲) میاں محمد شریف (نائب صدر) اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور

(۳) میاں محمد انور سلیم (سیکرٹری) " " " "

(۴) چوہدری محمد اسماعیل (جائنٹ سیکرٹری) اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

(۵) چوہدری محمد سلیم مجاہد (خزانچی) اتحاد کالونی " "

(۶) چوہدری محمد عبداللہ (آڈیٹر) " " " "

ممبران انتظامیہ

(۷) چوہدری محمد جمیل " " "

(۸) ڈاکٹر فضل محمد (پی۔ ایچ۔ ڈی) " " "

(۹) پروفیسر محمد سرور (اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور) اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

(۱۰) چوہدری امین عارف " " " "

(۱۱) چوہدری غلام مفتی " " "

عہدیداران فرینڈز میوچل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اتحاد کالونی ملتان روڈ

(۱) چوہدری محمد شریف (صدر) اتحاد کالونی ملتان روڈ۔ لاہور۔

(۲) چوہدری عطا محمد (نائب صدر) اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور

(۳) چوہدری غلام محمد مشکور (سیکرٹری) " " "

(۴) چوہدری عبدالغفور (خزانچی) " " "

(۵) چوہدری مشتاق احمد مسعود ایڈووکیٹ (قانونی مشیر) زہیر سٹریٹ۔ اسلامیہ پارک۔ لاہور۔

Marfat.com

ممبران انتظامیہ کمیٹی

(۶) چوہدری محمد جمیل — زبیر سٹریٹ۔ اسلامیہ پارک لاہور۔
(۷) ڈاکٹر فضل محمد (سنیئر ریسرچ آفیسر۔ پنجاب پیپارٹریز لاہور)
(۸) چوہدری محمد حسین (سیکشن آفیسر ہیلتھ) کوارٹر K-۱۰ چوبرجی کوارٹرز۔ لاہور۔
(۹) چوہدری عبدالغفار
" " "
(۱۰) چوہدری محمد سرور
" " "
(۱۱) چوہدری محمد رفیق
" " "
(۱۲) چوہدری رشید احمد حسرت — ایڈورٹائزمنٹ سیکشن۔ پاکستان ٹائمز لاہور۔
(۱۳) چوہدری محمد حسین
" " "
(۱۴) چوہدری مشتاق احمد مسعود
" " "

ممتاز ممبران فرینڈز میوچل بینیفٹ سوسائٹی

چوہدری علم الدین مقبول کنڈا — انجینیئر سب سٹیشن ٹرانسمیشن ۵/ جی واپڈا کالونی شالامار لاہور۔
چوہدری خادم رسول ہیڈ ڈرافٹسمین واپڈا ۱۰م شاد باغ لاہور۔
چوہدری بشیر احمد ایگزیکٹو واپڈا ہاؤس لاہور
چوہدری محمد طاہر جاوید ایگزیکٹو انجینیئر ۹۳ مین بازار کرشن نگر لاہور۔
چوہدری عبدالغفار سنیئر ریسرچ آفیسر واپڈا جبار ریز ۵۲ مدرسٹریٹ گڑھی شاہو لاہور۔
چوہدری محمد شریف ڈائریکٹر پارلیمنٹ سن بیسن واپڈا ہاؤس۔ لاہور
چوہدری محمد انور سلیمی۔ مرچنٹ ٹائن ٹریولز لمیٹڈ ۵۔ استاد کالونی لاہور۔
چوہدری محمد شمیم ڈویژنل فارسٹ آفیسر لاہور۔
چوہدری احسان الحق تسلیم آفس آف ڈویژنل فارسٹ آفیسر لاہور۔

Marfat.com

چوہدری محمد سلیم ڈویژنل آفیسر کوئینز روڈ لاہور۔

چوہدری عبدالغفور انکوائری سٹیٹ بنک آف پاکستان (فون ۵۱۰۸۵۱) لاہور

ملک مقبول احمد سٹیٹ بنک آف پاکستان ۵۱۔ اتحاد کالونی لاہور۔

چوہدری عبدالقیوم۔ ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور۔

چوہدری ایم لطیف اقبال۔ ریجنل لیبارٹریز۔ ۹ میکلوڈ روڈ نزد رتن سینما لاہور۔

چوہدری نور احمد دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور ریجن ۵ ملت پارک اچھرہ لاہور۔

چوہدری غلام احمد ڈپٹی سیکرٹری انفرمیشن اسلام آباد۔ ۶۰۔ اتحاد کالونی۔ لاہور۔

چوہدری محمد اسحاق۔ اوورسیئر لاہور کارپوریشن۔ مکان ۳۰۔ گلی ۶۹ شاہدرہ ٹاؤن لاہور

چوہدری محمد علی ضمیر پرنسپل ان سروس ٹریننگ سنٹر۔ سٹلائٹ ٹاؤن۔ سید پوری روڈ راولپنڈی۔

چوہدری محمد خورشید اکاؤنٹس آفیسر زرعی یونیورسٹی لاہور۔

چوہدری بشیر احمد جاوید سنیئر آڈیٹر او۔ اے۔ ڈی ۲۷۔ اتحاد کالونی لاہور۔

چوہدری محمد منیر احمد ایکسائز انسپکٹر ۳۲۔ اتحاد کالونی لاہور۔

چوہدری محمد اسماعیل۔ اکاؤنٹس آفیسر ٹاؤن شپ سکیم ماڈل ٹاؤن لاہور۔

چوہدری رفیق احمد ڈائریکٹر بی۔ ڈی آریہ نگر ۲۶ اتحاد کالونی۔ لاہور۔

چوہدری محمد اشرف جاوید۔ پاکستان انشورنس کمپنی واپڈا ہاؤس لاہور۔

ملک سرفراز احمد ایم۔ پی۔ اے پنجاب اسمبلی ٹی۔ ۵۱ گلبرگ III لاہور۔

چوہدری محمد حسین اندرا سیکشن آفیسر فنانس ۴۔ البیرونی سٹریٹ نور محلہ اچھرہ لاہور۔

چوہدری محمد لطیف سیفی۔ ریسرچ آفیسر پلاننگ کارنر دیو بلڈنگ۔ شاہ عالم لاہور۔

چوہدری حسن علی ڈائریکٹر بنیادی جمہوریت۔ سرگودھا۔

چوہدری بدر الاسلام سپرنٹنڈنٹ اریگیشن آر اینڈ بی کوارٹر ۸/۲ وحدت کالونی لاہور۔

چوہدری محمد حسین سیکشن آفیسر مبلیقہ کوارٹر ۲۰۔ چوبرجی۔ لاہور۔

Marfat.com

چوہدری شاہ محمد سپرنٹنڈنٹ ایس ایس پی لاہور ۵ ۱۴۵۔ بی پونچھ ہاؤس کالونی لاہور۔

چوہدری محمد شریف انسپکٹر اینٹی سمگلنگ ۱۷۔بی منٹگمری روڈ لاہور۔

چوہدری حفیظ اللہ ڈی ایس۔ پی اینٹی سمگلنگ ۱۷ سی نسبت روڈ لاہور۔

چوہدری محمد حسین دفتر کنٹرولر (امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ) ۱۸۔ اتحاد کالونی لاہور۔

چوہدری محمد صدیق جونیئر انجنیئر ڈویژن۔ پاک کرم آباد۔ رحمان پورہ لاہور۔

مرکزی انجمن آرائیاں سندھ

اس انجمن کے کنوینر سردار محمد شفیع صاحب نواب شاہ سے مستقل طور پر اپنے آبائی گاؤں عثمان والا ضلع لاہور میں منتقل ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حاجی محمد اسمعیل صاحب خزانچی اور سیٹھ محمد حسین صاحب صدر انتقال کر چکے ہیں۔ لہذا نئے انتخابات ہونے تک عارضی طور پر مندرجہ ذیل اصحاب کو انجمن کے عہدیدار نامزد کیا گیا ہے جس کی منظوری سردار محمد شفیع صاحب نے ۱۹ مارچ ۱۹۷۳ء کو انجمن کے ایک ہنگامی اجلاس منعقدہ شہداد پور میں منظوری دے دی تھی۔

۱:۔ صدر مولوی فتح محمد صاحب شہداد پور ضلع سانگھڑ۔

۲:۔ سیکرٹری نعمت علی صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ سنجھورو ضلع سانگھڑ۔

۴:۔ پروپیگنڈہ سیکرٹری چوہدری احمد علی صاحب سابق سب انسپکٹر پولیس شہداد پور ضلع سانگھڑ۔

۵:۔ آرگنائزر چوہدری محمد اختر صاحب بی۔ اے۔ ارائیں ہاؤس ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ۔

۶:۔ خزانچی سیٹھ محمد اسحاق صاحب سانگھڑ۔

نئے انتخابات کے لئے مناسب بندوبست کیا جا رہا ہے اور اس سلسلہ میں ضلعی انجمنوں سے رابطہ قائم کر لیا گیا ہے۔

اس وقت سندھ میں سب سے زیادہ فعال و مضبوط انجمن "مرکزی تنظیم ارائیاں" حیدر آباد ہے۔ جس کی سرپرستی میں کئی اسکول بھی چل رہے ہیں۔ باقی ضلعی انجمنوں میں دوسرے نمبر پر انجمن ارائیاں ضلع سانگھڑ ہے۔ نئے انتخابات کے بعد انشاء اللہ ہر جگہ کارکردگی کی رفتار بڑھ جائے گی۔ سندھ میں لاڑکانہ میں بھٹو اور سانگھڑ تھرپارکر اور نواب شاہ میں پنجابی ارائیں اور سکھر اور کراچی میں یوپی کی ارائیں برادری کی

Marfat.com

کثرت ہے اور خدا کے فضل وکرم سے لوگ خوشحال اور مقبول ہیں۔ مرکزی انجمن کے پروگرام میں ایک ہفت روزہ یا ماہنامہ بھی شائع کرنا شامل ہے۔

ہم آئندہ صفحات میں برادری کے معزز ارکان کی ایک نہایت ہی مختصر سی فہرست پیش کرتے ہیں جو نہایت مختصر وقت میں تیار کی جا سکی ہے۔

محکمہ تعلیم

۱:۔ غلام رضا بھٹو ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن تعلیمات حکومت سندھ کراچی۔
۲:۔ پروفیسر پرویز شاہی شعبہ تعلیم سندھ یونیورسٹی حیدرآباد۔
۳:۔ پروفیسر ڈاکٹر احمد علی شعبہ تعلیم سندھ یونیورسٹی حیدرآباد۔
۴:۔ عبدالمجید ماجد پروفیسر گورنمنٹ کالج شہداد پور ضلع سانگھڑ۔
۵:۔ چودھری بشیر احمد پروفیسر گورنمنٹ کالج لورالائی بلوچستان۔
۶:۔ مولانا جمیل اللہ پروفیسر گورنمنٹ ناز کالج خیرپور میرس۔
۷:۔ عبدالستار ایم ایس سی گورنمنٹ کالج ٹنڈوجام ضلع حیدرآباد۔
۸:۔ عبدالعزیز پروفیسر اگریکلچر کالج ٹنڈوجام ضلع حیدرآباد۔
۹:۔ دین محمد انسپکٹر آف اسکولز ریٹائرڈ میرپور خاص۔
۱۰:۔ برکت علی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ٹھٹھہ
۱۱:۔ علی اصغر چودھری بی اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول سنجورو ضلع سانگھڑ۔
۱۲:۔ حاجی غلام محمد ہیڈ ماسٹر (ریٹائرڈ) گورنمنٹ ہائی اسکول دیہہ ۲۲ جمڑاؤ ضلع سانگھڑ۔
۱۳:۔ طالب حسین ایم۔ اے بی۔ ایڈ ٹیچر 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۴:۔ محمد شریف بی اے بی ایڈ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۵:۔ عبدالستار 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۶:۔ سلطان احمد 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۷:۔ محمد رمضان 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

Marfat.com

۱۸:- امداد علی بی اے " " " " کنڈیاری "

۱۹:- غلام سرور بھٹو بی اے بی ایڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ تعمیر ملت ہائی سکول منصورہ ضلع حیدرآباد۔

۲۰:- احمد علی بی ایس سی ایم ایڈ ٹیچر زیل پاک ماڈل ہائی اسکول حیدرآباد۔

۲۱:- محمد عظیم ایم اے ڈپلوما ان کامرس زیل پاک ماڈل ہائی اسکول حیدرآباد۔

۲۲:- محمد حنیف صابر ایم۔ اے بی ایڈ ٹیچر گورنمنٹ جامع ہائی سکول میرپورخاص۔

۲۳:- عبدالغفور بی ایس سی ایم ایڈ ٹیچر گورنمنٹ جامع ہائی سکول میرپورخاص۔

۲۴:- محمد فضل ایم ایس سی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول بیرانی ضلع سانگھڑ۔

۲۵:- محمد نسیم ایم۔ اے بی۔ ایڈ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول بیرانی ضلع سانگھڑ۔

۲۶:- عبدالخالق ایم اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول دیہہ ۱۷۰ ڈگری ضلع تھرپارکر۔

۲۷:- نعمت علی ایم اے بی ایڈ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول سنجھورو ضلع سانگھڑ۔

۲۸:- غلام رسول ایم اے بی ایڈ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول سنجھورو ضلع سانگھڑ۔

۲۹:- نثار احمد بی اے سینئر ڈپلوما آف فزیکل ایجوکیشن گورنمنٹ سکول دیہہ ۳۹ جمڑاو ضلع سانگھڑ۔

۳۰:- محمد اشرف بی اے ٹیچر گورنمنٹ پرائمری سکول سنجھورو ضلع سانگھڑ۔

۳۱:- حاجی عطا محمد سابق ہیڈ ماسٹر ضلع گورداسپور، رائیس ہاؤس ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ۔

۳۲:- عبدالرشید اختر سابق پرنسپل زراعتی کالج ٹنڈوجام ضلع تھرپارکر۔

۳۳:- نذیر بن عطا محمد سابق ڈائرکٹر محکمہ تعلیم صوبہ بلوچستان کوئٹہ۔

۳۴:- حق محمد بھٹو پرنسپل قائد کمرشل انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد۔

۳۵:- صالح محمد بھٹو ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بنگل ڈیرو لاڑکانہ۔

۳۶:- محمد حنیف لیکچرر زرعی کالج ٹنڈوجام حیدرآباد۔

۳۷:- نواز علی بھٹو ڈپٹی رجسٹرار سندھ یونیورسٹی۔

۳۸:- محمود احمد ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر سلیم آباد خیرپور۔

۳۹:- عبدالعزیز ریٹائرڈ پرنسپل زرعی کالج ٹنڈوجام حیدرآباد۔

۴۰:- پروفیسر زین العابدین گورنمنٹ ڈگری کالج لاڑکانہ۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحبان

۱:۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز حیدرآباد ریجن (ریٹائرڈ) ضلع تھرپارکر۔
۲:۔ ڈاکٹر سلطان محمود ایم بی بی ایس میڈیکل آفیسر میرپور خاص
۳: ڈاکٹر عبدالستار ایم بی بی ایس ٹنڈو آدم سیع سائنس گولڈ میڈلسٹ
۴: ڈاکٹر مسز عبدالستار ایم بی بی ایس ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ۔
۵: ڈاکٹر بشریٰ رشید ایم بی بی ایس ڈگری ضلع تھرپارکر۔
۶: ڈاکٹر فیروز الدین ایم بی بی ایس ڈگری ضلع تھرپارکر۔
۷: ڈاکٹر احمد علی مرحوم ٹنڈو جان محمد ضلع تھرپارکر
۸: ڈاکٹر خلیل الرحمان سابق سول سرجن سانگھڑ۔
۹: ڈاکٹر عبداللطیف ایم بی بی ایس ضلع تھرپارکر۔
۱۰: ڈاکٹر خلیل احمد ایم بی بی ایس ضلع تھرپارکر۔
۱۱: ڈاکٹر عبدالحمید ایم بی بی ایس (ٹی بی سپیشلسٹ) ٹنڈو جام ضلع حیدرآباد۔
۱۲: ڈاکٹر محمد صدیق سابق میڈیکل آفیسر پیرانی ضلع سانگھڑ۔
۱۳: ڈاکٹر ایم اسلم طارق ایم بی بی ایس پبلک ہاسپٹل گھوٹکی ضلع سکھر۔
۱۴: عبدالغنی ڈینٹل سرجن شہدادپور ضلع سانگھڑ۔
۱۵: ڈاکٹر غلام رسول ایم بی بی ایس سول ہسپتال سانگھڑ
۱۶: محمد عاشق بھٹو وٹرنری ڈاکٹر گھوٹکی سکھر۔
۱۷: عبدالوحید بھٹو ایم بی بی ایس بنگل ڈیرو لاڑکانہ۔
۱۸: ڈاکٹر شمیم الرحمٰن ٹنڈو اللہ یار حیدرآباد۔
۱۹: ڈاکٹر محمد رفیق ہومیو پیتھک ڈوکری لاڑکانہ۔

وکلاء کرام

۱: منیر احمد ارائیں ایم اے ایل ایل بی ممبر صوبائی اسمبلی حیدرآباد۔ (مرحوم)

Marfat.com

۲: نذیر احمد ایم اے ایل ایل بی ٹنڈو جان محمد ضلع تھرپارکر۔
۳: محمد مشتاق پولیس پراسیکیوٹر ٹنڈو جان محمد ضلع تھرپارکر۔
۴: محمد اسلم ایم اے ایل ایل بی ڈگری ضلع تھرپارکر۔
۵: صدرالدین بی اے ایل ایل بی کراچی۔
۶: طاہر اسلام ایم۔ اے ایل ایل بی کراچی
۷: محمد افضل بی اے ایل ایل بی ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ۔
۸: محمد اسحاق بی اے ایل ایل بی شہداد پور۔ ضلع سانگھڑ۔
۹: زین العابدین بی اے ایل ایل بی شہداد پور ضلع سانگھڑ۔
۱۰: محمد صادق بی اے ایل ایل بی شہداد پور ضلع سانگھڑ۔
۱۱: اصغر علی بی اے ایل ایل" گاڑی کھاتہ" حیدرآباد۔
۱۲: محمد مشتاق پولیس پراسیکیوٹر نواب شاہ۔
۱۳: عبدالرزاق ایم اے ایل ایل بی سکھر۔
۱۴: محمد اسلم بھٹو ایم اے ایل ایل بی سکھر۔

سرکاری عہدیداران

۱: عبدالحفیظ چودھری ڈپٹی اسٹور منیجر کراچی پورٹ ٹرسٹ کراچی۔ صدر انجمن اسماعیلیان کراچی۔
۲: کموڈور اسلام باری سلیمی ڈائرکٹر نیشنل شپنگ کارپوریشن کراچی۔
۳: لیفٹیننٹ اللہ دتہ پی این ایس "ہمالہ" منوڑہ کراچی۔
۴: مہر غلام محمد پی این ایس "بہادر" منوڑہ کراچی۔
۵: ایم۔ آر۔ مقصود وارنٹ آفیسر پی اے ایف ماری پور کراچی
۶: عبدالرحمٰن سٹیشن ماسٹر ہرک براستہ مچھ بلوچستان۔
۷: مشتاق احمد اے ایس ایم ریلوے لاڑکانہ۔
۸: محمد یعقوب ریلوے گارڈ اودھڑی ضلع سکھر۔

Marfat.com

۹ : منظور احمد بی ای انجنیئر پلاٹ نمبر ۱۱۰۱ بلاک نمبر ۱۹۔ فیڈرل۔ بی۔ ایریا۔ کراچی۔

۱۰ : منیر احمد بی ای انجنیئر شہداد پور ضلع سانگھڑ۔

۱۱ : محمد سلیم چیف انجنیئر نیشنل شپنگ کارپوریشن کراچی۔

۱۲ : محمد دین ڈپٹی چیف انجنیئر (ریٹائرڈ) پی ڈبلیو ڈی دیہہ ۲۲ جمڑاؤ ضلع سانگھڑ۔

۱۳ : محمد سلیمان چارج مکینک پی اے ایف ماڑی پور کراچی۔

۱۴ : رحمت اللہ بی اے پلانٹ مینجر وزیر علی انڈسٹریز حیدر آباد۔

۱۵ : عبدالغفور مرحوم سابق ڈپٹی کلکٹر ننکوٹ ضلع تھرپارکر۔

۱۶ : بشیر احمد سابق انسپکٹر پولیس ننکوٹ ضلع تھرپارکر۔

۱۷ : سلیم اختر سابق سرکل آفیسر اینٹی کرپشن ننکوٹ ضلع تھرپارکر۔

۱۸ : عبدالرحمٰن ریٹائرڈ فرسٹ کلاس مجسٹریٹ درجہ اول۔

۱۹ : عبداللہ سابق ڈسٹرکٹ فارسٹ آفیسر ضلع تھرپارکر۔

۲۰ : حاجی دین محمد ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری بورڈ آف ریونیو دیہہ ۲۲ جمڑاؤ ضلع سانگھڑ۔

۲۱ : جمال الدین مرحوم سابق ڈپٹی کلکٹر دیہہ ۲۲ جمڑاؤ ضلع سانگھڑ۔

۲۲ : نور محمد ریٹائرڈ مختار کار دیہہ ۲۲ جمڑاؤ ضلع سانگھڑ۔

۲۳ : محمد شفیع سپرنٹنڈنٹ نیول ہیڈ کوارٹر کراچی۔

۲۴ : میاں محمد افضل سابق ڈپٹی سیکرٹری کراچی رصدر انجمن ارائیاں پورٹ ٹرسٹ کراچی۔

۲۵ : محمد ابراہیم سینئر سپرنٹنڈنٹ منسٹری آف فنانس کراچی۔

۲۶ : صوفی علی احمد ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر ارائیں ہاؤس ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ۔

۲۷ : زین العابدین ایس ڈی او ٹیلی فونز حیدر آباد۔

۲۸ : عبدالجبار انسپکٹر زراعت سنجھورو ضلع سانگھڑ۔

۲۹ : نذیر احمد سابق ڈائریکٹر زراعت مورو ضلع نواب شاہ۔

۳۰ : اے حمید کلکٹر آف کسٹمز کراچی۔

۳۱ : نذیر احمد سابق ڈائریکٹر اسٹیٹ بنک کراچی۔

Marfat.com

۳۲: محمد شریف سلیمی ٹمرلی اے ایل بی آڈیٹر آفس آف دی کمپٹرولر سندھ کراچی۔

۳۳: اصغر علی چودھری سپرنٹنڈنٹ او اے سی سیکشن آفس آف دی کمپٹرولر سندھ کراچی۔

۳۴: تاج محمد زرعی کیمسٹ ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ ٹنڈوجام حیدرآباد۔

۳۵: محمد مختار زرعی کیمسٹ ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ دادو

۳۶: میاں نذیر نبی ریسرچ اسسٹنٹ ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ دادو۔

۳۷: محمد سرور چودھری اسسٹنٹ پلانٹ پیتھالوجسٹ ایگریکلچرل انسٹیٹیوٹ دادو۔

۳۸: چودہری نذیر احمد اسسٹنٹ پروفیسر زرعی کالج ٹنڈوجام حیدرآباد۔

۳۹: چودہری عبدالرشید سوشل ویلفیئر آفیسر حیدرآباد۔

۴۰: گل حسن بھٹو اوورسیر بنگل ڈیرو لاڑکانہ۔

۴۱: محمد قاسم بھٹو خزانہ آفیسر دادو۔

۴۲: محمد عالم بھٹو سپرنٹنڈنٹ بلڈنگ اینڈ روڈ خیرپور۔

۴۳: محبوب علی بھٹو انسپکٹر زراعت نوڈیرو لاڑکانہ۔

۴۴: حاجی خان محمد بھٹو اسسٹنٹ انجینیر اریگیشن بنگل ڈیرو لاڑکانہ۔

۴۵: محمد اشرف بھٹو سپرنٹنڈنٹ اکاؤنٹس زرعی کالج ٹنڈوجام۔

۴۶: غلام مصطفےٰ بھٹو مختارکار بنگل ڈیرو لاڑکانہ۔

۴۷: غلام محمد بھٹو مختارکار بنگل ڈیرو لاڑکانہ۔

۴۸: نصیر محمد بھٹو مجسٹریٹ بنگل ڈیرو لاڑکانہ۔

۴۹: چودہری عبدالمجید سپرنٹنڈنٹ ریونیو کمشنر آفس حیدرآباد۔

۵۰: احمد خاں پولیس پراسی کیوٹر حیدرآباد۔

۵۱: طالب حسین اے ایس آئی پولیس حیدرآباد۔

۵۲: برکت علی ریٹائرڈ ڈی ایس پی لطیف آباد حیدرآباد۔

۵۳: محمد سلیمان بھٹو ریٹائرڈ چیف انجینیر لطیف آباد حیدرآباد۔

۵۴: محمد شفیع بھٹو ڈائریکٹر سپلائرز کراچی۔

Marfat.com

۵۵: محمد ابراہیم بھٹو اسسٹنٹ سپلائرز کراچی۔
۵۶: مقبول احمد بھٹو سیکشن آفیسر سندھ سیکرٹریٹ کراچی۔
۵۷: خورشید احمد ریٹائرڈ فلائنگ آفیسر نواب شاہ۔
۵۸: عطا محمد اسسٹنٹ سول اکاؤنٹ آفیسر ۔
۵۹: محمد رشید ہاؤس ہاربا سٹر کراچی پورٹ ٹرسٹ ر پ۔
۶۰: محمد جمیل اسسٹنٹ انجنیئر پورٹ ایریا کراچی

سیاسی و سماجی شخصیتیں

۱: جناب ذوالفقار علی صاحب بھٹو (وزیر اعظم پاکستان) لاڑکانہ۔
۲: جناب ممتاز علی بھٹو صاحب لاڑکانہ۔
۳: جناب پیر بخش بھٹو صاحب سابق ممبر قومی اسمبلی لاڑکانہ۔
۵: جناب مشتاق علی بھٹو صاحب لاڑکانہ۔
۶: جناب واحد بخش بھٹو صاحب رتو ڈیرو ضلع لاڑکانہ۔
۷: مولانا جان محمد بھٹو صاحب نائب امیر جماعت اسلامی سندھ۔ لاڑکانہ
۸: چودھری غلام محمد (مرحوم) امیر جماعت اسلامی کراچی۔
۹: میاں محمد علی امیر جماعت اسلامی سکھر۔
۱۰: مولوی محمد اسمٰعیل بی اے سابق امیر جماعت اسلامی ضلع سانگھڑ۔
۱۱: مولوی شیخ محمد صدر مرکزی انجمن ارائیاں سندھ شہداد پور ضلع سانگھڑ۔
۱۲: چودھری محمد اختر بی اے منیجر شاہ کاٹن فیکٹری ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ۔ (سیکرٹری مسلم لیگ)
۱۳: سیٹھ محمد حسین مرحوم ممبر ڈسٹرکٹ کونسل تھرپارکر۔
۱۴: میر اسلم پردیپ امیر انجنیئر نواب شاہ۔
۱۵: میاں محمد شوکت سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی سندھ حیدرآباد

Marfat.com

معززین

۱:۔ سیٹھ محمد اسحاق پروپرائٹر پاک پینٹ اینڈ آئرن مارٹ سانگھڑ وصدر انجمن ارائیاں سانگھڑ

۲:۔ سیٹھ محمد طفیل زمیندار ۲۲ دم ترو نوآباد ضلع سانگھڑ۔

۳:۔ صوفی منظور احمد فاضل السنہ ارائیں ہاؤس ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ۔

۴:۔ مقبول احمد بی اے ارائیں ہاؤس ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ۔

۵:۔ محمد سلیم بی اے ڈپلوما ان کامرس ارائیں ہاؤس ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ

۶:۔ محمد حکیم ارائیں ہاؤس ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ۔

۷:۔ محمد رشید خزانچی مسلم کمرشل بنک ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ۔

۸:۔ محمد افضل بی اے ارائیں ہاؤس ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ۔

۹:۔ چودھری غلام محمد زمیندار ڈیپیر سیٹ ضلع تھرپارکر۔

۱۰:۔ حافظ محمد افضل نمبردار چک م، حانظاں والا ضلع تھرپارکر۔

۱۱:۔ میر محمد صادق بی اے ایل ایل بی زمیندار حیدرآباد۔

۱۲:۔ محمد رفیق شاکر گیپنہ ضلع تھرپارکر۔

۱۳:۔ محمد عبداللہ گیپنہ ضلع تھرپارکر۔

۱۴:۔ سیٹھ رحیم بخش ملت شو ہاؤس حیدرآباد۔

۱۵:۔ مولانا سلیم اللہ، سلیم آباد ضلع خیرپور میرس۔

۱۶:۔ محمد ابراہیم چراغ محمد کمیشن ایجنٹس شارع اقبال کوئٹہ۔

۱۷:۔ پیر ابوظفر غلام رسول قادری خطیب اکبری مسجد سیرا باد حیدرآباد۔

۱۸:۔ چودھری محمد اقبال سلیم کاشبندری مالک خبیس اکیڈیمو اسٹیشن روڈ ...

۱۹:۔ حکیم عبیداللہ عبیدی امیر جماعت اسلامی سکھر۔

۲۰:۔ میاں بدر الحسنین اینڈ کو کمیشن ایجنٹس ڈریس گنج سکھر

۲۱:۔ سیٹھ علی احمد کمیشن ایجنٹس ڈگری ضلع تھرپارکر۔

Marfat.com

۲۲:۔ شہاب الدین وارثی اکال بونگا مسلم آباد لارنس روڈ کراچی۔
۲۳:۔ چودھری برکت علی بی ایس سی زمیندار ٹنڈو اللہ یار ضلع حیدر آباد۔
۲۴:۔ نظام الدین علم الدین گھارو ضلع ٹھٹھہ۔
۲۵:۔ شفاعت احمد ہال ورڈ فرنیچرز کوئٹہ۔
۲۶:۔ نواب نبی بخش بھٹو زمیندار لاڑکانہ۔
۲۷:۔ غلام مصطفیٰ کھٹو زمیندار لاڑکانہ۔
۲۸:۔ الحاج معشوق علی بھٹو زمیندار لاڑکانہ۔
۲۹:۔ عاشق علی زمیندار لاڑکانہ۔
۳۰:۔ محمد ابراہیم بھٹو زمیندار لاڑکانہ۔
۳۱:۔ عبدالمجید بھٹو زمیندار لاڑکانہ۔
۳۲:۔ یار محمد بھٹو زمیندار لاڑکانہ۔
۳۳:۔ منظور احمد ٹھیکیدار لاڑکانہ۔
۳۴:۔ عبدالسلام تاجر لاڑکانہ۔
۳۵:۔ عبدالقیوم تاجر لطیف آباد حیدر آباد۔
۳۶:۔ چوہدری کمال الدین تاجر صدر تنظیم ارائیاں حیدر آباد۔
۳۷:۔ نور محمد تاجر نواب شاہ۔
۳۸:۔ شاہ محمد تاجر نواب شاہ۔
۳۹:۔ عبدالستار تاجر قاضی احمد نواب شاہ۔
۴۰:۔ عبداللہ زمیندار قاضی احمد نواب شاہ
۴۱:۔ محمد اکرم تاجر نواب شاہ۔
۴۲:۔ برکت علی تاجر محراب پور نواب شاہ۔
۴۳:۔ لال الدین تاجر محراب پور نواب شاہ۔
۴۴:۔ علی اکبر زمیندار محراب پور نواب شاہ۔

Marfat.com

۴۵:۔ مظہر الحق زمیندار محراب پور نواب شاہ۔

۴۶:۔ عبدالمجید تاجر محراب پور نواب شاہ۔

۴۷:۔ عبدالرحمان تاجر محراب پور نواب شاہ۔

۴۸:۔ محمد یوسف تاجر محراب پور نواب شاہ۔

۴۹:۔ فاروق احمد شفٹ انچارج خیرپور ٹیکسٹائل مز خیرپور۔

۵۰:۔ مولوی محمد نعیم زمیندار سلیم آباد خیرپور۔

۵۱:۔ مولوی خلیل احمد زمیندار خیرپور۔

۵۲:۔ محمد سعید زمیندار سلیم آباد خیرپور۔

۵۳:۔ لطیف الرحمن ایم ایس سی ایگریکلچر زمیندار ٹنڈو الٰہ یار حیدرآباد۔

۵۴:۔ محمد شفیع ایم ایس سی ایگریکلچر زمیندار ٹنڈو الٰہ یار حیدرآباد۔

۵۵:۔ منظور احمد زمیندار ٹنڈو الٰہ یار حیدرآباد

۵۶:۔ محمد اقبال ایم ایس سی ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۵۷:۔ محمد حنیف تاجر ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۵۸:۔ علی حسن تاجر ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۵۹:۔ بشیر احمد زمیندار ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۶۰:۔ مختار احمد زمیندار ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۶۱:۔ عبدالعزیز زمیندار ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۶۲:۔ غلام قادر زمیندار ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۶۳:۔ صوفی محمد یوسف زمیندار ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۶۴:۔ علی احمد زمیندار ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۶۵:۔ منیر احمد تاجر ٹنڈو الٰہ یار ضلع حیدرآباد۔

۶۶:۔ عبدالستار کھوڑ زمیندار روہڑی سکھر۔

۶۷:۔ نواب الدین زمیندار الحرا سوسائٹی کراچی۔

Marfat.com

۶۸:۔ محمد رمضان زمیندار کا تیار حیدر آباد۔

۶۹:۔ محمد علی زمیندار لطیف آباد حیدر آباد۔

۷۰:۔ محمد اشرف زمیندار روشن آباد نواب شاہ۔

۷۱:۔ محمد افضل ایم۔ ایس۔ سی ایگریکلچر روشن آباد نواب شاہ۔

۷۲:۔ نظام الدین تاجر نواب شاہ۔

۷۳: ابراہیم۔ زمیندار ٹنڈو اللہ یار۔ ضلع حیدر آباد

۷۳:۔ محمد حنیف تاجر حیدر آباد۔

۷۴:۔ محمد یوسف سلیمی ہیڈ پروف ریڈر روزنامہ جسارت کراچی۔

۷۵:۔ محمد صادق ایم ایس سی ایگریکلچر فارم فوجی فوگر مز۔ ٹنڈو محمد خاں

۷۶:۔ محمد رفیق بی ایس سی زمیندار ٹنڈو جام۔

۷۷:۔ غلام رسول زمیندار راہو خاندانی حیدر آباد۔

۷۸:۔ عبد الرحمان زمیندار کوٹری حیدر آباد۔

۷۹:۔ محمد حنیف زمیندار ٹنڈو جام حیدر آباد۔

۸۰:۔ محمد افضل ریٹائرڈ چیئرمین سنٹرل کمیٹی کوٹری حیدر آباد۔

۸۱:۔ شاہ محمد زمیندار گنری تھرپارکر۔

۸۲:۔ محمد سلیمان ایم ایس سی ایگریکلچر تاجر ڈگری تھرپارکر۔

۸۳:۔ محمد افضل فارم مینجر پی الیف ادعدد بڑی سکھر۔

۸۴:۔ غلام قادر بھٹو چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی سکھر۔

لاہور ہائی کورٹ کے وکلاء

۱:۔ چوہدری اے وحید سلیم ۱۵۔ رابرٹ روڈ نیلا گنبد نزد لیتا ٹیڈ بلڈنگ لاہور۔

۲:۔ میاں عبد العزیز ۳۷۔ بی I گلبرگ III لاہور

۳:۔ میاں غلام باری سلیمی ۶ نسبت روڈ لاہور۔

Marfat.com

۴:- اے کریم ملک بشیر مینشن ٹرنر روڈ لاہور
۵:- عطاالحق میاں ۴۔ مزنگ روڈ لاہور۔
۶:- غلام سرور چودھری ۸۷۔ میکلیگن روڈ لاہور۔
۷:- میاں ارشاد نمبر ۹۔ سرکر روڈ بیرون بھاٹی گیٹ لاہور۔
۸:- ملک محمد احسن ملک منزل جین مندر لٹن روڈ لاہور۔
۹:- میاں مشتاق حسین ۷۔ ٹرنر روڈ لاہور۔
۱۰:- میاں نثار احمد میلارام روڈ لاہور۔
۱۱:- میاں محمد سعید ۲۴۔ کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور۔
۱۲:- چودھری عبدالرزاق ۹۔ ثریا پارک باغبان پورہ لاہور۔
۱۳:- میاں خالد رشید ۲۔ بیگم روڈ لاہور۔
۱۴:- محمد یعقوب چودھری مکان نمبر ۱۵ گلی نمبر ۱۱ سعدی پارک مزنگ لاہور۔
۱۵:- چودھری محمد اسلم ضیاء ۲۶۔ لٹن روڈ لاہور۔
۱۶:- میاں شمس الحق ۴۔ مزنگ روڈ لاہور۔
۱۷:- ملک محمد اشہب جیلز بلڈنگ فرید کورٹ لاہور۔
۱۸:- میاں محمد اقبال مجیٹھ ۳۰۔ میکلیگن روڈ لاہور۔
۱۹:- اقبال حسین ۲۶۔ لٹن روڈ لاہور۔
۲۰:- عبداللطیف چودھری ۱۔ ٹرنر روڈ لاہور۔
۲۱:- شہزاد جہانگیر ۱۔ بیگم روڈ لاہور۔
۲۲:- محمد اقبال بخاری محلہ پڑنگاں ارائیں بھاٹی گیٹ لاہور۔
۲۳:- چودھری محمد سعید ۴۔ بیگم روڈ لاہور۔
۲۴:- اسرار الحق میاں۔ شاہ چراغ چیمبرز ۱۲۳ جی۔ ٹی روڈ نزد بائی کورٹ لاہور باغبانپورہ لاہور۔
۲۵:- احمد نواز ملک ۱۶۳۔ جی ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور۔
۲۶:- خلیل الرحمٰن چودھری ۲۱۔ بیگم روڈ لاہور۔ III ایف، ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

Marfat.com

۲۷:۔ میاں عبدالرشید، شاہ چراغ چیمبرز لاہور۔ C/100 لٹن روڈ۔ لاہور۔

۲۸:۔ اے۔جی چودھری، ۴۔مزنگ روڈ لاہور۔ 163-1-اے۔شاہ جمال۔ لاہور

۲۹:۔ میاں قمرالدین، ۱۔ٹرنر روڈ لاہور۔ 46۔لیک روڈ۔ لاہور

۳۰:۔ اسدالرحمٰن، ای۔پلامر بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور۔ 106۔وزیر علی روڈ لاہور

۳۱:۔ میاں اقبال خالد، الرحمٰن، ۶۵۔دی مال لاہور۔

۳۲:۔ سعیدالرحمٰن فرخ ۳۔بیگم روڈ لاہور۔

۳۳:۔ چودھری محمد فاروق، ۹۔فرید کورٹ لاہور۔ B-123۔گلبرگ II۔لاہور

۳۴:۔ خلیل الرحمٰن رامے، ای پلومر بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور۔ 106۔وزیر علی روڈ

۳۵:۔ میاں عبدالستار نجم، ۴۰۔اے مزنگ روڈ لاہور۔

۳۶:۔ چودھری الطاف حسین، ۱۴۵۴۔اے شاہراہ طفیل لاہور چھاؤنی، ۲۷۔دی مال لاہور

۳۷:۔ میاں احسان الحق، ۲۷۔لکشمی مینشن ہال روڈ لاہور۔

۳۸:۔ قمرالاسلام، الرحمٰن، ۶۵۔دی مال لاہور۔

۳۹:۔ میاں اقبال خالد، الرحمٰن، ۶۵۔دی مال لاہور۔

۴۰:۔ مسعود ذکریا، ۱۸۔ٹمپل روڈ لاہور، ۴۔کشمیر روڈ لاہور۔

۴۱:۔ میاں نصرت اللہ، ۲۔فرید کوٹ روڈ۔ لاہور

۴۲:۔ ملک بشیر احمد، گلی نمبر ۱، کوٹ خواجہ سعید لاہور۔

۴۳:۔ احمد طفیل، ۵، ٹرنر روڈ لاہور، ۱۵۔باغبان پورہ لاہور۔

۴۴:۔ ریاض اختر ملک۔

۴۵:۔ میاں ہدایت علی، بیرون موچی گیٹ، ۵۰ گلبرگ لاہور۔

۴۶:۔ ایم۔ایس۔باقر، دیال سنگھ مینشن شاہراہ قائداعظم لاہور۔ ۱۴۔سی III گلبرگ لاہور۔

۴۷:۔ محمد احمد باری، ۴۔اے مزنگ روڈ لاہور، ۲۔ان سانده روڈ لاہور۔

۴۸:۔ خالد لطیف کاردار، سلیمی چیمبرز ایڈورڈ روڈ لاہور۔

۱:۔ مقبول صادق، دیال سنگھ مینشن، شاہراہ قائداعظم لاہور۔

Marfat.com

۵۰:۔ عبدالقیوم ۹ م ۔ مزنگ روڈ لاہور۔

۵۱:۔ چودھری محمد شریف، بشیر مینشن ٹرنر روڈ لاہور۔

۵۲:۔ محمد بشیر انصاری ۵۴۔ دی مال لاہور، 5/44-4 ۔سنت نگر۔ لاہور

۵۳:۔ بشیر مظفر ملک، لاء آفیسر، نیشنل بنک آف پاکستان انفلاح لاہور۔ ۵۷۔ بی گلبرگ II لاہور۔

۵۴:۔ محمد کلیم مکان نمبر ۱۴، سٹریٹ نمبر ۹۱، ۲۵۔ نسبت روڈ لاہور۔

۵۵:۔ میاں طارق محمود ۲۲۔ کمرشل بلڈنگ ۴۔ بیگم پورہ جی ٹی روڈ لاہور۔

۵۶:۔ ایم بشیر احمد، ۹۔ میکلیگن روڈ لاہور۔

۵۷:۔ چودھری محمد عاشق، ۱۵۔ ایف نسبت روڈ لاہور۔

۵۸:۔ چودھری عنایت اللہ، ۷ اونکار روڈ کرشن نگر لاہور۔ سلیمی چیمبرز۔ ٹرنر روڈ۔ لاہور۔

۵۹:۔ معین الدین چودہری، ۲۶ شاہراہ قائداعظم لاہور۔

۶۰:۔ اقبال محمود ملک، ۱۵۔ جہانگیر سٹریٹ مصری شاہ لاہور۔

۶۱:۔ ظہیر الحق، ۴۔ مزنگ روڈ لاہور۔

۶۲:۔ سی۔ ایم۔ عابد۔ ۹۲۔ ساگر روڈ صدر لاہور۔

۶۳:۔ ایم۔ احمد سعید، ۲۰۶۔ اے نسبت روڈ لاہور۔

۶۴:۔ ایم یامین، ۷۔ میکلیگن روڈ لاہور۔

۶۵:۔ ایم۔ ایم۔ اقبال مجنبہ ۳۰ میکلیگن روڈ لاہور۔

۶۶:۔ محمد علی میاں، ۱۹۔ مین بازار گنج مغلپورہ لاہور۔

۶۷:۔ میاں خالد محمود، ۷۔ میکلیگن روڈ لاہور۔

۶۸:۔ ملک محمد افضل معرفت ماڈرن سٹیل مل مغل پورہ لاہور۔

۶۹:۔ میاں نذیر احمد طارق، الرحمن بلڈنگ، ۶۵۔ دی مال لاہور۔

۷۰:۔ چودھری محمد یسین، ۴۔ مزنگ روڈ لاہور۔

۷۱:۔ چودہری محمد صادق ۴۔ مزنگ روڈ لاہور۔

Marfat.com

۱۷۲: میاں عطاء الرحمٰن ، ۴، مزنگ روڈ لاہور۔

۱۷۳: میاں محمد اسلم ، ۴، مزنگ روڈ لاہور۔

۱۷۴: محمد رفیق چودھری ، منشی چیمبرز نیک روڈ لاہور۔

۱۷۵: چودھری مشتاق احمد انور ، نزد جنازگاہ للن روڈ لاہور۔

۱۷۶: چودھری نظام الدین

۱۷۷: چودھری برکت علی سلیمی۔

۱۷۸: شیخ محمد شفیع۔

۱۷۹: میاں ظفر احسن

۱۸۰: میاں احسان الحق۔

۱۸۱: میاں محمد یوسف ، سلامت پورہ تھانہ مغل پورہ لاہور۔

۱۸۲: عبدالکریم محلہ گلی نمبر ۲۲۔ اسلام گنج لاہور۔

۱۸۳: ایم مجاہد احمد ، ۶۲۔ راوی پارک ، راوی روڈ لاہور۔

۱۸۴: ایم عالمگیر ، ۶۴۔ ہوتا سنگھ روڈ سنت نگر لاہور۔

۱۸۵: چودہری عبداللطیف ، ۸۔ اکبر سٹریٹ ڈل پارک لاہور۔

۱۸۶: بشیر احمد چودہری ، ۲۲۔ یاسب سٹریٹ گڑھی شاہو لاہور

۱۸۷: محمد داؤد میاں ، بیڈن روڈ لاہور۔

۱۸۸: ملک عبدالرحمٰن ، مدینہ چوک باغبان پورہ لاہور۔

۱۸۹: چودھری عبدالرحمٰن ، حق نواز روڈ باغبانپورہ۔ لاہور

۱۹۰: چودہری محمد حسین ، مین روڈ کچی بستی حسن آباد لاہور

۱۹۱: چودہری بشیر احمد ، ۵۔ شبلی روڈ لاہور۔

۱۹۲: شوکت علی ثاقب ، ۲۵۔ ربانی روڈ لاہور۔

۱۹۳: میاں اکبر پرویز ، میلا رام روڈ لاہور۔

۱۹۴: محمد نعیم ، ۱۸۔ ایچ گلبرگ III لاہور۔

Marfat.com

۹۵:۔ محمد عارف قدیر مکان نمبر ۴۹بی طویلہ شیخاں اندرون بھاٹی گیٹ لاہور۔
۹۶:۔ چودھری فقیر محمد، ۲۶ لٹن روڈ لاہور۔
۹۷:۔ چودہری عبدالرشید بھٹہ معرفت سعید سٹور، آر۔ اے بازار لاہور چھاؤنی۔
۹۸:۔ چودہری سرور محمد، نسبت روڈ لاہور۔
۹۹:۔ عبدالرشید چودہری، باغبان پورہ لاہور۔
۱۰۰:۔ چودہری محمد صادق، ۴۔ مزنگ روڈ لاہور۔
۱۰۱:۔ سردار شوکت علی، نزد فریدکوٹ ہاؤس لاہور
۱۰۲:۔ ایم۔ بی زمان، ایڈووکیٹ جنرل پنجاب لاہور۔
۱۰۳:۔ چودہری سردار علی، ۲۶۔ لٹن روڈ مزنگ لاہور۔ مکان نمبر ۱۵ گلی نمبر ۲۳ گنج مغلپورہ لاہور۔
۱۰۴:۔ چودہری عطاء اللہ ایڈوورڈ روڈ لاہور۔۔

راعی وکلاء قصور

سردار شوکت علی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ۔ قصور
ریاض احمد چودہری ایڈووکیٹ ہائی کورٹ۔ قصور
چودہری احمد دین فاروق ایڈووکیٹ ہائی کورٹ۔ قصور
چودہری محمد لطیف ایڈووکیٹ قصور
چودہری مختار احمد ایڈووکیٹ۔ قصور

(نوٹ) (۱) سردار شوکت علی صاحب۔ کتاب "پاکستان۔ ہندوستان۔ بنگلہ دیش اور قوموں کا حق خود ارادیت" کے مصنف ہیں۔
(۲) ریاض احمد چودہری، کتاب "انسانی کردار کی تشکیل" کے مصنف ہیں۔

Marfat.com

ممبران اوج پاکستان

۱: مجیب الرحمن میاں ایم ۔ ایس ۔ سی (انجینئرنگ) فیول ۔ لاہور

۲: ڈاکٹر فضل محمد ایم ۔ ایس ۔ سی، پی ۔ ایچ ۔ ڈی ۔ (لاہور) حال کراچی

۳: چوہدری محمد سعید بی ۔ ایس ۔ سی ۔ ایل ایل ۔ بی ایڈووکیٹ ۔ ۴۔ بیگم روڈ ۔ لاہور

۴: ڈاکٹر عبدالستار پی ایچ ڈی زراعت ایڈوائزر (ایف اے او) گورنمنٹ آف سوڈان ۲۷۲ ۔ اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور ۔

۵: چوہدری محمد علی بی اے ایل ایل بی رجسٹرار سول سروسز اپیلیٹ ٹریبونل پنجاب مکان ۷ گلی ۵۵ سنہرو پارک سنت نگر لاہور ۔

۶: ڈاکٹر اے رحیم چوہدری ایم ایس سی زراعت پی ایچ ڈی آفیسر سپیشل ڈیوٹی ایڈوائزر ایگریکلچر گورنمنٹ آف پاکستان ۱۶ فیروزپور روڈ لاہور

۷: ڈاکٹر سردار محمد اختر ایم ۔ اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی (اکنامکس) مدن ریٹائرڈ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی ۲۱ ۔ جی ماڈل ٹاؤن لاہور ۔

۸: چوہدری خلیق الرحمن ایم ۔ اے ۱۱۳ ۔ اے فیروزپور روڈ لاہور

۹: چوہدری محمد شفیع ارشد بی اے سینئر وائس پریذیڈنٹ سٹینڈرڈ بنک لمیٹڈ ملتان

۱۰: میاں شوکت علی ایم اے انگلش ۔ ایس ۔ او (انڈسٹریز) گورنمنٹ آف پنجاب ۔ ے ۔ ۲۲ وحدت کالونی لاہور ۔

۱۱: حمید میاں بی ۔ اے ۔ آئی ۔ ٹی ۔ پی پروپرائٹر ہفت روزہ انقلاب لاہور، ۱۰ لارنس روڈ لاہور ۔

۱۲: ڈاکٹر ایم ۔ امجد حسین پی ۔ ایچ ۔ ڈی ڈائریکٹر سوئل سروے منسٹری آف ایگریکلچر گورنمنٹ آف پاکستان ۲۲۰ ۔ اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور ۔

۱۳: ایس اے منظ بی ایس سی ایگزیکٹیو انجینئر واپڈا لاہور ۔ ۲۸۲ ۔ اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور

Marfat.com

۱۴۔ چوہدری اے حمید بی۔ ایس۔ سی الیکٹریکل انجینئرنگ پروفیسر انجینئرنگ یونیورسٹی ۲۷۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کالونی۔

۱۵: چوہدری محمد انور سلیمی ایسوسی ایٹ اکونٹنٹ سکائی لائنز ٹریولز واپڈا ہاؤس۔ ۵۔ ۷ اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

۱۶: محمد رشید بی اے مینجر جعفر برادرز اینڈ کو ۲۶۴۔ رسول پارک لاہور۔

۱۷: میاں ایم طاہر جاوید بی ایس سی انجینئرنگ ایکسین ایم اینڈ ٹی ڈویژن واپڈا لائل پور۔

۱۸: ڈاکٹر محمد جاوید ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ڈی۔ او۔ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس، ۵۹ا جناح کالونی لائل پور

۱۹: پروفیسر ایم علم الدین سالک ایم اے ۱۲۰ احمد پارک مسلم ٹاؤن لاہور۔

۲۰: احسان الٰہی سالک ایم۔ اے ۱۲۰۔ احمد پارک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور

۲۱: عبدالمجید میاں بی ایس سی۔ بی ایس سی سول انجینئرنگ لیکچرار انجینئرنگ یونیورسٹی ۲۸ رشاد کالونی انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور۔

۲۲: چوہدری حسن محمد بی۔ اے ڈپٹی رجسٹرار مغربی پاکستان انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور۔

۲۳: تنویر شاہد ایم۔ اے جرنلزم رسول چیمبرز پرانی انارکلی لیک روڈ۔ لاہور

۲۴: چوہدری محمد شفیق ایم۔ اے لیکچرار جرنلزم ڈیپارٹمنٹ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

۲۵: ڈاکٹر اے۔ این شعری۔ ایم۔ ایس۔ سی پی۔ ایچ۔ ڈی پروفیسر ایگریکلچرل یونیورسٹی ۱۴۸ جناح کالونی لائل پور۔

۲۶: ڈاکٹر مسز آر۔ این شعری بی۔ ایس۔ سی۔ ایم بی۔ بی ایس ۱۴۸ جناح کالونی لائل پور۔

۲۷: چوہدری علی محمد ایم اے، ایل۔ ایل۔ بی اسسٹنٹ رجسٹرار مغربی پاکستان ایگریکلچرل یونیورسٹی لائل پور۔

۲۸: میاں محمد ثناء اللہ بی۔ ایس۔ سی، الیکٹریکل انجینئرنگ سینئر انجینئر ایس۔ ٹی۔ ایم۔ پی۔ ایس واپڈا لائل پور۔

۲۹: عبدالرزاق بی۔ ایس۔ سی۔ ایس۔ اے۔ ڈی ایس سٹیم پی سٹیشن نشاط آباد لائل پور۔

۳۰: بشیر احمد چوہدری بی۔ اے، بی۔ ایس۔ سی الیکٹریکل انجینئرنگ الیکٹرک انجینئر کوہ نور ٹیکسٹائل ملز لائل پور۔

Marfat.com

۳۱ : محمد احمد بانی بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ ۵۵۴ این نیو مارکیٹ سمن آباد لاہور۔

۳۲ : چوہدری مشتاق احمد منصور ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ ۲۱۔ اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

۳۳ : چوہدری بشیر احمد جاوید بی۔ ایس۔ سی سپرنٹنڈنٹ اے۔ جی۔ آفس ۲۷۔ اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

۳۴ : مقبول احمد ملک ایم۔ اے اکنامکس بنکنگ آفیسر سٹیٹ بنک آف پاکستان ۵۱۔ اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

۳۵ : چوہدری محمد عبداللہ بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ اے جی آفس ۸۲۔ اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور

۳۶ : چوہدری محمد شریف ایم۔ ایس۔ سی (انجنیئرنگ) پروفیسر انجنیئرنگ یونیورسٹی۔ ۹۔ اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

۳۷ : چوہدری رفیق احمد ایف۔ اے سپرنٹنڈنٹ ڈائریکٹر بی۔ ڈی لاہور ڈویژن اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

۳۸ : میاں فضل الحق بی۔ اے۔ ڈی، ایل۔ ایس۔ سی لائبریرین انجنیئرنگ یونیورسٹی ڈی ۱۔ سٹاف کالونی انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور۔

۳۹ : عبدالقیوم ایم ایس سی (فزکس) ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل ٹیسٹنگ لیبارٹریز لاہور، ۲۰ اتحاد کالونی لاہور

۴۰ : چوہدری محمد سلیم بی۔ ایس۔ سی انجنیئرنگ ۷۴۔ اے وحدت کالونی لاہور۔

۴۱ : نثار احمد بی۔ ایس۔ سی انجنیئرنگ ریذیڈنٹ انجنیئر سٹیم پاور سٹیشن لائل پور۔

۴۲ : معین اختر ایم۔ اے اکنامکس ۱۴۰، اسکن جی۔ ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور۔

۴۳ : عبدالسلام الیکٹریکل انجنیئرنگ ۷۔ کے گلبرگ ۲ لاہور۔

۴۴ : ڈاکٹر یوسف علی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (پنجاب) ڈی۔ پی۔ ایچ ۴۷۔ اے غلام محمد آباد لائل پور۔

۴۵ : چوہدری افتخار احمد ایم۔ ایس۔ سی لیکچرار ایگریکلچرل یونیورسٹی ۵۷۸۔ بی پیپلز کالونی لائل پور

۴۶ : میاں ریاض احمد ایم۔ اے سائیکالوجی، الیکٹرانک اینڈ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور۔

۴۷ : میاں مشتاق احمد بی۔ ایس۔ سی الیکٹریکل انجنیئرنگ ایگزیکٹو انجنیئر ساہیوال

Marfat.com

۴۸: احسان الحق بی۔ایس سی الیکٹرک انجنیئر پرانا پاور ہاؤس لائل پور۔

۴۹: چوہدری محمد اکرام الحق بی۔ایس۔سی۔بی۔ای جے ایس۔ اے سٹیم پاور سٹیشن لائل پور۔

۵۰: میاں محمد اسماعیل بی ایس سی (پنجاب۔ بی۔ایس سی مکینیکل جونیئر انجنیئر سٹیم پی سٹیشن لائل پور۔

۵۱: میاں محمد صدیق انور بی۔اے۔ ایل۔ایل بی ایڈووکیٹ گلی نمبر ۴ ڈکس پورہ لائلپور۔

۵۲: مہر محمد صدیق بی ایس سی ایگریکلچرل انجنیئر بی۔ ایس پنجاب بی ایس سی انجنیئرنگ ایم آئی ای ای پاک سٹیم پاور سٹیشن لائل پور۔

۵۳: چوہدری محمد یوسف پی۔ایچ ڈی ایسوسی ایٹ پروفیسرز ڈیپارٹمنٹ آف پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینیٹکس مغربی پاکستان ایگریکلچرل یونیورسٹی۔ لائل پور

۵۴: ڈاکٹر ایم لطیف اختر ایم۔بی۔بی۔ایس پرائیویٹ پریکٹیشنر ۴۴۔ڈی پیپلز کالونی لائل پور۔

۵۵: حاجی ڈاکٹر ایم سلیم اختر ایف ایس سی (میڈیکل) ۵۴ ڈی پیپلز کالونی لائل پور۔

۵۶: ڈاکٹر نیاز علی پروفیسر ایگریکلچرل یونیورسٹی ایم۔ایس۔سی (ہارٹیکلچر) پی۔ ایچ۔ڈی۔ ۱۱۵ اے پیپلز کالونی لائل پور۔

۵۷: میاں خیر محمد ایم۔اے اکنامکس منیجر یو بی ایل مکان نمبر ۱۳ گلی نمبر ۴ فتح آباد رنگ پور۔

۵۸: میاں محبوب جاوید ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ڈسوبہ لائل پور

۵۹: ڈاکٹر ثناء اللہ ڈائریکٹر ایگریکلچرل یونیورسٹی ایم ایس سی ایگریکلچر پی ایچ ڈی۔

۶۰: محمد اقبال ایف ایس سی ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی مل منیجر کوہ نور ٹیکسٹائل لائل پور۔

۶۱: محمد یعقوب سالک بی ایس سی (پنجاب) ایم بی بی ایس (پنجاب) عقیقہ ڈسپنسری سعودی عرب بلیا

۶۲: ڈاکٹر محمد رفیع ایم بی بی ایس عزیز منزل ۴۲ سلطان سٹریٹ اسلام پورہ لاہور۔

۶۳: میاں اعجاز اقبال گریجوایٹ سرگرم وکٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لائل پور۔

۶۴: عبدالمالک میاں بی اے ایل ایل بی لیبر اینڈ پرسنل آفیسر کوہ نور ٹیکسٹائل ملز لائل پور

۶۵: چوہدری محمد سلیم وافور بی ایس سی آنرز ٹیکسٹائل ایم بی اے (یو ایس اے) مارکیٹنگ کوآرڈینیشن منیجر کوہ نور ٹیکسٹائل ملز لائل پور۔

۶۶: میاں عبدالرشید بی ایس سی (ایگریکلچرل) ہارٹیکلچرسٹ پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ لائلپور

Marfat.com

۶۷ : ایم انور ظفر ایم۔ ایس۔ سی ایگریکلچرل اسسٹنٹ بوٹونیسٹ میز بی اے ایس II پنجاب ایگریکلچر لائل پور۔

۶۸ : میاں محمد صدیق ایم ایس سی (ایگریکلچر) اسسٹنٹ ایگریکلچر کیمسٹ پی اے ایس II پنجاب ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لائل پور۔

۶۹ : ڈاکٹر محمد اختر پی ایچ ڈی پیتھالوجی پلانٹ کوئینز یونیورسٹی یوکے۔ ایم ایس سی (پنجاب) پی اے ایس II ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لائل پور۔

۷۰ : محمد اختر ایم۔ اے شماریات اسسٹنٹ شماریات پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ لائل پور۔

۷۱ : بشیر احمد بی۔ اے پرنس اسسٹنٹ ٹو ڈین مغربی پاکستان ایگریکلچرل یونیورسٹی لائل پور

۷۲ : ایم اسلم میاں ایم۔ ایس۔ سی ایگریکلچرل، اسسٹنٹ پروفیسر سائل سائنس مغربی پاکستان ایگریکلچرل یونیورسٹی لائل پور۔

۷۳ : میاں فاروق اسرار بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ دسوھا چک نمبر ۲۴۳ آر بی ضلع لائلپور

۷۴ : ڈاکٹر محمد رفیق چوہدری پی ایچ ڈی ان پولٹری ہیڈ ڈیپارٹمنٹ آف پولٹری مغربی پاکستان ایگریکلچرل یونیورسٹی لائل پور۔

۷۵ : سی ایم شریف۔ ایم ایس سی (انجینئرنگ) پروفیسر انجینئرنگ یونیورسٹی۔ ایل ۶۹۔ لاہور انجینئرنگ یونیورسٹی کیمپس لاہور۔

۷۶ : غلام صمدانی پروفیسر انجینئرنگ ایم ایس سی کیمسٹری۔ ایل ۳۰ سٹاف کالونی انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور۔

۷۷ : عبدالحمید ڈبل ایم اے، ۴ ایجرٹن روڈ لاہور مکتبہ کارواں۔ کچہری روڈ۔ لاہور

۷۸ : ڈاکٹر محمد ابراہیم سینئیر ریسرچ آفیسر پی ایچ ڈی، پی سی ایس آئی آر لاہور ڈویژن آف گلاسز اینڈ کرامکس

۷۹ : جاوید محمود ریسرچ آفیسر بی ایس سی (پنجاب) کیمیکل انجینئرنگ جرمنی ٹیکنیکل آفیسر پی سی ایس آئی آر لیبارٹری فیروز پور روڈ لاہور

Marfat.com

۸۰: ڈاکٹر عبدالرشید سینئر ریسرچ آفیسر پی ایچ ڈی (انیلیٹیکل کیمسٹری) ۱۱ بشیر سٹریٹ وحدت روڈ لاہور۔

۸۱: محمد سرور سینئر ریسرچ آفیسر پی ایچ ڈی ان کیمسٹری، ۴۰ اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور

۸۲: ڈاکٹر تنویر احمد چوہدری سینئر ریسرچ آفیسر پی ایچ ڈی آرگینک کیمسٹری ۱۵ ابلالی سٹریٹ فیروزپور روڈ لاہور۔

۸۳: چوہدری محمد منیر احمد بی اے اکسائز انسپکٹر ۵۲ اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور

۸۴: ضیاء الحق اکوٹنس آفیسر گریجویٹ ۹۴ اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور۔

۸۵: میاں خالد عزیز پروفیسر انجینئرنگ یونیورسٹی بی ایس سی سول انجینئرنگ ۱۵۱ اے فیروزپور روڈ لاہور ماسٹر آف اربن پلاننگ۔

۸۶: عبدالستار ایم ایس سی ٹاؤن پلاننگ پروفیسر محکمہ آرکیٹکچر اینڈ پلاننگ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور۔

۸۷: میاں محمد اقبال ولد میاں خیر محمد ایم اے سوشیالوجی ایم ایس سی ٹاؤن پلاننگ۔ ۸۳ این سمن آباد لاہور

۸۸: میاں محمد اقبال ولد غلام فرید بی اے ایل ایل بی خلیل سنز فیکٹری ایریا لائل پور۔

۸۹: ڈاکٹر نعیر محمد پی ایچ ڈی ایگریکلچرل اکنامکس سینئر سائنٹفک آفیسر ریڈی ایشن جینٹک انسٹیٹیوٹ لائلپور

۹۰: ڈاکٹر بشارت حسین ایم بی بی ایس ۲ ابوبکر سٹریٹ شاہ بجان روڈ لاہور۔

۹۱: میاں محمد امین بی ایس سی ایگریکلچر ۵/۱۶۰ افغان آباد لائل پور

۹۲: ڈاکٹر محمد طفیل ایم ایس سی پنجاب، پی ایچ ڈی این اے بی ڈبلیو ایس اے ۱۲۲ سی گلبرگ لائل پور۔

۹۳: محمد شفیق نیاں بی ڈی ایس کلینک ریگل سینما روڈ لائل پور۔

۹۴: گلزار محمد افضل ایل ایس ایم ایف مین بازار ڈگلس پورہ لائل پور۔

۹۵: میاں انعام اللہ ایم اے ایل ایل بی اکسائز اینڈ ٹیکسیشن سب انسپکٹر ۱۰۶ اے پیپلز کالونی لائلپور

Marfat.com

۹۶: محمد اقبال چوہدری بی اے ایل ایل بی ۹-۲ بخشی مارکیٹ انارکلی لاہور۔
۹۷: افتخار احمد پروفیسر ایگریکلچرل یونیورسٹی ایم ایس سی زراعت ۱۰۰ اے سمن آباد لائل پور
۹۸: ڈاکٹر منظور الحق یونیورسٹی پروفیسر پی ایچ ڈی (اینٹومولجی) ۳ لالہ زار کالونی ڈبلیو پاک ایگریکلچر یونیورسٹی لائل پور
۹۹: طارق شہاب بی وی (ایکٹ) ایس ٹی پی ایس لائل پور۔
۱۰۰: محمد بشیر کوثر ایم ایس سی ۸۴-۵ ڈی پیپلز کالونی لائل پور
۱۰۱: احمد سعید عارف بی اے کیشئر نیشنل بنک آف پاکستان سول لائن بازار لائل پور۔
۱۰۲: ڈاکٹر ایم شفیق طاہر ایل ایس ایم ایف مین بازار افغاناں آباد لائل پور۔
۱۰۳: ڈاکٹر عبد السعید بی کام۔ ایم بی آرایچ ہومیو فارماسوٹیکل سٹورز جھنگ بازار لائل پور
۱۰۴: ڈاکٹر کیپٹن نور محمد ایم بی بی ایس سٹریٹ نمبر ۲ چنیوٹ بازار لائل پور
۱۰۵: ڈاکٹر محمد شفیع ایم بی بی ایس کچہری بازار لائل پور
۱۰۶: محمد سلیم شاد گریجویٹ ان فارمیسی ۱۱۴ اے پیپلز کالونی نمبر ۲ نزد واپڈا چوک لائل پور
۱۰۷: محمد اصغر میاں ایم ایس سی ایگریکلچر پنجاب ، لیکچرار ، ڈیپارٹمنٹ آف پلانٹ اینڈ بریڈنگ ڈبلیو پی ایگریکلچر یونیورسٹی لائل پور۔
۱۰۸: غلام محمد انجنیئر اسسٹنٹ انجنیئر ٹیلیفون لائل پور
۱۰۹: عبد الرزاق ایم ایس سی فزکس ۴-۳ سی پیپلز کالونی ۲ لائل پور
۱۱۰: ڈاکٹر محمد حسین چوہدری ایم بی بی ایس پنجاب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر لائل پور
۱۱۱: چوہدری محمد سرور ایم۔اے۔ ایل ایل بی۔ پی سی ایس ریذیڈنٹ مجسٹریٹ جوہر آباد ضلع سرگودہا
۱۱۲: ڈاکٹر رشید احمد اختر ایم بی بی ایس آر ایم پی میڈیکل پریکٹیشنر رشید ہسپتال جوہر آباد ضلع سرگودہا
۱۱۳: چوہدری محمد رشید احمد آٹو موبائیل انجنیئر ٹرانسپورٹ منیجر کوہ نور شوگر ملز جوہر آباد ضلع سرگودہا۔
۱۱۴: مقبول حسن بی۔اے کین انسپکٹر کوہ نور شوگر ملز جوہر آباد ضلع سرگودہا۔
۱۱۵: چوہدری محمد بشیر ایم ایس سی پنجاب چیف کیمسٹ کوہ نور شوگر ملز جوہر آباد ضلع سرگودہا
۱۱۶: چوہدری آفتاب احمد بی ایس سی انجنیئرنگ الیکٹریکل انجنیئر کوہ نور شوگر ملز جوہر آباد ضلع سرگودہا

Marfat.com

۱۱۷: محمد عطاء اللہ ایم اے انگلش لیکچرار انگلش گورنمنٹ کالج جوہر آباد ضلع سرگودہا۔

۱۱۸: عبدالرشید میاں ایم اے ایل ایل بی ۱۱۵ اے پیپلز کالونی لائل پور

۱۱۹: میاں حاجی ظفر علی ادیب عالم موضع بصیر پور ڈاکخانہ خاص تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال

۱۲۰: خوشی محمد خالد بی ایس سی (ایگریکلچر) ایف۔آر جی۔ایس (لنڈن) پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ پلانٹ پروٹیکشن یو کے ۴۰ رسول پارک مولا بخش سٹریٹ شمع روڈ لاہور۔

۱۲۱: مسٹر محمد افضل بی ایس اے کیو اٹامک انرجی - لاہور

۱۲۲: ڈاکٹر محمد شبیر پی ایچ ڈی سینئر ریسرچ آفیسر اٹامک انرجی سنٹر لاہور

۱۲۳: ڈاکٹر فقیر محمد چوہدری پی ایچ ڈی سینئر ریسرچ افسر پی سی ایس آئی آر لاہور

۱۲۴: ڈاکٹر اے بی چوہدری " " " " "

۱۲۵: چوہدری عبدالمجید بی اے ایل ایل بی سپرنٹنڈنٹ "

۱۲۶: مسٹر محمد ریاض ایم ایس سی ریسرچ آفیسر پی سی ایس آئی آر

۱۲۷: چوہدری محمد شریف بی اے۔ پی ۳-۲۰۲ سٹریٹ نمبر ۵ گورونانک پورہ لائل پور

۱۲۸: میاں انوار الحق بی اے چک ۲۲۴ آر بی آبادی منشی فتح دین ضلع لائل پور

۱۲۹: میاں عبدالعزیز ایم اے اسسٹنٹ پروفیسر آف پولیٹیکل سائنس اسلامیہ کالج لائل پور

۱۳۰: نعیم الرحمن بی ایس سی ایل ایل بی ایڈووکیٹ سیالکوٹ

۱۳۱: چوہدری محمد شریف عالم بی اے ایل ایل بی محلہ شاہ شہیدان شہر سیالکوٹ

۱۳۲: میاں سعید احمد بی اے ایل ایل بی مکان نمبر $\frac{19}{1A}$ ہیوٹ سٹریٹ واسی پورہ سیالکوٹ

۱۳۳: میاں محمد نواز بی اے ایل ایل بی مکان ۲/۱۷۰ میانہ پورہ سیالکوٹ شہر

۱۳۴: چوہدری محمد امین بی اے ایل ایل بی ۱۱/۱۹۴ نہال چند سٹریٹ سیالکوٹ

۱۳۵: محمد یوسف بی اے ایل ایل بی موضع کورپور ڈاکخانہ گوہد پور تحصیل سیالکوٹ

۱۳۶: چوہدری نسیم جاوید بی اے ایل ایل بی موضع پکا گڑھا تحصیل و ضلع سیالکوٹ

۱۳۷: چوہدری محمد صادق بی اے ایل ایل بی پورہ ہیران ۸/۲۲۴ رنگ پورہ سیالکوٹ شہر

۱۳۸: میاں محمد شریف بی اے ایل ایل بی ۱۲/۲۰۹ محلہ حمزہ غوث سیالکوٹ شہر

Marfat.com

۱۳۹: ڈاکٹر شفیق احمد ایم بی بی ایس ۔ ایل سی ایس آئی میڈیکل آفیسر ۸۰ جی بی رکونسل ڈسپنسری لائلپور

۱۴۰: افضل محمد نسیم ہیڈ کلرک او/او ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر لائل پور

۱۴۱: چوہدری احمد بخش ایکس چیئرمین کونسلر ٹاؤن کمیٹی پی ۱۳۲ وارڈ نمبر ۱ گلی نمبر ۶ ریل بازار لائل پور ۔

۱۴۲: چوہدری غلام رسول بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ سب ڈویژن جڑانوالہ

۱۴۳: احمد دین بی اے ایل ایل بی موضع چک ۱۲۷ جی بی جڑانوالہ ٹاؤن

۱۴۴: چوہدری عبدالرحمٰن ڈی پی ای ۔ ڈی آر ای ایس ڈی او ڈرینج جڑانوالہ

۱۴۵: نور محمد ایل ایم ای مکان نمبر پی ۵ ۲ نیا بازار جڑانوالہ ۔

۱۴۶: محمد صدیق صابر ایم اے جغرافیہ جیلانی محلہ جڑانوالہ ۔

۱۴۷: میاں محمد — چک نمبر ۶۳ جی بی حافظ کریانہ سٹور جڑانوالہ

۱۴۸: محمد حسین — گرین مارکیٹ جڑانوالہ

۱۴۹: اشفاق الحق بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ جڑانوالہ

۱۵۰: عطا محمد — مینجر دی جڑانوالہ سنٹرل کوآپریٹو بنک لیمیٹڈ جڑانوالہ

۱۵۱: محمد آصف بی اے ۱۵۸ جناح کالونی لائل پور

۱۵۲: محمد ظفر ایم اے سٹیٹسٹکس معرفت برکت علی کچا گوجرہ ڈاک خانہ گوجرہ ضلع لائل پور

۱۵۳: ڈاکٹر محمد ظفر اقبال پروفیسر انجنیئرنگ یونیورسٹی بی ایس سی (آنرز) ایم ایس سی ۔ اے ایم ۔ آئی
(مانچسٹر) پی ایچ ڈی (مانچسٹر) اے ایم آئی ای ای (لندن) ۱۳ اسٹاف کالونی انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور

۱۵۴: میاں امیر حسن بی کام سی ٹی بی (لندن) آر سی ایس بی (لندن) ۱۰ اے ایس گلبرگ III لاہور

۱۵۵: ایم شریف میاں ایم ایس سی (انجنیئر) اسکالر ایس اے انسپکٹر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ شملائی ڈائریکٹر
تعلیم لاہور ریجن لاہور ۔

۱۵۶: ڈاکٹر شاہ محمد ایم ایس سی ۔ پی ایچ ڈی ۳ ریلیجیئس کالونی واپڈا لائل پور اسسٹنٹ
پروفیسر آف سوشل سائنس ۱

۱۵۷: ایم رفیع انور بی اے فلیٹ ۲ سٹینڈرڈ بنک لیمیٹڈ لاہور ۔ چاوڑی بازار

۱۵۸: اے رشید تبسم ایم اے ۱۴۳ سی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور رجسٹرڈ ری رائٹر کوآپریٹو ہاؤسنگ

Marfat.com

سوسائٹی لاہور۔ ایڈیٹر رسالہ۔ انقلاب ماؤ۔

۱۵۹: ایم عرفان گوہر (ایگریکلچرل انجینئرنگ) لیکچرار الیکٹریکل انجینئرنگ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

۱۶۰: میاں عبدالحمید بی اے ایل ایل بی ۱۸۴ ڈسٹرکٹ کورٹ لائل پور۔

۱۶۱: ایم یعقوب بی ایس سی (ایگریکلچر) فارم مینیجر کے۔ ایس سی فارم جوہر آباد تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا

۱۶۲: ڈاکٹر نصیر الدین پی ایچ ڈی سائل سائنس مکان ۱۰۰ گلی نمبر ۶ فتح آباد (جدید) لائل پور شہر لیکچرار سائل سائنس ویسٹ پاکستان ایگریکلچرل یونیورسٹی لائل پور

۱۶۳: ڈاکٹر انعام الحق پی ایچ ڈی پروفیسر سائل سائنس زرعی یونیورسٹی لائل پور۔

۱۶۴: عبدالغفور بی اے ۹۰۰ پیپلز کالونی لائل پور انسپکٹر انکم ٹیکس اے سرکل لائل پور۔

۱۶۵: چوہدری اے غفور اسلم بی کام ۵۴۳ بی پیپلز کالونی لائل پور (انکم ٹیکس پریکٹیشنر)

۱۶۶: چوہدری غلام محمد ایف اے ۱۶۶۸ اے پیپلز کالونی لائل پور (جنرل مینیجر لوکل بس سروس لائل پور۔

۱۶۷: میاں ایم منظور ایف اے فضل نائیلون ملز نشاط آباد لائل پور

۱۶۸: نذیر احمد ایم بی بی ایس (پنجاب) ڈی پی ایچ (پنجاب) ڈی ٹی سی ڈی (ویلز) ۴۰۰ ڈی پیپلز کالونی لائل پور۔

۱۶۹: ایم منیر بی اے ایل ایل بی ۱۳۹ بی گلبرگ کالونی لائل پور۔

۱۷۰: صلاح الدین بی اے ڈی آئی آئی اے سٹریٹ نمبر ۶ مکان نمبر ۱۰۰ فتح آباد (ایم ایس سوفر شار انڈسٹریز نشاط آباد (لائل پور)

۱۷۱: حسین علی اوورسیر اوورسیر کینال ریسٹ ہاؤس بچوا تحصیل ضلع لائل پور۔

۱۷۲: میاں عبداللطیف ایم اے اکنامکس لیکچرار اکنامکس گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ

۱۷۳: چوہدری عبدالستار میٹرک اکونٹنٹ سیکشن باٹا شو کمپنی باٹا پور لاہور۔

۱۷۴: ڈاکٹر اصغر علی ایم بی بی ایس اسسٹنٹ میڈیکل افسر انچارج جی پی ڈسپنسری چک نمبر ۶۳

۱۷۵: عبدالمجید بی ایس سی (ایگریکلچر) پنجاب۔ ڈی آر ای (راہنما) اسسٹنٹ ایڈمنسٹریشن آفیسر ڈانگی سب ڈویژن گوجرانوالہ۔

Marfat.com

۱۷۶: ایم امان اللہ سند یافتہ سول انجنیئرنگ جڑانوالہ ڈرینج کالونی

۱۷۷ ڈاکٹر عبدالعزیز ایل۔ ایس ایم ایف ڈاکٹر کیپٹن عبدالعزیز محمد علی پارک جڑانوالہ لائل پور

۱۷۸: میاں غلام دستگیر باری بی اے ناڈس جڑانوالہ ضلع لائل پور

۱۷۹: عبدالرؤف بی ایس سی۔ ایل ایل بی چک نمبر ۲۲۲ اگوگیرہ برانچ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور ایڈووکیٹ

۱۸۰: مبارک علی بڑادرکر چک نمبر ۵۰ گوگیرہ برانچ تحصیل جڑانوالہ

۱۸۱: چوہدری مشتاق احمد ڈپلوما ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی ریوکے ملز منیجر کریسنٹ ٹیکسٹائل ملز چنیوٹ روڈ لائل پور۔

۱۸۲: چوہدری محمد علی ایف اے ۲۶ جی نیو سول لائنز لائل پور حصہ دار شیر برادرز ٹرانسپورٹ

۱۸۳: چوہدری ایم بشیر بی اے (سی او ایم پی) ۲۶ جی نیو سول لائنز لائل پور۔

۱۸۴: ایم شمیم جہانگیر گریجوایٹ ۱۲ سی سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

۱۸۵ عبدالرؤف ایم ایس سی (ایگریکلچر اکنامکس) لیکچرار محکمہ ایگریکلچر اکنامکس ویسٹ پاکستان یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائل پور

۱۸۶: ڈاکٹر ممتاز احمد ایم بی بی ایس میڈیکل آفیسر سول ہسپتال جڑانوالہ

۱۸۷ ڈاکٹر ایم حسین پی ایچ ڈی لیکچرار ڈیپارٹمنٹ آف ہارٹیکلچر ویسٹ پاکستان ایگریکلچر یونیورسٹی لائل

۱۸۸: ایم افضل میاں بی اے ایم افضل اینڈ سنز ایسو ایجنٹ ۱۱۲ لیاقت مارکیٹ سرگودھا

۱۸۹ چوہدری صادق علی بی اے ڈی ایف سی ریٹائرڈ ۱۵۷ پی ریلوے روڈ لائل پور

۱۹۰: میاں ایم ادریس بی اے ایل ایل بی ۱۵۶/۱۷ حویلی مولویاں میانہ پورہ سیالکوٹ شہر

۱۹۱ افتخار احمد چشتی ایم اے (اسلامیات) پروفیسر گورنمنٹ کالج لائل پور جامعہ چشتیہ سرگودھا

۱۹۲: برکت دارا پوری ۳۴۲ بی سٹریٹ ۹ ڈگلس پورہ لائل پور

۱۹۳: میاں اعجاز محمود گریجوایٹ سرگرم ویجیٹیبل گھی ملز عبداللہ پور لائل پور مریدکے

۱۹۴: انور طارق ایم ایس سی (پنجاب) ایم ایس (امریکہ) ۱۹۴ ڈی پیپلز کالونی لائل پور

۱۹۵: چوہدری جہانگیر علی (ممبر قومی اسمبلی) لا گریجوایٹ ۱۳ سی سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

۱۹۶: بشیر احمد چوہدری بی ایس سی ۱۳۲ اے سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

Marfat.com

۱۹۷: محمد یوسف بی ایس سی (پنجاب) بی سای (ای ایم اے ٹیو ایکس ای این (ای) ڈویژن سرگودھا۔ (تعمیرات)

۱۹۸: محمد شریف ڈی ای ٹیلیفون ۱۰۹ اے سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

۱۹۹: ڈاکٹر منظور احمد ایم بی بی ایس، ڈی او ایم ایس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا

۲۰۰: محمد فیروز بی اے ایل ایل بی ڈسٹرکٹ کورٹس سرگودھا۔

۲۰۱: ڈاکٹر ایم بی آر ایس ایم بی سی ایچ بی۔ ڈی پی ایچ ہیلتھ افسر ایم۔ سی سرگودھا

۲۰۲: ڈاکٹر مشتاق احمد ایم ڈی ایس ڈینٹل سرجن ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا۔

۲۰۳: ڈاکٹر عبدالحمید ضیغم ایم بی بی ایس ایف آر سی ایس سول ہسپتال سرگودھا۔

۲۰۴: خوشی محمد بی ای سول ایکس ای این ہائی وے سرگودھا۔

۲۰۵: میاں محمد شفیق بی اے آنرز، ایل ایل بی ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ کورٹ سرگودھا

۲۰۶: حاجی مبارک علی بی اے سرگودھا کنز ڈیلرز ۲۸ غلہ منڈی سرگودھا۔

۲۰۷: چوہدری علی حسن ایف اے فاضل پرشین گورنمنٹ ٹھیکیدار سرگودھا

۲۰۸: محمود علی بی ایس سی انجنیئرنگ سپروائزر ٹی اینڈ ٹی سرگودھا۔

۲۰۹: ایم ایس ندیم بی اے ایم ایس ندیم اینڈ کمپنی کنٹریکٹرز ۴ اے سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

۲۱۰: عبدالحمید اختر انجنیئرنگ ڈیپارٹمنٹ ایس ڈی او پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ سرگودھا

۲۱۱: محمد اسلم چوہدری بی اے (آنرز) ایم اے انجنیئرنگ سپروائزر (فون) سرگودھا۔

۲۱۲: محمد اقبال — سب ڈویژن آفیسر ریونیو سروے سب ڈویژن سرگودھا۔

۲۱۳: چوہدری غلام مصطفےٰ ایم ایس سی لیکچرار فزکس گورنمنٹ کالج سرگودھا۔

۲۱۴: عبدالمجید ایس ڈی او اریگیشن سرگودھا

۲۱۵: احمد رضا مختار بی ایس سی (پنجاب) ایم اے اکنامکس، مکان نمبر ۲/۳۲۸ ڈی۔ بلاک بی میں خانہ خالقیہ سرگودھا۔

۲۱۶: نوید الاسلام بی اے ماڈرن پولٹری فارم سرگودھا

۲۱۷: چوہدری محمد حنیف بی اے سٹوڈنٹ آف ایل ایل بی لاء کالج لاہور۔

Marfat.com

۲۱۸: میاں محمد شریف — ارائیں کارپوریشن گرین مارکیٹ سرگودھا۔

۲۱۹: میاں محمد شریف — حبیب احمد محمد شریف ریل بازار سرگودھا۔

۲۲۰: چوہدری رحمت اللہ — شاہین میڈیکل ہال گول چوک سرگودھا۔

۲۲۱: میاں محمد رفیق — ٹرک اڈہ نیو۔ نیو سول لائین سرگودھا۔

۲۲۲: میاں محمد عرفان انور۔ بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ کورٹ سرگودھا۔

۲۲۳: ایم شفیع نیاز بی ٹ آکسن ایف اے اڈ ریپرزنیٹیٹو اینڈ چیف ایگریکلچر ایڈوائز
پوسٹ بکس نمبر ۱۵۵۵ تہران ایران۔

۲۲۴: ڈاکٹر محمد عبد اللہ ایم ایس سی (ایگریکلچر) ایم۔ ایس۔ پی ایچ ڈی (امریکہ) ایگریکلچر ڈویلپمنٹ
کمشنر منسٹری آف ایگریکلچر جی او پی اسلام آباد۔

۲۲۵: میاں انور علی بی ایس سی ڈی — ایل ایل بی گرین ووڈ سٹریٹ سیالکوٹ شہر

۲۲۶: چوہدری ولی محمد پی ایس ایس پوسٹ ماسٹر سیالکوٹ۔

۲۲۷: ڈاکٹر اصغر علی ہومیوپیتھک ایم بی ایچ ایس پیلس روڈ طارق آباد لائل پور۔

۲۲۸: منظور حسین بی اے پاکستان ملز سٹور ریلوے روڈ لائل پور۔

۲۲۹: چوہدری محمد دین ایم اے فیملی پلاننگ افسر لائل پور۔

۲۳۰: میاں ایم اسلم محبوب بی ای (سی) ایس ڈی) واپڈ بھانہ سب ڈویژن لائل پور۔

۲۳۱: چوہدری فضل الدین انسپکٹر پولیس ریٹائرڈ) مکان ۲۲۵ پی سٹریٹ نمبر ۲ گوبند پورہ لائل پور

۲۳۲: محمد اسلم بدر ایم اے (اکنامکس) فیملی پلاننگ آفیسر سرکل نمبر ۴۶ لائل پور۔

۲۳۳: محمد اسلم حبیب — ایگزیکٹو ممبر انجمن ارائیاں لائل پور۔

۲۳۴: محمد نسیم ارشد بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ۴۷ ڈسٹرکٹ کورٹ لائل پور۔

۲۳۵: محمد انور میاں ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ۱۵۵ ڈسٹرکٹ کورٹ لائل پور۔

۲۳۶: افتخار احمد بی کام (آنرز) ۱۰ احمد مینشن دی مال لاہور۔

۲۳۷: چوہدری محمد شفیق اے ایم ای مکینیکل گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ لائل پور

۲۳۸: چوہدری محمد صدیق صادق ایم ایس سی (آنرز) ایگریکلچر انسٹی ٹیوٹ جینٹکس میوٹیشن بریڈنگ
ڈویژن اینڈ ریڈی ایشن جھنگ روڈ لائل پور

Marfat.com

۲۳۹: ڈاکٹر محمد شریف ایم ایس سی پنجاب، پی ایچ ڈی ریڈنگ، پلانٹ جینیٹکس انسٹیٹیوٹ لائلپور
۲۴۰: عبداللطیف چوہدری ایم ایس سی (آنرز) ایگریکلچر سوئیل سائنس ڈویژن ریڈیو جینیٹکس انسٹیٹیوٹ لائل پور۔
۲۴۱: احمد سرور خلیق بی اے بی ای ڈی ایم آر اے ایس ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سیکنڈری سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور۔
۲۴۲: ایم اسلم چوہدری بی ایس سی ایم ای ڈی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول جڑانوالہ لائلپور
۲۴۳: چوہدری محمد انور ڈپلوما ان انجینئرنگ شاہ منزل سٹریٹ ہندو ذیل گھر کچہری بازار لائلپور
۲۴۴: وحید اختر میاں ایم اے سیکرٹری پریمیئر کاٹن ملز لائل پور۔
۲۴۵: چوہدری محمد اسلم سینٹری انسپکٹر میونسپل کمیٹی لائل پور۔
۲۴۶: چوہدری اسرار محمد " " " " " "
۲۴۷: چوہدری غلام حیدر۔
۲۴۸: محمد اصغر راہی چوہدری ڈپلومہ الیکٹرک انجینئرنگ ڈاٹن پیرنٹنڈنٹ الیکٹری سٹی لائل پور۔
۲۴۹: محمد اسلم چوہدری سینٹری انسپکٹر میونسپل کمیٹی لائل پور۔
۲۵۰: حاجی محمد سلیم " گنمنٹس یو بی ایل سپر مارکیٹ لائل پور۔
۲۵۱: محمد شفیق بی ای رسی، ایگزیکٹو انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن سرگودھا۔
۲۵۲: میاں اختر جلیل بی ایس سی، ڈی ایل سی، جی ایم آئی سی ای ڈائریکٹر نفس نائیلون ملز لائل پور۔
۲۵۳: غلام احمد بشیر ایم اے راحت منزل عطا والی بستی جھنگ صدر۔
۲۵۴: ایم مصطفٰے سلیمی بی ایس سی (ایگریکلچر) بیرون گرین مارکیٹ جھنگ صدر۔
۲۵۵: محمد صابر صابر میڈیکل سٹور ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
۲۵۶: نور محمد چوہدری ایم اے لیکچرار انگلش، ایم سی ڈگری کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور
۲۵۷: چوہدری محمد اکرم بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ اے سی کورٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور
۲۵۸: میاں معین الدین میاں پودر ریسیڈنٹ سب جج ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور۔

Marfat.com

۲۵۹: ڈاکٹر فاروق احمد بی ڈی۔ ایس طالب بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور۔

۲۶۰: شاہ محمد بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور۔

۲۶۱: منظور احمد ناز کریسنٹ کمرشل کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

۲۶۲: ڈاکٹر نعیم احمد ایل ایس ایم ایف نصیر کلینک اینڈ ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور۔

۲۶۳: ڈاکٹر یٰسین سلیم ایم بی بی ایس سلیم ہسپتال سمندری۔

۲۶۴: سردار محمد چوہدری ــ چوہدری برادرز کچہری روڈ لائل پور۔

۲۶۵: خوشی محمد بی اے حبیب بنک زونل آفس لائل پور۔

۲۶۶: شاہ محمد منیف بی اے بی ایڈ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ سرگودہا۔

۲۶۷: محمد بشیر، دفتر انسپکٹر آف سکولز سرگودہا

۲۶۸: عبد الغنی چوہدری ایم اے لیکچرار اکنامکس گورنمنٹ کالج سرگودہا۔

۲۶۹: چوہدری محمد اسحاق داروغہ والا تحصیل و ضلع لاہور۔

۲۷۰: چوہدری محمد بشیر پی سی ایس مجسٹریٹ باختیار دفعہ ۳۰ بہاول نگر۔

۲۷۱: میاں ظفر احسن محمود ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ بیگم روڈ لاہور۔

۲۷۲: میاں ضیاء الاسلام ایم اے مکان نمبر ۱۴ اسٹریٹ ۲۵ نہرو پارک سنت نگر لاہور۔

۲۷۳: ڈاکٹر خادم حسین ایم بی بی۔ ایس میڈیکل آفیسر انچارج گورنمنٹ ٹی بی کلینک جھنگ

۲۷۴: ایم یٰسین ظفر ایم اے۔ ڈپٹی سیکرٹری بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن

۲۷۵: محمد اشرف قمر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی۔ سرگودھا ۶ نئی سول لائن

۲۷۶: چوہدری سلطان محمود بی کام، مینیجنگ ڈائریکٹر سرگودھا ٹریکٹرا اینڈ ایکویپمنٹ کمپنی میانوالی۔ روڈ سرگودھا

۲۷: ایم۔ اے۔ اختر بی۔ سی۔ ایس الیکٹرک انجینئر ڈائریکٹر جھنگ کوٹھ ٹیوب انڈ آئل ملز جھنگ

۲۷۸: محمد بشیر ملک ایم۔ ای II اوورسیر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی ورکشاپ سرگودھا

۲۷۹: ڈاکٹر نعیم احمد ایم۔ بی بی۔ ایس۔ ایم سا۔ آر سی۔ پی ڈگلاسگو ایم۔ آر سی۔ پی ایڈنبرا ڈی۔ ایچ۔ کیو ہسپتال سرگودھا

Marfat.com

۲۸۰: مسٹر محمد اسلام ایم۔اے۔ایم۔ایس۔ڈبلیو ۳ بی سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

۲۸۱: مسٹر عبدالکریم ایف۔اے۔ایم۔بی۔ایچ۔ایس انسپکٹر آف انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ

۲۸۲: مسٹر بشیر احمد ایف۔ایس۔سی چک نمبر ۲۰۱ آر۔بی۔پی۔او تحصیل وضلع لائلپور

۲۸۳: مسٹر محمد افضل حسین بی۔ایس۔سی ایگریکلچر ضلعدار آف چیف انجینئر اریگیشن

۲۸۴: مسٹر فتح محمد بی۔ایس۔سی۔ایگریکلچر کینال محکمہ اریگیشن آفس آف چیف انجینئر اریگیشن، لائلپور

۲۸۵: میاں بشیر احمد ڈل ایم۔اے پنجاب۔لیکچرار اسلامیہ کالج وہاڑی

۲۸۶: محمد شفیع صدیق ایم۔اے ڈی۔ایل سائنس لائبریرین گورنمنٹ کالج جڑانوالہ

۲۸۷: محمد شفیع بی۔اے۔بی۔ایڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول سیدوالا ضلع شیخوپورہ

۲۸۸: ڈاکٹر محمد علی ایم۔بی۔بی۔ایس ڈی۔پی۔ایچ ۰۔جناح کالونی لائلپور

۲۸۹: مسٹر عبدالشکور اوورسیئر پی۔ڈبلیو۔ڈی B/۲۶۶ پیپلز کالونی

۲۹۰: چوہدری عبدالرشید بی۔ایس سی۔ایم۔ایڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ۷۲ جی بی ضلع لائلپور

۲۹۱: میاں محمد اصغر بی۔اے۔دی مسلم کمرشل بنک لمیٹڈ ریجنل آفس بنک سکوائر پی۔او بکس نمبر ۱۷۵ لائلپور

۲۹۲: چودھری محمد صادق بی۔اے چک نمبر ۹۸ آر۔بی تحصیل ضلع لائلپور

۲۹۳: عظمت رشید ایم۔ایس۔سی ڈائریکٹر ایگریکلچر ریسرچ اسسٹنٹ آئل سیڈ سیکشن پنجاب ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لائلپور

۲۹۴: خالد سعید اختر ایم۔اے۔ایل ایل۔بی ایڈووکیٹ منشی چیمبرز ہیئے روڈ لاہور

۲۹۵: چوہدری شوکت علی انجینئر پروونشل بلڈنگ سب ڈویژن ...

۲۹۶: عطرت شفیع بی۔اے معرفت آر۔آئی قلات

۲۹۷: مسٹر محمد شفیع بی۔اے پولیس انسپکٹر ریزرو انسپکٹر آف پولیس قلات

۲۹۸: محمد شفیق بی۔اے۔ایل ایل۔بی ایڈووکیٹ 5/A فرید ٹاؤن ساہیوال

Marfat.com

۲۹۹: میاں طارق سعید ظفر بی۔اے۔ بشیر پور ضلع ساہیوال

۳۰۰: محمد اسلام چوہدری ایم۔ایس۔سی آنرز سوئل سائنس ایگریکلچر ۱۹۶۸ء۔
پیپلز کالونی لائل پور۔

۳۰۱: چوہدری عزیز الحق ایل۔ایم۔ای۔اے۔ایم۔ای ریٹائرڈ۔ ایس۔ڈی نمبرہ سنت پورہ
لائل پور

۳۰۲: چوہدری عبدالستار سبحانی بی۔اے مکان نمبرہ ۲۴۵/ ۵ گلی نمبرہ سنت پورہ، لائل پور

۳۰۳: میاں احمد علی بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ ایڈووکیٹ دیپال پور ضلع ساہیوال

۳۰۴: مسٹر خوشی محمد، ولد چوہدری غیاث محمد ارائیں محلہ راج پورہ ساہیوال

۳۰۵: مسٹر خان محمد میاں ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی وکیل ساہیوال

۳۰۶: محمد اکرم قوی میٹرک ۸۷ گرین مارکیٹ اوکاڑہ

۳۰۷: چوہدری علیم اللہ، ہیڈ ماسٹر (ریٹائرڈ) مکان نمبر ۱۴۰ محلہ پرنامی ساہیوال

۳۰۸: سردار عبدالعلیم بی۔اے۔سی جے۔ڈی ایڈووکیٹ سول لائنز ساہیوال

۳۰۹: سردار سلیم حیدر، چک نظام الدین ڈاکخانہ دیپال پور ضلع ساہیوال

۳۱۰: محسن کمال فرخ، کمال کارپٹس چمن پورہ گوجرانوالہ

۳۱۱: محمد انور نسیم، ایم۔اے پولیٹیکل سائنس۔ ایل۔ایل۔بی ایڈووکیٹ ۲۵۴ او بلاک
فرید ٹاؤن ساہیوال

۳۱۲: ڈاکٹر ایم۔اے سلیمی، ایم۔بی۔بی۔ایس میڈیکل آفیسر ڈی۔ایچ۔کیو۔ ہسپتال
ساہیوال

۳۱۳: مسٹر فقیر محمد، محلہ پراچہ بستی دیپال پور شہر ضلع ساہیوال

۳۱۴: چوہدری محمد اسلم چک نمبرہ ۱۲۵- ۹ ایل ڈاکخانہ ۹۷/۱۲۴ ساہیوال

۳۱۵: خالد پرویز چوہدری بی۔اے ۳/۴/ ۲۴۴ فرید ٹاؤن ساہیوال

۳۱۶: چوہدری عبدالحنیف مکان نمبر ۵۲۷۔بی۔I بلوت گنج ساہیوال

۳۱۷: عبدالرشید بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی ایڈووکیٹ ساہیوال

Marfat.com

۲۱۸: سعید احمد، رحمت ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ ریلوے روڈ ساہیوال

۲۱۹: امانت علی بشیر پور تحصیل دیپالپور ڈسٹرکٹ

۲۲۰: میاں محمد حنیف " " "

۲۲۱: لیاقت علی، بی۔ اے۔ لاسٹوڈنٹ، معرفت محمد رمضان کمیشن ایجنٹ ہوالی

۲۲۲: انتظار احمد چوہدری، ایم۔ اے ہسٹری پولیٹیکل سائنس 15 c/۲ ماڈل ٹاؤن لاہور

۲۲۳: میاں ظفر علی، سی۔ اے (سکاٹ) ۲۴ گارٹرک سٹریٹ گلاسگو۔ ایس نیڈ سکاٹ لینڈ

۲۲۴: ڈاکٹر محمد جمیل، پی ایچ۔ ڈی۔ اٹامک انرجی منرلز سنٹر لاہور

۲۲۵: میاں افتخار احمد، بی۔ ایس۔ سی سول انجینئر۔ ایم۔ ای سینٹری انجینئر ایران

۲۲۶: حاجی سردار محمد، علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اُردو بازار لاہور

۲۲۷: محمد بشیر میاں، بی اے۔ ۲۱۔ اے فتح شیر روڈ باغ گل بیگم لاہور

۲۲۸: لیفٹیننٹ کمانڈر چوہدری نور محمد (ریٹائرڈ) ایم۔ ایس۔ سی پی۔ این۔ وی۔ آر
پرنسپل زمیندار سائنس کالج گجرات

۲۲۹: مسٹر محمد اشرف، ایم۔ اے۔ اکنامکس۔ ۱۶۹۔ ایف/3/6 اسلام آباد ریسرچ آفیسر
ایگریکلچر سیکشن پلاننگ کمیشن

۲۳۰: میاں مقبول احمد، اے۔ سی۔ آئی۔ ایس (لنڈن)، بی۔ اے آنرز۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل بی
سیکرٹری لاہور چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری ۱۱ ریس کورس روڈ لاہور

۲۳۱: سردار محمد شفیع، عثمان والا تحصیل قصور ضلع لاہور

۲۳۲: ایم۔ ایچ۔ مصدق، ایم۔ ایس سی ایم۔ فل۔ گورنمنٹ کالج سرگودھا

۲۳۳: محمد اسلم، ایڈووکیٹ، لاہور سرگودھا روڈ شیخوپورہ

۲۳۴: بشیر احمد چوہدری۔ بی۔ اے آنرز۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ ایڈ۔ پرنسپل گورنمنٹ ٹیچر ٹریننگ
سنٹر کوٹ لکھپت لاہور

۲۳۵: چوہدری ایم۔ ڈی۔ صدیق، بی۔ اے۔ آنرز ان پرشین، بی۔ ۱۱۔ ۵ اٹک کنال
کالونی چوہڑکانہ، شیخوپورہ

Marfat.com

۲۲۶: سردار محمد گوہیر بی۔ اے سول لائنز شیخوپورہ

۲۲۷: چوہدری عبدالستار محلہ مسلم گنج

۲۲۸: عظمت یزدانی بی۔ اے ″

۲۲۹: غلام نبی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی، ایڈوکیٹ ″

۲۴۰: خادم حسین، ڈپٹی ایسوسی ایٹ، ان مکینکل ٹیوب ویل آپریشن سب ڈویژن شادمان شیخوپورہ (سکارپ I)

۲۴۱: چوہدری محمد حسین، سبزی منڈی شیخوپورہ

۲۴۲: نثار احمد، بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ شیخوپورہ

۲۴۳: عبدالحق چوہدری، ایس۔ ڈی۔ او۔ ایری گیشن کینال آفس، شیخوپورہ

۲۴۴: افتخار علی ظفر، بی۔ اے معرفت صوبائی ڈائریکٹریٹ لوکل فنڈ آڈٹ پنجاب ۶۹۔ ریواز گارڈن لاہور

۲۴۵: احمد حسن، ایم۔ اے ایجوکیشن ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول عبداللہ پور کولار

۲۴۶: نسیم احمد چوہدری، نیشنل بینک آف پاکستان شیخوپورہ

۲۴۷: عبدالستار ″ ″ ″ ″

۲۴۸: محمد شریف مینجر ″ ″

۲۴۹: شفیق الرحمن، بی کام مکان 398/1 نور پورہ خادم علی روڈ، سیالکوٹ

۲۵۰: میاں محمد اسلم، بی ایس سی (الیکٹرک انجنیئرنگ)، پنجاب، ایکس، ای، این سی ڈویژن واپڈا سٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

۲۵۱: ایم ایوب میاں، ایچ۔ ڈی۔ ایم۔ این۔ سی ڈویژن واپڈا سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۲۵۲: پرویز بشیر، بی۔ اے چک نمبر ۲۴۷/ ر ب تحصیل وضلع لائل پور

۲۵۳: ڈاکٹر محمد ابراہیم چوہدری، ایم۔ بی۔ ایچ۔ ایس (آنرز)، کابینہ گاؤں، ڈاکخانہ ڈجکوٹ ضلع لائل پور

Marfat.com

۲۵۴: ڈاکٹر محمد شفیق، ایم بی بی ایس، ڈی ٹی ایم اینڈ ایچ حریملا ہسپتال ریاض سعودی عرب

۲۵۵: خالد منصور چوہدری، ایم بی۔ بی ایس بارت ہسپتال پیر محل

۲۵۶: عبدالرزاق، ایم اے بی ایڈ، ایس ای ٹی گورنمنٹ ہائی اسکول پیر محل

۲۵۷: چوہدری محمد رمضان، بی۔ اے۔ آفیسر فیملی پلاننگ غلہ منڈی پیر محل

۲۵۸: میاں احمد رشید، ایم ایس سی (ایگریکلچر) ہارٹیکلچر (بی ایس سی آنرز) فارسٹ ڈی ایف، ایڈیل بار۔ ساہیوال

۲۵۹: میاں محمود عالم، بی اے (فائنل ایئر)، ایم۔ اے (جرنلزم) ۱۸/۲ عوامی قائد اعظم ہوسٹل، کراچی یونیورسٹی

۲۶۰: چوہدری محمد اشرف بی۔ اے چک ۲۹۲ گ ب براستہ رجانہ ضلع لائل پور

۲۶۱: محمد رشید ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ ایس ای ٹی گورنمنٹ ہائی سکول پیر محل

۲۶۲: محمد مشتاق تاج بی ایس سی بی ایڈ " "

۲۶۳: شبیر محمد بی۔ ایس سی۔ بی ایڈ " "

۲۶۴: میاں محمد امین عارف ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ " " " "

۲۶۵: چوہدری نذیر احمد بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ " " " "

۲۶۶: ایم۔ اکرام الرحمن بی۔ اے ۲۴۲ جناح کالونی لائل پور

۲۶۷: محمد اسماعیل چوہدری ایم۔ اے منیجر یونائیٹڈ بنک تاندلیانوالہ

۲۶۸: محمد احسان الرحمن، بی۔ ایس سی (الیکٹرک انجینئرنگ) ایس۔ ڈی۔ او بجلی تاندلیانوالہ

۲۶۹: میاں رفیق چوہدری۔ بی کام (آنرز)، یو۔ بی۔ ایل لمیٹڈ تاندلیانوالہ

۲۷۰: شاہد نسیم ایم۔ ایس سی (متعلم) 63/5 پیپلز کالونی لائل پور

۲۷۱: زاہد نسیم " " " "

۲۷۲: ایم۔ ایس نصر اللہ، بی۔ اے۔ سنٹرل ایکسائز اینڈ لینڈ کسٹم

۲۷۳: محمد اشرف، بی۔ ایس سی۔ انسپکٹر سنٹرل ایکسائز اینڈ لینڈ کسٹم

Marfat.com

۲۷۴: غلام نبی چوہدری بی۔اے آفیسر آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ گوجرہ

۲۷۵: لال حسین چوہدری اکاؤنٹنٹ انچارج " " " "

۲۷۶: ڈاکٹر میاں عبدالحفیظ ایم بی۔ بی۔ ایس۔ ڈی۔ او۔ آر۔ سی ایس (انگلینڈ) ڈی۔ او۔ بار۔ سی۔ پی (لندن) میاں ہسپتال گوجرہ

۲۷۷: چوہدری چراغ دین ایم۔ اے (اکنامکس) مینجر آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ گوجرہ

۲۷۸: محمد گلزار اختر، بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی معرفت حبیب بنک لمیٹڈ گوجرہ

۲۷۹: محمود الحسن ناز بی۔ کام (آنرز) دکان نمبر پی ۲۸۴ بی III غلہ منڈی گوجرہ

۲۸۰: چوہدری عبدالرحمٰن ارشد بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ، اے۔ ڈی۔ آئی سکولز گوجرہ

۲۸۱: چوہدری رفیق احمد اعظم ۶/۲ شیلڈر سٹریٹ کریجرایک۔ رشاوٗ۔ یو۔ کے

۲۸۲: بشیر احمد، بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ ایڈ، کیجا گوجرہ چک نمبر ۳۶۵

۲۸۳: عبدالوحید، ایم۔ اے (شماریات)، ڈپلوما صحافت سرٹیفکیٹ ان سی۔ ڈی (اے۔ دی۔ بیروت) ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن، لائل پور

۲۸۴: محمد اشرف چوہدری، سپننگ ماسٹر سرگودھا ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ سرگودھا

۲۸۵: محمد اصغر، ٹی فورمین " " " " "

۲۸۶: محمد ابراہیم " " " " " "

۲۸۷: علی محمد ولد محمد ابراہیم " " " " " "

۲۸۸: علی محمد ولد فضل محمد " " " " " "

۲۸۹: محمد اکرم رازی بی۔ ایس۔ سی (انجنیئرنگ) " " " "

۲۹۰: سراج دین ٹیکنیشن " " " "

۲۹۱: عبدالغفور اقبال، ایم کام، سرگودھا ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ سرگودھا

۲۹۲: عبدالحمید، اے ڈبلیو ایم " " "

۲۹۳: فیض رسول، ٹی شفٹ انچارج " " "

۲۹۴: محمد عبداللہ، بی ایس سی ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی " " "

Marfat.com

۳۹۵: فضل الٰہی، ٹی شفٹ انچارج 〃 〃 〃

۳۹۶: ظہور احمد، ٹیکنیکل مینجر 〃 〃 〃 〃

۳۹۷: نور احمد، بی اے۔ بی ای اور گورنمنٹ ہائی سکول۔ سلانوالی۔ سرگودھا

۳۹۸: ڈاکٹر مختار احمد واحد، ایم ایس سی (پنجاب)، ایم ایس سی، پی ایچ۔ ڈی (مانچسٹر) پی سی ایس۔ آئی آر کنٹری کلب روڈ، کراچی

۳۹۹: فضل حسین ایم اے (فارسی) سٹیٹ بنک آف پاکستان اسلام آباد

۴۰۰: امجد مسعود، بی اے ایل ایل بی۔ ۲۰ راجگڑھ روڈ۔ لاہور

۴۰۱: ایم عبدالجبار، آئی سی ایس ۱۹۵۶ ڈیوننگ ماسٹر ایم۔ ایف ایم ٹائی انڈسٹریز۔ منگھوپیر روڈ۔ کراچی

۴۰۲: ڈاکٹر ایم ایم ظفر ایم ایس۔ سی (پنجاب)، پی۔ اے۔ ڈی ریوکے) کراچی لیبارٹریز پی سی ایس آئی آر کراچی ۳۹

۴۰۳: شمشاد احمد، نسکو الیکٹرانکس۔ سرمد روڈ۔ ریگل صدر۔ بالمقابل نیشنل سٹی ہوٹل کراچی

۴۰۴: شبیر حسین، بی کام 4/2.2.A II ناظم آباد، کراچی

۴۰۵: میاں مہربان علی۔ بی کام۔ ایل۔ ایل۔ بی ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کراچی

۴۰۶: محمد شفیع چودھری ایم بی بی ایس۔ رازی ہال۔ این۔ ایم۔ سی۔ ملتان

۴۰۷: سعادت علی حجازی ایم بی بی ایس 〃 〃 〃 〃 〃

۴۰۸: محمد رفیع انور ایم۔ اے پرنسپل گورنمنٹ کالج، بوسن روڈ۔ ملتان

۴۰۹: میاں محمد بشیر ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج ملتان

۴۱۰: محمد صدیق ارائیں ایم ایس۔ سی۔ ایسو پاکستان فرٹیلائزر کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۲ ملتان

۴۱۱: چودھری محمد صدیق ارائیں، بی ایس سی (انجینئرنگ)، ایکس ای این، ایس ایس اینڈ ٹی قاسم پور ملتان

۴۱۲: عبدالخالق عزمی۔ ایم اے (اردو، پرشین)، لیکچرار گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان

Marfat.com

۴۱۳ چوہدری محمد رفیق ایم ۔ ایس ۔ سی (ایگری کلچر) ای ۔ اے ۔ سی ۔ اے ملتان

۴۱۴: نذیر مسلم میاں ۔ بی ۔ اے (آنرز) ایل ایل بی ۱۴/۴۲ طارق روڈ

۴۱۵: سردار محمد چوہدری ۔ بی ۔ ایس ۔ سی (سول انجینئرنگ) چیف انجینئر میونسپلٹی "

۴۱۶: عبدالستار بی ۔ ایس سی ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ کورٹ چیمبرز ۔ "

۴۱۷: خالد لطیف بی ۔ اے ۔ ۶ ۔ لائرز کالونی ملتان

۴۱۸: محمد اسلم گھمبیر ۔ اے ۔ اے ۔ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

۴۱۹: مقبول حسین ۔ ایم ۔ ایس ۔ سی ایگریکلچر اسسٹنٹ کنٹرولر ڈیری بنک آف پاکستان

۴۲۰: محمد اشرف چوہدری ایم ۔ ایس ۔ سی ایگریکلچر منیجر ایگریکلچر ڈویژن بنک آف پاکستان ملتان

۴۲۱: الطاف احمد میاں ایم ۔ اے ۔ ایل ایل ۔ بی ۔ ۴۲ ، کچہری روڈ ملتان

۴۲۲: عبداللطیف ۔ بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ ۶ لائرز کالونی ۔ ملتان

۴۲۳: محمود احمد ۔ ایم ۔ ایس ۔ سی ۔ ۱۳۸۸ اکبر روڈ ملتان

۴۲۴: ڈاکٹر غلام رسول چوہدری ۔ ایم ۔ ایس ۔ سی ۔ گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ۔ ملتان

۴۲۵: مقبول احمد خاور ۔ بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ چوہدری آئل اینڈ سیلی کیٹ انڈسٹری
سراج کنڈ روڈ ۔ ملتان

۴۲۶: محمد صالح ۔ بی ۔ ای ۔ الیکٹرک ۔ اسسٹنٹ انڈسٹریل انجینئر ۔ ای ۔ جی ۔ پی ۔ ایس ۔

۴۲۷: محمد شریف میاں ایم ۔ اے (ریاضی) لیکچرار گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان

۴۲۸: محمد اصغر ۔ بی ۔ ای (سول) ۶ ۔ اسی واپڈا کالونی پیراں غائب ملتان

۴۲۹: چوہدری الطاف حسین ۔ ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ کورٹ ملتان

۴۳۰: محمد امین بی ۔ اے (اکیڈمک) ۲ سی واپڈا ہاؤسنگ کالونی ملتان

۴۳۱: خالد امین ۔ بی ۔ اے ۔ کامرس بنک لمیٹڈ ایچ ۔ اے روڈ ۔ ملتان

۴۳۲: محمد مختار میاں ۔ بی ۔ ایس ۔ سی (آنرز ایگری کلچر) ایم ایس ۔ سی (آنرز ایگری کلچر)
پوسٹ بکس ۱۹۳ ملتان

۴۳۳: محمد اصغر چوہدری ۔ ایم ایس ۔ سی کیمسٹری لیکچرار گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ۔ ملتان

Marfat.com

۴۲۴: چوہدری رشید احمد۔ بی۔اے۔ ۱۲۶ حسن پروانہ کالونی ملتان

۴۲۵: محمد شفیع ۔ ایم۔ ایس۔سی۔ اورینٹ گلاس انڈسٹریز خانیوال روڈ ،،

۴۲۶: مشتاق احمد میاں۔ بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی۔ ۴۲/۲ کچہری روڈ ملتان کینٹ

۴۲۷: میاں عبداللہ ارائیں (عوامی شخصیت) ۳۵ ٹیپو سلطان روڈ ،، ،،

۴۲۸: جاوید عبداللہ میاں۔ بی۔اے۔ ،، ،، ،، ،،

۴۲۹: اے ڈی۔اختر۔ بی۔ایس۔سی (انجینئرنگ) ۸-۹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

۴۴۰: عبدالستار میاں۔ مینجنگ ڈائریکٹر الہلال گھی آئل لمیٹڈ۔ سلطان حضر۔ ملتان

۴۴۱: میاں جمال محمد، بی اے ایل ایل۔بی۔ ۲۲۲ ڈسٹرکٹ کورٹ ،،

۴۴۲: میاں رشید احمد۔ ایڈووکیٹ ،،

۴۴۳: عبدالمجید میاں۔ بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ تحصیل کورٹ وہاڑی

۴۴۴: چوہدری حبیب الرحمٰن۔ بی۔ایس۔سی۔ الہلال ویجی ٹیبل گھی ملز۔ ملتان

۴۴۵: محمد صفدر یسین۔ بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ ڈسٹرکٹ کورٹ۔ ملتان

۴۴۶: چودھری محمد رشید دہرہ بی ایس سی انجینئرنگ سول ڈائریکٹر ہاؤسنگ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

۴۴۷: چودھری اختر احسن سی۔ایس۔ایس ایم۔اے۔ایل ایل۔بی۔ ڈی۔آئی۔اے۔ موضع کنار ضلع شیخوپورہ

۴۴۸: چوہدری محمد حنیف سلیمی۔ بی۔اے۔ بی۔ایڈ۔ گورنمنٹ ہائی سکول خانکی ہیڈ۔ گوجرانوالہ

۴۴۹: چوہدری جاوید رسول ایم۔اے آئی۔ ڈی آئی شفیع منزل گلی ارائیاں والی۔ رامگڑھ لاہور

۴۵۰: محمد اشرف سلیمی۔ بی۔اے۔ شیرو سٹریٹ۔ وزیر آباد

۴۵۱: ،، محمد یوسف ایم۔اے۔ ایم۔او۔ایل بی۔ ایڈ گورنمنٹ ہائی سکول خانکی ہیڈ گوجرانوالہ

۴۵۲: ،، بشیر احمد بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی، ایڈووکیٹ حافظ آباد

۴۵۳: ،، اصغر علی۔ بی۔ایس سی۔بی۔ٹی۔ ۲-۲-۸ شالامار ٹاؤن بہاولپور

۴۵۴: ،، محمد شریف۔ بی۔اے۔ بی ایڈ۔ پبلک سائنٹیفک سٹور۔ 605 جناح کالونی لائلپور

۴۵۵: میاں زاہد سرفراز ایم۔اے ۱/۵ گورو نانک پورہ۔ لائل پور

۴۵۶: چوہدری سیف الرحمٰن۔ ایم۔اے۔ لیکچرار گورنمنٹ کالج۔ بوسن روڈ۔ ملتان

Marfat.com

۴۵۷: " مبشر احمد۔ بی۔ اے B/250، گلگشت کالونی۔ ملتان

۴۵۸: " ضیاء الاسلام بی اے B/217 " " ملتان

۴۵۹: " محمد نسیم ایم۔ ایس سی ایگریکلچر ہیڈ انالسٹ۔ 549 ریلوے ہسپتال

۴۶۰: " شفقت علی حجازی۔ بی۔ ایس۔ سی آنرز۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ اسسٹنٹ کمشنر۔ بہاول پور

۴۶۱: میاں فاروق احمد بی۔ اے انسپکٹر سنٹرل ایکسائز اینڈ کسٹم۔ سرکل III لائل پور

۴۶۲: میاں آفتاب احمد بی۔ ایس۔ سی ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ۔ لاہور سرگودھا روڈ شیخوپورہ

۴۶۳: چوہدری عبدالستار یزدانی۔ کلرک ریگل ڈیپوٹ آفس۔ لاہور

۴۶۴: " قمر دین۔ ڈپلومان سول ٹیکنالوجی۔ میونسپل کمیٹی شیخوپورہ

۴۶۵: " محمد اسلم اوورسیئر سٹور اینڈ ورکشاپ ڈویژن۔ شیخوپورہ۔ ایگیشن اینڈ

۴۶۶: چوہدری عبدالسلام فروٹ کمیشن ایجنٹس۔ سبزی منڈی قلعہ شیخوپورہ

۴۶۷: چوہدری محمد انور راحت بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ڈسٹرکٹ کورٹ شیخوپورہ

۴۶۸: " اکرام الحق۔ بی ایس سی (انجینئرنگ۔ ایم آئی ای ای نیویارک) ایگزیکٹو انجنیئر الیکٹرسٹی۔ شیخوپورہ

۴۶۹: " عبدالوحید بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک۔ شیخوپورہ

۴۷۰: " محمد لطیف " " انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی۔ چوہڑکانہ منڈی۔ "

۴۷۱: " محمد عبداللہ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ چک رحمان پورہ۔ مرزا وکرم روڈ۔ شیخوپورہ

۴۷۲: " محمد یونس بی۔ اے سینئر کلرک الیکٹرسٹی ڈویژن۔ واپڈا "

۴۷۳: " محمد حنیف " " بی۔ ایڈ۔ انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول چوہڑکانہ

۴۷۴: " محمد نسیم اختر اوورسیئر۔ لنک کینال کالونی۔ چوہڑکانہ

۴۷۵: " نذیر احمد کمیشن ایجنٹ سبزی منڈی۔ شیخوپورہ

۴۷۶: " محمد امین رضوانی سکواڈرن لیڈر (ریٹائرڈ) ۲۶۸۔ کمال روڈ راولپنڈی کینٹ

Marfat.com

۴۷۷: " محمد اقبال اسسٹنٹ انجینئر (ٹیلیفون) ٹی ایم I ٹی اینڈ ٹی کالونی بلال روڈ۔ راولپنڈی

۴۷۸: " فضل حسین سیکشن آفیسر۔ کیبنٹ ڈویژن۔ راولپنڈی

۴۷۹: میاں عبدالحکیم ڈپٹی ڈائریکٹر (ایف۔ ایم) 210 G 6/3 ایمبیسی روڈ اسلام آباد

۴۸۰: چوہدری محمد عبداللہ اسسٹنٹ چیف ایگریکلچر اینڈ فوڈ سیکشن۔ پلاننگ ڈویژن اسلام آباد

۴۸۱: میاں محمد حنیف۔ ۱۶۸ سفولک ہاؤس۔ سرور روڈ، راولپنڈی کینٹ

۴۸۲: چوہدری سعید احمد اسسٹنٹ چیف ایگریکلچر اینڈ فوڈ سیکشن، پلاننگ ڈویژن اسلام آباد

۴۸۳: چوہدری غلام رسول لیکچرار۔ گورنمنٹ ڈگری کالج۔ راولپنڈی (B-651 سٹلائٹ ٹاؤن۔ راولپنڈی

۴۸۴: " محمد امین اسسٹنٹ ایگرانومسٹ۔ ایگریکلچرل فارم۔ راولپنڈی

۴۸۵: " بشیر احمد سینئر سائل کنزرویشنسٹ۔ واپڈا۔ ۱۶۸ سرور روڈ

۴۸۶: میاں محمد شفیق۔ مینیجر نیشنل ٹائر اینڈ ربڑ کمپنی۔ ۴۸ آدم جی روڈ راولپنڈی کینٹ

۴۸۷: چوہدری فتح محمد سیکشن آفیسر ریٹائرڈ۔ ۸۳۳ - D سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۴۸۸ محمد انور ایم اے (پنجابی) DIP. IN URDU الرحمت عثمان آباد بوسن روڈ ملتان۔ فون نمبر ۲۶۵۵

۴۸۹ مختار احمد شاد بی اے چک ۳۱/ای بی ڈاکخانہ 19/ای بی عارفوالہ

۴۹۰ محمد حنیف ایم اے (ہسٹری) ایم اے پولیٹیکل سائنس چک نمبر ۲۶۱/ای بی ڈاکخانہ بورے والہ، ضلع ملتان

۴۹۱ امیر الدین بی ایس سی (ایچ۔ این) چک نمبر ۱۰/ایف ڈبلیو، ڈاکخانہ سامی تحصیل چشتیاں، ضلع بہاول نگر

Marfat.com

۴۹۲ محمد فیروز بھاٹ، ایم۔ایس سی کیمسٹری، بی ایس سی پلائمرز۔یو۔کے
الفیروز عثمان آباد کالونی ملتان (بوسن روڈ)

۴۹۳ محمد اختر چوہدری، بی ایس سی، چک ۱۶۹/۹۔ایل تحصیل وضلع ساہیوال

۴۹۴ عبدالرشید بی ایس سی، معرفت مجید برادرز گرین مارکیٹ بہاولپور

۴۹۵ محمد شفیع ساجد، بی اے۔بی ٹی، ۱۲/۷ میاں چنوں

۴۹۶ نذیر احمد پی۔سی۔ایس، چک نمبر ۸۶/آر۔بی ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع شیخوپورہ

۴۹۷ غلام باری سلیمی، بی اے۔ایل ایل۔بی، ۶۰۔نسبت روڈ لاہور

۴۹۸ ملک محمد احسان ایڈووکیٹ، ملک منزل، عقب جین مندر
لٹن روڈ لاہور، فون نمبر ۵۵۹۰۶

۴۹۹ چوہدری محمد شریف ایڈووکیٹ موضع نواں کوٹ ڈاکخانہ فتح پور کلاں
تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ

۵۰۰ عبدالکریم ملک بی اے۔ایل ایل۔بی ۱۰۷ شادمان کالونی لاہور
اوفس فون ۵۰۱۴۸۰ ۔ رہائش فون ۶۲۸۵۰

۵۰۱ محمد لطیف چوہدری ایم۔اے، ۱۱ سٹلائٹ ٹاؤن سیالکوٹ
آفس فون ۲۲۶۱، رہائش فون ۳۹۶۱

۵۰۱ شوکت علی، بی اے، حبیب بنک لمیٹڈ، سیالکوٹ شہر

۵۰۲ میاں غلام علی ایم۔اے، ۵۲۶/۱/ ایبٹ روڈ سیالکوٹ، فون ۳۸۹

۵۰۳ چوہدری محمد شفیق ایم۔اے D.P.E موضع وڈاکخانہ گولاد پور۔
ضلع سیالکوٹ

۵۰۴ محمد رفیق داروغہ [M.Sc. (AGRI) P.U / M.S. (U. OF COM) U.S.A] ڈاکخانہ خیالی
ضلع سیالکوٹ

۵۰۵ محمد بشیر احمد میٹرک محلہ ٹوٹیانوالہ گلی داریائی والی، گوجرانوالہ

۵ میاں غلام جیلانی ایف اے، سٹریٹ نمبر ۱۵، کرشن نگر، گوجرانوالہ فون ۲۱۴۸

Marfat.com

۵۰۷ چوہدری غلام نبی مجاہد، آبادی حاکم رائے سٹریٹ آبلو والی گوجرانوالہ
ملک شفیق احمد ایم۔اے (انگلش) ایم اے (فلاسفی) ۲۸۱ شاد آباد
لاہور، فون ۶۲۱۶۶

۵۰۹ عبدالحمید چوہدری، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ۴-بی : نون ایونیو مسلم
ٹاؤن لاہور۔ فون آفس ۶۱۵۴۴ - رہائش فون ۳۵۱۳۳۰

۵۱۰ محمد یعقوب ٹیلیفون انجینئر، الفیروز عثمان آباد کالونی، بوسن روڈ
ملتان۔ آفس فون ۳۲۵۵ رہائش ۲۶۵۵

محمد بشیر چوہدری بی۔اے۔ بی ۳۶ سٹلائٹ ٹاؤن سیالکوٹ، آفس فون ۴۴۶۱ رہائش ۲۶۱

چوہدری محمد عبداللہ میٹرک، سی-۹۶ بلاک جے نارتھ ناظم آباد کراچی فون ۲۳۰۹۳۱

ڈاکٹر منظور احمد عطا۔ ایم ایس سی، ڈی-آئی۔سی، پی۔ایچ۔ڈی، موضع و ڈاکخانہ
۱۹۶/ آر۔بی تحصیل و ضلع لائل پور، فون ۶۸۱۱۱

چوہدری چراغ الدین، ایف کام۔ ۵۳۔سی سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

چوہدری خوشی محمد ایف۔اے پوسٹ ماسٹر گوجرانوالہ۔ آفس فون ۲۸۸۴ ر ۲۹۱۰

چوہدری غلام نبی، پاک لوم سٹور ریل بازار گوجرانوالہ

چوہدری محمد صدیق میٹرک موضع تلواڑہ ڈاکخانہ سودھارا
تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔ فون ۳۲۲۸

چوہدری محمد اقبال منور، میٹرک محلہ بھاٹیں والہ سیلی کول احمد حسین زرآباد

غلام مصطفےٰ میٹرک موضع و ڈاکخانہ خیالی ضلع گوجرانوالہ فون ۲۶۱۴

چوہدری مختار احمد بی۔اے۔ ایل ایل۔بی گلی میونسپلٹی وزیر آباد

چوہدری عبدالواحد انڈر میٹرک گلی میونسپلٹی وزیر آباد۔ 23

حسین علی بی۔ایس سی، موضع و ڈاکخانہ خیالی ضلع گوجرانوالہ F.C.O.4661

محمد اکرم بی اے

Marfat.com

میجر ایف۔ ایم صابری نظامی ریٹائرڈ سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ
محمد انوار الحق بی ٹی اے، A/53 سول لائنز گوجرانوالہ 3160 فونمبر 2266
ایچ۔ غلام محمد مڈل، ۱۲۔ کرشن نگر جی ٹی روڈ گوجرانوالہ = 3087
محمد طفیل بی اے موضع وڈاکخانہ سوہدرہ محلہ ارائیں تحصیل وزیر آباد
ضلع گوجرانوالہ ۔ فون 3416
چوہدری فضل حسین میٹرک ۔ سبزی منڈی وزیر آباد P.P. 128
عبدالرشید میٹرک، موضع وڈاکخانہ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیرآباد
محمد یوسف ناز میٹرک موضع وڈاکخانہ سوہدرہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ
افتخار احمد سلیمی، ایف۔ایس سی، پی۔ٹی۔سی شیروسٹریٹ وزیر آباد
ڈاکٹر عبدالحق ایم۔بی بی۔ایس، ۳۰ راجگڑھ روڈ نزد چوبرجی لاہور
چوہدری محمد اسلم بی اے۔ ایل ایل۔بی، محلہ خرادیاں وزیر آباد
نذیر احمد انڈر میٹرک ۲۴/سی سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ، فون ۳۰۲۳
ایچ۔ امین اللہ کریم فاضل فروٹ مارکیٹ O/S خیالی گیٹ گوجرانوالہ ۲۴۸۹
عبدالعزیز میٹرک، یونیکو الیکٹرک کمپنی، I/S سکارنو گیٹ گوجرانوالہ
غلام نبی پروانہ مڈل، پروانہ پرنٹنگ، گلی ارائیاں والی، محلہ
رتن والہ، گوجرانوالہ

محمد صدیق ایم اے ۱۴۵/۲ فرید ٹاؤن ساہیوال
چوہدری بشیر انجم، بی۔ایس سی۔ایل ایل بی۔ ایچ نمبر ۵۶۹ ایل فرید ٹاؤن
ساہیوال فون نمبر ۲۷۰۳
میاں نسیم اقبال بی اے۔ ڈی پی او، ۱۷۰/ایم تحصیل چشتیاں، بہاول نگر
میاں صدیق احمد ایم اے چک ۴۲/۶ ایل اقبال نگر ضلع ساہیوال
مشتاق احمد بی۔اے (آنرز) ایم اے ایچ نمبر ۴۶۳/۴/۷ ڈوگر محلہ
صدر بازار لاہور

Marfat.com

عبدالمجید سلیمی بی اے۔ بی ٹی، چک نمبر ۵۲۷/ای بی تحصیل وہاڑی ضلع ملتان

ڈاکٹر محمد رفیق چوہدری، بی ایس سی (اے۔ ایچ) چک ۲۶ ای۔ بی
ڈاک خانہ کیر ۲۰/۹۔ ایل ضلع ساہیوال

محمد اکرم، بی اے چک نمبر ۲۵ه/ای۔ بی تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال

ڈاکٹر محمد انور، تنویر، ایم بی بی ایس۔ چک ۱۰۸/۹۔آر مشرقی ڈاکخانہ
چک ۱۰۵/۹۔آر تحصیل ہڑپہ ضلع ساہیوال

ڈاکٹر عبداللطیف ایم بی بی ایس، آر ڈی ۳۴/ڈی عارفوالہ

عبدالمجید چوہدری۔ ایم اے۔ ایل ایل بی ایڈووکیٹ عارف والہ
ضلع ساہیوال۔

سعید الظفر اے۔ ایم۔ آئی ای، ۵/۳۹ پرانی منڈی توکی (لاہور)

محمد سلیم بی اے۔ ۶۹/ اگرد پولیس سٹیشن عارف والہ

چوہدری اکبر علی بی اے۔ ایل ایل بی نزد فرید کالج پاکپتن

ڈاکٹر ایم۔ اے۔ جلیل، ایم بی۔ بی۔ ایس منڈی پاکپتن

عبدالمجید گوہر ایم۔ ایس۔ سی (ایگری) چوہدری برادرس کمیشن ایجنٹس
گرین مارکیٹ پاکپتن

چوہدری بشیر احمد، فسٹ کلاس بوائلر انجینئر ۱۴۸۵۔ ڈی ٹائپ کالونی
لائل پور ۱۲۶/۶۸

ریٹائرڈ میجر محمد اسلام بی۔ اے، ۱۰۹/ای سٹلائٹ ٹاؤن
راولپنڈی کینٹ ۶۱/۲۲۳۵

میاں محمد اشرف بی۔ ڈی۔ ایس ای (P.B) ایم۔ ایس سی (A.U BEIRUT)
چک ۲۵۴/ جی۔ بی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

عبدالستار ساٹر بی۔ ایس۔ سی، موضع گھنسار پور ڈاک خانہ گنڈا نوالی
تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔ ۱۲۶ء

Marfat.com

محمد افضال ساگر بی۔ایس۔سی موضع گھنسار پور ڈاک خانہ گنڈانوالی
تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۱۲۶

سلمان چوہدری، بی۔ایس۔سی، ایل ایل بی، ڈسٹرکٹ کورٹ گوجرانوالہ

چوہدری زاہد ممتاز بی۔اے۔ایل ایل۔بی، B/80 پرانی سول لائنز گوجرانوالہ
فون نمبر ۵۱۲۰

چوہدری عبدالباری گریجوایٹ ۱۴۱/۴ بی، سٹلائٹ ٹاؤن
گوجرانوالہ فون نمبر 981، 2917

محمد عالم ایف۔اے۔ مکان نمبر ۳۴، سیکٹر سی۔آئی میرپور (آزاد کشمیر) ۲۴-۶

محمد اشرف چوہدری ایم۔اے۔ مکان نمبر ۵۷ گلی نمبر ۳، مسجد بازار
جڑانوالہ۔ضلع لائل پور

عبدالسلام اسلم، ایم۔اے۔ایل ایل۔بی، ۴۶/۶، سٹریٹ نمبر ۶ جھنگ بازار
لائل پور، فون نمبر ۴۴۳۲ - ۷۹۲۴

میاں علی اختر بی۔اے، ۳۹۶/اے، نئی آبادی، نزد گورنمنٹ گرلز
ہائی سکول۔ساہیوال

ایم۔ایس قاضی، مینجنگ ڈائریکٹر ایم۔ایس قاضی اینڈ سنز لمیٹڈ

ایم۔ایس قاضی: ۳۶: ایف۔سی۔سی گلبرگ لاہور، فون نمبر ۶۷۳۶۶/۶۷۹۶۰، نمبر ۸۳۸۰۲

محمد آصف قاضی مینجنگ ڈائریکٹر، ایم آصف برادرز۔ ۳۶ ایف۔سی۔سی
گلبرگ لاہور ؎ فون نمبر ایضاً ایضاً

امجد ارشاد قاضی بی۔اے ۳۶۔ آئی۔سی۔سی گلبرگ لاہور۔ فون نمبر ایضاً

محمد منیر ملک۔میٹرک، ذیلدار روڈ ٹوکہ ذیلدار او۔ایس بھاٹی گیٹ لاہور
فون: ۵۲۵۵۱۱

ڈاکٹر ابرار احمد جاوید ایم۔بی۔بی۔ایس، ۶-اے گلگشت کالونی ملتان فون نمبر ۴۸۹۳

Marfat.com

پروفیسر ریاض اللہ ایم۔ایس سی (BOTABY) P/1475م/
بری پورہ راولپنڈی۔ فون نمبر ۶۲۶۱۲
ایم اے فاروق ایم۔اے۔ ۴۰ جیل روڈ لاہور، آفس فون ۶۶۷۰۰ گھر ۴۱۰۷۸۹ / ۴۱۲۷۸۹

مزید ممبران 'اوج' پاکستان

چوہدری خورشید احمد۔ بی۔اے۔ایل ایل بی۔ پی۔ڈی۔ایس پی۔ لاہور
ڈاکٹر محمد آصف، ایم۔بی۔بی۔ایس۔ ۱۸۔اے۔ایف۔سی۔سی۔گلبرگ۔ لاہور
میاں محمد اویس۔ سراج الدین نرسری، ۷ لارنس روڈ۔ لاہور۔ ۱۱۔اے ایف۔سی۔سی گلبرگ لاہور
سلیم احمد ملک۔ بی۔ایس۔سی۔ نعیم اینڈ کمپنی۔ نیلا گنبد۔ لاہور۔ ۲۰ شاہ جمال روڈ۔ لاہور
ڈاکٹر فاروق ارشد۔ ایم۔بی۔بی۔ایس۔ چوک مور والا، ساہیوال۔ دارالسلام منزل۔ پرانی
سول لائن۔ ساہیوال
ڈاکٹر عثمان امجد۔ ایم۔بی۔بی۔ایس۔ غلہ منڈی ساہیوال۔ دارالسلام پرانی سول لائن ساہیوال
رضا محمد رائیس۔ ایم۔اے۔ایل ایل۔بی۔ عیسیٰ خیل۔ ضلع میانوالی۔
تسنیم قادر۔ بی۔اے۔ بی۔ایڈ (پنجاب)۔ ایم۔ایس۔سی (یو۔ایس۔اے)، نمبر ۱۸۸۔
سٹاپ کا رنر۔ا پرمال۔ لاہور۔
اظہر ارشاد چودھری۔ بی۔ای۔ (سول)۔ اے۔ایم۔آئی۔ای (پاک)، اگزیکٹو انجینئر نورتھ پراونشل
بلڈنگز ڈویژن۔ لاہور
چوہدری محمد اصغر۔ ایم۔ایس۔سی۔ اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر (کیمیکلز)، ریکلیمیشن ڈائریکٹوریٹ
لاہور۔ 34-C۔ وحدت کالونی۔ لاہور
چوہدری امتیاز الحق۔ ڈپلوما ان انجینئرنگ (سول)۔ ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ
نورتھ پراونشل بلڈنگ ڈویژن۔ لاہور۔
خان بہادر میاں عبدالرب۔ بی۔اے۔ایل ایل۔بی۔ 30-B۔ وارث روڈ۔ لاہور۔

Marfat.com

حزب ارائیاں راولپنڈی

فہرست منتظمہ سال ۱۹۷۲ء

سرپرست : چوہدری عبدالرشید صاحب سابق ممبر قومی اسمبلی
۲۹-ای سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی فون نمبر ۴۳۸۲۷

صدر : میاں محمد امین رضوانی سکواڈرن لیڈر (ریٹائرڈ)
۲۶۸- کمال روڈ - صدر

سینئر نائب صدر : بابو محمد دین فروٹ کمیشن ایجنٹس گنج منڈی

نائب صدر : ڈاکٹر ولی محمد میڈیکل پریکٹشنر (ہومیو) میلاد چوک صدر

جنرل سیکرٹری : چوہدری محمد عبداللہ ۲۱۱ - بی سٹلائٹ ٹاؤن

نائب سیکرٹری : میاں نیاز احمد، بی ۴/۴۷ شالیمار ۶-۱ - اسلام آباد

جائنٹ سیکرٹری : چوہدری فتح محمد ۳۳۳ - ڈی سٹلائٹ ٹاؤن

خزانچی : ریٹائرڈ کیپٹن قاضی محمد حسن، پی ۸، ۱۰۷ - اصغر مال روڈ

سیکرٹری نشر و اشاعت : چوہدری وزیر علی - اے ۱۸ کوہ نور ملز پشاور روڈ، راولپنڈی

چند ارکان

۱. چوہدری محمد دین ۲۰۷ - بی سٹلائٹ ٹاؤن
۲. چوہدری محمد رمضان اے ایف ایم - ۱۶ - ای وائی / ۱۳۷ واہ چھاؤنی
۳. " منیر احمد ۲۲/الف - ۶۶۶ واہ چھاؤنی
۴. حاجی محمد ابراہیم محمدیہ کمشن شاپ گنج منڈی راولپنڈی
۵. حاجی عبدالحمید اے - ۲۲۵ گلی ۱ نانک پورہ "
۶. چوہدری نذیر احمد ۴۶۸۴ / بی ۱۰ انند پورہ گوالمنڈی "
۷. میاں شوکت علی اسسٹنٹ انجنیئر ٹیلیفون ۲۸۸/۲۲ - سی جی - ۶ - ۲ اسلام آباد
۸. پروفیسر محمد رضا اللہ، پی ۱۴۷۵/۱ اے مری پورہ، راولپنڈی
۹. میاں امتیاز احمد پروفیسر گورنمنٹ پولی ٹیکنک کالج پشاور روڈ، راولپنڈی

Marfat.com

چیدہ چیدہ ممبران

۱۔ چوہدری عبدالشکور۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر۔ مکان نمبر ۱۶ ایچ ۸ آریہ محلہ راولپنڈی

۲۔ میاں محمد حنیف۔ ریٹائرڈ ڈپٹی سی اے او " " " ۹ " " " "

۳۔ " طارق مسعود۔ ایس۔ آر۔ او۔ ڈیفنس لیبارٹری " " " ۹ " " "

۴۔ " ڈاکٹر اے۔ آئی۔ محی الدین۔ کامن ویلتھ لیبارٹری " ۲۸ آفندی کالونی

۵۔ " محمد صدیق قمر اسسٹنٹ انجینئر ٹیلیفونز " پی ۱۰۵۶ اصغر مال روڈ راولپنڈی

۶۔ چوہدری ڈاکٹر محمد شریف شاہد۔ ایس۔ ایس۔ او پنڈسک ملیور ۲۵ اصغر مال سکیم "

۷۔ میاں شبیر احمد۔ سویلین آفیسر الیف۔ ڈبلیو او چک لالہ۔ اے۔ اے ۱۰۹۶ اکال گڑھ

۸۔ چوہدری محمد اصغر۔ جنرل سٹیشنری مارٹ " " ۱۲۱۰ " "

۹۔ " عبدالعزیز۔ سویلین گزیٹڈ آفیسر جی۔ ایچ۔ کیو " ۱۲۲۲ " "

۱۰۔ " نیاز محمد " " " " " ۱۲۲۳ "

۱۱۔ " منظور احمد سپرنٹنڈنٹ ایڈیشنل سیٹلمنٹ آفس " ۱۲۴۱ "

۱۲۔ " محمد اشرف پروفیسر انگلش۔ سی۔ بی سرسید کالج ایم ۱۰۵۶ امر پورہ

۱۳۔ " محمد عبداللطیف اسسٹنٹ انجینئر ٹیلیفونز جی۔ ایچ۔ کیو۔ کیو ۹ ڈی ۴ ٹیل شاہ نذر

۱۴۔ میاں محمد اشرف طاہر۔ انسٹرکٹر پولی ٹیکنک کالج مکان نمبر سی ۸ پولی ٹیکنک کیمپس

۱۵۔ " امتیاز احمد جاوید پروفیسر " " ڈی ۱۰

۱۶۔ چوہدری محمد نسیم انسٹرکٹر " " " ۱۱ " " "

۱۷۔ میاں اکرام الحق پروفیسر " " " ۱۲ " " "

۱۸۔ ملک محمد اسلم انسٹرکٹر " " ای ۱۵ " " "

۱۹۔ فقیر محمد سلیم چوہدری " " " ۱۹ " " "

۲۰۔ چوہدری محمد اسرار نسیم " " " " " "

۲۱۔ " ڈاکٹر محمد سلیم۔ پی۔ اے۔ ایف۔ ۴۸۔ ای بیس آفیسرز میس چک لالہ

۲۱۔ چوہدری ایم۔ نیاز ربانی۔ پاک آرمی۔ ۵ ڈی۔ اے سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۲۲۔ خورشید احمد۔ خورشید جیولرز بازار صرافاں ۹۴۹ اے "

Marfat.com

۲۴۔ میاں مقبول احمد۔ سیکشن آفیسر۔ وزارت دفاع۔ ریٹائرڈ۔ ۱۱۱ بی " " " "

۲۵ چوہدری بشیر احمد۔ سینئر سائل کنزرویشنسٹ واپڈا ۲۱۲ء " " "

۲۶۔ " سعید احمد۔ اسسٹنٹ چیف پلاننگ ۲۴۴ء " " " "

۲۷۔ " انور علی۔ سائنٹیفک آفیسر پیسٹک نیلور ۲۸۶ء " " " "

۲۸ " فتح محمد نذر۔ ٹیکنیکل آفیسر سائل کنزرویشن ۲۲-۱۰ ایسٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۲۹ " بی۔اے۔ تبسم۔ پبلک ریلیشنز آفیسر وزارت اطلاعات ایف ۹۹ء " "

۳۰ " سردار علی۔ صنعت کار بی ۴۹ء " " "

۳۱ میاں عبدالخالق جیلانی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر اکاؤنٹس ایم اے جی آفس ای ۲ " " "

۳۲ " ڈاکٹر محمد طاہر سینئر ریسرچ آفیسر۔ ڈیفنس لیبارٹری چک لالہ " " " "

۳۳ چوہدری ڈاکٹر محمد عبداللہ۔ زرعی سنس کمشنر ڈی ۹۵ " " "

۳۴ کرنل شاہ محمد ۔ " ۲۴۴ " " "

۳۵ ڈاکٹر اشرف چوہدری۔ بائیولوجیکل کنٹرول کامن ویلتھ لیبارٹری ایف ۲۱۳ " " "

۳۶ میاں عبدالرحیم۔ ڈپٹی ڈائریکٹر۔ سی۔ ڈی۔ اے۔ " ۱۵۴ء " " "

۳۷ " خلیل الرحمن۔ پروجیکٹ ڈائریکٹر اسلام آباد یونیورسٹی " ۸۸۱ " " "

۳۸ چوہدری یوسف علی۔ شعبہ شماریات گورنمنٹ ڈگری۔ کالج " ۹۹۹ " " "

۳۹ " محمد دین۔ سینئر ریسرچ آفیسر۔ آئی۔ پی۔ ڈی۔ سی اے ۲۱۴ " " "

۴۰ " نذیر احمد۔ سٹیٹ بنک اسلام آباد۔ ای سی اے ۲۱۶ " "

۴۱ " عبدالمجید۔ ایڈمن آفیسر محکمہ زراعت ایس اے ۲۱ صادق آباد "

۴۲ " محمد رفیق۔ ایکس۔ ای۔ این۔ ایم۔ ای۔ ایس۔ ۸۰ ایبکری روڈ۔ صدر راولپنڈی

۴۳ " ایم۔ وائی۔ جاوید۔ پریذیڈنٹ باڈی گارڈ ۲۸ پریڈ روڈ۔ "

۴۴ " کیپٹن محمد اسماعیل۔ کوارٹر ماسٹر ملٹری ہسپتال ۳۲ " " "

۴۵ چوہدری محمد بشیر۔ ڈی۔ ایف۔ او۔ نارتھ فون نمبر ۶۳۱۳۹ جیل روڈ اولڈ فارسٹ بلڈنگ

۴۶ میاں محمد امین رضوانی۔ سکواڈرن لیڈر (ریٹائرڈ) ۲۶۸ کمال روڈ۔ صدر بازار "

۴۷ " الیاس قمر۔ ڈرائنگ ماسٹر کوہ نور ملز۔ بنگلہ نمبر ۲۔ کوہ نور کالونی

Marfat.com

۴۸ حاجی محمد بشیر۔ اسسٹنٹ ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل۔ ۵۰۵-۴۔ گوالمنڈی ،،

۴۹ چوہدری عبدالقیوم ولد بابو عبداللہ پروفیسر شعبہ ریاضی گورنمنٹ ڈگری کالج ۴-۵ املک پورہ (خالد آباد)

۵۰ ،، عبدالرؤف ،، ،، پروفیسر شعبہ ریاضی گورنمنٹ ڈگری کالج صدر راولپنڈی

۵۱ چوہدری محمد اقبال۔ ڈپٹی ڈائرکٹر امپورٹ و ایکسپورٹ ،،

۵۲ ،، عبداللطیف چیف اکاؤنٹس آفیسر وزارت خارجہ۔ بی ۴۰۴/۱۴۱۔ محلہ بری پورہ

۵۳ ،، عبدالغفور۔ شعبہ کیمیا گورنمنٹ ڈگری کالج ،، ۱۴/۳ ،، ،، ،،

۵۴ محمد رضاء اللہ چوہدری شعبہ نباتات ،، ،، اے ۴/۵ ،، ،، ،،

۵۵ چوہدری بشیر احمد۔ سویلین گزیٹڈ آفیسر۔ جی ایچ کیو ،، ،،

۵۶ ،، بشیر احمد۔ یونیورسٹی آف اسلام آباد۔ ۱۲۹ اے اسلام آباد

۵۷ ،، غلام علی۔ وزارت مالیات اسلام آباد ۴۵/۱ بی ،،

۵۸ ،، محمد رشید یونیورسٹی اسلام آباد ۴-۲۔ بی

۵۹ ،، رستم علی سٹیٹ بنک ،، آب پارہ ،،

۶۰ ،، عبدالمجید وزارت تعلیم اسلام آباد۔ ۱۸۴ بی اسلام آباد

۶۱ میاں محمد صدیق۔ وزارت تعلیم اسلام آباد ۲۲۰ ڈی ،،

۶۲ چوہدری شرافت احمد۔ سٹیٹ بنک اسلام آباد

۶۳ ،، محمد دین۔ ریسرچ آفیسر وزارت مالیات اسلام آباد

۶۴ ایم۔ ڈی۔ شمس چوہدری۔ ریڈیو اسٹیشن رواٹ

۶۵ چوہدری محمد سعید اختر۔ وزارت صحت اسلام آباد

۶۶ ڈاکٹر جاوید اقبال۔ آئی۔ ایس۔ آئی ڈائرکٹوریٹ اسلام آباد

۶۷ چوہدری غلام یزدانی۔ سیکشن آفیسر۔ انڈسٹری ڈویژن اسلام آباد

۶۸ ،، ایس۔ ایم۔ فیض ،، وزارت مالیات ،،

۶۹ میاں محمد بشیر۔ وزارت تعلیم ،،

۷۰ چوہدری اکرام الحق۔ سیکشن آفیسر وزارت خارجہ

۷۱ میاں احسان الحق۔ ڈپٹی سیکرٹری نیشنل پے کمیشن ،،

Marfat.com

۷۲ نذیر احمد۔ اسسٹنٹ چیف پلاننگ

۷۳ ” عبدالحمید۔ سیکشن آفیسر کامرس اسلام آباد

۷۴ ” نصیر احمد ” ” قدرتی وسائل ”

۷۵ ” چوہدری محمد اشرف پراجیکٹ ڈائریکٹوریٹ یونیورسٹی ”

۷۶ ” سلطان محمد۔ قومی اسمبلی ”

۷۷ ” محمد اخلاق۔ وزارتِ قانون ”

۷۸ ” محمد انور۔ ریڈیو اسٹیشن روات ”

۷۹ ” محمد سلیم اختر۔ ہوم آفیسر ڈویژن۔ بلاک۔ آر ”

۸۰ ” امداد احمد میاں۔ اسسٹنٹ انفارمیشن ”

۸۱ میاں ایس ایم رضوانی۔ سیکرٹریٹ نمبر ۱۷ ”

۸۲ چوہدری عبدالرفیق۔ یونیورسٹی اسلام آباد ”

۸۳ ” خالد رشید شہباز۔ سینٹرل گورنمنٹ کالج ”

۸۴ عزیز میاں۔ مینٹیننس ڈائریکٹوریٹ سی۔ڈی۔اے ”

۸۵ چوہدری انعام الحق۔ ڈائریکٹر اسٹیبلشمنٹ ڈویژن ”

۸۶ ایم نسیم چوہدری۔ ڈپٹی ڈائریکٹر سی۔ ڈی۔ اے ”

۸۷ چوہدری عبدالمجید انور۔ اسسٹنٹ اینٹومولوجسٹ سی آئی بی ”

۸۸ ” علی احمد۔ سیکشن آفیسر وزارتِ مالیات ”

۸۹ ” ڈاکٹر اے کریم۔ اکونومکس اینلسٹ ”

۹۰ ڈاکٹر ولی محمد ذکی۔ ڈپٹی سیکرٹری ایجوکیشن۔ اسلام آباد

۹۱ چوہدری محمد اقبال۔ ڈپٹی کنسلٹنگ انجینیئر وزارتِ مواصلات ”

۹۲ ” اے آر جاوید ” ” ” ”

۹۳ ” محمد حسین۔ ڈپٹی چیف پلاننگ ڈویژن ”

۹۴ ” محمد دین۔ سیکشن آفیسر ” ”

۹۵ ” غلام مصطفےٰ۔ اسسٹنٹ سیکرٹری نیشنل پبلیکیشن ”

Marfat.com

۹۶ میاں محمود احمد آفتاب - آفیسر یو.بی.ایل - سٹی // اسلام آباد
۹۷ چوہدری محمد شریف - چیف آف ورکس واہ چھاؤنی
۹۸ " عبداللطیف - سپرنٹنڈنٹ سول " "
۹۹ " جعفر علی - اسسٹنٹ فنانشل ایڈوائزر " "
۱۰۰ " عبدالرزاق سپرنٹنڈنٹ میڈیم آرٹلری ایمونیشن " "
۱۰۱ میاں بشیر احمد - ورکس مینجر الیکٹریکل " "
۱۰۲ " انوار الحق " " فائر فائٹنگ " "
۱۰۳ چوہدری غلام نبی - اسسٹنٹ فنانشل ایڈوائزر "
۱۰۴ " علاء الحق - ڈپٹی " " " " "
۱۰۵ میاں امیر احمد - سپرنٹنڈنٹ پراجیکٹ " "
۱۰۶ چوہدری عبدالحمید - اسسٹنٹ ورکس مینجر ڈبلیو.آئی.ایس اے "
۱۰۷ " نعمت علی - اسسٹنٹ ورکس مینجر پاور ہاؤس "
۱۰۸ خورشید عالم چوہدری - ورکس مینجر ایس.اے.اے "
۱۰۹ چوہدری عبدالرحمٰن چارج مین انوار چوک "
۱۱۰ " محمد علی - اکاؤنٹنٹ ملٹری اکاؤنٹس "
۱۱ ڈاکٹر عثمان شوکت - میڈیکل آفیسر - پی.او.ایف ہسپتال "
" اسلم ارشد - سول ہسپتال - گوجر خان
۱۱۳ چوہدری بشیر پنوار - ملز مینجر - گوجر خان
۱۱۴ میاں حامد بشیر - ایس.ڈی.او - ڈرینج ویلز - منگلا
۱۱۵ " اصغر " " پاور کنسٹرکشن "
۱۱۶ " محمد رشید ایس.ڈی.او پاور ہاؤس - منگلا کالونی
۱۱۷ چوہدری نور عالم - صدر انجمن زراعیاں ساکنہ سہر - تحصیل کہوٹہ

Marfat.com

۱۱۸ چوہدری برکت علی ریٹائرڈ سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین چک ۱۹۴ ڈاکخانہ کوڑیانوالا
۱۱۹ ضلع لائلپور۔ ان کے لڑکے سرور سلیم بیرسٹر ہیں اور انگلینڈ میں پریکٹس کرتے ہیں۔
۱۲۰ چودھری عبدالحق کوہاڑوی انسپکٹر کوآپریٹو سوسائیٹز چک ۱۹۴ ر۔ ب
لاٹھیاں والا۔ ضلع لائل پور
۱۲۱ محمد علی جوہر ایم۔اے بی ایڈ مکان ۱۵۲ شریف پورہ گوجرہ ضلع لائلپور۔
۱۲۲ میاں عبدالغنی ایڈووکیٹ ۲۵۳ بی پیپلز کالونی، لائل پور
۱۲۳ چودھری خورشید صاحب خورشید جیولرز ہاؤس۔ صرافہ بازار راولپنڈی
۱۲۴ چودھری محمد ادریس سلیمی ایڈووکیٹ، جھنگ
۱۲۵ ڈاکٹر مسز اختر ایم بی بی ایس، کالج روڈ، گوجرانوالہ
۱۲۶ محمد اکرم لیکچرار انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور
۱۲۷ چودھری محمد اسلم ایڈووکیٹ گجرات
۱۲۸ چوہدری محمد شریف سلیمی بی۔اے ایل ایل بی، ممبر گجراتی آڈٹ پنشن برانچ نمبر II آفس آف
۱۲۹ دی اکونٹنٹ جنرل سندھ۔ مشہور محل بلڈنگ میکلوڈ روڈ کراچی
۱۳۰ محمد اقبال سلیم گاہندری۔ مالک نفیس اکیڈمی۔ اسٹریچن روڈ کراچی
۱۳۱ عبدالرحمن بھٹو۔ پبلسٹی سیکرٹری۔ پیپلز پارٹی۔ بنگل ڈیرو۔ ضلع لاڑکانہ
۱۳۲ حافظ عبدالرشید۔ حافظ فلور ملز۔ شاپ نمبر ۲۹۔ بابر مارکیٹ۔ لانڈھی۔ کراچی نمبر ۳
۱۳۳ میاں محمد شوکت سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی سندھ ۲۶۶ بی لطیف آباد۔ حیدرآباد
۱۳۴ ڈاکٹر میاں نیاز احمد ۵۲ ہیری سن اسٹریٹ۔ نیویارک ۱۳۷۹۰ یو۔ ایس۔ اے۔
۱۳۵ شہاب الدین وارثی ۴/۱۲۴ اکال بونگا مسلم آباد۔ نشتر روڈ۔ کراچی۔
۱۳۶ ایم رفیق شاکر ایم اے، بی ٹی ہیڈ ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول چلہار۔ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر
۱۳۷ محمد انور ولد رحمت اللہ ارائیں دیہہ ۱۹۰ ڈاکخانہ ٹنڈو جان محمد تحصیل ڈگری ضلع تھرپارکر
۱۳۸ چوہدری کمال الدین اینڈ کو صدر مرکز تنظیم ارائیاں جنرل کمیشن ایجنٹس سبزی مارکیٹ حیدرآباد
۱۳۹ پروفیسر محمد ارشد صاحب ایم اے ۱۳۵/۱۸ سمن آباد۔ عقب پوسٹ آفس سمن آباد
فیڈرل بی ایریا۔ کراچی نمبر ۳۸۔

Marfat.com

۱۴۰ ڈاکٹر شمیم جیلانی تھوس آباد کوارٹر پوسٹ بکس نمبر ۳۹ میرپورخاص

۱۴۱ یوسف جیلانی مانڈوی ۲۲ ایف ۴۸۲ واہ کینٹ

۱۴۲ جعفر جیلانی تھامس آباد کوارٹرز میرپور خاص

۱۴۳ اسرار احمد انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل ۱۷۶ بلاک بی فیروزہ کلینک نارتھ ناظم آباد کراچی

۱۴۴ مشکور احمد ۴۶ گروس سٹریٹ رچرڈل لنکا شائر برطانیہ

۱۴۵ محمد اسلم ایسوسی ایٹ انجنیئرنگ کیمیکل ٹول فیکٹری لانڈھی کراچی

۱۴۶ محمد عبد الرؤف ڈپٹی چیف کنٹرولر آف برانچز سٹیٹ بنک کراچی

۱۴۷ معین الرحمٰن جی 6/5 ملیر اکسٹنشن کھوکھرا پار کراچی

۱۴۸ محمد ادریس لکچرار ڈی-۷ اسٹاف کالونی گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل شیرشاہ کراچی

۱۴۹ مقبول احمد نورپوری سٹینڈرڈ بنک ۸/۴۴۴ عزیز آباد فیڈرل بی ایریا

۱۵۰ وصی احمد خامتوی ۹/۱۱۶۷ دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸

۱۵۱ آفتاب احمد مودودی انجنیئر ۲/۱۲۱۳ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸

۱۵۲ شفاعت حسین ۲ ۶۴۲ پی-آئی-بی کالونی کراچی نمبر ۵

۱۵۳ اشفاق احمد ۴۸۰۰ نارتھ سی-سٹریٹ فلاڈلفیا پی لے ۱۹۱۲۰ امریکہ۔

۱۵۴ حنیف شاکر معرفت سعید قریشی ہاؤس نمبر ۳/۳۸۳ لسبیلہ نزد سوسائٹی سینما کراچی

۱۵۵ محمد احمد صاحب بیری ۲/۶۴۸ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸

۱۵۶ عزیز احمد ۱۶/F سنٹرل جیکب لائن کراچی

۱۵۷ محمد ہارون احمد ۱۶/۷۸۹ فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸

۱۵۸ اعجاز احمد (پی-آئی-اے) ۲ ۶۴۲ پی-آئی-بی کالونی کراچی نمبر ۴

۱۵۹ اسرار الحق ۵۷/بی بلاک اے نارتھ ناظم آباد کراچی

۱۶۰ محمد ارشاد ۱۸/۱۳۵ سمن آباد فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸

۱۶۱ محمد واسف پانڈروی ۵۷۵ حسرت موہانی کالونی منگھو پیر روڈ [کر]اچی

۱۶۲ مقصود حسن لیکچرار انگلش ۲ ۶۴۲ پی-آئی-بی کالونی کراچی۔

Marfat.com

۱۶۳ محمد اشرف خاموردی الیسوایٹڈ انجینئر ریڈیو الیکٹرونیک پاکستان نیوی کراچی
۱۶۴ محمد اظہار ۵۷، ۱۰۰ ہیگن روڈ ۳-ڈی- روزمنٹ ایلونز ۶۰۰۱۸ امریکہ
۱۶۵ اعجاز الرحمان صاحب (گرامر اسکول) اے-۴۴۴ بلاک این نارتھ ناظم آباد کراچی
۱۶۶ عبدالقادر (سٹیٹ بنک) ۸/۱۰۸۵ فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸
۱۶۷ امتیاز الرحمان (اوورسیر) معرفت اعجاز الرحمان ۴۴۴ اے بلاک این ناظم آباد کراچی
۱۶۸ بیگم محمد جیلانی ۴۰-ڈی بلاک ۴-ایف-بی- ایریا کراچی نمبر ۳۸
۱۶۹ حمایت احمد ۵۱۰ شام گنج مردان (سرحد)
۱۷۰ محمد طاہر (ٹریکنیا والی معرفت عبدالقادر ۸/۱۰۸۵ عزیز آباد فیڈرل بی-ایریا کراچی
۱۷۱ مسٹر محمد توقیر ۲-بی بلاک نمبر ۱ عنبرین کاٹیج فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸
۱۷۲ مسٹر خطاب اللہ ۱۵/۱۷۱، فیڈرل بی-ایریا- کراچی نمبر ۳۸
۱۷۳ مسٹر محمد شعیب احمد مانڈوی ایف آئی ۳۲/۳ ملیر ایکسٹنشن کراچی
۱۷۴ مقصود احمد مانڈری کیشیئر دہلی اسکول اینڈ کالج کریم آباد فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸
۱۷۵ عبدالمجید لعلان میاں معرفت تاج الدین صاحب ایل-۶۴- بالمقابل الفلاح مسجد پی-ای-سی سوسائٹی کراچی
۱۷۶ ہدایت احمد او/ بی شفاعت حسین ۶۴۲ پی-آئی-بی کالونی کراچی نمبر ۵
۱۷۷ مسٹر سجاد احمد جیلانی ۱۱۷۶ والتیکا ڈاکٹر فلرٹون کیلیفورنیا ۹۰۲۳۰ امریکہ
۱۷۸ مسٹر آفاق احمد جیلانی ایل گری وڈ روڈ بلین ویو لونگ آئی لینڈ نیویارک ۱۱۸۰۲ امریکہ
۱۷۹ جمال احمد پیرزدی (خریت رپورٹ) کوئین روڈ سکھر
۱۸۰ محمود جیلانی ۴۰ ڈی بلاک ۴ گراؤنڈ فلوز فیڈرل بی-ایریا کراچی
۱۸۱ حکیم عبیداللہ صاحب عبیدی اینڈ کمپنی شہید گنج سکھر
۱۸۲ نعیم اختر مشین ٹول فیکٹری لانڈھی کراچی
۱۸۳ افتخار احمد ولد صغیر احمد مرحوم کوئین روڈ سکھر
۱۸۴ محمد رفیق بی/او محمد صدیق کوئین روڈ سکھر

Marfat.com

۱۸۵ محمد سلیمان بی۔اے سپرنٹنڈنٹ ای۔ایم۔ایم ای ایس۔کوارٹر نمبر ۷ کیمپ نمبر ۶ پی۔اے ایف مسرور۔کراچی نمبر ۱۳

۱۸۷ میاں محبوب جاوید ایم اے ایل ایل بی۔ایڈووکیٹ۔۱۶۔لاچیمبرز ڈسٹرکٹ کورٹس لائلپور

۱۸۸ چوہدری محمد رفیق صاحب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر مظفر آباد۔آزاد کشمیر۔

۱۸۹ محمد رفیق ارائیں معرفت میاں غلام حیدر۔دکان نمبر ۶۳ غلہ منڈی وہاڑی ضلع ملتان

۱۹۰ سردار علی سیلز مینجر ستلج کاٹن ملز اوکاڑہ ضلع ساہیوال

۱۹۱ محمد اسحاق نقشبندی صاحب مدیر ہفت روزہ نسیم جہلم

۱۹۲ منیر احمد بدر ارائیں لانڈھی کالونی ایریا ا ڈی بلاک نمبر ۲ ۸ کوارٹر نمبر ۶۔کراچی نمبر ۳۰

۱۹۳ محمد شریف ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ پرائمری اسکول چک ۲۷ جنوبی ڈاک خانہ خاص براستہ چک نمبر ۲۹ جنوبی سرگودھا۔

۱۹۴ شفاعت احمد چودھری۔ہالی ووڈ فرنشرز۔میکانگھی روڈ۔کوئٹہ۔

۱۹۵ محمد مرتضی اسلیمی۔انجمن اصلاح ارائیاں۔علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

۱۹۶ چوہدری محمد اسحاق صدر انجمن ارائیاں۔پاک پینٹ اینڈ آئرن مارٹ سعید مارکیٹ سانگھڑ

۱۹۷ ماسٹر نعمت علی ایم اے بی ایڈ گورنمنٹ ہائی اسکول جھول ضلع سانگھڑ۔

۱۹۸ حاجی دین محمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری۔چک نمبر ۲۲ ارائیاں ڈاکخانہ خاص ضلع سانگھڑ

۱۹۹ چوہدری بشیر احمد بیتاب۔بشارت اینڈ برادرز۔مرچنٹس اینڈ کمیشن ایجنٹس غلہ منڈی صادق آباد۔ضلع رحیم یار خاں

۲۰۰ چوہدری غلام جیلانی صاحب چک نمبر ۱۲۴۔۱۵ ایل ڈاکخانہ خاص براستہ میاں چنوں ضلع ملتان

۲۰۱ میاں محمد سلیم بی اے۔بی ٹی سلیم سنز۔فاطمہ جناح روڈ۔کوئٹہ

۲۰۲ میاں عبدالقادر فرید الزمان میکنیکل ڈیپارٹمنٹ (فوم) ڈیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد۔

۲۰۳ ایم۔محمد اسلم حامدی سیکرٹری جنرل انجمن ارائیاں۔بمقام بدھڑ۔ڈاک خانہ لیل دہنار تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبل پور۔

۲۰۴ مسٹر مشرف ۲ بی بلاک نمبر ۱ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

۲۰۵ غلام محمد جیلانی ۱۸/۳۵۴ سمن آباد فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۳

Marfat.com

۲۰۶ محمود اللہ ۱۸/۹۵۸ سمن آباد فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸
۲۰۷ مولانا وقار الدین صاحب ۱۷/۲۷۵ رحیم آباد فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸
۲۰۸ محمود حسین صاحب (عرف حسن بھائی) ۹/۲۳۳ دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸
۲۰۹ مسٹر احمد سعید پروفیسر ۲/۱۲۵ جوہر آباد فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸
۲۱۰ حاجی خلیل احمد صاحب مدرسۃ العلوم احمدیہ عالمگیر روڈ کراچی
۲۱۱ محمود احمد نور پور ہاؤس اے ۹/۱۱۱ دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸
۲۱۲ سید احمد صاحب ۲۷ فاطمہ جناح کالونی کراچی نمبر ۵ فون نمبر ۴۱۲۳۰۹
۲۱۳ ابرار احمد جیلانی اے ۱۶/۶ عزیز آباد کراچی ۳۸
۲۱۴ زبیدہ بیگم بیوہ مرحوم ماسٹر انور ۲/۹۵۸-۹۵۷ عزیز آباد کراچی نمبر ۳۸
۲۱۵ امتیاز حسین ایف ۱/۲۴ نارتھ ٹیلر ایکسٹنشن کالونی کھوکھرا پار کراچی نمبر ۳۷
۲۱۶ مقبول احمد مانڈوی ۱۴/۹۲۴ نصیر آباد فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸
۲۱۷ مسٹر عبد الشکور علوی بی ۱۷۶ بلاک نمبر ۱ نارتھ ناظم آباد کراچی
۲۱۸ اظہار الحق پوسٹ بکس نمبر ۹۵۸ جدہ سعودی العربیا
۲۱۹ مسٹر مامون احمد (آئی-ڈی-بی پی) اے ۳۱۱ بلاک آئی نارتھ ناظم آباد کراچی
۲۲۰ محمد ظفر ۱۶۱۵ بلورا سٹریٹ اے-اپارٹمنٹ ۵۰۷ مسٹرس سوگویا آنٹاری کینیڈا
۲۲۱ اعجاز احمد ۲۶۰ ہن ورتھ روڈ ہیمپٹن مڈلانسز (یونائیٹڈ کنگڈم)
۲۲۲ حمایت احمدسی ۵۱۰ شام گنج مردان (سرحد)
۲۲۳ محبوب احمدسی ۶۰۰ اسلام گنج مردان
۲۲۴ مسٹر صفیر الدین ۱۵/۳۹۷ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸
۲۲۵ محمد صابر ۹/۶۲۱ دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی-ایریا کراچی نمبر ۳۸
۲۲۶ جمال احمد پوسٹ بکس نمبر ۵۷۵ جدہ سعودی عربیا
۲۲۷ چودھری جمیل عالم چک نمبر ۳۶ لودھراں ضلع ملتان

Marfat.com

۲۲۸ محمد شریف جلیس۔ ارائیں کارپوریشن کمیشن ایجنٹس آڑھتیاں غلہ منڈی۔ سرگودھا

۲۲۹ چودھری تسلیم ارائیں ایکس۔ ای۔ این سکھر

۲۳۰ ڈاکٹر مشتاق احمد ارائیں بمقام کھڈرو۔ ضلع سانگھڑ

۲۳۱ حمید انور اسسٹنٹ الیکٹریکل انجینئر تھرمل اسٹیشن حیدرآباد

۲۳۲ عزیز الدین۔ عزیزیہ فارم۔ موضع شجاعت پور ڈاکخانہ جلال پور پیر والا ضلع ملتان

۲۳۳ چودھری فرزند علی۔ بمقام مرالی والا۔ ڈاکخانہ خاص۔ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

۲۳۴ میاں ارشاد احمد صاحب معاون ناظم معدنی وسائل۔ عیدگاہ روڈ مظفر آباد۔ آزاد کشمیر

۲۳۵ میاں محمد سلیم بی اے۔ بی ٹی۔ سلیم سنز۔ فاطمہ جناح روڈ۔ کوئٹہ۔

۲۳۶ میاں زبیر عزیز۔ میاں اینڈ کمپنی پٹرول پمپ اینڈ سروس اسٹیشن۔ جھنگ روڈ۔ لائلپور

۲۳۷ محمد علی ارائیں۔ بمقام کوکھووال ڈاک خانہ خاص براستہ اناپکا اسٹیشن ضلع لائلپور

۲۳۸ چودھری محمد اختر ایس ڈی او واپڈا کالونی۔ کوٹ ادو۔ ضلع مظفر گڑھ۔

۲۳۹ غلام سرور بھٹو ایم اے بی ٹی۔ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول منصورہ ۱۵ ڈیہہ ضلع حیدرآباد

۲۴۰ ضمیر احمد ۱ دھوپوری کوئین روڈ سکھر

۲۴۱ محمد سلیمان مکان نمبر ۱۰۰/۵ دستگیر سوسائٹی کراچی

۲۴۲ نواب الدین ۱۰۹ الحمراء سوسائٹی کراچی

۲۴۳ محمد طیب بنگلہ نمبر ۲۴۔ بی جیل روڈ نزد سبزی منڈی کراچی

۲۴۴ محمد ابراہیم پروپرائٹر موٹر گیرج آرٹلری میدان نمبر ۲ کراچی

۲۴۵ محمد انور۔ ڈیلی مارننگ نیوز کراچی

۲۴۶ افتخار احمد ڈیلی مارننگ نیوز کراچی

۲۴۷ عبدالمجید مکان نمبر ۲۳/۱ نزد نیشنل بنک ملیر کینٹ۔ کراچی

۲۴۸ پیر بخش بی۔ ایس۔ سی مکان نمبر بی ۱/۱ پاک کالونی۔ کراچی

۲۴۹ تاج محمد مکان نمبر اے ۵۲۶/ ایل روڈ نمبر ۱ ناظم آباد۔ کراچی

۲۵۰ نسیم احمد باغپتی نمبر ۱۲۶ کوکن مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی۔ عالمگیر روڈ کراچی

Marfat.com

۲۵۱ سرفراز احمد نزد مسجد عثمانیہ۔ عثمانیہ کالونی کراچی

۲۵۲ محمد صدیق اختر بی کام اکاؤنٹ برانچ نیشنل بنک کراچی

۲۵۳ لفٹیننٹ محمد نبی اختر معرفت عبدالمجید (ایڈریس نمبر ۹۱) کراچی

عبدالخالق ساغر وارثی ۸۷۸ کنک منڈی راولپنڈی

۲۵۴ جمال احمد ہیڈ کلرک پنشن سیکشن ڈی۔ ایس۔ آفس ریلوے کراچی سٹی

۲۵۵

۲۵۶ محمد سلیم مین بازار ماڈل کالونی کراچی

۲۵۷ عبدالرحمٰن (رحمٰن چکی والے) حیدری۔ کراچی

۲۵۸ محمد یوسف۔ بمبئی ہوٹل۔ بزنس روڈ۔ کراچی

۲۵۹ عبدالحمید معرفت سعید سروس اسٹیشن برما شیل۔ کراچی

داروغہ سلطان بخش۔ روز ہاؤس۔ نزد گولی مار چورنگی۔ ناظم آباد۔ کراچی

(یہ انجمن ارائیاں شاہجہان پور کراچی کے صدر ہیں)

۲۶۰ چودھری محمد لطیف صدر انجمن ارائیاں جہلم

۲۶۱ ڈاکٹر ایم اسلم طارق ایم بی بی ایس پبلک ہاسپٹل گھوٹکی۔ سکھر

۲۶۲ حکیم عبیداللہ عبیدی امیر جماعت اسلامی سکھر

۲۶۳ مولوی محمد علی امیر جماعت اسلامی ضلع سکھر

۲۶۴ حاجی محمد ابراہیم A/۱۲۰ رائل روڈ سکھر

۲۶۵ فاران ٹریڈنگ کارپوریشن۔ وائس گنج۔ سکھر

۲۶۶ میاں بدرالحسنین اینڈ کو کمیشن ایجنٹس وائس گنج سکھر

۲۶۷ محمد یعقوب ریلوے گارڈ۔ سکھر

۲۶۸ میاں محمد شوکت سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی سندھ۔ حیدرآباد

۲۶۹ چوہدری کمال الدین اینڈ کو کمیشن ایجنٹ مارکیٹ حیدرآباد (صدر مرکز تنظیم ارائیاں حیدرآباد

۲۷۰ چوہدری رحیم بخش ملت شو کمپنی مرے گھاٹ حیدرآباد

Marfat.com

۲۷۰ چودھری دین محمد ارائیں سابق ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن حیدر آباد ریجن۔ حال میرپور خاص

۲۷۱ چودھری محمد صدیق ارائیں سپرنٹنڈنٹ انجینئر جی اینڈ ٹی واپڈا آفس حیدر آباد

۲۷۲ چودھری محمد ادریس ایکس-ای-این واپڈا حیدر آباد

۲۷۴ چودھری حمید انور ارائیں اسسٹنٹ الیکٹریکل انجینئر تھرمل اسٹیشن حیدر آباد

۲۷۵ چوہدری محمد صدیق ارائیں سپرنٹنڈنگ انجینئر واپڈا حیدر آباد

۲۷۶ چوہدری محمد منظور ارائیں انجینئر ارم کنسٹرکشن کراچی

۲۷۷ چوہدری عبدالغفور ریذیڈنٹ انجینئر ریگیولیٹر پاکستان گیمن کمپنی کنڈیارو ضلع نوابشاہ

بریلی پیلی بھیت رام پور-نینی تال وغیرہ سے ہجرت کر کے پاکستان آنیوالے ارائیں برادری کے معززین کی فہرست

- حافظ محمد اسحاق ۱۶/۸ اے بلاک ۸ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸
- میاں محمد صدیق ۲۰۶ ڈی بلاک نمبر ۴ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸ فون نمبر ۶۶۲۹۰۷
- حاجی محمد ابراہیم صاحب بکرچوک رائل روڈ سکھر
- میاں عبدالقیوم فاران ٹریڈنگ کمپنی شہید گنج سکھر فون نمبر ۲۳۰۷۲، ۲۳۳۵۷
- میاں بدرالحسن سیٹھ ۸۹ اے بلاک نمبر ا گلشن الاقبال سکیم نمبر ۲۴ کراچی
- نوشابہ بیگم بیوہ عبدالقدیر نیالی فوٹو آرٹ کمرشل ایریا سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
- حاجی احمد اللہ ایم-۲-۶۴-پی-ای-سی-ایچ-ایس کراچی فون نمبر ۴۳۱۸۱۶
- حافظ عبدالخالق جیلانی ۲ ای سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
- شمشاد احمد ۲۰-ای-جی ۶/۴ اسلام آباد
- تاج الدین صاحب ایل-۶۴-۲ پی-ای-سی-ایچ سوسائٹی بالمقابل الفلاح مسجد کراچی
- ابرار احمد صاحب ۹۵۹-۹۶۰/۲ عزیز آباد فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸
- میاں محمد امجد شاہ ۲۲/۲ ڈی-ایف ۶/۱ اسلام آباد (کیپٹل)
- میاں ریاض فاروقی ۳۴ کلف پارک ڈاکٹر اپارٹمنٹ ۶۱۸ ڈون ملز ٹورنٹو کینیڈا

Marfat.com

معززین کے چند مزید نام

۳۷۸ جناب سلیم ہالائی صاحب پرنسپل سردریہ اسلامیہ کالج ہالا ضلع حیدر آباد

۳۷۹ "اس تاریخ کے مطالعہ سے میری معلومات میں گرانقدر اضافہ ہوا ہے"۔

۳۸۰ چودھری ارشاد احمد سی۔ ایس۔ پی (چیف سیکرٹری بلوچستان)

۳۸۱ ڈاکٹر محمد بشیر چودھری ڈائریکٹر جنرل سائل سروے آف پاکستان

۳۸۲ چودھری محمد رفیق ڈائریکٹر سائل سروے آف پاکستان لاہور
میاں عالم ڈائرکٹر سائل سروے آف پاکستان لاہور

۳۸۳ ڈاکٹر امجد چودھری ڈائریکٹر سائل سروے آف پاکستان لاہور

۳۸۴ میاں محمد حنیف صدر ینگ جنٹلمین سرکل لاہور

۳۸۵ چوہدری محمد یعقوب ڈپٹی رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی لاہور

۳۸۶ چوہدری محمد صدیق اسسٹنٹ کنٹرولر امتحانات پنجاب یونیورسٹی

۳۸۷ غلام محی الدین چودھری برطانیہ میں پاکستانی تارکین وطن کے لیڈر

۳۸۸ سردار غلام محمد ساندہ تقسیم سے قبل تحصیل فیروزپور میں ذیلدار تھے۔

۳۸۹ میاں عبدالرشید سابق مینجنگ ڈائریکٹر روزنامہ "کوہستان"۔ وسابق کونسلر لاہور کارپوریشن بڈ چیمپین باکسنگ

۳۹۰ میاں فیروزالدین مرحوم قصور پورہ لاہور۔ لاہور شہر کے ذیلدار تھے۔

۳۹۱ میاں محمد شفیع سرگروہ وچی ٹیبل ملز لائل پور کے سابق مینجنگ ڈائریکٹر

۳۹۲ چوہدری عبدالغفور سابق پریذیڈنٹ ٹاؤن کمیٹی ٹوبہ و مینجنگ ڈائرکٹر شالیمار وجی ٹیبل ملز ملتان

۳۹ چودھری شاہ محمد عزیز ایڈیٹر روزنامہ ڈیلی بزنس رپورٹ لاہور

۳۹۴ مولوی محمد سلیم صاحب بمقام سلیم آباد ڈاکخانہ خاص نزد خیرپور میرس ضلع خیرپور سندھ

۳۹۵ محمد اسلم منیر۔ منیر ایجنسیز (AENCIES) مسجد روڈ۔ نواب شاہ

۳۹۶ محمد اسحاق ارائیں بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ۔ نزد کچہری شہداد پور۔ ضلع سانگھڑ۔

۳۹۷ پنجاب کریانہ اسٹور۔ بمبئی بازار ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ

Marfat.com

٣٩٨ چوہدری عبدالعزیز ایڈووکیٹ گجرات

٣٩٩ چودھری محمد شریف ایڈووکیٹ گجرات

٤٠٠ چودھری مسعود بی اے آڈٹ آفیسر، لوکل فنڈ اکاؤنٹس، گجرات

٤٠١ محمد مرتضیٰ اسلیمی بی اے سیکرٹری انجمن اصلاح الاعیان علی پور چٹھہ ضلع سرگودھا

٤٠٢ بیگم میاں محمد شریف سلیمی ۷/سی کپورتھلہ ہاؤس لاہور

٤٠٣ چودھری شاہ محمد رئیس کنری ضلع تھرپارکر

٤٠٤ چوہدری محمد صدیق ایم۔ اے بی۔ ایڈ سینئر انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول سہنسہ ضلع میرپور آزاد کشمیر

٤٠٥ چوہدری محمد یعقوب ایڈووکیٹ جہلم

٤٠٦ چوہدری سلطان سکندر خاں ایم۔ ایس۔ سی، اٹامک انرجی آفس۔ راولپنڈی

٤٠٧ ڈاکٹر احمد راشد ولد کیپٹن عبدالکریم ایم۔ اے۔ ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج۔ ملتان نشتر کالج ملتان سے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کرنے کے بعد آجکل امریکہ میں امراض قلب کے خصوصی طور پر ایک ہسپتال میں کام کر رہے ہیں۔

٤٠٨ چوہدری اعجاز احمد خاں ولد چوہدری آفتاب احمد (بی اے) ایم ایس سی، ورکس منیجر، واہ آرڈی ننس فیکٹری واہ۔

٤٠٩ چوہدری نذیر اختر ولد ڈاکٹر غلام محمد لائل پوری۔ آئی۔ جی جیل خانہ جات پنجاب لاہور۔

٤١٠ چوہدری محمد عاشق (ریٹائرڈ انسپکٹر جنرل پولیس) ٢٩ H، گلبرگ III لاہور

٤١١ چوہدری جمیل اختر، سپورٹس آفیسر پاکستان ریلویز، لاہور۔ یہ پاکستان فٹ بال ٹیم کے مشہور کھلاڑی ہیں اور بیرون ملک ٹیم کی کپتانی بھی کی ہے۔

٤١٢ کرنل عبدالرحمٰن (ریٹائرڈ) ٹرانسپورٹ آفیسر، واپڈا، لاہور۔

٤١٣ چوہدری محمد یعقوب ڈی۔ ایس پی انچارج فنگر پرنٹ بیورو، سی۔ آئی۔ ڈی لاہور

Marfat.com

۴۱۴ چوہدری عبدالعزیز ڈی۔ ایس۔ پی (ریٹائرڈ) انچارج فنگر پرنٹ بیورلو) پنجاب (پولیس میڈل یافتہ) لاہور)

۴۱۵ ڈاکٹر عتیق احمد ریاض، میڈیکل پریکٹیشنر، منڈی بہاؤالدین، ضلع گجرات۔

۴۱۶ میاں محمد رفیق بی اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر ایم۔ بی ہائی سکول۔ منڈی بہاؤالدین سابقہ وطن شاہ آباد ضلع کرنال۔ شعروادب اور تعلیم و تعلم سے خصوصی شغف ہے۔

۴۱۷ ڈاکٹر رفیق امجد۔ بی۔ ایس سی، ایم۔ بی بی، ایس۔ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

۴۱۸ میاں محمد شکیل سب انسپکٹر پولیس (وائرلیس) انچارج مظفر گڑھ۔

۴۱۹ چوہدری محمد یامین، لانڈری منیجر، نشتر میڈیکل کالج۔ ملتان۔

یہ چوہدری محمد مرتضٰے اسلیمی بی اے۔ چوہدری محبت خاں ایس وی ٹیچر الماس ضلع جہلم۔ حکیم مولوی عبداللطیف۔ چوہدری محمد نواز۔ چوہدری رزاق علی۔ چوہدری محمد رمضان بنزیزالدین نمبردار۔ چوہدری عبدالغفور۔ حاجی امام الدین سب ضلع گوجرانوالہ کی ارائیں برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

معززین کے نام جو درج ہونے سے رہ گئے

۱۔ ایم شفیع نیاز۔ ملکی نمائندہ۔ ایف۔ اے۔ او۔ یو۔ این۔ ایران۔

۲۔ ڈاکٹر عبدالرحیم چوہدری آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی
وزارت ایگریکلچر۔ گورنمنٹ آف پاکستان۔ اسلام آباد

۳۔ ڈاکٹر ایم عبداللہ۔
ایگریکلچر ایڈوائزر۔ گورنمنٹ آف پاکستان۔ اسلام آباد

۴۔ ڈاکٹر ایم۔ الطاف حسین
ایگریکلچر اکنامک ایڈوائزر۔ ورلڈ بنک واشنگٹن۔

Marfat.com

۵۔ سیکرٹری انجمن اتحاد ارائیں۔ لانڈھی کالونی متصل بلال مسجد ۱۱/۶۲۔ c سی کراچی

۶۔ کموڈور۔ بی۔ اے۔ سلیمی۔ ڈائریکٹر نیشنل شپنگ کارپوریشن۔ کراچی

۷۔ عبدالغنی چودھری ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل اسکول رکھ غلاماں۔ ڈاک خانہ سی۔ ڈبلیو فارم براستہ کلور کوٹ ضلع میانوالی

۸۔ چوہدری علی احمد اینڈ سنز کمیشن ایجنٹس۔ ڈگری ضلع تھرپارکر

۹۔ رحیم بخش صاحب۔ ملت شو کمپنی۔ سرے گھاٹ۔ حیدرآباد

۱۰۔ ملک حق نواز ٹھیکیدار۔ سبزی منڈی۔ میانوالی۔

۱۱۔ علی محمد ارائیں پٹواری نہر، مالک امین لائبریری۔ بستی سونی والی موضع محمود آباد ڈاکخانہ تاج گڑھ براستہ رحیم یار خاں

۱۲۔ ملک محمد صدیق۔ ڈسٹری مین۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ پاک مینوفیکچرز لمیٹڈ کھیوڑہ ضلع جہلم

۱۳۔ عبدالغفور ارائیں۔ مرچنٹس۔ کنری ضلع تھرپارکر

۱۴۔ چودھری شاہ محمد صاحب ارائیں۔ کنری KUNRI ضلع تھرپارکر

۱۵۔ ارائیں ویلفیئر سوسائٹی پوسٹ بکس نمبر 391 راولپنڈی۔

۱۶۔ محمد یٰسین تمنا ولد چوہدری محمد حسین محلہ سیٹھیانوالہ۔ مکان نمبر ۱/۱۸ بھیرہ شہر تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا۔

۱۷۔ میاں محمد بخش سکندر علی مرچنٹس اینڈ کمیشن ایجنٹس غلہ منڈی حاصل پور۔ ضلع بہاولپور

۱۸۔ میاں بدرالدین ارائیں مکان نمبر آئی/۱۲۸ بلوچ اسٹریٹ۔ میانوالی

۱۹۔ امداد علی ارائیں معرفت رئیس غلام حیدر خاں ونسان۔ کنڈیاری براستہ میرپور خاص ضلع سانگھڑ

۲۰۔ عبدالرحیم سبحانی۔ ابوبکر منیشن عقب نور محمد، رام سوامی۔ کراچی نمبر ۲

۲۱۔ عظمت سلیم اینڈ برادرز برماشیل ایجنٹس پاک پتن روڈ منٹگمری۔

۲۲۔ چودھری مظہر علی ارائیں زمیندار۔ محراب پور ضلع نواب شاہ

۲۳۔ M.A Asghar, 66-B-BlackStock Road LONDEN N4

Marfat.com

۲۴- چودھری نتھو ارائیں - بمقام چک نمبر ۵۰-۷۷ آر ڈاکخانہ یوسف والا ریلوے اسٹیشن ساہیوال

۲۵-

۲۶- طفیل احمد ایم اے مکان نمبر ۱۳۵۲ گلی خیبر ہوٹل - صدر بازار پشاور

۲۷- غلام رسول سلیمی بمقام وڈاکخانہ ساگراں براستہ نارہ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی -

۲۸ ڈاکٹر چوہدری عبدالکریم بی اے ہومیوپیتھ پاپولر ہومیوپیتھک شفاخانہ مجاہد روڈ سیالکوٹ شہر

۲۹- چودھری محمد ادریس سلیمی صاحب ایڈووکیٹ - جھنگ

۳۰- حکیم ضیائی الشامی مسجد تارخیلاں - داں بھچراں ضلع میانوالی

۳۱- سردار پیر بخش بھٹو - لاڑکانہ

۳۲- محمد ابراہیم ولد برکت علی چک نمبر ۵۴ ای - او ڈاکخانہ چک نمبر ۵۳۹ ای - او براستہ بوریوالہ تحصیل وہاڑی ضلع ملتان

۳۳- حافظ شان محمد ولد حافظ حبیب اللہ چک ۱۳۲/۱۰- آر جدید - ڈاکخانہ پادلیاں تحصیل خانیوال ضلع ملتان براستہ قطب پور اسٹیشن -

۳۴- فتح محمد سلیمی نمبردار کنگن پوری - موضع مولے پور ڈاکخانہ خاص تحصیل کبیر والا ضلع ملتان -

۳۵- چودھری بشیر احمد بٹالوی - آزاد بک ڈپو سرگودھا

۳۶- لطیف سٹیشنرز - ریل بازار لائل پور -

۳۷- ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول چک نمبر ۷، ڈاکخانہ خاص براستہ ڈگری ضلع تھرپارکر

۳۸- ہدایت اللہ - ڈان میڈیکل ہال - بھکر ضلع میانوالی -

۳۹- برکت علی ریٹائرڈ سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین چک نمبر ۱۹۴ - ر ب ڈاکخانہ کھرڑیانوالا ضلع لائلپور

۴۰- محمد خاں گرداور قانونگو - برج ارائیاں ڈاک خانہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ -

۴۱- محمد علی اصغر منڈی حاصل پور ضلع بہاول نگر

۴۲- حاجی عبداللطیف صدر انجمن ارائیاں - جہلم

۴۳- محمد اسماعیل ڈرائنگ ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں

۴۴- عبدالحق کو بازوی - سب انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز چک نمبر ۱۹۴/ر ب لاٹھیاں والا ڈاک خانہ کھرڑیاں والا ضلع لائل پور -

Marfat.com

ضمیمہ

اس میں تمام بقایاجات جو کسی نہ کسی وجہ سے رہ گئے تھے درج کیے جا رہے ہیں۔ اس میں کتاب کے متعلق پیغامات، بعض احباب کے تذکرے جو اب موصول ہوئے، بعض کتابت شدہ کاغذات جو تلاش پر اب ملے یا ایسی ہی دیگر یادداشتیں شامل ہیں تاکہ کتاب کی تکمیل میں کمی نہ رہ جائے۔

سردار محمد

Marfat.com

پیغام

منجانب الحاج سردار محمد عالم صاحب صدر انجمن راعیان پنجاب و آزاد کشمیر
الراعی منزل۔ میرپور۔ آزاد کشمیر

مورخ اپنے قیمتی وقت اور دماغی کاوش سے تاریخ لکھتے ہوئے جو خدمت سرانجام دیتا ہے اُوہ ان غازیانِ وطن سے خواہ کچھ کم ہی ہو جو اپنے وطن عزیز کے دفاع میں سینہ سپر ہوتے ہیں لیکن فی الواقع یہ بھی اپنی جگہ بڑی خدمت ہے۔

اپنے آباؤ اجداد کے نمونۂ حیات کو محفوظ کر کے موجودہ دور میں پیش کرنا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ تاریخ ارائیاں میں جو خدمت جناب علی اصغر چوہدری صاحب نے سرانجام دی ہے وہ قابل تحسین ہے۔

حزب راعیان

ضلع مظفر آباد (آزاد کشمیر) ۲۹ر اپریل ۱۹۷۹ء

اصغر بھائی! سلام مسنون

جب سے آپ کی کتاب "تاریخ آرائیاں" موصول ہوئی ہے، تب سے زیر مطالعہ رہی۔ کتاب کو پڑھنے کے بعد جو لکھنے میں تاخیر ہوئی اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ کتاب کے بارے میں کہنے کے لئے مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے اور دوسرے کچھ سرکاری مصروفیات آڑے آتی رہی تھیں۔ خیر کچھ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں گو چھوٹا منہ ہے اور بات بڑی۔

جہاں تک تاریخ آرائیاں کی زبان اور ترتیب کا تعلق ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے، پڑھنے والا مسلسل دلچسپی اور مٹھاس محسوس کرتا چلا جاتا ہے اور آگے بڑھنے کی تشنگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جہاں قاری وضاحت محسوس کرتا ہے وہاں آپ ایک اچھے مصنف کے طور پر خود ہی وضاحت کرتے چلے جاتے ہیں۔

Marfat.com

کتاب میں ابواب کی ترتیب نے ایک انفرادی حسن پیدا کر دیا ہے۔ زبان گو مدلل ہے مگر پھر بھی پختگی اور شعروں کی لطافت کا احساس ہوتا ہے۔ میں تو مختصراً یہ کہہ سکتا ہوں کہ فنی لحاظ سے یہ کتاب مکمل اور قابل تحسین ہے۔

باقی اصل مواد اور مرکزی خیال کو آپ نے حوالہ جات کے ذریعے روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے اور کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیا ہے۔

آپ نے تاریخ ارائیاں لکھ کر اپنی برادری کی نئی نسل کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے اور جب انہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد یہ علم ہوگا کہ ان کا وجود ملک و ملت کے لئے صرف سبزیاں یا اناج پیدا کرنے کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ وہ اچھے سپاہی، عالم، مفکر اور اعلیٰ پائے کے مدبروں کی اولاد ہیں اور وہ بھی اپنے ملک و ملت کی تعمیر و ترقی کے لئے ملک کی دوسری برادر قوموں کی طرح زندگی کی ہر راہ پر بڑے اچھے طریقے سے مل کر اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں تو یہ احساس پیدا ہونا ایک بہت نیک فال ثابت ہوگا اور ہمارا پیارا وطن اپنے ہونہار سپوتوں کی صلاحیتوں سے اور زیادہ مالا مال ہوگا۔

آپ نے تاریخ ارائیاں لکھنے میں جو محنت کی اور جو مدلل شواہد اکٹھے کئے ہیں وہ ہر لحاظ سے درست اور ناقابل تردید ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسے مجاھدوں کی اولاد ہیں، جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں پہلی دفعہ اسلام کو پھیلانے میں اپنی جانیں بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا یہ اُن ہی کا فیض ہے کہ ہمارے اندر اچھائیاں اور ملک و ملت کی خدمت کرنے کا جذبہ زندگی کے ہر کٹھن مرحلے پر رہا اور آپ نے تاریخ کے مختلف ابواب میں یہ ذکر کر کے ہماری سعی پر تصدیق کی مہر لگا دی ہے۔

اس لئے حرفِ آخر پر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ کتاب نہ صرف ارائیں برادری کے لئے طرۂ امتیاز ہے بلکہ پاکستان کی سب سے بڑی برادری کو ان کا صحیح مقام دلوا کر پاکستان کی سالمیت تعمیر و ترقی کے لئے

Marfat.com

آگے سے بھی زیادہ محنت کرنے کے شعور کو بیدار کر کے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اب یہ برادری کا کام ہے کہ وہ موجودہ دَور کے تقاضوں کے پیشِ نظر اپنے آپ کو منظم کر کے یک جہتی کا ثبوت دیں۔

ربُ العزت سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اس کارِ خیر پر اجر عطا فرمائے اور آپ کے قلم میں اور طاقت پیدا کرے تاکہ آپ اس سلسلہ میں مزید تحقیق اور جستجو کے ساتھ لکھتے رہیں۔

نیاز مند

رفیق اختر چوہدری ایجوکیشن آفیسر مظفر آباد آزاد کشمیر

میاں محمد شفیع (م۔ش) کا پیغام

۸۰ سی ماڈل ٹاؤن لاہور

۲۳ رمئی ۱۹۷۶ء

ہم اسلام کے اوّلین علم بردار ہیں۔ ہم نے ہی اس سرزمین میں نعرۂ تکبیر بلند کیا تھا اور ہم نے ہی یہاں پر سجدوں کی تخم ریزی کی تھی۔ آج جبکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دَور دورہ ہے، ہم پر ایک تاریخی فرض عاید ہوتا ہے کہ ہم اسلام کو بطور ایک ضابطۂ حیات کے رائج کرنے کے لئے بقدرِ استطاعت کوشش کریں۔ ہماری برادری خدا کے فضل و کرم سے نسبتاً زیادہ مُتدیّن، زیادہ شریف اور محب الوطن ہے، ہمارے لوگ جھگڑالو اور لڑاکے قماش کے نہیں ہیں۔ عام طور پر ارائیں اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ وہ خاموشی سے پاکستان کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

جناب علی صغر چودھری صاحب نے تاریخ ارائیاں لکھ کر برادری کے لوگوں میں ان کے تاریخی احساسات کو بیدار کیا ہے۔ مجھے اس امر کے متعلق کوئی شک نہیں کہ پاکستان کے ارائیں جو اب ہر شعبۂ زندگی میں اپنے قومی فرائض انہماک سے سرانجام دے رہے ہیں۔ پاکستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے تاریخی کام میں اپنا تاریخی کردار ادا کریں گے، بفضلہٖ

میاں محمد شفیع (م۔ش)

Marfat.com

مصنف کا پیغام برادری کے نام

معزز حضرات! آپ نے اپنی برادری کی تاریخ کا مطالعہ کر لیا ہے۔ میں اس کا خلاصہ اور چند گذارشات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

خلاصہ: ارائیں محمد بن قاسم کے اریحائی ساتھیوں کی اولاد ہیں اور عربی النسل ہیں۔ یہ برادری شریف، محنتی اور مقتدر رہی ہے۔ عربوں کا اقتدار احادیث کے حوالوں کی رُو سے اب بھی چند سال کے اندر اندر آنے والا ہے اس کے لئے ہمیں بہترین صلاحیتوں اور عمدہ کارکردگی رکھنے والے نوجوانوں کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا اپنی آئندہ نسل کی تعلیم و تربیت اور ترقی پر خصوصی توجہ دیجئے۔ یہ نہ صرف انفرادی بہبود کا زینہ ہے، بلکہ برادری، قوم، ملک، اور اسلام کی بھی بہترین خدمت ہے۔ ہمیں اس میدان میں دوسروں سے پیچھے رہنا کسی طرح زیب نہیں دیتا، خوشی کی بات ہے کہ ارائیں ان پیشوں سے گریز کرتے ہیں جنہیں سماج میں حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

پیغام: (۱) دورِ مستقبل کا بصیرت اور بصارت سے مطالعہ کیجئے۔

(۲) دنیا میں اپنا حصہ اور مقام حاصل کرنے کیلئے سعی پیہم کو شعار بنایئے۔

(۳) برادری کی بہبود کی بھی ہر ممکن کوشش کرتے رہیئے۔

(۴) خود اپنے اندر احساس کمتری دُور کیجئے۔ پھر دوسروں کی رہنمائی کیجئے تاکہ وہ بھی قدم آگے بڑھائیں۔

(۵) یہ وعدہ کیجئے کہ اپنے نام کے ساتھ خود بھی ارائیں ضرور لکھیں گے، اپنے بچوں کو اسکول میں داخل کراتے وقت ان کے نام کے ساتھ ارائیں ضرور لکھیں گے۔ دفتروں دکانوں اور مکانوں پر، نام کی جو تختی یا اشتہار یا بورڈ آویزاں کریں، اس میں "ارائیں" کو واضح طور پر لکھیں گے تاکہ اسے دیکھ کر برادری کا ہر فرد اپنے دل میں کشش اور فرحت محسوس کرے، یاد رکھئے آپ صرف لفظ ارائیں لکھ کر پورے پاکستان کی برادری کو منظم اور متحد کر سکتے ہیں۔ علی اصغر چودھری)

Marfat.com

تاریخ ارائیاں

(از علی اصغر چوہدری)

غیر ارائیں صاحب علم حضرات کی نظر میں اس تاریخ ارائیاں کی قدر و منزلت کا اندازہ مندرجہ ذیل تبصرہ سے کیجئے:۔ (مصنف)

محترم! سلام مسنون۔

میں نے آپکی شاہکار کتاب "تاریخ ارائیاں" کا مطالعہ کیا۔ اسی موضوع پر آپ نے بہت عمدہ مواد جمع کر دیا ہے۔ حال اور مستقبل میں اسی موضوع پر کام کرنے والے مؤرخین کے لئے یہ کتاب بلاشبہ حوالے کا کام دیگی۔ میری طرف سے اس بلند پایہ کام پر مبارکباد قبول فرمائیں۔

میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس امر کی طرف بطور خاص توجہ دلاؤں کہ راجستھان کے بہت سے ارائیں خاندانوں کا تذکرہ اس کتاب میں نہیں ہوا جو بہت ضروری ہے وہاں کے بہت سے خاندان قیام پاکستان کے بعد یہاں آکر آباد ہو گئے ہیں اُن سے معلومات حاصل کیجئے اور ان ہی کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ بھارت میں ابھی کتنے خاندان موجود ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟ ارائیں اہل قلم حضرات کا ایک جامع تذکرہ بھی ضروری ہے۔۔۔ ارائیں قوم کے افراد برصغیر کے کن کن سلاسل تصوف سے وابستہ رہے، ان بزرگوں کے حالات کا بھی ایک تذکرہ مرتب کیا جائے۔ ارائیں علماء۔۔۔ اور ارائیں فضلاء کا تذکرہ علیحدہ مرتب کیا جائے۔ "برصغیر کی مہمات ملکی میں ارائیں قوم کا سیاسی مقام"، اور بہت سے موضوعات ایسے موضوعات ہیں جن پر مزید کام ہونا چاہیئے۔

شاہ اکرام حسین سکیری

سجادہ نشین سکیر شریف۔ راجستھان سکیر ہاؤس لطیف آباد

Marfat.com

جناب غلام حسین کاظمی صاحب پبلک ریلیشنز آفیسر آزاد کشمیر

"میں ان عربوں پر ایک مقالہ لکھ رہا تھا جو وقتاً فوقتاً برصغیر میں آکر آباد ہوئے اب ان کی معاشی اور معاشرتی حالت کیا ہے اور کس نام یا قوم سے پکارے جاتے ہیں۔ آپ کی تاریخ ارائیاں کے دوسرے ایڈیشن نے مجھے ایک نئی گائیڈ لائن مہیا کر دی ہے۔ میں آپ کی اس تحقیق پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ماہر القادری صاحب ایڈیٹر فاران کراچی

"تاریخ ارائیاں کے دوسرے ایڈیشن کا مطالعہ کر کے مجھے بے حد خوشی ہے کیونکہ برصغیر کی اس عظیم برادری کی تاریخ جاننا میری دیرینہ آرزو تھی۔"

پیغامِ تہنیت

انجمن ارائیاں، بسطامی روڈ، بنک کالونی، سمن آباد، لاہور کتاب تاریخ ارائیاں کے چوتھے ایڈیشن کی اشاعت پر مصنف اور آپ کے ادارہ علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار، لاہور کو مبارکباد پیش کرتی ہے۔ ہماری انجمن کی لائبریری کے لیے ایک جلد قیمتاً بھیج کر ممنون فرمائیں تاکہ ممبر اس کا مطالعہ کر سکیں اور اپنی تاریخ سے آگاہ ہو سکیں۔

دعاگو

(۱) ملک سعید احمد کلاں نائب صدر

(۲) انور علی جنرل سیکرٹری انجمن ارائیاں۔

بسطامی روڈ، بنک کالونی، سمن آباد لاہور

مورخہ ۹ جون ۱۹۷۷ء

Marfat.com

قاری حافظ مولوی عبدالقیوم

قاری عبدالقیوم صاحب بن میاں جان محمد ارائیں، بڑی بستی ارائیں، تھانہ جتوئی تحصیل علی پور، ضلع منظفر گڑھ (پنجاب) کے رہنے والے ہیں۔ آبا و اجداد کھیتی باڑی کرتے تھے۔ ان کے ماموں مولوی عبدالرحمٰن فاضل اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور جنہوں نے دَورہ حدیث خیر المدارس ملتان سے، تفسیر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے اور بیعت پہلے حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بعدہ، حضرت مولانا احمد علی سے کر کے اب کوٹلہ رحم علی شاہ، ضلع منظفر گڑھ میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مولانا عبیداللہ سندھی" پہلے مسلمان ہوتے تھے اور جن بزرگ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے وہ بھی ارائیں تھے۔

قاری صاحب نے پہلے قاسم العلوم ملتان، پھر خیر المدارس ملتان سے تعلیم حاصل کی۔ اسی دَوران منشی فاضل کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ حضرت مولانا سید حامد میاں مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور کے مشورہ سے انگریزی کے بجائے حضرت قاری عبدالعزیز شوقیؒ سے روایت حفص کی، پھر شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالوہاب اکمل سے قرارت سبعہ کی تعلیم مکمل کر لی۔

۱۹۶۷ء میں جامعہ صدیقیہ (رجسٹرڈ)، لاہور کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کیا جو الحمد للہ اپنی بساط کے مطابق علوم اسلامیہ کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

ان کے دو چھوٹے بھائی بھی بہترین قاری ہیں۔ ایک قاری رحیم بخش ۱ سال سے جامع اشرفیہ لاہور میں تجوید کے اُستاد ہیں۔ دوسرے چھوٹے جو ۱ لے ہیں۔ ایک پرائیویٹ فرم میں ملازم ہیں۔

Marfat.com

چودھری محمد حسین (ساہیوال)

آپ ۱۹۱۵ء میں ضلع جالندھر کے ایک گاؤں مہدی پور (ارائیاں) میں پیدا ہوئے آپ نے بی۔ ایس سی (ایگریکلچر) پنجاب لائل پور سے اور ایم۔ ایس سی اکیلفورنیا، امریکہ) سے کر کے محکمہ نہر میں ڈائریکٹر لینڈ ریکلیمیشن کے عہدہ پر ۱۹۷۲ء تک فائز رہ کر ریٹائر ہوئے۔ بعدہٗ آپ بطور چیف سائل سائنٹسٹ سیاسن ٹیکنیکل سروس پاکستان اکتوبر ۱۹۷۶ء تک فائز رہے۔ آپ دس سائنسی پیپرز کے مصنف ہیں جو مختلف ملکی اور غیر ملکی رسائل میں طبع ہوتے رہے۔ ویسٹ پاکستان گورنمنٹ نے آپ کی ریکلیمیشن آف واٹر لاگڈ، سلائن اور الکلی

RESEARCH ON RECLAMATION OF WATER LOGGED SALINE AND ALKALI SOILS کی تحقیق ۱۹۶۳ء میں طبع کی۔

آپ نے لاتعداد نیشنل اور انٹرنیشنل جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کی۔ آپ رسالہ "سائل سائنس" کے ایڈیٹوریل بورڈ کے ممبر ہیں۔ آپ انجینئرنگ یونیورسٹی مغربی پاکستان ۷۰-۱۹۶۹ء کی کمیٹی برائے ایڈوانس سٹڈیز اور ریسرچ، اری گیشن ڈرینیج اور فلڈ کنٹرول ریسرچ کونسل ۷۱-۱۹۶۵ء سائنسی ترقی کی ایگزیکٹو کونسل ۱۹۶۷ء انجینئرنگ کانگریس ۱۹۶۶ء اور ۶۹-۱۹۶۸ء یونیورسٹی ٹریننگ کارپ اور ایتھلیٹک ٹیم کے ممبر رہے ہیں۔ آج کل آپ ساہیوال، ۴-اے ڈیفنس ٹاؤن فون ۲۳۷۲ میں مقیم ہیں۔

آپ کے بڑے لڑکے چودھری ریاض احمد مالک آر۔ اے فاؤنڈری اینڈ انجینئرنگ ورکس ۵/۱۰ آسٹریلین بلڈنگ، لاہور میں اپنی فیکٹری میں موٹر کاروں کے سلنڈر لائنرز اور آٹو سپیئر پارٹس تیار کرتے ہیں۔ آج کل نیا زبیگ کے قریب چھ

Marfat.com

سات ایکڑ زمین خرید کر کے اپنی ورکشاپ کو وسیع کرنے کی فکر میں ہیں۔
ان کے چھوٹے بھائی چودھری انعام الرحمٰن، فلائٹ لفٹیننٹ پی اے ایف چک لالہ ہیں۔ حال ہی میں ان کی منگنی میاں مجیب الرحمٰن صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوئی ہے۔

ڈاکٹر چودھری عبدالرشید (ایم بی بی ایس۔ ایف آر سی ایس)

آپ نے ایم بی بی ایس ملتان سے اور ایف آر سی ایس ایڈنبرا سے کیا۔ آپ آج کل لائل پور پنجاب میڈیکل کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر آف سرجری اور وزیٹنگ سرجن ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں متعین ہیں آپ مریضوں کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔

میاں عزیز الرحمٰن: آپ سٹیٹ بنک آف پاکستان، لاہور میں اسسٹنٹ کیشئر ہیں۔ آپ میاں مجیب الرحمٰن صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں۔

میاں اویس عزیز سلیمی: آپ آرٹلری میں کیپٹن ہیں۔ آپ بھی میاں مجیب الرحمٰن صاحب کے عزیز ہیں۔

میاں رضوان عزیز: آپ محکمہ ٹیلیفون میں اسسٹنٹ انجنیئر ہیں اور آج کل ہری پور ہزارہ میں ہیں۔ آپ بھی میاں مجیب الرحمٰن کے عزیزوں میں سے ہیں۔

ڈاکٹر فاروق احمد: بی ڈی ایس، ایس بی ڈی ایس (یو ایس اے)
آپ نشتر میڈیکل کالج ملتان ڈینٹل سرجن لگے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر محمود: بی ڈی ایس، این بی ڈی ایس (یو ایس اے)
آپ آرمی میں کیپٹن ہیں اور ڈینٹل سرجن ہیں

Marfat.com

کیپٹن ڈاکٹر جانباز احمد ایم بی بی ایس۔ اے ایم سی ۔۲۷ ڈویژن گوجرانوالہ

مختصر تعارف ارائیاں شاہجہانپور یوپی

قیام پاکستان سے قبل آرائیاں شاہجہانپور کی اکثریت مسلم لیگ سے وابستہ تھی۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران محمد یاسین ارائیں کو اس پر حاشن کی نا ... با ... شاہجہانپور میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا

امام بخش ارائیں برطانوی دورِ حکومت میں فوج میں ... کی حیثیت ملازم ہوئے اور ۱۹۱۴ء اور دوسری جنگ عظیم میں مختلف ... سر انجام دے کر برطانوی سرکار سے کئی تمغے حاصل کیے۔ ارائیاں شاہجہانپور میں کئی خاندان ایسے بھی ہیں کہ جنہیں لشکری کہا جاتا ہے۔ بزرگوں کے بیان کے مطابق لشکری وہ حضرات کہلاتے ہیں جو محمد بن قاسم کے ہمراہ برصغیر میں داخل ہوئے مجاہدین میں رسد کی سپلائی انہی لشکری برادران کے سپرد تھی یعنی لشکری ارائیوں کو رسد کا چودھری بھی کہا جاتا ہے۔ اس برادری کے ایک ادنیٰ خادم فخر عالم فخر ہیں جو ۳/۴۸ ون ڈی ایریا ملیر کالونی کراچی میں مقیم ہیں۔ انھوں نے سرزمین پاکستان کے متعلق درج ذیل شعر نذر کتاب بھیجا ہے۔ وہ یہ ہے

کیوں نہ ہو مجھ کو محبت سرزمین پاک سے
اس کی آزادی و شادابی مری تاریخ ہے۔

Marfat.com

ارائیں برادرز ایسوسی ایشن بھیرہ ضلع سرگودھا

اس سوسائٹی کا دفتر گنج منڈی بھیرہ میں ہے۔ اس کے صدر سیٹھ محمد صدیق صاحب بڑے دیندار اور مخیر آدمی ہیں۔ برادری میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اس سوسائٹی کے سیکرٹری ملک غلام محمد ہیں۔ اور سیکرٹری امور رابطہ میاں فقیر محمد و میاں محمد یٰسین تمنا یہ سب حضرات برادری کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔

انجمن ارائیاں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

یہ انجمن برادری کے انفرادی وقار کو بلند کرنے میں کوشاں ہے۔ چنانچہ اس نے تعلیم کے فروغ، تلاش روزگار، بیواؤں اور یتیموں کی امداد، امداد باہمی، اسلام کی طرف نوجوان نسل کو راغب کرنے، نادار اور مستحق طلبہ کو وظائف دینے اور برادری میں غیر اسلامی رسومات کو ختم کرنے کی عملی جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ مندرجہ ذیل ممبران مجلس عاملہ قابل ذکر ہیں۔

(۱) چوہدری شیر محمد سرپرست (۲) چوہدری عبدالرزاق صدر، (۳) چوہدری اللہ رکھا چوہدری برکت علی، چوہدری محمد یامین، چوہدری رحیم بخش نائب صدر، (۴) چودھری ظہور الحسن (جنرل سیکرٹری) (۵) چوہدری محمد حسن اور چوہدری محمد یوسف (جائنٹ سیکرٹری) (۶) چوہدری محمد ابراہیم اور چوہدری امام دین (پراپگینڈہ سیکرٹری)، (۷) چوہدری عبدالحمید (سیکرٹری نشرو اشاعت)، (۸) چوہدری فاروق اقبال (آفس سیکرٹری)، (۹) چوہدری عبدالغفور (خزانچی)، (۱۰) چوہدری محمد ابراہیم، چوہدری محمد اسحاق، چوہدری محمد شریف وغیرہ، ممبران انتظامیہ کمیٹی (۱۱) چوہدری فضل محمد مالک چوہدری بک ڈپو اینڈ پرنٹنگ پریس ڈسکہ دیگر مجلس عاملہ

Marfat.com

انجمن ارائیاں منڈی بہاؤالدین

منڈی بہاؤالدین میں عرصہ پندرہ سال سے ارائیوں کی ترقی اور حقوق کے لئے کوشاں ہے۔ جسکا ہر دو سال بعد انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل عہدداران عرصہ ایک سال سے کام کر رہے ہیں۔

۱۔ (صدر) میاں محمد انور صاحب
۲۔ (نائب صدر) میاں محمد مقبول صاحب
۳۔ (نائب صدر) میاں محمد رفیق صاحب
۴۔ (سیکرٹری جنرل) میاں محمد یٰسین صاحب
۵۔ (جائنٹ سیکرٹری) میاں عبدالرشید صاحب
۶۔ (جائنٹ سیکرٹری) میاں احمد حسن صاحب
۷۔ (Education Advisor) میاں محمد رفیق صاحب ہیڈ ماسٹر
۸۔ (خزانچی) میاں محمد اسلم صاحب منیجر نیشنل بنک
۹۔ (سیکرٹری نشر و اشاعت و لیگل ایڈوائزر)

میاں عبدالوحید ایڈووکیٹ

۱۰۔ (میڈیکل ایڈوائزر) ڈاکٹر محمد رفیق امجد آئی سپیشلسٹ

ڈاکٹر میاں عتیق احمد ریاض

مجلس عاملہ

۱۱۔ میاں سعید احمد صاحب
۱۲۔ میاں اقبال نسیم صاحب
۱۳۔ میاں فضل الٰہی صاحب
۱۴۔ میاں محبوب الٰہی صاحب
۱۵۔ میاں محمد حسین صاحب
۱۶۔ میاں سلطان احمد صاحب
۱۷۔ میاں زبیر انور صاحب
۱۸۔ میاں محمود الحسن صاحب
۱۹۔ میاں عتیق احمد صاحب

منجانب
میاں سعید احمد۔ سعید میڈیسن
صدر بازار۔ منڈی بہاؤالدین

Marfat.com

انجمن ارائیاں جڑانوالہ

تحصیل جڑانوالہ کو ضلع لائلپور میں ایک منفرد حیثیت حاصل ہے۔ جڑانوالہ شہر میں تین اہم بڑی فیکٹریاں کریسنٹ جیوٹ ملز، حسین شوگر ملز، اور لائل پور کھاد تیزاب فیکٹری ہزاروں مزدوروں کو سمیٹے ہوئے کام کر رہی ہیں۔ یہ شہر ملک کے دیگر شہروں سے بذریعہ ریل اور سڑک ملا ہوا ہے۔ اس تحصیل میں مہاجرین کی تعداد اچھی خاصی آباد ہے۔ سب سے زیادہ مہاجر ضلع جالندھر مشرقی پنجاب سے آکر آباد ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ فیروزپور، امرتسر، گورداسپور اور ہوشیارپورہ اضلاع سے آئے ہوئے مہاجرین ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل بھی تقریباً انہیں اضلاع سے آکر لوگ آباد کار رہتے۔ ان آبادکاروں اور مہاجرین کا تقریباً ۷۰٪ آرائیوں پر مشتمل ہے۔ جن کی دن رات محنت اور کاوش کے نتیجے میں یہ علاقہ آج سرسبز و شاداب نظر آتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی ملکیتوں کے آرائیں بھی مقابلتاً بڑی خوشحال زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد ملک کے اہم بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ خاص طور پر محکمہ تعلیم، زراعت، زرعی یونیورسٹی لائل پور، ملک کی دفاعی فوجوں، پلاننگ کمشن، محکمہ جنگلات، صحت، واپڈا، ریلوے، پی۔ ڈبلیو، ڈی، پی، آئی، اے۔ آٹامک انرجی جیسے ٹیکنیکل محکموں میں ان کی تعداد اتنی ہے کہ ان کو متعارف کروانے کے لیے الگ ایک پمفلٹ کی ضرورت ہے۔

پوری تحصیل میں واحد برادری کی حیثیت سے آرائیوں کی تعداد (۲۵٪) سب سے زیادہ ہے۔ ان کے بعد راجپوت، اور جاٹ برادری کا نمبر آتا ہے۔ کھڑیانوالہ تھانہ میں ۶۰٪ آرائیں برادری آباد ہے۔ سیاست کے میدان میں اتنی بڑی تعداد سے ایک موثر کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔ میاں عبدالباری مرحوم جیسے بزرگ سیاستدان اور چوہدری مختار احمد مرحوم جیسے باشعور سیاستدان

Marfat.com

کی وفات کے بعد اس تحصیل کی برادری میں لیڈر شپ کا خلاء پایا جاتا ہے۔ اس خلاء کو پُر کرنے کے لیے برادری کے سنجیدہ بزرگ چوہدری عطا محمد، چوہدری عبدالخالق، چوہدری محمد حسین نمبردار، چوہدری محمد حنیف، چوہدری نواب دین، چوہدری سلطان احمد سائے۔ ڈی چوہدری، میاں محمد صاحب۔ انتھک کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں میاں عبدالباری مرحوم کے فرزند ارجمند میاں غلام دستگیر باری کی بھرپور مدد کی۔ ۱۹۷۷ء مارچ کے انتخابات میں اُن کے بڑے لڑکے میجر غلام معین الدین باری کو ہر طرح سے مدد دے کر قومی اسمبلی کی سیٹ پر کامیاب کروایا۔ لیکن لیڈر شپ کا واضح خلاء ابھی تک موجود ہے۔ جس کو پُر کرنے کے لیے نئے اور جوان خون کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے چوہدری عبدالخالق (چک نمبر ۴۲ مرشد RB) چوہدری ظفر حسین ایڈووکیٹ، چوہدری سرور نسیم ایڈووکیٹ، چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ نے اپنی خدمات پیش کر رکھی ہیں۔ ایک صحت مند سیاسی فضا پیدا کرنے کے لیے تحصیل کے راجپوت، پٹھان جاٹ اور راؤں کا تعاون برادری کو حاصل ہے۔ اس تعاون کو حاصل کرنے میں میاں عبداللطیف (چک نمبر ۲۹ گ ب لوٹے والی) کی حکمت عملی اور چوہدری عطا محمد صاحب کا دوسری برادریوں کے ساتھ افہام وتفہیم کو بڑا دخل ہے۔ چوہدری عطا محمد صاحب کوآپریٹو بنک جڑانوالہ کے ریٹائرڈ مینیجر رہ چکے ہیں۔ اور علاقے کی ہر برادری ان کی خدمات کی قدر کرتی ہیں۔

جڑانوالہ میں انجمن ارائیاں کی رجسٹرڈ برانچ قائم ہے۔ اس برانچ کی کامیابی میں بھی جتنا حصّہ چوہدری عطا محمد صاحب کا ہے، شاید ہی کسی اور کا ہو۔ یہ بزرگ سالہا سال سے انجمن ارائیاں جڑانوالہ کے صدر ہیں۔ اس انجمن کے نائب صدر چوہدری عبدالخالق اور سیکرٹری چوہدری محمد انور صاحب برادری کے جوان سال فرد ہیں۔

Marfat.com

جو بڑی دلچسپی اور لگن سے انجمن کی ترقی کے لیے کام کرتے ہیں۔ انجمن ارائیاں جڑانوالہ کا باقاعدہ ایک فنڈ قائم ہے جس سے ہر سال طالب علموں کو باقاعدہ وظائف دیئے جاتے ہیں۔ ضرورت مند بیواؤں اور برادری کے غریب لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔ علاوہ اس کے وقتاً فوقتاً خاص ضرورت کے پیش نظر خاص چندہ بھی اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ یہ انجمن لائل پور کی ضلعی انجمن ارائیاں سے باقاعدہ تعاون کرتی ہے۔ ملک کے جس گوشے میں بھی برادری کا اجتماع ہو۔ اُن میں شرکت کر کے اپنا مثبت کردار ادا کرتی ہے۔

انجمن نوجوان ارائیان باغبانپورہ لاہور

یہ انجمن ۱۹۷۵ء میں ڈاکٹر سردار احمد صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس صاحب نے قائم کی۔ متعدد اجلاس منعقد کیے جن میں ایک بہت بڑا جلسہ قابل ذکر ہے جس میں چودھری جہانگیر علی صاحب سابق وفاقی وزیر حکومت پاکستان کو مدعو کیا گیا تھا اور انہوں نے بھی تقریر کی تھی۔ اس انجمن نے دیگر سماجی بہبود کے کاموں میں بڑا مؤثر کام کیا ہے ان میں قابل ذکر یہ ہیں :۔

۱۔ میٹرنٹی ہسپتال کا قیام

۲۔ وظائف برائے یتامیٰ و نادار طلبہ

۳۔ امداد بیوگان وغیرہ

اس انجمن کے مندرجہ ذیل عہدہ داران ہیں :۔

صدر : ڈاکٹر سردار احمد صاحب

نائب صدر : ملک محمد کبیر صاحب

سیکرٹری : چودھری فقیر محمد صاحب

خزانچی : میاں محمد منیر صاحب

سیکنڈ سیکرٹری : چودھری محمد اقبال صاحب

(نوٹ : عہدہ داران کے ساتھ ممبران انتظامیہ کی تعداد تیس سے زائد ہے جو وصول نہیں ہوئی ہے)

Marfat.com

میاں عبدالستار نجم ایڈووکیٹ

آپ ۱۹۴۰ء میں چک ۶۷/۹ضلع بہاولنگر میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب زمیندار اور گاؤں کے نمبردار تھے اور تقسیم ملک سے قبل کوٹلی، تحصیل نکودر ضلع جالندھر سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے میٹرک ۱۹۵۶ء میں ہارون آباد سے پاس کیا۔ اور لا کی ڈگری ۱۹۶۲ء میں ایس ایم لا، کالج کراچی سے فسٹ ڈویژن میں حاصل کی۔ آپ پچھلے چند سال اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے عہدہ پر بھی فائز رہے ہیں اور آج کل لاہور میں اپنی پرائیویٹ پریکٹس کر رہے ہیں۔ آپ کا دفتر ۴ مزنگ روڈ، فیڈ کورٹ ٹاؤن لاہور میں ہے۔

آپ نے ۶۲-۱۹۶۱ء کے انٹر یونیورسٹی باسکٹ بال ٹیم کے ممبر کے طور پر لاہور اور پشاور کے میچوں میں کراچی یونیورسٹی کی نمائندگی کی۔ ۱۹۶۲ء میں کراچی میں پاکستان وائی۔ ایم۔ سی۔ اے بمقابل آل انڈیا وائی ایم۔ سی۔ اے میچوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ ۱۹۶۲ء میں کالج کے بہترین کھلاڑی قرار دئیے گئے۔

آپ ۱۹۶۴ء میں بی۔ ڈی ممبر بنے اور مادر ملت اور صدر ایوب والے الیکشن میں مادر ملت کے پولنگ ایجنٹ کے طور پر وٹ عباس میں کام کیا۔

چودھری تسنیم حیدر

آپ موضع دھرانگاں، تحصیل نکودر، ضلع جالندھر میں ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد چودھری محمد علی پی۔ سی۔ ایس، ۱۹۷۷ء ایم این اے منتخب ہوئے۔

آپ نے ۱۹۵۵ء میں لنڈن یونیورسٹی سے بی ایس سی سول انجینئرنگ

Marfat.com

لیا۔ آپ نے ہالینڈ ڈرینج پرانزنیشنل کورس حاصل کیا۔ آپ کو مندرجہ ذیل اعزازت بھی حاصل ہیں۔
۱۔ فیلو انسٹی ٹیوٹ آف سول انجینئرز، لنڈن (۲) ممبر انسٹی ٹیوشن آف پبلک ہیلتھ انجینئرز، لنڈن (۳) فیلو جیالوجیکل سوسائٹی، لنڈن (۴) فیلو انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرز، پاکستان۔ (۵) چارٹرڈ سول انجینئر۔
آپ انڈس ایسوسی ایٹڈ کنسل ٹنٹس لمیٹڈ لاہور کے ڈائریکٹر ۱۹۶۴ئہ سے متعین ہیں۔ اس سے قبل ۱۹۶۲ئہ سے ۱۹۶۴ئہ تک بطور ایگزیکٹو انجینئر آپ نے سدھنائی میلسی لنک کینال کو مکمل کرایا۔ آپ نے سیوریج سکیم کے ڈیزائن کیلکولیشنز تخمینہ اخراجات اور دیگر متعلقہ کاموں کے ماہر ہیں۔ کیونکہ آپ نے مختلف یورپین ماہرین کے ساتھ مل کر کام کیا ہے۔ آج کل آپ گلبرگ میں مقیم ہیں۔

آیئے ملازمت کریں

تالیف و ترجمہ پروفیسر شفیق جالندھری

ملازمت کے متلاشی نوجوانوں کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔
ملازمت میں رہتے ہوئے ترقی کے لیے بھی پاکستانی احول کے مطابق اس میں مکمل رہنمائی موجود ہے۔ ملازمت ڈھونڈنے کے مراحل کے سلسلے میں اس کتاب سے بڑھ کر رہنمائی اور معاونت کہیں نہیں مل سکتی۔ راہنمائی ذہین انسانوں کے زندگی بھر کے تجربات کا نچوڑ ہر قدم اور ہر مرحلے کے لیے بیش بہا مشورے لازوال تراکیب، بے مثال گر اور ناقابلِ فراموش عملی مثالیں (زیر طبع)

علمی کتاب خانہ اردو بازار لاہور

Marfat.com

جنرل محمد ضیا الحق

چیف آف دی سٹاف جنرل محمد ضیا الحق ۱۹۲۴ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے اور مئی ۱۹۳۵ء میں آپ کو کمیشن ملا۔ ۱۹ برس تک مختلف انسٹرکشن سٹاف اور کمان کی آسامیوں پر خدمات انجام دینے کے بعد آپ کو ۱۹۶۴ء میں لفٹننٹ کرنل بنا دیا گیا اور کوئٹہ کے کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کے انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۸ء کے درمیان آپ نے ایک کیولری رجمنٹ کی قیادت کی۔ ۱۹۶۹ء میں آپ کو آرمرڈ ڈویژن کا کرنل سٹاف بنا دیا گیا اور پھر بریگیڈیئر بنا دیا گیا۔ ۱۹۷۳ء میں تین سال بعد میجر جنرل ہو گئے۔ اپریل ۱۹۷۵ء کو آپ کو لفٹننٹ جنرل بنا دیا گیا اور کور کمانڈر مقرر ہوئے۔ یکم مارچ ۱۹۷۶ء کو آپ کو جنرل بنا دیا گیا اور چیف آف سٹاف مقرر ہوئے۔

۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۳ء میں آپ نے بالترتیب آرمرڈ فورسز ایڈوانس کورس اور کمانڈ اینڈ جنرل سٹاف آفیسرز کورسوں میں شرکت کی۔ اردن کی شاہی افواج میں خدمات کے اعتراف کے طور پر شاہ اردن نے آپ کو "کوکب استقلال" کا اعزاز عطا کیا۔ آپ نے دوسری جنگ عظیم میں برما، ملایا اور انڈونیشیا میں حصہ لیا اور ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ (بشکریہ نوائے وقت)

جنرل صاحب کے مختصر حالات زندگی حاصل کرنے کے لیے ان کے ایک عزیز رشتہ دار میاں محمد امین رضوانی (ریٹائرڈ سکواڈرن لیڈر راولپنڈی سے کہا گیا تھا کہ جلد از جلد حاصل کریں لیکن انہوں نے یہ جواب

Marfat.com

دیا کہ جنرل صاحب۔ کتب میں اقتباس کو خاص خیال نہیں کرتے۔ اب بشکریہ نوائے وقت کتاب کے ضمیمہ میں دیا جا رہا ہے۔

۹ جولائی ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں جناب وقار انبالوی کی ایک رباعی شائع ہوئی ہے، قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے دی جا رہی ہے۔

(سردار محمد)

ضیاء الحق اور ضیاء الرحمٰن

اندھیرے تو فضلِ الٰہی نے ٹالے!
خدا! دل کی یہ آرزو بھی نکالے!
ادھر بھی ضیاء ہے اُدھر بھی ضیا ہے
عجب کیا جو مل جائیں دونوں اُجالے

(وقار انبالوی)

دعا ہے کہ وقار صاحب کی یہ دعا قبولیت کا درجہ حاصل کرے۔ اور مغربی اور مشرقی پاکستان پھر آپس میں مل کر ایک ہو جائیں۔

آمین

(سردار محمد)

Marfat.com

حجاز ویلفیئر سوسائٹی

مقاصد :-

سوسائٹی کے تحت پاکستان بھر میں چھوٹی اور بڑی انڈسٹریز کا قیام اور ان کے انتظامات۔

(۲) ممبران کے لیے ہاؤسنگ سوسائٹیز کے ذریعہ رہائشی انتظامات۔

(۳) رفاہ عامہ مثلاً ہسپتال، نرسنگ ہوم، یتیموں، غریبوں، بیواؤں، معذور افراد کی امداد کے لیے موزوں انتظامات۔

(۴) سوسائٹی کے تحت تجارتی مراکز کا اجراء باہمی تعاون کے ذریعے

(۵) مستحق طلبہ کو تعلیمی وظائف جاری کرنا۔

(۶) پاکستان میں فروغ تعلیم کے مراکز کھولنا یا ان کی حوصلہ افزائی کرنا۔

ممبر شپ :-

ممبر شپ پاکستان کے ہر مسلمان کے لیے کھلی ہو گی۔

ہر ممبر مبلغ مکمصد روپے بطور عطیہ دیگا۔

زیادہ رقوم شکریہ کے ساتھ وصول کی جائیں گی۔

سرمایہ .

سوسائٹی کا سرمایہ پچاس لاکھ (کم وبیش ہوگا) جو بذریعہ چندہ، عطیہ وغیرہ کے ذریعے ہوگا۔ (کوئی کام شروع کرنے سے پہلے سرمایہ کی مقدار معقول ہونی چاہیئے)۔

آئین :- سوسائٹی کے معاملات دو ایجنسیوں (۱) جنرل باڈی (۲) انتظامیہ کے بورڈ کے ذریعے بروئے کار لائے جائیں گے۔

نوٹ: سوسائٹی کے قواعد وضوابط وکیل صاحب نے تیار کر دیئے ہیں اور چند روز تک چھپ

خط وکتابت کا پتہ: (۱) حاجی شیر محمد (خزانچی) علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور۔

(۲) ڈاکٹر محمد شفیع (سیکرٹری) اشرف بلڈنگ نیلا گنبد لاہور

Marfat.com

علمی اُردو لُغت (جامع)

زندہ اُردو زبان کی ایک جامع لغت جسے اُردو کے مشاہیر اور قومی اخبارات و رسائل نے زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

مؤلف : وارث سرہندی

ناشر : علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ - اُردو بازار لاہور۔

صفحات : (بڑا سائز) ۱۶۳۹

کتابت وطباعت : عمدہ اور دلکش، اعلیٰ سفید کاغذ، جلد عمدہ اور نہایت مضبوط۔

قیمت : ڈیڑھ سو روپے۔

اہلِ علم کی رائے

ماہر القادری، کراچی : جناب وارث سرہندی کی زبان دانی اور لُغت پر عبور کے اعتراف کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ صاحب موصوف ترقی اُردو بورڈ کراچی کی زیرِ ترتیب لغت پر نظرِ ثانی کی خدمت انجام دے رہے ہیں اور مرکزی اُردو بورڈ لاہور کے بیسے فیلن کی انگریزی ہندوستانی ڈکشنری کو جو رومن رسم الخط میں ہے اُردو رسم الخط میں منتقل کر رہے ہیں۔ ۔ ۔ جناب وارث سرہندی نے اس (زیرِ نظر) لغت کو مرتب فرما کر زبان و ادب کا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے اور میری یہ دُعا ہی نہیں پیش گوئی بھی ہے کہ علمی اردو لغت سے مستقبل کے ہر دور میں استفادہ کیا جائے گا۔

Marfat.com

ڈاکٹر سید عبداللہ، پنجاب یونیورسٹی : عام قارئین کے علاوہ مختلف علوم سے تعلق رکھنے والے طلبائے علم یکساں استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس میں اعراب کا اہتمام بھی کیا گیا ہے جس سے صحیح تلفظ میں بڑی مدد مل سکتی ہے اُردو میں جو جدید الفاظ رواج پذیر ہو چکے ہیں انہیں بالالتزام شامل کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی : (اورینٹل کالج لاہور) یہ لغت طالب علم کی عام ضروریات سے زائد ادیبوں اور عالموں کے مطالعے کی چیز بھی ہے امید ہے کہ اس لغت کی افادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر اس کی قدر کی جائے گی۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی : پرنسپل اورینٹل کالج، لاہور : جناب وارث سرہندی نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس میں ان الفاظ کے ساتھ جو قدیم لغات میں تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں، نئی اصطلاحات اور زبان میں داخل ہونے والے الفاظ کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے اور حوالے دے کر ان کے معنوی پہلوؤں کی وضاحت کی ہے۔

مرزا ادیب، لاہور : یہ اُردو کی پہلی لغت ہے جس کی تالیف و ترتیب میں مؤلف نے غالب، ذوق، نظیر اکبر آبادی، میر انیس اور علامہ اقبال جیسے اُردو کے اہم شاعروں کے الفاظ اور لفظی تراکیب کا احاطہ کیا ہے۔ یہ لغت حقیقتاً جامع ہے اور اس وقت تک ہر جہت، ہر پہلو، اور ہر انداز سے مکمل ترین لُغت ہے۔

آفتاب حسن، کراچی یونیورسٹی : علمی کتب خانہ لاہور قابل مبارک باد

Marfat.com

ہے کہ اس کی علمی اُردو لغت (جامع) اہل قلم کے مطالبات کو بدرجہ اتم پورا کرتی ہے۔ صرف ایک جلد میں ایک لاکھ چار ہزار سے زیادہ الفاظ کو جمع کر کے ان کے معنی و مطالب کی وضاحت کر دینا گویا دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے۔ بلاشبہ یہ لغت اپنے قاری کو دوسری لغتوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ وارث سرہندی صاحب کی یہ کوشش لائق صد تحسین ہے۔

پروفیسر شفیق جالندھری:- علمی اُردو لغت جامع اس لحاظ سے انتہائی اہم اور منفرد تالیف ہے کہ اس میں دورِ جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

جنگ کراچی، ۸، مئی ۱۹۷۷ء:- "جناب وارث سرہندی ایم اے کی یہ ضخیم کتاب لغت جسے علمی کتاب خانہ لاہور نے سفید، موٹے چکنے کاغذ پر بہترین کتابت وطباعت سے مزین کر کے شائع کیا ہے۔ بڑی قابل قدر چیز ہے اور جناب مولف اور ناشر کا قابل فخر کارنامہ ہے۔ اس میں وہ الفاظ بھی شامل ہیں جو جدید اُردو زبان کا جدید ترین حاصل شدہ سرمایہ ہیں، مرکبات توصیفی اور اضافی علمی اصطلاحات بھی اس میں موجود ہیں۔ امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ہر لفظ پر اعراب لگا کر اس کے صحیح تلفظ کو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ یہ لغت صحیح معنوں میں ایک وسیع اور جامع لغت ہو گئی ہے جو نہ صرف محققین کے لیے بلکہ مختلف فنون کی اُردو کتابوں کے مطالعہ کرنے والوں کے لیے ایک کارآمد بلکہ حوالہ اور مراجعت کی بے مثال کتاب بن گئی ہے۔"

نوائے وقت، مشرق، امروز، وفاق وغیرہ موقر اخبارات نے بھی اسی طرح بہت بلند پایہ آراء کا اظہار کیا ہے۔

Marfat.com

امدادی کتب

(بی۔اے وانٹرمیڈیٹ)

انگریزی اردو وغیرہ کے خلاصے قابل، محنتی اور تجربہ کار پروفیسروں نے لکھے ہیں۔ ان کی زبان آسان اور بامحاورہ ہے اور طالب علم کی امتحانی ضروریات پوری کر دی گئی ہیں۔ باقی مضامین کی امدادی کتابیں (سوالاً جواباً) ہر قسم کی امتحانی ضروریات کی حامل ہیں۔

بی۔اے

انگلش گرامر کمپوزیشن از ضیاء الرحمن خاں (بی اے) ۲۵/۱۶

بی ایس سی انگلش گرامر کمپوزیشن از ضیاء الرحمن خاں۔ ۱۵/

نوٹ بک آف ورسز اینڈ ریتھ دی لیٹ ۳۰/۰+ نوٹ بک آف شارٹ پلیز ۰/۸

نوٹ ڈیولز ڈسپل۔ /۴ + نوٹ وڈن اینڈ یا لٹی - ۸

نوٹ بک آف ماڈرن پروز ۱۴/۰ نوٹ سلیکشن آف الیسیز -/۱۶

(اردو کورس) نوٹ ریاض ادب (مثنویات) ۲/۰+ تشریحات منتخبات نثر اردو -/۲

(انٹر انگریزی) بک I شارٹ سٹوریز نوٹ /۷ بک II ماڈرن پروز اینڈ ہیروز نوٹ ۰/۰

بک III پلیز اینڈ پوئمز نوٹ ۰/۸ نوٹ گڈ بائی مسٹر چپس -/۶

انگلش گرامر اینڈ کمپوزیشن از ضیاء الرحمن خاں -/۱۵+

شرح مرقع ادب (اردو لازمی) ۱۵+ شرح خیابان ادب (اردو ایڈوانس) -/۱۲

تفہیم اردو (انٹرمیڈیٹ اردو گرامر و کمپوزیشن) نئے سلیبس انٹرمیڈیٹ کے مطابق بہت عمدہ کتاب۔ از پروفیسر محمد احسان الحق ایم اے و پروفیسر رفیع الدین ہاشمی ۵۰/۱۲

Marfat.com

انٹرمیڈیٹ کے لیے بلند پایہ کتابیں

۱۔ کتاب معاشیات اوّل۔ از شیخ منظور علی (پروفیسر) ۱۲/۵۰

۲۔ کتاب معاشیات دوم۔ از شیخ منظور علی (پروفیسر) ۱۲/۵۰

۳۔ اسلامی نظام حیات۔ از شیخ محمد اقبال (پروفیسر) ۸/۵۰

۴۔ توضیح القرآن۔ از شیخ محمد اقبال (پروفیسر) ۹/-

۵۔ اربعین نووی۔ از شیخ محمد اقبال (پروفیسر) ۵/

۶۔ داستان اسلام (تاریخ اسلام۔ سیرۃ النبی) از شیخ محمد اقبال ۴/۵۰

۷۔ داستان اسلام (خلافت راشدہ) از شیخ محمد اقبال ۴/۵۰

۸۔ داستان اسلام (بنو اُمیہ) از شیخ محمد اقبال ۴/۵۰

۹۔ داستان اسلام (بنو عباس) از شیخ محمد اقبال ۵/=

۱۰۔ کتاب شہریت از پروفیسر محمد سرور و پروفیسر گلزار محی الدین ۱۲/۵۰

۱۱۔ کتاب شہریت از پروفیسر محمد سرور و پروفیسر گلزار محی الدین ۱۲/۵۰

۱۲۔ رفیق طبعی جغرافیہ۔ از پروفیسر محمد رفیق ایم۔اے ۱۶/۲۵

۱۳۔ نوٹ بک عملی جغرافیہ از پروفیسر محمد رفیق ایم۔اے (زیر طبع)

۱۴۔ معاشی و عملی جغرافیہ از پروفیسر محمد رفیق (زیر طبع)

۱۵۔ عمومی نفسیات۔ از پروفیسر ٹی۔ ایم۔ یوسف ۱۲/=

۱۶۔ تجرباتی نفسیات۔ از پروفیسر ٹی ایم یوسف ۸/۷۵

۱۷۔ اصول عمرانیات از پروفیسر غلام مرتضیٰ شاکر ترک ۱۱/۲۵

۱۸۔ پاکستانی معاشرہ۔ از پروفیسر غلام مرتضیٰ شاکر ترک (زیر طبع)

۱۹۔ نصاب عمرانیات۔ از پروفیسر غلام مرتضیٰ شاکر ترک (برائے بی اے) ۱۵/=

۲۰۔ افکار اور جائزے۔ از پروفیسر غلام مرتضیٰ شاکر ترک (برائے بی اے) ۱۵/=

۲۱۔ پاک پریکٹیکل کیمسٹری۔ از ڈاکٹر محمد طاہر مرحوم و پروفیسر مسعود حسن خان ۶/۲۵

۲۲۔ مسائل اکنامکس از پروفیسر مسعود حسن خان ۲/=

Marfat.com

ماڈل ٹیسٹ پیپرز

برائے بی۔اے و انٹرمیڈیٹ

(۱) یہ ماڈل ٹیسٹ پیپرز قابل، محنتی اور تجربہ کار پروفیسروں کے تیار کردہ ہیں۔

(۲) پنجاب یونیورسٹی اور پنجاب کے بورڈوں کے سلیبس کے مطابق ہیں۔ جن مضامین میں سلیبس ایک سا ہے ان میں دوسری یونیورسٹی یا بورڈوں کے طلبہ بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً اکنامکس، پولیٹیکل سائنس، شہریت، انگلش انٹرمیڈیٹ، تاریخ، جغرافیہ انٹرمیڈیٹ، فزکس انٹرمیڈیٹ کیمسٹری انٹرمیڈیٹ، عمرانیات بی۔اے وغیرہ۔

۳۔ ہر پیپر میں پہلے سوالاً جواباً کورس کا خلاصہ ہوتا ہے۔ پھر ماڈل پیپرز اور یونیورسٹی اور بورڈ کے گذشتہ پرچے تاکہ طالب علم ہر قسم کے سوالات کے جواب دے سکے۔

مندرجہ ذیل پیپرز تیار ہیں۔

بی۔اے ۔ (۱) انگلش: -/۲۰ + اُردو: -/۱۴ + اسلامیات: -/۱۴۔ پولیٹیکل سائنس -/۱۴۔ اکنامکس -/۱۶ + تاریخ ہسپانیہ و بنو عباس: -/۱۲۔ تحریک و تاریخ پاکستان -/۱۲ + اردو آپشنل -/۱۲ + عمرانیات -/۱۲۔ تاریخ یورپ -/۴ + تاریخ اسلام: -/۱۰ +

انٹرمیڈیٹ (۱) انگلش: -/۱۴ + اُردو: -/۱۴ + اسلامیات: -/۱۲۔ شہریت: -/۱۰ + اکنامکس: -/۱۲ + اردو ایڈوانس: -/۱۵ + تاریخ اسلام: -/۱۰ + تاریخ پاکستان -/۱۲۔ فزکس اول -/۱۰۔ دوم -/۱۲ + کیمسٹری اول -/۱۰۔ دوم -/۱۲ + بیالوجی اوّل -/۱۲ دوم -/۸، جغرافیہ -/۱۴ +

علمی کتاب خانہ۔ کبیر سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

Marfat.com

بلند پایہ کتابیں

علمی اُردو لغت (متوسط)

از وارث سرہندی ایم اے ۔ یہ درمیانی لغات سکولوں، کالجوں کے طالب علموں اور عام شائقین کے لیے کم قیمت والی لکھی گئی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ نصابی کتابوں کے تمام الفاظ اور عام اخباری الفاظ اس میں مل جائیں۔ معانی میں اختصار کر کے ضخامت کم کر کے صرف ضرورت کے الفاظ شامل کئے گئے ہیں صفحات تقریباً ساڑھے بارہ سو صفحے (زیر طبع)

تلمیحات واشارات

از وارث سرہندی ایم اے۔ نظر ثانی از محمد احسن خان۔ نظم ونثر کی کتابوں میں گذشتہ واقعات یا شخصیتوں یا قصوں کی طرف اشارات استعمال ہوتے ہیں یا بعض ضرب الامثال بعض مخصوص قصوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ان کا مفہوم سمجھنے کے لیے ان کا جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہیں اور کب ہوئے؟ وارث سرہندی صاحب نے ایسے الفاظ اسماء اور ضرب الامثال کو بڑی محنت سے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے اور ان شخصیتوں یا واقعات اور قصوں کا مختصر تذکرہ کر دیا ہے۔ تاکہ اُردو ادب کے شائقین گھر بیٹھے ہی ان کو سیکھ لیں اور مفہوم سمجھ لیں۔ (زیر طبع)

۴ اُردو کے دس عظیم شاعر

از پروفیسر محمد اقبال جاوید۔ ایم۔ اے۔ صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ۔ (زیر طبع) یہ اُردو ادب کے مشہور مصنف اور ادیب کے مطالعہ وفکر کا نچوڑ ہے جو درج ذیل اُردو کے دس شعراء کے فن وفکر کا ایک جامع تنقیدی جائزہ ہے جن پر نیچے دیئے گئے عنوانات کے تحت سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

(۱) ولی (۲) میر تقی (۳) میر درد (۴) مصحفی (۵) آتش (۶) غالب (۷) حالی (۸) حسرت (۹) اقبال (۱۰) اصغر۔

Marfat.com

عنوانات: (۱) شعر و سخن پر عمومی بحث (۲) شاعر کے فکر کا ہر پہلو (۳) تبرکات کے عنوان سے عظیم نقادوں کے نایاب مضامین اور آرا (۴) انتخاب کلام، خصوصیات کے اعتبار سے (۵) اشارات و ماخذ، تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے ایک مفید فہرست (۶) تنقیدی بحث، زبان کے بانکپن کے ساتھ۔

مثلاً میر تقی میر کی زندگی کے حالات کے بعد رنگِ سخن میں درج ذیل عنوانات شامل ہیں۔ (۱) میر کا ماحول اور شاعری (۲) میر کا درد و غم (۳) دل اور دلی کی بربادیاں (۳) تغزل اور نشتریت (۴) میر کا محبوب (۵) میر اور عشق (۶) قنوطیت نہیں، رجائیت (۷) حکیمانہ انداز (۸) میر کا فخریہ لب و لہجہ اور تقلیدِ میر (۹) الفاظ و تراکیب (۱۰) تشبیہات و اشارات (۱۱) مختصر یہ کہ...... تبرکات کے عنوان ہیں :۔ میر تقی میر۔ سید علی عباس جلالپوری۔ میر کی شاعری پر ایک اجمالی نظر۔ الیاس سوجانپوری (ہمایوں ۱۹۲۶ء)۔

نقادوں کی نظر میں (۱) ڈاکٹر مولوی عبدالحق (۲) ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی (۳) مجنوں گورکھپوری (۴) ڈاکٹر سید عبداللہ (۵) ڈاکٹر وحید قریشی (۶) محمد مجتبیٰ تنہا۔ (۷) نظیر صدیقی (۸) نثار احمد فاروقی (۹) دلی الرحمٰن دلی کاکوری (۱۰) نصیر احمد زار (۱۱) سعادت نظیر۔

انتخاب کلام میر خصوصیات کے اعتبار سے۔ (۱) جگر جور گردوں سے خوں ہو گیا (درد و غم) (۲) یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا (دلی کی بربادیاں) (۳) دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب (دلی کے تذکرے) (۴) یہ ہماری زبان ہے پیارے (تغزل اور حسن ادا) (۵) برقع اٹھتے ہی چاند سا نکلا (میر کا محبوب) (۶) مقابل تو دل ناتواں نے خوب کیا (جوش و عمل) (۷) بود آدم نمود شبنم ہے (حکمت کی باتیں) (۸) مستند ہے میرا فرمایا ہوا (تعلّی) اشارات و ماخذ: تحقیقی کام کرنیوالوں کیلئے ایک فہرست

اردو ایم اے ۱۹۷۷ء تا ۱۹۷۸ء

امتحان ایم اے اردو کی تیاری کے لیے پرچوں کے لیے درج ذیل کتابیں موجود ہیں یا چھپ رہی ہیں۔

Marfat.com

۱۔ پرچہ اوّل : اردو میں قصہ نگاری کا ارتقاء ۔ از پروفیسر محمد ارشد کیانی ایم اے قیمت ۔/۱۸

۲۔ پرچہ دوم : اردو میں شاعری کا ارتقاء : از پروفیسر جمیل احمد انجم ایم اے قیمت ۔/۱۸

۳۔ پرچہ سوم : تاریخ زبان و ادب اردو : از پروفیسر جمیل احمد انجم ایم اے قیمت ۔/۱۸

۴۔ پرچہ چہارم، اردو میں جدید نثر نگاری کا ارتقاء : از پروفیسر محمد ارشد کیانی ایم اے ۱۸/

۵۔ پرچہ پنجم (اردو میں تنقید نگاری) نظر ثانی پروفیسر جمیل احمد انجم ۔/۱۸

۶۔ پرچہ ششم (اقبالیات کا مطالعہ خصوصی) پروفیسر جلیل نقوی ایم اے ۱۸/

۷۔ پرچہ ہفتم (مضمون نگاری) نظر ثانی پروفیسر جمیل احمد انجم ایم اے ۔/۱۸

ایم۔اے اسلامیات

پرچہ نمبر ۱ : القرآن برائے امتحان ۱۹۷۷ء ۱۹۷۸ء و ۱۹۷۹ء

۱۔ سورۃ نساء مع ترجمہ و تفسیر از پروفیسر مولانا منظور احمد ایم۔ اے

۲۔ سورۃ مائدہ مع ترجمہ و تفسیر از پروفیسر مولانا منظور احمد ایم۔ اے ″ ″ ″ ″

۳۔ تاریخ ادب تفسیر۔ از پروفیسر مولانا منظور احمد احمد اے ۔ ″ ″ ″

نوٹ مندرجہ بالا تفاسیر مولانا منظور احمد صاحب ایم اے اسلامیات و عربی (گولڈ میڈلسٹ) و فاضل دیوبند، پروفیسر جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی تالیف ہیں، ان میں تفسیر المنار (علامہ رشید رضا) تفسیر فی ظلال القرآن (سید قطب) تفسیر حقانی و تفسیر ابن کثیر و تفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کے خصوصی اقتباسات شامل کر دیئے گئے ہیں۔ اس لیے ان تفاسیر کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی I القرآن مندرجہ بالا تینوں کتابوں سے مکمل ہو جاتا ہے۔ نوٹ ۲ مولانا منظور احمد صاحب کے اسی مندرجہ بالا اسلوب پر سورۃ انعام، سورۃ اعراف و انفال و سورۃ توبہ بھی موجود ہیں۔

پرچہ نمبر ۲ : الحدیث

(۱) کتاب الصلوٰۃ از مشکوٰۃ المصابیح (ہر فصل کی پہلی حدیث صرف) مع ترجمہ و تشریح از مولانا منظور احمد

۲۔ کتاب الزکوٰۃ و کتاب الصوم از مشکوٰۃ المصابیح (ہر فصل کی پہلی حدیث صرف)

Marfat.com

مع ترجمہ وتشریح از مولانا منظور احمد۔ قیمت:

۳: تاریخ واصول حدیث:۔ از پروفیسر مولانا منظور احمد صاحب

پرچہ نمبر ۳ الفقہ:

(۹) **تاریخ فقہ مع عائلی قوانین وعلم الفرائض**: از پروفیسر مولانا منظور احمد

(ب) **رہنمائے فقہ واصولِ فقہ**۔ اس میں ہدایہ اور اصول الشاشی کا ملخص آسان زبان میں دیا گیا ہے نیا ایڈیشن زیر طبع۔

پرچہ نمبر ۴، تاریخ مسلمانانِ عالم | (قدیم وجدید) موجودہ عالم اسلام سمیت ملک کے فاضل تاریخ دان پروفیسر محمد رضا خان ایم اے۔ ڈبلیو پی۔ ای۔ ایس I (ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج ڈیرہ اسمٰعیل خان) کی مرتب کردہ ہے۔ اس میں سلیبس میں دیئے گئے تمام عنوانات شامل ہیں بہترین کتاب۔ عملی اسلام اور اسلامی نظریات کی زندہ تصویر۔

نوٹ: تمام ادوار کا بہترین تنقیدی جائزہ جائزہ لیا گیا ہے صفحات بڑے سائز کے ایک ہزار، قیمت ۲۵/- روپے

پرچہ نمبر ۵: مطالعہ تقابلِ ادیان نیا ترمیم شدہ ایڈیشن ۱۹۷۰ء از پروفیسر غلام رسول ایم اے جامع کتاب ہے۔ ہدیہ ۲۴/- روپے

پرچہ نمبر ۶: اسلام اور معاشرتی، معاشی وسیاسی افکار: امتحان ۱۹۶۵ء اور مابعد اس پرچہ کو مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ان میں سے کوئی ایک لیا جا سکتا ہے۔

(۱) اسلام کا معاشرتی نظام۔ از چوہدری غلام رسول ایم۔ اے قیمت ۱۲/ روپے

(۲) اسلام کا سیاسی نظام " " قیمت ۱۵/۰ روپے

(۳) اسلام کا معاشی نظام " " " قیمت ۶/۰ روپے

پرچہ نمبر ۷: اسلام، سائنس اور فلسفہ

Marfat.com

ان میں سے ایک :

(ا) اسلام کے کارہائے نمایاں از پروفیسر چودھری غلام رسول ایم۔ اے ۲۰/-

ب۔ اسلام اور سائنس ۱۲ روپے

(ج) اسلام اور فلسفہ از پروفیسر خان محمد ایم اے " قیمت ۹/۰ روپے

پرچہ نمبر ۸ : آپشن I تھیسس مع زبانی امتحان (۱۰۰ نمبر)

آپشن II : جواب مضمون ۵۰ نمبر زبانی امتحان (۵۰ نمبر)

۱۔ **مقالات علوم اسلامیہ** | از پروفیسر مولانا منظور احمد صاحب ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ یونیورسٹی کے پرچوں سے منتخب مضامین پر مقالات لکھے گئے ہیں۔ بلند پایہ کتاب ہے۔ نیا ایڈیشن

مدرس عربی | از پروفیسر میاں منظور احمد ایم۔ اے گولڈ میڈلسٹ (عربی اسلامیات) فاضل دیوبند، عربی صرف و نحو، ترجمہ، کمپوزیشن پر مکمل کتاب، زبان آسان۔ مثالیں جدید عربی سے لی گئی ہیں یا قرآن و حدیث سے، ترکیب نحوی، مضمون نویسی۔ کہانی لکھنا۔ مکالمات وغیرہ سب شامل ہیں۔ ابتدائی جماعتوں کے لیے حصہ اوّل کافی ہے۔ حصہ دوم ایف۔ اے۔ بی۔ اے، ایم۔ اے اور ادیب عربی، عالم عربی اور فاضل عربی کے لیے مکمل رہنما ہے قیمت، حصہ اوّل زیر طبع ۵/- روپے قیمت : حصہ دوم : ۱۰ روپے

تفسیر بیضاوی سورۂ آل عمران | مع اردو ترجمہ (برائے ایم۔ اے عربی) ... روپے

۱۔ **تاریخ ادب اردو** | (دور سرسید کی تخلیص کے ساتھ) از رام بابو ... ترمیم و اضافہ از پروفیسر تبسم کاشمیری اورنیٹل کالج لاہور چھپائی اعلیٰ وبنڈائنگ آفسٹ سفید کاغذ ۱۵/- روپے (ایم۔ اے اور بی۔ اے دونوں کیلئے)

کتب معاشیات ۱۹۷۸ء ۱۹۷۵ء

۱۔ **کلی معاشیات کا عملی تجزیہ** | برائے ایم۔ اے۔ پرچہ اوّل (میکرو اکنامک تھیوری) از پروفیسر خواجہ عبدالحلیم ایم۔ اے

Marfat.com

گورنمنٹ کالج، اصغر مال، راولپنڈی، اردو زبان میں بلند پایہ کتاب۔ نصاب کے تمام عنوانات شامل ہیں قیمت ۱۴/۰ روپے

۲۔ جزوی معاشیات : برائے ایم اے۔ پرچہ اوّل زیر طبع۔

۳۔ **معاشی ترقی، بحوالہ خصوصی پاکستان** اردو ترجمہ اکنامک ڈویلپمنٹ تھیوری اینڈ پریکٹس، سپیشل ریفرنس ٹو پاکستان۔ از پروفیسر منظور مرزا۔ ایم۔ اے (سابق پرنسپل) سیکرٹری، بلند پایہ کتاب۔ بہت مقبول ہے۔ ۱۸/۰

معاشیات : از پروفیسر منظور احمد شیخ

ریاضیاتی معاشیات : از ڈاکٹر چودہری محمد حسین قیمت ۷/۵۰ روپے

اصولِ معاشیات (برائے تھرڈ ایئر) جزوی، کلی، ریاضیاتی معاشیات پر جامع اور بلند پایہ نصابی کتاب۔ جدید معاشی نظریات و رجحانات کی عکاس۔ فنی اصطلاحات و تصورات کا خوبصورت ترجمہ۔ زبان و بیان سلیس و رواں ہر باب کے آخر میں امتحانی سوالات اساتذہ اور طلباء میں مقبول و معروف۔ قیمت حصہ اوّل و دوم (میکرو و مائیکرو) ۲۰/۰ روپے حصہ سوم (ریاضیاتی) ۲۴/۰ روپے

مُعاشیات پاکستان (برائے فورتھ ایئر) معاشی منصوبہ بندی و ترقی کے نظریات و مسائل پر مربوط و مبسوط بحث۔ پاکستان کے اقتصادی مسائل اور پنجسالہ منصوبوں کا تنقیدی جائزہ۔ بی۔ اے کے طلباء و طالبات کے لیے معیاری اور مقبول ترین نصابی کتاب، پاکستان بھر کے کالجوں میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ قیمت ۲۰/۰ روپے

نظریاتی معاشیات : (بی اے) (زیر طبع)

ایم اے، بی اے سیاسیات ۱۹۷۶ء، ۱۹۷۷ء

۱۔ **تحریک قیام پاکستان** از پروفیسر محمد رفیع انور، پرنسپل گورنمنٹ کالج ملتان و حسن عسکری رضوی۔ لیکچرار شعبۂ سیاسیات پنجاب

Marfat.com

یونیورسٹی لاہور۔ جدوجہد آزادی (از ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء) کی عظیم داستان اور قیام پاکستان کے محرکات کا تجزیہ۔

بی۔اے سیاسیات و تاریخ اور ایم۔اے تاریخ و سیاسیات کے طلباء کے لیے بہترین کتاب دوسرا ایڈیشن۔ اضافوں کے ساتھ، صفحات ۲۷۲ قیمت ۱۲/۵۰ روپے

۲ معارف سیاسیات برائے بی۔اے، پرچہ الف، اس کتاب میں سیاسیات کے مختلف موضوعات پر بحث کرتے وقت جدید مغربی افکار کے ساتھ ساتھ ملّی تقاضوں، رائج الوقت سیاسی تصورات اور اداروں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ کتاب کے اس تیسرے ترمیم شدہ ایڈیشن میں یونیورسٹی کے نئے نصاب کے مطابق علم سیاسیات میں جدید رجحانات اور دستوری اداروں پر تقابلی نکتہ نظر سے مفصل بحث کی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ ۱۸/۷۵ روپے

پروفیسر محمد سرور ایم۔اے (گولڈ میڈلسٹ)

۳ حکومت و سیاست (ترقی یافتہ ممالک میں) (برائے ایم۔اے پرچہ دوم) بنظر ثانی پروفیسر محمد رفیع انور، پرنسپل گورنمنٹ کالج ملتان، برطانیہ، امریکہ، سوویٹ یونین اور فرانس کے سیاسی نظاموں کا تقابلی سیاست کے جدید اصولوں کی روشنی میں تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے قیمت -/۱۵ روپے

۴۔ تقابلی سیاست (ترقیاتی اندازِ فکر) برائے ایم۔اے پرچہ دوم، یہ کتاب سیاست کے نظریاتی پہلوؤں سے متعلق ہے اس میں تقابلی سیاست کے روائتی اور جدید اندازِ فکر کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں، کتاب کا اصل مقصد مختلف سیاسی نظاموں کے تقابل کے لیے ایک ٹھوس اور مستحکم معیار قائم کرنا ہے۔ از پروفیسر محمد سرور، صفحات تقریباً ۱۰۸ قیمت ۳/۵۰ روپے

۵ سیاست و ریاست: (حصہ اوّل) از چودھری فاروق اختر نجیب ایم، اے۔ سیاسیات پر اُردو میں ایک جامع کتاب مسلمان سیاست دانوں کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔ اس لیے یہ کتاب اپنی نوعیت

Marfat.com

کی بہترین کتاب ہے۔ نیا ایڈیشن ترمیم و اضافہ شدہ۔ سفید کاغذ نیا ایڈیشن ۱۹۷۳ء کے مطابق۔ قیمت ۱۶/۲۵ روپے

۶۔ تحریک آزادی و آئین پاکستان؛ برائے بی۔ اے۔ پرچہ دوم از پروفیسر فاروق اختر نجیب ایم۔ اے۔ نئے سیلبس کے مطابق اور نئے آئین کے ساتھ فاضل مصنف نے محنت کر کے کتاب کو تیار کیا ہے۔ بلند پایہ کتاب ہے۔ سابقہ کتاب میں ترمیمات کے ساتھ نیا آئین ۱۹۷۳ء شامل کر دیا گیا ہے۔ بہت مقبول کتاب ہے۔ قیمت ۱۵/۷۵ روپے

۷۔ پاکستان میں پارلیمانی جمہوریت: از پروفیسر محمد سرور پروفیسر گلزار محی الدین اسلامیہ کالج سول لائن لاہور۔ اس کتاب میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۳ء تک پاکستان کے اہم سیاسی واقعات اور آئینی ارتقا کا تجزیہ شامل ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین ۱۹۷۳ء دوسرے حصہ میں دیا گیا ہے اور تقابلی سیاست کے جدید اصولوں کی روشنی میں بحث کی گئی ہے یہ کتاب بی۔ اے پرچہ دوم اور ایم۔ اے کے طلبہ کے لیے مفید ہے قیمت ۷/۵۰ روپے۔

تاریخ بی اے

۱۔ تحریک و تاریخ پاکستان: از پروفیسر محمد احسان الحق ایم اے و محمد شفیق علوی ایم۔ اے۔ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک تحریک پاکستان اور اس کے بعد ۱۹۴۷ء سے لے کر پیپلز پارٹی کی حکومت تک تاریخ پاکستان عمدہ اور سلیس زبان و انداز میں دیے گئے ہیں۔ عمدہ کتاب ہے قیمت ۱۶/۵۰

۲۔ تاریخ ہسپانیہ: از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ مستند تاریخ برائے بی اے قیمت ۱۶/۲۵

۳۔ جدید تاریخ یورپ: از ڈاکٹر عطا محی الدین مرحوم و پروفیسر ہدایت اللہ خان ایم۔ اے۔ جلد اول از ۱۴۵۳ء تا ۱۷۸۹ء قیمت ۱۲/۰

Marfat.com

جلد دوم از ۱۷۸۹ء تا ۱۸۱۵ء قیمت ۔/۴

جلد سوم (حصہ چہارم و پنجم) از ۱۸۱۵ء تا ۱۹۶۲ء قیمت ۔/۱۲

عمرانیات

۱۔ نصاب عمرانیات: برائے بی اے پرچہ الف، از پروفیسر غلام مرتضیٰ شاکر ایم اے بہترین کتاب قیمت ۱۵/

۲۔ نصاب عمرانیات: برائے بی اے پرچہ ب: ″ ″ ″ ″ ″ تحقیقی کتاب (زیر طبع)

۳۔ اصول عمرانیات برائے انٹرمیڈیٹ ″ ″ ″ ″ ″ بلند پایہ کتاب ۵/۵۰

۴۔ پاکستانی معاشرہ: برائے انٹرمیڈیٹ ″ ″ ″ ″ عمدہ کتاب ۔/۱۲

۱۔ اصول تجارت: از پروفیسر علی حسن مظفر ایم کام پرنسپل گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ، شاہدرہ نئے سیلبس کے مطابق عمدہ کتاب سی کام و ڈی کام کیلئے قیمت ۔/۱۰

۲۔ بنیادی معاشیات: برائے سی کام و ڈی کام، از پروفیسر علی حسن مظفر ایم کام پرنسپل گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ شاہدرہ، پروفیسر ٹی ایم۔ یوسف ایم۔ اے، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ، سی کام و ڈی کام کے لیے عمدہ کتاب قیمت۔ ۱۳/۷۵

۳۔ نظامت کاروبار: گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی اور گورنمنٹ پالی ٹیکنیک کلاسنر کے طلبہ کے لیئے نئے سیلبس کے مطابق عمدہ کتاب: از پروفیسر علی حسن مظفر، ایم کام پرنسپل کمرشل گورنمنٹ کالج شاہدرہ، پروفیسر غلام حسین چودہری ایم۔ اے معاشیات، فارسی، ایم۔ ایڈ، ٹیکنیکل گورنمنٹ کمرشل کالج۔ قیمت ۔/۱۵

۴۔ نظامت صنعت اور انسانی روابط از پروفیسر چودہری غلام حسین چودہری و محمد سلیم چودہری

Marfat.com

ٹیکنالوجی اور پالی ٹیکنیک کے لیے سیلبس کے مطابق بہترین کتاب قیمت ۱۲/۵۰
(سماجی اور پیشہ ورانہ رہنمائی) ٹیکنالوجی اور پولی

۵ رہنمائے صنعت ٹیکنیک کے نئے سیلبس کے مطابق عمدہ کتاب از
چودھری غلام حسین (ایم۔ اے معاشیات، فارسی، ایم۔ ایڈ، بزنس (ٹیکنیکل)
و غلام حسین چودھری ایم اے محمد سلیم چودھری بی۔ ایس سی ایگلو یکلچر (آنرز)
ایم اے (معاشیات) بی۔ ایڈ ۱۵/۰ روپے
حصہ اول پالی ٹیکنیک اور کمرشل کلاسز سی کام

۶۔ نصاب (اسلامیات) کے طلبہ کے لیے سیلبس کے مطابق، از پروفیسر
راؤ محمد لیسین خاں عمدہ کتاب قیمت ۳/۵۰
حصہ دوم، پالی ٹیکنیک اور کمرشل کلاسز ڈی کام کے طلبہ

۷۔ اسلامیات کے لیے سیلبس کے مطابق۔ از پروفیسر راؤ محمد لیسین خاں قیمت ۳/۵۰

عمدہ کتابیں

نئے سیلبس ۱۹۷۷ء و ۱۹۷۸ء کے مطابق انٹرمیڈیٹ

۱۔ معیاری حیاتیات: بیالوجی اردو میں عمدہ کتاب (از پروفیسر جمیل احمد خان ایم
ایس سی، گورنمنٹ کالج گوجرخان، حصہ اول ۱۰/- حصہ دوم ۸/۵۰

۲۔ تاریخ ارائیاں: از علی اصغر چودھری ہیڈ ماسٹر (ارائیں ہاؤس۔ محلہ اللہ یار
ٹنڈو آدم۔ سندھ) چوتھا ایڈیشن اس ایڈیشن میں بہت سے تاریخی حوالوں کا ذکر کیا
گیا ہے منصورہ کے کھنڈرات کی تصاویر اور سندھ کے نقشوں سے مزین قیمت ۲۴/- روپے

کالم نویسی: از پروفیسر شفیق جالندھری شعبہ صحافت پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور صحافت
کے فن کے متعلق عمدہ پیش کش جو نہ صرف طلبا، ایم اے صحافت
بلکہ نوجوان صحافیوں کی رہنمائی بھی عمدہ طریقے سے کرتی ہے اخبارات نے بلند

Marfat.com

آرا اس کے متعلق پیش کی ہیں قیمت ۱۰/ روپے

نوٹ ان کے علاوہ (۱) رپورٹنگ (۲) فیچر نگاری (۳) اخبارات و رسائل (طباعت، اشاعت اور تشہیر) زیر طبع ہیں

مخزنِ نعتِ رسولؐ: شعرا کی معروف اور غیر معروف مگر بلند پایہ نعتیں، ترتیب پروفیسر محمد اقبال جاوید (گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ) بلند پایہ نعتوں کا بے نظیر مجموعہ صفحات تقریباً ۳۰۰، کاغذ اور چھپائی اعلیٰ ۱۲/- روپے

۸ علمی معلومات عامہ پاکستان: (۱۹۷۷) - از زاہد حسین انجم - اُردو جنرل نالج میں اپ ٹوڈیٹ بہترین کتاب عام فہم الفاظ میں لکھی گئی یہ کتاب مقابلہ کے امتحانات کے لئے نہایت موزوں ہے قیمت ۸/-

۹ علمی معلومات عامہ دُنیا: دنیا (۱۹۷۷) - از زاہد حسین انجم اردو جنرل نالج میں اپ ٹوڈیٹ بہترین کتاب علمی حلقوں میں اس کتاب کو بڑا سراہا گیا ہے کیوں کہ کتاب کے مطالعہ کے بعد عام آدمی بھی دنیا بھر کے واقعات سے روشناس ہو جاتا ہے۔ ۱۴/۰ روپے

۱۰ فہم اسلام: از پروفیسر غلام احمد حریری ایم۔اے۔ سابق صدر شعبہ اسلامیات اسلامیہ کالج۔ لائل پور C.S.S. کے امتحان (نئے کورس) کے مطابق قیمت آٹھ روپے

۱۱۔ دولت مشترکہ اسلامیہ از زاہد حسین انجم - اسلامی ممالک کے جغرافیائی تاریخی اور دیگر حالات سربراہان کے سوانحی خاکے اور فوٹو۔ رنگین نقشہ۔ دیباچہ عربی، فارسی، ترکی، انگریزی اور اُردو میں دیا گیا ہے۔ پاکستان میں موجود اسلامی ممالک کے سفارتخانوں نے اسے بے حد سراہا ہے۔ قیمت ۔ ۱۲/

Marfat.com

لاء بکس

ہم لاء بکس پاکستان لاء ٹائمز پبلی کیشنز کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ خط لکھ کر فہرست منگوائیے۔ چند کتابیں درج ذیل ہیں:

ایم محمود ایم اے، ایل ایل بی کی کتابیں

۱۔ سپریم کورٹ ڈائجسٹ (۱۹۴۷-۷۵) سول، کریمنل، ریونیو، حصہ اول -/۶۰ حصہ دوم -/۱۲۰

۲۔ کالونائزیشن آف گورنمنٹ لینڈز (پنجاب) ایکٹ ۱۹۱۲ء ایڈیشن ۱۹۷۵ء -/۲۵ روپے

۳۔ لینڈ لاز (ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو ایکٹ ۱۹۶۷ء ویسٹ پاکستان بورڈ آف ریونیو ایکٹ ۱۹۵۷ء وغیرہ وغیرہ) ایڈیشن ۱۹۷۵ء قیمت -/۲۵ روپے

۴۔ لاء آف پری ایمپشن ایکٹ ۱۹۱۳ء فرنٹیئر ایکٹ ۱۹۵۰ء - ایم ایل آر نمبر ۱۱۵ (۱۹۷۲ء) -/۱۸ روپے

۵۔ رینٹ ریسٹرکشن لاز سیکنڈ ایڈیشن (۱۹۷۷ء)

۶۔ مینول آف کنٹونمنٹ لاز - ایڈیشن (۱۹۷۷ء)

۷۔ انٹرپریٹیشن آف لاز ایڈیشن ۱۹۷۷ء

۸۔ لاء انجکشنز (زیر طبع)

۹۔ کوڈ آف کریمنل پروسیجر (زیر طبع)

چودھری مہربان علی ایڈووکیٹ ملتان کی کتابیں

۱۔ ڈیلیگیٹڈ پرسنز ایکٹ (۱۹۷۶ء) -/۱۲ (۲) نیچرل جسٹس پرنسپلز ۱۹۷۷ء -/۶

۲۔ لیمیٹیشن ایکٹ ۱۹۰۸ء نیا ایڈیشن (زیر طبع)

چودھری الطاف حسین ایڈووکیٹ و چودھری جاوید الطاف ایم اے (آکسن) ایل ایل بی کی لیبر کے متعلق کتابیں موجود ہیں۔ فہرست طلب فرمائیے

Marfat.com

ہر گھر اور ہر ذوق کی تسکین کے لیے معیاری اور دلچسپ

ماہنامہ

حجاز ڈائجسٹ

لاہور

ملک کے بلند پایہ اور نامور ادیبوں اور اہل علم کی قلمی کاوشوں سے آراستہ

بہت جلد اپنے سفر کا آغاز کر رہا ہے

- اسلام، سائنس، ادب، تاریخ، نفسیات، معیشت اور طب وغیرہ پر خصوصی تحقیقی مضامین
- عبرت انگیز، لہو گرما دینے والی اور ولولہ انگیز سچی کہانیاں (اسلامی تاریخ کے کارہائے زریں کو خصوصیت سے پیش کیا جائے گا)
- بچوں اور خواتین کے لیے دلچسپ تحریروں پر مشتمل صفحات
- اصلاح معاشرہ اور عوامی مسائل کے حل کے لیے تحقیقی مضامین

ہر لفظ روشن، ہر لفظ تابندہ

دفتر: الشجر بلڈنگ۔ نیلا گنبد۔ انار کلی۔ لاہور

خط و کتابت کیلیے علمی کتاب خانہ اردو بازار لاہور سے رجوع کریں

Marfat.com

COMMERCE BOOKS

8. **Principles of Book-keeping and Accountancy**—for B. com., C. com., & D. com. students—by A.H. Muzaffar, Principal, Govt. Commercial Institute, Shahdara, and M. Afzal Qureshi, Principal Commercial Institute, Lahore—The book is written in easy language. Traders final account, accounts of Partnership and joint stock companies/have been dealt with fully. Part I is meant for C. com. (ist year) and B. Com. (ist year) and Part II for D. Com., I. com. (2nd year) and B. com. (2nd year). Answers to questions on each chapter given. Rs. 20/-

9. **Key to Principles of Book-keeping and Accountancy**—Key to above. Rs. 12.50

STATISTICS (1977—78)

1. **Introduction to Statistical Theory**—by Sher Mohammad Chaudhry, M.A., F.S.S. (London), W.P.E.S. I, head of deptt., Government College, Lahore. This is an excellent book giving comprehensive coverage to the basic Statistical Theory, for the undergraduate and postgraduate classes in Arts, Science & Commerce.

New revised edition (1977) Part I Rs, 16/25 Part II Rs. 16.25

2. **Mathematical Statistics**—by Ch. Abdul Samad Hirai, M.Sc. (Leicester), M.A. (Punjab), Head of Deptt. of Statistics Punjab University, Lahore—a text book for M.A. classes. A good book—new edition. Rs. 30/-

3. **Estimation of Statistical Parameters**—by Abdul Samad Hirai, M.A. (Pb.), M.Sc. (Leicester), professor of Statistics, Punjab University, Lahore—a text book for M.A., M.Sc., classes and Research Workers in Social Sciences. Rs. 15.00

ILMI KITAB KHANA

Kabir Street, Urdu Bazar, LAHORE.

Phone : 53510—Res. 61889

Marfat.com

ECONOMICS

1. **Text. Book of Economics**—for degree, post raduate & commerce students—(micro and macro econo- ics), according to new syllabus—by professor S. Saeed asir M.A., Principal, Muncipal College of Commerce, yallpur—new revised and enlarged edition—a good book ving examples from every day life. (In press)

2. **Economic Development**—by Prof Manzoor Mirza .A. (formerly principal, Govt. College, Lala Musa), vering syllabus for M.A. Economics & Commerce classes. e problems of underdeveloped countries with special ference to Pakistan are fully discussed. hird revised and enlarged edition, 1977 (In press)

Note :—Please see its Urdu Edition in Urdu list.

GENERAL & MEDICAL BOOKS

4. **Public Administration and Administrative Law**—by . S.M. Haider, M.A. (Geography), M.A. (Sociology), .B., M.A., (Soc. and Anthropology—Michigan (State) .D. (Administrative Law, Duke U.S.A.) Coordinator kistan Academy for Rural Development, Peshawar—(first ition 1973) Rs. 20.00

5. **Administrative Reforms and Administrative Justice**— y Dr. S.M. Haider. (1st. edition 1973) Rs. 20.00

6. **Students Clinical Methods in Medicine**—by Dr. ohammad Ali, M.B.B.S., K.E. Medical College, Lahore— gives briefly systematic way of Taking History, Examina- n of Patient, Routine laboratory investigations, correct d prompt diagnosis. The book is illustrated with grams and plates. The language is simple. 3rd. revised d improved edition with Electrocardiography. Rs. 20.00

7. **Text Book of Forensic Medicine & Toxicology**— Dr. S.Z. Durrani, Formerly Surgeon Medicolegal to the vernment of the Punjab, lecturer K.E. Medical college, hore—Data of Forensic Médicine collected by foreign horities has been modified according to the changed ditions *in Pakistan*—2nd. Ed. (revised) in press.

Marfat.com

3. **Pass Book to B.Sc. (1) Physical Chemistry,** Rs. 15.00 (2) **Organic Chemistry,** Rs. 13.50 and (3) **Inorganic Chemistry** Rs. 18.00,—very useful books for examination purposes (according to new syllabus) & are available from all good book-sellers of Pakistan.

4. **B.Sc. (Hons.) & M.Sc. Organic Qualitative Analysis** —by Dr. Mohammad Iqbal—2nd ed. 1977. Rs. 10.00

5. **The Identification of Organic Compounds**—by Dr. Abdur Rahman and Dr. Miss Irshad for B.Sc. Rs. 6.25

6. **Semimicro Qualitative Analysis—for B.Sc. (Hons.) and M.Sc.**—by Dr. A.M. Qureshi, Professor and Head of Chemistry Department, Govt. Science College, Lahore.

Rs. 5.00

B.Sc. PHYSICS 1977-78

1. **A Text Book of Waves and Oscillations**—by M.H. Mussadiq, M,Sc., M. Phil., Muhammad Naeem, M.Sc., Govt. College, Lahore and M. Rafique Naseem.

Special Features :—(1) Approved as a text book by the Punjab University. (2) It contains good many solved examples and solutions of the numerical examples. (3) A chapter on 'lens Defects' has been included to complete the syllabus.

Rs. 8.50

2. **A Refresher Course in Modern Physics** —This book is prepared according to new syllabus (covering the whole syllabus of all Pakistani Universities) along with solved exercises and numericals of the Text Books and examination questions

Rs. 18.00

3. **A Refresher Course in Mechanics (Physics)**—typical questions & problems with answers systematically arranged —a good help book.

Rs. 9.00

4. **A Refresher Course in Thermodynamics**—Covering the new course of all Universities—best help book with a good quantity of solved examples. Rs. 15.00

5. **A Refresher Course in Magnetism & Electricity**— Covers the courses of all the Universities, University questions and numerical examples solved, a very good help book.

Rs. 18.00

6. **A Refresher Course in Waves & Oscillations**— Coverssyllabus of all the Universities, Solutions of University questions and numerical examples given, a very good help book—(in press).

Marfat.com

GOOD BOOKS

1. **Text Book of Inorganic Chemistry**—by (1) Dr. dul Majid Qureshi, Govt. Science College, Lahore. Dr. Mohammad Zafar Iqbal, Associate Professor of emistry, University of the Punjab.

Special Features : (1) Covers B.Sc. syllabi of all the iversities of Pakistan, (2) Easy and simple language, Covers all the modern topics in the subject of Inorganic hemistry in a lucid, systematic and comprehensive anner, (4) Liberal use of diagrams, (5) Numerous lved examples, (6) Mechanistic approach to chemical actions. Part I Rs. 12.50, Part II Rs. 18.75

Text Book of Physical Chemistry—for B.Sc. Students f all Pakistan Universities Vol. I and Vol. II by—(1) Dr. Ghulam Nabi (Punjab University, Lahore) (2) Dr. B.A. Khokhar (Science College Lahore) (3) M.N. Akhtar, Government College, Lahore.)—2nd revised edition. In SI Units with their approved symbols have been introd- uced as recommended by the Universities for exam. 1977.

The salient features of the book are :—

(1) Easy and simple language, (2) Modern approach towards illustrating basic principles of physical chemistry, (3) Numerous solved examples, (4) Application of funda- mental principles of physical chemistry to chemistry, industry, medicine and problems of daily life, (5) Covers syllabi of all the Universities in Pakistan, (6) Recommended for B.Sc. Chemistry students of all the Universities of Pakistan by the University Grants Commission in its meet- ing held on 19th. to 21st. of May, 1976.
Vol. I. Rs. 18.95 Vol. II Rs. 18.95

OTHER BOOKS ON CHEMISTRY

1. **B.Sc. Organic Chemistry**—by Dr. Khairat Ibn-e-Rasa and Dr. M.A. Rahman—a good Text book, Vol. I Rs. 13/- Vol. II Rs. 17.00

2. **Advanced Practical Chemistry**—for B.Sc.—by Dr. A.M. Qureshi, and Dr. Mohd. Zafar Iqbal, Punjab University, Lahore (3) Dr. Mohd Iqbal and (4) Dr. Rahman Chowdhry (Govt. College, Lahore)—Covers new syllabus of Pakistan Universities.
Part I Rs. 7.50 Part II. Rs. 12.50

Marfat.com

Marfat.com

FOR COMPETITIVE EXAMINATIONS

ILMI ENCYCLOPAEDIA OF GENERAL KNOW[illegible]

[illegible] (1977) by Zahid Hussain Anjum and for[illegible] by Dr. Abdus Salam Khurshid, Head of the Dep[illegible] [illegible] Punjab University Lahore—The bo[illegible] contain[illegible] correct informations about Gen[illegible] knowledge [illegible] ought to know. The author ha[illegible] [illegible] his laborious works in differen[illegible] [illegible] The book speaks for itse[illegible] [illegible] where

1. GENERAL KNOWLEDGE (1977) :—Geography [illegible] Fuel Colours, Health, Food [illegible] Railways, Tourism, Weights an[illegible] [illegible] and Miscellaneous topics

Rs. 10 [illegible]

[illegible]ERY DAY SCIENCE (1977) :—Space age, Th[illegible] [illegible] Energy, The Elements, Award[illegible]

Rs. 6 [illegible]

LITERATURE AND WORLD'S FAMOUS WHO'[illegible] [illegible] Literatures, Quotatio[illegible] [illegible] Ancient Monument[illegible]

[illegible]RRENT AFFAIRS 1977 [illegible]onal Orga[illegible] [illegible] World's most important Politica[illegible] [illegible] Nations, Emblems, Countrie[illegible] [illegible] Important Muslim and Non[illegible] [illegible] Historic Assassinations Famous Abdic[illegible] [illegible] Kidnappings, Important [illegible] Current Problems [illegible] War The Cyprus issue, Eritarea, [illegible] Apartheid, Vietnam Issue, Berlin [illegible] Conferences

Rs. 9.00

5. PAKISTAN AFFAIRS (1977) — All [illegible] sorts of [illegible] Pakistan

Rs 6.00

6. INTELLIGENCE TESTS (1977) — By Zahid [illegible] [illegible] useful guide for all types of Intelligence [illegible] Pakistan Army, Air Force and Nav[illegible] [illegible] press

EXPLORING THE WORLD OF ENGLISH— by [illegible] Syed [illegible] Shah M.A. P.E.S.I., retired Principal [illegible] Multan—It is a practical course in [illegible] college students and competitive [illegible] New [illegible] edition (1977) in press.

ILMI KITAB KHANA

[illegible] Urdu Bazar Lahore

Marfat.com

FOR COMPETITIVE EXAMINATIONS

ILMI ENCYCLOPAEDIA OF GENERAL KNOW[...]

[illegible] 1977) — by Zahid Hussain Anjum and for[...] by Dr. Abdus Salam Khurshid, Head of the Dep[...] [illegible] Punjab University Lahore—The bo[...] [illegible] correct informations about General [...] knowledge [illegible] ought to know. The author ha[...] [illegible] his laborious works in differen[...] [illegible] The book speaks for itse[...] [illegible] where

1. **GENERAL KNOWLEDGE (1977)** :—Geography [illegible] Fuel Colours, Health, Food [illegible] Railways, Tourism, Weights an[...] [illegible] and Miscellaneous topics Rs. 10.[...]

EVERY DAY SCIENCE (1977) :—Space age, Th[...] [illegible] Energy, The Elements, Award[...] Rs. 6.[...]

LITERATURE AND WORLD'S FAMOUS WHO'[...] [illegible] Literature, Quotation [illegible] Ancient Monument[...]

CURRENT AFFAIRS 1977 [illegible] National Orga[...] [illegible] World's most important Political [illegible] Nations, Emblems, Countrie[...] [illegible] Important Muslim and Non [illegible] History, Assassinations, Famous Abdic[...] [illegible] Kidnappings, Important [illegible] Current Problems [illegible] War, The Cyprus issue, Eritarea, [illegible] Apartheid, Vietnam Issue, Berlin [illegible] Conferences Rs. 9.00

PAKISTAN AFFAIRS (1977) — All sorts of [illegible] Pakistan Rs. 6.00

6. **INTELLIGENCE TESTS** (1977) — By Zahid [...] [illegible] guide for all types of Intelligence [illegible] Pakistan Army, Air Force and Nav[...] I.S.S.B. [illegible] (in press)

EXPLORING THE WORLD OF ENGLISH—by [illegible] Syed [illegible] Shah M.A. P.E.S.I., retired Principal [illegible] Multan—It is a practical course [illegible] college students and competitive [illegible] New revised edition (1977) in press.

ILMI KITAB KHANA

[illegible] Urdu Bazar Lahore

Marfat.com